

بسم الله الرحمن الرحيم

تفسير

جواهر القرآن

از افراد ابر حضر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضر مولانا غلام الحسن رحمۃ اللہ

کتابخانہ رشیدیہ

مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحكيم

مع تنفی
جواهر القرآن

زفادت شیخ التقیہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ

ترجمہ شیخ البند حضرت مولانا محمود الحسن دہلوی

ترسیم، اضافہ

نشیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب

فائدہ موضع قرآن . مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح
فائدہ موضع الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ ماریٹ اولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کاش

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الْفَاكِتَةِ

خلاصہ سورہ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے اُمُّ الْقُرْآن سب سے زیادہ جامع اور مشہور ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُم کے معنی یہاں مغز اور خلاصہ کے ہیں۔ یہ سورت چونکہ ان تمام مضامین کا خلاصہ ہے جو سارے قرآن میں بالتفصیل مذکور ہیں اس لئے یہ سورہ مبارکہ ام القرآن کے نام سے موسوم کی گئی۔ اس کی دو تقریریں ہیں۔ پہلی تقریر مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں اس کی تقریر فرمائی کہ قرآن مجید میں چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) احکام (۴) قیامت (۵) ماننے والوں کے اعمال اور (۶) نہ ماننے والوں کے اعمال۔ اور سورہ فاتحہ میں یہ تمام مضامین بالاجمال موجود ہیں۔ الحمد للہ سے الرحمن الرحیم تک توحید۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ میں قیامت، اِيَّاكَ تَعْبُدُ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں احکام کا بیان ہے کیونکہ تعبد میں عبادت کے تمام طریق اور احکام کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے شریعت کے تمام احکام مراد ہیں صراط الذین انعمت علیہم میں ایک طرف رسالت کا بیان ہے کیوں کہ انعم علیہم چار جماعتیں ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام سرفہرست ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُولَئِكَ الذِّينَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ اُولَئِكَ نَفِیًا رَّحْمَةً اور دوسری طرف ملتے والوں کے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ملنے والوں کو تمہم کے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ اور غیبا مفضوب علیہم ولا الضالّین میں نہ ملنے والوں کا ذکر ہے۔ اس طرح یہ سورت قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے اور اسی بنا پر اس کا نام اُمُّ الْقُرْآن ہے۔

دوسری تقریر دوسری تقریر مولانا مبین علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ نیز تفسیر مواہب الرحمن ج ۱ ص ۱۱۱ میں ہے کہ سارے آسمانی علوم اور قرآن مجید کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔ آہ کیوں کہ مضامین کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں اور حصہ الحمد للہ شروع ہوتا ہے۔ پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے سورہ ناس تک ہے اس حصہ میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوسرا حصہ سورہ انعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے اس حصہ کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ تیسرا حصہ سورہ کہف سے سورہ احزاب کے آخر تک ہے اس میں زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ تخت بادشاہی پر وہ خود متمکن ہے وہی مالک و متصرف اور مختار و کارساز ہے اور وہی برکات و جنہ ہے اور وہ اپنی بادشاہی میں اپنے تصرفات اور اختیارات میں کسی کو شریک نہیں بناتا۔ چوتھا حصہ سورہ سبا سے قرآن مجید کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ قیامت کے دن مالک و مختار صرف اللہ ہی ہوگا۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں ہوگا۔ یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے کیونکہ لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق بطابق قاعدہ مشہورہ کل ذی فروع موصوفی ای کل مبطل محقق شریکین عرب علی اللہ تعالیٰ صفت خالقیت کا اقرار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا يَدْرِي سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ كَيْفَ تَقُولُ اللَّهُ (زخرف ۷۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَيْفَ تَقُولُ اللَّهُ (لقمان ۲۹) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ دوسرا حصہ رب العلمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصہ کی طرف الرحمن الرحیم میں اشارہ ہے یعنی مالک و مختار اور رحمت و عفو پر وہی متمکن ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت شفقت بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں۔

اور چوتھا حصہ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ میں مذکور ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ کل شیء لیباب ولباب القرآن الحواصیہ (خازن ص ۶۵) یعنی ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے۔ اور قرآن کا خلاصہ حواصیہ میں اور تمام حواصیہ کا بطلان سورہ زمر ہے۔ اور سورہ زمر کا دعویٰ ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی ہے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فَاَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ خَالَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (زمر ۲۴) سو آپ خاصا اعتقاد کر کے اللہ کی بندگی کرتے رہیں۔ یاد رکھو عبادت جو کہ شرک سے خالص ہوا اللہ ہی

کے لیے سزا وار ہے اس آیت میں بقرہ فاعبد الدین کے معنی عبادت کے ہیں اور عبادت سے مراد غائبانہ دعا و پکار ہے جیسا کہ ہم مومن میں اس کی وضاحت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
قَادُّوْا لِلّٰہِ مُخْلِصِیْنَ لَہٗ الدِّیْنَ (حکم مومن ص ۷۷) سو تم سب خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو یہاں اعبدا کے بجائے ادعوا فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا کہ عبادت سے مراد دعا و پکار ہے اور پکار عبادت کا جزو اعظم ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ **الدعاء هو العبادۃ اور الدعاء مستخرج العبادۃ**۔ اسی طرح ہم مومن رکوع ۶ میں ہر۔
وَقَالَ رَبُّکُمْ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاَنْ اَذِیْنِیْ یَسْتَجِیْبُوْا عَنْ عِبَادَتِیْ سَیِّئُوْنَ خُلُوْنَ جَہَنَّمَ کہ آخر میں ہم مومن ۶ اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ صرف میری عبادت سے متربا بنا کر تے ہیں وہ عنقریب (مرنے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے) آل حضور علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا عن عبادتی قال عن دعائی (ابن جریر ص ۱۶۶) یعنی عبادتی میں عبادت سے مراد دعا اور پکار ہے۔ اور جو ایم سب سے دعا دعویٰ یہی ہے کہ حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اور صرف اسی سے استمداد اور استانت کرو۔ سورہ زمر کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں **اِیَّاكَ تَعْبُدُ** میں آگیا اور جو ایم سب کا خلاصہ سورہ فاتحہ کے **اِیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ** میں آگیا۔ اس طرح سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں آگیا۔ سورہ فاتحہ کے خلاصہ اور دعویٰ کو سورہ جن رکوع ۲ میں اس طرح بیان فرمایا ہے **قُلْ اِنَّکُمْ اَدْعُوْا اَسْمٰی وَاَنْ اَشْرَکُ بِہٖ اَحَدًا** کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارتا ہوں اور (اس کی پکاریں) کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا ہوں۔ بعینہ اس مفہوم کو علامہ ابن کثیر نے اس طرح بیان فرمایا ہے **الفاتحۃ سورۃ القرآن وسمیٰ ہذا الکلمۃ (اِیَّاكَ تَعْبُدُ وَاِیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ)** یعنی سورہ فاتحہ تمام قرآن کا مغز ہے اور سورہ فاتحہ کا مغز **اِیَّاكَ تَعْبُدُ وَاِیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ** ہے

سوال یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا چوتھا حصہ جو سورہ سب سے شروع ہوتا ہے اس کی ابتدا الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ اور اس حصہ کی دوسری سورت یعنی سگنا طرہ بھی الحمد للہ سے شروع کی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ حصہ میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کے دن کوئی شفیع قہری نہیں ہوگا اور دوسرا یہ کہ عبادت اور پکار صرف اللہ ہی کی چاہیے اور کسی کی نہیں۔ اس طرح یہ دونوں سورتیں آپس میں بھی مرتبط ہو گئیں یعنی جب خدا کے یہاں کوئی شفیع قہری نہیں تو عبادت اور پکار بھی اس کے سوا کسی کی نہیں چاہیے چنانچہ سورہ سبائے شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے اور پھر سورہ یاسین، صافات، اور ص تینوں اس پر متفرع ہیں۔ سورہ تیس میں فرمایا کہ ہم نے بدکردار قوموں کو پکڑا لیا کسی نے ان کو نہ چھڑایا۔ صافات میں بیان فرمایا کہ چھڑانا تو کون جن کے بارے میں چھڑانے کا زعم ہے یعنی انبیاء علیہم السلام وہ تو خود خدا کے سامنے زاری اور عجز و نیاز کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ص میں بیان کیا کہ صرف زاری کمر رہے ہیں بلکہ اللہ کی طرف سے بعض جہانی مصائب میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح سورہ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر زمر اور حوامیم سبعمیں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ سورہ سبأ چونکہ تیس صافات اور ص مبعث مثنیٰ اور سورہ فاطر، زمر اور حوامیم سبعم کا مبدیٰ مثنیٰ اس لیے دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا۔

جس طرح سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں موجود ہے۔ پہلا حصہ لفظ اللہ میں مذکور ہے کیوں کہ اس سے دو مشہور یعنی خالق مراد ہے۔ تیسرا حصہ حسب بیان سابق الرحمن الرحیم میں مذکور ہے جب خالق بھی دی ہے اور مالک بھی تو ظاہر ہے کہ ربی اور رازی رساں بھی وہی ہوگا اس طرح دو حصے صراحتہ اور ایک حصہ اشارۃً بسم اللہ الرحمن الرحیم میں آگیا۔ جن تینوں حصوں کا تعلق دنیا سے تھا وہ بسم اللہ میں آگئے۔ جب دنیا میں سب کا خالق اور پھر سب کا ربی اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو آخرت کا مالک اور وہاں کا متصرف و مختار بھی وہی ہوگا۔ اور پھر ساری بسم اللہ کا خلاصہ بسم اللہ کی ب میں موجود ہے۔ گویا سارے قرآن کا اصل مقصد بار استعانت سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اب کا متعلق محذوف ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم استعینوا متعلق آخر میں اس لیے نکالا گیا ہے تاکہ صحر کا فائدہ دے ای بسم اللہ استعینوا خاصۃً لا بما اشرك بہ المشرکون بن عمرہم وادعوا خاصۃً لا غیر۔ یعنی مضر اللہ ہی کے نام سے استعانت کرو۔ اور اللہ ہی کو غامیانہ حاجات میں پکارو۔ اور مشرکین اور نہ ہی ان کو پکارو۔

تعلیم المستل سورہ فاتحہ کا ایک نام تعلیم المسلم بھی ہے جس کے معنی ہیں "سوال کی تعلیم" سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سوال کی تعلیم دی ہے کہ تم مجھ سے یوں سوال کیا کرو اس لیے اس سورت کو تعلیم المسلم بھی کہا گیا چنانچہ پوری سورہ فاتحہ میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ ساری کی ساری ایک عاجزانہ درخواست ہے جو بندہ اپنے مولا کے سامنے پیش کر رہا ہے پہلے اس کی حمد و ثناء بجالاتا ہے۔ اس کے لائق ہر خوبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے خالق و مالک اور ساری کائنات کا پروردگار اور رحمان و رحیم اور مالک روز جزا ہونے کا اقرار کرتا ہے، اور پھر اپنی بندگی اور بے چارگی کا اعتراف کر کے اس سے سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق مانگتا ہے، یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی انتہائی شفقت اور مہربانی ہے کہ بندوں کو سوال کرنے کا طریق بھی سکھا دیا۔ چونکہ سورہ فاتحہ میں بندوں کو سوال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لیے اس سے پہلے لفظ قُولُوا (یوں کہو) محذوف ہے اور پھر تقریبی اور دعاویہ جملوں کی ابتداء میں بھی قُولُوا محذوف ہے مثلاً قُولُوا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَمَسْتَعِين قُولُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ يَهْدِي صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا الخ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سورہ فاتحہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-
قال تعالى بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أي تَوَلَّى بِسْمِ اللَّهِ الخ ومعناه اللَّهُ استعین خاصة ودعوه خاصة لا غيره واتليس بن كراسمه - نسي هذه الطريق في اصطلاحنا ادما جآ اي استعين بالله الرحمن الرحيم لان الله هو الخالق المالك وفهم المعنى الوصفى من العلم لشهرته بهذا الوصف قال تعالى وهو الله في السما وفي الارض فقال تعالى وهو الذي في السماء اله وفي الارض اله فهو الخالق الملك الرحمن الرحيم - اعلم يا اخي ان جميع القرآن منقسم الى اربعة اجزاء كل بحث يبدأ بالحمد لله الاول من فاتحة الكتاب الى آخر سورة النساء والثاني من الانعام الى آخر سورة بني اسرائيل والثالث من الكهف الى آخر الاحزاب والرابع من السبا الى آخر القرآن - فاجتمعت المضامين الاربعة في الفاتحة والخاتمة في بسم الله الرحمن الرحيم ولفظ اخر تمام القرآن في الفاتحة فان لباب القرآن الحوام والحواميم في حم المؤمن اي ادعوا الله محللين له الدائن كما نبينه في تفسير الحواميم وذكر في السورة السابقة انه تعالى هو الخالق لا غير فاعبدوا الله محللين له الدين وهذا المذكور ثابت في الفاتحة والمقصود من العباد التي اعظم شعائرها الاستعانة فاذا قرأ القارئ بسم الله استعين بتقدیر الجبار فهم خصوا بالاستعانة اي باللّٰه

استحقاق لا بما اشرك به المشركون۔ فالفاخرة جامعة دام للقرآن وهي في البسطة والبسطة في الباء نقل عن علي رضي الله عنه ان العباد في بسمة الله جامعة كذا في المكتوبات للامام الرباني قدس سره والله اعلم بالصواب فشرع القرآن بجمع الاستعانة والاحتياط على قل هو الله احد وقل اعوذ برب الناس فالشروع بالاستعانة منه والاحتياط عليها كذا استشهد به العلماء في الاشجار لا تدرى الى حبة تنبت فالسبأ والمنتزه في الثمرة التي هي الحبة وهذا يشعران المبدأ منه واليه المرجع والمصير الحمد لله توفيقه في تفسيره وادفون في كتابوں میں یہ بحث نہایت تفصیل سے مذکور ہے الحمد میں الف لام استغراق کے لیے ہے پھر اس پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ختم ہونے پر نہیں آتا مثلاً اس پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر الف لام استغراق کے لیے ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا تمام صفاتوں اور خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہذا اللہ کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی میں بھی کوئی صفت اور خوبی موجود نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق میں بھی ہزاروں صفاتیں موجود ہیں اور خود قرآن میں مخلوق کی صفاتیں بیان کی گئی ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی صفاتیں مثلاً روف ورحیم، سراج منیر و بشیر و نذیر وغیرہ قرآن میں موجود ہیں آپ کے سوا انبیاء علیہم السلام کی کئی صفات مومنین صالحین اور حضرت جبریل علیہ السلام کے بعض اوصاف کا بھی خود قرآن مجید میں ذکر موجود ہے۔ علاوہ ازیں کافروں میں بھی بعض قابل تعریف خوبیاں موجود ہوتی ہیں

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مخلوق میں جو صفات ہیں ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے نیز صفات عارضی ہوتی ہیں یعنی مخلوق کی موت و فنا پر وہ صفاتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ دائمی اور مستقل نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ کی صفات دائمی اور مستقل ہیں۔ ان کو فنا نہیں وہ ازل اور ابدی ہیں۔ مخلوق کی صفات کا سرچشمہ اور ان کا خالق اور معطی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مخلوق کی تمام صفات کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے اس لیے تمام مقبول اور خوبیوں کا مالک اور سرور اور حقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے

لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص طرز کے مطابق کہ ہر لفظ اور آیت کی ایسی مراد بیان کی جائے کہ جس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہو سکے فرماتے ہیں کہ الحمد میں الف لام استغراق کے لیے نہیں بلکہ جس اور عہد خارجی کے لیے ہے۔ اور قاعدہ نحو کے مطابق الف لام کا حقیقی معنی ہے ہی جنس اور عہد خارجی استغراق کو تحقیق نے الف لام کا مجازی حمل قرار دیا ہے۔ اور اس سے صرف وہی حقا مراد ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ متفق ہیں اور مخلوق میں نہیں پائی جاتی ہیں یعنی صفات کار سازی یا بالفاظ دیگر صفات فاعلیہ یا صفات مافوق الاسباب مثلاً مالک و متصرف و کار ساز حاجت روا و مشککشا اور دور و نزدیک سے یکساں طور پر سب و بصیر ہونا وغیرہ مطلب یہ ہے کہ تمام صفات الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ متفق ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس صورت میں نہ کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ ہی جواب دینے کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جاہا اپنی صفات الوہیت بیان فرمائی ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:-

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ (نمل ۷۵) کہہ دیجئے اللہ کے سوا نہ آسمان و نہ غیب جانتے ہیں نہ زمین و نہ

و آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت علم غیب کا ذکر ہے جو صفات الوہیت میں سے ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے: اَللّٰهُ يَخْفٰى عَنِ الْاَبْصٰرِ فَلَا يَشْفٰى لَهٗ الْاَبْصٰرُ وَ اَنْ يُّرٰى فَاَنْ يُّخْفٰى فَلَا رَآى يَفْضَلُہٗ (یونس ۱۱۶) اس میں بیان فرمایا کہ نقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ساری مخلوق پر صبح و شام مختلف انعامات کی جو بارش ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا: وَمَا بَكْرٌ مِّنْ تَعْمِيَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (نحل ۷۷) یعنی ہمارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ایک جگہ فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اذْكُرْ وَاَنْعَمْتَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ خَلَقَ عَبْدٌ لِّكَ يَوْمَ تَكُونُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ فَاطَمَةُ اَمَةٌ لِّكَ وَ لَوْدُ اللّٰهِ وَ لَوْدُ اللّٰهِ وَ لَوْدُ اللّٰهِ تَمَّ بِكَ هٰذَا۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے۔ جو زمین و آسمان سے تمہیں روزی مہیا کرتا ہے۔ (یاد رکھو) اس کو سوا کوئی معبود نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق و رزاق اور نعم و مرہی ہونے کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ اور مذکورہ بالا تمام صفات الوہیت ہیں۔

ان کے علاوہ اور سینکڑوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ بیان کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تمام صفات مافوق الاسباب ہیں اور عالم غیب سے تعلق رکھتی ہیں یہاں یہ بات سمجھ لی جائے کہ نظام عالم میں جو کام ہو رہے ہیں وہ دو عالموں سے خالی نہیں ہیں وہ یا تو ماتحت الاسباب میں یعنی اپنے اسباب عادیہ کے تحت انجام پذیر ہو رہے ہیں مثلاً جینیاتی و شغلی رکھنے والا آدمی اپنے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے اور قریب جو اڑن سائنس سکتا ہے یا مثلاً ایک آدمی اناج یا پھل اگانا چاہتا ہے تو وہ اس کام کے لئے اسباب استعمال کرتا ہے یعنی زمین میں ہل چلا کر سے قابل کاشت بناتا ہے پھر اس میں بیج ڈالتا ہے اسے پانی دیتا ہے اس کی ملائی وغیرہ کرتا ہے۔ یہ تمام اسباب عادیہ ہیں ان کو استعمال میں لائے بغیر کام نہیں بن سکتا۔ دوسری قسم کے کام وہ ہیں جو مافوق الاسباب میں یعنی ان اسباب عادیہ سے بالاتر ہیں مثلاً ساری کائنات کے ذرے ذرے کو ہر وقت دیکھنا زمین و آسمان کی جہی ہوتی تمام چیزوں کو ہر لمحہ مشاہدہ کرنا اسباب عادیہ سے بالاتر اور مافوق ہے اسی طرح زمین کے پتے پتے پر سے ہجرت اور جنموں کو شوق کر کے ان سے پودوں کی شاخیں نکالنا انسانی دسترس سے باہر اور اسباب عادیہ سے بالاتر ہے تو حاکم ہو گا کہ انسانی دسترس میں صرف وہی کام ہیں جو ماتحت الاسباب میں مافوق الاسباب سارے امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے تحت داخل ہیں لہذا الحمد للہ سے مراد وہ تمام صفات ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی مافوق الاسباب تمام صفاتیں اور خوبیاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ متفق ہیں اور ان میں سے ایک صفت اور ایک خوبی بھی اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ مشرکین مگر چونکہ انہی صفات الوہیت یا مافوق الاسباب صفات ہی میں اپنے معبودوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ اس لئے الحمد میں مشرکین کے اسی خیال باطل کی تردید فرمائی گئی ہے کہ تمام مافوق الاسباب صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں جملہ الحمد للہ واقع ہوا ہے وہاں سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مشرکین کے اسی خیال کی تردید ہے کہ ان کے معبود معبود مافوق الاسباب صفات کے حامل ہیں چنانچہ سورۃ انعام ۷۵ میں ارشاد ہے: فَقَطِّعْ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یعنی ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کار سازی کا ذکر فرمایا ہے مثلاً مصیبت کے وقت وہی حکم آتا ہے، خدا کی گرفت زبردست ہے، ظالموں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ آخر میں فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی یہ تمام صفات کار سازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہاں اگر الحمد کو صفات کار سازی سے متعلق نہ کیا جائے تو قبل سے اس آیت کا کوئی ربط باقی نہیں رہتا۔ اور سورۃ نمل ۷۵ میں ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰوَةٌ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِيْنَ اَعْطٰہُمْ (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سرور اہل بیت اور اس کے بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے) اس آیت سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے کہ اس تکذیب کرنے والی قوم کو کس طرح تباہ کیا گیا اور ایمان والوں کو کس طرح بچایا گیا چنانچہ ارشاد ہے: اَنَّا دَعَرْنٰہُمْ وَ قَوْمُہُمْ اَجْمَعٌ (ہم نے ان کو غنڈھوں اور ان کی ساری قوم کو تباہ کر دیا) اور مومنین کے پاس میں فرمایا: وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۔ (اور ہم نے ان ایمان والوں کو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے تھے بچایا،

اس کے بعد مؤمنین لوط اور منکرین لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا قَدْ نَجَّيْنَاهُ وَآهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ اتَّوَمَّ لَهَا لُوطٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اس کے اہل کو اس کی بیوی کے سوا بچا لیا، اور قَدْ مَطَّرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا اور ان کے منکرین پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا حضرت صالح اور حضرت لوط علیہما السلام اور ان کی مومن قوم کو نجات دینے اور ان کے منکرین کو تباہ و برباد کرنے کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا۔ فَلْيَلْحَقِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ أَهْلُطُوا یعنی نیک بندوں کو سلامتی عطا کرنا اور کافروں کو ہلاک کرنا یہ صفیلین اللہ ہی کی ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی تو نازل ہوتی ہے لیکن وہ کارساز اور منصرف و مختار نہیں ہوتے۔

اور سورہ جاثیہ کے آخری رکوع میں ارشاد ہوتا ہے۔ **قُلْ لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** ۔ رسول تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا مالک تمام جہانوں کا، یہاں بھی صاف فرمادیا کہ زمین و آسمان کا مالک و مختار اور ساری کائنات کا کارساز اللہ ہی ہے اور صفات کا رسانی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔

اور سورہ صافات میں انبیاء علیہم السلام کے مختلف واقعات بیان کرنے کے بعد آخر میں فرمایا۔ **وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** (اور سلامتی ہے تمام پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) مطلب یہ کہ تباہی اور عذاب سے رسولوں کو سلامت رکھنا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے پیغمبروں کا نہیں حاصل یہ کہ تمام مافوق الاسباب اور غائبانہ طاقتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمام صفات الوہیت اسی کی ذات مقدسہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین نے اپنے زعم باطل میں اللہ کے جن پیغمبروں اور نیک بندوں کو غائبانہ اور مافوق الاسباب طاقتوں میں خدا کا شریک سمجھ رکھا ہے وہ خود اللہ کے محتاج ہیں۔ اور اڑے وقت ان کے کام نہیں آسکتے۔

۱۷ رَبِّ الْعَالَمِينَ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کا اسم علم ہے لیکن یہاں اس سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مع صفات باقیہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی دلیل بھی اس میں موجود ہے یعنی تمام صفات کار سازی اور تمام اوصاف الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ وہ خالق ہے وہ رب العالمین ہے۔ وہ رحمان و رحیم ہے اور وہ مالک روز جزا ہے۔ اور اس کے سوا زمین و آسمان میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو ان تمام صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت سے متصف ہو۔ سورہ انعام رکوع نبرا میں ارشاد ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّجُوْمَ (تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے زیبا ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور اندھیروں اور اجالے کو بنایا، اس میں الذین موصول اپنے حلد سے مل کر بمنزلہ علت ہے یعنی جب آسمانوں اور زمین کا خالق اور اندھیروں اور اجالے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ تو صفات کار سازی بھی اسی کی ذات سے مختص ہیں کسی اور کلاس میں کوئی حصہ نہیں۔ اس کے متصل بعد فرمایا۔ شَرَعَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِیَّ رَبِّہِمْ یَحْجِبُوْنَ (پھر افر لوگ (اپنے باطل معبودوں کو) اپنے پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اس سے بھی اسی حقیقت کو واضح فرمایا کہ جب ارض و سما را و ریل و نہار کا خالق اللہ ہے تو صفات کار سازی کا مالک بھی تنہا ہی ہے۔ اگر اس کے سوا کوئی اور خالق نہیں تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کے سوا کار ساز اور مافوق الاسباب متصرف اور مختار بھی کوئی نہیں مگر یہ ہے کہ الحمد للہ ایک دعویٰ ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام صفات کار سازی کا مستحق صرف اللہ ہے اس کے بعد رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰہُ حَمْدُہُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور اَللّٰہُ یَوْمَ الدِّیْنِ سب اس دعویٰ کی دلیل ہیں۔ ۱۸ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لفظ اللہ سے چونکہ وصفی معنی مروی ہے یعنی خالق اس لئے اس کی مناسبت سے اس کے بعد دوسری صفت رب العالمین لائی گئی کیونکہ مخلوق اپنی وجود کے لئے باری تعالیٰ کی محتاج ہیں طبع و نفاذ وجود کے لئے رب اور پروردگار کی محتاج ہے۔ دیکھئے معنی ہیں ہر چیز کو بندہ کچھ اس کی حکمت مال کی پہچانے والا اور موقع کے مطابق اس کی ضرورتیں مہیا کرنے والا اور اسے زلوں سے بچانے والا ایسا کلام سنی حنفی نے امام واسطی سے نقل کیا ہے ہوا الخالق ابتدا اور مرقی غذا اور الخافرا تہما۔ و ہوا اسم اللہ الاعظم (عبارت ۱۷)

اَلْعَالَمِيْنَ عالم کی جمع ہے اور اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہاں اس سے مراد چیز مراد ہے جس کے وجود سے خالق کائنات کے وجود پر استدلال کیا جاسکے خواہ وہ انسان ہو یا دیگر حیوانات، نباتات ہوں یا جمادات۔ چنانچہ امام نسفی فرماتے ہیں وَالْعَالَمِ كُلِّ مَا عِلْمُهُ بِالْخَالِقِ مِنَ الْاَجْمَادِ وَالْحَيَوَانِ وَالْاَعْرَاضِ اَوَّلُ مَوْجُودٍ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰی اَمِّیْ بِهٖ لَانَّهُ عِلْمٌ عَلٰی وَّجُودِهِ الْخَمَرُ (مدارک صفحہ ۱۱) عرض ہے کہ ہر وہ چیز جو خلقت و وجود میں بل بوتہ پر ہے اور جس کا انسان آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یا دیگر حیوان اس کے ذریعے ان کا وجود محسوس کر سکتا ہے۔ وہ سب الْعَالَمِیْنَ کے جامع لفظ میں داخل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نظام ربوبیت مخلوق کی ہر نوع کو شامل ہے اور کائنات عالم کا ایک ذرہ بھی اس کی ربوبیت سے مستثنیٰ نہیں جس طرح ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح ہر چیز کا مربی اور محافظ بھی وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت

تمام انسانوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ نطفہ سے لے کر طفل تک اور طفل سے لے کر بڑھاپے تک تمام منازل سے انسان کو وہی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک نکتہ نہایت مختصر سے اس حقیقت کو بیان فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضَعِیْفٍ وَجَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعِیْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ مَّضْعَفًا وَتَشَبَّہَ لَکُم مَّائِثَاتُ السَّاعِۃِ ۗ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (روم ۶)

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو ناتوانی کی حالت میں پھر ناتوانی کی حالت کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپہ کیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جانتے والا قوت رکھنے والا ہے زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کے ذرے ذرے کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوْرَکُمْ ۗ وَتَعَابَ (تغاب ۱)

اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا اور عمدہ نقشہ بنایا اور ایک جگہ فرمایا خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدْ کَانَ تَقْدِیْرًا (فرقان ۲) اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کو الگ الگ اندازہ پر رکھا۔ اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ (زمرہ ۶) واللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے) ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ عالم کے ذرے ذرے کا خالق اللہ ہی ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور خالق نہیں اسی طرح اللہ کی ربوبیت بھی عام ہے اور ساری کائنات اسکے نظام ربوبیت کے تحت داخل ہے چنانچہ اللہ نے اپنی ربوبیت عامہ کا اس طرح اعلان فرمایا ۱۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (شعراء ۲۷) وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہے اس کا اور ایک جگہ فرمایا۔ قَدْ اَخْبَرَ اللّٰهُ اَبْنٰی رَبِّا وَهُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ (انعام ۲۰)۔ کہدینے کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کیلئے تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ انسان اور دیگر حیوانات کیلئے اللہ کی طرح روزی بہم پہنچاتا ہے۔ اس کا ذکر اس طرح فرمایا کُلِّیْ نَظْرًا لِّسَانٍ اِلٰی طَعَامِهِ اَنَّا صَبَبْنَا الْمُنٰۤءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنٰهُ اِلَیْکُمْ شَعًا فَاَنْبَتْنَا فِیْہَا حَبًّا وَّعَبَا وَقَضَبًا وَزَيْتُوْنَ وَخُلًّا وَحَدًا ۗ اِنَّ عَلٰی ذٰلِکَ اٰیٰتٍ لِّکُمْ لَئِنْ کُنْتُمْ اِنْسَانًا لَّکُمْ عِلْمٌ (عبس ۱) سو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھے کہ ہم نے عجیب طور پر یہ مانی

ہے اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ یہ دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور دونوں میں مبالغہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور دونوں رحم سے مشتق ہیں مفسرین کرام نے دونوں لفظوں کے مفہوم میں اختلاف طریقیوں سے فرق بیان فرمایا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ رحمان دنیا کے اعتبار سے ہے اور رحیم آخرت کے اعتبار سے یعنی دنیا میں اس کی رحمت مومنوں اور کافروں کے لیے عام ہے۔ دنیا میں دنیوی فوائد سے مومن اور کافر یکساں طور پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ اس کی صفت رحمان کا اثر ہے اور آخرت میں اس کی رحمت مومنوں کے ساتھ مخصوص ہوگی اور کافراں سے محروم رہیں گے۔ یہ اس کی صفت رحیم کا اثر ہوگا۔ جاء فی الدنیا یا رحمن الدنیا لانہ یعلو من والکافر ورحیم الاخوة لانہ یخص المؤمن (مداد ص ۱۷۷ ج ۱)، حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دونوں صفتوں ایک نہایت لطیف فرق بیان فرمایا کہ رحمان اس موصوف کو کہتے ہیں جو بالفعل رحمت کر رہا ہو اور جس کی رحمت کائنات کے ذرہ ذرہ کو شامل ہو اور رحیم صیغہ صفت مشبہ اس ذات کو کہتے ہیں۔ رحم جس کی صفت لازمہ اور خصوصیت ذاتیہ ہو صفت عارضہ نہ ہو تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو بالفعل ہر آن میں اپنی ساری مخلوق پر رحم فرما رہا ہے۔ یہ رحم اس کی ذات پاک کو لازم ہے اور اس کی صفت ذاتیہ ہے۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے کیلئے رحمان کے بعد رحیم کو بھی ذکر کیا گیا۔

زمین زمین و آسمان کے درمیانی خلا میں بلکہ زمین کے پیٹ میں بھی اس نے اپنی رحمت و نعمت کے بے شمار خزانے اپنی مخلوق کے لیئے چھپی کر رکھے ہیں۔ جو محض اس کی شفقت سے اور مہربانی سے زمین کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور اس کی ساری مخلوق ان سے فائدہ اٹھاتی ہے زمین کی سطح پھلوں پھولوں، غلہ، ترکاریوں اور میووں سے مالا مال ہے اور پانی کے شفاف اور شیریں چشمے اس کے پیٹ سے اہل کر اس کی سطح پر بہہ رہے ہیں۔ اور زمین کی گہرائیاں سوئے چاندی اور دیگر قیمتی معدنیات سے پھریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشَى الْفَاكُ الْبَاقِي فِي ذَلِكَ لَا يَبْتَغِيكَوْنَ. وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مِّنْ مَّجْدُورٍ وَجَنَّتْ مِّنْ عَنَابٍ وَدَرْجٌ وَنَخِيلٌ صُفْوَانٌ وَغَيْرُ صُفْوَانٍ يَسْتَقِي مِمَّا رَوَّاهُ وَقَدْ حُدِّدَتْ لَهَا مَجْعَتُهَا عَلَى الْبَحْرِ فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (سورہ رعد ط ۱) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کیے۔ شب کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ بیشک ان (مذکورہ بالا امور) میں سوچنے والوں کے لیے (توحید کے) دلائل موجود ہیں اور زمین میں پاس پاس مختلف خطے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں سے بعضی تو اُدھر جا کر دو تھے ہو جاتی ہیں۔ اور بعضی میں دو تھے نہیں ہوتے۔ سب کو ایک ہی طرف کا پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور میں بھی، سمجھداروں کے لیے (توحید کے) دلائل ہیں (

۱۵ ملکہ یوم الدین لفظ دین قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات میں پوری شریعت کو دین کہا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے وَمَنْ يَكْتُمْ غَيْرَ
اِسْلَامِهِ دِيْنًا فَكَانُ يَتَّقِلُ يَوْمَئِذٍ اِلهَ (ال عمران ۹۶) یعنی جس نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو پسند کر لیا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اکثر جگہوں میں الدین اللہ
کی توحید، اس کی خالص عبادت اور پکار کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ یوسف رکوع ۵ میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ اَظْهَرَ اَلْاَمْرِ
لِلّٰهِ اَمَّا لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا سَيِّدَ هٰذَا هٰذِهِ الدِّيْنُ الْقَيُّمُۃ نہیں حکم نما اللہ کے لیے اس نے حکم دیا ہے کہ مت عبادت کرو اس کے سوا کسی کی یہی ہے دین مکمل سورہ زمر رکوع ۱ میں فرمایا اَلَا لِلّٰهِ
الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص عبادت اور پکار۔ اور سورہ حم مومن رکوع ۱۰ میں فرمایا قَادَعُوا اللّٰهَ مَخْلُوعِيْنَ اَكُمُ الدِّيْنِ وَكَوْكَرَةَ الْكُفْرُوْنَ ۝
۲ سوال اللہ کو پکارو خالص کر کے اس کے لیے عبادت کو گو کہ افراد کے لیے ناگواری کیوں نہ ہو۔ مگر جہاں لفظ الدین یوم کا مضاف ہو وہاں اس کے معنی جزا کے ہوتے ہیں جیسا کہ هٰذَا الدِّيْنُ

میں ہے۔ یعنی روز جزا کا مالک اس دن میں تمام تصرفات اور اختیارات کا واحد مختار اور اعمال کی جزا و سزا مقرر کرنے والا اور اعمال پر نیک و بد نتائج مرتب کرنے والا اور اختیار رکھنے والا یہ مذکور دعویٰ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی تیسری دلیل ہے۔

روز جزا کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور نظام ربوبیت کے تحت ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا جیسا کہ دیکھو خوشی اور تری پر اس کی رحمت اور نعمت کی چادریں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اس نے روح کی نشوونما کا انتظام بھی فرمایا اور راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم بتانے کے لیے کتابیں اور رسول بھیجے اور آخر میں اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرما کر نعمت اسلام کی تکمیل فرمادی۔ اس سارے نظام ربوبیت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک ایسا دن ضرور ہونا چاہیے جس میں اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ کس اللہ کی ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا اور کس نے ناشکری کی۔ کس نے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت پر عمل کیا۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کی اور کس نے اس کی ہدایت کو اور اس کے احکام کو ٹھکرایا۔ ایسا دن تو دنیا میں ہو نہیں سکتا کیوں کہ یہ دارالعمل ہے اس لیے لامحالہ ایسا دن دنیا کے اختتام پر ہی ہو سکتا ہے اسی دن کا نام یوم الدین ہے اور اسی کو یوم آخریا اور روز جزا وغیرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دن دنیا کے ختم ہونے پر آئے گا۔ اور اس میں نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن میں ہر قسم کے تمام اختیارات صرف اللہ کے قبضہ میں ہوں گے۔ وہاں مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار یا اقتدار حاصل نہیں ہوگا۔

اہل کتاب کا تصور آخرت اہل کتاب کے علماء و سواران کے اجبار و رہبان اور ان کے پیروں اور پادریوں کو چونکہ حق چھپانے، غلط بیانی کرنے اور تورات اور انجیل کی آیتوں میں لفظی اور معنوی تفریقیں اور تبدیلیاں کرنے کی عادت پر چکی تھی اس لیے انہوں نے اپنے عوام میں بہت سے غلط عقائد پھیلا رکھے تھے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا ان کے کرتوتوں کو ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدیہ اس سے عبرت حاصل کرے چنانچہ ارشاد ہے: **ثُمَّ لَنُخَذِّرَنَّ شُرُوكَ مِنْ بَعْدِكَ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ** (بقرہ ۶۴) پھر وہ اسے سمجھ لینے کے بعد بدل ڈالتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا: **ثُمَّ لَنُخَذِّرَنَّ شُرُوكَ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ** (بقرہ ۶۴) گدڑی نشینوں کو حق پوٹنی سے منع فٹتے ہوئے فرمایا: **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ بَالِغًا إِلَىٰ آلِ بَابِلَ وَكَانُوا كَذِبًا** (آل عمران ۷۵) کیوں منکوحہ کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کہوں چھپاتے ہو حق کو محالاً نہ تم جانتے ہو۔ یہود اور نصاریٰ کے اجبار اور رہبان سورہ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور کئی دوسرے ذرائع سے حرام مال بھی کھاتے تھے **سَمِعْتُمْ لِلْكُفْرِ لِلْكُفْرِ** (مائیدہ ۶) یہ لوگ غلط باتیں سننے کے عادی ہیں۔ بڑے حرام خورد ہیں۔

اہل کتاب کے پادریوں اور صوفیوں نے آخرت کے بارے میں ایک نہایت ہی غلط تصور عوام کے ذہن نشین کر رکھا تھا۔ اپنے متعلق تو انہوں نے عوامی ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی تھی کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں اور اللہ کے بیٹے ہیں یعنی جس طرح باپ کی صفات بیٹوں میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی صفات ہم میں موجود ہیں۔ اس آخرت میں ہمیں تو کسی قسم کا عذاب ہوگا ہی نہیں **وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ** (مائیدہ ۳) یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اور عوام کو انہوں نے یقین دلایا کہ عذاب جہنم ان کے لیے رہزور ہے ان کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ **قَالُوا لَنْ نَبْذُلَكَ الْجَهَنَّمَ إِلَّا مَنَ كَانُ هُوَ دُونَكَ** (بقرہ ۱۲) انہوں نے کہا کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو یہودی ہوگا یا نصرانی۔ اور عوام کو انہوں نے یہ بھی باور کر رکھا تھا کہ اگر ہم کو عذاب ہو بھی تو صرف چند دنوں کے لیے ہوگا اور ہمیشہ کے لیے ہم عذاب میں نہیں رہیں گے **قَالُوا لَنْ نَبْذُلَكَ الْجَهَنَّمَ إِلَّا مَنَ كَانُ هُوَ دُونَكَ** (بقرہ ۱۲) انہوں نے کہا کہ ہمیں تو صرف چند دن عذاب کئے گا مگر اہل کتاب کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ان کے پیروں پادری حاجت روا، مشکل کشا اور شفیع غالب ہیں اور قیامت کے دن ان کو عذاب سے بچالیں گے۔ **لَا تَحْزَنْ وَأَنْتَ خَيْرٌ مِّنْ آلِ إِسْرَافٍ** (سورہ ۱۱۰) انہوں نے اپنے پادریوں اور پیروں کو اور مسیح بن مریم کو خدا کے سوار بنالیا تھا۔ سورہ فاتحہ میں جس طرح دو سحر باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے اسی طرح **يَوْمَ هِيَ بِلَا إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ** سے اہل کتاب کے غلط تصور آخرت کی تردید فرمائی کہ قیامت کے دن کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کے ہاتھ میں سب کا حساب و کتاب اور عذاب و ثواب ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھ رہے ہو اور ان کو مالک و شافع غالب مان رہے ہو اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن وہ خدا کے عذاب سے بچیں گے قیامت کے دن ان کا کوئی زور نہیں چلے گا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کوئی بات منوا سکیں گے۔ کیونکہ صرف وہی کر سکتا ہے جو مالک مختار ہو۔ اور قیامت کے دن کا مالک صرف اللہ ہی ہے اور سب کے نیک و بد اعمال کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ اس لیے وہی لوگوں کے اعمال کی جزا و سزا کا مالک ہے وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے اس کے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ اعمال کا حساب لے اور ہر ایک کے حسب حال اور حسب نیت نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دے۔

یہود و نصاریٰ کے اس غلط تصور آخرت کا قرآن مجید میں تفصیلاً بھی رد کیا گیا ہے چنانچہ اہل کتاب کے اس باطل عقیدے کے رد میں کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: **لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا نَبِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَكْبُدْ لَهُ مَن دُونِ اللَّهِ وَلَيْسَ وَلَا نَبِيًّا وَلَا نَصِيرًا** (نساء ۸۶) یعنی نجات نہ تو تمہاری خواہشات پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوں پر بلکہ مالک الملک کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی بھی برائی کرے گا اسے ضرور اس کا بدلہ ملے گا اور پھر وہاں اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں پائے گا۔ اور ایک جگہ فرمایا: **بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهَا حَسْبُهُ فَا تَطَّلِعُ عَلَىٰ خِطْيَتِهِ فَا تَطَّلِعُ عَلَىٰ خِطْيَتِهِ فَا تَطَّلِعُ عَلَىٰ خِطْيَتِهِ فَا تَطَّلِعُ عَلَىٰ خِطْيَتِهِ** (آل عمران ۸۱) اے اللہ! انہوں نے اپنی گناہوں کو گناہوں سے گھیر لیا یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے یہ لوگ جنتی ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس آیت میں لفظ حسب سے اس طرت اشارہ ہے کہ نجات اور عذاب اور ثواب و عقاب کا تعلق عمل سے ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ اعمال تو برے ہوں اور شرک ہے ملوث ہوں۔ لیکن کسی پیغمبر، ولی یا بزرگ کی مدد اور سفارش سے نجات مل جائے بلکہ وہاں تو اس اصول پر عمل ہوگا۔ جیسا کہ روئے دیا پاؤ گے **يَوْمَ هِيَ بِلَا إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ** میں لفظ **مَالِكٍ** سے اس طرت اشارہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اعمال کی جزا و سزا عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی مجبور نہیں بلکہ وہ مالک ہے اور اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے اس کے سامنے کسی کو چوں چہ اکرنے کی جرأت نہیں۔

دنیا و آخرت کا مالک و مختار دنیا اور آخرت میں مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ **لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ** (انبیاء ۲۳)۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی

باز پرس نہیں کر سکتا اور اردوں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔ دنیا میں اگرچہ اللہ کے سوا کوئی مالک مختار ہونے کے مدعی بن گئے اور مشرکین نے بھی اپنے معبودوں کو مالک و مختار سمجھے رکھا۔ مگر آخرت میں مشرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ غلطی پر تھے۔ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی مالک مختار نہیں تھا۔ فرعون اور نمرود جیسے سرکش حکمرانوں کو بھی قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سب عوے غلط تھے اور آج وہ بالکل بے بس اور بے یار و مددگار ہیں۔ ان کے اختیار میں کچھ نہیں اور تمام معاملات صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (الانفطار ۱) اس دن کوئی جان کسی جان سے کوئی اختیار نہیں رکھے گی اور حکم صرف اللہ ہی کا ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں مالک مختار صرف اللہ ہی ہے۔

عِبَادَتِ رَبِّكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ تَسْتَعِينُ سورۃ فاتحہ میں یہ آیت مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اِیَّاكَ تَعْبُدُ میں اِیَّاكَ معنوں کو تَعْبُدُ فعل پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ صراحتاً نداء دے اور مطلب یہ ہو کہ عبادت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی کی عبادت اور پکار نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ وہ سارے خدائے کے حکم سے اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح اِیَّاكَ تَسْتَعِينُ میں نداء صر کے یہ معنوں کو فعل پر مقدم کیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مدد صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی سے مانگنا فرق الاسباب امور میں مدد نہیں مانگنی چاہیے۔ امام ابن کثیر بعض بزرگوں نقل فرماتے ہیں کہ سارے قرآن کا مرکزی حصہ سورہ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ کا مرکزی حصہ اِیَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ تَسْتَعِينُ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ الفاتحة تسمى القرآن دس ہا، هذه الكلمة (ایا ک تعبد وایا ک تستعین) (ابن کثیر ص ۱۷۲)

عبادت کے مفہوم عبادت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں ایک عبادت نفل یعنی انتہائی عاجزی اور ذلت دوم عبادت تعظیم لیکن اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ کہ معبود کو غالباً نقص عبادت کا ذرہ ذرہ اس پر کشف ہوا اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے ظاہر و باطن سرور و غنائیہ کو وہ اچھی طرح جانتا ہو (۳) یہ کہ وہ مالک و مختار و تصرف فی الامور اور اقتدار اعلیٰ کا مالک ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں اپنے لئے استحقاق عبادت و پکار کا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنی اپنی دونوں صفوں کو اس کی علت قرار دیا ہے اور جہاں کہیں غیر اللہ سے عبادت و پکار کی نفی کی ہے وہاں غیر سے دونوں صفوں کی نفی فرمائی ہے کہیں دونوں صفوں کی نفی ہے اور کہیں صرف ایک کی۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ رَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْخِزْيُ الْأُولَى وَالْآخِرَةُ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (قصص ۷۷)

دوسری جگہ فرمایا کہ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ وَمَنْ ذَرَابَعُ لِقَوْلِ رَبِّكَ يُعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ (آلہ ۱)۔ اسی کی ملک میں ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں۔ اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو جیسے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے۔ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَرَأْسُ الْعَرْشِ لَا يَرُوحُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَوْمَئِذٍ يَعْلَمُ مَا يُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ (هود ۱۰)

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی بھی غیب کی باتیں ہیں۔ ان سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو اور نہ تھرا رہو ان باتوں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ ان کے علاوہ آیت الکرسی اور دوسری کئی آیتوں میں بھی یہ مضمون وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ان تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ان دونوں صفوں کا ذکر فرمایا کہ وہ تصرف و مختار ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے تمام معاملات اور سارے کارخانہ عالم کی تدبیر اور پورا نظام عالم اسی کے زیر اقتدار ہے۔ اور زمین و آسمان کے تمام غیوب کو جاننے والا بھی وہی ہے اور تینوں جہوں میں دونوں مقنن بیان کرنے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ جب عالم الغیب اور تصرف و مختار اللہ ہے تو معبود بننے اور پکار سے جانے کے لائق بھی صرف اللہ ہی ہے۔ تمام صفات کار سازی بھی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ لہذا تم اسی کی عبادت کرو۔ اسی کو پکارو۔ اسی کے آگے جھکو اور اسی سے مانگو جو کچھ بھی مانگو۔ ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کر کے صفات صفات ان کے رد پر الجھکار فرمایا کہ تم ایسے بے بس اور بے چارے معبودوں کو پکارتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کا بھی پورا پورا اختیار نہیں رکھتے اور نہ تمہارے حالات کو جانتے اور نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ اور اس خداوند قادر و علام کو چھوٹ ہو جو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ اور تمہارے نفع اور نقصان کا بھی پورا پورا اختیار رکھتا ہے۔ قُلْ اَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَآلًا نَّفْعًا وَاِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْخَبِيرُ (مائیدہ ۱۰) کہہ دیجئے کیا تم خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع پہنچانے کا مالک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جانتے سنتے والا ہے۔

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر قول اور فعل، دعا اور پکار، ثنا اور تعظیم، رکوع اور سجود، قیام اور قعود وغیرہ جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ ہو کہ معبود کو مافوق الاسباب ہمارے تمام معاملات پر غیبی قبضہ اور تسلط حاصل ہے۔ اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے وہ عبادت ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم نے عبادت کی تعریف کو ایک جامع تعبیر سے حسب ذیل عبارت میں بیان فرمایا ہے العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطة غيبية تهيئ له على النفع والضرر فكل ثناء ودماء وتعظيم يصاحبه هذا الاعتقاد والشعور بضعف عبادة (مدارج السالكين ص ۷۵) یعنی عبادت اس اعتقاد اور شعور کا نام ہے کہ معبود کو ایک غیبی تسلط حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ نفع و نقصان پر قادر ہے۔ اس لیے ہر عرف ہر پکار اور ہر تعظیم جو اس مذکورہ اعتقاد و شعور کے ساتھ ہو وہ عبادت ہے

تقریر بالا سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا کہ تعظیم و تکریم اور عزت و احترام تو اللہ کے سوا اوروں کا بھی کیا جاتا ہے۔ خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم تو ساری امت پر فرض ہے اسناد اور پیرو مشرک کا ادب و احترام بھی لازم ہے۔ اور والدین کی تعظیم و تکریم بھی ضروری اور لایموری امر ہے۔ لہذا اگر تعظیم و تکریم اور عزت و احترام کا نام عبادت

ایک شبہ کا جواب

ہے تو پھر یہ بھی عبادت ہوگی۔ حالانکہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم صرف وہی عبادت ہے جس میں معبود کو مافوق الاسباب عینی طور پر متصرف اور مختار اور عالم الغیب سمجھا جائے اور اگر معظم و محترم ہستی کو صفات بالا سے منصف نہ مانا جائے تو یہ تعظیم عبادت میں داخل نہیں۔ اس لیے ایسی تعظیم غیر اللہ کی بھی جائز ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تعظیم میں ایک وہ جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے دوم وہ جو غیر خدا کے لئے بھی جائز ہے۔

تعظیم کی پہلی قسم

پہلے آیات قرآنیہ سے بوضاحت مذکور ہو چکا ہے کہ معبودیت کے لئے دو شرطیں ہیں ایک متصرف و مختار اور قدرت کاملہ کا مالک ہونا دوم زمین و آسمان کی تمام ظاہر اور بھی ہوئی چیزوں کا عالم ہونا۔ علامہ ابن قیم کی جو عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جسے علم اوقاف کے اعتبار سے تمام مخلوق پر غیبی تسلط حاصل ہو جس کی وجہ سے وہ نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔ لہذا تعظیم کا ہر وہ طریقہ خواہ وہ حمد و ثنا ہو یا دعا و پکار، رکوع و سجود ہو یا کچھ اور جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ بجالایا جائے کہ معظم و محترم ہستی مافوق الاسباب اختیار و تصرف کی مالک اور عالم الغیب ہے تو ایسی تعظیم عبادت ہوگی اور ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوگی لہذا جب یہ عقیدہ ہو کہ فلاں کو مجھ پر ظاہری اسباب کے سوا مافوق الاسباب غیبی تسلط حاصل ہے۔ اور وہ غالباً مجھے نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے اس اعتقاد کے تحت کوئی بھی تعظیم اٹھ پاؤں سے سرزد ہو یا زبان سے ثنا یا پکار ہو تو وہ اس کی عبادت ہوگی اگر یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو اس کے تحت کے لئے تمام افعال تعظیم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے اور اگر معاذ اللہ مذکورہ بالا اعتقاد غیر خدا کے لئے ہو مثلاً قرشتہ، جن، پیغمبر ولی زندہ یا فوت شدہ تو اس اعتقاد کے تحت سجدہ، رکوع، پکار، نذر و نیاز بھگنا، دو زانو بیٹھنا، قبر پر چادر یا پھول چڑھانا وغیرہ غیبی افعال ان کی عبادت ہوگی اور شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں خالص عبادت کا حکم دیا ہے اور شرک سے منع فرمایا ہے وہاں یہی مراد ہے کہ مذکورہ بالا اعتقاد و شعور کے ساتھ تمام غیبی افعال و اقوال (سجدہ، رکوع، دعا، پکار، نذر، نیاز وغیرہ) صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بجالائے جائیں سورہ زمرہ رکوع اس میں ارشاد ہے۔ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ دِينًا سِوَاكَ خَالِصَ اعتقاد کر کے اللہ کی عبادت کرتے رہیے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غیبی تسلط اور مافوق الاسباب اقتدار اعلیٰ کے اعتقاد کے ساتھ ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ ہی کی بجالاؤ نہ کسی پیغمبر یا ولی یا فرشتہ کی اور سورہ زمرہ کے دوسرے رکوع میں فرمایا۔ قُلْ رَأَيْتُ أَنَّ اعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ اور ایک آیت کے بعد فرمایا قُلْ اللَّهُ اعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِمَّنْ دُونِهِ۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیں مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں غالباً نہ تسلط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے تحت تمام غیبی افعال و اعمال صرف اللہ ہی کے لئے بجالاؤں اور اے مشرکین تم مذکورہ اعتقاد کے ساتھ غیبی افعال اللہ کے سوا جس کیلئے چاہو بجالاؤ۔ ابراہیم و اسماعیل اور ہابیل (ہبل) علیہم السلام کے لئے یالات اور دوسرے بزرگوں کے لئے لیکن میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ جو لوگ مذکورہ بالا تعظیم صرف اللہ کے لئے بجالائیں گے اور غیر اللہ کی ایسی تعظیم سے اجتناب کریں گے جنت اور نعم آخرت کی خوشخبری بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ (سورہ بقرہ ۲۵)۔ یعنی جو لوگ طاغوت کی عبادت اور غیبی تسلط کے اعتقاد کے تحت اس کے لئے غیبی افعال و اعمال بجالانے سے اجتناب کریں اور یہ سب کچھ صرف اللہ ہی کے لئے بجالائیں تو خوشخبری ایسے ہی لوگوں کے لئے حاصل ہے کہ غیبی تسلط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے اعتقاد کے تحت جو افعال غیبی بجالائے جائیں وہ عبادت میں داخل ہیں اور ایسی تعظیم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، پیر و مرشد، استاد اور ماں باپ اور حاکم وقت وغیرہ کے لئے جائز نہیں۔

تعظیم کی دوسری قسم

اور دوسروں کی تعظیم و تکریم بجالانا، ان کی اطاعت کرنا، ان کے سامنے دو زانو بیٹھنا، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینا، ان کی خدمت میں تحفے تحائف اور ہبہ پیش کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تعظیم چونکہ عبادت میں داخل نہیں اس لئے یہ اللہ کے سوا قابل احترام ہستیوں کے لئے جائز ہے کیونکہ اس میں وہ اعتقاد نہیں پایا گیا جو عبادت کی روح ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور غیر عبادت میں فارق اور مابہ الامتیاز نسبت اور اعتقاد ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ تعظیم کی بعض صورتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں وہ کسی بھی نیت سے غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہیں مثلاً سجدہ کرنا، خدا کے گھر کا طواف کرنا، حلف اٹھانا (قسم کھانا)، اور نذر و منت دینا وغیرہ یا امور ایسے ہیں کہ ہر حال میں اللہ ہی کے لئے کرنے جائز ہیں۔ غیر خدا کے لئے بالکل ناجائز ہیں۔ اگر یہ امور غیر خدا کے لئے مذکورہ بالا اعتقاد (غیبی تسلط اور مافوق الاسباب قدرت) کے ساتھ کئے جائیں تو صریح شرک ہیں اور اگر اس اعتقاد کے بغیر کئے جائیں تو شرک نہیں ہوں گے لیکن اس صورت میں حرام ہوں گے۔ حاصل کلام یہ کہ تعظیم کے وہ افعال و اقوال جو خدا کے ساتھ مخصوص نہ ہوں اور ان کو مذکورہ بالا اعتقاد کے بغیر خدا کے لئے بجالایا جائے تو وہ عبادت میں شمار نہیں ہونگے اس لئے ایسی تعظیم غیر خدا کے لئے جائز ہے۔

استعانت

اور اَيَّاكَ كَسْتَعِينُ یہاں بھی مفعول کو فعل پر اس لئے مقدم کیا تاکہ صراحتاً ظاہر ہو کہ اس کی سب طرح عبادت صرف اللہ ہی کی ہونی چاہیے اسی طرح استعانت (مدد طلب کرنا) بھی صرف اسی ہی سے ہونی چاہیے۔ کسی اور سے استعانت یعنی حاجات و مشکلات میں پکارنا اور مدد مانگنا، چونکہ عبادت کی سب سے بڑی اور اہم شاخ ہے اس لئے عبادت کے بعد خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ ہر آدمی جو کسی معبود کی عبادت کرتا ہے۔ دنیوی زندگی کے اعتبار سے اس کی عبادت کا مقصد اور لب لباب یہی ہوتا ہے کہ اس کی تمام حاجتیں پوری ہو جائیں اور اس کی تمام مشکلیں آسان ہو جائیں۔ اسی لئے جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ دعا و پکار، عبادت کا مغز اور لب لباب ہے۔ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَحْسَدُ اَوْ اَحْسَدُ اَوْ اَحْسَدُ اور ایک روایت میں ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اَحْسَدُ (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۲۴۱) ابو داؤد ج ۱ ص ۱۸۱ ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱ یعنی پکارنا ہی اصل عبادت ہے قرآن مجید میں بھی لفظ عبادت بمعنی دعا و پکار وار دہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَقَالَ رَبِّكُمْ اَدْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ دَعَاۤتِ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَبْحًا تَتَذَكَّرُوْنَ جَهَنَّمَ اِخْرٰٓجًا (سورہ صافات ۶) اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ کو پکار میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب مرتے ہی، ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پکار کا حکم فرمایا ہے پھر پکار کو لفظ عبادت سے تعبیر فرمایا جیسا کہ خود نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ عبادتی سے مراد دعائی ہے یعنی اس آیت میں عبادت سے دعا اور پکار مراد ہے۔ تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۲۴۱ وابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۵ سورہ زمرہ اور حوامیم کا مرکزی مقصد ہے۔ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (سورہ صافات ۶) اور سورہ فاتحہ میں اسی دعویٰ کو اَيَّاكَ كَسْتَعِينُ سے بیان کیا گیا ہے اس طرح سارے قرآن کا مرکزی مضمون حوامیم میں اور حوامیم کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں اور فاتحہ کا لب لباب اَيَّاكَ كَسْتَعِينُ میں ہے۔

ایک شب

ہم ہر وقت یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ہر انسان دو سجدات ان سے مدد مانگتا ہے اور اسے اپنی مدد کے لیے پکارتا اور اس سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ یہ باہمی مدد و اعلاہ کا سلسلہ اس قدر وسیع اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ایک منٹ بھی نہیں چل سکتا اور اس باہمی امداد کا ثبوت خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہودیوں کی شرارت بھانپ لی اور سمجھ لیا کہ وہ کفر پر اڑ گئے ہیں تو اعلان کیا:-

مَنْ آتَسَارَىٰ إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ إِلَهَهُمُ الْحَوَارِيُّونَ يَنْجُوهُمْ أَنْصَارُ اللَّهِ رَأْيِي عَمَلَانِ ۝۵، اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں تو حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار اسی طرح حضرت ذوالقرنین نے بھی ایک قسم سے مدد کی درخواست کی تھی۔ سورہ کہف رکوع الہی ہے فَاعْبُدُونِي بِقُوَّةٍ۔ یعنی تم لوگ قوت بازو سے میری مدد کرو۔ غلاہ انہیں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو امداد باہمی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ رَءُفًا مَّا هِيَ بَأْسًا لِلَّذِينَ إِذَا هُمْ فِي غَمٍّ أَوْ فِي سَعَةٍ ۝۲۰ اور خدا خوفی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا جائز ہے آج کل کے اہل بدعت اس قسم کی چیزیں پیش کر کے عوام کو درغلاہ لے کر کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی خدا نے ایک دوسرے سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے متبعین سے مدد مانگی تھی۔ لہذا اولیاء اللہ سے بھی مدد مانگنا جائز ہے۔

اس کا جواب

اہل بدعت کے قول سے معلوم ہوا العباد فی اللہ عوام الناس اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مدد مانگی اور ذوالقرنین نے اپنی قوم سے۔ یہ اہل بدعت بھی عجب شکش اور غصے میں مبتلا ہیں ایک طرف تو دعویٰ کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام حاجت روا اور مشکل کشا ہیں اور دوسری طرف عوام الناس کو انبیاء اور اولیاء کا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ ربی

یہ تو لازمی جواب تھا۔ اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ کیا کَ تَسْتَعِينُ میں جو استعانت اور استمداد اللہ کے ساتھ مقصود کی گئی ہے وہ اور ہے اور جو استمداد و استعانت روزمرہ کی زندگی میں ہر آدمی دوسرے سے کرتا ہے یا جو انبیاء علیہم السلام نے اپنے متبعین سے کی وہ اور ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

استعانت کی دو قسمیں

استعانت دو مانگنے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک استعانت ماتحت الاسباب یعنی ظاہری اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگی جائے۔ یہ وہ امداد ہے جو تمام انسانوں انہوں نے محسوس کیا کہ یہودان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو حواریوں سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ہے جو اللہ کے دین کے لیے میری امداد کرے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ یہ سارا معاملہ ماتحت الاسباب تھا حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھے۔ غائب نہیں تھے۔ انہوں نے بالمشافہ حواریوں سے اسباب عادیہ کے تحت امداد طلب کی اسی طرح ذوالقرنین نے بھی یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے دیوار بناتے وقت لوگوں سے جو کہا تھا۔ آعِينُونِي بِقُوَّةٍ کہ تم لوگ قوت بازو سے میری مدد کرو یہ مدد بھی ظاہری اسباب کے تحت تھی۔ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو غائبانہ پکارا اور نہ ان سے مافوق الاسباب مدد مانگی اور نہ ہی ذوالقرنین نے اپنی قوم سے ایسا کیا۔ جس طرح ظاہری اسباب کے تحت مدد امداد جائز ہے اسی طرح اسباب عادیہ کے تحت پکار بھی جائز ہے یعنی جو آدمی سامنے موجود ہو اسے پکار کر زبانی لے فلاں کہہ کر کوئی ایسا کام کرنے کا کہا جائے جو اسباب عادیہ کے تحت اس کی قدرت میں ہو مثلاً اسے کہا جائے کہ مجھے پانی پلا دو یا بازار سے سودا سلف لا دو وغیرہ۔ قرآن مجید میں ہے۔ جنگ اعدائے دینی افراتفری کی بنا پر جب کچھ صحابہ کرام حضور علیہ السلام سے علیحدہ ہو گئے تو آپ نے ان کو واپس بلایا۔ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكَ فِيْ اٰخِرِ كَلِمَةٍ ۝۱۶ اور رسول تجھے سے تم کو بلا رہے تھے حضور علیہ السلام کا یہ بلانا اور پکارنا اسباب ظاہری کے تحت تھا اور اذان کو دی جا رہی تھی جو میدان احمد میں آپ کی آذان سن رہے تھے۔ یہ پکار ماتحت الاسباب ہے اور اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا۔ ایک جگہ فرمایا لَا تَحْبِكُوْا دُعَاۡتِ الرَّسُوْلِ بَسِيْئًا كَذٰلِكَ يَحْضِكُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۝۹۶ یعنی جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو نام سے اور بلند آواز سے پکارتے ہو اس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارا کرو۔ معلوم ہوا کہ جو استعانت امداد باہمی اور پکار عادی اسباب کے تحت ہو وہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کے سوا دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا اور اِنَّا كَ تَسْتَعِيْنُ میں اس قسم کی استعانت کا حصہ مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی قرآن میں مانعت ہے۔

استعانت کی دوسری قسم ہے مافوق الاسباب یعنی اسباب عادیہ کے بغیر کسی کو دور و نزدیک سے غائبانہ پکارا جائے اور اس سے استمداد کی جائے یہ پکار اور استعانت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر و فرشتہ یا ولی سے ہرگز جائز نہیں۔ تمام انسانوں بلکہ جانداروں کی مافوق الاسباب مدد اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اس کی امداد میں قرب و بعد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ استمداد غیر خدا سے شرک ہے۔ اور یہی وہ استمداد و استعانت ہے جس کا اِنَّا كَ تَسْتَعِيْنُ میں حصہ ہے۔ اس موقع پر تفسیروں میں ایک سوال و جواب مذکور ہے کہ انسان ایک دوسرے سے کئی امور میں مدد لیتا ہے۔ پانی مانگتا ہے۔ روٹی مانگتا ہے۔ اور اس سے کئی ضرورت کی چیزیں طلب کرتا ہے۔ تو پھر اِنَّا كَ تَسْتَعِيْنُ کا حصہ کس طرح صحیح ہوا اس کا جواب یہ دیگیا ہے کہ انسان ظاہری اسباب کے تحت ایک دوسرے سے جو امداد لیتا ہے۔ وہ ظاہری امداد بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ مدد کرنے والے انسان کے جسم و جان کو خدا ہی نے پیدا فرمایا ہے اسے ہاتھ پاؤں اسی نے دیئے اور ان میں حرکت بھی اسی نے پیدا فرمائی لیکن استعانت اور استمداد کی مذکورہ بالا دو قسمیں ماتحت الاسباب مافوق الاسباب بیان کرنے کے بعد اس قسم کے سوال و جواب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی

ایک مغالطہ

بعض اہل بدعت اس موقع پر ایک مغالطہ پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو درست ہے کہ غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ خواہ کسی پیغمبر کی عبادت ہو یا فرشتہ اور ولی کی۔ لیکن انبیاء اور اولیاء کو حاجات و مشکلات میں امداد کے لیے غائبانہ پکارنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے اور قرآن مجید کی جن آیتوں میں غیر خدا کی دعا سے منع کیا گیا ہے وہاں دعا سے مراد عبادت ہے نہ کہ پکار اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ مفسرین نے یَدْعُوْنَ کی تفسیر یَحْبِبُوْنَ سے یَدْعُوْنَ کی تفسیر یَحْبِبُوْنَ اور اَدْعُوْا لِيْ اَعْبُدُوْا سے کی ہے۔

غیر خدا کو غائبانہ مافوق الاسباب پکارنا شرک ہے اور اہل بدعت کا استدلال سراسر غلط ہے کیونکہ پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے کہ دعا اور پکار کی دو قسمیں ہیں ایک مافوق جواب الاسباب اور دوم ماتحت الاسباب۔ پکار کی پہلی قسم عبادت ہے اور اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور دوسری قسم چونکہ عبادت نہیں اس لیے وہ غیر اللہ کے لیے بھی جائز ہے۔ اور یہی وہ پکار ہے جس سے مغالطہ دیا جاتا ہے۔

۵۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پہلے آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ نے ہر پھر سر چیز اور ہر جاندار کو رفتہ رفتہ حد کمال تک پہنچانے والا بھی وہی ہے۔ سالے عالم کا نظام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی متصرف و مختار ہے اور پھر محاسبہ اعمال کے دن یعنی قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے جب انسان ان چاروں حقیقتوں کا اعتراف کر لے اور ان پر غمخیز ایمان لے آئے تو وہ بلا ساختہ پکار اے گا اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اَيَّاكَ كَسْتَعِينُ یہ دراصل بندوں کا اپنے خدا سے عہد ہے کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی بندگی کریں گے صرف تجھے ہی حاجات و مشکلات میں مدد کے لیے پکاریں گے۔ اس کے بعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں اس عہد پر استقامت کی دعا مانگی جا رہی ہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیری سیدھی راہ جو تو نے ہمیں دکھادی ہے یعنی توحید اور صرف تیری عبادت و پکار اور صرف تجھی سے استعانت و استمداد کی راہ الٰہ پر ہمیں قائم رکھا اور تادم آخرین ہمیں اس پر چلا۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس سے اَيَّاكَ نَعْبُدُ و اَيَّاكَ كَسْتَعِينُ والا رستہ مراد ہے۔ اس صورت میں الصِّرَاطُ کالْف لام عہد خارجی کے لئے ہو گا۔ قرآن مجید کی دوسری کئی آیتوں میں صراحتاً مستقیم سے توحید اور اللہ کی خالص عبادت و پکار کی طرف اشارہ ہے۔ ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ کا یہ مفہوم بیان فرمایا۔ وَلَئِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ اَنْ يَّرَبِّكُمْ فَاَعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ (مریم ۲) اور بے شک اللہ میرا پروردگار ہے اور وہی تمہارا پروردگار اس لیے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو یہی ہے صراط مستقیم (سیدھی راہ) اور ایک جگہ تمام بنی آدم کو خطاب کر کے فرمایا اَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ فِتْنَةً اَنْ تَقُولَ لَا نَحْبُدُكَ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَلَئِنْ نَكُنْ لَّخَبِيرٌ وَالشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ بَدِئٌ اُوْلٰئِیْنَ وَ اَنْ اَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ (یس ۴) اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہیں اس بات کی تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی بندگی مت کرنا اور صرف میری ہی بندگی کرنا یہی ہے صراط مستقیم۔

القصاص المستقيم کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس سے مطلق راہِ حق مراد ہے جو اسلام کے تمام احکام کو شامل ہے۔ مثلاً عبادات، معاملات، اخلاق، معاشیات، سیاسیات احکام پر خواص و عموم آخرت وغیرہ۔ والہاد بہ طریق الحق وهو ملۃ النبی۔ لہذا درمدا کے حیلہ امک، سورۃ الغام رکوع ۱۹ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ دلائل پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرک سے منع فرمایا پھر والدین سے احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ پھر قتل اولاد قتل نفس مرصدا در دیگر تمام نواحش سے منع کیا۔ پھر یتیموں کی حق تلفی سے روکا۔ پھر ناپ تول پر پورا کرنے اور ہر حال میں عدل و انصاف کو قائم رکھنے کا حکم دیا۔ اور آخر میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ۔ ادبے شک یہ ہے میرا راستہ جو بالکل سیدھا ہے، سو اس راہ پر چلو۔ یہاں دین کے تمام احکام کو صراطِ مستقیم فرمایا۔

الصراط المستقیم مرکب توصیفی ہے اور المستقیم اس چیز کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھی ہو اور اس میں کسی قسم کی کمی اور پیچ و خم نہ ہو اور الصراط المستقیم سیدھی راہ توحید یا پوری ملت اسلام کو اس لئے فرمایا کہ توحید کی راہ بالکل سیدھی ہے جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر راہ توحید سے سرموٹ گیا تو سیدھا جہنم میں پہنچے گا۔ اسی طرح ملت اسلام بھی سیدھی اور دینیانی راہ ہے اس میں نہ افراط ہے نہ تفريط جیسا کہ یہود نے حضرت عزیر کے بارے میں افراط اور حضرت یسوع علیہا السلام کے بارے میں تفريط سے کام لیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں افراط سے کام لیا اور حضرت خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تفريط کی اسی طرح باقی احکام شرعی میں بھی پہلی امتوں میں افراط و تفريط تھی لیکن شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کی اعتقادی اور عملی افراط و تفريط سے بالکل پاک ہے۔

لفظ ہدایتہ ہمیشہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ مفعول اول کی طرف ہمیشہ بلا واسطہ حرف جر وارد مفعول ثانی کی طرف کبھی بلا واسطہ حرف جر مثلاً یُہْدِیْ مَوْجِبُ بَشَاءٍ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (یونس ۴) اور وَهْدَیْنٰهُمُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (انعام ۱۰)۔ اور کبھی بلا واسطہ حرف جر مثلاً وَهْدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (صافات ۴) اور وَهْدَیْنٰکَ صِرَاطًا مُسْتَقِیْمًا (فتح ۱)۔ لیکن استعمال کی ان دونوں صورتوں کے معنوں میں فرق ہے۔ یہی صورت میں ہدایتہ کے معنی الارشاد الطریق راہ نمودن یعنی راہ دکھانے کے ہوں گے۔ اور دوسری صورت میں اس کے معنی ایصال الی المطلوب بمنزل رسانیدن یعنی منزل مقصود تک پہنچانے کے ہوں گے۔ اِھْدِیْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں بنا ضمیر منصوب متکلم مفعول اول ہے اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مفعول ثانی ہے جو بلا واسطہ حرف جر استعمال ہوا ہے۔ اس سے ہدایت کے معنی یہاں ایصال الی الطور (منزل مقصود تک پہنچانے) کے ہیں۔ یہاں چونکہ منزل مقصود صراطِ مستقیم ہے اس لیے معنی یہ ہوں گے کہ ہم کو صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) پر چلا اور اس پر قائم رکھ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے "ہملاہم کو راہ سیدھی" اور یہاں ابھی معنی نوزوں اور مناسب ہیں کیونکہ جب ایک شخص احمد اللہ سے ایتنا نستعین تک بیان کر دے تمام باتوں پر ایمان لے آتا ہے اور ان پر عامل ہو جاتا ہے تو صراطِ مستقیم تو اس تک پہنچ گیا اور سیدھی راہ اسے مل چکی، اس لیے اب اِھْدِیْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں وہ سیدھی راہ دیکھنے کی دعا نہیں کر رہا بلکہ وہ یہ التجا کر رہا ہے کہ اے اللہ جو سیدھی راہ تو نے مجھے دکھا دی ہے۔ اب اس پر مجھے قائم رکھ و معنہ ادمہد ایننا (قرطبی مستخرج ۱)

ہدایۃ کی دو قسمیں ہیں ایک فطری دوسری کسبی۔ فطری ہدایت تو انسان اور غیر انسان سب کے لئے عام ہے۔ اور اللہ کی طرف سے ہر ذی روح کو پیدائش کے ساتھ ہی عطا کی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے **وَاَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلْكَهُ هُدًى وَبُحْرَانَهُ** (۲۷)۔ اور اس نے ہر چیز کو صورت عطا کی اور پھر اس کی راہنمائی فرمائی اور ایک جگہ فرمایا۔ **وَالْغَنَىٰ قَدَرًا**۔ **فَهَدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** جس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا اور راہنمائی فرمائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرعی کا بیجا اندے سے نکلنے ہی دانہ چلنے لگنے کے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہی پستان مادر سے دودھ پینے لگتے ہیں

ہیں بہرہ مند ہو سکیں۔ اب ان سورتوں میں کسی ربط بطریق ذیل ہوگا۔ اللہ ہدایا لا نعبد وایا لا نستعین (فاتحہ) ولا نعبد ولا نستعین البقرۃ کما فعل الیہود والمشرکون (بقرۃ) ولا نعبد ولا نستعین ان عمران کما فعل النضاری (ان عمران) ونودی حقوق النساء رغبۃ ونودی صدقاتہن نخلۃ (نساء) فانزل علینا ما نزلنا انعاما وافضالک فی الدنیا والاخرۃ (مائدہ) اسے اللہ بڑی بزرگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی کی بزرگی اور پرستش نہیں کرتے جس طرح یہود اور مشرکین عرب گائے کی اور نضاری آل عمران کے بزرگوں کی عبادت اور پرستش کرتے تھے۔ ہم عورتوں کے حقوق پر رضا و رغبت ادا کرینگے پس اسے اللہ دنیا و آخرت میں اپنے فضل و احسان اور انعام و اکرام سے مرسرا فرما۔

یہ کسی ربط سورۃ مائدہ تک ہے۔ اس کے بعد کسی ربط سورۃ انعام کے شروع میں مذکور ہوگا۔

دوسرا ربط سورۃ فاتحہ میں اَعْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے ہدایت کی درخواست کی گئی ہے اب سورۃ بقرہ کی ابتدا میں اس کی منظوری آگئی کہ یہ یونہی کتاب سرخسہ ہدایت ہے اور سیدنی راہ دکھاتی ہے اور پھر سورتیں ہدایت کا جامع اور مکمل پروگرام بیان فرماتا ہے۔

تیسرا ربط سورۃ فاتحہ میں تین جہاتوں کا ذکر تھا (۱) منعم علیہم (۲) جن پر اللہ کا غضب ہے (۳) انصاف علیہم (۴) مگر لوگ انہیں منعم علیہم سے یونین مانتے ہیں کہ پانچویں ہے۔ باقی دونوں گروہ غیر منعم علیہم ہیں ان کے بھی پانچویں ہے۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل مذکور ہے۔ منسوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو فساد و فحش کے ساتھ ساتھ فساد و فحش میں بھی مبتلا ہیں یعنی ان کے عقائد صحیح ہیں اور اعمال درست — یہ لفظوں کا گروہ اور انصاف علیہم سے مراد وہ لوگ ہیں جو صرف فساد و فحش کا شرکاء ہیں اور ان کے عقائد میں کفر و شرک کی دہی گندگی موجود ہے۔ البتہ ان کے کچھ ظاہری اعمال مسلمانوں کے سے ہیں۔ یہ گروہ منافقوں کا ہے سورۃ فاتحہ میں ان تین جہاتوں کا ذکر جمالی لفظ اب سورۃ بقرہ کی ابتدا میں لف و نشر ترتیب کے طور پر تفصیل سے ان کا ذکر کیا گیا اور ساتھ ہی ان کے کچھ اوصاف اور ان کی جزا اور سزا کا بیان بھی آگیا ہے۔ قال الاماھل المازنی ویحتمل ان یقال المنعوب علیہم ہما الکفار والضاہون ہما المؤمنون وذلك لانہ تعالیٰ بدأ بذكر المؤمنين والثناء علیہم فی خمس آیات من اول سورۃ البقرۃ ثم اتبعہ بذكر الکفار وهو قوله ان الذين كفروا ثم اتبعہ بذكر المنافقين وهو قوله من يقول امنا فلنکذبک ابدًا بذكر المؤمنين وهو قوله انعمت علیہم ثم اتبعہ بذكر الکفار وهو قوله انهم المنعوب علیہم ثم اتبعہ بذكر المنافقين وهو قوله ولا الضالین (تفسیر کبیر ص ۱۷)

چوتھا ربط سورۃ فاتحہ میں بندوں سے اِنَّا اِلَکَ نَعْبُدُکَ کے ذریعہ اللہ کی توحید کا اقرار کیا گیا ہے اور عبادت و استعانت کے اللہ کے ساتھ مخصوص ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں اسی دعویٰ توحید کو مختلف مقاصد کے پیش نظر تین جگہ ذکر کر کے ہر جگہ اسے دلیل عقلی سے واضح اور ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے رکوع ۲ کی ابتدا میں یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے دعویٰ پیش کیا اور پھر اللہ کی خلق کے کلمے سے رَبَّنَا قَالَ کَلَّمَکُمْ دَلیل عقلی پیش کیا۔ دوسری دفعہ رکوع ۱۶ میں ذَا الَّذِیْکُمْ اِلَہٌ وَاحِدٌ لَا اِلَہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے بعد اِنِّیْ خَلَقْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ دَلیل عقلی بیان کیا۔ تیسری بار رکوع ۳۳ میں اِنَّکُمْ لَکَالِہٖ اِلَہٌ وَاُوْھُوْا سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے ساتھ اَلْحٰی الْقَیُّوْمُ سے اَلْعِزُّ الْعَظِیْمُ تک عقلی دلیل پیش کی۔ دعویٰ توحید کو تین بار ذکر کرنے کا مقصد جداگانہ ہے۔ پہلے موقع پر شرک فی الدعا کی نفی مقصود ہے یعنی اللہ کے سوا غائبانہ دعا اور پکار سننے والا اور کوئی نہیں۔ دوسرے مقام پر نذر و نیاز اور منت میں شرک کی نفی مقصود ہے۔ اور تیسری جگہ شفاعت قہری کی تائید مقصود ہے۔

خلاصہ مضامین توحید رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، اتفاق فی سبیل اللہ اور انتظامیہ اور امور معلوم۔ سورۃ بقرہ ہینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں یہودی کالی تہذیب آباد تھی۔ اس لئے اس سورت میں یہودی اصلاح کا پہلو بہت نمایاں ہے کیونکہ یہودیوں میں بڑے بڑے سرمایہ دار اور بڑے بڑے عالم اور پیر موجود تھے ان کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی تمام انبیائے سابقین علیہم السلام اور تمام کتب سابقہ کی تعلیم و تبلیغ کا حاصل اور ان کی دعوت کا مرکزی نکتہ توحید باری تعالیٰ تھا۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و مستعان، مالک و مختار و نافع و ضار نذر و منت کا مستحق اور عالم و کاسا ز سمجھنا۔ سورۃ بقرہ کا مرکزی مضمون یہی دعوت توحید ہے۔ باقی تمام مضامین اسی کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اسی کے متممات اور لوازمات ہیں۔ اس سورت میں چار جگہ دعویٰ توحید کو عقلی دلائل اور علمبر تقائق و مسلمات سے مدلل اور واضح کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تیسرے رکوع کی ابتدا میں یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے تمام بنی آدم کو توحید کی عام دعوت دی گئی اس کے بعد الذی خلقکم الخ سے تسلیم خندہ حقانی اور مدد و تکرار کے مشابہات کے ذریعے اس کی وضاحت کر دی گئی۔ اس کے بعد تیسریں رکوع کے اخیر میں ذَا الَّذِیْکُمْ اِلَہٌ وَاحِدٌ لَا اِلَہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے دعوت توحید کا اعادہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اِنِّیْ خَلَقْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ دَلیل عقلی اور ساتھ ہی اَلْحٰی الْقَیُّوْمُ سے اَلْعِزُّ الْعَظِیْمُ سے عقلی دلیل بیان کر دی گئی۔ ان تینوں جگہوں میں دعویٰ توحید اور دلیل عقلی دونوں ساتھ ساتھ مذکور ہیں جو حق جگہ یعنی سورت کے آخری رکوع میں لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَا اِلَہٌ اِلَّا هُوَ عَلَی شَیْءٍ قَدِیْرٌ سے دعویٰ توحید پر دلیل عقلی پیش کر کے اسے اور زیادہ واضح اور مدلل کیا گیا ہے۔ دعوت توحید کے بار بار ذکر سے توحید کا ہر پہلو سے نفی مقصود ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تین قسم کے شرک میں مبتلا تھے۔ (۱) وہ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کو ام اور اولیاء اللہ کو عالم الغیب اور یا اختیار سمجھ کر پکارتے اور حاجات و مشکلات میں ان سے استعانت کرتے تھے (۲) وہ اپنے مفروضہ معبودوں کو راضی دیکھنے کے لئے ان کے نام کی مذہب، منتیں، نیازیں اور چڑھا کر دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے معبودوں کی یادگاریں قائم کی ہوئی تھیں اور ان کے نام کے استھان بنائے ہوئے تھے اور وہاں بصورت غلہ، تقدی یا جانور وغیرہ ان کے نام کے پڑھا دے چڑھائے جاتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ اس طرہ سے ہمارے معبود ہم سے خوش ہو جائیں گے اور ہمارے مال اور اولاد میں برکت دیں گے۔ یا اللہ سے برکت دلائیں گے۔ (۳) وہ اپنے جنوروں کو اللہ تعالیٰ کے نام سفارشی بنا کر پرستش کرتے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بزرگان دین جن کی ہم عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب اور پیارے ہیں کہ اللہ ان کی بات رد نہیں کرتا اور وہ ہر مطالبہ کریں اللہ کو ماننا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوت توحید کا تین دفعہ ذکر فرما کر شرک کی تینوں اقسام کی نفی فرمادی۔ پہلے مستطہ پر شرک فی الدعا یعنی پکارا اور دعا میں شرک کی نفی کی، دوسرے موقع پر نذر و نیاز میں شرک کی۔ اور تیسرے موقع پر شفاعت قہری کی نفی فرمائی۔

مرکزی مضمون اور باقی ذیلی مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے شروع ہو کر بایسویں رکوع میں ذَا الَّذِیْکُمْ اِلَہٌ وَاحِدٌ تک ہے۔ اور دوسرا حصہ اسی رکوع میں یَا أَيُّهَا الْکَافِرِیْنَ اٰمَنُوْا کَتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلِ سے لے کر سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ پہلے حصے میں دو اعتقادی مسئلے بیان کئے گئے یعنی توحید اور رسالت اور دوسرے حصے میں بھی دو ہی مسئلوں کا بیان ہے مگر ان کا تعلق عمل سے ہے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور اتفاق فی سبیل اللہ اور ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور معلوم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں ابتدائے سورت سے لیکر پندرہویں رکوع میں ذَا الَّذِیْکُمْ اِلَہٌ وَاحِدٌ تک توحید کا مضمون بیان ہوا ہے۔ شروع کے دو رکوعوں میں بطور تمہید تین جہاتوں کا تذکرہ ہے۔ بعد ازاں توحید کو ماننے اور نہ ماننے سے پیدا ہوئیں۔ پھر یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمْ سے دعوئے توحید اور اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ تَا وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ دَلیل عقلی اور اَلِیْہُ تُرْجَعُوْنَ دَلیل عقلی کا ترجمہ بیان کیا گیا ہے جس میں بنایا گیا ہے کہ نظام عالم کا مالک مدبر و کارساز اور ہر شئی جلّ جلالہ

صرف اللہ ہے اس لئے اپنی حاجات میں صرف اسے ہی پکارو۔ اس کے بعد توحید سے متعلق مشرکین کے دو شبہات ذکر کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ مشرکین کا پہلا شبہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو انبیاء علیہم السلام ادا کیا کرنا کی پوجا اور پیش اور انہیں پکارتے سے روکتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی پیش سے منع کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ محمد کو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے اور (علیہ السلام) خدا پافرا کرتا ہے جیسا کہ سورہ یونس ۴۴ میں ہے اَمْ يَقُولُونَ اَفَرَأٰى قَوْلَ اللَّهِ تَعَالٰی اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنْ اٰیٰتِیْ هٰذِہٖ فَسَوْفَ اَعْلٰمٌ اور اس شبہ پر تھا کہ ہم کس طرح محمد کو دعویٰ مان لیں اور اس کلام کو کس طرح خدا کا کلام سمجھ لیں حالانکہ اس میں اللہ کے نیک بندوں کے پکارنے کا بالکل خفیہ تیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ سورہ عنکبوت ۲۴ میں مَثَلُ الَّذِیْنَ اٰتٰنَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوَّلَیَّاءُ کَمَثَلِ الْوَعَصِیْ کَبُوْتٍ ۚ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ یہ کلام اللہ کا کلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَسْخِی الْخَی سے اس کا جواب دیا کہ مثال مثال کی دھابت کیلئے ہوتی ہے اور سبکی کی مثال سے مسئلہ توحید کو ثابت کیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے اعتراضات کی وجہ سے متناہیں بیان کرنا چاہو نہیں دیکھا۔

مشترک ہیں اور اولیاء کے علاوہ فرشتوں اور جنوں کو بھی پکارتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اشارہ ہے وَتَوَفَّيْنَاهُمْ ثُمَّ جَعَلْنَاَهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ اِهْبِطُوا اِيْهَا كُنْتُمْ اَعْبَادُ وَنَّ قَالُوا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ دُوْبُهُمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُوْنَ النَّجْنَۙ اَكْثَرُهُمْۙ هُمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سبا ۵۷) اس لئے اس کے بعد چوتھے رکعت میں وَادْفَعَالِ رَّبِّكَۙ لِلْمَلَائِكَةِۙ سَے لڑائیوں، ماریوں اور خاکوں کا ایک مسلم اصل اقرار کر کے ثابت کیا کہ فرشتوں کو تو آدم خاکی کی فطری نوعیوں کا پرتے بھی نہیں بلکہ اس لئے نزوہ عالم الغیب میں اور عالم غافلہ پر اور عبادت میں پکارتے جانے کے لائق نہیں اور انہیں اور اس کی ذریت کو نبی آدم کے ساتھ شریعت ہی سے عداوت دشمنی ہے اس لئے وہ کس طرح تمہارے ساتھی اور پکارے جانے کے لائق ہو سکتے ہیں جیسا کہ سورہ کہف ۷۷ میں ہے اَفَتَتَّخِذُ دُوْنَهٗۙ وَذُرِّيَّتَهٗۙ اَوْلِيَاۡ مِمَّنْ دُوْنِيۙ وَهُمْ لَكَمۡ عَدُوٌّۭۙ اَسٰطِرَۃُۤ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ تو جنت میں بھول گئے تھے اور معبود اس پر جسے پاک ہوتا ہے اس لئے وہ بھی دعا و پکار کے لائق نہیں ہیں۔

مدینہ منورہ اور اسکے گرد و فواح میں یہودی قوم آباد تھی۔ ان میں بڑے بڑے عالم، پیر اور نواب موجود تھے اس لئے کیا یہ تھا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ دین دعوئے توحید کو عمومی طور پر بیان کرنے کے بعد۔ یا یہ غویں کو بتانے سے روکنے کی طرف موزوں دیا ہے کہ اے عالمو، پیرو اور نوابو مسئلہ توحید کا بیان کرنا اگر تم نے نہ مانا تو تمہاری وجہ سے تمہارے معتقدین اور تمہاری رعایا بھی نہیں مانے گی۔ اور ان کا وبال بھی تم پر پڑے گا۔ اس مسئلے کو ماننے سے اگر تمہیں دنیوی ریاست اور دوزخ دنیا کی آمدنیاں چھوڑنی پڑیں تو صبر کرو اگر ان کوئے اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔ اور اگر نہ مانا تو عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے اس کو اُدْخُلُوا فِي عَذَابِي الْيَقِيْنَ اَنْصَبْتُ عَلَيْكُمْ نَارًا وَآتَايَا فَاذْهَبُوْنَ سے بیان فرمایا۔ پھر چھپے کوئے سے کیا دھواں رکوع کے آخر تک قوم یہودی کی تذکر و تفہیم کیلئے ان کے مختلف حالات و معاملات بیان کئے ہیں جن کی پانچ انواع ہیں۔ نوع اول میں وہ نعمتیں اور نعمتیں بیان کی گئی ہیں جو ان کے آباء و اجداد پر ہوئیں مگر موجودہ بنی اسرائیل میں امید و خوف کا جذبہ پیدا ہوا وہ دعویٰ توحید کو مان لیں۔ نوع ثانی میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے آباء و اجداد خدا کی نافرمانی کیا کرتے تھے اور اس کے حکموں میں محبت بازی کرتے تھے۔ نوع ثالث میں بیان کیا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل بھی اپنے باپ دادا کی طرح خدا کے احکام کو ٹھکرارہے ہیں اور اس کی نافرمانی کیے ہیں۔ نوع رابع میں کہا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل کے آباء و اجداد نے ہر فتنہ و انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ جب انہوں نے مسئلہ توحید بیان کیا تو یہ لوگ انہیں قتل کرنے سے بھی نہ چروکے۔ نوع خامش میں بیان کیا گیا ہے کہ گذشتہ بنی اسرائیل نے سابقہ انبیاء کی تکذیب کی اور انہیں قتل کیا لیکن وجود بنی اسرائیل آخری نبی کی تکذیب کر رہے ہیں اور اس کے لئے ہر دے دعویٰ توحید کو ٹھکرارہے ہیں۔ اس کے بعد یہود کے ایک قول "نُوحِیْنِ بِمَا اَنْزَلَ عَلَيْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَاْرَاْعُ کَا کی پانچ طرح سے تردید کی گئی ہے اور آخر میں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ لَكُمْ الدِّارُ الْاٰخِرَةُ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اس تفصیلی و عطا و تذکر سے بھی اگر یہودی ہدایت پر نہ آئیں افسوس توحید کو نہ مانیں اور اس فتنہ پر اڑے رہیں کہ جنت میں وہی جائیں گے اور کوئی نہیں جائیگا تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا جائے کہ اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں تو میدان مباہلہ میں نکلیں۔ جب یہودی مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوئے تب انہوں نے توحید پر شبہات و دھمکے شروع کر دیئے اور غیر اللہ کا کہا کہ جو ثابت کرنے کی کوشش میں لگ گئے یہ بلاشبہ ان کا یہ تھا کہ دعوئے توحید جو آیا یہما النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ دین مذکور ہے اس کا لالچہ والا جبرائیل فرشتہ ہے۔ اور وہ اور صیائیل دونوں قدیم سے ہمارے دشمن ہیں اور ہمیشہ ہماری مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اسلئے یہ دعوئے توحید بھی محض ہماری مخالفت کیلئے ہے اس لئے ہم اسے سمجھی نہیں انہیں گئے۔ دوسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ ہمارے در و دلیف جو حضرت یسایا علیہ السلام سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ان میں غیر اللہ کی پکار موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی غیر اللہ کو پکارا کرتے تھے اور اسی پر ان کی حکمت کا مدار تھا۔ ان کا تیسرا شبہ یہ تھا کہ ہر دے و مادت دو فرشتے تھے جن کو اللہ نے جادو دکھانے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور جادو میں غیر اللہ کی پکارا جاتا ہے۔ تو جب خود اللہ نے غیر اللہ کی پکار کی تعلیم کیلئے فرشتوں کو بھیجا تو پھر یہ کیوں ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ نے رکوع ۲ میں قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الْاِنْسِیِّ سے شبہ اولیٰ کا جواب اور لَمَّا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ تَا وَا كَفَرَ سُلَیْمٰنٌ وَلٰكِنَّ الشَّیْطٰنَ کَفَرُوْا سے شبہ ثانیہ کا جواب اور وَمَا اَنْزَلَ عَلَی الْمَلَکِیْنِ سے شبہ ثالثہ کا جواب دیا۔

جب یہود کے مشہدات لاسلی بخش رد کر دیا گیا اور اب انہیں انکار و عمو کی کوئی وجہ نظر نہ آتی تو اب یہودی نے یہ سوش کی کہ مسلمانوں میں مل جل کر رہیں اور خفیہ طور پر ان میں سوہم شرک لفاظ داخل کر دیں تاکہ آہستہ آہستہ غیر شعور کی طور پر مسلمان پھر سے شرک میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہودی کی سازش سے آگاہ فرمایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام را عیناً کہنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ لفظ یہودیوں نے اپنی تفسیر سازش کے تحت مسلمانوں میں رائج کیا تھا تاکہ ان کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو جائے کہ خدا کا پیغمبر بھی گنہگار ہے اور اس طرح وہ پھر شرک کی دلدل میں پھنس جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ عظاماً و جب کے گنہگاری کرنے کے ہیں اور احکامات کے معنی ہوں گے گنہگاری کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اَنْظُرْنَا کہنے کا حکم دیدیا۔ آخر میں قاف عَقْوًا وَاَصْفَحُوا سے یہ فرمایا کہ اہل کتاب عند وعناد اور بغض و حسد میں اس حد تک آگے نہ چلے ہیں کہ وہ کسی بانی کے نہیں۔ اس لئے جب تک اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آتا۔ اس وقت تک صبر و تحمل اور درگزر سے کام لو۔

اس کے بعد یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کی پانچ معاندانہ باتوں کا شکوہ کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ پہلا شکوہ - یہود و نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا جنت میں کوئی نہیں جاسیگا تو اللہ تعالیٰ قُلْ هَٰؤُلَاءِ مِمَّنْ كَفَرُوا کہتا ہے اس کا جواب دیا۔ دوسرا شکوہ - یہودی کہتے تھے عیسائیوں کا دین باطل ہے اور عیسائی کہتے یہودیوں کا دین باطل ہے گَنْ لَّكَ خَالُ الدِّينِ (۱۳) سے اس کا جواب دیا۔ تیسرا شکوہ مشرکین اللہ کے گھر میں خدا کی توحید بیان کرنے اور فاعل اسے ہی پکارنے سے منع کرتے تھے جیسا کہ مقام حدیبیہ میں مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کربیت اللہ میں داخل ہونے سے روکا۔ اُدُلُّوْا لِمَا كَانَتْ لَهٗمُ الْحُجَّةُ سے اس کا جواب دیا ہے۔ چوتھا شکوہ - یہودی کہتے حضرت عزیر خدا کا بیٹا اور اس کا نائب ہے، عیسائی حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی اولاد بتاتے اور انہیں کاوسازی میں اللہ کے نائب سمجھتے تھے۔ سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَحْسَنُ سے اس کا جواب دیا۔ پانچواں شکوہ - مشرکین کہتے تھے کہ اللہ ہم سے کیوں ہم تکلام نہیں کرتا۔ اگر وہ براہ راست ہم سے باتیں کرے تو ہم مان لیں گے گَنْ لَّكَ خَالُ الدِّیْنِ مِنْ قَبْلِهِمْ سے اس کا جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت فکر رہتی تھی کہ مشرکین اور اہل کتاب ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ آپ ان تک دعوت توحید پہنچادیں باقی سنانا آپ کا کام نہیں اور اگر آپ یہ چاہیں کہ یہود و نصاریٰ آپ سے خوش ہو جائیں تو وہ تو صرف اس شرط پر آپ سے خوش ہوں گے کہ آپ ان کا دین قبول کر لیں اور ان کی خواہشات کی پیروی کریں۔ اس کے بعد وَلَکِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ لَیْطُوْرَ زَجْرُ فَرِیَا کہ اللہ کی طرف سے علم اور وحی آجائے کہ بد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر آپ کو بھی خدا سے بچانے والا کوئی نہیں۔ ابتدا رسورت میں دعویٰ توحید کو اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ سے عقلی دلیل لکرائیت کیا گیا تھا۔ اب یہود کے حالات بیان کرنے کے بعد اَلَّذِیْنَ اَتَّبَعْتُمْ اَلْکِتٰبَ سے وحی پر نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ یہودیوں جو

صم کا وراس کے متبعین کا ولومی ہے کہ

یَسْتَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ سے انفاق کا بیان دہرایا ہے اور پھر کُتِبَ عَلَيْكُمْ الْفِتَالُ سے جہاد کا حکم دیا ہے اس کے بعد رکوع ۲۷ میں اَشْرَاحُ الْحَرَمِ میں قتال کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیا ہے کہ ان عزت والے مہینوں میں قتال واقعی بڑا گناہ ہے لیکن لوگوں کو توحید سے اور سجدہ حرام میں اللہ کی خالص عبادت سے روکنا اور کفر و شرک پھیلانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے اس لیے بڑے گناہ اور فساد کو روکنے کے لئے ان مہینوں میں قتال جائز ہے چونکہ اَشْرَاحُ الْحَرَمِ میں قتال کی وجہ تہیں ہیں۔ ایک جواز کی اور ایک عدم جواز کی۔ اس لئے اسی مناسبت سے پانچ وجہیں مسائل اس کے بعد اور بیان فرمائے ہیں (۱) شَرَاب اور جَوَار (۲) انفاق (۳) یتیم کا خراج اپنے ساتھ رکھنا (۴) نکاح میں شرک (۵) ماحفہ نبوی سے جماعت پھر اَلْحُرَّاءُ تَرَ لِيَ الَّذِينَ خَرَجُوا اِیْنَ اَمْرَ الْعِلْمِ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو موت سے بھاگے تھے لیکن پھر بھی موت سے نہ بچ سکے اس کے بعد قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سے بارہ جہاد کا حکم دیا اور مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُكَ سے انفاق کی تعریف دی۔ اس کے بعد اَلْحُرَّاءُ تَرَ لِيَ الَّذِينَ خَرَجُوا اِیْنَ اَمْرَ الْعِلْمِ سے دُوقَضِيَ عَلَى الْعِلْمِ تک بھی جہاد کی تعریف ہے۔ اس میں بیان کیا ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھنے والی اور اس کی توحید قائم کرنے والی جہودی جماعت اور بڑی جماعت پر غالب آسکتی ہے اس کے بعد یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَنْفِقُوا سے انفاق کا حکم ہے اور پھر اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے الْعِلْمُ الْعَظِيمُ تک دعویٰ توحید سے دلیل عقل کو دہرایا ہے جس کی خاطر جہاد اور انفاق مشروع کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد دو قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قاعده ایمان والوں کے دلوں میں اگر شبہات پیدا ہو جائیں تو اللہ ان کے شبہات دور کر کے توحید کا راستہ ان کے لئے واضح کر دیتا ہے اس کا بیان اللّٰهُ وَلِيَ الَّذِينَ آمَنُوا سے يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ (رکوع ۲۴) میں ہے۔ دوسرا قاعده جو لوگ غدار حق چھاپیں شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے اور ان میں اس حد تک گمراہ گردیتا ہے کہ ان کے دلوں پر جہادیت لگ جاتی ہے۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فِيهَا خُلِدُوا تک اس کا ذکر ہے اس کے بعد ان دو قاعدوں پر پرف و نشر و تہذیب کے طور پر تین قسے منفرع فرمائے ہیں۔ تہذیب کی سرکشی اور حضرت ابراہیم سے اس کا مناظرہ۔ یہ دوسرے قاعدہ پر منفرع ہے اور اس کے بعد حضرت عزیر اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے دروں واقعے پہلے قاعدہ پر منفرع ہیں۔ یہاں تک توجہ کا بیان زیادہ تھا۔ اور انفاق کا کم۔ اب آگے انفاق کے اکثر پہلوؤں کا تفصیلی بیان ہے۔ مَن ذَا الَّذِي يُنْفِقُ (رکوع ۲۶) سے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (رکوع ۲۷) تک انفاق کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں مختلف طریقوں سے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی تعریف دی گئی ہے۔ خسرویت کرنے میں دیا کاری اور دکھاوے سے بچنے اور غرض خدا کی رضا ہوئی کیلئے خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ صدقات و خیرات کے سنی کون لوگ ہیں، خیرات کس طرح دینی چاہیے، اللہ کی راہ میں کیسا مال خرچ کرنا چاہیے، اور اس کے علاوہ بہت سے احکام متعلقہ انفاق بیان کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی سود کی حرمت اور سود خواروں کیلئے دنیوی و اخروی نفع و فیض پانے کی گئی ہیں۔ اس کے بعد رکوع ۲۸ کی ابتداء میں لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے دعویٰ توحید کے اثبات میں جو کچھ عقلی دلیل بیان فرمائی ہے جب پوری سورت میں دعویٰ توحید کو مختلف عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرنے لگیا اور یہ واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور اللہ کے سوا کوئی مذہب دنیا و آخرت کا مستحق نہیں اور نہ ہی اس کے مقابل میں کوئی شفیع غالب ہے تو آخر میں اَمَّا السُّؤَالُ بِِمَا اسْتُرِلَ الْاَبْدَانِ رَبِّ اِلٰه سے اعلان کر دیا کہ خدا کا رسول اور تمام مومنین نظریہ توحید کو کا حق مان چکے ہیں۔ لہذا اب انہیں صرف اللہ ہی کو پکارنا چاہیے۔ اسی ہی کے سامنے آہ زاری کرنی چاہیے اور اسی ہی سے اپنی امیدیں وابستہ کر کے دعا و التجا کرنی چاہیے۔ اس لئے سورت کے اختتام پر اللہ سے دعا مانگئے اور اسے پکارنے کا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورہ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتداء سورت سے وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (رکوع ۲۲) تک ہے اور دوسرا حصہ دس سے سورت کے آخر تک۔ حصہ اول میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں۔ توحید اور رسالت۔ ابتداء سورت سے وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (رکوع ۲۵) تک توحید اور وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (رکوع ۲۲) سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے۔ گویا کہ پہلا حصہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَجَسَدُ رَسُوْلٍ اللّٰهِ کی تشریح ہے۔ دوسرے حصہ میں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے طریقے، اور اندرونی نظام کو درست کرنے کے لئے، مورا نظامیہ بیان فرما کر مشرکین کے مقابل میں انہیں جہاد اور انفاق کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ کی تشریح ہے جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے

سُورَتِ رُوح دینی اور دنیوی لحاظ سے منظم ہو کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

حصہ اول

(۱) تمہید (۲) توحید اور اس کے متعلقات (۳) رسالت اور اس کے متعلقات

تمہید ۱ تمہید میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ جس ہدایت کی تمہیں طلب ہے وہ تمہیں کہاں سے ملے گی۔ دوم اس ہدایت کے رد و قبول کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف جماعتوں کا ذکر۔ قدیم سے قدرت کا یہ قانون ہے کہ جب کوئی داعی حق دعوت دین پیش کرتا ہے تو لوگ دو حصوں میں بٹ جایا کرتے ہیں۔ کچھ ماننے والے اور کچھ نہ ماننے والے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے وَ نَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی سُلُوْدٍ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنۡ اَعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ قَرْيٰتٍ يَخْتَصِمُونَ (س ۴۱) اس کے بعد اگر اہل حق کو دنیوی اقتدار بھی حاصل ہو جائے تو ماننے والوں میں ایک خوشناتوں کا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو ظاہر میں درست گمراہوں میں خطرناک دشمن ہوتا ہے۔ اسی طرح دعوت توحید کے آخری علمبرار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی دعوت پیش کی تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت زیدؓ اور دوسرے جاں نثاریوں نے آگے بڑھ کر آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ دوسری طرف ابویہ، ابوجہل، عتبہ، مشجیمہ اور ولید وغیرہ آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ پہلی جماعت آپ کی صداقت اور آپ کے لئے ہوئے دین کی حقانیت پر دل و جان سے ظاہر و باطن ایمان رکھتی تھی۔ یہ مومنین کی جماعت کہلاتی۔ دوسری جماعت سِرّاً و علانیہ آپ کی نبوت اور صداقت کی منکر تھی یہ کفار کی جماعت کہلاتی۔ ہجرت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مادی قوت اور دنیوی اقتدار سے بھی سرفراز فرما دیا تو اب کافروں میں ایک اور گروہ پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ مادی فوائد اور دنیوی منافع کی خاطر و رنگی چال چلتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے اور اسلام کے ظاہری احکام بجالانے مگر باطن میں دوسرے کافروں کی طرح کفر و شرک اور انکار و عناد کی نجاستوں سے ملوث اور آلودہ تھے۔ یہ منافقین کا گروہ تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب مسلمانوں کی معیت میں کوئی دنیوی نفع دیکھتے تو ان کے ساتھ ہو جاتے اور ان سے کہتے دُرُوسَاتُ نَدْبَحْکُمْ میں بھی اپنے ساتھ جلتے دو (سورہ فتح ۲۴) اور جب سمجھتے کہ ان کی سنگت موت اور بیکارگی کے مراد ہے تو کہتے لَکُنَّا مَعَ الْفٰعِیٰتِ کہ ہمیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے دو (سورہ توبہ ۱۱) اور لشکر سے ہٹنے بنانے لگتے اِنَّا بَیْوُنَا سُوْرَةً کہ جی ہمارے گھر آگیا ہے۔ (سورہ احزاب ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوت توحید پیش کرنے سے پہلے ان تینوں جماعتوں کا ذکر کر دیا ہے اور ساتھ ہی ان کے اوصاف اور ان کا انجام بھی بیان فرما دیا ہے تاکہ دعوت توحید کو قبول کرنے اور اسے رد کرنے کے نتائج و عواقب سامنے آجائیں اور انسان رد و قبول کے سلسلے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔

امراؤل

جس ہدایت کے تم طالب و متلاشی ہو وہ تمہیں خدا کی کتاب میں ملے گی۔ لہٰذا جو ذہن مقطعات میں سے ہیں جو قرآن مجید کی انیس سورتوں کی ابتدا میں آئے ہیں، مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان حروف کے ان سورتوں کی ابتدا میں ذکر کرنے کی محنتیں، ان کے ظاہری معانی اور ان کی تمثیلات بیان فرمائی ہیں۔ مفسرین کرام نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے ان حروف مقطعات کے حقیقی معانی اور مرادات الہی تو نہیں کہا جاسکتا زیادہ سے زیادہ نہیں فائدہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ یہ حروف بے معنی اور محض نہیں ہیں ان سے مراد خداوندی متعین ضروریات ہیں اس کا بھید اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ہذا علم مستور و سر مخرب است ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ بہ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳) روح المعانی بمعناہ صفحہ ۳) خلفائے راشدین اور حضرت ابی سہر رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے۔ اسی طرح عامر ششی، سفیان ثوری، ربیع بن خثیم، ابن حبان اور ابوبکر انباری رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اس کے قائل ہیں (قرطبی صفحہ ۱۵۳) ابوبکر صفحہ ۱۵۳) بمعناہ صفحہ ۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ لیکن کتاب رستا و ستر القرآن اذائل السور روح المعانی صفحہ ۱۵۳) تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳) یعنی ہر کتب کا ایک بھید ہوتا ہے اور قرآن کا بھید سورتوں کے ابتدائی حصے یعنی حروف مقطعات ہیں۔ امام شعی فرماتے ہیں۔ بسم اللہ تعالیٰ قلّا تَطْلُبُوْهُ رُوحُ المعانی صفحہ ۱۵۳) تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳) یعنی ہر حرف مقطعات اللہ تعالیٰ کا بھید ہیں ان کے پیچھے ممت پڑو۔

سورتوں کی ابتدا میں ان حروف کے ذکر کرنے میں جو حکمتیں مفسرین کرام نے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعمال شرعیہ کی دقتیں ہیں۔ ایک وہ جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ میں آئے، جیسے نماز، روزہ، اور زکوٰۃ۔ یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ نماز میں قیام اور رکوع و سجود وغیرہ کے ذریعے اپنے مالک الہی کے جلستے انتہائی عاجزی اور بے جاہلی کا اظہار مقصود ہے۔ روزہ سے شہوات نفسانیہ کو کمزور کر کے روحانی پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ جھوک کے تجربہ سے غریبوں اور محبوسوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعے ضرورت سے زائد دولت و سوسائٹی کے معذروہ اور محتاج طبقہ میں تقسیم کر کے ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم ان اعمال کی ہے جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ سے بالاتر ہے مگر ہم ایسے اعمال بجالانے کے متکلف ہیں جیسا کہ اغالیٰ میں ہیں مثلاً صفا اور روزہ کے درمیان سی کرنا (وفا) طواف میں رمل کرنا (کنز) کوڑا ہار چلنا، اور جہرات پر سرگرمی نہ پھیلنا۔ کمال انقیاد و تسلیم اسی کا نام ہے کہ حکم الہی کی حکمت کی تعمیل کی جائے خواہ اس کی علت سمجھ میں آئے یا نہ آئے، بلکہ اطاعت کرنے کے لئے علت دریافت کرنا بے ادبی میں داخل ہے۔

اعمال شرعیہ کی طرح افعال کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا مفہوم ہماری سمجھ میں آسکتا ہے۔ ایسے اقوال کے پڑھنے، ان کے معانی میں غور و فکر کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کچھ اقوال ایسے ہیں جن کا مفہوم ہماری عقل و فہم سے ماوراء ہے مگر ہمیں ان کے صحیح ماننے اور پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے (تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳) سورہ آل عمران کی اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الْفُتُوْنُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَيُضِلُّهُمْ ذٰلِكَ بَيْنَ يَدَيْهِمْ فَيُحَدِّثُوْنَ مِمَّا شَبَّهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيلٍ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيلَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ يُتْلُوْنَ فِيْ لَيْلٍ يُمُوْنُوْنَ اَمَّا بِهٖ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ رَبِّنَا طَعْمًا مَّحْرُوْلًا اَوْ دُلًّا اِلٰى نَبَاٍ۔ (ترجمہ) وہ ایسا ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو محکم ہیں (یعنی ان کا مطلب واضح اور ظاہر ہے) اور باقی آیتیں (اس) کتاب کا اصل مداریں۔ اور اس میں کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کی مراد مشتبہ ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں گمراہی ہے۔ وہ (دین میں) شور و شغب و مہمندی سے اور اس کا مطلب تلاش کرنے کی غرض سے اسی کے پیچھے پڑ جیتے ہیں جس کی مراد مشتبہ ہے حالانکہ اس کا مطلب بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار ہیں وہ میں کہتے ہیں کہ ہم اس (قرآن) پر ایمان لائے ہیں لیکن رکھتے ہیں کہ اس کا مطلب تلاش کرنے کی غرض سے اسی کے پیچھے پڑ جیتے ہیں جس کی مراد مشتبہ ہے۔ اور نصیحت صرف وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک محکمات یعنی وہ جن کا مطلب معلوم اور مراد متعین ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ دوسری متشابہات یعنی وہ جن کی مراد مشتبہ ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کی صحیح مراد کسی کو معلوم نہیں۔ علمائے ربانیت کا تشابہات کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ متشابہات کی دو قسمیں ہیں قسم اول حرف مقطعات جو بعض سورتوں کی ابتدا میں آئے ہیں جیسے۔ اَللّٰہُ۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ اَلرَّحِیْمُ۔ طے۔ صخر وغیرہ (ابن کثیر صفحہ ۱۵۳) روح المعانی صفحہ ۳، خازن و معالم صفحہ ۱۵۳، قرطبی صفحہ ۱۵۳) اور قسم دوم وہ الفاظ ہیں جن کے ظاہری اور لغوی معانی تو معلوم ہیں لیکن ان کی اصل مراد سوا اللہ کے کسی کو معلوم نہ ہو جیسے اللہ کی طرف سے (اللہ) و (جہ) وغیرہ کی اصناف جیسے اَلِیْمًا تَوَلَّوْا فَاَقْبَحَ وَجْہُ اللّٰہِ (سورہ بقرہ رکوع ۱۲) اور یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اِیَّیْہِمْ (سورہ فتح رکوع ۱) لہٰذا اس آیت کریمہ میں ترکیب نحوی کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مَبْتُدَا اور لَا رَیْبَ فِیْہِ جملہ اس کی خبر ہو۔ (۲) ذٰلِكَ مَبْتُدَا اور الْكِتٰبُ اس کی پہلی خبر اور لَا رَیْبَ فِیْہِ خبر بعد خبر ہو یا علیحدہ جملہ ہو۔ اس صورت میں الْكِتٰبُ کا الف لام حقیقت کیلئے ہوگا۔ اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کا مطلب یہ ہوگا کہ کامل اور صحیح معنوں میں کتب یہی (قرآن) ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۱) یا الْكِتٰبُ کا الف لام محکم کیلئے ہوگا۔ اور اس سے اشارہ اس کتاب کی طرف ہوگا جس کے نزول کی بشارت تورات و انجیل کے ذریعے یہود و نصاریٰ کو مل چکی تھی۔ اور وہ جانتے تھے کہ بنی اسرائیل میں آخری نبی پیدا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوگی (روح المعانی صفحہ ۱) مگر اس صورت میں لَا رَیْبَ فِیْہِ کر علیحدہ جملہ قرار دینا زیادہ موزوں ہوگا۔ اور ترجمہ یوں ہوگا کہ شک یہ وہی کتاب ہے جس کی بشارت انبیاء سابقین دے چکے ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ اِی الْكِتٰبِ الذِیْ اَخْبَرَالْاَنْبِیَاۃَ الْاَلٰہِ قَدْ مَوْنُ بَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِیْرَہٗ عَلٰی السَّبْیِ الْمُبْعُوْثِ مِنْ دَلِیْلِ اِسْمَاعِیْلَ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳)

ترکیب سے دو قسم میں ہڈی لَمْتَقِیْنِ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ پہلے مبتدا کی خبر بعد خبر ہوگا یا یہ علیحدہ جملہ ہوگا۔ اور اس کا مبتدا ارْہُوْا عُنْدَہُ ہوگا۔ ان دونوں ترکیبوں کی صورت میں لَا رَیْبَ فِیْہِ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کتاب کے اللہ کی طرف سے ہونے میں اور اس کے مضامین کی صحت اور واقعیت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہاں نفس قرآن میں شک کی نفی مقصود ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس میں کسی فرد بشر کو شک نہیں کیونکہ کسی آدمی کا قرآنی مضامین کی صحت یا اس کے من عند اللہ ہونے میں شک کرنا اس کے لئے تصور فہم کا نتیجہ ہے۔ یہ رب اس کے اپنے فہم میں ہے نہ کہ قرآن میں اس لئے یہاں مقصود یہ ہے کہ یہ کتاب فی نفسہ ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے۔ اس کے دلائل واضح اور پرامین قاطعہ نے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں چھوڑی (قرطبی صفحہ ۱۵۳) ہارک صفحہ ۱۵۳) کبیر صفحہ ۱۵۳)

(۳) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مَبْتُدَا لَا رَیْبَ فِیْہِ جملہ معترضہ برائے تَاٰیِیْدُ لَمْتَقِیْنِ خبر۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ بے شک یہ کتاب در والوں کے لئے سراپا ہدایت ہے۔ اس ترکیب کی صورت میں یہ بے شک کوئی اشکال وارد ہوتا ہے اور نہ ہی کسی لفظ کو مفہوم ماننے کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی ترکیب کو ترجیح دیا کرتے تھے

یہاں ایک شبہ کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی کئی دوسری آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) بلا تفصیل تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ هٰذِیْ لَیْلَاسٍ وَّیَبِّتُ لَیْلَاسٍ الْهُدٰی وَالْفُرْقٰنَ (سورہ بقرہ رکوع ۲۳) مگر اس آیت میں قرآن کے ہدایت ہونے کو قطعی لوگوں کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن تا قیامت تمام بنی آدم کے لئے ہدایت ہے۔ مگر چونکہ اس کی ہدایت سے فائدہ صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا ہو۔ اس لئے یہاں صرف متعین کا ہی ذکر کیا گیا ہے (تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳) روح المعانی صفحہ ۱۵۳) یا متعین سے مراد الملتزمین الی اللہ الذینہ یسعون عندہ و یجتنبون العناد۔ یعنی جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ اور او حق کے طالب ہیں، جب وہ ضرورتاً کو بلا لائے طاق رکھ کر نظر ادا نہ ہے اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان پر یہ کتاب یقیناً ہدایت کی راہیں کھول دیگی اور ان کے دلوں کو موزوں ہدایت سے

روشن و منور کرنے کی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَصَیَّتْ کَرَامًا مِّنْ یُّؤْتِیْہِمْ مَّوَدَّہٖ مِّنْ رَّکْعَۃٍ ۚ وَیَهْدِیْہِ اِلَیْہِ مِّنْ یُّنِیْبٍ (شوری ۲) مِّنْ حَشِی الرِّحْمٰنِ بِالْغَیْبِ وَحِیَّاءٌ یُّقَلِّبُ فِیْ سُدُورِہٖ (سودہ ق رکوع ۳) وَیَهْدِیْہِ اِلَیْہِ مِّنْ اَنْتَابٍ (رعدہ رکوع ۴) قالہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ

امردوم

یعنی ہدایت کو قبول کرنے اور اس کو روکنے کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسموں کا بیان

پہلی جماعت یعنی وہ لوگ جو ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ ان کی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں **۱۔** متقین کی پہلی صفت، یومنون ایمان سے مآخوذ ہے اور ایمان کے معنی دل سے ماننے اور تصدیق کرنے کے ہیں (قرطبی ص ۱۲۲ ج ۱) اور غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کی رسائی اور دسترس سے ماوراء ہو۔ مالا یقع تحت الشعور ولا تقتضیہ بداهۃ العقل (روح المعانی ص ۱۰۱) **۲۔** وہ قول چھوڑا مفسرین ان الغیب ہوالذی یكون غائباً عن الحاشیۃ (تفسیر کبریٰ ص ۱۰۱) اور یہاں غیب سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل و حس سے ناممکن ہے اور ان کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہے وہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع و اخباری سے معلوم ہے۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ و فرشتے، کتب سماویہ، انبیائے متقدمین علیہم السلام، احوال برزخ، علامات قیامت، حشر و نشر، صراط و میزان، جنت و دوزخ وغیرہ۔ کل ما اخبر بہ الرسول علیہ السلام صلاً لا یتقدی الیہ العقل من اشراط الساعۃ و عذاب القبر و الحشر و النشر و الصراط و المیزان و الجنة و النار الخ (قرطبی ص ۱۰۱) **۳۔** انہ ما اخبر بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جابر علیہ السلام و هو اللہ تعالیٰ و ملائکہ و رسلہ و الیوم و الآخر و القدر و الخیر و بشرۃ الخ (روح المعانی ص ۱۰۱) **۴۔** ابن کثیر ص ۱۰۱، ابن جریر ص ۱۰۱، تواتر کا حاصل یہ ہوا کہ وہ لوگ ان تمام امور کو جو ان کی عقل و فہم اور حق و ادراک سے باہر ہیں، محض بغیر علیہ السلام کی اطلاع پر سمجھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عالم غیب کی تمام اشیاء اور ان سے متعلق احوال و کوائف مثلاً عالم برزخ اور بعد المشرقہ کی تفصیلات و کوائف کو جو صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق ہی مانا جائیگا ظن و تخمین اور عالم شہادت پر قیاس کے ذریعے عالم غیب کی کوئی چیز ثابت نہیں کی جاسکتی۔ عالم غیب کے امور جو نصیر طبعیہ سے ثابت ہیں مثلاً عذاب قبر و حشر و نشر وغیرہ ان کا انکار اور جرم اور لائق ظنیہ سے ثابت ہیں مثلاً زندگی کے بعض اعمال سے مژدوں کا منتفع ہونا مثلاً ایصال ثواب، امت کے صلوة و سلام کا حضور علیہ السلام کو پہنچنا، اور عالم برزخ میں ارواح کا اجساد مثالیہ میں متشہد ہو کر عبادات اور دیگر افعال بجا لانا وغیرہ ان کا انکار بدعت ہے اور وہ امر حق کی بنیاد محض ضعیف اور بالکل کمزور روایتوں پر ہونے کے انکار سے ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ ایسے امور کے رد و قبول میں قرآنی ارشادات اور صحیح روایتوں سے رہنمائی حاصل کی جائے گی۔ مردوں کا سنا، امت کے اعمال کا بخیر کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش ہونا وغیرہ ایسے ہی امور ہیں۔ ان امور کی پوری تحقیق اپنی اپنی جگہ آئے گی۔ **۵۔** متقی لوگوں کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم رکھتے ہیں۔ نماز قائم رکھنے سے اس کو اس کے تمام فرائض و واجبات، سنن و مستحبات اور حقوق و آداب کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے۔ یا توت بہا بحقوقہا (تفسیر جلیس ص ۱) عن ابن عباس اقامۃ الصلوٰۃ انتہاء الركوع و السجود و التلاوة و الخشوع و الاقبال علیہا فیہا و قال قتادۃ اقامۃ الصلوٰۃ المحاظظۃ علی مواقیہہا و وضوہا و رکوعہا و سجودہا (ابن کثیر ص ۱۰۱) اقامتہا عبارت عن تعدیل ارکانہا و حفظہا من ان یقع خلل فی ارضہا و سدنہا و ادایہا، (تفسیر کبریٰ ص ۱۰۱) ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک باطنی حقیقت، ظاہری صورت تو یہ ہے کہ شرعی طریقہ کے مطابق نماز کی کابدن، اسکے کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہو۔ اور نماز کو اس کے تمام ظاہری ارکان و آداب کی شرعی حدود کی پابندی کرنے کے لئے ادا کیا جائے اور نماز کی باطنی صورت یہ ہے کہ نماز کو فرضیہ خداوندی سمجھ کر محض رضا سے مولیٰ کی خاطر پورے خشوع و حضور کے ساتھ ادا کیا جائے اور نماز کے دوران نماز ہی کو پسے دل کی توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ خیالات فاسدہ اور وساوس شیطانیہ سے دل کو خالی اور پاک کھا جائے۔ لہذا نماز کو ان تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے اور یہی متقین کی دوسری صفت ہے۔ اس صفت میں جس قدر کمال یا نقص ہوگا اسی قدر انفا میں فرق پڑ جائے گا۔ **۶۔** متقین کی تیسری صفت یہ ہے بعض مفسرین نے اس آیت سے "زکوٰۃ" مراد لی ہے مگر اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ آیت اپنے عموم پر ہی معمول ہے اور تمام حقوق مالیہ کی ادائیگی کو شامل ہے خواہ وہ واجب ہوں یا غیر واجب، مثلاً زکوٰۃ، نفلی صدقہ، قربانی، اپنی ذات اور اہل و عیال پر خرچ وغیرہ۔ واولی لتاویل بالالیۃ و احقہا بصفة القوم ان یکون کافوا بحمیم الا زہری (موالہم مؤدین زکوٰۃ کان ذلک و نفقۃ من لزمته نفقۃ من اهل و عیال و غیرہم من تحب علیہم نفقۃ بالقرابة و المملک و غیر ذلک) ابن جریر ص ۱۰۱، ابن کثیر ص ۱۰۱، ویدخل فیہ انفاق الواحب کالزکوٰۃ و الذل و الانفاق علی النفس و علی من تحب نفقۃ علیہ و الانفاق فی الجہاد اذا وجب علیہ و الانفاق فی المندوب و هو صدقۃ التطوع و مواساة الاخوان و ہذہ کلہا ما یدرج بہا (خازن ص ۱۰۱) بلکہ آیت اس سے بھی زیادہ عموم کی متحمل ہے۔ لفظ "ما" اپنے عموم اور وسعت کی وجہ سے ان تمام انعامات کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔ خواہ مادی انعامات جیسے مال و اولاد، دولت و ثروت اور قوت و صحت وغیرہ۔ خواہ علمی جیسے علم و ہنر، عقل و حکمت اور فہم و فراست وغیرہ۔ لہذا اپنی قوت و صحت اور اولاد کے ذریعے دوسروں کی مدد کرنا، علم و حکمت سکھانا، مفید اور مخلصانہ مشوروں سے تعاون کرنا یہ سب اس آیت کے تحت داخل ہیں (الانفاق) البذل من النعم الظاہرۃ و الباطنۃ و علولاً یقال بہ ککثر لا ینفق منہ (روح المعانی ص ۱۰۱) وقال بعض المفسرین فی تاویل قولہ تعا و صرنا من قذہم ینفقون ایدھا عملنا ہر یعملون (قرطبی ص ۱۰۱) **۷۔** متقین کی چوتھی صفت ہے۔ اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے ایک وہ وحی جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ وحی جو پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے مانا جائے اور انہیں سچا سمجھا جائے ان پر عمل کرنا واجب نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جسے حق اور من عند اللہ ماننے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کیا جائے اور اپنی زندگی اس کی ہدایت کے مطابق بسر کی جائے۔ آپ کی وحی صرف قرآن مجید ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کے تمام دینی ارشادات جو کتب احادیث میں موجود ہیں یہ سب جی تھے تو جس طرح قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح قرآن کے علاوہ دوسری وحی کو ماننا بھی فرض ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے اگر جاری ہوتی تو یہاں اس پر بھی ایمان لانے کا ذکر ضرور ہوتا۔ اس آیت میں جس ایمان کا ذکر ہے وہ بومنون بالغیب کے الفاظ پورے عالم غیب پر حاوی تھے۔ مگر اس آیت میں عالم غیب کی صرف دو چیزیں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے یعنی گذشتہ وحی اور موجودہ وحی پر ایمان لانا۔ تو اس شخصیت بعد التعمیم سے یہود و نصاریٰ میں سے جو لوگ ایمان لا چکے تھے ان کی عزت افزائی اور ان کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ (روح المعانی ص ۱۰۱، تفسیر کبریٰ ص ۱۰۱) **۸۔** متقین کی پانچویں صفت ہے۔ یہاں آخرت سے مراد دار آخرت یعنی قیامت ہے کہ نبوت جیسا کہ منکر و نبوت کا خیال ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَلَآئِ الدَّارِ الْآخِرَةِ لَہِی الْحَیْوَاناتُ (عنکبوت ص ۱۰۱) قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ حشر و نشر، حساب و کتاب، جنت و دوزخ اور یوم قیامت کو جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ مانتے اور اس کے وقوع پر یقین رکھتے ہیں۔ یہاں تک تو دعوت توحید کو قبول کرنے والوں اور کتاب ہدایت سے منتفع ہونے والوں کی صفات و علامات کا ذکر تھا۔ اب آگے ان صفات کا تذکرہ اور ان کے حاملین کا بیان ہے۔

۱۵ دونوں جگہوں میں اولیٰک کا اشارہ مذکورہ بالا صفات کے حاملین کی طرف ہے، ای المتصفون بما تقدّم من الایمان بالغیب و اقام الصلوة و الانفاق من الذی رزقکم (تفسیر ابن کثیر ص ۱۷۷ ج ۱) ای الذین هذه صفتهم (تفسیر خازن ص ۲۱۷ ج ۱) ای اهل هذه الصفة (معالم ص ۲۷۱ ج ۱) یعنی جو لوگ مذکورہ صفات سے متصف ہیں دنیا میں وہ سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں بھی انہیں خاطر خواہ کامیابی ہوگی۔ فان الهدی فی الدنیا والفلح فی الآخرة (روح المعانی ص ۱۷۱ ج ۱) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفلحون کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہو (تفسیر ابن کثیر ص ۱۷۷ ج ۱) یعنی سیدھی راہ پر چلنے اور کتاب ہدایت پر عمل کرنے کی وجہ سے وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی اولیٰک ہم المفلحون۔ میں ہمارے فضل سے جو ہر اور تفصیل کے معنی اپنی آکر تھی ہے۔ (تفسیر ربیعاری ص ۱۷۱ ج ۱) مغلز نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ مرکب کبیرہ مخلد فی النار ہے

البقرة ٢

۲.

17

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

از دو ہی ہیں مراد کو پہنچنے والے ۹۵ بے شک جو لوگ (عناد و عناد سے) منکر ہیں

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ

بھابھ ہے ان کو خلع تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان

لَا يُؤْمِنُونَ ۖ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى

[illegible]

سَمِعْتُمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ عِشَاوَةٌ وَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ

بڑا عذاب ہے اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں

امْتَابَا لِلَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمُ

ہم ایمان لائے اللہ بہر اور دن قیامت بہر اور وہ بہرگز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿٨﴾ يَخْدَعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ

وَمَا بَرَأَيْتُ لَكُم بَدَلًا ۖ فَمَتَىٰ يَصِيبُكَ اللَّهُ الْعَذَابَ ۚ

والوں سے ۱۲ اور درمیل کمی کہ دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو ۱۲ اور

مَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ

مہیں سوچتے لوگ ان کے دلوں میں بیماری ہے مجھ بڑھادی

اللَّهُ مُرَضًّا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

۱۔ عَوْدِ اِلَیْکُمْ : واپس لوٹنا

کاموایدی بون ۱۵ و راد اییل لقم

مَنْزِلُ ۱

ترجمہ: ایسا کہ فرعون اور اس کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَتَجِدُ ذَاتَهَا وَأَسْتَيْقِنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا وَعَمًى (ملع ۱) یہی حال مشرکین کا تھا۔ اور احبارِ یہود کے متعلق ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَاءَهُم مِّنْ عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ (سورہ بقرہ ۸۵) اور اَعَزُّ دِينَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ مِنْ هَذَا فَاسْتَغْنَوْا عَنْهُ (نملع ۲) کیونکہ جو ہمزد سوا، عاد وادی، قابالی، لبت شعری وغیرہ کے بعد آئے وہ تو یہ کیلئے ہوتا ہے۔ اور علامت اس کی یہ ہے کہ مصدر کے دخول کے قائم مقام ہو سکے (معنی ابن منہام ص ۱) اور رضی شرح کا فیض ص ۳۴۲ میں ہے ان الهمزة تستعمل مطرداً مع أتم التسوية اور آمد اس آیت میں احد الامرین کے لئے نہیں بلکہ یہ اُم متصل ہے اور لتو یہ کیلئے (رضی شرح کا فیض ص ۳۴۲) معنی ص ۳۴۲ (۱) ترکیب نحوی — الذین کفروا ووصل مع الصلة اسم ان، سواء علیہم وعزّأند زنتہم آمد کم تنذ زھربنا ویل المصدر، صبیحہ مؤخر اور یہ جملہ خبر ہے التفسیر منظری ص ۳۴۲ (۱) رضی ص ۳۴۲ (۲) لا یومئسون جملہ مفرد ہے ہوا قبل کی تفسیر کرتا ہے جملہ مفسر لا محال ما قبلہا فیما فیہ الاستواء

اور اس کے لئے نجات نہیں کیونکہ اس آیت نے فلاح کو مذکورہ صفا
والے مومنوں میں محصور کر دیا ہے۔ تو اس سے معلوم کہ جن میں
مقتد ہوں وہ فلاح کو محروم رہیں گے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حصر مطلق
فلاح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ فلاح کامل کے اعتبار سے ہے۔
یعنی فلاح کامل تو صرف انہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو مذکور
صدقات سے متصف ہوں گے۔ البتہ مطلق فلاح ان کے ساتھ
مخصوص نہیں بلکہ جن لوگوں میں بعض عملی خامیاں ہوں گی نجات
و فلاح تو آخر ان کو بھی حاصل ہو جائے گی وَأُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ عیدل علی انہم الکاملون فی الفلاح قبلہم
ان یکون صاحب الکبیرۃ غیر کامل فی الفلاح (تفسیر کشمیری)
المراد المفلاحون الکاملون فی الفلاح ویلزم منه علو
کمال فلاح من لیس منہم ولا عدم الفلاح مطلقاً
(تفسیر مظہری ص ۲۲۰، تفسیر بیضاوی ص ۱۸) یہاں تک تو ان لوگوں
کا ذکر بخفا جنہوں نے کتاب ہدایت کو دول و جان سے مانا اور اسے
اپنی زندگی کا دستور العمل بنایا۔ اب آگے دوسری جماعت کا ذکر کریں

دوسری جماعت (کفار)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دعوتِ حق کو ظاہر و باطناً ٹھکرا دیا،
 نہ دل سے مانا نہ زبان سے، بلکہ اپنی پوری طاقت سے اس کی
 مخالفت کی۔ **۳۔** اس آیت میں کفر و اسے مراد و مطابق کا فر مراد
 نہیں ہیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی تبلیغ پر ہزاروں کا فرمان
 لائے اور سلسلہ ابھرتا جا رہا ہے بلکہ اس سے مراد خاص قسم
 کے کافر ہیں یعنی وہ لوگ جو حق کو اچھی طرح سمجھ چکے اور پہچان چکے
 ہوں مگر محض ضد اور عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہوں۔ **۴۔**
 و انکار کی وجہ سے ان کے عقیدہ مردہ اور دل سیاہ ہو چکے ہیں اس
 لئے و غلط نصیحت اور تبلیغ و انذار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا
 ای ستروا الحق عناداً (دارک) مشرکین مکہ میں ابوجہل، ابولہب،
 ولید بن مغیرہ وغیرہ اور صحابہ کے بعض علماء اور رؤسا مثلاً اسی بنی خطبہ
 کعب بن اشرف وغیرہ اسی قسم کے کافر تھے۔ (الواسع و مع ۲۷)

۱۰۰

میرزا قاسم خان

وقف الزبير

موضع قرآنِ فلان آیت نمازیں مولیٰ کے حق میں
 صحت کی کھو کر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پریم سر مولیٰ جیسا کہ غیب و مشاہدہ والی جملہ اور پہلے ہی خبر ہو ۔ اس آیت کے نزول کا جواب یہ تھا کہ میرے مومنین علی کو دیکھو کہ ان کی ملاقات اور اسکے بارے میں کہہ کر تو میری سچے اور لفظاً نہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ
 اولا حسن لفظاً کا نسبت ہواری کرتے ہو ملاحزہ ۔ یہ کہہ کر ہم ملنا جس ، اللہ تعالیٰ کے اس مومنین کے ذکر کرنے کے واسطے ۔ ثمت عجیبی ۔ کہ آئندہ میری کونسی اور دوسرا ملاقات اللہ نے زیادہ کیا کہ کھل کر اجا دکا جس کے غیر خواہنے اس سے متناظر ۔

تفسیر ظہری ص ۳۷ ج ۱، روح المعانی ص ۱۲۷ ج ۱) یعنی ان کافروں کے حق میں آپ کے انذار عدم انداز کے یکساں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ ایمان نہیں لائیں گے یا لَا يُؤْمِنُونَ جملہ ان کی خبر ہے۔ اور سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ الْحَرُّ وَزَمْجَانٌ جملہ معترضہ ہے۔ اور خبر ان والجملة قبلہا اعتراض (روح المعانی ص ۱۲۷ ج ۱، مدارک ص ۱۲۷ ج ۱) آیت کا مفہوم دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ لہٰذا یہ جملہ معلوم ہے اور ماقبل کی علت اور اس کا سبب بیان کر رہا ہے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ لما بین فی الآیۃ انہم لا یؤمنون اخبار فی ہذا الآیۃ بالسبب الذی لاجلہ لہ یؤمنوا وهو الخلفہ تفسیر کبر ص ۱۲ ج ۱) حَتَّمَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ اسْتِغْنَاءَ تَعْلِيلٍ مَا سَبَقَ مِنَ الْحُكْمِ (ابو السعود ص ۲۸ ج ۱) الاشارة الی ہذا الی للحکم السابق (روح المعانی ص ۱۲۷ ج ۱) یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے۔ قبول حق کی تمام راہیں ان پر بند ہو چکی ہیں اس لئے اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے۔ اب یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور اس طرح ان پر قبول ہدایت کی تمام راہیں روک دیں تو پھر اگر وہ ایمان نہیں لائے اور کفر پر رہ گئے تو انہیں سزا کس قصور پر دی جائے گی؟ کیونکہ مہر خداوندی کی وجہ سے وہ کفر پر رہنے پر مجبور تھے۔ لہٰذا بات عدل و انصاف کے منافی ہے کہ ایسے لوگوں کو سزا دی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے، وہ کسی کو بلا قصور سزا نہیں دیتا اس آیت میں ان کافروں کا جو انجام بیان کیا گیا ہے خود ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ دیکھنے سننے کیلئے اسے آنکھیں اور کان دیئے غور و فکر اور سوچ بچا کیلئے اسے دل و دماغ اور عقل و شعور کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ارشاد ہے۔ وَكَأَلَّاخْرَجَهُمْ مِّنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِهِمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَا حَسْرَةَ لَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سورہ نحل رکوع ۱۱) پھر آتی و انفس کے واضح اور روشن دلائل کے دفتر اس کے سامنے کھول دیئے تاکہ وہ اپنے حواس کے ذریعے ان میں غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکے۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخُطُوبُ (حم السجدہ رکوع ۶) اور پھر اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ سیدھی راہ دکھانے اور عقلی اور فطری دلائل کے ساتھ حق سمجھانے کے لئے پیغمبر بھی بھیجے جنہوں نے دن رات اللہ کا پیغام انہیں سنایا اور ان کے تمام شبہات دور کر کے اللہ کی محبت ان پر قائم کی مُسْلِمًا مُّبِينًا وَمُنذِرًا لِّشَاقِكُمْ لِّئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (سورہ نسا رکوع ۲۳) لیکن اس کے باوجود کہ حق ان پر واضح ہو گیا۔ اور انہوں نے حق کو بھی طے پہچان لیا۔ انہوں نے حق کو نہ مانا بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹے رہے۔ نہ آنکھوں سے کام لیا نہ کانوں سے۔ نہ عقل و شعور پر کھینچا نہ استدلال کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ کفر و انکار ان کے رگ و ریشہ میں ہر ایت کے ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا۔ ان کے حواس بیکار ہو گئے اور حق کا احساس و شعور ہمیشہ کیلئے ان سے رخصت ہو گیا۔ اور ان پر گمراہی کی ایک ایسی تاریکی اور ظلمت چھا گئی کہ اب وہ اس سے باہر نہیں آسکتے مگر اہی کی اس کیفیت کو مہر سے تعبیر کیا گیا ہے تو یہ مہر جو لگی ہے تو وہ قانون تکوینی کے تحت اپنے اسباب و علل کی بنا پر لگی ہے۔ جب کوئی شخص حق کو پہچاننے کے بعد محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنے ارادے اور اختیار سے کفر کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے تو اس سے ایمان کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور اس کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں اور وہ جدھر جانا چاہے اسے ادھر ہی کو دھکیل دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا كَافِرِينَ (سورہ انفاس رکوع ۱۷) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (سورہ نسا رکوع ۱۱)

اس سے معلوم ہوگا کہ ان کے حواس بیکار ہو گئے، اور سعادت ایمان سے ان کی ابدی محرومی، یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ان کے محمود و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس مہر کی وجہ سے انہیں کفر پر مجبور کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ رَوَاتُ الدُّرَّةِ وَحَمَّاسُ جَبْرِ تَابِتٍ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اور عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

این نہ جب و معنی جباریت معنی جباریت رازاری ست

اب یہاں ایک اور سوال باقی رہ جاتا ہے کہ حَتَّمَا اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ مہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اس سے مسلم ہوگا کہ ہر لگنا ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے انہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تمام افعال عباد کا خالق خدا تعالیٰ ہے اور ہر کام کیلئے فاعل مباشر اور سبب کا مومن ضروری ہے اور کام کو چونکہ تینوں نسبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مخلوق ہونے کی نسبت، فاعل سے صدور کی اور سبب سے ترتیب کی۔ اس لئے فعل کو تینوں کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو قتل و غارت گری کے جرم میں پھانسی سے دی جاتی ہے تو اسے لوگ مختلف عبارتوں سے ملے زنی کریں گے۔ کوئی کہے گا "اللہ نے اس کا بیڑا غرق کر دیا" کوئی کہے گا "اس نے خود ہی اپنا خانہ خراب کر دیا" اور کوئی یوں گویا ہوگا کہ بد اعمالیاں اسے ملے دو ہیں یا اپنی جگہ تینوں فقرے صحیح ہیں۔ جس نے اس مجرم کی تباہی کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اس کی ہرگز یہ غرض نہیں اور نہ ہی سامعین نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کی تباہی کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مجرم ہی الذمہ اور بے قصور ہے بلکہ اس کی تباہی کو اللہ کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ خالق الافعال ہے۔ باقی رہی اس کی تباہی تو وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مہر لگانے کو مختلف نسبتوں کی وجہ سے مختلف ذوات کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مہر لگانے کا اصل سبب چونکہ ان کے اپنے اعمال تھے اس لئے کبھی اس کیفیت کو ان کے اعمال سے وابستہ کیا گیا۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (تطیف) اور کبھی ان معاندین نے اس مہر کی سی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سب کچھ اپنی ہی طرف منسوب کر لیا۔ وَذَٰلُوا أَفْوَاجًا وَبِأَنفِ آدَمَ كَيْفَ صَمَاتٍ دَعْوَانِ الْيَلْدِ وَفِي آذَانِنَا وَقَرْوٍ مِّنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَأَعْمَلْنَا لِنَنَّا عِمْشُونَ (حم السجدہ رکوع ۱۱) اور اللہ تعالیٰ چونکہ خالق الافعال، علت العلل اور سبب الاسباب ہے اس لئے اس لحاظ سے مہر لگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی گئی ہے جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے اس لئے مہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے ایمان سے ان کی محرومی، کفر پر موت اور ابدی عذاب کی ذمہ داری اللہ پر عائد نہیں ہوتی یہ سب کچھ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور ان کا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔

یہاں تک کافروں کا ذکر تھا۔ اس کے بعد منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

تیسری جماعت (منافقین)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا مگر باطن میں کافر ہی رہے۔ ان لوگوں نے زبان سے تو اسلام کا اقرار کیا۔ مگر دل سے انکار کیا۔ لہٰذا اس آیت میں منافقین کے ایمان کی حقیقت بیان فرمائی کہ زبان سے تو وہ اللہ کی توحید اور آخرت کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کے دل یقین و ایمان اور تصدیق و اذعان سے یکسر خالی ہیں۔ اس کے بعد منافقت اور دودھی چال سے ان منافقین کی غرض و فائدت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا اس دودھی چال سے وہ مسلمانوں کو فریب دیکر ان سے دُنیوی اور مادی فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ ظاہری طور پر اسلام قبول کر لینے سے دُنیوی احکام میں وہ مسلمان ہی شمار ہوں گے۔ ان کا جان و مال محفوظ ہو جائے گا اور مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت اور

بیکرادی قوانین وہ ان کے ساتھ برابر کے شریک ہونگے۔ یٰحٰدِ عَوْنِ اللّٰہِ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دھوکہ اور فریب تو اسے دیا جاسکتا ہے جو لاعلم ہوا اور حقیقت سے ناواقف ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الخیب والشہادہ ہے۔ اور مظلوم ہرگز ہرچیز کو جانتا ہے۔ اسے کیونکر دھوکہ دیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای
 یٰحٰدِ عَوْنِ اللّٰہِ (تفسیر مدارک صفحہ ۱۷۱، قرطبی صفحہ ۱۹۵ ج ۱، مظہری صفحہ ۲۵۳ ج ۱، خازن و معالم صفحہ ۲۵۳ ج ۱، کبیر صفحہ ۲۸۵ ج ۱، ریح المعانی صفحہ ۱۴۱ ج ۱، نیشاپوری صفحہ ۱۷۱ ج ۱، بحر المحیط صفحہ ۵۵ ج ۱) یعنی اللہ کے رسول کو دھوکہ دیتے ہیں (اس سے یہ بھی بخوبی ظاہر اور معلوم ہو گیا کہ ان تمام مقتدرین اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ اور مسلمہ عقیدہ تھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الخیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر) یا اللہ کو دھوکہ دینے سے ایمان والوں کو دھوکہ دینا اور وہ بھی صرف اس لئے کہ وہ مومن تو حید کے پابند ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کو دھوکہ دینا۔ وَقِيلَ لِمَ اَدْبٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا خٰدَعُوا الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنذَرُوْهُمُ خٰدَعُوْا اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَنذَرُوْهُمُ خٰدَعُوْا اللّٰهَ تَعَالٰی وَقِيلَ ذٰكِرُ اللّٰهِ هٰلِهٰنَا تَحْسِبُوْنَ بِالْخٰدَعَةِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (معالم صفحہ ۱۶۲) اس سورت میں وَاَوْقِفُوْهُمُ ہونگی۔ اور وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا عطف ماقبل پر تفسیری ہوگا۔ **گاہ** منافق یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی اس دورنگی پسلی سے مسلمانوں کو دھوکہ دیکر مرنے کو کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ اپنی جانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس منافقانہ روش سے غیر شعوری طور پر اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ **گاہ** مگر انہیں اس بات کا شعور و احساس تک نہیں ہے کہ ان کی یہ غلط کوشش خود انہی کی تباہی کا باعث ہوگی اور اس کا وبال خود انہی پر پڑے گا۔ (قرطبی صفحہ ۱۷۱ ج ۱، معالم صفحہ ۲۵۳ ج ۱) اگلی آیت میں منافقین کے حال پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ **گاہ** ان کے باطن کی خرابی اور فساد عطا کر کے پھراری سے تعبیر فرمایا۔ وَالْمَرْءُ عِبَادَةُ مُّسْتَعَارَةً لِّلْفَسَادِ الَّذِيْ فِيْ عِقَادِهِمْ (قرطبی صفحہ ۱۹۵ ج ۱) اور یہ لفظ اتفاق رشک در رب، محمود و انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے عداوت اور بغض و حسد وغیرہ سب کو شامل ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ فَاُولٰٓئِكَ لَمَّا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَهْلِ وَ سَوَاءٌ الْعَقِيْدَةُ وَعَدَاوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِّنْ فِتْنٍ اَلْكَفَرُ اَبْوَالُ السَّعْوَةِ
 و معجزات ان سے متعارف بعض اعتراض لعلب سوء الاعتقاد و اهل و الحسد المیل الی المعاصی فان صدقہم کانت تعلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاً و حلقاً (تفسیر نیشاپوری صفحہ ۱۷۱ ج ۱) اور بیماری عقل کی اس غیر طبعی حالت کا نام ہے جس کی وجہ سے غصہ کے طبعی افعال میں خلل و فتور واقع ہو جائے۔ یہ تمام امور جو کہ دل کو خدا کی معرفت اور اس کی بچی اطاعت اور مخلصانہ عبادت سے روکتے ہیں اس لئے یہ سب مافی اور قبی امراض ہیں۔ **گاہ** شک و اتفاق اور بغض و حسد کی بیماری جو ان کے دلوں کو لگی ہوئی تھی کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتی گئی۔ جوں جوں قرآن نازل ہوتا ان کا غرور اتفاق بڑھتا جاتا کیونکہ ہر آیت کو ساقی وہ منافقانہ سلوک کرتے۔ بظاہر اسے ماننے لیکن دل میں اس کا انکار کرتے یا جوں جوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دشمنوں پر غلبہ اختیار حال ہوتا گیا اور دین اسلام کی شان و شوکت میں ترقی ہوتی گئی تو ان کے دلوں کی جلن اور تکلیف اور ان کے سینوں میں بغض و حسد کی آگ بڑھتی گئی۔ وَاِذْ اَدْبٰهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَرَضَهُمْ اَمَّا بِنَصْفِهِمْ حَسَدُهُمْ بِنِعْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِهِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ ظَلَمَهُ قُلُوْبُهُمْ بِحَقِّ دَعْوِهِمْ بِاٰیٰتِنَا لَمْ يَسْمَعُوْا شَيْئًا فَنَشِيْطًا مِّنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) فَوَادَّھُمْ اللّٰهُ مِّنْ خَاۡءٍ تَغْيِيْبٍ كَيْلُہٗ جِسْمًا مَّطْلَبٌ یَّہٗ ہُکَہٗ فَا کَا مَبْدَ مَاقْبَلٍ پُرْتَبٌ ہُہ۔ والفاء للدلالة علی توتبہم فہا علی (ابو السعد صفحہ ۱۹۵ ج ۱) یعنی ان کی بیماری انہیں کی بد اعمالیوں، و بد بھریوں کا نتیجہ ہے۔ باقی رہا اضافہ مرض کو خدا کی طرف منسوب کرنا تو وہ محض اس لئے ہے کہ وہ مسبب لاسباب ہے اور فاعل حقیقی ہے۔

آیت کے ان دونوں حصوں میں منافقین کے انجام کی علت اور سبب کا بیان تھا آگے ان کے انجام کا ذکر ہے۔ **گاہ** منافقین خبیث باطن اور فساد عقیدہ کی خطرناک بیماری میں مبتلا تھے۔ خدا کی طرف سے آیات شفا لگانا نازل ہوتی رہیں، مگر انہوں نے ان سے اعراض کیا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی ادنیٰ سی کوشش نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا مرض بڑھتا گیا اور آخر ان کی ہلاکت کا باعث ہوا اور وہ دائمی عذاب اور دردناک سزا کے مستحق قرار پائے۔ **گاہ** اَلَّذِيْنَ اٰتٰیكَ نُوْرًا ہِہاں بابیت کے لئے (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) ابوالسعود صفحہ ۱۹۵ ج ۱) اور غفل ناقص دوام و استمرار کیلئے ہے (ابو السعد صفحہ ۱۷۱ ج ۱) یعنی مسلسل کذب بیانی اور اتفاق پر لگانا اور ہر کی وجہ سے انہیں مذکورہ سزا کا حکم سنایا گیا ہے اور یہاں جھوٹ بولنے سے وہی اتفاق مراد ہے یعنی دل میں اسلام کا انکار چھپائے ہوئے ہیں مگر زبان سے اَمَّا یَا اللّٰہَ دَ وَاٰیٰتِہٖمُ الْاٰخِرَہٗ کا اقرار کرتے ہیں وہ معناہ بکتبہم و قولہم امتا و لبسوا بٹوئیں (قرطبی صفحہ ۱۷۱ ج ۱) اٰی یٰکذبہم فی قولہم امتا باللّٰہِ دَیَا لَیَوْمَ الْاٰخِرِ (مدارک صفحہ ۱۷۱ ج ۱)

گاہ منافقین بظاہر مسلمان تھے لیکن دہرود کا ثرور سے ربط قائم کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کے آگے منافقین کی مزید خباثتیں ذکر کر کے ان کے حال کو اور واضح کیا گیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَیُّہُمْ اَسْرَادَہُمْ اِلَیْہُمْ وَاَعْدَاۡہُمْ عَلَیْہُمْ وَذٰلِکَ ہُمَا یُوْدٰی اِلٰی ہِہمُ الْفِتْنٰی بَیْنَہُمْ رَمَدَارُکَ مَدَارُکَ (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) وَالْفَسَادُ مِنْہَا النِّفَاقُ الَّذِیْ مَا ذٰلِکَ اِلَّا کُفْرًا فَاطْلَعُوْہُمْ عَلٰی اَسْوَادِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَانْکَلِیْوْہِ اِلٰی خَوَابِلِ الْاَرْضِ وَقِلَّةِ الْخَیْرِ وَنَزْعِ الْبُرْکَةِ وَتَطْلُلُ الْمَنَافِقُ (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) **گاہ** یعنی ہم نے جو مسلمانوں اور کافروں دونوں فرقوں سے میل جول قائم کر رکھا ہے اس سے ہمارا مقصد صرف دونوں فرقوں میں صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنا ہے اور کچھ نہیں ان ہذہ المداواة سعی فی الاصلاح بین المسلمین و الکفار (کبیر صفحہ ۱۷۱ ج ۱) قَالُوْا اَلَا نَدِیْہِ الْاَصْلَاحَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَهْلِ الْکِتَابِ (ابن جریر صفحہ ۱۷۱ ج ۱) **گاہ** یہ منافقوں کے دعوے کا نہایت ہی بیخ طریقہ سے اُدھے۔ جملہ متانفہ لاکر در حرف تنبیہ سے سامعین کو متنبہ کر کے حرف تاکید اور کلمہ حصر سے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ یہ لوگ مصلح ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں حالانکہ فتنہ و فساد کا سرچشمہ ہی لوگ ہیں اور زیادہ تر فساد انہیں کے ذریعے پھیل رہا ہے۔ **گاہ** ان کے دل میں نفاق کی وجہ سے اس حد تک مردہ اور بے حس ہو چکے تھے کہ اصلاح و فساد میں امتیاز نہیں کیا کرتے اور شر و فساد کو امن و صلاح قرار دے رہے ہیں۔ و ہٰذَا اَلَا نَدِیْہِ اَعْنِ جہل مہربان فاعتمدوا الفساد صریحاً و اصراراً و استکباراً (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) **گاہ** یہ منافقین کی دوسری خباثت ہے۔ زبان سے آمنتا کہہ کر مومن ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ دوبارہ انہیں ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ منافقانہ طور پر ایمان لانے کے لئے حکم دیا جا رہا ہے۔ اٰی اٰیْمَانًا فَوَدَّ نَا بِالْاٰخِلَیْنَ بَعِیْدٍ عَنِ النِّفَاقِ (کبیر صفحہ ۱۷۱ ج ۱) مقرر دنا بالاخلاص خالصاً عن شوائب النفاق (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) اور الناس فی الف لام عہد کہے اور اس سے مراد ہماجرین و انصار ہیں یا وہ مومنین مراد ہیں جو آل کتاب میں سے ایمان لا چکے تھے۔ عبد اللہ بن سلام وغیرہ من مؤمنی اہل لکتاب قیل کما امن المهاجرون و الانصاء (معالم صفحہ ۱۷۱ ج ۱) انہا للہم ہی کما امن رسول اللہ و من معد و ہم و اناس معبودون او عبد اللہ بن سلام و انشیاء (کبیر صفحہ ۱۷۱ ج ۱) **گاہ** یہ منافقین کا قول ہے اور لفظ سفہاء سے انہوں نے صحابہ کرام پر طعن کیا ہے یعنی ہم (خاکش بدین) ان جو قوفوں کی طریقت ایمان لے آئیں جو اپنے نفع و نقصان کو بھی نہیں سمجھتے۔ و انہا سفہاء وہم جہلاً منہم حیث اشتغلوا بما لا یجوز فی دہمہم (روح صفحہ ۱۷۱ ج ۱) امام رازی فرماتے ہیں کہ منافقین۔ صاحب اقتدار لوگ تھے وہ دولت و اقتدار کے نشہ میں غور طبقہ دین اسلام کو باطل سمجھتا تھا اور جو شخص باطل دین کو قبول کرے وہ جو قوف ہوئے دیکر صفحہ ۱۷۱ ج ۱) جیسا کہ آج کل روشن خیالی کے مرض میں مبتلا اور نشہ اقتدار میں بدست طبقہ دین کا در در کھنے والوں اور ان کی خدا اور رسول کے احکام سے بغاوت پر حرف گیری کرنے

والوں کو کم فہم، دنیا نوسی اور موجودہ دور کے تقاضوں سے بے خبر وغیرہ القاب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ بعینہ ان منافقین کی تقلید ہے۔ **۱۱** یہاں بھی اسی زور اور تاکید کے ساتھ منافقین کا رد کیا گیا ہے۔ یعنی اصل میں بے وقوف تو وہ خود ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ دین کو قبول کر بیوالوں پر سفاقت اور کم عقلی کا الزام لگا رہے ہیں۔ **۱۲** الا انهم هم السفهاء دون المؤمنين المصدقين باللہ و رسولہ و ثوابہ و عقابہ (ابن جریر ص ۱۹۱) **۱۳** ان کی بہالت اور نادانی کا یہ عالم کہ وہ اپنی اس کھلی ہوئی حماقت اور سفاقت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

فائدہ ان آیتوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے یہ آیتیں ان کے مومنین مخلصین ہونے کا بین اور لا فانی ثبوت ہیں ان کا ایمان اس قدر کامل و شوائب لفاق سے اس قدر پاک و خد کے نزدیک استغفر پسندیدہ اور مقبول ہے کہ اسے منافقین کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے نیز اس مبارک جماعت کو یہ قیوف کہنے والوں کو پرلے درجے کے یوقوف قرار دیا ہے **۱۴** یہ منافقوں کی

الْحَمْدُ

۲۳

البقرة ۲

لَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۱۱

فساد نہ ڈالو ملک میں کہہ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں

إِنَّمَا أَنْتُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝۱۲

جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا

اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝۱۳ إِنَّمَا أَنْتُمْ هُمُ

کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف **۱۴** جان لو وہی ہیں

السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝۱۴ وَإِذَا لَقُوا

بے وقوف **۱۵** لیکن نہیں جانتے **۱۶** اور جب ملاقات کرتے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ

مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں **۱۷** اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں (یعنی

شَیْطَانِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ

مردان یہود و مشرکین **۱۸** کہہ کے پاس (جا کر) تو کہتے ہیں بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو

مُسْتَهْزِئُونَ ۝۱۹ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمْدُهِمْ

ہنسی کرتے ہیں (یعنی مسلمانوں **۲۰** اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے **۲۱** اور تڑپ دیتا ہے

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۲۲ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

ان کو ان کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہو کر وہ **۲۳** (شک زدہ ہیں) حیران پھر رہے ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مولیٰ

الصَّلَاةَ بِالْهَدَىٰ قِمَارَ نَحْتٍ تِجَارَتُهُمْ وَمَا

گراہی (فطری) ہدایت کے بدلے **۲۴** سودا فرمایا ان کی سوداگری اور

كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۲۵ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْفَدَ

ہوئے وہ راہ پائے والے **۲۶** ان کی مثال **۲۷** اس شخص کی سی ہے جس نے

مصر ۱

تیسری خباثت ہے کہ جب وہ با اثر اور مخلص مومنوں سے ملے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم خالص ایمان لائے ہیں آیت سے منافقین مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتے تھے کہ اب انہوں نے نفاق چھوڑ دیا ہے **۱۵** یہ منافقوں کی خالص ایمان قبول کر لیا ہے کیونکہ ان کا زبانی ایمان تو مسلمانوں کو پہلے بھی معلوم تھا۔ **۱۶** فاما اذا خلصنا بالقلب الدلیل علیہ ان الاقرار باللسان کان معاوۃ آمنہم (کبیر ص ۱۹۱) مگر یہی لفظان کے نفاق کی غمازی کرتا ہے کیونکہ مسلمانوں کو پہلے سے اس نفاق کا علم تھا اب اس کی تردید کیلئے اور ان کے دلوں میں اپنے اخلاص کا سکہ چھلانے کے لئے انہیں کوئی تاکیدی جملہ استعمال کرنا چاہیے تھا مگر اس کے باوجود وہ سرسری طور پر صرف آمنا کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ نفاق قلبی کی وجہ سے وہ تاکیدی جملے کو گوارا نہیں کر سکتے۔ **۱۷** خلا کا صلہ عام طور پر با آیت ہے مگر یہاں آتی آیت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خلا ذہاب کے سنوں کو منقض ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین مسلمانوں سے ملنے کے بعد جب اپنے لیڈروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں مسلمانوں کے سامنے کئے ہوئے اقرار کے خلاف باتیں کرتے ہیں اس شخص کا فائدہ

یہ کہ اس سے منافقین کی منافقت خوب عیاں ہو جاتی ہے۔ لہذا ایذا ہبیں مخدوف سے متعلق ہے جو خلو کے فاعل سے حالاً ہر نوجوان کو جانتے تھے ای خلو اذا ہبیں الی شیاطینہم۔ اور شیاطین سے علماء یہود، اور اور مشرکین زیادہ شرک و کفر کے لیڈر مراد ہیں۔ شیاطینہم سادہ و کبراؤھم رؤساء معترضے اس لئے من احبار الیہود و رؤسایہم لمشرکین و المنافقین (ابن کثیر ص ۱۹۱)

۱۹ یعنی دین اور ایمان اور عقیدہ میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ انہا صاحبو و موافقو علی دینکم (مدارک ص ۱۸۱ ج ۱) **۲۰** یعنی ہم دل سے

تھوڑے مسلمان ہیں۔ دل سے تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں کے سامنے

ایمان کا اظہار محض استہزاء اور تسخر کے طور پر اور انہیں بیوقوف بنانے کے لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں مسلمان سمجھیں اور ہم سے مسلمانوں کا معاملہ

کریں۔ ہمارا مال و جان محفوظ ہو جائے اور ہمیں مال غنیمت وغیرہ میں

سے حصہ مل جایا کرے۔ **۲۱** اغناستخف بهم فی ذلک القول اصون دھاننا واصوالنا و ذریاتنا و نھضت **۲۲** **۲۳** بعض اوقات "جرم" کی تہا پر لفظ "جرم" کا اطلاق کروایا جاتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں

اس تسخر اور استہزاء کی سزا دیگا۔ ان سے متعلقہ منہم و لیا قہم و یضربہم و یجاذبہم علی استہزائہم فسمی الحقوبۃ باسم الذنب (رقطبی ص ۱۸۱) اور بعض نے کہا کہ اس طرح منافقین مسلمانوں کو تہا رہے ہیں

طرح اللہ بھی منافقوں کو تہا رہا ہے اور ان سے تسخر کا معاملہ کر رہا ہے مثلاً دنیا میں ان پر اسلام کے احکام جاری کرائے ہیں اور انہیں ہدایت سے رکھی ہے جب وہ کفر و سرکشی کی انتہا پہنچ جائیں تو ایک تہا بکھڑے جائیں

منافقین ان چیزوں کو اپنے حق میں مضید سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں یہ چیزیں ان کی تہا ہی اور ہر با دی کا پیش خیمہ ہیں۔ **۲۴** الیہ تجاریۃ علی سبیل التمثیل و اما دیعالہم سبحانہ و معاملۃ المستہزیئ اما فی اللہ باجواء احکام الاسلام و استکمال جہم من حیث لا یعلمون (روح مشاع **۲۵**)

دوسری تفسیر کے مطابق یہ اللہ کیستہ ہزیئ ہیہم کا بیان ہے۔ معطوف علی قول سبحانہ و قنا کیستہ ہزیئ ہیہم کا بیان لہذا ای (روح مشاع **۲۶**) فی طغیانہم کیستہ ہم سے متعلق ہے اور یغمہون صنفی فعل سے حال ہے یعنی وہ انہیں سرکشی اور گمراہی میں بٹھار رہا ہے اور وہ بے اطمینانی اور شک و تردید میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں **۲۷** اُولَٰئِكَ سے مذکور منافقین کی طرف اشارہ ہے جن کی خباثتوں کا بھی ذکر ہو رہا ہے۔ ان کی تمام خباثتوں کا چہرہ اختیاری گمراہی ہے

موسم ہونے پر ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔
 اگرچہ اس وقت ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔

موسم ہونے پر ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔
 اگرچہ اس وقت ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔

انہوں نے راہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ ضلالت پر چلنے کی ٹھان لی ہے۔ انشاء کے معنی ختم ہونے کے ہیں اور ظاہر ہے کہ خریداری کیلئے ضروری ہے کہ قیمت خریدار کے پاس موجود ہو یہاں ہدایت کو گمراہی کی قیمت قرار دیا گیا ہے جس کے عوض منافقوں نے گمراہی مولی تو اس سے لازم آئے کہ منافقین پہلے ہدایت پر تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ شرعاً ہی سے منافقانہ طور پر ایمان لائے تھے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں انشاء بمعنی استنبال نہیں بلکہ غرض تہذیب اور احتیاط کے معنی میں ہے ان الاشتراء عجاوین الاختیارات کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی اور ہدایت کی بجائے گمراہی کو اختیار کیا۔ لیکن اس صورت میں باہمی کی باوجود معنی علی ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انشاء اپنے حقیقی معنوں ہی میں ہے اور ہدایت سے مراد وہ فطری ہدایت ہے جو اللہ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے۔ امداد بالہدایۃ الجلی وقد کان حاصلہا لہ حقیقۃ فان کل مولود یولد علی الفطرة (روح میاں ۱۹) اس صورت میں تمام الفاظ اپنی حقیقت پر رہتے ہیں اور کسی قسم کے مجاز کا ارتکاب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ لہذا اگر یہ سوچا جائے تو نفع بخش ثابت نہ ہوا۔ اور موصوفہ بھی کیسے انہوں نے یہ سوچا ہی بے عقلی نہ ہے بصیرت سے کہیے۔ اور ایک ایسی چیز خریدی ہے جس میں سرسرقہ نقصان ہی نقصان ہے۔ عام مفسرین کی رائے کے مطابق اب یہاں منافقوں کی دو مثالیں بیان کی جا رہی ہیں پہلی مثال مشدھ سے لے کر لا یرجعون تک اور دوسری آو کصیب سے لیکر خیر کریم تک۔ (ماشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷)

۲۴ المیقرۃ ۲

تَارَاهُ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ
 اگ جلائی دینی پہنچتا ہے پھر جب روشنی کر دیا آگے اس کا پس کو اور وہاں کچھ اور لوگ بھی موجود تھے تو ان کے
 وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يَبْصُرُونَ ۱۰ صُمُّ بَكْمٌ عُمِي
 اللہ نے ان کی روشنی یعنی چھوڑا ان کو اندھیروں میں کہ وہ نہ دیکھ سکتے تھے۔ بہرے ہیں تو گئے ہیں اندھے ہیں
 فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۱۱ آو كَصَيْبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ
 سرود نہیں تو نہیں گئے آگے فلہ یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے زور سے مینہ برس رہا ہو آسمان
 ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ
 اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں
 مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ
 مارے کوٹک کے موت کے ڈر سے اللہ اور اللہ حاضر کرنے والا ہے
 بِالْكَافِرِينَ يَكَادُ الْبَرْقُ يُخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ
 کافروں کا لہلہ قریب ہے کہ بجلی خیرہ کر دے ان کی آنکھیں
 كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشْوَافٍ فِيهِ إِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ
 جب چمکنے لگتی ہے ان پر تو چمکنے لگتے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کوٹھے
 قَامُوا طَوْفًا لَّوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ
 رہ جاتے ہیں لہذا اگر چاہے اللہ تو لے جائے ان کے کان اور آنکھیں
 إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
 بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے لہذا اے لوگو بندگی
 اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ
 کرو اپنے رب کی عبادت جس نے (ہم) پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے
 قَبْلَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۲۱ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ
 پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ جس (ہم) نے بنایا واسطے تمہارے

۱۔ مثال فریق ثالث
 اس لئے یہاں اللہ کی معنی جمع ہے۔ استنطاق اور حوالہ میں لفظ
 کے لحاظ سے ضمیر واحد استعمال کی گئی ہے اور جمع کی ضمیر میں معنی
 کا لحاظ کیا گیا ہے۔ لہذا یہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی جب آگ کی جیسے
 چاروں طرف روشنی ہوگی تو اچانک آگ بجھ گئی اور وہ روشنی ان سے
 سلب کر لی گئی اور وہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چھوڑ دیئے گئے اور انہیں
 کچھ نظر نہیں آتا۔ اس تمثیل میں منافقین کے زبانی اقرار ایمان کو آگ جلانے
 سے تعبیر کیا گیا اور ظاہر اسلام کے بعد بطور مسلمان جو فوٹا انہیں حاصل ہوئے
 اسے ماحول کی روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور روشنی سلب کر لینے سے لہذا
 یہ ہے کہ اللہ نے ان کا اتفاق بنی علیہ السلام پر ظاہر کر کے انہیں ان فوٹا
 سے محروم کر دیا اور انہیں پھر سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں چھوڑ دیا
 ۲۔ اگرچہ ان کے ظاہری حواس درست ہیں لیکن جب انہوں
 نے ان حواس سے کام نہ لیا، کانوں سے حق نہ سنا۔ زبان سے حق کا اقرار
 نہ کیا، اور بصیرت کی آنکھوں سے حق کو نہ دیکھا تو گویا ان کے حواس ہی
 بیکار ہو چکے ہیں۔ اور وہ بہرے، کوٹھے اور اندھے ہیں۔ کانت حواسہم
 سليمة ولكن لما سد اعين الصانع الى الحق مسامعهم وابواب
 ينطقوا به السنه ثم ان ينظروا ويبصروا بعيونهم فاجلوا كما هنا
 ايفت مشاعرهم امدارک ص ۱۱ لہذا یہی اب ان کے ہدایت
 آگے کی گئی۔ لیکن حضرت شیخ علیہ الرحمۃ والوفاء نے فرمایا کہ
 وہاں یہی جب بھی کسی داعی توحید نے دعوت توحید پیش کی ہمیشہ لوگ دو
 جماعتوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگوں نے دعوت توحید کو مان لیا اور مومنین
 کہلائے اور کچھ لوگوں نے اس دعوت کو نہ مانا وہ کفار کے نام سے

سورۃ

موسم ہونے پر ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔ اگرچہ اس وقت ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔
 موسم ہونے پر ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔ اگرچہ اس وقت ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔
 موسم ہونے پر ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔ اگرچہ اس وقت ہمارے ہاں ہر سال کی طرح ہوتا ہے۔

کہ روشنی میں راستہ دیکھتے اور اندھیرے میں راستہ ٹوٹی ٹھوٹی گول کرگے بڑھنے کی کوشش کرتے یعنی ہر حال میں صدق دل سے اور خلوص نیت سے اسلام کی پیروی کرتے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خضفہ ابصار سے یہاں آنکھوں کا ایک لینا مراد نہیں بلکہ اس کے معنی خیرہ اور حیران کرنے کے ہیں یعنی قرآنی ہدایت کی روشنی جسے یہاں برق سے تعبیر کیا گیا روز بروز بچھیل رہی تھی اور اسلام کی نشان و شرکت اس تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ منافقین کی آنکھیں اسے دیکھ کر خیرہ اور مرعوب ہو رہی تھیں مگر وہ تازیاب کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اور بعض موانع انہیں مخلصانہ ایمان سے روک رہے تھے۔ ۱۵۷ اس کا تعلق **يَجْعَلُونَ آصَابَهُمْ فِيْ اَازَانِهِمْ اَوْ يَكْبِتُوْنَ الصُّبُوْرَ يَخْطِفُ ابْصَارُهُمْ** سے ہے علی سبیل اللف والتمثل طوئیل یعنی انہیں کان اس لئے دیئے کہ وہ ان سے حق بات سنیں مگر وہ حق سننے کی بجائے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور آنکھیں اس لئے دیئے کہ وہ ان سے قرآنی ہدایت کی روشنی میں سیدھی راہ دیکھ کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ مگر انہوں نے ان سے سچی کام نہ لیا تو اگر اللہ چاہے تو رعد کی گڑک سے ان کی سماعت اور سمجھ کی چمک سے ان کی بنیائی سب کمرے۔ ۱۵۸ اس کیلئے کوئی کام مشکل نہیں۔ ہر کام کیساں طور پر اس کی قدرت کے تحت داخل ہے۔

یہاں تک تمہید تھی جس میں ہدایت کے اصل حشر شبہ کی نشان دہی کی گئی اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے اوصاف اور ان کے انجام کا ذکر تھا۔ اب اگلی آیت سے دعوئے توحید پیش کیا جا رہا ہے۔

دعوائے توحید

۱۔ تہذیب میں جن جماعتوں یعنی مومنین، کفار اور منافقین کے اوصاف اور ان کی جزا و سزا بیان کرنے کے بعد اب یہاں ان سب کو مخاطب کر کے ان کے سامنے دعوتِ توحید بیان کی ہے۔ اس سورت میں دعویٰ توحید کو بین ہاردم یا لایا گیا ہے جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے یاد رہنا انسانِ عبد (دیکھ رکھو ۳) میں دعویٰ توحید کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد والہکم الہ واحد الخ (رکوع ۱۹) میں پہلی بار اس کا اعادہ فرمایا اور پھر اللہ لا الہ الا هو (رکوع ۲۸) میں دوبارہ اعادہ فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین میں قسم کا شرک کرتے ہیں (۱) شرک فی الدعاء یعنی پاکلانہ شرک (۲) مذہبیا زمین شرک (۳) شفاعتِ قہری کے ذریعے یعنی اپنے مجبوروں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تین جگہ دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے مدلل فرما کر بالترتیب شرک کی مذکورہ بالا تینوں قسموں کی نفی فرمائی ہے۔ عبادت کے معنی غایت منصوص اور انتہائی عاجزی کے ہیں۔ اس لفظ کا جامع مفہوم علامہ ابن قیم رحمہ کی زبانی سنئے۔ العبادۃ عبادة عن الاعتقاد والشعوبان للمجوس طائفة غلبية (ای فی العلم والتصور) فوق الأسباب بقدر ما علی النفع والفور فکل دعا وثناء وتغلیل منشأ من هذا الاعتقاد فی عبادة (مدارج السالکین ص ۴۷) یعنی یہ اعتقاد اور شعور کہ ہماری حالات جاننے اور ان میں باختیار خود تصرف کرنے میں ہمارے مجبور کا مافوق الاسباب غلبی قبضہ ہے۔ اور اسی اعتقاد کے تحت اپنے معبود کو پرکار راجا سمجھے، اس کی حمد ثنا کی جائے، رکوع وجود یا مذہب یا نہ سے اس کی تعظیم بجا لاتی جائے تو یہ سب کچھ عبادت ہے۔ تو یہ عبادت یکجہنم اقسامہ والا نعم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہاں عبادت سے دعا اور پرکار مراد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ العاء هو العبادة (ابوداؤد وحشیح ۱۰۱ ترمذی صحیح ۲) یعنی دعا ہی اصل عبادت ہے۔ اور دعویٰ توحیداً عبد ادیکہ میں حصر اور تخصیص مراد ہے یعنی صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، صرف اسی کو پرکار رو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ای افود والطاعة والعبادة لربیک دون ساکن خلقه (ابن جریر صحیح ۱) یعنی طاعت اور عبادت صرف اپنے رب ہی کی کرو اور اس کی مخلوق کو اس کی طاعت اور عبادت میں شریک نہ بناؤ۔ عبادت سے وہی دعا اور پرکار مراد ہے۔ اور حصر کا دوسرا قرینہ وہ نتیجہ ہے جو دعویٰ توحید کے عقلی دلائل کے بعد مذکور ہے یعنی فلا تجعلوا للہ انداداً ————— آ لذلک اب یہاں سے دعویٰ مذکور پر عقلی دلائل کی ابتدا ہو رہی ہے۔ الموصول صفة مادحة للرب وفيها ايضا تعليل لعبادة الربوبية على ما قيل (رجح صحیح ۱۱) یہاں دعویٰ توحید پر جو عقلی دلیل پیش کی گئی ہے وہ پانچ امور پر مشتمل ہے۔ اول۔ خالق بنی تمہیں پیدا کیا اور نعمت و برکت سے سرفراز فرمایا۔ دوم۔ الذین من قبلکم تمہارے آباء واجداد دوسرے تمام انسانوں، فرشتوں اور جنوں کا بھی وہی خالق ہے۔ ثلث۔ کلکم لله عون تاکہ تم متقی بن جاؤ کیونکہ توحید کی پابندی ہی سے تقویٰ حاصل ہو سکتا ہے۔ فصل شک اور امید کیلئے موضوع ہے مگر جب اللہ کی طرف سے موت یقین کے معنوں میں ہوتا ہے۔ قال سیبویہ لعل وعلم خوف اتخرج وهما من الله واجب (معالم ص ۳۳) سوم۔ الذی جعل لكم الارض فراشا زمین کو ٹہپا کرنے والے اس نے فرش کی طرح ہموار بنا دیا ہے۔ ثم اس پر چل پھر سکتے ہو۔ بیٹھ سکتے ہو اور اس پر اپنا کاروبار کر سکتے ہو۔ چہارم۔ وجمعهم انزل من السماء ماء فاخبر به من السموات ومن قال لكم بارئ کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے ٹہپا کرنے پر روزی پیدا کی۔ ۵۔ یہ مذکورہ دلیل کا نتیجہ ہے۔ غماطلین اپنا اپنے آباؤ اجداد کا باقی تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کا زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق خدا ہی کو ماننے تھے۔ اور تمام کمونی امور کو خدا ہی کے تصرف و اختیار میں سمجھتے تھے اس لئے ان مسئلہ امور کو بطور دلیل پیش کر کے فرمایا کہ جب یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں، جب یہ سارے الغامات اسی ہی نے رقم کوئے ہیں۔ جب تمہارا اور ساری محاسنات کا خالق و مالک اور رازق و مددگار وہی ہے اور ان تمام کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر صرف اسی ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو اپنی حاجات و مشکلات میں غائبانہ پرکار دو اور اس کی عبادت اور پرکاری میں کسی نوری سناری یا خفا کی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ جس نے یہ ساری امتیں۔ زندگی، یہ خوب صورت بدن، آنکھیں کان، ناک، دل، دماغ وغیرہ زمین و آسمان، زمین کے بلے بہا ترانے، چاند، ستارے وغیرہ وغیرہ۔ طلب اور درخواست کے بغیر تمہیں دیدی۔ کیا وہ طلب اور درخواست پر تمہیں کچھ نہیں دیگا؟ پھر اس عمن مربی کو بھول کر اور لوگوں کو کیوں پکارتے ہو؟ اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان تمام امور کا فاعل اور سبب کا خالق و رازق صرف اللہ ہے۔ اور تمہارے یہ مجبوران کاموں میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ وانتم تعلمون انها لا تخلق شیئاً ولا تزرق واللہ الخالق التزاق (مدارج ص ۴۷) دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے واضح کرنے کے بعد توجہ سے متعلق مشرکین کے دو شبہوں کا جواب دیا ہے۔ ایک شبہ تو یہ تھا کہ یہ دعویٰ خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے باتیں بنا کر اور بھلا نہیں خدا کی طرف منسوب کر کے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ نے ان کے اس شبہ کا ذکر ان فقلون کیلئے۔ آدم فقولون اقوالہ (یونس ص ۶۸) دوسرا شبہ یہ تھا کہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کتاب خدا کا کلام ہے کیونکہ اس میں اولیا اللہ کیلئے مکرر جیسی گھٹی چڑوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں جو اولیا اللہ کے حق میں سخت توہین ہے۔ بھلا کیس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے نبی بندوں کی توہین کرے؟ ۵۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے یعنی جو کچھ ہم نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اگر اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں تمہیں کسی قسم کا شبہ ہے تو اس کا واحد علاج حبسِ قلب ہے ومعنی قولہ حرفی دیب منہ فی کونہ وحیا من اللہ تتجاشانہ (دور صحیح ۱) ۱۔ کہ تم بھی زیادہ نہیں صرف ایک ہی صورت ایسی بنا لاؤ جو فصاحت و بلاغت میں، مضامین کی قدرت میں واقعات ماضیہ اور آتیہ فی صداقت میں، امثال ومواعظ کی اثر انگیزی میں، دلائل وبراہین کی جامعیت اور معقولیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ قرآن کی مثل اور ہم پلہ ہو۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا ترجمہ ہونا صرف فصاحت و بلاغت ہی کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ فأتوا بسورة کا جملہ تو تمام دنیا کے مسلمان کو دیا گیا ہے خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی۔ اس لئے قرآن جس طرح فصاحت و بلاغت اور ترکیب الفاظ کے اعتبار سے عجیب ہے اسی طرح مضامین و مطالب، واقعات ماضیہ وآتیہ اور دلائل وبراہین وغیرہ کے لحاظ سے بھی عجیب ہے۔ ۲۔ کہ شہداء سے ملو

القيرة ٣

۲۸

171

بھراسی کی طرف لوٹا مے جاؤ گے ۱۲ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کہ

زمین میں ہے سب پھرا اسی نے، قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا

ان کمرسات آسمان اور وہی پر پھر سے تھروار ہے ۳۵ اور جب

کما جیسے رب نے فرشتوں کو کہہ کر میں بنائے والا ہوں زمین میں

ایک نام بہا و سنوں نے کیا فاقم کہ ہے کو زمین میں اس کو خوف سادہ ہے کہ

[illegible]

یاد کرتے ہیں نیری پاک ذات کو جسے فرمایا بیشک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور

سکھا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو

فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے ۹۱ اگر تم

تج ہو نہ ۔ ازلے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا

تو نے ہم کو سکھایا اللہ شک تو ہے اصل جاننے والا حکمت والا ہے۔ فرمایا اے آدم

منزل ۱

منزل ۱

اسی معنی میں زیادتی اور فوقیت ہے جس میں تمثیل واقع ہوئی

المعنى الذى وقع التمثيل فيه وهو الصغر والحقارة

انکے کہنے سے اللہ تعالیٰ مجھ پر اس سے بھی وادئی اور حقیر صبر کی کوئی

اور مناسب مخالفیہ مثلاً: ہر ضرور سارہ کہ تارہ کا۔ مثلاً اس

لے بیان کی جاتی ہے مالمسلہ واقع ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ

کوئی نئی یا ولی عبادت و پکار کے لئے تمہیں یعنی غیر اللہ کا سہارا ایسا

پکار کا مسئلہ اس طرح واضح نہ ہوتا۔ اب آگے ان مثالوں کے بیان

۱۷۷۔ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور قرآن کے

انہیں تو اس بات کا یقین ہے کہ یہ مثال بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے

عبداللہ (ابن کثیرؒ) علیہ السلام لیکن کفار و معاذین حقارت آمیزہ لہجہ میں

کی توہین ہے۔ **۱۱۰** منکرین کا حیا ال کھا کہ ان حقیر چیزوں کی مثیلاً

اور معتمد بہ فائدہ بیان فرمادیا کہ یہ مثالیں حتیٰ ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔

مشتغل على حكمة جليلة وغاية جميلة هي كونه وسيلة الوعدة

وقال الشيخ رحمه الله تعالى ضرب الامثال بالمحقرات ابتداء

کی گفتگو میں بھی مثالوں کا استعمال کرتے تھے۔ میسرکین کا یہ اعتراف کہ خدا

کی گفتگو میں بھی مثالوں کا استعمال کرتے تھے۔ مشرکین کا یہ اعتراض کہ خداوند تعالیٰ مکھی اور مگڑی جیسی حقیر چیزوں کی مثالیں کہوں بیان کرتا ہے، یہ محض ضد اور عناد پر مبنی تھا۔ درحقیقت ان لوگوں کو چڑھ کر تو مسلمہ لوحید سے تھی اور یہ اعتراض تکذیب کا ایک بہانہ تھا۔ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان مثالوں کے ذریعہ ہدایت و ضلالت کا اثبات یوں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے مومنین کو مزید انشراح صدر اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور گمراہوں اور مشرکوں کی الجھنوں میں اور فساد ہو جاتا ہے (مستطیع علیہ)۔

دانشین سے ارادہ لوگ ہیں جو مژدہ ایمان سے نکل جاتے ہیں۔ دامان اب الفاسقین ہذا الخارجون عن حدّ دلائل ہاں (روایت مستطیع علیہ) یعنی ان کے ذریعے صرف ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو خود گمراہ رہنا چاہتے ہیں اور با اختیار خود گمراہی اختیار کرتے ہیں۔ اضلال کو فاسقین سے مخصوص کر کے آگے ان کی کئی ایک خباثتیں بیان کی ہیں اس سے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے گمراہی برپا نہیں ہے اور ان سے توفیق بہت کے سلب ہو جانے کا اصل سبب ان کی ہی خباثتیں ہیں لہذا اس گمراہی کے اسباب خود ان کے اپنے پاؤں ہیں اور ان اسباب میں اور ان کے آثار و نتائج میں وہی کرمی تعلق ہے جو آگ میں اور جلانے میں جڑی بوٹی کا کام ہے جہاں اور کھجور کی اسی طرح تیر و کمر کی اور عود و دھنک کے ٹوٹنے کا کوئی نتیجہ نہ ہوتا ہے۔ ہدایت سے اندر خودی اور ایمان اضلال کو امداد کی طرف محض اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ ذلیل حقیقی اور ظاہر افعال ہے۔ واسناد لاضلال و خلق الضلال ایہ سبحانہ۔ حق علیٰ اس جمیعہ

[illegible]

نتیجہ :- جب تم جانتے ہو کہ موت و حیات خدا کے قبضہ میں ہے، زمین و آسمان کا خالق بھی وہی ہے اور مہظاہر و چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ جب یہ سب کام اسی کے ہیں اور ان میں کوئی اُس کا شریک نہیں تو پھر عبادت اور پکار میں اوروں کو کیوں اس کا شریک بناتے ہو؟ غرض تمام دینی و دنیوی نعمتیں بھی اسی ہی نے عطا کی ہیں اور بغیر اُنکے دی ہیں تو پھر وہ کون سی چیزیں ہیں جو وہ نہیں دے سکتا اور تم وہ غیروں سے مانگتے ہو۔ کوئی انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو پکار رہا ہے، کوئی ملائکہ مقررین سے امتیاز و الہیہ کے ہوتے ہے اور کوئی جنوں کے یہاں پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔ حالانکہ کوئی ناری یا خاکی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک اور مہر و چکر کا عالم ہو مگر لوہیوں، تاریلوں اور خاکیوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ **۱۷** اذْ ظَرْفُ کا عامل یہاں محذوف ملنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے یہاں اذْ ظَرْفُ محذوف مانا ہے کیونکہ کعبہ میں آنے والا کو اُس میں عامل ہے۔ اور ظروف کے عامل کا ان پر مقدم ہونا جائز ہے۔

خَلِيفَةً _____ خلیفہ اسے کہتے ہیں جو کسی دوسرے کے بعد اس کی جگہ اس کے فرائض سنبھالے۔ الخلیفۃ من یخلف یدہ و یقوم مقامہ (بکیر ص ۲۷) **۱۸** فرشتوں کا سوال بطور اعتراض یا بنی آدم سے بوجہ حسد کے نہیں تھا بلکہ محض استفسار اور انکشاف کے طور پر تھا۔ لیس علی وجہ الاعتراض علی اللہ و لا علی وجہ الحسد یعنی آدم کو کہا قد یتوہمہ بعض المفسرین (ابن کثیر ص ۱۷) اور بنی آدم کے متعلق فساد برپا کرنے اور خون ریزی کرنے کا نظریہ انہوں نے ان کو جنوں پر قیاس کر کے قائم کیا تھا کیونکہ پہلے زمین پر جن آباد تھے اور ان کا فساد فی الارض خون خرابہ فرشتے دیکھ چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ بنی آدم جہنم میں اب خلیفہ بنایا جائیگا وہ بھی ایسے ہی ہونگے۔ **۱۹** قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ قول ملائکہ تلحن نسیم محمد اے یوحنا الی نفی النقص فی ملکہ تعالیٰ فی الحال و قولہ بعد نقد س لک یرجع الی نفعیہ فی المستقبل فرشتوں کا یہ قول بھی فخر و غرور کی بنا پر نہیں تھا بلکہ محض نیا زندگی کے اظہار کے طور پر تھا جس طرح ایک مخلص خادم اپنے آقا سے کہتا ہے کہ حضور یہ خدمت آپ جس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں وہ اس کا صحیح حق ادا نہیں کر سکے گا۔ میں جو ہمیشہ سے آپ کا مخلص خادم ہوں اور ہر وقت خدمت میں کمر بستہ رہتا ہوں یہ خدمت آپ میرے ہی سپرد کر دیں۔ یعنی یہی طریقہ فرشتوں نے اختیار کیا تھا۔ لیس المقصود **۲۰** الاستفسار عن المرجع لا العجب التفات آخر (روح ص ۲۲) اعلیٰ طریقۃ من یجد فی خدمۃ مولاہ و ہویا مرکبا غیبا التخدام العصاة وانا محتہد فیہا (ابو السعود ص ۱۷) **۲۱** فرشتوں کا علم محدود تھا۔ سابقہ تجربہ کی بنا پر وہ صرف یہ اندازہ تو لگا سکے کہ یہ نئی مخلوق فسادی اور غریزہ ہوگی مگر اس مخلوق کی دوسری خوبیوں اور اسکے پیدا کرنے کی دیگر مصلحتوں سے وہ بالکل ناواقف تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے پیدا کرنے میں جو مصلحے پوشیدہ ہیں انہیں تم نہیں جانتے ہو۔ اے اعلیٰ علم من الحکمہ فذلک ما ہو خفی علیکم یعنی یكون فیہم الانبیاء والاولیاء والعلماء (دارک ص ۲) اے اعلیٰ علم من المصلحۃ الراجۃ فی خلق ہذا الصنف علی المفساد الذی ذکرتموها ما لا تعلمون انتہو (ابن کثیر ص ۱۹) حاصل یہ ہے کہ ان میں فساد اور خون ریزی بھی ہوں گے لیکن ان میں جو خوبیاں ہوں گی وہ ان مفساد پر ترجیح ہوں گی۔ وہ یہ کہ ان میں انبیاء اور رسل ہونگے، صدیقین اور شہداء ہوں گے، اولیاء اور علماء ہوں گے۔ انسان کی خلقت میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ انسان صفات خداوندی کا مظہر بنا۔ اگر انسان کو پیدا نہ کیا جاتا تو خداوند تعالیٰ کی صفات مثلاً رزاقیت، بھاریت، مغفایت وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا۔ **۲۲** فرشتوں کے سوال کا اجمالی جواب تو اوپر گزر چکا اب ان کے مزید اطمینان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی اس برتری کا علم اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہاں کل استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ کل اضماعی ہے اور اس سے مراد وہ ضروری اشیاء ہیں جو آدم علیہ السلام کے مناسب تھیں ہر چیز مراد نہیں کہا فی قولہ تعالیٰ یا خاکی سفینۃ غضباً وادیت من کل شیء، دفعتنا علیہم ابواب کل شیء اسماء سے اشیاء

کے خواص اور ان کی تاثیرات مراد ہیں۔ المود بالاسماء صفات الاشياء وخواصها روح مثلاً (۱) اور تعلیم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت میں اس علم کی استعداد رکھ دی تھی اور انہوں نے اس فطری استعداد کے ذریعے ان اشیا کے خواص و اوصاف بیان کر دیے۔ لہذا آدم کی برتری ان کی فطرت اور جبلت کے اعتبار سے تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ فطری استعداد کے علاوہ ان کو علم یا گیا تھا کیونکہ اس طرح یا غرض لازم آتا ہے کہ جب ان اشیا کا علم حضرت آدم کو دیا گیا تو اس میں ان کا کیا کمال ہے؟ اور فرشتوں کو نہیں دیا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ ۱۹۰ پھر وہ اشیا فرشتوں کے سامنے ہیں کہ ان سے سوال کیا کہ وہ ان اشیا کے خواص بتائیں۔ ۱۹۱ اگر تم اس دعویٰ میں سے ہو کہ ہماری موجودگی میں تو فرق اللہ کی تسبیح و تہلیل اور تمہید و تمجید میں مصروف رہتے ہیں کسی اور مخلوق کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں جس سے فساد اور فتنہ بڑی کا اندیشہ ہو۔ ۱۹۲ فرشتوں نے اپنے بجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا کہ اے اللہ! ہمیں تو صرف وہی چیزیں معلوم ہیں جن کا علم تو نے ہماری استعداد کے

البقرة ۲

۳۰

الْحَمْدُ

أَنْبِئُهُمْ بِأَسْمَاءِ إِيَّاهُمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَاءِ إِيَّاهُمْ

بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام ۱۹۰ پھر جب بتا دیے اس نے ان کے نام

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبِ السَّمُوتِ

فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی

وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ

اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكْتُمُونَ ۱۹۱ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

بہجھاتے ہو ۱۹۱ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو ذق

لَادِمًا فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَ

آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور

كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۱۹۲ وَقُلْنَا يَا دُمُ اسْكُنْ أَنْتَ

ہو گیا وہ کافروں میں کا ۱۹۲ اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو

وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ

اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے

الظَّالِمِينَ ۱۹۳ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا

ظالم ۱۹۳ پھر بلا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے ۱۹۳ پھر نکالا ان کو

مِمَّا كَانَا فِيهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اس عزت و راحت سے جس میں تھے ۱۹۴ اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى

دشمن ہو گے ۱۹۴ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک

منزل ۱

مطابق عطا فرمایا ہے اور جو چیزیں ہماری قابلیت اور استعداد سے بالا ہیں ان کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ لا علم لنا الا ما علمتنا بحسب قابليتنا من العلم ما علمنا سمية لعلنا ولا قدرة لنا على ما هو خارج عن دائرة استعدادنا (ابو السمو و ص ۱)

۱۹۰ تو ہی علم و حکیم ہے۔ نیز کوئی کام حکمت سے خالی نہیں مختلف فرق میں مختلف استعدادیں رکھنے کی حکمت کو تو ہی بھی طرح

جانتا ہے۔ ۱۹۱ جب فرشتوں نے اپنے بجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے وہی

سوال ان پر پیش کیا گیا۔ ۱۹۲ میں تمہاری حقیقت کو اور تمہارے ظاہری اور باطنی حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ

تمہاری حقیقت اور ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے۔ یہاں تک فرشتوں کا بجز قصور و علم اور کمالات میں حضرت آدم علیہ السلام سے

فروتر ہونا درود روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ خود فرشتوں کے اپنے اقرار کی ذہنیت بھی

سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے اعلان سے بھی جب اس نوری مخلوق کے بجز اور قصور و علم کا یہ حال ہے اور وہ آدم سے بعض کمالات میں کم بھی نہیں کیونکہ وہ

ہیں تو پھر وہ خدا کے شریک کس طرح بن سکتے ہیں۔ لہذا انہیں متعجب نہ رہنے چاہئے۔ ۱۹۳

وختار اور عالم الغیب است سمجھو اور انہیں غائبانہ مت دیکارو۔ نیز فرشتے تو خود تَحْنُ فُسَيْيْحًا مَلَكًا وَتَقْدُ لَكَ كَالْعَلَمِ

گر کے خدا کی توحید کا افراد و شرک کی تردید کر رہے ہیں اور تم اپنی کو خدا کا شریک بنا رہے ہو۔ ۱۹۴ فرشتوں کو سجدہ کا حکم، ان کے

عجز و نیاز کا اظہار اور حضرت آدم علیہ السلام کی ان پر برتری ثابت کرنے کے لئے دیا گیا۔ سجدہ سے مراد شرعی سجدہ ہے۔ یہ حکم اس

خاص وقت میں نوریوں کو ہوا تھا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔ یہ حکم فرشتوں پر کائنات کے لائق

ہی سے نہیں تھا اب اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کو سجدہ کرے یا لادہ کا لام یعنی آبی ہوگا تو اس مسئلہ

میں جو حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہوگا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت قبل کی ہوگی جیسا کہ ہم شیخ روز بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنے رہتے ہیں۔

۱۹۳ مثلاً (۱) سجدہ غیر اللہ کی پوری تحقیق سورہ یوسف کی تفسیر میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ سجدہ شرعی نہیں تھا

بلکہ خوی تھا اور اس سے مراد صرف عجز و انکسار کا اظہار تھا۔ وقیل بمعنى الاضحية ولو يكن فيه وضع الجباه بل كان مجرد تذلل وانقياد روح مثلاً (۱) سجدہ اِلاَّ اِبْلِيسَ اللہ کے اس حکم کی تمام فرشتوں نے فوراً تعمیل کی لیکن ابلیس اگر گیا۔ اَبَى وَاسْتَكْبَرَ۔ اس نے کبر و عجز و رکی وجہ سے یہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے برتر سمجھا۔ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ط اور اللہ کے علم میں وہ ازلی بد بخت تھا اور خدا کو معلوم تھا کہ وہ ایمان کے بعد کفر کریگا۔ اور یہاں گان بمعنی صماد ہے یعنی انکار اور استکبار کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا۔ یہاں فرشتوں کے سجادوں پر ایک حقیقت واضح کر دی کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے ان کے سامنے جھکنے کا حکم ملا تھا۔ جو مخلوق تمہارے دادا کی تعظیم پر آمورگی گئی اب تم اس کے سامنے کیوں جھکتے ہو؟ اور اپنی خودی کو کیوں برباد کرتے ہو؟ جو لوگ جنات کو بوجھتے ہیں وہ بھی غم نہ کریں کہ جنات تو پہلے دن سے انسانوں کے دشمن ہیں اور ان کی دشمنی بالکل واضح ہے پھر ان کو وہ خدا کا شریک بناتے اور خدا کے سوا کار ساز سمجھتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے اَنْتُمْ شَرٌّ نَّاسًا وَدَّيْتُمْ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِیْ وَكُنتُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۱۹۴ (سورہ کہف) ۱۹۴ زوجہ سے مراد مانی تو ہیں جنہیں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دلجوئی اور تسکین خاطر کے لئے پیدا فرمایا۔

شروع میں یَا کَیْهَاقُ السَّلَاسُ کے خطاب عام کے ذریعے تمام انسانوں کو توحید کی دعوت عام دی گئی عقلی دلیل سے دعویٰ توحید کو مدلل اور واضح کیا گیا۔ اور دعویٰ توحید سے متعلق دو شبہات کا ہنایت تسلی بخش طریقہ سوازلہ کر کے ثابت کیا گیا کہ نہ فرشتے پرکارنے کے لائق ہیں نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ جنات۔ اب اگلی آیت سے رُسے سخن یہودیوں کی طرف پھیر دیا گیا ہے ہجرت کے بعد یمن میں سب سے پہلی سورت جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ تھی۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں یہودیوں کی کافی آبادی تھی۔ ان میں بڑے بڑے نواب، علما، پیر اور درویش موجود تھے عوام کو ان سے محبت تھی۔ بلکہ مشرکین، کفر ہی ان کا احترام کرتے تھے اس لئے ان یودیوں اور پیروں کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اس میں جابجا یہودیوں کو خطاب فرمایا۔ اور ان کی اصلاح کیلئے حکیمانہ پند و نصیحت کے مختلف طریقے اختیار فرمائے کہیں نرمی سے سمجھایا ہے کہیں سختی سے کہیں وعدہ انعام کے ساتھ اور کہیں وعید العقاب کے ساتھ کہیں تو ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر کئے گئے احسانات جتنا کر انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی ہے اور کہیں ان کے غلط کام اپنے دونوں کا برا اسحاق یا دولا کر انہیں ڈرایا ہے تاکہ وہ ضد و خناد اور انکار حق سے باز آجائیں کہیں ان کی شرارتوں اور خباثت کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنے بے پایاں بخور و درگزر کا ذکر فرمایا ہے تاکہ ان کا جذبہ سپاس گزاری بیدار ہو اور ان میں غیرت و حیا کا کچھ احساس پیدا ہو اللہ تعالیٰ جو بزرگوار صانع جہاں اور حکیم ہے اس لئے اس نے یہودیوں کے عوام کو خواص کی اصلاح پند و نصیحت کا نمونہ انداز اختیار فرمایا ہے تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح راہ راست پر آجائیں اور دعوت حق قبول کر لیں۔ درگزر و ضد و انکار پر بڑے رہے تو حجت خداوندی ان پر قائم ہو جائے۔ پانچویں کوڑ کی ابتدا میں نبیؐ اِسْرَآءِیْل اَدْکُوْا فَاَعْبُدُوْا اِلٰہَکُمْ عَلَیْکُمْ وَاَدْفُوْا عِبَادَہُمْ اَوْ فِیْ بَعْدِہُمْ کُمْ مِّنْ لِّکُمْ پند و نصیحت کی ہے لیکن پند و نصیحت کو اس میں وَلَا تَنْفَعُہُمْ شَفَاعَۃٌ وَلَا اَھُمْ یَنْصُرُوْنَ تاکہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے عمومی پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے اور پھر وہاں سے سلسلہ رسالت و نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ اصلاح کے عمومی پہلو کے سلسلے میں تذکرہ و ارشاد کیلئے یہاں طریقہ اختیار کئے گئے ہیں۔

۱۱) یہودیوں کے باپ دادوں پر کئے گئے انعامات کا ذکر (۴) ان کے باپ دادوں کی خباثتوں کا ذکر (۵) ان کے باپ دادوں کی بد اعمالیوں کا ذکر (۶) ان کی بد اعمالیاں تو ایک طرف ہیں، لیکن اب باپ دادوں کو قتل کرتے رہے اور ان کو جھٹلاتے رہے اس کا ذکر (۵) ان کے آباؤ اجداد کا ذکر چھوڑ کر جو وہ بنی اسرائیل کا یہ حال ہے کہ آخری پیغمبر جب آگیا تو یہ اسکو جھٹلانے لگے۔ حالانکہ اس کے آنے سے پہلے اس کی آمد کی خوشخبری دیا کرتے تھے، ان کی مخالفت کا ذکر۔

اُدْخُلُوا الْغَنَمَ پند و نصیحت سے پہلے انعامات کا ذکر نہایت ہی مؤثر حکمت عملی ہے اور یہاں نعمت اسم جنس ہے اور اس سے مراد وہ مادی اور دینی انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کئے مثلاً دولت حکومت نبوت اور دوسرے وقتی انعامات جیسا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِذَا ذَاكَ مُوسٰی الْقَوْمَہِ یَقُوْمُ اِذْ کَرُوْا الْعِمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مَّشَکُوکًا اَوْ اَنَّا کُنَّا مَّا کُنَّا لَیُوْتِ اَحَدٌ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ مَرْسُوْمًا (ان انعامات کی کسی قدر تفصیل آگے آرہی ہے۔ ۷۹) یہ دوسرا امر ہے یہاں لفظ ہند و دوزخوں جگہ صدر ہے اور دونوں جگہ اپنے مفعول کی جانب مضاف ہے اور فاعل مخدوف ہے۔ اِیْ وَ اَوْفُوْا بِعَہْدِکُمْ اِیَّآئِیْ اَوْ فِیْ عَہْدِکُمْ اِیَّآئِیْ کُلِّیْ یعنی جو بعد تم نے میرے ساتھ کیا تھا تم اسے پورا کرو تو جو بعد میں نے تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے میں اسے پورا کروں گا۔ و ہذا المفہوم من کلام قتادۃ و مجاہدان کلہما مضاف الی المفعول۔ ان فسرالا یفا، ہاتھ مارا عہد نہ ہون الاضافۃ الی المفعول فی الموضعین (روح مشکح ۱) بنی اسرائیل نے تو اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ بنی اسماعیل میں پیدا ہونے والے آخری نبی پر یکلین لائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کرنے اور انہیں جنت میں داخل کرنے کا عہد کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ ان اللہ تعالیٰ کلان عہد لی بنی اسرائیل فی التورۃ انی باعث من بنی اسماعیل نبیا امتا فمن تبعہ و صدق بالموالذی یاتی بہ ای بالقرآن غفرتم ذنبہ و ادخلتمہ الجنۃ الکبریٰ (معالم مشکح ۱) یا مراد وہ عہد ہے حوایت ذیل میں مذکور ہے۔ وَلَقَدْ اٰخَذَ لِلّٰہِ مِیثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ وَوَعَدْنَا مِنْہُمْ شَئِیْ عَشْرَ تَفَیْیٰتٍ وَّ قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ وَاِنْ مَعَكُمْ طَلٰہِنُ اَقِمُّوْا الصَّلٰوۃَ وَآتِیْہُمُ الزَّکٰوۃَ وَامْنُم بِرِسْلِیْ وَعَزَّزْتُہُمْ وَاَقْرَضْتُہُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَا تُکْفِرُوْا عَنْکُمْ مِّنْ سِتِّیَاتِکُمْ وَاَدْخُلْکُمْ حَبَشَۃً نَّجَوٰی مِّنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ (سورہ مائدہ رکوع ۱) و اِیَّآئِیْ فَاذْہَبُوْا یہ تیسرا امر ہے۔ جب تمہارا منعم حقیقی اور محسن حقیقی میں ہی ہوں تو صرف مجھ ہی سے ڈرو، اگر تم مجھ سے ڈر کر میرے احکام کی تعمیل کرنے لگ جاؤ گے تو کوئی تمہارا کچھ نہ لگا کر سکے گا۔ ۷۸ یعنی جو کتاب میں نے اناری ہے اور جو پیغمبر میں نے بھیجا ہے جن کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے ان پر ایمان لاؤ۔ یہ چوتھا امر ہے۔ مَّصَدِّقًا لِّمَا عَہَدَکُمُ اللّٰہُ تَعٰلٰی کَاہْدِیْنِ تَوٰہِدَۃً کِی صِدِّقَہِیْنَ تَہٰہِہٖ یَسَاسَ مَرْجُوْہِہٖ۔ قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تصدیق کرنے سے مراد یہ ہے کہ توحید و رسالت اور دیگر عقائد جو تورات میں پیش کئے گئے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کے ذریعے وہی دعوت اور وہی عقائد پیش کئے ہیں۔ ای موافقا لما معکم من التورۃ فی التوحید و النبوة والاخبار و نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (معالم مشکح ۱) اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ صرف اللہ ہی کو مالک و ختماء و متصرف و کارساز سمجھیں اور حاجات و شکایات میں صرف اسے ہی نصرت و مدد کیلئے لکھیں چنانچہ تورات کا یہ حال خود قرآن نے پیش کیا۔ وَاَنْتَیَا مُوْسٰی الْکُتُبَ وَ جَعَلْنٰہُ ہٰذِیْ لِبَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ اَلَا تَتَّقُوْا وَاَمْرُوْنِیْ

وکیلا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱) تورات کے اس مضمون کی قرآن مجید نے کئی جگہ تصدیق کی ہے چنانچہ سورہ قمر میں ارشاد ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَائِمًا تَتَخَذُونَ كُتُبًا** یعنی اللہ کے سوا کوئی ہر قسم کی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا حاجات و مشکلات میں کوئی ملجا و مددگار نہیں لہذا اسے ہی پکارو، اسے ہی اپنا کارساز سمجھو ضرورتوں اور مصیبتوں میں اسی ہی کی طرف رجوع کرو۔ ۵۹۹ یہ پہلی ہی ہے۔ کافرا لفظاً مفرد ہے لیکن معنی جمع ہے۔ معنہ اول من کفر بہ اول فریق او فوج کا فرقہ (کبیر ص ۲۹ ج ۱، قرطبی ص ۲۳) ان یہودیوں سے پہلے مشرکین عرب عورت توحید کا انکار کر چکے تھے پھر انہیں سب سے پہلے انکار کرنے والے کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور آپ پر نزول قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ کے اوصاف عیدہ تورات میں مذکور تھے۔ آپ کی بعثت سے پہلے یہودی عالم آپ کے ظہور کی خوشخبری دیا کرتے تھے۔ اور ان کو تورات کی وہ آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے جن میں قرآن اور صاحب قرآن کا ذکر ہوتا تھا تو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بہت پہلے قرآنی دعوت کو قبول کرنے لگتے مگر اس کے برعکس انہوں نے جانتے پہچانتے اس کا انکار کر دیا۔ اب ان کے مریدین مقتدین نیز ان کی اولاد ان کی دیکھا دیکھی کفر و انکار کرے گی۔

فان وظیفتم کم ان تکونوا اول من امن به لما انکم
تعرّفون حقیقة الامر (روح ص ۲۳ ج ۱) تلہ یہ دوسری ہی جو
یہودیوں کے علماء اور پیروں کی ساکھانی قوم میں خاص ہی مضبوط تھی۔
عوام کو ان کے ساتھ گہری محبت اور عقیدت تھی عوام ہمشیرہ ان کی
خوشنودی کے لئے انہیں نذریں نیازیں پیش کیا کرتے تھے۔
علمائے یہود کو یقین تھا کہ اگر ان کے عوام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو مان لیا تو ان کی ریاست اور شان و شوکت خاک میں مل جائیگی
اور ان کی مذہب و شریعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ تورات کی ان
آیتوں کو اپنے عوام سے چھپانے لگے جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی نعت اور آپ کی صفات و علامات بیان کی گئی تھیں۔ یہاں اسی
مکروت سے علماء یہود کو روکا گیا ہے اور لفظاً شتر ا دیہاں اپنے حقیقی
معنوں میں نہیں ہے بلکہ اس سے مراد محض ترجیح اور استبدال ہے۔
یعنی ایک چیز کی جگہ دوسری چیز کو اختیار کرنا۔ اس آیت میں دنیوی
دولت اور فانی منافع کو اٹھارہ حق پر ترجیح دینے کو شتر سے تعبیر
کیا گیا ہے۔ اور تمنا کے ساتھ افظ قلبیلاً بڑھانے سے دولت
دنیا کی حقارت کی طرف اشارہ ہے یعنی میری آیتوں کے عوض تم جو
رقم وصول کرتے ہو وہ میری آیتوں یا دولت آخرت کی نسبت نہایت
قلیل اور حقیر ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کی آیتوں کو حقیر
رقم کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے اور زیادہ رقم کے عوض جائز ہے۔
(من الکبیر ص ۲۸ ج ۱ و الروح ص ۲۳ ج ۱) وغیرہما) حق چھپا کر ہیٹ کا جہنم
بھرنے کی یہ سنت آج بھی جاری ہے۔ یہودیوں کی طرح بہت مولوی
اور پیر آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو لوگوں کو گیارہویں شریف کی ترغیب تو
دیتے ہوں گے۔ اپنے دادا کی قبر پر حاضر ہو کر چڑھا دے اور نذریں
پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوں گے۔ حاجتوں اور مصیبتوں میں اولیاء
اللہ کی قبروں پر حاضری دیکر انہیں مدد کیلئے پکارنے کی تعلیم بھی دیتے
ہوں گے مگر اپنے مریدوں کے سامنے آپ نے انہیں قرآن مجید کی اُن
آیتوں کا وعظ کہتے ہوئے بھی نہیں سنا ہو گا جن میں اللہ نے

البقرة ۲

۳۳

الْحَقِّ

الْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۳۲﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

بیچ کو جان بوجھ کر اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو

الزَّكَاةَ وَارْكُوعًا مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿۳۳﴾ أَتَأْمُرُونَ

زکوٰۃ اور جھک نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ کیا حکم کرتے ہو

النَّاسَ بِالْإِثْرِ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ

لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو منہ اور تم تو

تَسْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۳۴﴾ وَاسْتَعِيزُوا

پرہیزتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو اور مدد چاہو

بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

صبر سے اور نماز سے منہ اور البتہ وہ بھاری ہے مگر اپنی

الْخَاشِعِينَ ﴿۳۵﴾ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ

عاجزوں پر جن کو خیال ہے کہ وہ رو رہے ہوں گے

وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۳۶﴾ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَذْكَرُوا

اپنے رب کے اور یہ کہ ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے و اے بنی اسرائیل یاد کرو

نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

میرے احسان جو میں نے تم پر کئے منہ اور اس کو کہ میں نے تم کو بڑائی دی

الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ

تمام عالم پر اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ لے کوئی شخص کسی کے

شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَ

کچھ بھی منہ اور قبول نہ ہو اس کی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے اس کی طرف سے بدلہ اور

لَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۳۸﴾ وَإِذْ حَبَّبْنَا إِلَهُ لَفِرْعَوْنَ

نہ ان کو مدد پہنچے و اور جب چھڑایا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے منہ

منزل ۱

غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھا دے کو حرام کہا ہے اور جن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی حاجت روا اور شکل کشا نہیں میرے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اس لئے میرے سوا حاجات و مشکلات میں کسی اور کو مت پکارو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یہودیوں کی طرح انہیں بھی یقین ہے کہ ان کی آمدنیاں بند ہو جائیں گی۔ اور ان کا جھوٹا رستم ہو جائے گا۔ تلہ یہ تیسری ہی ہے۔ وَتَكُنُوا لِلْحَقِّ اس کا عطف تَلَسُّوا پر ہے اور یہ تو جتنی ہی ہے۔ یہودی خود بھی کفر اور گمراہی میں مبتلا تھے اور وہ کفر کو کبھی ہر گز طریقہ سے گمراہ کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ اس سے پہلی آیت میں خود یہود کو کفر و منکرات سے باز رہنے کا حکم دیا گیا۔ اب اس آیت میں انہیں دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ اعلیٰ ان قول سبحانہ وامنوا بما انزلت امر بتکرار الکفر الضلال وقوله وَلَا تَلَسُّوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ امر بتکرار الاغواء والاضلال (کبیر ص ۲۳ ج ۱)

موضع القرآن ۱۔ قوت پکڑو محنت ہمارے سے اور زمانہ سے یعنی اس کی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑیں ۱۲۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پھر سے نہ جا دیں گے۔ ہمارے باپ داوید پیغمبر ہم کو چھوڑا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ۔ وَرَآئِهَا لَكِبٰیۤوۡنٌ ؕ۔ اِنہا کی صفہ فیصلہ کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد استعانت بالصبر و الصلوٰۃ ہے جو اقبل سے مفہوم ہے یعنی نفس کو مرغوبات سے روکنا اور اسے دنیا کے گناہوں میں داخل نہ ہونے دینا اور بوقلموں مخالف کو ترک کرنے پر آمادہ کرنا بہت ہی شاق اور دشوار کام ہے۔ اِلَّا قَلٰی الضَّٰعِفِیْنَ۔ البتہ جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور وہ احکام خلافی کے سامنے جھک جاتے ہیں ان کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ انہیں تولیے آقا کی فرمانبرداری میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ مَنَّہ لَفُظٌ عَرَبِیٌّ زَبَانِیٌّ شَکِیٌّ اَوْ یَقِیْنٌ دُوْنُوْنَ حُنُوْیٍّ مِّنْ اِسْتِمَالٍ ہوتا ہے۔ الظن من الاخذ دیکھنا و یقیناً (معالم ص ۱۲) العرب قد تسمى اليقين خلقاً والشك خلقاً (ابن جریر ص ۱۲) یہاں یقین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یظنون یستیقنون (ابن جریر ص ۱۲) مسلم ص ۱۲) والظن هنا فی قول الجہود بمعنی الیقین (قرطبی ص ۱۲) یعنی وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے میں کسی کام پر آمادہ کرنے کے لئے وہی چیزیں تحرک ہو سکتی ہیں یعنی امید اور خوف، مَلَقُوا دیکھو میں صفت یہودیت کی صراحت سے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے مہربان رب کے پاس جا لیں گے جس سے ان کی تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ وَ اَتَكْفُرُوْا بِالَّذِیْ رَجَعُوْنَ۔ خدا کی طرف سے پستی فوراً ذہن آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے جس میں اللہ کے سوا کسی کی حکومت اور عدالت نہیں ہوگی۔ اس سے ترجمہ کا پہلو نکلتا ہے۔ اور ان کے خوف آخرت کی طرف اشارہ ہے۔ قَالَ لِيَسْمَعْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی ثَبَتَ مِنْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَكِنْ وَاَتَّبِعُوا هٰذِیْ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ الَّذِیْ اَخَذَ عَلَیْہِمُ الْعَهْدَ بَاْتِبَاعِہٖ حَیْنَ اَخَذَ عَلٰی اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَبِیْثٌ قَالَ فَمَنْ تَبِعَ هٰذَا فَلَا خَوْفَ عَلَیْہِمُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ فَلَمَّا عَلِمَ الْخَطَابُ لَا يَقُوْلُ لَیَاٰیٰتُہَا النَّاسُ اَعْبُدُوْا رَبَّکُمْ الْاٰیۃِ قَالَ اِنْ خَصَلْ خُطَابٌ بِاَهْلٍ لِّکِتَابٍ بِقَوْلِہٖ یَبْنَیْ اِسْرَآءِیْلَ اَذْکُرُوْا الْاٰیۃِ وَفِیْ فِیْ ضَمْنِہٖ عِبَادَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ بِمَعْنٰی قِصَّةِ اٰدَمَ وَ اٰلِیْسَ سَے ثابت ہوا کہ اہلسلام آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کا سخت دشمن ہے اس لئے اس کی عبادت مت کرو اور دنیا و دین علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کرو کیونکہ اتباع اہل نبی کا تم سے عہد لیا جا چکا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الناس الخ میں خطاب عام سے ذریعہ مسئلہ توحید ماننے کی تمام بنی آدم کو دعوت دی اس کے بعد یعنی اسرائیل ذکر و الخ سے خاص ال کتاب کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ عوام ہمیشہ تین گروہوں کے تابع ہوتے ہیں۔ عالموں کے پیروں۔ اور گدی نشینوں کے اور سوم نوابوں کے بنی اسرائیل کا خطاب عام سب کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی خطاب کر کے فرمایا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو اور میرے احکام کی پیروی کا تم نے جو میرے ساتھ عہد کیا تھا اسے پورا کرو۔ ان دونوں باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ مسئلہ توحید کی مخالفت نہ کرو بلکہ اسے مان لو۔ اس کے عوض میں تم کو مزید نعمتیں دینگا اور دنیا و آخرت میں تم کو اجر عظیم عطا کروں گا۔ وَ اَمَّا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ الْاٰیۃُ مُسَلِّمَةً تَوْحِیْدٌ جِوْیِّیْنَ لَے قرآن میں نازل کیا ہے اس کو مان لو یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ تمہاری کتاب توریت میں بھی موجود ہے اگر تم اس مسئلہ کا انکار کرو گے تو تمہاری دیکھا بھی تمہارے مرید اور بھاری رعیت بھی اس کا انکار کرے گی۔ اور اس کا ثناء اور ہال بھی تمہارے سر ہوگا وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ الْاٰیۃِ خَیْرٌ دَرَزَہٗ اَوْ حَقِیْرٌ دَرِیْیٌ مِّنْ اَفْعٰی، مذہبی اور خانقاہی ریاست کے بے مسئلہ توحید کو جھوٹا و اَلْقِیْمُوْا الْحَقَّ بِاَلْبَاطِیْلِ الخ نے خبر لوگوں مسئلہ توحید کو چھپاؤ اور جن کو اس کا مٹھوڑا بہت علم ہے ان پر اس کو گولڈن نہ کرو وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ اَمْرٌ مَّحْضٌ ہے۔ شرک جھوٹا مسئلہ توحید کو مان کر نماز قائم کرو۔ یہودیوں کے مولویوں کے پیروں اور گدی نشینوں کا جو اقتدار ان کے علوم کے دلوں میں جما ہوا تھا، ان کی مذہبی آمریت اور ریاست، عوام سے حاصل ہونے والے مالی اور دنیوی فوائد ان تمام چیزوں کو یکدم چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا۔ اور مسئلہ توحید کو ماننے سے یہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا کیونکہ نماز سے ظاہری اور باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے اور زکوٰۃ دینے سے ایشیاء کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حب جاہ و مال میں کمی واقع ہوتی ہے۔ وَ اَسْتَجِیْبُوْا لِصَّٰلٰتِہٖ وَ الصَّلٰوةِ اور جب تم مسئلہ توحید کو مان لو گے تو ظاہر ہے کہ تمہاری نذر و نیاز کی تمام آمدنیاں بند ہو جائیں گی۔ اور بہت سے تمہارے مرید اور نماز مند بھی تم سے منحرف ہو جائیں گے۔ اس لئے اس نقصان کی تلافی کے

اس میں یہود کے آباء واجداد پر کچھ نعمتوں اور دونہ نعمتوں کا ذکر ہے۔ شروع میں اجمالی طور پر ترغیب و ترہیب کا اعادہ ہے اور پھر تفصیل ہے۔ یہ نزع گویا کہ اذکرو انعمتی اور اتیای خا دھبون کی تشریح و توضیح اور تفصیل ہے ۱۵۔ یہ ترغیب ہے۔ اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔ وَاٰتٰی فُضِّلْتُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یہاں عالمین سے مراد صرف اس زمانے کے تمام لوگ ہیں یعنی اس آیت میں نزول قرآن کے وقت موجودہ بیچڑیوں کے باپ دادوں کی ان کی تمام ہم عصر اقوام پر فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ المراد فضلتکم علی عالمی زمانہ (کیرفہ ۱، قطبی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱

یہودیوں میں شرک اور بدعتیں اس درجہ راسخ ہو چکی تھیں کہ ان کا خیال تھا کہ ان حربوں کے ذریعے آخرت کی سزا سے بھی بچا جاسکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کر دیا کہ وہ ان پر پھریں کام نہیں کریں گے۔ **آیت ۱۰** اس میں امر اہل کی نفی ہے۔ ای لا یغنی احد عن احد (ابن کثیر رحمہ اللہ) لا تقف فی یوم القیامۃ نفس عن نفس شیئاً عما وجب علیہا ولا تنصّب عنہا ولا تحتل لما اصابہا (سورۃ مائدہ ۱) وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ۔ یہ امر ثانی کی نفی ہے معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ منکرہ شفاعت نے اس آیت کے عموم سے نفی شفاعت پر استدلال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق شفاعت کی نفی نہیں بلکہ شفاعت قہری کی نفی ہے جس طرح یہودیوں کا خیال تھا کہ ہمارے باپ دادا ہم کو ہادی بدعتوں نبیوں کے باوجود خدا کے عذاب سے چھڑا دیں گے اور اللہ کو ان کی سفارش مانتی پڑے گی۔ یا یہ نفی کفار اور مشرکین سے مخصوص ہے اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مشرکین کے حق میں کسی قسم کی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔ والجواب انہا خاصۃ بالکفار للآیات الواردة فی الشفاعۃ والحادیث المرویۃ فیہا (ابو السعود رحمہ اللہ) وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یہاں یہودیوں کے نافع ہونے کی نفی ہے وَلَا هُمْ یُنصَرُونَ یہ چوتھے ذریعہ کے غیر نافع ہونے کا اعلان ہے۔ آگے انعامات کی تفصیل ہے۔ **آیت ۱۱** یہ پہلا انعام ہے۔ آل فرعون سے مراد یہاں فرعون ہے جو کفر و شرک کے مسلک میں اس کی ہمنوا تھی۔ اما آل فرعون فلا شک ان المراد منہم ہہنا من کان من قوم فرعون وھم الذین عزموا علی اھل ارض بنی اسرائیل (کبیر رحمہ اللہ) آل فرعون قومہ واتباعہ و اھل دینہ (قرطبی رحمہ اللہ) قوم فرعون سے نجات دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے جو مظالم ان پر ٹوٹے جاتے تھے اور جو تکلیفیں اور ایذا میں انہیں دی جاتی تھیں ان سے ان کو بچالیا۔ کیسومو نکم سوء الحدآب۔ فرعون کی قوم چونکہ حکمران تھی اور بنی اسرائیل محکوم تھے اس لئے قوم فرعون ان کو بیگار میں پکڑ لیتے اور ان سے سخت محنت اور مشقت کراتے۔ اس طرح انہیں جسمانی عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ **آیت ۱۲** یہ ذہنی اور روحانی گرفت تھی جو انہیں فرعونوں کی طرف سے اٹھانی پڑ رہی تھی۔ بنی اسرائیل کے بیٹوں کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ فرعون نے سن رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ انبیاء و سلاطین پیدا ہوتے رہیں گے۔ (یہاں تک کہ خاتم البیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو جائے) اس سے فرعون نے اپنی سلطنت کیلئے خطرہ محسوس کیا۔ اور بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ وقع الی فرعون وطبقته ما کان اللہ وعد ابراہیم ان یجعل فی ذریتہ انبیاء و ملوکاً فضا فوا علی ذلک و اتفقت کلہم علی اعدا دھال معہم الشفادر بطوفون فی بنی اسرائیل فلا یجد من مولود اذ کرا الا الذجوعہ (کبیر رحمہ اللہ)

کِنَّهُ لَنَفْظٌ ثَمَّتْ اور مصیبت دونوں معنوں میں متعل ہے۔ فیقال للنعمۃ بلاء والمقصد الشدید بلاء کبر مشق وغیرہ یہاں اگر ذلک کا اشارہ فرعونوں کے افعال کی طرف ہو تو بلاء کے معنی ابتلا اور مصیبت کے ہوں گے۔ اور اگر اشارہ نجات دینے کی طرف ہو تو اس کے معنی نعمت کے ہونگے اور یہی زیادہ موزوں ہے۔ البلاء ہهنا هو المحنة ان الشیر بلفظ ذلکم الی صنع فرعون والنعمۃ ان الشیر بہ الی الانجاء و حملہ علی النعمۃ اولی لانہا فی النقی صلات من الرقی تعالی ولان موضع الحجة علی الیہو انعام اللہ تعالی علی اسلافہم کبر مشق کذا فی الروح مشکۃ والقرطبی مشکۃ والبیضاوی مشکۃ (۱) نلہ یہ دوسرا انعام ہے۔ بچو میں با معنی لا مہ ہے یعنی ہم نے تمہارے لئے سمندر کو چکر اس میں راستے بنائے۔ ای فرقنا لکم دھالم مشکۃ ۱۵ قرطبی مشکۃ ۱۶ یا بلاء سببیت کے لئے ہے۔ فرقناہ بسببکم وبسبب انجاءکم (کبر مشق ۱۷ اور مشکۃ ۱۸) اور لا بچر سے مراد یہاں بحر احمر ہے جس کا دوسرا نام بحر قزح ہے دین کران البجو هو بحر القاضر (قرطبی مشکۃ ۱۷) حضرت موسی علیہ السلام شب در در تبلیغ میں مصروف ہے مگر فرعون اور اس کی قوم ہران کی دعوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے تبلیغ وارشاد و فرجرات کے ذریعے ان پر حجت خداوندی قائم کر دی۔ اور اللہ تعالی نے مظلوم بنی اسرائیل کی آہ و دہکائی کی جودت ہائے دراز سے فرعونوں کے ظلم و ستم سہہ ہے تھے اب فرعونوں پر غلاب الہی کے نزول کا وقت آپہنچا۔ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کو ساتھ لے کر حجت کر جانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ وہ راتوں رات چل نکلے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ اور فرعون کو شہر ہو گئی۔ وہ ایک بہت بڑا شکر کے کران کی تلاش میں چل نکلا۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے اور پیچھے دشمن اور وائیں پائیں پہاڑ تو گھبرا گئے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے حکم خداوندی پا کر اپنا عصا سمندر میں مار جس سے فوراً سمندر کا پانی سمٹ گیا اور اس میں بارہ کشادہ راستے بن گئے۔ اسرائیلی ان راستوں کے ذریعے سمندر پار کر کے جزیرہ منلے سینا میں پہنچ گئے۔ آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ جب فرعون لاؤ لشکر لیکر ساحل سمندر پر پہنچا اور سمندر میں خشک راستے دیکھے تو اس نے بھی اپنا گھوڑا سمندر میں اتار دیا اور اس کے پیچھے سارا لشکر سمندر میں گھس گیا۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتار گیا تو اللہ تعالی نے باقی کو جاری کر کے سب کو غرق کر دیا فرعونوں کے غرق ہونے کا یہ نظارہ اسرائیلیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ یہ تیسرا انعام ہے سمندر پار کرنے کے بعد حضرت موسی علیہ السلام تورات لینے کے لئے حکم خداوندی سے کہہ طور پر پہنچے۔ وہاں آپ نے چالیس راتیں بسر کیں۔ اور اللہ کی طرف سے تورات حاصل کی۔ ثُمَّ اخذَ تَمْرًا — اخذ تَمْرًا کا دوسرا معنوں مخدوف ہے ای اخذ تَمْرًا العجل الہا۔ یعنی تم نے گوسالہ کو معبود بنا لیا ابو السجود (قرطبی مشکۃ ۱۸) جب حضرت موسی علیہ السلام اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر خود کوہ طور پر چلے گئے تو سامری نے جو ایک منافق تھا، سوسے کے زیورات اکٹھے کئے اور ان کو لٹکھا کر ان سے بچھڑے کا بت تیار کیا اور حضرت ابن عباس اور معمر کے قول کیطابق مٹی کی وہ مٹھی جو اس نے جبرئیل علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کی جگہ سے اٹھائی تھی اس میں ڈال دی جس سے اس میں زندگی پیدا ہو گئی اور وہ جاندار بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ فلما جمعوہ النقی السامری القبضۃ وقال کن عجل حبسہ الخوار فضما کذلک (قرطبی مشکۃ ۱۸) اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بچھڑے کے پیٹ کی ساخت میں

یَسُوءُكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝۴۹ وَآذَ قُرْقَنًا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَكُمْ وَآغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۝۵۰ وَأَذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ أَخَذْنَا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۵۲ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۵۳ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۴ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۶ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۷ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۸ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۵۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۰ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۱ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۲ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۳ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۴ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۶ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۷ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۸ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۶۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۰ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۱ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۲ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۳ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۴ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۶ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۷ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۸ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۷۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۰ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۱ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۲ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۳ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۴ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۶ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۷ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۸ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۸۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۰ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۱ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۲ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۳ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۴ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۵ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۶ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۷ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۸ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۹۹ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ إِنَّا كُنَّا بِكُمْ مُّشْرِكِينَ ۝۱۰۰

۱۲ انعام ان ذی ۱۳ انعام ثالث ۱۴ انعام رابع ۱۵ انعام خامس

منزل ۱

موضع القرآن ۱۲ اس کا قصہ سورۃ اعراف اور سورۃ طہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ۱۳ چکری وہ حکم جن سے معاف فیصل ہوں اور انعام معلوم ہو۔ ۱۴ فتح الرحمن ۱۵ مترجم گوید سبب شق پہراں اس بود کہ کاہنای فرعون را خبر دادہ بود زندہ در بنی اسرائیل پس سے پیدا شد کہ باعث برافتادن ہارشاہی او گرد و اللہ اعلم ۱۶ مترجم گوید کہ خدائے تعالی موسی علیہ السلام لا وعدہ داد کہ چل شب بطور مختلف شود تا تورات عطا فرمایم۔ در یہ مدت بنی اسرائیل با غوائی سامری کو سالہ پرتھا اختیار کر دند۔ خدائے تعالی بدو موسی حکم فرمود کہ بعض ایشان را بکشند و اس توہ ایشان الیست واللہ اعلم ۱۷ مترجم گوید موسی علیہ السلام ہفتاد گس راز بنی اسرائیل با خود ہر دو تا باو سے کلام الہی اسما لہما بیند ایشان بعد از شنیدن خوابان رؤیت شدند و دو طلب آں پانچ حداد و بیرون نہادند۔ خدائے تعالی آں ہمہ را بصافقہ بسرخت و بازید عا موسی زندہ ساخت۔ اشارہ بر یہ قصہ است این آیت واللہ اعلم ۱۸

اس قسم کے سوراخ تھے کہ جب ان میں ہوا داخل ہوتی تھی اس وقت ہوا بھجھڑے کی سی آواز پیدا ہو جاتی خواہ وہ صوفیہ کمان بالویر لائنہ کمان عمل فیہ خود قافاً ذاد خلت الریح فی جوفہ خار ولم تکن فیہ حیاء و هذا قول مجاہد (قرطبی ص ۲۳ ج ۱) سامری نے اسرائیلیوں سے کہا کہ یہ تمہارا رب ہے اس کی پوجا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں حلول کے ہوئے ہے یہی عقیدہ عیسائیوں کا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام میں حلول کے ہوئے ہے یہی عقیدہ آج کل کے بعض غالی مبتدعین کا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیروں میں داخل ہے۔ چنانچہ اسرائیلی حضرت یارون علیہ السلام کے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پوجا کرنے لگے۔ **وَاَنْتُمْ ظَلِمْتُمْ** یعنی اس شرک کی وجہ سے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ **ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ**۔ اس ارتکاب شرک کے بعد جب تم نے سچی توبہ کرنی تو ہم نے تمہارا یہ قصور معاف کر دیا۔ **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** تاکہ تم اس انعام کا شکر یہ ادا کرو اور اس مذمہ کے لئے شرک سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو شعار زندگی بناؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چند دنوں کے لئے ہی اپنی امت سے غائب ہوئے تھے کہ سامری نے مکر و فریب سے ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اس قسم کے سامری تقریباً ہر امت میں موجود ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی آج کئی مذہبی اور سیاسی سامری موجود ہیں جنہوں نے کمال عیاری سے ساوہ لون قسم کے لوگوں کو غلط راہ پر ڈال رکھا ہے۔ **وَإِذْ أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ**۔ یہ جو تمہارا انعام ہے۔ کتاب اور الفرقان سے مراد تورات ہے کیونکہ یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں۔ ان التورۃ لها صفتان کونہا کتاباً منزلاً و کونہا فرقاً تفرق بین الحق والباطل (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **إِذْ أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ** لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ تاکہ ایک جامع نظام زندگی تمہارے ہاتھ آجائے اور تم زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ پر چل کر رضائے الہی حاصل کر سکو۔ پانچواں انعام۔ **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ** یقوہ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے واپس آئے اور قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا پایا تو انہیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی **فَتَوْبُوا إِلَيَّ** یا ربکم **فَاَنْتَشِرُوا** **أَنْفُسَكُمْ** یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔ **أَيُّ مِلَّةٍ يَمُوتُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا**۔ وروی اندامہ من لم یصل لعل ان یقتل من عبد (فتح ص ۱۲ ج ۱) توبہ کی اصل توبہ ہے کہ آدمی گزشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ کیلئے گناہوں کے ترک کا عزم مضبوط کرے مگر اسرائیلیوں کی توبہ کی قبولیت کے لئے قتل نفس کو شرط قرار دیا گیا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اذی الی موسیٰ علیہ السلام ان شرط توبہ ہم قتل النفس (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **ذَلِكُمْ حَتَّىٰ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ** تاکہ ایک جامع یعنی گناہ پر اصرار کرنے سے توبہ بہتر ہے کیونکہ اس سے تم گناہ شرک سے پاک ہو جاؤ گے اور آخرت میں ابلی زندگی پاؤ گے۔ **لَمَّا أَنْتَبَا مُوسَىٰ لِكِتَابٍ وَالْفُرْقَانِ** ووصلۃ الی الحیۃ الابدیۃ والبعثۃ السمردیۃ۔ (الو السورۃ ص ۱) **کِتَابٌ عَلَیْكُمْ** جب تم نے سچی توبہ کرنی اور قتل ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور تم میں سے کچھ قتل بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے نفی سے قتل کا حکم اٹھالیا اور سب کی توبہ قبول کر لی ان اللہ تعالیٰ لہا امرہم بالقتل دفع ذلک الامر عنہم قبل فناءہم بالکتاب فکان ذلک نعمۃ فی حق اولئک الباقین الخ (کبیر ص ۲۵ ج ۱) **أَنَّهُ هُوَ الشَّوَابُ الرَّحِيمُ** اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جب اس نے ان کے دلوں کا اخلاص دیکھا تو ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں معاف کر دیا۔ **يَهَيَّا** انعام ہے یعنی جب تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم تمہارے بیان کی تصدیق نہیں کریں گے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور قبول توبہ کے مذکور بالا واقعہ کے بعد ان سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو تو ان میں بعض گستاخ اور ضعیف لایمان قسم کے لوگوں نے کہا کہ جب تک ہم خود تورات کے متعلق اللہ کا حکم نہیں سنیں گے اس وقت تک نہیں مانیں گے۔ نیز ان میں سے بعض نے کہا کہ تورات کے احکام شکل میں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شکل احکام نافذ فرمائے جس طرح آج کل نئی روشنی سے متاثر ذہنیتیں رکھنے والے مسلمان کہتے ہیں کہ جی قرآن کے کئی ایک احکام توبہ سے ہی سخت ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور ہی کیلئے موزوں تھے مگر اس ترقی یافتہ زمانہ میں تو وہ بالکل ہی ناقابل عمل ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر نیک اور برگزیدہ آدمیوں کو چن کر وہ طور پر لے گئے۔ وہاں انہوں نے پس پردہ اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سنا مگر بھیڑ بھی مطمئن نہ ہوئے اور ایک اور مہمل اور ناممکن مطالبہ پیش کر دیا کہ اللہ کا کلام تو ہم نے سن لیا مگر ہمیں کامل الطینان صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ **فَأَخَذْنَا لَكُمْ الصَّعِقَةَ**۔ صاعقہ سے مراد گردبار آواز ہے۔ صیحة سماویۃ خود الہا صعقین صیتین (روح ص ۱۱ ج ۱) یہ مطالبہ چونکہ نہایت گستاخانہ اور محض متنازعہ پر مبنی تھا۔ طلب ہدایت کے لئے نہیں تھا اس لئے انہوں نے اس کی پاداش میں ایک گردبار آواز کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ **لَا تَهْوِلُوا** لیسوا سوال سترشاد بل سوال تعبت دعنا (مدارک ص ۱۱ ج ۱) **لَفَطَا الْعَنَادَ وَالتَّعْنَتَ وَطَلَبَ الْمُسْتَحِيلَ** فأنہم ظنوا انہ تعالیٰ یشبہ الاجسام فطلبوا رؤیتہ رؤیۃ الاجسام فی الجہا والاحیاء المقابلة للوئی وحی محال آہ (بیضاوی ص ۲۵ ج ۱) **وَإِنْ تَنْظُرُونَ** یعنی تم نے اپنی آنکھوں سے صاعقہ کے ذریعے ایک دوسرے کو مرتے دیکھا۔ **أَيُّ مِلَّةٍ يَمُوتُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا** حین اخذکم الموت (معالم ص ۱۱ ج ۱) **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** تاکہ تم دوبارہ جی اٹھنے کی نعمت کی قدر کرو اور میری بھیجی ہوئی تورات کو بالاد عقیدہ توحید کے پابند ہو مگر اللہ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے مگر استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس سے اعتقاد فی الدنیا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مطلق اعتقاد۔ اور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ فی نفسہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ممکن ہے لیکن دنیا میں اس کا وقوع نہیں ہوگا۔ البتہ آخرت میں مومنین وید الہی سے مشرف و معظوظ ہوں گے۔ واهل السنة والسلف علی جوازها فیہا وقوعها فی الآخرة (قرطبی ص ۲۵ ج ۱) **هَلَا** یہ ساتواں انعام ہے۔ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ جب فرعون غرق ہو گیا اور اسرائیلی بالکل مطمئن ہو گئے تو انہیں قوم عمالقہ سے جو اس وقت ملک شام پر قابض تھے جہاد کر کے اپنا وطن آزاد کرنے کا حکم ملا تو یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں جہاد کے لئے چل نکلے جب قریب پہنچے اور عمالقہ کی طاقت اور قوت کا پتہ چلا تو بہت ڈر بیٹھے اور ان سے لڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر اللہ نے ان کو یہ ہدایت دی کہ وہ پورے چالیس سال میدان تیر میں سرگرواں اور رملے مارے پھرتے رہے۔ یہ جنگ بالکل چٹیل اور بے آب دیکھا تھا۔ اس میں نہ سایہ کے لئے کوئی درخت تھا نہ پھوس کے لئے پانی اور نہ کھانے کے لئے کوئی چیز۔ جب انہوں نے دھوپ کی شکایت کی، اللہ نے ان پر بادل پھیرا کہ سایہ مہیا فرمادیا۔ جب بھوک کی شکایت کی، من و سلویٰ کا انتظام کر دیا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ **الْمُنَىٰ** کے معنی ترنجبین کے ہیں وہ گرد کے مشابہ ایک میٹھی چیز ہے جو اس کی طرح صبح کے وقت پودوں پر گر جاتی ہے۔ اسرائیلی جب صبح اٹھے تو پودوں پر انہیں ترنجبین کی بہت بڑی مقدار ملتی تھی وہ منے سے کھاتے۔ **وَالْمَشْرِ** ہورانہ الترنجبین وھوشی یشبہ الصمغ حلوم شمع من الحموضۃ کان یثزل علیہم کالطل (روح ص ۲۵ ج ۱) اور سلویٰ ایک قسم کی بلیں ہیں دھوپ ٹریشبہ السمانی اھو السمانی لبعینہ (روح ص ۲۶ ج ۱) کان یبعث علیہم الجنوب فتخثر علیہم السلوی وحی السمانی فیذبح الرجل عنہما ما یکفیه (مدارک ص ۱۵ ج ۱) یعنی اللہ تعالیٰ جنوب کی طرف سے ہوا چلا دیتا جس کے ساتھ بیڑی اٹھتی چلی آتی اور وہ انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک سہولت بھی مہیا کی کہ بیڑی ان سے بھاگتی نہیں تھیں وہ جب چاہتے پکڑ لیتے تھے۔ **مُكْرَمُونَ** **طَلِبَاتٍ** **مَادَّةٌ** **فَلَمَّا قُرِئَ قُرْآنُ عِمْدٍ** میں گزشتہ واقعات کے سلسلہ میں جہاں کہیں صیغہ امر استعمال ہوگا اس سے پہلے **قَالَ** یا **قُلْنَا** وغیرہ حسب موقع محذوف ہوگا (رضی ص ۱) **وَقُلْنَا لَهُمْ** **كَلَامًا** **مِّنَ الطَّبَاتِ** (مدارک ص ۱۵ ج ۱) **روح ص ۲۶ ج ۱** **قرطبی ص ۲۶ ج ۱** **هَلَا** اسرائیلیوں نے اللہ کے انعامات کی ناشکری کی اور اس سے اللہ کماہنوں نے کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ اس ناشکری کا وبال خود انہیں پر پڑا بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ صرف اتنا ہی من و سلویٰ جمع کریں جتنا وہ کھا سکیں اور آئندہ کے لئے جمع نہ کریں مگر وہ حرص و ولایع کے بندے بن گئے اور انہوں نے ذخیرہ اندوزی کر کے اللہ کی نافرمانی کی اور اس طرح انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ **هَلَا** یہ پہلا عذاب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ تیرہویں میں وفات ہو چکی تھی اور حضرت یسوع علیہ السلام آپ کے جانشین ہو چکے۔ اور بنی اسرائیل کے وہ بڑے بڑے مکرش بھی ختم ہو چکے تھے جنہوں نے جہاد سے انکار کیا تھا۔ اب حضرت یسوع علیہ السلام نے نوجوانوں کی نئی پود کو جہاد عمالقہ پر آمادہ کیا اور ملک شام کو فتح کر لیا اس کے بعد انہیں بیت المقدس کے شہر میں داخل ہونے کا حکم ملا یہاں اقریہ سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے۔ **وهو اختیار قتادة والربیع وافی مسلمہ الاصفہا** :

اللہ بیت المقدس (کبیر ص ۵۳ ج ۱) یہاں دنیوی لذائذ سے تمتع ہونے کی اباحت فرمائی۔ **وَادْخُلُوا الْبَابَ**۔ الباب سے مراد بیت المقدس کا دروازہ ہے والمراد یہاں علی المشہد واحد ابواب بیت المقدس وقد فی الان باب حطة قال ابن عباس (روح ص ۲۱ ج ۱) وهو قول الضحاك وعياهد وقتادة (کبیر ص ۵۳ ج ۱) اور بجز سے مراد اصطلاحی سجدہ نہیں بلکہ محض انحناء اور جھکنا مراد ہے اور بعض نے اسے تراویح اور حضور پر محمول کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے مراد اصطلاحی سجدہ ہو یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا قال الحسن اور ابیہ نفس السجود الذی هو الصاق الوجه بالارض (کبیر ص ۵۳ ج ۱) امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر اشکال وارد کیا ہے کہ اگر سجدہ سے مراد اصطلاحی سجدہ ہو تو سجدہ کی حالت میں دروازے سے داخل ہونا ناممکن ہے لیکن اشکال صرف اسی صورت میں ہے جبکہ دروازے سے تفصیل شہر کا دروازہ مراد ہو لیکن اگر دروازہ سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہو جیسا کہ امام نسفی فرماتے ہیں باب القبة التي كانوا يصطون اليها (مدارک ص ۲۹ ج ۱) اور سجدہ

۳۸
وَاذْقُلْتُمْ يُوسَىٰ لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَرَىٰ اللَّهَ
در جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ نہ دیکھ لیں
جَهْرَةً فَآخَذَتْكُمْ الصَّعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۵۵
کوسانے اللہ پھر ایسا تم کو بجلی نے اور تم دیکھ رہے تھے
ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۵۶
پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو لعلکم مل
وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَ
اور سایہ کھاتے ہم نے تم پر اور آبارا تم پر من اور
السَّلْوَىٰ كُلَّوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا
سلوی ہلکے کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور انہوں نے ہمارے
وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۵۷ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا
ظلمان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے لعلکم مل اور جب ہم نے کہا داخل ہو
هَذِهِ الْقَرْيَةُ فِكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا ۝۵۸
اس شہر میں اللہ ملے اور کھاتے پھرو اس میں جہاں چاہو فراغت سے اللہ اور
ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا أَوْ اقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ
داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے جاؤ بخشنے اللہ تو معاف کر دینگے ہم تمہارے
خَطِيئَتِكُمْ وَسَنُزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝۵۹ فَبَدَّلَ الَّذِينَ
قصور اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو فٹ پھر بدل ڈالا
ظَلَمُوا قَوْلَ غَيْرِ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَىٰ
ظالموں نے بات کو خلاف اس کے جو کہہ دی گئی تھی ان سے لعلکم مل پھر اتارا ہم نے
الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ مَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝۶۰
ظالموں پر عذاب آسمان سے لعلکم مل ان کی عدول حکمی پر ۵۹

منزل

۱۲
عالم ہو کہ نہ ہو بلکہ حال مقدہ ہو جیسا کہ یا مہیا النبی انا ارسلنا
شامہ میں علامہ زحشری نے لکھا ہے۔ (کشاف ص ۴۳ ج ۲) تو
اس صورت میں صل عبارت یوں ہوگی وادخلوا باب المسجد فتقدروا
لکم السجود وقت حصول کفایت۔ اور مقصد یہ ہے کہ اس شہر میں کھا
پینے کی چیزیں کثرت اور فراوانی سے موجود ہیں بطور فراخی سکھاد
پیو اور ساتھ بطور شکر نعمت خدائے گھرب حاتم مکر اس کی عبادت
بجالات حضرت شیخ رحمہ اللہ اسی معنی کو ترجیح دیتے ہیں ۵۵ حطہ
مبتداہ محذوف کی خبر ہے۔ ای مسئلنا حطہ (مدارک ص ۲۹ ج ۱)
کبیر ص ۵۳ ج ۱) یعنی ہماری درخواست گناہوں کی معافی ہے تغفر
لکم خطایا کھو یہ ادخلوا اور قولوا دونوں کا جواب ہے۔
یعنی جب تم میری عبادت بجالات گے اور مجھ سے اپنے گناہوں کی
معافی مانو گے تو میں تمہارے تمام گناہ معاف کر دوں گا۔ سنوید
المحسنین تحسین سے مخلصین کا ملین مراد ہیں جیسا کہ حدیث
جبریل میں احسان کی تفسیر میں ہے ان تعبد اللہ کاذک تواتر مطلب
یہ کہ گناہوں کی معافی تو ان سب کے لئے ہے جو مذکورہ حکم کی تعمیل کیجئے
مگر مخلصین کو مزید انجام و اکرام سے نوازنا جائیگا۔ یا محسنین سے لوگ
مراد ہیں جنہوں نے ماضی میں خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی مثلاً گوسالہ کی
پوجا نہیں کی اور من و سلوی کا ذخیرہ نہیں کیا وغیرہ (قرطبی ص ۱۱ ج ۱)
۵۵ ان میں سے جو نافرمان اور بغور غلط کار تھے انہوں نے اللہ کی
طرف سے تلقین کردہ الفاظ کو چھوڑ کر تمسخر و استہزاء کے طور پر کچھ اور
ہی الفاظ اپنے شروع کر دیئے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے
حطہ کے بجائے حطۃ کی رٹ شروع کر دی (قرطبی ص ۱۱ ج ۱) روح
ص ۲۶ ج ۱) وغیرہ) قولی مخالفت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عملاً بھی اللہ
کے حکم کی مخالفت کی چنانچہ دروازے سے جھک کر گزرنے کے بجائے
اگڑتے اور اترتے ہوئے گزرے۔

۶
موضع القرآن ۱۱ جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص
ہو کر چلے جنگل میں ان کے خیمے پھٹ گئے تو سارے دن ہر پتہ و صوبہ کا
بچاؤ اور ناز و بچپنا تو من و سلوی اترتا کھانے کو من ایک چیز تھی میٹھی دھینے
کے سے دن رات کو برستی لشکر کے گرد ڈھیر ہو رہی تھی گوہر آدمی اپنی قوت

کے براہین لاتا اور سلوی ایک جانور کا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع ہوتے اندھیرا پڑے پھر لالے کباب کر کے کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کئے ۱۱ اس جنگل میں پھنسے تھے اپنی تقصیر سے سورہ مائدہ میں اس کا بیان ہے
پھر ایک کھانے سے تنگ گئے تب ایک شہر میں پہنچا اور حکم کیا کہ دروازے میں سجدہ کر کے جاؤ اور حطہ کہو یعنی گناہ اترے۔ ۱۱ یعنی ٹھٹھے سے حطہ کے بدلے کہنے لگے حطۃ یعنی گناہوں اور سجدے کے بدلے لگے سرین
پر پھینکے پھر شہر میں جا کر ان پر طاعون پڑی یعنی دبا پھوٹے کی دوپہر میں قریب ستر ہزار آدمی مرے۔

فتح الرحمن ۱۱ بنی اسرائیل ماسور شدند بظہار النہار وانشاء وداں باب تغافل کر دینے سے معاف شدند بافتادین وریا بان چیل سال وآنجا چون آب طعم وخیمرہ مفتوح شد خدائے تعالیٰ بدعا موسیٰ علیہ السلام
من و سلوی نازل ساخت واز سٹھے دوازده چشمہ داں کرو و ابردا سایہ باں گردانید۔ قدر ایں نعمتہا نشناختہ و کفر نعمت گردنا اشارت بدیں قصہ است ایں آیت ۱۲ ۱۱ یعنی دیہی
کہ در زمان حضرت موسیٰ فتح شدہ ہو ۱۲

۱۳۱ جن لوگوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے حکم کو منحرف سے بدل دیا ان پر آسمانی عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب طاعون کی بیماری کی صورت میں ان پر مسلط کیا گیا۔ والمہر ادبہ الطاعون (بھینساوی مہر) وقال ابن زید بعث اللہ علیہم الطاعون (کبیر ۱۵۵ ج ۱) ہما کما کثر ایفسقون یہ عذاب ان پر ان کی مسلسل نافرمانی کی وجہ سے نازل کیا گیا۔ بسبب فسقہم المستقر (ابو السور ۱۵۵ ج ۱) ۱۳۲ یہ آنکھوں النعام ہے۔ یہ واقعہ بھی میدان تیر میں پیش آیا۔ وہاں جب اسرائیلیوں کو پیاس لگی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی کا مطالبہ کیا۔ جمہودا مفسرین اجمعو علی ان هذا الاستسقاء کان فی التبع (کبیر ۱۵۵ ج ۱) تو انہوں نے خدا کے حکم سے پتھر پر عصا مارا جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اصْرَبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ وَالْحَجَرُ یُسْقِی السَّیِّئَ وَیُجْزِی السَّیِّئَ (معالجہ ۱۵۵ ج ۱) ۱۳۳ اسرائیلیوں کے بارہ قبیلے تھے اور ان میں باہم منافرت اور نا اتفاقی تھی اس لئے ہر قبیلہ کے لئے الگ الگ چشمہ جاری کر دیا کہ کہیں پانی پیئے پیئے آپس میں برسرِ پیکار نہ ہو جائیں لکن یہ کھانا اثنی عشر سبطا و کان بینہم تضاغن و تنافس فاحر اللہ تعالیٰ لکل سبط عینا یدہا۔

البقرة ۲

۳۹

النما

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے پتھر پر اپنے عصا کو

الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

پتھر پر سو بہر نکلے اس میں سے بارہ چشمے ۱۳۲

قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مِّنْهُمْ كَمَا وَاعَدُوا

پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ مل کھاؤ اور ۱۳۱

مِنْ رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتَوُوا فِي الْأَرْضِ مَفْسِدِينَ

اللہ کی روزی اور نہ بھڑو ملک میں فساد مچاتے ۱۳۰

وَإِذْ قُلْتُمْ لِمُوسَىٰ لَنْ نُّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہ کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر ۱۳۱

قَادِعُ لَنَارِكَ يُخْرِجُ لَنَا مِمَّا ثَبَّتُ فِي الْأَرْضِ

سو دعا مانگ ہماری واسطے اپنے پروردگار سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اگلا ہے زمین سے

مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا

ترکاری اور ٹکڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

قَالَ أَتَشْتَبِدُونَ الذِّیْ هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِیْ هُوَ

کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے بدلے اس چیز کے جو

خَيْرٌ أَهْبَطُوا مَصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمْ وَ

اگر ہے ۱۳۰ اترو کسی شہر میں تو تم کو ملے گی جو مانگتے ہو اور

ضَرَبْتُ عَلَيْكُمْ الذِّلَّةَ وَالْمُسْكَنَةَ وَبَاءَ وَبَغْضٍ

ذلتی گئی ان پر ذلت اور محتاجی ۱۳۱ اور پھر اللہ کا غصہ

مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا یَكْفُرُونَ بِآیَاتِ اللَّهِ

لے کر ۱۳۰ یہ اس لئے ہوا کہ انہیں مانگتے تھے احکام خداوندی کو ۱۳۱

منزل ۱

لا یشترک فیہا احد من السبط الاخرہ فالا فادارة الشجاعة۔ (ترجمہ ۱۵۵ ج ۱) قد علم کل انسان مفسر یہ صراط یعنی ہر قبیلہ کو اپنی گھاٹ معلوم ہو گئی اور ہر قبیلہ کو بتا دیا گیا کہ وہ صرف اپنی ہی گھاٹ سے پانی پی سکتے ہیں۔ ۱۳۲ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھا پیو اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس کا دیا ہوا رزق کھا پی کر اس کی زمین پر اس کی نافرمانی کر کے شر و فساد مت بپا کرو مفسدین حال منکرہ لعا ملہا ہے۔ (شرح شذوذ الذہب ابن برہام ۱۵۵ ج ۱) یہ دوسرا عذاب ہے۔ یہ واقعہ بھی میدان تیر کا ہے۔ جب بنی اسرائیل ساہما سال تک ایک ہی طرز کا کھانا یعنی من و سلویٰ کھا کھا کر اکتا گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ وہ اللہ سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے لئے مختلف قسم کی ترکاریاں اور نئے پیدا کرے قَادِعُ لَنَارِكَ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرنے کی درخواست کی کہ پیدا کیا علیہم السلام کی دعا، اقبیل الاجابہ ہوتی ہے۔ اس سے زندہ بزرگ ہو دعا کرنے کا ہوازل نکلتا ہے۔ وفومہا۔ فومہ کے معنی گیہوں اور لہسن دونوں کے آتے ہیں لیکن یہاں لہسن مراد ہے۔ دھوڑی عن ابن عباس وعجابد واختیار الکسائی (کبیر ۱۵۵ ج ۱) ۱۳۱ استغبار اظہار تعجب کیلئے ہے یعنی تعجب ہے کہ تم عمدہ چیز کے عوض گھٹیا چیز کا مطالبہ کر رہے ہو من و سلویٰ کی ان کی طلب کردہ اشیاء پر ترجیح اور افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ من و سلویٰ ایک قیمتی اور نہایت لذیذ غذا ہے اور ترکاریوں کی نسبت زیادہ مفید بھی ہے نیز ان کے حاصل کرنے میں کوئی تکلیف و دقت نہیں (لئے ۱۵۵ ج ۱) اھبطوا مَصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمْ ان کا مطالبہ منظور ہو اور انہیں اجازت مل گئی کہ وہ قرب و حور کے کسی شہر میں چلے جائیں۔ انہیں منہ مانگی چیزیں مل جائیں گی۔ ۱۳۱ الذلۃ سے مراد رسوائی اور الذلۃ الذل والصفۃ والمسکنة الفقر (قرطبی ۱۵۵ ج ۱) اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانی

الانعام ۱۵۵ ج ۱

سفر طرب ثانی ۱۳۱

اور ضد و عناد کی وجہ سے بنی اسرائیل پر ذلت و رسوائی اور تنگدستی و محتاجی ہمیشہ کے لئے مسلط کر دی گئی۔ دنیا میں یہ قوم جہاں بھی ہے ذلیل و خوار اور فقیر و محتاج ہے۔ اگر ان میں دولت مند بھی ہوں تو گنتی کے چند آدمی باقی رہے عوام تو ان کا شمار دنیا کی مفلس ترین اقوام میں ہے اب اسرائیلیوں کی ایک چھوٹی سی حکومت بھی دنیا کے نقشہ پر نمودار ہو گئی ہے مگر یہ حکومت حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں اپنے مخصوص سیاسی مفادات کے پیش نظر ایک کاغذی ڈھانچہ سا کھڑا کر رکھا ہے اس کی اپنی کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی کوئی منفویا ایسی ہے اگر ان امریکہ اس کی امداد سے دست کش ہو جائے تو سوچ ڈھنسنے سے پہلے اسرائیلی حکومت کی ہڈی پسلی سے پڑ جائے۔

بَغْضٍ مِّنَ اللَّهِ بَاء وَكَيْ مَنِي مِہاں استحقوا اور استوجبوا کے ہیں (کبیر ۱۵۵ ج ۱) ابن کثیر ۱۵۵ ج ۱، رنہ ۱۵۵ ج ۱) یعنی قوم بنی اسرائیل کفر و عصیان اور قتل انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے غضب الہی کی مستحق تھے سری موضع القرآن و اس جنگل میں پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے بارہ قوم تھے کسی میں لوگ زیادہ کیس میں کہ قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اس سے پہچان لیا جب لشکر کو نہ دیا تو وہ پتھر سناٹا تھا لیتے جہاں قلم ہوتا تو کچھ دیتے فتح الرحمن و ا یعنی بنی اسرائیل و اذ وہ قبیلہ بودنا و برلے ہر قبیلہ یک چشمہ معین شد ۱۳۲

آیات سے التوحید کی آیتیں مراد ہیں یا اس سے مراد کتب سماویہ اور معجزات انبیاء ہیں ای یکذون بایات اللہ ای بکتابہ ومعجزات انبیائہ کیسے دیکھی و ذکر کیا و محمد علیہم السلام یقتلون التَّائِبِينَ یہ مصادر بھی کائنات کے تحت داخل ہے کان ماضی جب کسی فعل مضارع پر داخل ہو تو اس سے عام طور پر فعل میں دوام و استمرار کے معنی پیدا ہوجاتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ تائب آیات اذ قتل انبیاء کی عادت مستمر ہو چکی تھی ایک طرف تو وہ توحید کا انکار کرتے تھے اور دوسری طرف توحید بیان کرنے والے انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ اور یہی ان کے استحقاق غضب کا سبب بنی بغیر الحق کی قید سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان کا قتل صرف ناحق ہی ہو سکتا ہے پھر بغیر الحق کی قید پڑھانے سے کیا فائدہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قتل انبیاء علیہم السلام ایک بہت بڑا گناہ اور عظیم جرم ہے اس لئے اس کی قیامت اور شناعت کو تاکید کے ساتھ بیان کرنے کے لئے اس قید کی صراحت کی گئی۔ تعظیم للشہداء والذین تب الذی اتوا (ذہبی ص ۱۱۷) **آیات** سے کفر بالآیات اور قتل انبیاء

الکفر ۴۰ البقرة ۲

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
اور خون کرتے تھے نبیوں کا ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان تھے
وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝۶۱ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ
اور حد پھر نہ رہتے تھے ۶۱ لے شک جو لوگ مسلمان ہوئے تھے اور جو لوگ
هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئیین جو ایمان لایا (ان میں سے) اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
اور روز قیامت پھر اور کام کئے نیک تو ان کیلئے ہے ان کا ثواب ان کے
رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۶۲
رب کے پاس اور نہیں ان پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے واد
إِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط
جب لیا ہم نے تم سے ميثاق اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ ۖ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ
کہ پکڑو جو کتاب ہم نے تم کو دی زور سے ۶۲ اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم
تَتَّقُونَ ۝۶۳ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَا
ڈرو فلا پھر تم پھر گئے اس کے بعد ۶۳ سو اگر
لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُمْ مِّنَ الْخَيْرِينَ ۝۶۴
نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی تو ضرور تم خراب ہوتے ۶۴
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنكُمْ فِي
اور تم (اے موجودہ اسرائیلیو) خوب جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے
السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝۶۵
ون میں ۶۵ تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل ۶۵

کی طرف اشارہ ہے اشارۃ الی الکفر والقتل الواقعین سبباً لما تقدّم (روح ۲۷۲) ہا میں با سبب اور ما مصدر یہ خدا کی نافرمانی اور حدود شکنی نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ آیات الہی کی تکذیب اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے لگے۔ کیونکہ جس طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں بڑی نیکیوں کی طرف لے جاتی ہیں اسی طرح بعض اوقات چھوٹے چھوٹے گناہ بڑے گناہوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ ای جرم العصیہ والتمادی فی العداۃ الی ما ذکر من الکفر و قتل الانبیاء علیہم السلام فان صناد الذنوب اذا دود و صر علیھا اوت الکبارھا کہان مداۃ صناد الطاعات مؤدیۃ الی تحری کبارھا (البر الوضو ۵۵) اکن فی البیضاوی ۵۵) یہاں تک نوع اول کی تفصیل تھی۔ **آیات** یہ آیت نوع اول کا تمہ ہے اور الذین امنوا سے مراد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے ای من امن محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ۲۷۲) ۱) وَالَّذِينَ هَادُوا۔ یہودیت کے پیرو یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت وَالنَّصَارَى دین عیسوی کے متبعین وَالصَّابِئِينَ یہ لوگ بھی اہل کتاب ہی کا ایک گروہ ہیں فرقۃ من اهل الکتاب (ابن کثیر ص ۱۸) مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ ہر فرقہ اپنے اپنے لقب اور نام پر خوش ہے مگر اصل ذریعہ نجات یہ القاب اور اعتصابات نہیں ہیں بلکہ نجات کا مدار تو ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ یہاں پر شبہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ آیت میں صرف اللہ پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری نہیں تو اس کا جواب یہ ہے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اس کی تمام صفات کمال اور نعوت جلال میں وحدۃ لا شریک کیا اور بے مثل مانا جائے اور اسکے تمام احکام کی تعمیل کی جائے لہذا یہ جملہ ایمان بالرسول ایمان بالکتاب ایمان بالملئکہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ قد دخل فی الايمان بالله الايمان بما اوجبه اعني الايمان بوسله (کیر ۲۵۵) ۲) اوسری بات یہ ہے یہاں ایمان باللہ کا ذکر جمالی ہے و قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں اسکی تفصیل موجود ہے چنانچہ سورہ حجرات رکوع ۲ میں ارشاد فرمایا ہے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا مِنْ قَبْلِهِ

یہ لوگ بھی اہل کتاب ہی کا ایک گروہ ہیں فرقۃ من اهل الکتاب (ابن کثیر ص ۱۸)

منزل

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ كَذَّبُوا بآيَاتِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّٰلِحُونَ ۝۶۵ اس آیت میں صاف اعلان کر دیا گیا ہے کہ مؤمن صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ تمام رسولوں پر بھی ایمان لائیں اور ایمان بھی ایسا لیں جو رب و ترود اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو اور کھجک کی عملی زندگی بھی اس ایمان کے عین مطابق ہو اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ موضع القرآن و یعنی کسی فرقہ پر توفیق نہیں لائیں لانا شرط ہے اور عمل نیک اپنے اپنے وقت میں جس نے یہ کیا ثواب پایا یہ اس کے قریب کہ بنی اسرائیل ہی پر منحصر ہے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے یہاں بہتر ہیں۔ یہودی کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی امت کو اور نصاریٰ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی امت کو، صابئیین بھی ایک فرقہ ہیں حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں۔ **آیات** جب رات اتری تو کہنے لگے ہم سے اٹنے حکم نہ ہوئے تب پہلا آیت آیا کہ اگر گریے تب ڈر کر قبول کیا۔

فتح الرحمن ۱۔ حاصل معنی آیت آنکہ آدمی واصل اندہ فرقہ کہ باشد چوں ایمان آورد اذ اهل نجات بود خصوصیت فرقہ معتبر نیست ۱۲

اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان لائیں اور سب کو اللہ کے سچے رسول مانیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُکْفِرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفْکِرُوْا بِالْاِیْمَانِ اِنَّ اللّٰهَ وَرُسُلَهُ وَیَقُولُوْنَ اَنْ یُّکْفِرُوْا بِبَعْضٍ وَیُکْفِرُ بِبَعْضٍ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّتَّخَذَ وَاٰیٰتُہٗ سَبِیْلًا ۚ وَلَیْسَ سَبِیْلًا ۚ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّہِیْنًا ۝ (سورہ نساء ۴۱)

اس آیت سے دونوں باتیں واضح طور پر معلوم ہو گئیں۔ اول یہ کہ جس طرح اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ دوم یہ کہ بلا تفریق تمام انبیاء (کرم علیہم السلام) پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بعض پر ایمان لانا اور بعض پر ایمان نہ لانا نجات اور ایمان کے لئے کافی نہیں ہے۔ بعض پیغمبروں کا انکار تمام پیغمبروں کے انکار کے برابر ہے۔ والیوں والا آخرت اور اس میں ہر کچھ ہو نہ والا سب پر ایمان لائے۔ تفریق بلائے معلوم ہوا کہ یوم آخرت پر ایمان لانا اھنّٰ بِاللّٰہِ میں داخل ہے لیکن اس کے باوجود اس کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگرچہ آخرت پر ایمان رکھتے تھے مگر ان کا تصور آخرت قرآن کے پیش کردہ تصور سے بالکل جدا گانہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ آخرت میں صرف یہودی یا نصرانی ہی جنت میں جائیں گے۔ ان کے سوا اور کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یوم آخرت پر ایمان لانے کا علیحدہ و گزرا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ آخرت پر اس طرح ایمان لانا ضروری ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعے اس کے احوال بیان فرمائے ہیں کہ آخرت میں کسی قوم یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہوگی بلکہ وہاں صرف ایمان اور عمل صالح کام آئیں گے۔

نوع ثانی

(اس میں نزول قرآن کے وقت موجود بنی اسرائیل کے باپ دادوں کی تین خباثتیں اور شرارتیں بیان کی گئی ہیں۔)

۱۔ یہ پہلی خباثت ہے یہاں یثاق سے مراد توراة پر عمل کرنے کا عہد و یثاق ہے بقول ہانی التوراة (مذکورہ) ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱

موسى لقوہ میں واقعہ کا آخری حصہ مذکور ہے۔ واقعہ کی ترتیب کو اس نے بدلا گیا تاکہ ایک ہی واقعہ سے متعلق ان کی روخباہتوں کی واضح طور پر نشاندہی کی جاسکے اور گائے ذبح کرنے کے سلسلے میں پیش اور بال مٹول دو گنا ہوں پر قتل کا الزام۔ اگر واقعہ کو اصل ترتیب سے ذکر کیا جاتا تو اس سے مقدمہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر مفسرین کی یہی رائے ہے لیکن حضرت ریش زعمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو قتل واقعے ہیں عساکر گذشتہ واقعات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ واذ سے جتنے واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ سب قتل واقعات ہیں۔ نیز بعض روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گائے ذبح کرنے کے حکم اور گائے ذبح کرنے کے ذریعے چالیس سال کا طویل وقفہ تھا (دارک ص ۱۵۵ ج ۱) کبیر ص ۱۵۵ ج ۱) نعل کا اتنا عرصہ بے گورکھن پڑا رہا کہ بعض متعین نہ ہونا یہ امور بھی عقل و قیاس سے بعید ہیں۔ اس سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مستقل واقعے ہیں ان پر ہو سکتا ہے کہ پہلے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہو طویل پس پیش اور پھر کے بعد جب وہ مطلوبہ گائے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں تو قتل کا واقعہ پیش آگیا ہو اور انہیں اس گائے کا گوشت مفتول

۲ البقرة ۴۲ الم

فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّبَايِنٍ يَدِّيَهَا وَمَا خَلْفَهَا وَ

پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنالہ ان لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے اور

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۖ ۶۱ ۚ وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ

نصیحت دینے والوں کے واسطے اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے

اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۚ قَالُوْا اَتَتَّخِذُنَا

اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے مثلاً ہا وہ بولے کیا تو ہم

هٰزِرًا ۙ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۖ ۶۲

سے نہیں کرتا مثلاً کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں سے

قَالُوْا اَدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ اِنَّهٗ

بولے کہ پکار رہے واسطے اپنے رب کے کہ بتا دے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے مثلاً کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ ۙ لَا فَاْرِضٌ وَّلَا يَكْرُهْ عَوَانُ كَبِيْرٍ

ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بن بیابا درمیان میں ہے

ذٰلِكَ ۙ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۖ ۶۳ ۚ قَالُوْا اَدْعُ لَنَا رَبَّكَ

بڑھالے اور جو ان کے اب کرنا جو تم کو حکم ملا ہے بولا کہ دعا کرتا ہے واسطے اپنے رب کے

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۙ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ ۙ

کہ بتا دے ہم کو کہ کیا ہے اس کا رنگ مثلاً کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

صَفْرَاءُ ۙ فَاقْعَرُوْهَا تَسْرُّ النَّظِيْرِيْنَ ۖ ۶۴ ۚ قَالُوْا اَدْعُ

نرود خوب گہری ہے اسکی زردی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو بولا دعا کر

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۚ اِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا

ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کس قسم کی ہے وہ مثلاً کیونکہ اس گائے میں شبہ بڑا ہے ہم کو

وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۖ ۶۵ ۚ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

اور ہم اگر اللہ چاہے تو ضرور ہدایت پائیں گے کہا وہ فرماتا ہے

منزل ۱

کے بدن سے لگانے کا حکم دیا گیا ہونا کہ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی نشاندہی کرے وقیل اللہ جودان یکن ترتیب نزولہا علی موسیٰ علیہ السلام علی حسب تلاوتہا بان یا مومم اللہ تعالیٰ بح البقرة مشرق علی القتال فیہ صواب البقرة بعضہا درج ۱۵۲۵، قرطبی ۱۵۲۵ ج ۱) لیکن ایک سوال باقی رہا ہے کہ اس صورت میں گائے ذبح کرنے کے حکم کی وجہ کیا ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک واقعہ ہونے کی صورت میں جس چیز کو مفسرین گائے ذبح کیلئے گائے ہی کو منتخب کرنے کی حکمت کہا ہے اس صورت میں وہی ذبح بقرہ کی علت ہوگی بعض لوگوں کے یہاں حدیث رسنے کی وجہ سے اسرائیلی بھی گوسالہ پرستی کے شرک میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وہ گائے کی پوجا کرتے اور اس کی تعظیم بجا لاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے باوجود انہیں گوسالہ پرستی سے قبائے انسانی تھا اگرچہ عملی طور پر وہ گائے کی پوجا نہیں کرتے تھے لیکن گوسالہ پرستی سے وہ پورے طور پر متاثر بھی نہیں تھے جبھی تو سامری کے گوسالہ کو دیکھتے ہی اسکے سامنے سجدہ پڑ ہو گئے اس لئے ان کے سابق معبود کو ان کی نظروں میں ذلیل کرنے اور انہیں اس کی عبادت سے کٹی طور پر متنفر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تاکہ توحید کی جڑیں ان کے دلوں کی گہرائیوں میں پھیل کر خوب مضبوط ہو سکیں۔ قبیل غامروا بذبح البقرة دون غیرہا من الہا لہا فضل قرابینہم و لعبادہم العجل فاذا اللہ انہم من معبودہم عندہم و دارک ص ۱۵۵ ج ۱) وانا اختص البقرة من سائر الحیوانات لانہم كانوا یعظمون البقرة و یعبدہا من دون اللہ فاختبروا ابن لک الخ (مجموعہ ج ۱) ص ۱۵۹ اسرائیلی سمجھے کہ گائے تو ایک تقدس اور معظم جانور ہے بھلا اللہ تعالیٰ اسے ذبح کرنے کا حکم کیسے دے سکتا ہے یا انہوں نے ذبح بقرہ کے ذریعے قاتل کے پتہ لگانے کو بعد از عقل سمجھا اس لئے کہا ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم سے منی مذاق کر رہے ہیں۔ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۖ کیونکہ احکام خداوندی کی تبلیغ میں تمہارے کرنا جانوروں اور بیوقوفوں کا کام ہے اور انبیاء و علیم السلام کو یہ چیز زیب نہیں دیتی لان الہموز فی اثناء تبلیغ اہل اللہ سبحانہ وعلیہم و سلمہ (الوالدہ ص ۱۵۵ ج ۱) ص ۱۵۹ اب یہاں تو

۱۵۲۵ ج ۱

اسرائیلیوں کے تعنت اور حکم خداوندی کے امتثال میں لبت ولس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہاں ماہی کے ذریعے گائے کی حقیقت مقدمہ سے سوال نہیں ہے بلکہ یہ سوال محض ایضاح حال کیلئے ہے لَآ فَاْرِضٌ وَّلَا يَكْرُهْ یعنی وہ نہ بوڑھی ہو اور نہ بنی الفاضل سم للسنہ التي انقطعت ولدتہا من الکبر والیکرامہم للصغیرۃ التي لم تلد من الصغیرۃ ورت ۱۵۲۵ ج ۱) عَوَانُ کَبِیْرٍ ذٰلِکَ یہ ماقبل کی تائید عنوان سے کہتے ہیں جو مذکور دونوں نمونوں کے درمیان ہو وسط بن السین (معالج ص ۱۵۵ ج ۱) ای لاہی صغیرۃ ولاہی مسننہ (قرطبی ص ۱۵۵ ج ۱) فافعلوا اما تومرون یعنی تم کی تمیل کرو اور زیادہ سوال و جواب نہ کرو۔ ای من ذبح البقرة ولا تکرر السوا موضع القرآن فی قصہ سورۃ اعراف میں ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید شخصے را زنی اسرائیلی شتمہ یافتند و کشندہ آن معلوم نہ بود خدا تعالیٰ حکم فرمود کہ گاوہ براؤن کشند و بعضوی ازان مفتول نہ ہنند تا زندہ شود و ازان قاتلین خود خورند و ہا قصہ گاوہ را ببلغہ خطیر خرید کردند و ہر دو زندہ مفتول زندہ شد و پلہر ان علم خود را نام برد کہ ایشان کشند پس قاتلان را بقصاص رسانیدند ازان بار قال را زمیراٹ محرم ساختند و اللہ اعلم ۱۷

ولا تتعنوا (روح ۱۵) تھوید الامور تاکید و تنبیہ علی ترک التعتن فیما تروہ (قرطبی ۱۵) جب تم کے متعلق اطمینان ہو گیا تو اب رنگ کے متعلق سوال کر دیا صغراء فاقع کو تمہا فاقع کے معنی تیز رو رنگ کے جس شدید الصفرة تکاد من صفرة تبیض (ابن کثیر ص ۱۵) کس التضرین یعنی اس کا تیز اور گہرا رنگ بدنام ہو گیا ایسا خوشنما ہو کہ دیکھنے والے اسے دیکھ کر حسرت اور سرخس کریں ۱۵۳ یہ اسرائیلیوں کی کشتی اور ان کے خبث باطن کی انتہا ہے کہ حکم خداوندی کی تعمیل میں کیسی چالاک سے پس و پیش کر رہے ہیں ان البقر کشاکش علینا یعنی مذکورہ بالا اوصاف تو بہت سی گائیوں میں پائے جاتے ہیں ان سے گائے کی تعین نہیں ہوتی اس لئے مزید وضاحت فرمائی جائے وَلَا تَأْكُلْ أَمْثَالَهُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۵۴ اللہ کہہ رہا ہے کہ اگر وہ لوگ جانتے ہوں تو ان سے کچھ نہ کھاتے۔ آخری سوال میں پانی کا میا بی کو مشیت ایزدی سے ملنے کا گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم مطلوبہ گائے حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ انما اللہ کہتے تو کبھی کا میا نہیں ہوتے تھے (قرطبی ۱۵۴) ۱۵۴

یعنی اس سے محنت کا کام نہ لیا جاتا ہو۔ تَنْبِئُوا الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِ الْحَرْثَ الْحَرْثُ یہ ما قبل کی تفسیر ہے۔ مُسَلَّمَةٌ بے عیب ہو بریکہ من العیوب (معالم ص ۱۵) لَا شَیْئَةَ فِیْهَا وہ یک رنگ ہو اور اس کی دوسری رنگ کا داغ و صیغہ نہ ہو ای لیس فیہا لون یخالف معظم لونہا ہی صفراء کلہا لابیاض فیہا و لا حمق ولا سواد (قرطبی ص ۱۵۴) جَعَلَتْ بِالْحَقِّ مِیْہاں حق بمعنی حقیقت ہے یعنی اب تم نے مطلوبہ گائے کی ٹھیک ٹھیک حقیقت بیان کی ہے۔ ای اظہرت حقیقۃ ما امرنا بہ فالحق هنا بمعنی الحقیقۃ (رد مظہر ص ۱۵۴) فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ یعنی ان کی طبیعت گائے کے ذبح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی اس لئے بار بار سوال کرتے تھے۔ ذبح تو کیا گنہ گری شکل سے بنی اسرائیل کو کئی سی گائے ذبح کرنے کا حکم تھا۔ مگر انہوں نے ارادہ تحت اس میں موٹا کیا یاں شرع کر دیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا اوصاف کی گائے کے لئے ایک طرف تو انہیں بہت زیادہ قیمت ادا کرنا پڑی اور دوسری طرف وہ ان تک اس کی تلاش میں مارے مارے پھرے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر وہ کوئی سی گائے لیکر ذبح کر ڈالتے تو ان کا کام بن جاتا۔ لَوْ ذَبَحُوا لَیْ یَقْرَءُ الْیَقْرَ ارَادَ وَالْاِجْزَاءُ تَمُّ وَلَکِنْ شَدَّ دَعَا عَلَیْهِمْ فَشَدَّ اللَّهُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ (روح ۱۵۴) یہ تیسری ذیابست ہے پہلی تفسیر کے مطابق یہ مذکورہ واقعہ کا پہلا حصہ ہے جسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق یہ مستقل واقعہ ہے جو پہلے واقعہ کے بعد پیش آیا۔ اذ ذہم ددعے ما فوہ ہے جسکے معنی ہٹانے اور دفع کرنے کے ہیں اور یہ اصل میں تذکرہ تھا۔ تاکہ قرب خنز کی وجہ سے دال سے تبدیل کیا گیا اور پھر اسے ساکن کر کے دوسرے دال میں اوغام کر دیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل کا اضافہ کیا گیا۔ باب تفاعل کا خاصہ مشارکت ہے اس لئے مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے ہر شخص قتل کا الزام دوسرے پر پھینکے گا۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ یعنی جس چیز کو تم منسک چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے کا فیصلہ

یہ کہنا چاہتا تھا

تم کو قتل کرنے والی چیز کو ظاہر کرنے کا فیصلہ

البقرة ۲

لَا تَهَا بِقَرَّةٍ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ
وہ ایک گائے ہے محنت کرنے والی نہیں ۱۵۳ جو جوتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو
مُسَلَّمَةٌ لَا شَیْئَةَ فِیْہَا ط قَالُوا النَّ جَعَلَتْ بِالْحَقِّ
بے عیب ہے کوئی داغ اس میں نہیں ہوا اب لایا تو ٹھیک بات
فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۱۵۴
پھر اس کو ذبح کیا اور وہ گائے نہ تھے کہ ایسا کریں گے اور جب مار ڈالا تھا تم
نفسا فادراء ثم فیہا ط وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ
ذبح کر کے پھر لے آؤ گے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم
تَكْتُمُونَ ۱۵۵ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِہَا ط كَذٰلِكَ یُحٰی
چھپاتے تھے پھر تم نے کہا مارو اس مردہ پر اس کا ایک حصہ اسی طرح زندہ کرے گا
اللّٰهُ الْہُوٰی وَیْرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُونَ ۱۵۶
اللہ مردوں کو ہلاک اور دکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو و پھر
فَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فِیْہِ کَالْحِجَارِ
تھامے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد ۱۵۵ سو وہ ہو گئے جیسے پتھر
اَوْ اَشَدَّ قَسْوَةً ط وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارِ لَمَّا یَنْفَجِّرُ
یا ان سے بھی سخت ۱۵۶ (کیونکہ) پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں
مِنْہُ الْاَنْہَارُ ط وَاِنَّ مِنْہَا لَمَّا یَشْقُقُ فِیْخْرُجُ مِنْہُ
نہریں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے
الْمَآءُ ط وَاِنَّ مِنْہَا لَمَّا یُھِیْطُ مِنْ خَشِیۃِ اللّٰهِ وَمَا
پانی اور ان میں سے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے اور
اللّٰهُ یَغَافِلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۱۵۷ اَفَتَطْبَعُونَ اَنْ
اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ۱۵۷ اب کیا تم نے مسلمانوں کو توقع رکھتے ہو کہ

کر چکا تھا فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِہَا ۱۵۵ کی ضمیر نفس کی طرف راجع ہے کیونکہ نفس مؤنث معنوی ہے۔ اس کی طرف مذکورہ مؤنث دونوں ضمیریں راجع ہو سکتی ہیں اور بعضہا کی ضمیر گائے کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ گائے کے بدن کا کوئی حصہ مقتول کے بدن سے لگا دو تو وہ زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دے گا۔ وقال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان الضمیر فی بعضہا راجع الی النفس ایضا وہ معناه اضربوا النفس القتیلة بعض نفسہا کا لید و خوها واللہ اعلم ۱۵۶ یہاں معترضہ ہے جو اس واقعہ کی عبرت اور عظمت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے۔ اس واقعہ میں منکرین حشر و نشر کے لئے عبرت ہے یعنی جس طرح اللہ نے اس مردہ کو زندہ کر دیا تھا اسی طرح وہ تمام مردوں کو زندہ کرے گا۔ وَیْرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُونَ ۱۵۶ اللہ تعالیٰ قدرت کے یہ نشانات اس لئے ظاہر فرماتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور تاکہ تم عقل سے کام لیکر اس کی قدرت کا مل پر استدلال کر سکو ویریکم ایتہ علی انہ قادر علی کل شیء لعلکم تعقلون فاعلمون علی قضیۃ عقولکم وھما من قدر علی احیاء نفس واحدۃ قدر علی حیاء موضع قرآن و بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وارث ہر کسی پر غولی کرتے تھے تعالیٰ نے اس طرح اس مردے کو جلایا۔ اُس نے بتایا کہ ان وارثوں ہی نے مارا تھا۔

البقرة ٢

۴۴

۱۱۱

وہ مائیں تمہاری بات لے لے اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا

اللہ کا کلام پھر بدل دالتے تھے اس کو جان بوجھ کر

افرادہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم

مسلمان ہوئے **۵۶** اور جب تہنہا ہوئے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں

تم کیوں کہہ دیتے ہو ان سے جو نفا ہر کیا ہے اللہ نے تم پر تاکہ جھٹلا میں تم کو

اے سے تمہارے رب کے آگے کیا تم نہیں سمجھتے؟ کیا اتنا بھی نہیں

جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپائے ہیں اور جو کچھ

ظاہر کرتے ہیں احماد اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں منہیں خبر رکھتے

کتاب کی افادہ سوائے جھوٹی آمیزشوں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات

سو خرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر

کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے شہادۃ تاکہ لیویا اس پر محسوس اسامول

منزل ۱

منزل ۱

مَنْ يَحِبُّ نَفْسِي هُنَا - قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى الْوَاوُتَعَالِيَّةُ

اور کچھ سچے الٹے بھی ہیں جو کھٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے محوڑا بہت بانی

میں نے جو خوف خدا کرنا شروع کیا وہ یہ تھا کہ میں اپنے گناہوں سے باز رہوں اور اللہ سے ملوں

ہر ایک کو اپنے لیے ایک کھانا تیار کیا۔

اسم کا معنی دیکھا گیا، تو اس کے معنی سمجھ گئے ہیں۔ اور اس معنی

پائے جلتے ہیں۔ چنانچہ ایہ حدیث میں احادیث کے متعلق آتا ہے۔

ہم اس سے محبت کر رہے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیچھلو پھر بھی کسی وجہ

اثر نہیں ہوتا۔ والمعنی ان الحجارة تتأثر وتنفعل وقلوبہمؤلاء

۱۴۸ یہ ان کی بد اعمالیوں پر دُعا ہے یعنی جو کچھ تم کر رہے ہو

ساری ہدا علیوں کی ضرورت سنا دیگا۔ یہاں تک نوع ثانی ختم

تمہاری حساسیت کے لحاظ سے یہودیوں کے مانع گریز ہو گا

درویشوں کے ہوسمجھ کر تو رات میں خوف کرتے تھے۔

کما حقہ احرار مولود اور سرور، کہ نتانہ رُبعہ در ساتہ در بر امان

قدانہ کہ تجھ کو کہہ نہ سکوں کہ میں نے تجھ کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

[illegible]

اسلامی مسائل کے حل کے لیے قرآن و حدیث سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

کولم اور کولون کو ہے مطلب یہ کہ آپ ان یہود سے یہ توقع نہ رکھیں کہ یہ ایمان لے آئیں گے کیونکہ ان کے اس وقت یہ پانچ گروہ ہیں اور ان سب کی خباثت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان سے ایمان کی توقع بیکار ہے وَقَدْ كَانَ قَوْمٌ مِّنْهُمْ اِسْ فَرِيقٌ سَیْئِرُ فِیْهِمْ اَلْمُرَادُ بِالْفَرِیقِ مَنْ كَانَ فِیْ رَمْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (کیروہ ۱۵ ج ۱) قَالَ عِبَادُ الَّذِیْنَ یُحْفَوْنَہُ وَالَّذِیْنَ یُکْتَمُونَہُ ہُمُ الْعُلَمَاءُ مِنْہُمْ اَبْنُ کَثِیْرٍ (۱۵ ج ۱) اور کلام اللہ سے مراد توراۃ سے تُحْفَوْنَہُ قَوْمٌ سَیْئِرُ فِیْہِمْ اَلْمُرَادُ اَجْمَعِیْنَ طبع جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری موعظ قرآن وادہ جان میں منافق تھے خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزماں کی باتیں مسلمانوں کی پاس بیاں کرنے اور وہ جو مخالف تھے ان کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے ان کے ہاتھ سبکیوں دیتے ہو ۱۲

۱۳۔ گھیر لیا گناہ نے اپنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ ۱۴۔
 زیرا کہ دخول جنت موقوف بر ایمان ہے۔ اور روز قیامت و پیغمبر زمانیت چنبر

منزل ۱

۹ (۱۱) ۹

1

ضرورت نہیں۔ ہم نے اپنا ہاتھ کامل پیر کے ہاتھ میں دے رکھا ہے وہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں پھسلنے سے پار کر دیں گے۔ اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور یہ بچاؤ نمازی تو دیکھتے ہی رو جائیں گے۔ وَاٰنِمْ
 اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ عَنْهُمْ وَيَجْزِيهِمْ دَرَجَاتٍ اَعْلٰى اَلَّذِيْ اَخَذُوْا مِنْهُمْ اِيْمَانًا هُمْ يُجْحَدُوْنَ (روح ۳۰ ج ۱) فان الجنة لا يدخلها الا من كان موقفاً وان النار لا
 تسمى الا اهلها محمد وداود (روح ۳۰ ج ۱) وَاِنَّ هُمْ لَآ يَشْعُرُوْنَ (مگر یہ سب ان کے ایمان باطلہ اور ظنونِ فاسدہ ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۳۵) یہ چوتھا گردہ ہے اور یہ بھی ان کے خواص
 اور علماء ہی کی ایک جماعت ہے۔ انہوں نے یہ کیا کہ اپنی طرف سے تورات کے چند نسخے تیار کئے اور تورات میں جہاں کہیں توحید کا بیان تھا یا حضور علیہ السلام کا ذکر اور آپ کی اُمت تھی اسے اس طرح بدل
 ڈالا کہ اصل سے اسے کوئی نسبت ہی نہ رہی۔ پھر اصل تورات کے نسخے چھپا ڈالے اور اپنے ہاتھوں سے تیار کئے ہوئے حرف نسخے اپنے عوام اور مشرکین عرب میں تقسیم کر دیے اور کہتے یہ تھے کہ دیکھو یہ اللہ کی
 کتاب ہے اس میں تو اس نبی کا کہیں ذکر نہیں اور نہ ہی اس توحید کا بیان ہے جو وہ پیش کرتا ہے (روح ۳۰ ج ۱) اس جرم کی سنگینی اور ان کے علماء کی تحقیق و تدلیل کے پیش نظر ان کا ذکر ویل و ہلاکت
 اور ذلت و رسوائی کی وعید شدید کے ساتھ لکھا ہے۔ لَيْسَتْ رُوٰى لَهُمْ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا مِنْ سَبْعٍ وَ اَرْبَعٍ مِّنْ تَحْرِيفٍ وَ تَبْدِيلٍ سِوَا الَّذِيْ هُوَ الْحَقُّ وَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ مِنْهُ حَاجَةٌ (مائدہ ۷۸) یہ پانچواں گردہ
 خواہ مخواہ ہو مگر آخرت اور دین کے مقابلے میں وہ بالکل حقیر اور بے حقیقت ہے اس حقاقت کے پیش نظر اسے قلیل فرمایا۔ ۳۶) یہ ماقبل کی تفصیل ہے پہلے وعید کا صرف اجمالی ذکر تھا اب اس کے
 ساتھ اس کی علت کا بھی ذکر ہے۔ اور لفظ ویل کے تکرار سے وعید میں شدت اور مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔ الفاء لتفصيل ما اجل ما قبله من التنصيص بالحلة ولا يخفى ما في هذا الاجمال و
 التفصيل من المبالغة في الوعيد والزجر والتهويل (روح ۳۰ ج ۱) یعنی ان کی اس وعید کا سبب ان کی تحریف و تبديل اور وہ حرام گناہی ہے جو وہ تحریف کے ذریعے کلمتے میں ۳۵) یہ پانچواں گردہ
 صاحب زادگان کا ہے جنہوں نے مکر و فریب سے عوام کو یقین دلا رکھا تھا کہ وہ چونکہ اللہ کے پیغمبروں کی اولاد ہیں اور ان کی نسل پاک پشتوں سے نکلی ہوئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا
 اور بڑے بڑوں کی گھٹیل انہیں معاف کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ دعویٰ نقل فرمایا ہے۔ لَحْنُ اٰبْنَاءِ اللّٰهِ وَ اَحِبَّاءِهِ (مائدہ ۷۸) اور اگر ہمیں سزا دی بھی گئی تو وہ محض معمولی سی اور چند دنوں کیلئے ہوگی
 قُلْ اَتَّخَذْتُكُمْ بِاللّٰهِ عَمَلًا يَوْمَ يَكْفُرُ بَيْنَ يَدَيْكُمْ مِّنْ دَعْوٰى كٰذِبَةٍ كَافٍ (مائدہ ۷۸) یہ یہودیوں کے مذکورہ دعویٰ کی تردید ہے یعنی جہنم سے محفوظ رہنے کیلئے تم نے اللہ سے کوئی عمل کیا ہو ہے جس کی بنا پر وہ تمہیں اس سے محفوظ رکھے گا یعنی اگر اس
 نے ایسا عمل کیا ہو ہے تو پھر تو وہ یقیناً اسے پورا کرے گا مگر یہ ظاہر ہے کہ اللہ نے تم سے ایسا کوئی عمل نہیں کیا۔ یا عہد سے مراد عہد توحید ہے اور مطلب یہ ہے کہ کیا تم نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے
 اللہ سے توحید کا عہد کر لیا ہے کیونکہ جس نے اللہ سے توحید کا عہد کیا ہو ہے اللہ نے بھی اسے جہنم سے بچانے کا عہد کیا ہو ہے۔ قال ابن مسعود عہد بالالتوحيد يدل عليه قوله تعالى من اتخذ عند
 الرحمن عہداً یعنی قوله لا اله الا الله (معالم ۶ ج ۱) وروی عن ابن عباس رضى الله عنهما ان معنى الآية هل قلتم لا اله الا الله وامنتم واطعتم (روح ۳۰ ج ۱) ۳۷) بل ہر طرف
 سدا رک ہے ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات کرتا ہے۔ دہلی وبل حرقا استدلال و معنای نفی الخیر الماضی واثبات الخیر المستقبل (معالم ۶ ج ۱) یہ بھی یہودیوں کے غلط و غوروں اور ان کی جھوٹی آرزوؤں
 کی تردید ہے یعنی یہاں تم نے سمجھ رکھا ہے اور دل میں کئی امیدیں اور آرزوئیں پال رکھی ہیں ایسا نہیں بلکہ ہر ایک کو خدا کو خواہ وہ کوئی ہو اس کے بد اعمال کی ضرور سزا ملے گی بقول اللہ تعالیٰ ایسے ملامتینہ و لا کما
 تشتمون بل لا امر من عمل سبئۃ و احاطت به خطیئۃ (فہذا من اهل النار) (ابن کثیر ۱۹ ج ۱) اور سب سے یہاں کفر و شرک مراد ہے۔ وذهب کثیر من الساف الى انها ههنا الکفر
 (روح ۳۰ ج ۱) سبئۃ مشرک کا عن ابن عباس و عیادھا رضى الله عنہم (مدارک ۱۵ ج ۱) اور ممکن ہے کہ سب سے مراد مطلق معصیت ہو جو سب کو شامل ہو۔ و احاطت به خطیئۃ اور لگتا ہوں
 نے اسے گھیر لیا ہو یہاں تک کہ اس پر نیکی کی تمام راہیں بند کر دی ہوں اور اس پر گناہوں کا اس قدر غلبہ ہو کہ اس کے پلے کوئی نیکی نہ ہو یہاں تک کہ ایمان بھی مغفود ہو۔ لہذا اس صورت میں یہ آیت یومنین کو شامل نہ ہوگی۔
 بلکہ صرف مشرکین اور کفار ہی سے متعلق ہوگی لہذا معتزلہ اور خوارج کا اس آیت سے استدلال کہ یومنین عاصی مخلوق فی النار ہوگا باطل ہو گیا۔ ۳۸) کفار و مشرکین
 کی وعید کے بنیاباں یومنین صالحین کے لئے خلود فی الجنة کی خوشخبری بیان کی ہے اور یہاں بھی خلود سے مراد دوام ہے۔ امام سید محمود اوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں دو لطیف نکتے بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ عمل
 کا عطف ایمان پر اس بات کی دلیل ہے کہ عمل ایمان کی حقیقت سے خارج ہے اور اس کا جزو نہیں کیونکہ جزو کا عطف کل پر نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ اصحاب ناری کی وعید بیان کرنے وقت حرف فاء استعمال کیا
 ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد ماقبل پر مرتب اور اس کا نتیجہ ہے لیکن معجب جنت کو خلود فی الجنة کی خوشخبری سناتے ہوئے حرف فاء استعمال نہیں فرمایا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل نار
 کا خلود فی النار ان کے اعمال میلہ کا نتیجہ ہے اور اہل جنت کا خلود فی الجنة محض اللہ کی مہربانی اور اس کے لطف کرم سے ہے (روح ۳۰ ج ۱) یہاں تک نوع ثانی ختم ہوئی۔

نوع ثالث

اس میں نزول قرآن کے وقت موجود بنی اسرائیل کی خاشیتیں اور شریعتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی مندر و عنادر و عدوان و عصیان کوئی تمہارے اسلاف ہی میں مختص نہیں تھا تم بھی انہیں کے نقش قدم پر چلے رہے
 ہو۔ یعنی جو احکام تورات میں تمام بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے اور جو عہد و تم سے لئے گئے تھے تمہارے اسلاف نے ان احکام کو ٹھکرایا اور ان عہد کو توڑا اب تم بھی اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے سرتابی کر رہے ہو اور اس کے عہد و
 مواثیق کو پاش پاش کر رہے ہو۔ ۳۹) یہ موجود بنی اسرائیل کی پہلی خاشیت ہے۔ بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے تورات میں ان احکام کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔ سب سے پہلا عہد جو ان
 سے لیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اسی کو کارساز اور مالک و مختار سمجھیں اور اسے ہی حاجات میں پکاریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ توحید چونکہ حق اللہ ہے اور
 تمام اعمال کی رستہ و جان ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا۔ لَا تَعْبُدُوْنَ بظاہر خبیثہ لیکن معنی کے لحاظ سے امر ہے اور نتیجہ اس لئے اختیار کیا کہ امر بصورت خبر زیادہ مؤثر ہوگا۔ قال ابو حنیفہ
 خیر بمعنی الطلب ہوا کہ (ابن کثیر ۱۹ ج ۱) وَاَلُوْا اِلٰی دِیْنِ اِحْسَانٍ اِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ
 قرآن مجید میں کسی جگہ توحید کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق اور اکرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وَاَلُوْا اِلٰی دِیْنِ اِحْسَانٍ لَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ وَ رَجَبٌ اِنَّ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اَلْعِبَادَةُ
 اللہ کے بعد والدین کے حقوق کا ساتھ دینا اور والدین کے حقوق بہت ہیں مثلاً ان کا اکرام و احترام کرنا، ان کے جائز احکام کی تعمیل کرنا، ادب سے اور نرمی سے باتیں کرنا، ان کی مالی اعانت کرنا وغیرہ۔ والدین کے یہ حقوق بہر حال لازم
 ہیں گچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں اگر والدین مشرک ہوں اور شرک کرنے پر مجبور ہیں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ ان سے حسن سلوک فرض ہے۔ ۴۰) ان سب کا عطف والدین پر ہے۔ والدین کے بچہ و اولاد
 یتیموں اور غریبوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ یہاں حسن سلوک سے مراد ان کی مالی اعانت ہے۔ وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا گیا تھا کہ وہ تمام لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئیں حَسَنًا قَوْلًا
 معذوف کی صفت ہے۔ ای قولوا للناس الحسناً اور حسناً کو بطور مبالغہ قولاً پر محمول کیا گیا ہے یعنی لوگوں سے ایسی گفتگو کرو جو سراپا حسن اخلاق ہو وَ اَقِمْ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ اِلٰہِکَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ سے نماز قائم کرنے
 اور کلمہ دینے کا عہد بھی لیا گیا تھا۔ یہاں نماز اور کلمہ سے وہی نماز و کلمہ مراد ہے جو بنی اسرائیل پر فرض تھی۔ ۴۱) لیکن تمہارے عہد پورا نہ کیا بلکہ ان احکام سے روگردانی کی توحید کو چھوڑ دیا اور شرک

اختیار کر لیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام اور اپنے دوسرے بزرگوں کو خدا کے نائب اور کارساز مانا۔ انسانی حقوق پر مال کے نماز و زکوٰۃ سے لاپرواہی کی اور تم میں سے بہت محتوڑے اس عہد پر قائم رہے۔ ۵۔
 اَنْتُمْ مَعْرُضُونَ یہ اعراض اور عہد شکنی تم سے کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے تمہاری عادت قدیم ہی یہی ہے۔ تمہارے آباء و اجداد کا بھی یہی شیوہ تھا۔ اب تمہارا دستور بھی یہی ہے ای و انتم قوم عاد تک
 الاعراض والنولی عن الموائیق (روح ضلالت ۱) آج اگر دیکھا جائے تو بنی اسرائیل کے یہ تمام حالات مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جس طرح وہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو خدا کا شریک بناتے اور پکارتے تھے اور
 اللہ تعالیٰ کی حدیں توڑتے تھے بالکل اسی طرح آج اہل اسلام بھی کر رہے ہیں۔ ۱۱۔ یہ دوسری خیانت ہے۔ بنی اسرائیل سے تورات میں یہ بھی عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں اتفاق سے رہیں اور خانہ جنگیوں کا اجتناب
 کریں اپنے کسی بھائی کو اس کے گھر سے نہ نکالیں اور نہ ہی کسی کو قتل کریں۔ ۱۲۔ اَفَرَدْتُمْ وَاَنْتُمْ كَشْفِہْدُونَ اور تم نسلا بچائیں اس عہد و پیمان کا اقرار کرتے چلے آئے ہو اور آج بھی تم معرفت ہو
 کہ تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور اسے قبول کیا۔ ۱۳۔ یہاں سے
 اسرائیلیوں کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ یعنی تمہیں خدا جنگی سے منع کیا
 تھا مگر تم بچتے اقرار کے باوجود باز نہ رہے اور اپنے بھائی بندوں کو قتل
 کرنا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے
 دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن
 چلے آ رہے تھے۔ مدینہ میں اور اس کے گرد و نواح کی ایسی ہی یہودی
 بھی ایک اقلیت کی حیثیت سے آباد تھے اور ان کے دو قبیلے بنی قریظہ
 اور بنی نضیر مشہور تھے۔ اقلیت کو ہمیشہ دوسروں کے سہارے جینا پڑتا
 ہے اس لئے بنی قریظہ نے قبیلہ اوس سے معاہدہ کر لیا اور بنی نضیر قبیلہ
 خزرج کے حلیف بن گئے۔ اوس اور خزرج کے درمیان آئے دن
 خونریزی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں اس لئے ان کے معاہدہ پر دیوں کو
 بھی اپنے اپنے حلیف قبیلہ سے مل کر ان لڑائیوں میں حصہ لینا پڑتا
 تھا اور اس طرح ایک طرف کے یہودیوں کے ہاتھوں دوسری طرف
 کے کسی یہودی قتل ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ
 ہے۔ ۱۴۔ مذکورہ جنگ و جدال اور قتل و غارت کے دوران
 فریقین میں سے کسی خاندانوں کو اپنے گھر چھوڑ کر بے خانماں ہونا
 پڑتا۔ ہر فریق کی اپنے گھروں سے بے دخلی کا سبب دوسرے فریق
 کے یہودی بننے کیونکہ یہودیوں کا ایک فریق اپنے حلیف کافروں سے
 مل کر فریق ثانی کے حلیف یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکالتا۔
 اس لئے اخراج کو ان کی طرف منسوب کیا۔ ۱۵۔ ظاہر ہون میں
 یہ ظاہر ہون تھا ایک تا بغرض تحفیف حذف کر دی گئی ہے اور
 یہ تحزبون کی ضمیر سے حال ہے۔ علیحدہ میں ہم ضمیر فریق کی طرف
 راجع ہے جو معنی جمع ہے راجع سے مراد خدا کی نافرمانی اور عدل
 سے مراد ظلم ہے۔ بالاشد والعدوان بالمعصیۃ والظلم (معالم
 ۱۷ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے خلاف غیر اقام کی نہ کرتے
 ہو اور یہ مدد بھی کسی نیک اور تعمیری کام کے لئے نہیں ہوتی۔ اس میں
 ایک طرف تو تم خدا کی نافرمانی کرتے ہو۔ کیونکہ اس نے تمہیں اپنے
 بھائی بندوں کے قتل اور اخراج سے منع کیا ہے اور دوسری طرف قتل و
 اخراج کے ذریعے اپنے بھائیوں پر ظلم کرتے اور ان کی حق تلفی کرتے

البقرة ۲

۴۷

المرآۃ

حَسَنًا وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اَلَا

نیک بات اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر تم پھر گئے

قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مَعْرُضُونَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

تھوڑے سے تم میں نکلے اور تم ہوا پھرنے والے اور جب لیا ہم نے

مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تَحْرِجُونَ

دعہ تمہارا کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اپنوں کو اپنے دھن سے پھر تم نے اقرار کر لیا اور تم

تَشْهَدُونَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هُوَآءٌ تَقْتُلُونَ

مانتے ہو اللہ پھر تم وہ لوگ ہو گے ویسے ہی خون کرتے ہو

اَنْفُسَكُمْ وَتَحْرِجُونَ فِرْقًا مِّنْكُمْ دِيَارِهِمْ

آپس میں نکلے اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فسرہ کر ان کے وطن سے ۱۶

تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْاَشْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ

چڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے ۱۷ اور اگر

يَا شُوْكُمْ اُسْرٰى تَفْدُوْهُمْ وَهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ

وہی آویں تمہارے پاس کسی کے قیدی ہو کر تو ان کا بدلہ دیکر چھڑاؤ ۱۸ حالانکہ حرام ہے تم پر

اِخْرَاجَهُمْ اَفْتَوْصُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ

ان کا نکال دینا بھی تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور

تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ

نہیں مانتے بعض کو سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام

مِّنْكُمْ اِلَّا خُرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کرتا ہے مگر رسولی دنیا کی زندگی میں ۱۹ اور قیامت کے دن

منزل

۱۵۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ یہودیوں کے ایک فریق کے آبنی دوسرے فریق کے ہاتھوں قید ہو جاتے تو یہ لوگ فدیہ کر لینے قیدیوں کو چھڑا لیتے جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو
 وہ لوگ کہتے کہ خدا نے ہمیں فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑا لینے کا حکم دیا ہے ہم اس لئے ایسا کرتے ہیں۔ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ یہ جملہ بھی تحزبون کی ضمیر سے حال ہے یعنی فدیہ دیکر قیدی کو چھڑا
 کے حکم پر تو تم عمل کرتے ہو مگر اپنے بھائیوں کو ان کے گھروں سے نکالتے وقت یہ خیال نہیں کرتے ہو کہ ایسا کرنا تم پر حرام ہے۔ اَفْتَوْصُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ استفہام تہدید اور دھمکی کے طور
 پر ہے اور اکتساب سے مراد تورات ہے کیونکہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے یعنی تم نے تورات کے ایک حصہ کو مان لیا اور ایک حصہ کو ٹھکرادیا فدیہ دینے کے حکم پائل کر لیا اور قتل و اخراج سے نبی کی پرواہ کی۔ ۱۶۔ خدا کا بعض
 حکموں کو ماننا اور بعض کو رد کر دینا یہ بہت بڑا جرم ہے اور خدا کی احکام کے ساتھ ایک قسم کا تمسخر اور استہزاء ہے اس آیت میں اس جرم کی سزا بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ دنیا و آخرت میں مشہور
 اور فہرہ ہو گا۔ دنیا میں ذلت و رسوائی کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا چنانچہ یہودیوں کا یہی حشر ہوا کہ اس کے چند ہی سال بعد بنی نضیر کو ذلت و خواری سے جلا وطن کیا گیا اور بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کیا گیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو

علام بنایا گیا۔ اور قیامت کے دن انہیں بہت ہی سخت عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اشد العذاب سے مراد جہنم کا ابدی عذاب ہے اور وہ سب سے سخت اس لحاظ سے ہوگا کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
 الخلود فی النار وشدیدتہ من حیث انہ لا انقضاء لہ (روح مشکوٰۃ ج ۱) یہ گذشتہ وعید کے لئے ایک قسم کی تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کھات میں ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے اعمال کی تم کو پوری پوری سزا دیگا۔ ان آیتوں کے مخاطب وہ بنی اسرائیل ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے لیکن اب پوری امت محمدیہ بھی ان احکام کی مخاطب اور مکلف ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ان بنی اسرائیل قد نواوا انتم تعنون بھذا ایا امۃ محمد وبنی امییر محمد (روح مشکوٰۃ ج ۱) ان لوگوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی حالانکہ آخرت حاصل کرنے کا پورا پورا سامان ان کے پاس موجود تھا مگر انہوں نے اس پر عمل کر کے سامان آخرت تیار کر لیا بجائے اسے دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ فلا یخفف عنہم العذاب ان کے عذاب میں قطعاً کوئی تخفیف نہیں ہوگی نہ دنیوی سزائیں اتر دیں و لا ھم یُنصرون وہ فعل مجہول لاکر اور فاعل کا ذکر نہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مذکورہ عذاب سے بچانے کے لئے انہیں کسی طرف سے کسی قسم کی مدد نہیں پہنچے گی نہ دولت دینکے ذریعے انہیں عذاب سے بچھڑا جاسکے گا نہ ان کے اسلاف کی وصایت اور بزرگی کام آسکے گی اور نہ ہی انہیں اپنے ان بزرگوں کی سفارش اور کارساز سے نجات مل سکیگی جن کو انہوں نے خدا کے نائب اور کارساز سمجھے رکھا۔ یہ بات کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اللہ کا ایک عالمگیر اور اعلیٰ قانون ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے اور اس کی طرف سے آئیوالتی تکلیفوں سے کسی کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

البقرة ۲۸ الح ۱

يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ
 عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ
 الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ
 وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ
 وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ
 مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ
 أَفَكُمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ
 اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِقْنَا كَذٰبَكُمْ وَفَرِيقًا
 تَقْتُلُونَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ
 اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا
 جَاءَهُمْ كِتٰبٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

یہ بچاؤ کے جاویں سخت سے سخت عذاب میں عذاب اور اللہ بے غبر نہیں
 تمہارے کاموں سے اللہ واقف ہے وہی ہیں جنہوں نے مولیٰ دنیا کی زندگی
 اللہ دنیا بالآخرت فلا یخفف عنہم العذاب
 اور ان کو مدد نہیں کی
 اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب
 اور بے درپے بھیجے اسکے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے عیسیٰ
 مریم کے بیٹے کو معجزے مریم علیہ اور قوت دی اس کو روح پاک سے
 افسوس کہ تمہارا جہاں رسول بھلا ہوا تھا کہ تمہاری نفسوں کو
 استکبر کرتے تھے ففریقنا کذابکم و فریقاً
 تو تم تکبر کرنے لگے تھے تمہارا ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو
 تقطعون قتل کر دیا تھے اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ لعنت لی
 اللہ بکفرہم قلیلًا مَّا یؤمنون
 اللہ نے ان کے کفر کے سبب سو بہت کم ایمان لاتے ہیں سہلہ اور جب
 جہاں ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے ہشلہ جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو

نوع راجع

اس میں بنی اسرائیل کے بارہا جادو کی انتہائی کج روی اور سنگدلی کی دو مثالیں بیان قرآنی ہیں۔ اول تکذیب رسول دوم قتل انبیاء یعنی احکام کا ماننا نہ ماننا ایک طرف رہا تمہارے اسلاف کی کج روی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خدا کے احکام لائے والے اس کے پیغمبروں کی تکذیب کی اور سب سے انہیں مانا ہی نہیں اور بھر تکذیب ہی پر لیں انہیں کی بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کو تو وہ سنگدل قتل کرنے بھی نہ چمکے تھے۔ ثانی تمہاری ہدایت اور ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ کو شریعت کا ایک دستور دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سے احکام دیئے گئے۔ لکن تم سے تو رات م ادبے۔ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں تین تواریخ پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں کی تعداد میں پیغمبر بھیجے دکانوا الی زمن عیسیٰ علیہ السلام لرجعة الاف ریح م ۱۳ ج ۱ بعض نے اس سے بھی زیادہ لکھے ہیں مثلاً حضرت یوشع شمعون داؤد و سلیمان عزیر عزریل الیاس یونس زکریا و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ لکن البیِّنات یعنی واضح اور کھلے دلائل اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی اور ماہر زادانہ کو تندرست کرنا وغیرہ یا البیِّنات سے انجیل مراد ہے کیونکہ اس کی آیتیں بھی رشد و ہدایت کی واضح نشانیاں تھیں۔ المعجزات الواضحات من احیاء الموتی و ابراء الکملہ والابوص والاخباء دیا مغیبات ادا الانیل (ابوالسعود ص ۱۲) قرآن مجید میں کسی پیغمبر کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے ذکر نہیں کیا گیا البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اکثر والدہ کی نسبت سے ذکر کیا گیا ہے اس میں ایک طرف تو ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام موضح قرآن والی بنی قریظہ کے پوتے کو چھوڑنے کو موجود ہونے پر ادب ان کے تلسے میں حضور نہیں کرتے اور خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جملہ جملہ و روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریل کو وقت ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ فتح الرحمن ص ۱۲ مذکورہ شدت شکن و جلا وطن گردان و در ظلم مدد گاری نمودن و فرمودہ شدت بقدر اسیران و ایشاں ازینہ احکام بقدر اسیران عمل کو مذکور ہے یہاں کہ موافق نفس ایشاں اقتاد و درین طاعت نفس است طاعت خدا نیست ۱۲

عزل ۱

پر تھے۔ لکن البیِّنات یعنی واضح اور کھلے دلائل اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی اور ماہر زادانہ کو تندرست کرنا وغیرہ یا البیِّنات سے انجیل مراد ہے کیونکہ اس کی آیتیں بھی رشد و ہدایت کی واضح نشانیاں تھیں۔ المعجزات الواضحات من احیاء الموتی و ابراء الکملہ والابوص والاخباء دیا مغیبات ادا الانیل (ابوالسعود ص ۱۲) قرآن مجید میں کسی پیغمبر کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر کے ذکر نہیں کیا گیا البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اکثر والدہ کی نسبت سے ذکر کیا گیا ہے اس میں ایک طرف تو ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام موضح قرآن والی بنی قریظہ کے پوتے کو چھوڑنے کو موجود ہونے پر ادب ان کے تلسے میں حضور نہیں کرتے اور خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جملہ جملہ و روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریل کو وقت ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ فتح الرحمن ص ۱۲ مذکورہ شدت شکن و جلا وطن گردان و در ظلم مدد گاری نمودن و فرمودہ شدت بقدر اسیران و ایشاں ازینہ احکام بقدر اسیران عمل کو مذکور ہے یہاں کہ موافق نفس ایشاں اقتاد و درین طاعت نفس است طاعت خدا نیست ۱۲

ہے۔ اور موجودہ پرودوں کا مقولہ ہے۔ غُلفُ الغُلفِ کی جمع ہے اندر
اغلفا سے کہتے ہیں جس پر غلاف چڑھا ہوا ہو یہ مطلب یہ کہ ہمارے دلوں پر
غلاف چڑھے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے تمہاری دعوت اور وعظ و تبلیغ کا اثر
ان تک نہیں پہنچ سکتا جعفر بن عباس کی قرات میں یہ لفظ غُلف ہے
جو غلاف کی جمع ہے۔ اس صورت میں طلب یہ ہو گا کہ ہمارے دل تو پہلے ہی
سے علم و حکمت کے بحر سے پورے ہیں۔ ہمیں حمد علی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے
علوم کی ضرورت نہیں۔ نال بن عباس ای قلوبنا مثلثة عندا لاختنا جالی
حمد علی اللہ علیہ وسلم لا غیرہ (قرطبی ص ۱۷) بَلْ لَعَنَهُمُ اللہُ
بِکُفْرِهِمْ۔ بَلْ اَضْرَاکَ لَہِ لَی اَیْمَانُ سے ان کی نفرت کی وجہ وہ نہیں
جو انہوں نے بیان کی کہ کلمہ اہل وجہ یہ ہے کہ ان کے مسلسل انکار اور ضد و
عناد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں راندہ و دغا کر دیا ہے۔ انہیں اپنی رحمت
سے دغا کر کے ان سے ایمان کی توفیق چھین لی ہے۔ اس سے مراد ہر تہمت
ہے فَکَلَّیْنَا دَکَّاءَ یُؤْمِنُونَ ۝ قَلِیْلًا مِّنْکُمْ مَّنْ عَلَّمَتْهُمُ اللہُ فِی الْوَحْیِ
ہے۔ اور معنی قَلَتْ کی تاکید کیلئے ہے (روح ص ۱۷) مطلب
یہ ہے کہ وہ بہت ہی محتوہ ایمان لاتے ہیں۔ اس محتوے سے ایمان کے
مراد وہ ایمان ہے جو وہ بعض چیزوں پر لاتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

الحمد لله

منازل

والاكثر والاكثر

موضع قرآن و جب غلبہ کا فرد کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان شتاب پیدا ہو، جب پیدا ہوا تو آبِ ی منکر ہو گئے۔

فتح الرحمن - تلخیص است بآن قصه که بهر خبر با غطفان جنگ می کردند و هر سمیت می یافتند آن خود دعا کردند بکن محمد نبی می که فرج آمد و در آخر الزمان نمود و است مالا نصرت ده بعد از آن فتح یافتند ۱۲

نوع خامس

نوع رابع میں یہودیوں کے اسلاف کی کج روی اور سنگدلی کا نمونہ پیش کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ و تہذیب مجازات انبیاء علیہم السلام اور تورات و انجیل کی آیات بینات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب یہاں موجود یہودیوں کی کج روی اور شرارت کا ذکر ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ ہندو ہدایت کے مذکورہ دلائل اور افہام و تفہیم کے معتبر ذرائع کی موجودگی میں کفر و انکار کے ساتھ ساتھ کھتان کے خبث باطن کا یہ حال ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کے نزول سے قبل یہ لوگ ان دونوں کو مانتے تھے مگر جب ان کی جانی پہچانی ہوئی یہ چیزیں سامنے آئیں تو بعض وحش اور ضد و عناد کی وجہ سے دونوں کا انکار کر دیا۔ **حکۃ** کتاب سے مراد قرآن ہے اور تنویر انہما عظمت کیلئے ہے۔ ہوالقرآن وتنکیرہ للتفخیر (ابو السوہب) **مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ**۔ مآ معہم سے مراد تورات ہے یعنی قرآن مسئلہ توحید میں، تردید و شرک میں، نبوت میں اور دیگر کئی احکام میں تورات کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کی صداقت کی ایک دلیل تو یہ ہوئی کہ کائنات میں قبل کہ یسوع مسیح متبعین یہاں یسوع مسیح کی نفی ہوئی ہے کیونکہ باب استغفار کی ایک خصوصیت موافقت مجرب ہے جیسے استغفار بھی قرآن ہے اور فتح کے معنی بتانے اور نبرد سے بھی آتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے من قولہم فتح علیہ اذا علمہ ووقفہ کما فی قولہ تعالیٰ۔ **آخِذْ خُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** (روح متا ۱۰) یعنی یہی یہودی اس سے پہلے کفار و مشرکین کو بتایا کرتے تھے۔ عرب میں جو آخری نبی پیدا ہونے والا ہے اس کے ظہور کا وقت قریب آ پہنچا ہے اور اس نبی پر اللہ کی طرف سے ایک کتاب نازل ہوگی۔ ای یحرفون المشرکین ان نبیایبعث منہم وقد قرب ذواتہ (روح متا ۱۰، روح متا ۱۱) یقرآن اور خدا قرآن کی کتاب پر دوسری دلیل ہے۔ **ع** جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آگئی اور خدا کا وہ رسول بھی آگیا جس کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے تو انہوں نے محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے اور اپنے فتنے و اقتدار کی حفاظت اور حرص دنیا کی خاطر دونوں کا انکار کر دیا۔ بغیا وحسدا وحرصا علی الریاسۃ (ملک متا ۱) کفر و الہادی کا جواب ہے اور لقا ثانیہ اولیٰ کی تائید ہے بالما ادلیٰ کا جواب مخدوف ہے ادیہ لما ثانیہ کا جواب ہے **فَأَعْنَتَ اللَّهُ عَلَى الْكُفْرَانِ** ان کافروں کے لئے کفر والہادی کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دوری ہے۔ نہ دنیا میں ایمان کی توفیق نصیب ہوگی نہ آخرت میں نجات نصیب ہوگی۔ **حکۃ** یہاں اشتراء کے معنی بیچنے کے ہیں یعنی جس چیز پر بعض انہوں نے اپنی جانیں بیچ دی ہیں اور جس کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ بہت بُرے۔ یہ نوع خامس کا متم ہے۔ **أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا آتَاهُ اللَّهُ** یہ بئس کا مخصوص بالذم ہے یعنی جس بُرے کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ آیات بینات کا کفر و انکار ہے اور **مَا آتَاهُ اللَّهُ** سے مراد قرآن ہے جس کا کتاب **مُصَدِّقًا** کے الفاظ میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ **وَالْمَوَدَّاتِ** انزل اللہ کتب مصدق (روح متا ۱) **بَعَثْنَا أَنْ نُلَاقِيَ** اللہ۔ **بَعَثْنَا** ان کا مغفول لہ ہے اور ان کے کفر و انکار کی علت بیان کر رہا ہے اور **مِنْ فَضْلِهِ** سے وحی مراد ہے۔ اور **مِنْ كِتَابِهِ** یعنی عبادہ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب نے قرآن کا انکار کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں کیا وہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کو اچھی طرح جانتے ہیں اور انکار محض بغض و حسد کی بنا پر کر رہے ہیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آخری نبی بھی ہمارے خاندان بنی اسرائیل ہی میں سے ہوگا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ وہ تو بنی اسرائیل میں پیدا ہو گیا ہے تو حیرت کرنے لگے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر کیوں وحی نازل ہوئی ہے۔ **۹۰** انہم یظنون ان ہذا الفضل لعظیم بالنبوۃ المنتظرۃ یحصل فی قومہم فلما وجد وہ فی العرب حملہم ذلک علی البغی والحسد (دکیر متا ۱۰) یعنی وہ دوسرے غضب کے مستحق ہو گئے ایک غضب تو توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے نازل ہوا، اور دوسرا غضب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے **وَاللَّكْفَرِ** عذاب قہر میں ان کافروں کے لئے ایسا عذاب تیار ہے جو ان کے بغض و عناد اور کبر و غرور کو توڑ کر انہیں ذلیل و خوار کر دے گا۔ اب آگے یہود کے دعویٰ ایمان کی تردید و تکذیب ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے پانچ دلیلیں قائم فرمائی ہیں۔

یہود کے ایک قول طس کی تردید

یہاں تک افہام و تفہیم اور تبلیغ و ارشاد کے تمام ذرائع اور طریقے استعمال کرنے کے بعد آگے یہودیوں کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکوہ کیا جا رہا ہے اور ان کی غلط بیانی کا مسکت جواب دیا جا رہا ہے۔ **حکۃ** جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو خدا کی کتاب کو مانتے ہیں ہم کس کس کا انکار کرتے ہیں مگر صرف اس کو جو ہم پر نازل ہوئی یعنی ہم تو صرف اپنی کتاب تورات کو مانتے ہیں اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہیں مانتے گے۔ **وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَدَّاعًا** یہ قائل ہیں کہ یہود کے لئے بطور تمہ لایا گیا ہے **وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ** یہ یہود کے کذب دعویٰ کی پہلی اور دوسری دلیل ہے اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو قرآن پر ضرور ایمان لاتے۔ کیونکہ قرآن خود تعلیمات حق کا حامل اور اصول دین میں پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان کی ضد اور عصبیت کی حد یہ ہے کہ قرآن باوجودیکہ حق ہے اور پھر قرآن کوئی نئی اور غیر مانوس بات بھی پیش نہیں کرتا بلکہ وہی دعوت توحید پیش کرتا ہے جو ان کی تورات میں موجود ہے مگر چونکہ یہ قرآن ان کی قوم کے کسی آدمی پر نازل نہیں ہوا اس لئے وہ اسے نہیں مانتے **حکۃ** یہ یہودیوں کے دعویٰ ایمان میں جھوٹے ہونے کی تیسری دلیل ہے یعنی تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ تم اپنی قوم کے انبیاء کو مانتے ہو نیز اس دلی اور کتاب کو مانتے ہو جو تم پر نازل ہوئی ہے اگر تمہارا اپنی قوم کے انبیاء اور اپنی کتاب پر ایمان ہو تا تو تم نے اللہ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا ہوتا؟ کیونکہ تورات تو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ وہ تو انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیتی ہے۔ اس سے یہودیوں کے ایمان بالانبیاء اور ایمان بالنبوۃ کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو گئی **حکۃ** یہ یہودیوں کے کذب دعویٰ کی چوتھی دلیل ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس توحید باری کے واضح دلائل لیکر آئے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پرکار کے لائق نہیں۔ **الاعتراف بالوحدانیۃ** فانه ادخل فی التفریع بما بعد (روح متا ۱۰) **ثُمَّ اتَّخَذَ صُورَ الْجِبَلِ مِنْ بَعْدِهِ**۔ **بَعْدَهُ** کی ضمیر کا مرجع جملہ ماقبل کا مضمون ہے۔ ای بعد حی موسیٰ علیہ السلام بعد (روح متا ۱۰) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توحید کے دلائل و اعظم کے ساتھ آمد کے بعد تم نے گوسالہ کو معبود اور کارساز بنالیا۔ اور اس کی تائید اور مستحکم دینا شروع کر دیا۔ **وَأَتَّخَذَ ظَلَمُونَ**۔ اور اس شرک اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے اس سے ان کے دعویٰ توحید کا پول اور کذب ظاہر ہو گیا۔ **حکۃ** یہ یہودیوں کے کذب دعویٰ کی پانچویں دلیل ہے یعنی تورات کو بھی تم نے ہرگز نہیں مانا جب تورات تمہارے سامنے پیش کی گئی تو تم نے اسے ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ تورات کو ماننے کے لئے تم نے کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے سروں پر رکھ رکھا، تمہارے سروں پر پہنا کر رکھ کر کہ نہیں یہ حکم دیا گیا تورات کے احکام کو قبول کرو اور ان پر مضبوطی سے عمل کرو۔ **فَالْوَا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا** تو ان ظالموں نے زبان سے تو ماننے کا اقرار کر لیا لیکن عملی طور پر نافرمانی کی اور اسے نہ مانا۔ یا دا و مطابق جمع کے لئے ہے۔ **سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا** دونوں باتیں انہوں نے مختلف اوقات میں کہی تھیں **سَمِعْنَا** تو اس وقت کہا جب پہاڑ ان کے سر پر لا کر رکھا گیا اور **عَصَيْنَا** اس وقت کہا جب پہاڑ اٹھا گیا۔

..ہود کو مہیا بلکہ کا چیلنج

انصار کے بیان نوران کے ایک باطل قول کی ترمذی کے بیان کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ یہ چیلنج ان کے اسی سبب بلند بانگ عوی کے جواب میں ہے کہ ہم اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لئے ہم خدا کے چہینے اور محبوب ہیں اور جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ سبب نزول ہا قولہم لکن یُکَلِّمُ الْخَلَّاءَ الْجَنَّةِ الْاُمَمَ وَتُحَنِّنُ ابْنَاءَ اللہِ وَارْحَابًا وَآلَہِہٖمُ وَلَکِنَّمَسْنَا النَّارَ الْاُمَمَ (روح متہ ۳۲ ج ۱، قرطبی ۲، معالم متہ ۱، ابن کثیر متہ ۱۲ ج ۱) تو اس کا جواب مباہلہ سے دیا گیا۔

علیہ وسلم سے ہے اور ہجو کی ضمیمہ ان یہودیوں کی طرف سے جن کا پہلے مذہبی پیار ہی ہے کیونکہ انہیں اپنی با اعمالیوں کی وجہ سے اپنا بد انجام ماں مفت کے عیش و عشرت کی وجہ سے دیا جاتے تھے کہ ہمیشہ زندہ رہیں وہی ڈر نہیں تھا اس لئے کہ وہ آخرت کے قائل ہی نہیں تھے اور وہی یہودیوں کی طرف راجع ہے یہ ان کی حرص کی زیادتی کا مزید بیان ہے۔

△

17

اور اذِ اٰخِرِ نَا صِيْقَاكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ السُّورَ ط

اور جب ہم نے لیا۔ فرار ہمارا اور بلند کیا ہمارے اوپر کوہ طور کو ۱۵۱

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمِعُوا ۖ قَالُوا سَمِعْنَا

وَعَصِينَاۙ وَأَشْرَبُونَا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

اور نہ مانا اور پہلائی گئی ان کے دلوں میں محبت اسی پھڑے کی بسبب کہ فرمایا

قُلْ بِسْمِهَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِلَهُانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

۹۳ ﴿قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ﴾

ایمان والے ہوسنہ کہہ دے کہ اگرچہ ہمارے واسطے آخرت کا گھر

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةٌ مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَتُّوْا

المَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٣﴾ وَلَنْ يَسْتَمُوهُ

آرزو کرو اگر تم قیامت کہتے ہو وا جلد اور ہرگز آرزو نہ کریں گے موت

اَبَدًا اِلْمَا قَدَّ مَتٌ اَيُّدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

۹۵ وَلَتَجِدَنَّهُمْ خُرُصًا النَّاسِ

کلمہ گاروں کو اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریفیں

عَلَى حَيَوةٍ ۖ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ

منزل ۱

تعالیٰ ان ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان کی تدبیروں اور مستحکموں سے خوب واقف ہے۔ ۱۵۶؎
 ذکر ہو رہا ہے یعنی ایسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ موت کی تمنا بھی نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ نہنگی پر پڑے حریص ہیں
 معلوم ہے بیان کی حرص کی وجہ یہ تھی کہ غلام الناس پر ان کے تقدس و اقتدار کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اور مذہب و دنیا کی بے
 ۱۵۷؎ من حیث المعنی اس کا عطف الناس پر ہے یعنی یہ یہودی تو مشرکوں سے بھی بڑھ کر مذہبی پر حریص ہیں کیونکہ
 کے پیروں اور پیروں کی طرح انہیں مذہب و دنیا کی آمدنیاں وصول ہوتی تھیں۔ یٰۤاَۤاَحَدُھُمْ کُوْنُیَعْلَمُ اَلْفَ سَنَۃً

موضع قرآنؑ کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جاوے گا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی

یعنی ان میں سے ہر ایک کی یہ آرزو ہے کہ اسے ایک ہزار سال زندگی ملے وَمَا هُوَ بِمُرْجُوهُ — مانا یہ ہے ہوا اسکا اسم اور مُرْجُو حَرْجِہ اس کی غیر تواتر اور اُن یَعْمُرُ مَبْنَدَا کا بیان ہے۔ یعنی طویل عمر کا ویا جانا عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ ہزار سال کے بعد آخر موت ہے۔ وَاللّٰهُ بِصَبْرِہٖمَا یَعْمَلُوْنَ ؕ اللہ تعالیٰ ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور ان کے تمام ظاہر و باطن اعمال سے باخبر ہے اسلئے لا محالہ انہیں ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

یہودیوں کے شبہات کا ازالہ

افہام و تفہیم کے دوران مخاطب کے ذہن میں بعض شبہات کا پیدا ہونا ناگزیر ہے جب تک ان شبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اس وقت تک مخاطب کو اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ سات رکوعات میں یہودیوں کو سمجھانے اور ان کو بلا و راست پر لانے کے لئے افہام و تفہیم کے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کئے گئے ہیں۔ اب آخر میں ان تین شبہات کا جواب دیا جا رہا ہے۔

البقرة ۲ ۵۲ السّٰہ

لَوْ يَعْمُرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُرْجُوْهُ مِنَ الْعَذَابِ
اَنْ يَّعْمُرَ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قُلْ مَنْ
كَانَ عَدُوًّا لِّجَبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَہَدًی وَّ
بَشٰرًا لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ
وَجَبْرِیْلَ وَمِیْکَلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ﴿۹۸﴾
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَكْفُرُ بِہَا اِلَّا
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوْ کَلِمًا عٰہِدًا وَّ اَعٰہِدًا ثَبَدًا فَرِیْقٌ
مِّنْہُمْ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَھُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ تَبَدَّدَ
فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اَوْشَوْا الْکِتٰبَ فَارْتَدَّ اِلَیْہِ
اَللّٰہُ

میں نے پہلا شبہ یہودیوں کو حجت معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام میں تو کھینٹے لگے کہ جبریل فرشتہ تو ہمیشہ عذاب ہلاکت اور خطر سالی کا پیغام لایا کرتا ہے۔ نیز جب سخت نصرت ہمت المقدس پر حملہ کیا تھا اس وقت جبریل ہی تھا جس نے اس ظالم بادشاہ کی مدد کی اور اسے پیرو یوں کو تپس ٹپس اور بیت المقدس کو برباد کر دیا۔ اسی طرح جبریل ہی تھا جس نے اندونی راز اور پوشیدہ بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہیں اس لیے یہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے۔ (جو ص ۳۱، روح ط ۳۱) چونکہ توحید کا پیغام یہ فرشتہ لایا ہے ہم اسے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ہاں اگر کیا ہے ہمارا دشمن اَللّٰہُ اَعْبُدْ فَاَرِیْکُمْ کَافِیًا مِیْنَام، لَیْسَ اِیْسَ اَرِیْکُمْ اَدَّ کُفْرًا نَعْبُدُہٗ، وَلَا تَشْکُرُوْا بِالْاٰیٰتِیْ تَمُنَّا قَلِیْلًا اور وَلَا تَلْبِسُوْا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور دیگر احکام میکانیل فرشتہ نے لائے ہیں تو ہم انہیں بخوشی قبول کر لیتے۔ یہ اگرچہ حقیقت میں محض ضد پر مبنی اور نہ ماننے کا ایک لنگر ہے مگر لیکن ہم جھگڑ جھگڑ جھگڑنے اس کا بھی ہنسا نہیں اور معقول جواب دیتے ہیں۔

دوسرا شبہ یہ جب اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے بار بار فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر نازل کی گئی کتاب کوئی نیا مسئلہ نہیں پیش کرے بلکہ یہ وہی پیغام توحید پیش کرے جسے میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے ذریعے پیش فرمایا اور ان کے بعد کئے والے ہزاروں نبیائے کرم علیہم السلام کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں تو اس پر یہودیوں کے علمائے کہا کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن نے جو نظریہ پیش کیا ہے اسے نہ صرف تورات کا اور ہمارے پیغمبروں کا بھی یہی نظریہ تھا کیونکہ ہمارے اور وہ وظائف اور تولد میں تو غیر اللہ کو پرکارنے کی اجازت موجود ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام (عبادۃ اللہ) غیر اللہ کو پرکار کرتے تھے اور اسی وجہ سے جن و انس پر انکی حکومت قائم تھی۔ اگر تورات میں اس کی اجازت نہ ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے اور عوام کو گمراہ کر دیتے۔

کو گمراہ کر دیتے۔ جاؤ کی پونچھیاں ان کو دکھاتے جو شیطانوں نے گمراہ کر دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ لگا دی تھیں (کہ یہ قر ۲۱) یہودی پونچھیاں لوگوں کو دکھاتے اور کہتے دیکھو یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاص بات ہے۔

تیسرا شبہ یہ تیسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ اگر غیر اللہ کو پرکارنا ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ دو مقرب فرشتوں کا روت اور آروٹ کو جاؤ دکھانے کے لئے کیوں دنیا میں بھیجے؟ حالانکہ جاؤ میں غیر اللہ ہی کو پرکار جاتا ہے اور ان جیسے استمداد استعانت کی جاتی ہے (اس کی مزید تحقیق آگے آ رہی ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پرکارنا اور غیر اللہ سے استعانت کرنا جائز ہے۔ اب ترتیب وار تینوں شبہات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

موضع قرآن و ایہودیہ کا یہ کہ ہم اسے جبریل اور وہ ہمارا دشمن کہہ کر اسے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لانا تو ہم مانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کہنے نہیں بکھ نہیں کرتے جو ان کا دشمن ہوا اللہ بے شک اس کا دشمن ہے۔

فتح الرحمن ۱۱ دیگر انہوں نے یہودیوں کو کہہ دیا کہ جبریل دشمن می داشتند کہ عذاب ہر ہم سابقہ فرود اور وہیں خطا است کہ جبریل مامور است اسباب حق عزوجل دے راجہ اختیار ۲

منزل

پہلے شبہ کا جواب :- مسئلہ من شرط یہ ہے اور اس کی خبر محمد و ف ہے ای فعل انزل وجہ لہا اذما اشبه هذا التقدير (مخبر ۱۵۳) ای من کان عدوہ فلا انصاف لہ (جامع مکہ) پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ ان کے شبہ کا جواب دیں کہ جو شخص حضرت جبریلؑ کا دشمن ہے اس کی دشمنی بلا وجہ ہے اور انصاف پڑتی نہیں گئی اس کی پانچ علتیں اور دلیل بیان کی گئی ہیں قَاتِلَہٗ یَاۤئِیۡہُ یَاۤئِیۡہُ
پہلی علت ہے یعنی جبریلؑ سے عداوت رکھنا تو بالکل بے معنی اور غیر منصفانہ حرکت ہے اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ آپ کے قلب پر نازل کیا ہے وہ اپنے پاس سے اور اپنی مرضی سے نازل نہیں کیا بلکہ وہ تو اللہ کا کلام ہے اور
انہوں نے اللہ ہی کے حکم سے نازل کیا ہے اس لئے حضرت جبریلؑ سے دشمنی سراسر حماقت ہے۔ مَصَدِّقًا لِّمَا بَیِّنَ یَدَیْہِہٖ یہ نیز احنوف کی دوسری علت ہے اور مَصَدِّقًا لِّمَا بَیِّنَ یَدَیْہِہٖ کی ضمیر منصوب سے حال
ہے یعنی جو کتاب حضرت جبریلؑ نے اللہ کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے وہ بھی کوئی نئی اور نوکی نہیں بلکہ پہلی کتابوں کے پیروی اور اصولی مضامین کی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہی دعوت توحید پیش کرتی ہے جو اس
سے پہلے خود تورات نے پیش کی تھی ھُدًی وَبَشِّرِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

دویم علت ہے کہ یہاں قرآن کی دو صفتیں اور بیان
کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ سیدھی راہ دکھاتا ہے اور کفر و شرک کے اندھیوں کی
انکال کر ایمان اور توحید کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ
ماتے والوں کو آخرت میں ابدی زندگی کی خوشخبری سناتا ہے تو ایسی کتاب
لانے والے سے عداوت سراسر بے انصافی اور حماقت ہے۔ ۱۹۹
پچھلی آیت میں تو دلائل سے عداوت جبریلؑ کی غیر معقولیت بیان کی تھی
اب اس آیت میں جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں سے عداوت رکھنے

والوں کا انجام بیان کیا ہے اس لئے یہ عداوت جبریلؑ کی غیر معقولیت
کی پانچویں دلیل ہے۔ عَدُوٌّ عَدَاوَتٌ سَمِیۡہٌ اور عداوت
محبت اور دوستی کی ضد ہے اور اس سے مراد یہی فعل ہے جو دوستی
اور محبت کے منافی ہو۔ تمام فرشتوں کے ذکر کے بعد جبریلؑ اور
میکالؑ کی تخصیص باقی فرشتوں پر ان کی فضیلت اور برتری کے قہار
کے لئے ہے یا دونوں کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ یہودیوں نے ان
دونوں کا ذکر کیا تھا اور انہیں کے سبب سے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَنَیۡلِیۡہُمَا ذَکۡرَہُمَا وَنَزَّلَتِ الْاٰیۃُ ہَسْبَہُمَا (روح ۲۳)
من شرط یہ ہے اور جواب شرط محمد و ف ہے۔ نقد یہ لا فہو کا ف
مجزوی یا شد العذاب (روح ۲۳) یعنی جو شخص اللہ کا
اس کے فرشتوں اور رسولوں کا خصوصاً جبریلؑ اور میکالؑ کا دشمن ہو
وہ کافر ہے اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔ قَاتِلَہٗ یَاۤئِیۡہُ یَاۤئِیۡہُ
یہ جواب شرط محمد و ف کی علت ہے یعنی ان کی سزا کی علت یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے اور ان کے کفر کی وجہ سے انہیں سزا دیگا۔
اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے دشمنی خدا کی ناراضی اور اس کے
غضب کا موجب ہے آگے اہل کتاب کیلئے زبر و تنبیہ ہے۔ ۱۹۸

ہم نے آپ کیلئے واضح دلائل اور ایسی کھلی نشانیاں دی ہیں کہ ان کا انکار
صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے ہندو و عباد کی وجہ سے فسق و فجور کر
اپنا شیوہ بنا رکھا ہے الممتنعون فی الکفر الخارجون عن الحدود
(روح ۲۳) یہ یہودی ضد و عناد اور مکر و کوشش میں اس حد تک
بڑھ چکے ہیں کہ ایسے واضح دلائل کا بے کھٹکے انکار کر رہتے ہیں۔ ۱۹۸

ان کے طغیان و عصیان کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جب بھی کوئی عہد کیا اسے پورا نہ کیا بلکہ ان میں ہمیشہ ایک بہت بڑی جماعت کھٹکنی پر کمزور رہی۔ گویا کھٹکنی، غدار اور افرامانی ان کی عادت قدیمہ اور قومی خصوصیت
ہے۔ بَلْ اَکْثَرُہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ بلکہ ان کی اکثریت کا تو اپنی کتاب پر بھی غلط فہمی مخلصانہ ایمان نہیں تھا صرف منافقانہ طور پر اپنی اقرار تھا لیکن ان کا عمل اس کے خلاف تھا۔ (کبر ۳۳) ان لوگوں کے خست باطن
کا یہ حال ہو کہ اپنی کتاب اور اپنے رسول کو بھی نہ مانیں بھلا وہ دوسری قوم کے نبی اور اس کی کتاب کو کیوں ماننے لگے۔

دوسرے شبہ کا جواب :- ۱۹۲ رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب ان امرائیلوں کے پاس خدا کا پیغمبر ایسا پیغام لے کر آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی تصدیق کرتا ہے
اور جو دعوت توحید اور اصول دین انہوں نے بیان کئے ہیں ان کی تائید و توثیق کرتا ہے۔ صدق ما یدھا من قواعد التوحید و اصول الدین و احیاء الامم الموعظہ بالحکم (روح ۲۳) تَبٰی قَرِیۡنُ

فتح الرحمن۔ ولا یدیرازہ ہوات یہود ان بود کہ سحر میکردند و سلیمان علیہ السلام را ساحر میدانستند و این اقرا بود بر سلیمان علیہ السلام و اشارت بہیں معنی است دریں آیت ۱۲

وَرَاۤءَ ظُہُورِہِمۡ کَاۡتِبٰۡمٌ لَا یَعْلَمُوۡنَ ۝۱۰۱ وَاتَّبَعُوۡا

اپنی پیچھے کی پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں تھے اور پیچھے ہوئے

مَا تَشَآوَا الشَّیْطٰنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَمَا کَفَرَ

اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت ۱۹۳ اور کفر نہیں کیا

سُلَیْمٰنَ وَلٰکِنۡ الشَّیْطٰنُ کَفَرَ وَاِیَعْلَمُوۡنَ

سلیمان نے کٹلہ لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سمجھاتے تھے

النَّاسِ السَّحَرٰۤہُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلٰٓئِکِیۡنَ بِبَآئِلَہٗ

لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہوئے جو انرا دو فرشتوں پر شہر بآل میں

ہَا رُوۡتَ وَمَا رُوۡتَ ۚ وَمَا یَعْلَمِیۡنَ مِنْۢ شَیۡءٍ حَتّٰی

جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے ۱۹۴ اور نہیں سمجھتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک

یَقُوۡلَا اِنۡہُمَا نَحْنُ فِتْنٰہُ فَلَا تَکْفُرۡ فِیۡتَعْلَمُوۡنَ

یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں سو تو کا فرمت ہو ۱۹۶ پھر ان سے سیکھتے

مِنْہُمَا مَا یَفْرِقُوۡنَ بَیۡنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِہٖ ۚ وَ

وہ جادو جس سے جانی ڈالتے ہیں مرد میں اور اس کی عورت میں ۱۹۷ اور

مَا ہُمۡ بِضَآرِّیۡنَ بِہٖ مِنْۢ شَیۡءٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ

وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر حکم اللہ کے اور

یَتَعْلَمُوۡنَ مَا یُضَرُّہُمۡ وَلَا یَنْفَعُہُمۡ وَلَقَدْ عَلِمُوۡا

سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے ان کا اور فائدہ نہ کرے ۱۹۸ اور وہ خوب جان چکے ہیں

لَمِّنۡ اَشْتَرٰہُ مَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْۢ خَلٰقٍ وَّلَیْسَ

کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ اور بہت ہی بڑی

مَا شَرَوْا بِہٖ اَنْفُسَہُمۡ لَوْ کَانُوۡا یَعْلَمُوۡنَ ۝۱۰۲ وَلَوْ اَنَّہُمۡ

پیچھے جس کے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو ۱۹۹ اگر ان کو سمجھ ہوتا اور اگر وہ

تحقیق السحر :- اس آیت میں جادو کو کفر کہا گیا ہے اس لئے جادو سے یہاں دواؤں کے ذریعے یا ناتھ کی صفائی سے غریب غریب کرتب کھانے والے جادو سے مراد نہیں کہو کہ بعض لوگ ان پر بھی جادو اور سحر کا اطلاق کرتے ہیں اور یہ کفر بھی نہیں بلکہ اس سے جادو کی وہ تمام قسمیں (ادویہ جن میں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے اور واضح خبیثہ سے استعانت کی جاتی ہے اور اس میں شرک و خلیفہ پڑھے جاتے ہیں۔ و استعان فی تحصیلہ بالنقرۃ بالشیطان بالتکالیف بالانفاق قولاً کالرقیۃ الی فیہا الفاظ الشرع الخ (روح ۳۳۳ ج ۱) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جادو کی تیرہ قسمیں ہیں اور سب کا خلاصہ غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ کو قوا دار اور عالم الغیب سمجھنا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ جادو کی سزا قتل ہے اور قتل کے بعد نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے ہر دانا دعا وغیرہ اللہ کی پڑھے آثار و عبیدہ ظاہری شود و سحر است ہمیں است ماہیت و انفاق و کون قری ای مرسل الرحمة و منزل النعمۃ و در دعوت عطا و کل ما حصل فی من الخیر فہو منک نیز گویند امتیاء العالم بحیات الامور و طلع علی السرائر و در تفسیر عزیزی است کہ بعد سحر و قی یا فاعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر نام بتوں و اذاع خبیثہ بہ تعظیمیکہ شایان رب العزت یا ستر علی شبات عموم علیم و قدرت و غیبی و مشکل کشائی یاد سج غیر اللہ یا سجد غیر اللہ وغیرہ و کف وقع شود ہا شہر آن سحر کفر است و صاحبان مرتد شود، انتہی مختصر فی النور لابن تیمیہ ص ۱۳۳ استعانتہ بغیر اللہ و اقسام لغیر اللہ سحر است ۴

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ "قائدہ جلیلیہ" میں فرماتے ہیں کہ جادو میں غیر اللہ کو ریکانہ لازم ہے۔

جس طرح یہودیوں نے اللہ کے معبود پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ جادو، اور غیر اللہ کو پکارنے جیسا شرک لگا دیا تھا اور ثبوت میں غیر مستند نوشتے پیش کئے تھے۔ اسی طرح آجکل بھی قرآن کی خلاصہ توحید کے مقابلہ میں شرک پسند پروا و بدعت نواز مولوی اپنے فکر کا عمال و عقائد و بدعات کو جائز ثابت کرنے کے لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فقہان عبد القادر جمیلانی، امام شعرانی اور دیگر بزرگان دین کا نام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ حضرات بھی غیر اللہ کو نہ صرف پکارتے تھے بلکہ خود بھی پکارتے تھے اور ثبوت "قصیدۂ نعمانیہ، قصیدۂ غوثیہ، لطائف المنن اور ہجۃ الاسرار" ایسی غیر مستند درجے سروا کتابیں پیش کرتے ہیں بحال انکو بیوقوفان اس قسم کی ترغبات سے بالکل بری تھے۔ اگر قرآن کے مقابلہ میں اسی عبارتیں اولیات میں بزرگوں کی طرف منسوب کیے پیش کی جائیں تو اگر واقعی وہ بزرگ و اولیا اللہ تبارک و تعالیٰ سے نسبت کا صاف کلام کر دینا چاہتے جس طرح وضاعوں اور کنابوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹی حدیثیں لگا دی ہیں اسی طرح توحید کے آثار و ادراست کے باغیوں نے یمن گھڑت خلافات ان بزرگوں کے ذمہ لگا دی ہیں اور اگر ان عبارتوں کی نسبت ان بزرگوں کی طرف صحت سے ثابت ہو جائے تو ان میں تاویل کی جگہ ہے اور ان کا ایسا محمل بیان کیا جائے جو قواعداً شرعیہ کے موافق ہو، اور اگر الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہ ہو تو کہا جائے کہ یہ کلمات اس شخص سے غلبہ حال کی حالت میں صادر ہوئے ہوں گے جس میں وہ معذور ہے بہر حال قواعد شرعیہ کے خلاف کسی کا کوئی قول قابل قبول نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ولی اور امام کیوں نہ ہو۔

شرحیت اساسوں اور ویلوں کے تابع نہیں بلکہ امام اور ولی شریعت کے تابع ہیں۔ **۱۵۹** وَمَا أُذِیْلُوْا مِنْ مَّا مَوْصُوْلَہٗ بِهٖ نَافِیْہٖ نَهْنِیْ جِیْسًا کہ بعض کو غلطی لگی ہے اس کا عطف مَا تُسَلِّوْا پر ہے یعنی یعنی یہودیوں نے تورات کا پیغام توحید چھوڑ دیا کہ شیطان لوگوں اور ملاوت و داوت کے جادو کی اتباع اور پیری شروع کر دی۔ یہاں انزل سے مراد وحی نہیں بلکہ الہام کے ذریعے تعلیم مراد ہے۔ الانزال بمعنی الامام ہمارا تعلیم (معالم صفحہ ۱۷) الملکیں میں شہد قرائت لام کے فتح سے ہے۔ ۱ لقراءۃ المشہور مفتاح اللامہ (کبریٰ صفحہ ۱۶)، اسی بنا پر محققین کی رائے یہ ہے کہ ملاوت اور باروت دونوں فرشتے تھے جنہیں لوگوں کے امتحان اور ابتلا کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین بھیجا تھا۔ ذهب کثیر عن السلف الی انہما کاناما ملکین من السماء وانہما انزلوا الی الارض (ابن کثیر صفحہ ۱۴) وهذا الملکان

انزالاً لتعلیلہ لسموہا بآلاء من اللہ تعالیٰ للناس دروح ص ۳۲ ج ۱

ان فرشتوں کو زمین پر اتارنے کی وجہ کے متعلق علمائے تحقیق نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں سحر اور جادو کا چرچا عام تھا اور جادوگر کثرت تھے بعض دفعہ جادوگر نبوت کا دعویٰ کرتے اور جادو کے عجیب و غریب تر کتب دکھا کر لوگوں سے اپنی جھوٹی نبوت منوائیتے۔ جادوگر لوگوں کو ایسے ایسے شے دکھاتے کہ وہ حیران رہ جاتے سفلی عملیات اور جادو کے ٹوکوں سے عوام اس قدر متاثر ہوتے کہ انہیں حق سمجھنے لگے اور ان کے ذہنوں میں ایسی لمجھیں پیدا ہو گئیں کہ وہ جادو اور مجرہ کے درمیان امتیاز نہیں کر پاتے تھے۔ اس طرح جادو کے ذریعہ روز بروز گمراہی پھیل رہی تھی۔ لوگ انبیاء علیہم السلام، اللہ کے نیک بندوں اور جادوگروں اور شعبانہ زوں کو ایک ہی سمجھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کا فیصلہ کرنے اور جادو اور مجرہ میں امتیاز قائم کرنے کے لئے ان فرشتوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کر کے زمین پر بھیجا تاکہ لوگ جادو اور مجرہ کی حقیقت اور باہمی امتیاز کو سمجھ کر جادو گر دلوں کے مکر و فریب سے بچ سکیں۔ (من الکبیر ص ۴۵ ج ۱، والروح ص ۳۲ ج ۱، والبرہ ص ۳۲ ج ۱)

یہودیوں نے ہاروت و ماروت کے متعلق ایک عجیب و غریب اور جھوٹا قصہ مشہور کر رکھا تھا جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان دونوں فرشتوں کو بطور آزمائش بشری لوازمات دیکر زمین پر بھیجا تو انہوں نے ایک کجی زہر کے درخت پر پرت کو سجدہ کیا۔ شراب نوشی کی ایک آدمی کو ناحق قتل کیا۔ اور زہر و کجی سے منہ کا لکھا۔ اس کے بعد انہوں نے زہر و کجی کو سم غلظت بنا دیا اور وہ اس کے ذریعے آسمان پر چلی گئی تو اللہ نے اسے زہر و سیارہ بنادیا۔ ہاروت و ماروت اپنے گناہوں کی وجہ سے آسمان پر نہ جاسکے اور انہیں اٹھائیے کا عذاب یا جا رہا ہے۔ تعجب ہے کہ بعض مفسرین نے یہ جھوٹا قصہ بلا تکیہ لونی کتابوں میں درج کر دیا ہے لیکن تحقیق مفسرین نے اس پر شدید انکار کیا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ واعلم ان هذه الرواية فاسدة مردودة غير مقبولة لانه ليس في كتاب ما يدل على ذلك بل فيه ما يبطلها (کنبر ص ۴۵ ج ۱) قرطبی لکھتے ہیں۔ قلنا هذا كله ضعيف وبعيد عن ابن عمر وغيره لا يصح منه شيء (قرطبی ص ۴۵ ج ۱) امام ابو حیان رقمطراز ہیں۔ وهذا كله لا يصح منه شيء والملائكة معصومون لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون (بخاری ج ۱)

علامہ خازن لکھتے ہیں۔ فبان بهذا الوجه ركة هذه القصة (ص ۴۵ ج ۱) علامہ سیّد محمود اوسی حنفی نے امام رازی کا مذکورہ بالا قول نقل کر کے عراقی سے نقل فرماتے ہیں۔ وفضل الشهاب العواقی علی ان من اعتقد في هاروت وماروت انهما مسكان يعذبان على خطيئتهما مع الزهرة فهو كافرا لله تعالى العظیم دروح ص ۴۵ ج ۱) یہ واقعہ موضع قرآن میں بھی ہے جو شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے نام پر کتابی صورت میں چھپی ہوئی ہے مگر تحقیق مثلاً محدث العصر حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تفسیر شاہ عبدالقادر کی نہیں ہے کسی نے لکھ کر ان کے نام منسوب کر دی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی موضع قرآن صرف وہی حواشی ہیں جو قرآن مجید کے مثنوی پر چھپے ہوئے ہیں بعض ناشرین نے اب ان میں بھی کچھ اور روویل کر دیا ہے ۱۹۹۱ء تعلیم سے ہے۔ اور تعلیم کے معنی یہاں درس و تدریس کے نہیں ہیں بلکہ یہاں تعلیم بمعنی اعلام ہے۔ انہ من الاعلام لا من التعليم فيعلمان بمعنى يعلمان (قرطبی ص ۴۵ ج ۱) وقرأ طلحة بن مصرف يعلمان من الاعلام من التعليم عليهما بعضه قراءة التشديد (روح ص ۴۵ ج ۱) اور من زائد ہے تاکہ امتیاز کے لئے۔

(روح ص ۴۵ ج ۱) فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ ولما الفتنة في هذا الموضع فان معناها الاختبار والامتحان (ابو السور ص ۴۵ ج ۱) یعنی جب کوئی ان دونوں فرشتوں کے پاس جادو سیکھنے کے لئے آتا تو وہ پہلے اندازہ خیر و خرابی اس پر واضح کرتے تھے کہ کچھ جادو پر اعتماد رکھنا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے اور ہم تو محض اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ جادو اور مجرہ کا فرق لوگوں پر واضح کر دیں لہذا جادو کے حواصل ہم نہیں بتلائیے گے ان کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرنا اور اس طرح ہم تمہارے لئے امتحان اور آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ دیکھنا کہ میں جادو کے پیچھے چلے کر اپنا ایمان نہ ضائع کر بیٹھتا۔ مذکورہ بیان سے ہاروت و ماروت فرشتوں کا نام بھی شرک اور جادو سے پاک ہو گیا جو کہ یہودیوں نے ان کے ذمہ لگایا تھا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ خود جادو نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی غیر اللہ کو پکارتے تھے وہ تو اللہ کے حکم سے محض لوگوں کے امتحان کے لئے جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ ۱۹۹۱ء فرشتوں کے روکنے کے باوجود لوگ اس جادو کو ناجائز طور پر استعمال کرنے لگے اور زیادہ تر خاندان یہودی کے درمیان جا لئی ڈالنے کے لئے اسے استعمال کرتے تھے۔ وما هم بضائع ربین

یہ من احد الا یاذن الله جادو کو اللہ کے اور تعویذ گنڈے سے جو بھی آثار ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اس کی قضاء سے ہوتے ہیں کیونکہ فاعل اور موثر حقیقی وہی ہے نہ کہ یہ چیزیں۔ یہ چیزیں تو محض اسباب کا درجہ رکھتی ہیں۔ قال سفیان الثوری الا بقضاءه وقد رتته ومشیتہ (معالم ص ۴۵ ج ۱) اس لئے ضروری نہیں کہ ہر ٹوٹے اور تعویذ گنڈے کا اثر ظاہر ہو۔ ۱۹۹۱ء یہ بد بخت یہودی جو کچھ سیکھتے ہیں اس کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانا تو ان کے بس کی بات نہیں البتہ یہ جادو دنیا اور آخرت میں ان کے لئے مضر نقصان ہی نقصان ہے اور اس میں انہیں ذرہ برابر فائدہ نہیں۔ ولقد علموا۔ علما کا فاعل یہودیوں کے علماء ہیں۔ قیل عائد علی علماء الیہود (بخاری ص ۴۵ ج ۱) انشاء کا میں ضمیر مفعول مآئت لئو کی طرف راجع ہے جس سے مراد جادو ہے۔ اور اشتقاق سے مراد استنبال ہے۔ ای استنبال ما تنبوا الشیاطین بکتا اب اللہ (ابو السور ص ۴۵ ج ۱) یعنی ان یہودیوں کے مولویوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس نے خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اس پر جادو اور سحر کو پھیلنے کو ترجیح دی اور توحید سے منہ موڑ کر شرک و غیر اللہ کو پکارنے میں لگ گیا وہ آخرت میں سخت بلا نصیب ہوگا۔ خدا کی کتاب کو تورات یا قرآن مراد ہے۔ علامہ ابو حیان ایک صورت یہ بھی لکھتے ہیں کہ اشتراک کی منیر تورات یا قرآن شریف کی طرف مامد ہو، او لا اشتراک بمعنی یہودی جس نے تورات یا قرآن کو چھوڑ اس کے عوض جادو کی کتابوں پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ او کتابہم الذی باعوه بالسحر والقرآن لانه فعوضوا عنه بکتب السحر (بخاری ص ۴۵ ج ۱) ۱۹۹۱ء بس کا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی السحر اور شرعاً بمعنی باعوا ہے اور انفسہم

سے پہلے لفظ حظوظ محذوف ہے یعنی یہ جادو جس کے عوض انہوں نے اپنی آخرت کا حصہ بیچ ڈالا ہے وہ بہت ہی بُری چیز ہے۔ ای بس ما باعوا به حظوظ انفسهم السحر (من البجر ص ۴۵ ج ۱) والقرآن ص ۴۵ ج ۱) لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وہ اس سوئے کے ضار سے کو جانتے تھے مگر چونکہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا اس لئے ان سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۹۹۱ء اگر یہ یہودی اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لاتے اور جادو کو چھوڑ کر قرآن کے مطابق عمل کرتے۔ یہ ان معاذین کے لئے ترغیب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی رحمت و شفقت ہے کہ وہ ایسے سرکشوں اور ضعیفوں کے لئے بھی رشود ہدایت کی تمام راہیں کھولتا ہے۔ لَمْ تَكُنْ تَكُنْ حِينَ خَلَقَ خَلْقًا مَعْنَى كَوْنًا كَمَا جَابَ هُ۔ یعنی اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو انہیں اللہ کی طرف سے اجر ملتا اور اللہ کا ثواب یقیناً محروم نہ ہوتا۔ یہودی بہتر ہے۔ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کا کاش کہ وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے۔

یہاں تک تو یہودیوں کے شہادت کا جواب تھا۔ اب آگے مسلمانوں کو یہودیوں کے جھگڑوں اور ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا گیا ہے۔ یہودی تحریف و تبلیغ کے ماہر تو تھے ہی جس کی قرآن نے بھی شہادت دی ہے اور خود موجودہ تورات بھی ان کی تحریف اور تبیس حق کا ایک عظیم ثبوت ہے۔ یہودیوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں علانیہ طور پر اور براہ راست شرک کا دخل کرنا تو بہت مشکل ہے لہذا کسی تدبیر اور سازش سے کام لینا چاہیے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف منحطف کرنے کے لئے لفظ دَاعِنًا استعمال کرتے تھے اس لفظ کے چونکہ دو معنی تھے ایک صحیح اور ایک موبہم شرک اس لئے منافقین یہودی نے بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کو دَاعِنًا کے لفظ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ بظاہر اس لفظ کے معنی بہت عمدہ تھے یعنی ہمارا بھی خیال فرمائیے یہودیوں نے سوچا کہ جب یہ لفظ مسلمانوں میں رائج ہو چکا ہے تو ہمیں اس سے اپنا مطلب نکالنا چاہیے۔ کیونکہ اس لفظ کے

دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ ہمارا نگہبانی اور حفاظت فرمائیے۔ دَاعِنًا فِي اللُّغَةِ دَاعِنًا وَلِذَلِكَ لَا تَلْفَافًا عَلَةً مِنْ أَشْيَيْنِ فَتَكُونُ مِنْ دَعَاكَ اللَّهُ أَيْ أَحْفَظْنَا وَنَحْفَظُكَ وَدَاعِنًا وَلِذَلِكَ قَبْلُ (قرطبی ص ۴۵ ج ۱) اس لفظ سے ان کا مقصد مسلمانوں میں غیر اللہ کے حافظ و ناظر ہونے کا خیال ڈالنا تھا تاکہ غیر شرعی طور پر مسلمانوں میں شرک کا عقیدہ رائج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے موبہم شرک لفظ سے منع فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موبہم شرک الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ ان سے ہر حال میں اجتناب ہی کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آج کل بعض جاہلوں میں اسی قسم کے موبہم شرک الفاظ رائج ہیں مثلاً ”جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے چاہا“ اور ”یا پرستاد“ اور ”یا رسول اللہ“ اور ”یا خواجہ معین الدین اجمیری“ وغیرہ وغیرہ۔ ۱۹۹۱ء اللہ نے مسلمانوں کو دَاعِنًا کے لفظ سے منع فرمادیا کیونکہ یہ لفظ موبہم شرک تھا اور اس کے تحت یہودیوں کی ناپاکائیتیں

حافظ ابن کثیر نے اس آیت پر تفسیر کیا ہے کہ جو شخص کسی کو کفر سے روکے گا وہ اس کی اجر میں حصہ لے گا۔

تفسیر اور اس کی جگہ انظرنا کا لفظ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ اِسْمَعُوا۔ میرے ارد گرد ہی کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ اِی مَا اَصْرَتْكُمْ بِهِ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْهُ بَعْدَ (روح ۲۵) اس سے لیے الفاظ کہنے اور ایسی باتوں کی بنا رکھنے کی ممانعت ثابت ہوئی جو بعد از شرک ہوں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قُلْ لَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ الْاٰیۃ کا اعلان کر دیا تاکہ نصاریٰ کی طرح مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب اور مالک مختار نہ سمجھیں۔ اِی طَرَفِ حَضْرَتِ مَوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے دعا کی کہ اے اللہ میری قبر ظاہر نہ ہونے پائے تاکہ وہ شرک کا ادھر نہ جلتے کہ ذاتی لحاظ سے۔ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس کا لغتاً لکھا جائے ہُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ہے یعنی جب ان سے کہا جائے اَعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اٰنْدَادًا تو وہ اس کے مقابلہ میں جاہ و منتر پیش کرتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا گیا کہ وہ تو شرک ہی ہی اب تھا ہے اندر ہی موسیٰ شرک لفظ کے ذریعے شرک پھیلانا چاہتے ہیں۔ اَلْكَافِرِيْنَ میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد وہ سازشی یہودی ہیں جنہوں نے بدعتی سے لفظ راغبنا استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ اب آگے اہل کتاب و مشرکین کی ایک اور بڑی اور ناپاک فتنہ پیش کا ذکر کیا ہے۔ اِنَّہٗ یُوَدُّ۔ وُدُّ سے ہے جس کے معنی چاہنے اور پسند کرنے کے ہیں۔ اور مِّنْ اٰهْلِ الْکِتٰبِ میں من بہا یہ ہے اور وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ کا عطف اہل الکتاب پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی قسمیں ہیں۔ ایک اہل کتاب دوسرے مشرکین اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام اہل کتاب کافر ہیں جب تک وہ آخری رسولؐ اور آخری کتاب پر ایمان نہ لائیں اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ مِّنْ اِلٰوٰی الْبَیٰنِ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جَنَسٌ تَحْتَهٗ نَوْعَانِ اٰهْلُ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکُوْنَ (مدرسہ مدینہ کبیرہ صفحہ ۱۵۷) اور نیزہ کو بعض مفسرین نے بعض معانی کے ساتھ منہ وں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام سمجھ دیا جائے تاکہ وہ تمام انواع خیر کو شامل ہو جائے۔ ادعا میں انواع الخیر کا ہلالان المذکورین لایودون تنزیل جمیع ذلک علی المؤمنین عداۃ وحسد و خوقا من فوات الدرامۃ و زوال الیراسۃ (روح صفحہ ۱۵۷) اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ یہودیوں کے خبیث باطن اور تہاوی بدخواہی کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو وہ تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ بیڑی اور اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتے کہ تم پر اللہ کی طرف سے کوئی انعام و اکرام یا کسی قسم کی بہتری اور بھلائی نازل ہو۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ تم پر قرآن نازل ہو تمہیں

سازشی یہودیوں کی سازش اور سازشی یہودیوں کی سازش

راغبنا کی جگہ انظرنا

یہودیوں کی سازش

موضع قرآن۔ یعنی یہودیوں نے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور بے گشتی میں اعمال سحر کے اور سحر لوگوں میں دو طرفہ آیا ایک حضرت سلیمانؑ کے عہد میں آدمی اور شیطان ملے رہتے تھے، ان شیطانوں سے سمجھا اور وہ یہود اس کو نسبت کرتے حضرت سلیمانؑ کی طرف کہ ہم کو انہیں کی پہچان ہے اور ان کو حکم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا، سو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ یہ کام کفر کا ہے سلیمانؑ کا نہیں اس کے عہد میں شیطانوں نے سکھایا ہے اور دوسرے اروت و مروت کی طرف سے وہ شہر ہاں میں دو فرشتے تھے جو بصورت آدمی رہتے تھے ان کو علم سحر معلوم تھا جو کوئی طالب اس کا جانا اول کہہ دیتے کہ اس میں ایمان جانا ہیہ کیا۔

پھر اگر وہ چاہتا تو سبھی دیتے اللہ تعالیٰ کو ان اُنش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علموں سے آخرت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر پاتے ہیں اور خیر حکم خدا کچھ کر نہیں سکتے اور علم دین اور کتاب سیکھتے تو اللہ کے یہاں ثواب پاتے۔ **ف**۔ یہودیوں پر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے اور حضرت کلام فرماتے بعض بات جو نبی ہوتی چاہتے کہ کچھ تفسیر کریں تو کہتے راغبنا یعنی ہماری طرف توجہ ہوان مسلمان کچھ کچھ وقت یہ لفظ کہتے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہنا ہے تو انظرنا کہ اس کے بھی معنی یہی ہیں اور اگر کہتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا مائی اس کو زبان دہا کر کہتے تو اِیْعٰیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چہرہ اور ان کی زبان میں راغبنا اتنی کہ بھی کہتے ہیں۔ **ف**۔ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیت نسخ ہوئی ہیں اگر اللہ کی طرف سے تھی تو بھلا کیا عیب کچھ جو موقوف کی اللہ نے فرمایا کہ عیب پہلی میں تھا نہ پچھلی میں پرچہ کہ ہر وقت جو چاہے سحر کرے۔

تفسیر اور اس کی جگہ انظرنا کا لفظ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ اِسْمَعُوا۔ میرے ارد گرد ہی کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ اِی مَا اَصْرَتْكُمْ بِهِ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْهُ بَعْدَ (روح ۲۵) اس سے لیے الفاظ کہنے اور ایسی باتوں کی بنا رکھنے کی ممانعت ثابت ہوئی جو بعد از شرک ہوں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قُلْ لَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبِ الْاٰیۃ کا اعلان کر دیا تاکہ نصاریٰ کی طرح مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب اور مالک مختار نہ سمجھیں۔ اِی طَرَفِ حَضْرَتِ مَوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے دعا کی کہ اے اللہ میری قبر ظاہر نہ ہونے پائے تاکہ وہ شرک کا ادھر نہ جلتے کہ ذاتی لحاظ سے۔ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس کا لغتاً لکھا جائے ہُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ہے یعنی جب ان سے کہا جائے اَعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اٰنْدَادًا تو وہ اس کے مقابلہ میں جاہ و منتر پیش کرتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا گیا کہ وہ تو شرک ہی ہی اب تھا ہے اندر ہی موسیٰ شرک لفظ کے ذریعے شرک پھیلانا چاہتے ہیں۔ اَلْكَافِرِيْنَ میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد وہ سازشی یہودی ہیں جنہوں نے بدعتی سے لفظ راغبنا استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ اب آگے اہل کتاب و مشرکین کی ایک اور بڑی اور ناپاک فتنہ پیش کا ذکر کیا ہے۔ اِنَّہٗ یُوَدُّ۔ وُدُّ سے ہے جس کے معنی چاہنے اور پسند کرنے کے ہیں۔ اور مِّنْ اٰهْلِ الْکِتٰبِ میں من بہا یہ ہے اور وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ کا عطف اہل الکتاب پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی قسمیں ہیں۔ ایک اہل کتاب دوسرے مشرکین اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام اہل کتاب کافر ہیں جب تک وہ آخری رسولؐ اور آخری کتاب پر ایمان نہ لائیں اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ مِّنْ اِلٰوٰی الْبَیٰنِ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جَنَسٌ تَحْتَهٗ نَوْعَانِ اٰهْلُ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکُوْنَ (مدرسہ مدینہ کبیرہ صفحہ ۱۵۷) اور نیزہ کو بعض مفسرین نے بعض معانی کے ساتھ منہ وں کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام سمجھ دیا جائے تاکہ وہ تمام انواع خیر کو شامل ہو جائے۔ ادعا میں انواع الخیر کا ہلالان المذکورین لایودون تنزیل جمیع ذلک علی المؤمنین عداۃ وحسد و خوقا من فوات الدرامۃ و زوال الیراسۃ (روح صفحہ ۱۵۷) اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ یہودیوں کے خبیث باطن اور تہاوی بدخواہی کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو وہ تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ بیڑی اور اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتے کہ تم پر اللہ کی طرف سے کوئی انعام و اکرام یا کسی قسم کی بہتری اور بھلائی نازل ہو۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ تم پر قرآن نازل ہو تمہیں

الم ۵۶ البقرة

اٰمِنُوْا وَاٰتَقُوْا الْمَثُوْبَةَ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اٰمِنُوْنَ ۝۱۰۲

ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو بدلہ پاتے اللہ کے ہاں سے بہتر اگر ان کو

یَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳

سمجھتے ہیں تو اے ایمان والو تم نہ کہو راغبنا اور

قُولُوا اَنْظُرْنَا وَاَسْمَعُوا ۝۱۰۴

کہو انظرنا سمعنا اور سنتے رہو اور کافروں کو عذاب ہے

اَلِیْمٌ ۝۱۰۵

دروناک ہے نہیں دل چاہتا ان لوگوں کا جو کافر ہیں اہل کتاب میں

وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یُّنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرِ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۝۱۰۶

اور نہ مشرکوں میں اس بات کو کہ اتنے تم پر کوئی نیک بات تمہارے رب کی طرف سے

وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۝۱۰۷

اور اللہ خاص کر سیتا ہے اپنی رحمت کیساتھ جس کو چاہے سنتہ اور اللہ بڑے فضل

الْعَظِیْمِ ۝۱۰۸

والا ہے جو منور کرتے ہیں ہم کو کوئی آیت یا بھلا سنتہ دیتے ہیں تو بھیجتے ہیں اس

مِّنْہَا اَوْ مِثْلَہَا ۝۱۰۹

سے بہتر یا اس کے برابر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر

قَدِیْرٌ ۝۱۱۰

قادر ہے کہ کیا تجھ کو سنتہ معلوم نہیں کہ اللہ ہم کے لئے ہے سلطنت آسمان اور

اَلْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ ۝۱۱۱

زمین کی اور نہیں تمہارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار

اَمْ تَرْیَدُوْنَ اَنْ تَسْأَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سَئِلَ مُّوْسٰی مِنْ ۝۱۱۲

کہا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع کر دینے رسول سے جیسے سوال پہنچے ہیں موسیٰ سے

منزل

پھر اگر وہ چاہتا تو سبھی دیتے اللہ تعالیٰ کو ان اُنش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علموں سے آخرت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر پاتے ہیں اور خیر حکم خدا کچھ کر نہیں سکتے اور علم دین اور کتاب سیکھتے تو اللہ کے یہاں ثواب پاتے۔ **ف**۔ یہودیوں پر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے اور حضرت کلام فرماتے بعض بات جو نبی ہوتی چاہتے کہ کچھ تفسیر کریں تو کہتے راغبنا یعنی ہماری طرف توجہ ہوان مسلمان کچھ کچھ وقت یہ لفظ کہتے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہنا ہے تو انظرنا کہ اس کے بھی معنی یہی ہیں اور اگر کہتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا مائی اس کو زبان دہا کر کہتے تو اِیْعٰیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چہرہ اور ان کی زبان میں راغبنا اتنی کہ بھی کہتے ہیں۔ **ف**۔ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیت نسخ ہوئی ہیں اگر اللہ کی طرف سے تھی تو بھلا کیا عیب کچھ جو موقوف کی اللہ نے فرمایا کہ عیب پہلی میں تھا نہ پچھلی میں پرچہ کہ ہر وقت جو چاہے سحر کرے۔

فتح الرحمن ۱۔ دیگر دعوت دارند یعنی اہل بدعت و بدعتی ایشاں سب بدعتی مسلمان نہ

۱۳۔ دریں آیت تعریض است بجواب یہود کہ انکار نسخ می کردند۔ ۱۳

و دشمنوں کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو یا کسی قوم کا کوئی فائدہ اور نفع نہ پہنچے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ تمام انواع خیر کے مستحق ہیں۔ اور ان کی یہ خواہش محض عدالت اور بغض و حسد پر مبنی تھی۔ نیز انہیں یہ ظہور تھا کہ اگر مسلمانوں پر ایسا نازل ہوگی تو ہمارے دوسرے اور ہماری آمدنی کی دکانیں بند ہو جائیں گی اور ہماری شان و شوکت خاک میں مل جائے گی۔ لہذا یہاں بھی لفظ رحمت عام ہے اور ان تمام انواع رحمت کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی وقت اپنے بندوں کو نوازا ہے۔ الرحمة فی هذه الآية عامة لجميع انواعها قد منح الله بها عباده قديماً و جديداً (قرطبی ص ۲۸۷) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی رحمت کا مستحق ہے اور جسے وہ چاہتا ہے اپنی نوازشات کے لئے منتخب کر لیتا ہے، لوگوں کی خواہشات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بعض مفسرین نے خیر اور رحمت سے وحی مراد لی ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ پہلے انبیاء بنی اسرائیل میں پیدا ہوتے رہے۔ جب آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمعیل سے پیدا ہوئے تو یہودیوں نے تعصب و حسد کی وجہ سے اسے ناپسند کیا۔ و قیل معنی لایۃ ان اللہ تعالیٰ بعث الانبیاء من الدانیا الحق فلما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ولد اسماعیل لم یقع ذلک بود الیہود و محبة ہر دو عالم (ص ۱۸) لیکن شریک کے بغض و حسد کیلئے یہ وجہ مؤذوں نہیں بلکہ یہ چیز تو ان کے لئے باعث فخر ہے کیونکہ وہ سب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ کا فضل در کم تو بہت وسیع ہے اس لئے بعض کی عروسی اس کی مشیت اور حکمت کے تحت ہے نہ کہ اس کے فضل اور مہربانی کی کمی کی وجہ سے۔ وان حرمان بعض عبادة لیس لافریق فضله بل لمشیتہ و ما عرف فیہ من حکمتہ (روح طائے ص ۱۸)

یہودی و نصاریٰ اور مشرکین کو اصل عبادت تو دعوتِ توحید سے تھی اور وہ اس عبادت کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے تھے۔ کبھی تو داعنا بیسے موسوم شرک لفظ مسلمانوں کی زبانوں سے کہلا کر ان میں شرک خل کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ اور بے جا اعتراضات کرتے کبھی کہتے یہ لوگ س قابل نہیں کہ اللہ کی طرف سے ان پر وحی یا کوئی مہلانی نازل ہو اور کبھی کہتے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہے تو اس کے احکام کیوں بدلتے رہتے ہیں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ایک حکم دیتا ہے پھر اس کے خلاف دوسرا حکم صادر کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حمد کا اپنا کلام ہی خدا کا کلام نہیں۔ نزول لما قالوا لا اله الا الله والحمد لله وحده وسلموا وصالحوا على ما هم بمخلافه..... ما هذا الا كلام محمد صلى الله عليه وآله ويقول من تلقاء نفسه (روح مباحثہ ۱) اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے غلط پروپیگنڈے کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر و مالک و مختار ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ مسئلہ نسخ سے مراد یہ ہے کہ آیت کا حکم اٹھ جائے لیکن اس کی تلاوت باقی رہ جائے۔ اور انسانا سے مراد یہ ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ دولت دولہا اٹھ جائیں (بخاری ج ۳، ص ۱۰۲) یہ دعا کو منسوخ کر کے اس کی جگہ نظر نا کہنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ مَا تَجِدُ مِنْ خَيْرٍ مِنْهَا أَوْ ضَرٍّ بِهَا - یعنی اگر ہم کسی حکم کو منسوخ کر دیتے ہیں تو وہ بھی ہماری حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہوتا ہے اور ہم منسوخ شدہ حکم کی جگہ اس سے زیادہ مفید اور زیادہ آسان یا نفع دار صورت میں اس کے برابر دوسرا حکم نازل کرتے ہیں۔ ای بآ هو انفع لك واسهل عليك واكثر اجرکم او مثلها في المنفعة والشواب الخ (معالم ص ۱) اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہاں استفہام تقریری ہے اور اس کا مخاطب ہر سامع ہے۔ هَذَا الْمَثَلُ مَا مَعْصِنَا الْقُرْآنَ وَالْأَوَّلَىٰ أَنْ يَكُونَ الْمُخَاطَبُ السَّامِعَ (بخاری ج ۳، ص ۱) مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب تو بھی طرح جاننا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے فرائض پر احکام میں رد و بدل اور محو و اثبات کا اسے پورا پورا اختیار ہے۔ لہذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ اس سے قبل دعویٰ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور دُعا مانوں کی تمام حاجتیں اور ضرورتیں پوری کر سکتا اور ان کی تمام مشکلات آسان کر سکتا ہے۔ تو پھر اس کے سوا کیوں کسی اور کو پکارا جائے اور کیوں کسی امت سے استعانت کی جائے۔ اس آیت کا دوسرا ربط یہ ہے کہ اگر ہم کوئی ایسی رقم منسوخ کریں جو موسوم شرک ہو تو اس کی جگہ اس سے بہتر طریقہ رائج کر دیتے ہیں جس طرح داعنا کا لفظ منسوخ کر کے اس کی جگہ انظرنا کا لفظ کہنے کا حکم دیا ہے۔

قائدہ - متقدمین حضرات نسخ کو اس کے وسیع معنوں میں لیتے تھے یعنی وصفِ آیت کے مطلق تغیر کو نسخ کہتے تھے۔ اس لئے ان کے نزدیک پانچ سو سے بھی زیادہ آیتیں منسوخ ہیں لیکن متاخرین نے نسخ کو محدود معنی میں استعمال کیا یعنی آیت کا حکم مع التلاوة یا بدون التلاوة اٹھا دینے کو نسخ کہتے ہیں۔ اس لئے اس مفہوم کے پیش نظر بیس سے زیادہ آیتیں منسوخ نہیں ہیں۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے اتفاق میں بسط و تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن امام ولی اللہ دہلویؒ الغزالبکیر کے باب دوم، فصل دوم میں اس مفہوم کے تحت صرف پانچ آیتوں کو منسوخ منسختہ ہیں اور باقی تمام آیتوں کی توجیہ فرماتے ہیں لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان پانچ آیتوں کو بھی منسوخ نہیں مانتے تھے اور حضرت شاہ صاحب کی طرز پر ان پانچوں آیتوں کی اسی توجیہ فرماتے تھے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچوں آیتوں کا حکم بھی اقیامت باقی ہے۔ ان پانچوں آیتوں کی توجیہ اپنی اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ بعض لوگ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پہلے ایک حکم دیکھ کر پہلے سے واپس کیوں لیتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ کے معنی پہلا حکم واپس لینے کے نہیں بلکہ اس سے پہلے حکم کی مدت کی انتہا کا بیان مقصود ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف اس مدت تک تھا۔ اس کے بعد کے لئے نہیں۔ **مسئلہ** یہاں بھی استفہام تقریر کے لئے ہے اور خطاب ہر سامع کو ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ لَهُ مَلَأَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** — مملأ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مبتداً مؤخر اور لہ خبر مقدم ہے۔ اور اس کی تقدیم افادۂ حصر کئے ہے یعنی زمین و آسمان کی سلطنت اور زمین و آسمان میں ہونے والے تمام امور کا اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے **وَمَا أَكْفَرُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ وَلَا تَعْصِيْهِ** یہ جملہ اُن کی خبر پر معطوف ہے پہلا مِنْ اِبتداءً اور استعراق عموم دینی کے لئے ہے (روح حکم ۱۱، البوسعودی ص ۱۶۱) یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں۔ نہ کوئی توحید نہ نہی نہ خدائی۔ یہ آیت اس و دعوئی یعنی اعداء و ارباب کے سے متعلق ہے اور اس پر عقلی ایہ ہے یعنی جب زمین و آسمان کی سلطنت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور اس کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں تو حاجات و نیکیات میں غالباً ظہر پر صرف اسے ہی پکالنا اور اس کی عبادت اور دعائیں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی حافظ و نامہ اور نگہبان نہیں۔ اس لئے غیر اللہ کے لئے کوئی ایسا لفظ امت استعمال کرو جس سے اس قسم کے شرک کا دہم بھی ہو مثلاً حضور علیہ السلام کو اعداء سے خطاب کرنا وغیرہ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بے جا سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ مشرکین مکہ ایک درخت کو مقدس مانتے تھے۔ اس درخت پر کھانے پینے کی اشیاء کے چڑھا دیے جڑھاتے تھے اور اس کی تعظیم سجالاتے اور پوجا کرتے تھے اور اسے ذات الزاط کہتے تھے بعض مسلمانوں نے بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے بھی ایک ایسا درخت مقرر فرما دیں کہ ہم بھی اس پر نذرین منقش ڈالا کریں مسلمانوں کا یہ سوال بعینہ ان اسرائیلیوں کی طرح تھا جنہوں نے ایک بن پرست قوم کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سفارش کی تھی کہ آپ ہمارے لئے بھی ایک سیاحت بنا دیں تاکہ ہم اس کی پوجا کریں۔ اس لایعنی سوال پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں تنبیہ فرمائی (من الکبیر ۶۵) و النیشاپوری ۱۵۳۵) مگر اس ہدایت میں ایک بات کھٹکتی ہے اور وہ یہ کہ جن صحابہ کرام کا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سا لہا سال تک یہ فرمایا ہو۔ اور جنہوں نے براہ راست شمع محمدی سے اپنے سینے کو زنجیر سے روشن کئے ہوں۔ ان سے یہ سوال بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے یہ آیت جو کہ ورنہ ہے اس لئے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ مدینہ ہی میں پیش آیا۔ مدینہ میں سینکڑوں یہود منافقانہ طور پر مسلمان تھے کیونکہ ان کا اصل مقصد اسلام کا جامہ اور ٹھکر اسلام کی تحریب کرنا تھا۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان یہودیوں نے راعنا کا لفظ رائج کر کے مسلمانوں میں شرک داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی اسی طرح ان منافقین یہود نے بھی حضور علیہ السلام سے یہ ذات الزاط مقرر کرنے کا سوال کیا تھا۔ گویا کہ مسلمانوں میں شرک داخل کرنے کے لئے انہوں نے یہ ایک اور حربہ استعمال کیا۔ جو اس وقت کامیاب نہ ہو سکا۔ لہذا یہاں ”آم“ منقطعہ بمعنی ”بے“ ہے اور مفید امر زب ہے یعنی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال کے لئے (بحر مچ ۳۳) اور یہ دونوں سے خطاب تفصیل بالان منافقین یہود کو ہے یعنی تم نے اس بات میں غور نہ کیا کہ اللہ کے سوا کوئی یا مددگار اور حافظ و نام نہیں اور تم نے راعنا کے ذیلے مسلمانوں میں شرک پھیلانے کی کوشش ترک نہ کی بلکہ شرک کی

بنیادیں رکھنے کے لئے لئے سیدھے مطالبات پیش کرے۔ تمہارے یہ مطالبات بالکل غلط ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ گئے تھے کہ کفر کو ایمان سے تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دے اور بجائے ایمان کے کفر کو اختیار کرے۔ ای جتنا کہ دیا خدا (البقرہ ص ۸۵) یعنی جس شخص نے پیغمبر پر معاندانہ سوالات کر کے کفر اختیار کیا وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ ۸۵۔ اہل کتاب سے بعض مفسرین نے علماء یہود و مراہٹے ہیں لیکن یہ کوئی علماء یہود ہی سے مخصوص نہیں۔ عیسائی پادریوں کی بھی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے اور آج پادری لوگ جس سرگرمی سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ آیت میں تو قصداً یہ ہے اور کفاراً جدیدون کا مفعول ثانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ یہ اہل کتاب ہیں اسلام سے پھر کر دوبارہ کافر بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کبھی تو وہ ہم شرک الفاظ تمہاری زبانوں سے کہلواتے ہیں اور کبھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری مشرکانہ رسوم جاری کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ۸۶۔ قصداً۔ وعدہ کا مفعول لڑ ہے یعنی وہ مسلمانوں کا استدراج و محض فتنائی

البقرہ ۲

۵۸

الْمَآءِ

قَبْلُ وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

اس سے پہلے ۸۵ اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۱۸ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

سیدھی راہ سے ۸۵۔ دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا

لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا مَّحْسَدًا

کہ کسی طرح تم کو پھر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں ۸۶۔ بسبب اپنے دلی حسد

مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

کے ۸۶۔ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہے ان پر

الْحَقُّ فَأَعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ

حق سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جیتک بھیجے اللہ اپنا حکم ۸۷

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۹ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ

دیتے رہو زکوٰۃ ۱۹ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے ۸۷

تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس ۸۸۔ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب

بَصِيرٌ ۱۰ وَقَالُوا النَّارُ إِذْ خُلِ الْجَنَّةُ إِلَّا مَن

دیکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جادیں گے جنت میں مگر جو

كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا

ہوں گے۔ یہودی یا نصرانی ۱۰۔ یہ آرزوئیں بلند ہیں انہوں نے ہم سے کہی کہ آؤ

بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۱ بَلْ أَقَامَ مَنْ أَسْلَمَ

سندہ اپنی ۱۱۔ تم سچے ہو کیوں نہیں جس نے تابع کر دیا

منزل

بعض وعدات اور حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں اور اس بغض و حسد کا سرچشمہ ان کی نفسانی خواہشات ہیں۔ مَن اَعْدَىٰ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یعنی مسلمانوں کو مرتد کرنے کے سلسلے میں ان کی سرگرمیاں کسی غلط فہمی یا نادانی پر مبنی نہیں ہیں بلکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں دیدہ و دانستہ کر رہے ہیں۔ تورات کے بیانات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و معجزات حق ان پر واضح ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، محض رشک و حسد کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ۔ امر سے مراد حکم جہاد ہے۔ دالہ مراد بہ الامر بالقتال (رد المحتار ص ۱۷۳) اہل کتاب کی مذکورہ حرکتوں پر مسلمانوں کا اشتغال لازمی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انتقامی کارروائی سے فی الحال منع فرمایا۔ اور عضو و درگزر کا حکم دیا یعنی جہاد کا حکم آنے تک صبر و سکون اور عفو و درگزر سے کام لو۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ وہ جب چاہے گا ان سرکشوں اور معاندانوں سے انتقام لے لے گا اور اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرے گا ۱۸۔ وَاصْفَحُوا الصَّلَاةَ وَالْزَّكَاةَ جب تک جہاد کا حکم نہیں آتا اس وقت تک نماز، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کی پابندی کرتے رہو۔ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ امر و صلح میں سے ہیں ان سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے جس سے ایک طرف تو دشمنوں کی تکلیف اور ذیت پر صبر و سکون کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف ان سے عقیدہ توحید میں بچنگی اور استقامت پیدا ہوتی ہے جو مسلمان کو دشمنان توحید اور باغیان اسلام سے جہاد کرنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ ۱۹۔ پہلے عفو و درگزر اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ یہاں انہیں احکام کی ترمیم فرمائی کہ اگر تم ان میں سے کوئی سنا نیک کام کرو گے تو وہ نتائج نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کا ثواب اللہ کے پاس محفوظ رہے گا جسے تم آخرت میں اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ یہ بھی قابل کی تاکید ہے یعنی تمہاری چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بدلہ بھی دیکھ لیں گے تمہاری ہر نیکی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے لہذا نیکی کے نتائج ہونے کا وہاں کوئی احتمال بھی نہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین مسلمانوں کے خلاف ہر حربہ استعمال

کر چکے۔ ان میں شرک پھیلانے اور انہیں گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر چکے انہیں ہر موقع پر نا کامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا تو اب انہوں نے پیٹریا اہل کراہک اور بدھ پگنڈہ شروع کر دیا یعنی اپنے غلط اور مشرکانہ عقائد اور اعمال کو عجیب و غریب نام لے کر انہیں مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے لگے۔ چنانچہ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ان ناشائستہ حرکات کا نکتہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معقول و ہر وہ انکی اصلاح بھی فرمادی ہے

پانچ شکوے

پہلا شکوہ ۱۲۔ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ آخرت میں نجات صرف یہودیوں کی ہوگی اور عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ ان کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے موضع قرآن والے یہودی کے یہاں سے تم اپنے نبی پاس بھیجے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی پاس لائے تھے۔ شیعہ لکھنے کو یا یقین چھوڑ کر الکا پکڑتا ہے ۱۲۔ فَاتَّخَذَ الرَّحْمَنُ فَلْ یعنی امر کند بجا و ایشاں ۱۲

گناہوں کا کفارہ اور نجات دہندہ سمجھتے تھے اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو۔ دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ وہ ہرگز نہ دے اور بغیر نذرانے میں۔ اللہ کے محبوب اور چاہیے ہیں۔ اس لئے جنت صرف انہی کے لئے ہے۔ درحقیقت یہود و نصاریٰ اس دعویٰ سے اسلام پر ضرب لگانا چاہتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں اسلام سے برکتی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ نجات تو صرف ان کے دین سے ہے۔ لہذا ان کے دین کی موجودگی میں دین اسلام کی کیا ضرورت ہے۔ آگے اس دعویٰ کی تردید ہے۔ **تِلْكَ آيَاتُ الَّتِي**۔ ہانی کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے کہ اس سے مراد ان کی باطل اور جھوٹی خواہشات ہیں اور ان کی حقیقت کچھ نہیں۔ اسی شہادت ہر الباطلۃ الی قنوها و معالہ و خازنہ **۱۱۲** یعنی یہ شخص آزمائش میں آئے ہیں اور ان میں ہیں **قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ** ان کئے صلیقین۔ یہود و نصاریٰ کی ہیکیت اولہ نہیں لاجرا کرنے کے لئے ان سے ان کے دعویٰ پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے یعنی اگر تم اپنے مذکورہ دعویٰ میں سچے ہو تو اس پر کوئی دلیل پیش کرو۔ اس کے بعد نجات انہی کا اصل قانون بیان فرمایا ہے۔ **۱۱۳** علی یہود و نصاریٰ کے دعویٰ کی تردید و تکذیب کے لئے لایا گیا ہے **وَحَبْ** کے معنی چروکے ہیں لیکن یہاں مجازاً اس سے مراد ذات یا ارادہ اور قصد ہے۔ یعنی اس نے اپنی ذلت کو خدا کے پر و کرنا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اخص لہ نفسہ از قصد فلم یشرک بہ تعالیٰ غیرہ اولہ بقصد سواہ۔

۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹

(دارک مشہد ۱) قالوا فی نبیہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ انہم لیسوا علی شئ من الدین (معالم ۱ ج ۱) جواب کا جملہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ بھی عرب کے جاہل مشرکوں کے دعویٰ کی طرح سراسر جاہلانہ اور احمقانہ ہے۔ **آیت ۱۱۵** بینہم کی ضمیر یہود و نصاریٰ کی طرف متعلق ہے۔ یوم القیمۃ فیما دونوں طرفیں محکم کے متعلق ہیں۔ فیہ مختلفون کے متعلق ہے یعنی دنیا میں تو یہ مجاہد ہی رہیں گے۔ ان کے جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ تو قیامت کے دن خدا ہی کریگا۔

تیسرا شکوہ ۱۱۵ من یہاں استفہام انکاری کیلئے ہے یعنی خدا کے گھروں سے روکنے والوں سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ ولایراد بالاستفہام حقیقۃً واما ہو معنی النفی فیول الی الخبراۃ احد اظلم من ذلك (مع ۱ ج ۱) من متعہ اور صاحب اللہ میں مفسرین نے بعض روایات کی بنا پر تخصیص کی ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہی جنہوں نے یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا۔ اور بیت المقدس کو مساکین کیا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس

البقرة ۲

۶۰

آلہ

إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝۱۱۵ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

بیشک اللہ بے انتہا بخش کریم اور کلمہ جاننے والا اور کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد

سُبْحَنَهُ بَلْ لَّهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ

وہ تو سب باتوں پر اس کے ہاتھ میں ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں

لَهُ قَانِشُونَ ۝۱۱۶ بَدِيعُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا

اس کے تابع اور ہیں پیدا کرنے والا ہے آسمان اور زمین کا

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝۱۱۷

حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہو جاوے وہ ہو جاتا ہے

قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَنْزِيلًا

کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں

أَيُّهُ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

ہمارے پاس کوئی آیت اسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اپنی کی سی بات

لَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝۱۱۸

ایک سے ہیں دل ان کے بیشک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنَّا نَتْلُو

بیشک ہم نے تم کو بھیجا ہے سچا و نیک رسول تو سنو اور ڈرانے والا اور تمہارے پوچھنے والے

أَصْحَابَ الْجَحِيمِ وَلَنُتَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودَ وَلَا

دوزخ میں رہنے والوں کی قتل اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور

النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَىٰ

نصاری جب تک تو تابع نہ ہو ان کے دین کا تو کہہ کر اور اللہ بتا دے

هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي

وہی راہ سیدھی ہے اور اگر بالعرض تو تا بعد از کرے ان کی خواہشوں کی بعد اس

منزل ۱

سب سے بڑا

میں سے بڑا

میں سے بڑا

نکالا۔ اور بیت المقدس کو مساکین کیا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس مرد مشرکین مکہ میں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مقام حدیبیہ پر بیت اللہ سے روکا لیکن بہتر یہ ہے کہ آیت اپنے عموم پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ شخص ہو جو عیدوں کو غیر آباد کرے خواہ انہیں اگر خواہ ان میں خالص توحید کے ذکر سے روک کر خواہ ان میں شرک کی تبلیغ اور غیر اللہ کی پکار کے ذریعے۔ و ظاہر لایۃ العموم فی کل ما نفع فی کل مسجد و خصوص السبک بمنعہ رتق و تہت مساجد اللہ مبدل نہ ہے اور ان میں نہ کریمہا اسمہ بلکہ لا شمال ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے یہاں مطلق ذکر مراد نہیں کیونکہ اس سے تو دنیا کا کوئی کافر سے کافر انسان بھی نہیں روک سکتا۔ بلکہ ذکر اللہ سے نفی شرک اور توحید کے ساتھ اللہ کا ذکر مراد ہے۔ اسی ان پر کہ فیہا اسمہ وحدہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص خدا کے گھروں میں خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر سے روکتا ہے وہ سب بڑا ظالم ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی یا مشرک اور خواہ کوئی لفظ کل کا بناسی مسلمان۔ و سعی فی خراباہا تحریر یہ ہے۔ خواہ عمارت کے گرنے سے ہو خواہ خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر اور نماز سے روکنے کے ذریعہ ہو۔ ۱۱۹ انہیں تو خدا کے گھر میں ان کی تعظیم حرمت کی بنا پر ڈھٹے ڈھٹے داخل ہونا چاہیے تھا۔ چہ جائیکہ ظالم ان کی تحریم کے درپے ہو جاتے۔ کہ ہم فی الدنیا خزی و فی الآخرۃ عذاب عظیمہ ایسے ظالموں کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔ ۱۲۰ آیت میں خطاب مسلمانوں کو ہے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہو کہ اگر کفار و مشرکین تمہیں مسجدوں سے روکیں تو تم فکر مت کرو مشرق و مغرب اور باقی تمام اطراف اللہ ہی کی ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ہو کرو وہیں قبلہ ہو کر میری عبادت کر لیا کرو اور نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ تم جہاں بھی اسے پکارو گے وہ تمہاری پکار سنے گا۔ اسی فی امکان فعلہ التولية شعرا القبلة (مشہد ۱ ج ۱) ۱۲۱ اللہ واسع علیہ اللہ تعالیٰ کی حکومت اور رحمت بہت وسیع ہے اور وہ بندوں کے مصالح سے بخوبی واقف ہے اسی لئے اس نے عباد

کے معاملہ میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی کہ یہاں عبادت کرو اور یہاں نہ کرو۔

چوتھا شکوہ ۱۲۱ قالوا کا فاعل یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب تینوں گروہ ہیں کیونکہ تینوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین عرب کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اتخذ اللہ ولدا سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے حقیقی اولاد ثابت نہیں کرتے تھے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو اس قدر پیارا

موضع قرآن ف یہ بھی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر مانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص ایک طرف نہیں اس کے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ مقرب ہے۔ ۱۲۲ یعنی اگلی امت جو موجود تھے وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتے تھے جواب کے لوگ کہنے لگے ۱۲۳ یعنی مجھ پر الزام نہیں کہ میں کو مسلمان کیوں نہیں کیا ۱۲۴

فتح الرحمن فل و محراز ہنوات ابن کتاب آل بود کہ یہود عزیر و نصاریٰ عیسیٰ را بہر خدا ہی گفتند خدا تعالیٰ نازل کرد ۱۲۵

ہیں کہ اس نے ان کو بیٹے بنالیا ہے اور بیٹے سے ان کی ملائمت و محنت و محنت یعنی جس طرح بیٹا اپنے باپ کا نائب ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے اختیارات میں سے کچھ اختیارات دیکر اور اپنے نائب بنا کر بنائیں بھیجا ہوا ہے۔ اب وہ اللہ کے عطائی اختیارات مثلاً علم غیب، حاجت روائی، مشکل کشائی وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ ان کی غائبانہ لپکا رکتے اور ان کی حاجات و مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ اب آگے اس کا جواب ہے۔ ۲۲۔ زمین و آسمان کی ہر مخلوق خدا کی مملوک اور ہر چیز اس کی ملکیت ہے خواہ انبیاء ہوں یا ممالک۔ خواہ اللہ کے نیک بندے اور دیگر اشیاء۔ لہذا یہ سب خدا کے مملوک ہوئے تو پھر اس کے بیٹے کس طرح بن سکتے ہیں۔ نیز بیٹے کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جو محتاج ہو اور فانی ہوتا کہ اس کا نام زندہ رہے اور اس کا کوئی وارث ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ تو محتاج نہیں اور نہ وہ فانی ہے۔ وہ زمین و آسمان کا تہما مالک و ربا و شاہ ہے۔ زمین و آسمان کے تمام اختیارات اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے اسے کسی نائب یا وارث کی ضرورت نہیں۔ ﴿كُلُّ شَيْءٍ قَدْتُونَ﴾۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق جن میں حضرت عزیر حضرت یسح اور ملائکہ کرام بھی شامل ہیں سب خدا کے فرمانبردار و مطیع ہیں۔ اور اس کی رپوتیت کے مقرر اور اس کے دیباہ میں اپنی عبدیت کے معترف ہیں۔ اور اپنی حاجات میں اللہ ہی کو لپکا رکتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بیٹے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ تو اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ۲۳۔ وہ زمین و آسمان کو بغیر کسی کی مدد کے اور بغیر کسی سابقہ مثال کے از سر نو پیدا کرنے والا ہے اذ افعیٰ اصراً۔ یہاں قضی یعنی ارادہ ہے۔ ای ارادہ شیعاً (روح مشکب) یعنی وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے قَاتِمًا يَقُولُ لَهْ كُنْ فَتَكُونُ تو اس ارادہ کرتے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے کُنْ کہ جس سے ہو جانا یہ سرعت اور بلندی سے کنایہ ہے۔ یہ طلب نہیں کہ فقط کن بولنا ہے تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ وہاں تو صرف ارادہ کی دیر ہوتی ہے کہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا احوال عن سرعت التکوین و تشکیل و الا قول ثمر (مدارک صفحہ ۱۰۱) تو خواہ اللہ اتنا زبردست اور قادر ہو کہ صرف ارادہ کرے اور کام ہو جائے تو تم ہی بتاؤ کہ اسے ناموں کی کیا ضرورت ہے۔ لہذا اس کا کوئی دلدار نائب نہیں۔

۲۴۔ جو تھا شکوہ توحید میں گمراہ کرنے سے متعلق تھا۔ اور یہ رسالت پر جرح و قدر سے متعلق ہے۔

۲۵۔ یعنی یہودیوں میں کم لوگ بالانصافی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک ان کے عالم تھے عبد اللہ بن سلام ان کے ساتھ گئے اور بھی مسلمان ہوئے۔

۲۶۔ یعنی اسرائیل بہت معزول اس پر تھے کہ ہم اولاد و ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم

کے دین پر ہیں اور اس کا دین ہر کوئی مانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم کی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اس کے وسیطے تھے بغیر ایک مدت اسحق کی اولاد میں بزرگی تھی۔ اب تمھیں ان کی اولاد کو پہنچی اور اس کی دعا ہے دونوں کے حق میں اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے۔ سب بغیر برادر سب میں اسی پر گزریں وہ یہ کہ جو حکم اللہ کا پہنچے بغیر کچھ سو قبول کرنا۔ اب مسلمان ہیں اسی راہ پر اور تم اس سے بچو۔

فتح الرحمن و متحسم کو یلایں جاتا سيقول اسفار خدا تعالیٰ اشبات می فرماید نبوت پیغمبر را اصلی اللہ علیہ وسلم از قلم دہائے ابراہیم کہ در نبوت مذکور است و ترجمہ می و در ملت خفیفہ را کہ حضرت سیدنا مبراہ نے اس مبعوث شدہ و در میگرد قول ہو و کہ حضرت یعقوب مارا یہودیت و صیت کردہ است و از تفریق در انبیا انہی میفرماید یعنی معتقد بعضے باشند و مکر بعضے واللہ اعلم۔ ۲۷۔ یعنی آماں کہ تورات می فہمند تسبیق شریعت محمدی می کنند و آنا کہ تصدیق آن نمی کنند و تورات بر انھم صیہ اند ۱۳

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَرٍ وَلَا نَصِيرٌ ۱۲۰

علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت نہ ہوالا اور نہ مددگار ۱۲۰

الَّذِينَ اتَّبَعُوا الْكُتُبَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ ۱۲۱

وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں حق پڑھنے کا ۱۲۱

يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمِنْ يَكْفُرُ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۲۲

اس پر یقین لاتے ہیں ۱۲۲ اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں ۱۲۲

يٰۤاِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِی الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ ۱۲۳

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کیا ۱۲۳

وَ اَنِّ قَضٰیْتُكُمْ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ ۱۲۴

اور اس کو کہ ہم نے تم کو برائی دی اہل عالم پر ۱۲۴

وَلَا تَقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۱۲۵

اور جب آزمایا

اِبْرٰهٖمَ رَّبِّہٖ بِكَلِمٰتٍ فَاَسْتَمٰنَ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۱۲۶

سب لوگوں کا پیشوا ۱۲۶

عٰہِدِی الظَّٰلِمِیْنَ ۱۲۷

میں راہ راظالموں کو ۱۲۷

لِلنَّاسِ وَاٰمَنًا وَاَتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ ۱۲۸

لوگوں کے واسطہ اور جگہ امن کا ۱۲۸

ہوئے۔ کیونکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب نہیں تھی۔ اہل کتاب کیسے لایعالمون کے تحت داخل ہوں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی جاہلانہ حرکات اور باطنی کی بنا پر ان کے علم کی نفی کی گئی ہے و علیٰ لایخبرین لیتجہلہم
 اولہم علمہم مقتضایہ (روح مشکح ۱) لَوَلَا مِیْکَلُ مَنَا اَظْلَمَ لَعَلَّی جِسْرُ طَرِیعِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَرِشْتُوں سے کلام کرتا ہے یا جس طرح انبیاء کی طرف وحی بھیجتا ہے اس طرح وہ براہ راست یا بزرعہ وحی ہم سے کیوں ہکا
 نہیں ہوتا۔ اور براہ راست ہمیں ہی ہدایت نامہ کیوں نہیں دیدیتا اَوْ تَرٰی نَا اَیَّہُ ط آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ملے۔ یہ سوالات ان کی انتہائی سرکشی اور ضد و عناد کا نتیجہ تھے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے واضح دلائل ان کے سامنے تھے۔ وہ کئی ایک معجزات بھی دیکھ چکے تھے مگر اس کے باوجود مزید دلائل کا مطالبہ کرتے تھے۔ اس لئے کہ ماننا مقصود نہیں تھا بلکہ محض ضد و عناد اور
 بغض و حسد کا اظہار نظر تھا۔ (۲۳۹) یعنی یہ سرکشانہ اور معاندانہ رویہ کوئی ان کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔ ان سے پہلے ان کے آباء و اجداد بھی ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں فَقَدْ سَا اَکْبَرُ مَوْلٰی اَکْبَرُ حَیْنَ ذٰلِکَ (نساء ۲۲)
 تَشَا بَهَتْ قُلُوْبُکُمْ۔ بے بصیرتی اور ضد و عناد میں ان کے اور ان کے بڑے بڑوں کے دل ملے ہوئے ہیں۔ نہ ان کے سوالات طلب حق پر مبنی تھے نہ ان کے مطالبات کسی نیک غرض پر مبنی ہیں۔ اے قلوب لہو لہو
 قبلہم فی العی والعدا (روح مشکح ۱) قَدْ بَیَّتَکَ الْاٰیٰتِ ان لوگوں کا مقصد محض سرکشی اور ضد ہے۔ درنہ دلائل و آیات کو تو ہم کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں۔ لَعَلَّکُمْ یُؤْمِنُوْنَ جو لوگ صدق نیت کے ساتھ حق و
 یقین کی جستجو کرنے والے ہیں ان کے اطمینان کے لئے تو وہ آیات کافی و کافی ہیں۔ الطالمون معرفۃ حقائق الاشیاء علی یقین و صحتہ (ابن جریر مشکح ۳۸۵ ج ۱) ای یطلبون البقین (بیضاوی صفحہ ۳)
 البتہ ضد و عناد کا کوئی علاج نہیں۔ (۲۴۰) حق سے مراد قرآن اور دین اسلام ہے اور ظرف ارسلنا کے متعلق ہے (کبیر مشکح ۱) کَثِیْرًا اَوْ ذٰنًا یٰۤاَیُّہِمْ خِطَابٌ سے حال ہے وَ لَکُمْ نَسْکٌ مِّنْ اَصْحٰبِ الْحَبِیْمِ
 جو لوگ کفر و انکار کر کے جہنم میں چلے گئے ان کے متعلق آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ آپ کی تبلیغ کا ان پر اثر کیوں نہیں ہوا، وہ ایمان کیوں نہیں لائے اور جہنم میں کیوں چلے گئے۔ جب اہل کتاب و مشرکین کا
 کفر و انکار، ضد و عناد کی حد تک پہنچ گیا۔ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض شفقت علی الخلق کی بنا پر کھنکھارنا اور فرس ہونا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو
 تسلی دی کہ آپ اس فکر میں کیوں پڑتے ہیں۔ ہم نے آپ کو قرآن جیسی حق و صداقت اور شد و ہدایت سے لبریز کتاب بیکر بھیج دی اور آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ آپ تبلیغ کا حق ادا کریں اور ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے
 والوں کو ڈر و اسنادیں۔ باقی رہا منوانا تو یہ آپ کا فرض نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے بس کی بات ہے۔ اس لئے جو لوگ کفر و انکار کر کے جہنم میں جاتے ہیں جائیں ان کے متعلق آپ سے کوئی سوال نہیں ہوگا۔ اس میں اللہ تعالیٰ
 نے ان کے علم ایمان کا آپ کی طرف سے عذبیان فرمادیا کہ اس بد انجام کا سبب وہ خود ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں۔ بے بسی و بچا کر کی حد ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالکِ محنت اور متصرف ہوتے تو
 دنیا میں کوئی کافر نظر نہ آتا بلکہ آپ سب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتے۔ اب آگے یہود و نصاریٰ کی اسلام سے شدتِ عداوت اور صلابت علی الکفر کا بیان فرمایا ہے۔ (۲۴۱) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بطور حروت تبلیغ فرمایا کہ وہ مشرک و ملکی میں اس قدر سختہ ہیں کہ کبھی توحید کو نہیں مانیں گے اس لئے آپ ان کی خواہشات کا اتباع نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ کے مسلمان ہو جانے کی انتہائی
 خواہش تھی اور آپ ان کے ساتھ نرمی کا ہتھکڑی لٹا دینا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس معمولی ملاحظت سے یہ راضی ہونے کے نہیں۔ یہ تو آپ سے صرف اسی صورت میں راضی ہو سکتے ہیں کہ آپ ان کی شریعت کی اتباع کریں اور ان
 کا دین اپنائیں۔ یہودی حضرت عزیر کو اور عیسائی حضرت یسوع علیہما السلام کو خدا کا نائب اور متصرف و محتار سمجھ کر پکارتے ہیں، آپ بھی ان کو پکارنا شروع کر دیں اور ان کی دیگر مشرکانہ اور جاہلانہ زمینیں بجالائیں
 تو یہی یہ لوگ آپ سے راضی ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کے دل میں ان کے ایمان لانے کی خواہش سی اسبھی سے بھی ختم کر دیا گیا ان کا ایمان لانا ناممکن سے باہر ہے کیونکہ اسے ایک مرحلہ پر متعلق کیا گیا ہے۔ نہ حضور
 علیہ السلام ان کے دین کی پیروی کر سکتے ہیں نہ وہ ایمان لاسکتے ہیں۔ ملت سے مراد شریعت اور دین ہے۔ (۲۴۲) یہود و نصاریٰ کے گذشتہ مقالات و حالات ان کے اس دعویٰ پر مبنی تھے کہ صرف ان کا دین
 ہی حق ہے اور ہدایت صرف یہودیت اور عیسائیت میں ہے تو اس کا جواب دیا کہ ان کا دعویٰ بطل ہے بلکہ ہل ہدایت تو دین اسلام میں ہے۔ ہُدٰی اللہ سے مراد اسلام ہے۔ ”ہُدٰی اللہ“ وهو
 الاسلام الذی انت علیہ هو الہدی (محرر مشکح ۱) یعنی اے پیغمبر! اللہ کی ہدایت یعنی دین اسلام جس پر آپ ہیں اور جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں اصل ہدایت یہی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور
 جو آخرت میں کام آنے والی ہے۔ اس سے حضور علیہ السلام اور آپ کی اُمت کو متنبہ اور خبردار کیا گیا ہے کہ کہیں یہود و نصاریٰ کے پردیگندے سے متاثر نہ ہو کر اپنی عاقبت نہ خراب کر لیں۔ (۲۴۳) اَھْوَا
 ہُوٰی کی جگہ ہے جس کے معنی نفس کی خواہش کے ہیں۔ اہواء سے مراد ان کے وہ باطل عقائد ہیں جو انہوں نے محض خواہشاتِ نفسانیہ کے پیچھے لگ کر منائے ہوئے تھے اور جنہیں وہ ملت اور دین کے نام سے لوگوں
 کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اے ارائمہم الزائغۃ الممنوعۃ عن الحق الصادقۃ عنہم متبعیۃ شہوات انفسہم (روح مشکح ۱) جس طرح آج کل کے بعض پیروں اور مولویوں نے نفسانی خواہشات
 اور شیطانی وساوس کو دین بنایا ہوا ہے اور جو ان کے خانہ ساز دین کو نہ ماننے وہ ان کے نزدیک مردود اور مانڈہ خدا ہے۔ (۲۴۴) انتہی میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر آپ کی وساطت
 سے یہ خطاب آپ کی اُمت کو بھی شامل ہے۔ کَعْدَ الْاٰیٰی حَآءَ لَعَلَّہُمُ الْعٰلَمِیْنَ۔ علم سے مراد وحی ہے یعنی اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے حق و باطل واضح ہو جانے کے بعد اور یہود و نصاریٰ کے عقائد کا
 بطلان و فساد آشکارا ہو چکنے کے بعد اگر تم میں سے کسی نے ان کی خواہشات باطلہ کی پیروی کر لی۔ (۲۴۵) یہ لکن کا جواب ہے یعنی اگر تم میں سے کسی نے ان کی پیروی کر لی تو اس کا کوئی حمایتی اور یار مددگار نہیں
 ہوگا۔ خواہے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی طرف توافقی ساتھ کا بھی منہ تو نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ تنبیہ کیوں کی گئی ہے تو اس کی
 وجہ یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو دین باطل اور شرک و بدعت کے اہل خوفناک اور دردناک انجام سے شدت و مبالغہ کے ساتھ روکنا مقصود ہے تاکہ ان کے ذہن میں یہ بات جائزین ہو جائے کہ شرک و بدعت کا
 اتباع اتنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے کہ اگر بغیر من محال وہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (نور ذی اللہ) سرزد ہو جائے تو اس کی سزا سے انہیں بھی مستثنا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے حق میں کسی پیغمبر
 فرشتے یا پیر کی سفارش قبول کی جائے گی تو پھر ہم کس باغ کی مولیٰ ہیں۔ اس سے اُمت محمدیہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ فیہ تہدید و عبرت لامتہ عن اتباع طوائف الیہود والنصارى بعد ما علموا
 من القرآن والسنة (ابن کثیر مشکح ۱) انہوں کا مقام ہے کہ آج توحید و سنت کی جگہ شرک و بدعت کو دین سمجھ کر اس کی اتباع کی جا رہی ہے۔ غیر اللہ کو پکارنا، ہندو گویاں، نذیرین مثلیں دینا، قرآن
 پر عیسائی لگانا، قبروں پر غلاف ڈالنا اور چراغ جلانا وغیرہ۔ دین اسلام کا ایک حصہ بن چکے ہیں۔ العباد باللہ العظیم۔

دعویٰ توحید پر قسلی دلیل

یہاں تک تو اہل کتاب میں سے نہ ماننے والوں کا ذکر تھا اب آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جو ان میں سے ایمان لے آئے جنہوں نے تورات کو کما حقہ پڑھا۔ اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی اور پھر اس کی تعلیم کے
 مطابق عمل بھی کیا۔ اس آیت کا تعلق اصل دعویٰ اَعْبُدْ ذَا رَبِّکُمْ سے ہے اور یہ اس دعویٰ کی نقلی دلیل ہے۔ (۲۴۶) موصول جہد کے لئے ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لا
 چکے تھے مثلاً عبداللہ بن سلام، ابن صویہ، اعدابن یامین وغیرہ قال النضاک ہم من امن من الیہود کابن صلیح و ابن یامین (محرر مشکح ۱) الکتاب سے مراد تورات و انجیل ہیں علی اسناد
 انہیں اور تلاوت کے معنی یہاں اتباع اور پیروی کے ہیں جیسا کہ والقلم ذٰلک لاہا میں تلا بمعنی اتبعہا و ذہب علی شہادہ کہیں۔ اے یہ متبعونہ حق اتباعہ قال حکمۃ اما سمحت

قول اللہ تعالیٰ والفسلہ اذ انزلہا (قرطبی ص ۹۵) یعنی وہ اہل کتاب اپنی کتاب کی اتباع کا حق اور کرتے ہیں حق اتباع یہ ہے کہ وہ اس کے تمام اوامر و نواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں لفظی یا معنوی تحریف نہیں کرتے اور اگر تورات بمعنی قرأت ہو تو مطلب پھر بھی یہی ہوگا کہ وہ اسے اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ نازل ہوئی ہے اور اس میں تحریف نہیں کرتے۔ یقیناً نہ کما انزل اللہ ولا یحرفون الکلام عن مواضعه ولا یتاء ولونہ علی غیر الحق (کبیر ص ۱۵) **۱۵** اُولَٰئِكَ یُؤْمِنُونَ بِہٖ۔ یہ کی ضمیر کو بعض مفسرین نے الکتاب کی طرف راجع کیا ہے اور اسے راجع قرار دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں یشکونکہ، حتیٰ تلاوتہ اور اُولَٰئِكَ یُؤْمِنُونَ بِہٖ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا اور تنوع عبارت اور تاکید کے بغیر جملہ ثانیہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ضمیر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو کیونکہ **۱۶** اِنَّمَا اَرْسَلْنَاکَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ آپ کا ذکر گزر چکا ہے تو اس صورت میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوگا۔ یہ ضمیر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو۔ (محرر ص ۱۶) تو دونوں صورتوں میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو اہل کتاب اپنی کتاب کو کما حقہ پڑھتے ہیں اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں کرتے وہ تو اس آخری بنی کو مانتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں یا اس کی لائی ہوئی ہدایت کو مانتے ہیں۔ جب تمنا ہے یہ علماء تسلیم کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوگا کہ یہ ضمیر صحیح ہے اور وہ سب سے اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ اس ضمیر کی صداقت اور اس کی پیش کردہ دعوت توحید کی حقانیت خود ان کی اپنی کتاب میں بھی مذکور ہے جس سے تو انہوں نے ان کی تصدیق کی ہے اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کی نقلی دلیل ہوگی۔ **۱۷** **۱۷** ہن لوگوں نے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی ہدایت کا انکار کیا وہ سخت خسار سے ہیں کہ کیونکہ انہوں نے ایمان کے عوض کفر خرید کر سودا ہی ایسا کیا ہے جس میں ہر خسارہ ہی خسار ہے۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات و احسانات کا ایک ایک کمرہ کے ذکر کیا ہے پھر ان کی شرارتوں اور خباثتوں کو واضح فرمایا ہے۔ ان کی سرکشی اور ضد و عناد کی مثالیں بیان کی ہیں سب کچھ یاد لا کر آپ خرمین انعامات یا ذکر کرنے اور عذاب و انتقام سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اس مکتبہ ترغیب و ترہیب کے بعد اس سلسلہ مضامین کو ختم کر دیا ہے۔ نیز یہ ترغیب و ترہیب آئندہ مضامین کیلئے بطور تہیہ لائی گئی ہے۔ **۱۸** میرے ان تمام انعامات کو یاد کرو جو ابھی تمہیں یاد دلانے میں خصوصاً اس نعمت توحید کو جس کی وجہ سے تمہارے اہل کفر کو دنیا میں سب سے اونچا اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ **۱۹** میرے پیغمبر پر ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو لو ورنہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اس آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے

حصہ دوم۔ رسالت و ما يتعلق بہا

یہ حصہ خداوندی آیتوں سے شروع ہو کر بائیس رکوع میں **۲۰** اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ پر ختم ہوا ہے۔ پہلے مختصری تمہید ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور شخصیت نبوت پر یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مسلمات سے دلائل پیش کئے گئے ہیں پھر رسالت پر چند شبہات کے جوابات اور آخر میں پیغام رسالت یعنی مسئلہ توحید کی مزید عقلی دلائل سے وضاحت کی گئی ہے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں مذہبی لحاظ سے تین گروہ زیادہ مشہور و معروف تھے (۱) مشرکین عرب (۲) یہودی (۳) نصاریٰ۔ یہ تینوں گروہ نسلی اور دعوائی اعتبار سے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسلک کرتے تھے۔ مشرکین عرب بت پرستی کے باوجود اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع ہونے کے مدعی تھے اور دوسرے زاد دعویٰ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت ابراہیمی کے بعض اعمال بھی بجا لاتے تھے۔ گوان اعمال کی شکل و صورت مسخ کر ڈالی تھی۔ مثلاً حج کرنا، قربانی دینا، اور اسی رکھنا، غنہ کرنا وغیرہ اور حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام سے محبت و عقیدت غلو کے درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں رسولوں کے بت بنا کر بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ ان کی مذہبی منتیں دیتے، ان کے نام پر سدا پڑھتے اور انہیں حاجت روا و مشکل کشا اور عالم الغیب سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔ اور یہود و نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کے مذہب پر ہیں اور ان کا مذہب انہیں سے چلا ہے۔ ان کے علاوہ یہود و نصاریٰ حضرت احمق حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ علیہم السلام اور اس سلسلے کے باقی تمام پیغمبروں کو بھی مانتے تھے۔ نصاریٰ ان کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی قائل اور متبع تھے۔

مخاطبین کے نزدیک ان مسلم شخصیات کی تصدیقات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دو دلیل بیان کی گئی ہیں پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کی آواز بعثت کیلئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خدا کی جانب سے دعا کی تھی کہ اے اللہ اس شہر کے تین ایک یا رسول بھیجا جو ان کو تیرے احکام سنائے، تیرا دین سکھائے اور ان کے ظالموں کا تزکیہ کرے۔ اب وہ رسول آگیا ہے اور بالکل انہیں صفات سے متصف ہے جو دعا کے ابراہیم میں مذکور تھیں۔ لہذا اگر تم ابراہیمی ہونے کے دعویٰ میں سچے ہو تو اس پیغمبر کو مان لو جو ان کی دعا کا ثمر ہے۔ دوسری دلیل یہ دی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت احمق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کے سلسلہ کے باقی تمام پیغمبر خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کے سب یں توحید کے پابند تھے، صرف ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ صرف اسے ہی عبادت و مشکلات میں پکا کر لیتے تھے۔ مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی توحید پر پابند بننے کی وصیت کیا کرتے تھے۔ یہ تمام بزرگ مشرک و بت پرست تھے سخت بیزار تھے۔ چونکہ نظر توحید کے اعتبار سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ان تمام بزرگوں سے متفق ہیں اور اسی نظریہ توحید کی دعوت دینے اور تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں جو خود تمہارے ان روحانی اور سمائی آباء و اجداد کا تھا۔ لہذا جس طرح یہ چیز اس نظریہ کے حق ہونے کی دلیل ہے اسی طرح یہ اس توحید کو پیش کرتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بھی دلیل ہے۔ رسالت پر مخالفین جو شبہات تھے ان کی تقریر ان کے مواقع پر آئے گی۔

تمہید

تمہید میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے اور سب کے مذہبی پیشوا تھے۔ انہوں نے ہی خانہ کعبہ تعمیر کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سے آباد کیا۔ اس تمہید پر آگے دلائل کی بنا ہے نیز ان کے متحول قبلہ کا حکم آتا ہے یہ اس کے لئے بھی تمہید ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اس لئے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے پر اعتراض بے جا ہے۔

۲۱ اِذْ کُنَا عَاطِلَیْنِ اَوْ اَمَّا اَنْ یَّکُونَ الْعَاطِلَیْنِ فِیْہِ مَلْفُوظًا بِہِ وَہُوَ قَوْلُ اَنِیْ جَاعِلُکَ (مجدد ص ۱۶) ابتدا کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینا ہے تو اس سے اس کا مقصد بندوں کے احوال کو جاننا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو پہلے بھی جانتا ہے بلکہ اس سے ان کے احوال کا خود ان کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے اظہار مقصود ہوتا ہے تاکہ خود ان بندوں پر اپنی حقیقت واضح ہو جو مانگے اور دوسروں کو اس سے سبق حاصل ہو سکے۔ **۲۲** اِنَّ اللہَ الْعَاطِلُ اَحْوَالُہُمْ بِالْاَبْلَہِ لَہٗ اَنَّہٗ عَلَیْمٌ لِّعَالَمِہُمْ وَلَکِن لِّیَعْلَمَ الْعِبَادَ اَحْوَالُہُمْ مَّا عَالَمُہُمْ (۱۵) کلمات کلمہ جمع ہے اور اس سے مراد وہ امور اور احکام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا۔ ان کلمات کے بارے میں مفسرین نے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس سے مراد خدا کی فطرت میں مبینی مبینی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسوک کرنا، ناخن تراشنا، بخلوں اور زیناف کے ہال صاف کرنا وغیرہ بعض نے اسی قسم کے کچھ اور احکام ذکر کئے ہیں لیکن اتنے بڑے حلیل و نقیض پیغمبر کا ابتلا اور پھر ایسے آسان احکام ہیں، یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے کہ ان خصائص کو حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر حدیث میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ جن کلمات میں ان کا امتحان لیا گیا تھا وہ یہ خصائص ہیں۔ اس لئے

بقی یعنی بر گھر اس میں اضافت محض کعبہ کا شرف ظاہر کرنے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی رائلٹی گھر نہیں ہے یا یہ اضافت ایسی ہی ہے جس طرح مملوک یا مخلوق کی اضافت مالک اور خالق کی طرف ہوتی ہے اصاب البیت الی نفسه اضافة تشريف وتكریم وهي اضافة مخلوق الی خالق ومملوك الی مالك (قرطبی مکرر ۲) للطاقین میں لام تعلیلیہ ہے۔ ای لا جملہم فاللام تعلیلیہ (روح الملک ۱۵) طافین سے مراد وہ بیرونی لوگ ہیں جو وہاں جائیں اور عکین سے وہاں کے باشندے مراد ہیں اور التکریم اللہ وجود سے مراد نمازی ہیں مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو حکم دیا کہ ہمارے آنے والوں، وہاں کے باشندوں اور دیگر تمام عبادت گزاروں کی خاطر میرے گھر کو شرک اور بت پرستی سے پاک رکھو اور وہاں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کا طریقہ جاری کرو تا کہ ہر شخص کو توحید و وحدانیت پیدا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں مشرک لوگ موقع پا کر بہت اللہ میں پھر غیروں کی صورتیں رکھ کر شرک کرنا شروع کر دیں اور بہت اللہ ہیں آنے والے لوگوں میں شرک کے جرائم پھیل جائیں۔ اس تمہید کے بعد اب آئی کہہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے آپ نے ان کے لئے دودعا کی تھیں ایک ماویٰ اور دینیوی زندگی کیلئے اور دوسری روحانی اور اخروی زندگی کے لئے۔ ۳۳ یہاں بھی اذکافل محذوف ہے یعنی اذکر ہذا۔ بکد۱ سے مکہ مکرمہ مراد ہے۔ ایتنا فاعل نسبت کے لئے ہے جیسا کہ تاصرو لادین اذنا امن۔ یہ پہلی دعا کا پہلا حصہ ہے اس میں مکہ شہر کو امن و سکون کا گوارہ بنانے کی دعا ہے کہ اس شہر اور اس کے معنات کو ڈاکوؤں، چوروں اور غارت گروں سے محفوظ رکھنا تاکہ وہاں کے باشندے امن و چین سے تیری خالص عبادت کر سکیں اور تیری توحید پھیل سکیں یہ پہلی دعا کا دوسرا حصہ ہے مکہ اور اس کے معنات پہاڑوں اور ریگستانوں سے گھرے ہوئے ہیں جہاں گھینی ہادی کا کوئی امکان نہیں اس لئے ان کے معاشی اطمینان کے لئے بھی دعا کی کہ انہیں پھلوں سے روزی مہیا کی جائے جن آمن، آھلہ سے بدل بعض ہے یعنی ہاں مکہ میں سے جو مومن ہوں ان کو روزی عطا کرنا پہلے لایتنا عہدی التعلیمین کا فیصلہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات بیچھڑ گئی تھی کہ شاید اس روحانی نعمت کی طرح یہ دینیوی نعمت بھی اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ مخصوص ہوگی اس لئے آپ نے دعا میں مومنین کی تحفہ پیش کی لیکن اس شبہ کا اگلی آیت میں ازالہ کر دیا گیا ہے ایمان کے تمام اجزاء کا ذکر کرنے کی بجائے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت یعنی مبداء و معاد پر اس لئے اکتفا کیا ہے کہ ان دونوں پر ایمان لانا باقی پر ایمان لانے کو تسلیم ہے اور باقی تمام اجزاء ایمان اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ واقعہ فی متعلق الایمان بذکر المبدأ و المعاد لتضمن الایمان بھما مجمع ما یجب لایمان بہ (فتح مستحکم) بحجرت ۳۸ ۱) ۳۳ ومن کفر کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای اذرق من امن ومن کفر (روح مستحکم ۱) یعنی جو ایمان لائے گا اس کو بھی روزی دیں گے اور جو کفر کرے گا اس کو بھی۔ فامتحہ۔ کفر پر معطوف ہے اور قلیلاً۔ زماناً محذوف کی صفت ہے اور اس سے مراد اس کی پوری زندگی کا زمانہ ہے وہ چونکہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے اس لئے اسے قلیل فرمایا۔ یعنی جو شخص کفر

البقرة ۲

۶۵

السم

مَنَّا سَكَنًا وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنْكَ أَنْتَ السَّوَابُ

قاعدے صحیح کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا الرَّحِيمُ ۱۲۸ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

ہم سر بان اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول سے انہی میں سے کہ یَسْأَلُوا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِكَ وَيَعْلَمَ هُمْ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

پڑھے ان ہر تیری آیتیں اور سیکھا دے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں وَيَزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۲۹ وَمَنْ

اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا ۱۲۹ اور جو جو يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مِنْ سَفِهَةٍ نَّفْسٍ ط

پھرے ابراہیم کے مذہب سے مڑ دے جس نے حق بنایا اپنے آپ کو ۱۲۸ وَلَقَدْ اٰصْطَفَيْنٰهٖ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

اور بیشک ہم نے ان کو منتخب کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں لٰسِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۳۰ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ

تیکوں میں ہیں یاد کر دو جب اسکو کہا اس کے رب نے کہ سب سے بڑی توبہ تو بولا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۳۱ وَوَصَّيْ بِهَا اِبْرٰهٖمَ

کہ میں حکم دار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم بَيْنِهٖ وَيَعْقُوْبَ يٰبَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰ لَكُمْ

اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی اچھے کر لے بیٹو بیشک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو الدِّیْنِ فَلَا تَتَوَشَّوْا اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۱۳۲ اَمْ

دین سو تم ہرگز نہ مرنے مگر مسلمان کیا كُنْتُمْ شٰهِدًا اَمْ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ

تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت ۱۳۲ ۱۳۱ جب کہا

مَنْزِلًا

کر گیا ہے دنیا کی چند روزہ زندگی میں دینیوی رزق سے فائدہ اٹھانے کا موقع دوں گا۔ فنیہ سبحانہ و تعالیٰ علی ان الرزق رحمة دنیویہ تعہ المؤمن والکافر بخلاف الامامة والتقدم فی الدین (بیضاوی ص ۲) نعم اَصْطَفٰ کَآلِیْ عَدٰی النَّاۡدِ لٰکِن اٰخِرَت میں کافر کو جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اب آگے اپنے لئے دعا مانگتے ہیں ۱۳۱ وَلَآ اِذْ یَرْفَعُ رَاۡدُ قَالِ اِبْرٰهٖمَ پرمعطوف ہے اور اذ کا عامل یَقُوْلٰتِ ہے جو رَبَّنَا نَعْبُکَ مِنَّا سے پہلے محذوف ہے (روح مستحکم ۱) و یجوز ان یکون القول لمن وف هو العاقل فی اذ (بحر مستحکم ۳۸) قواعد کی جمع ہے جس کے معنی بنیاد کے ہیں۔ اسمعیل کا معطف ابراہیم پر ہے یعنی جب دونوں باپ بیٹا بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو اس وقت دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! محض اپنے فضل و رحمت سے ہمارے اعمال قبول فرما۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ انت ضمیر فضل اور خبر کا معرف ہونا حصہ بر دلالت کرتا ہے اور جملہ کا اسمیہ اولان سے مؤکد ہونا دونوں بزرگوں کی قوت یقین اور پختگی ایمان کو ظاہر کرتا ہے یعنی بیشک یقیناً صرف تو ہی ہماری دعا کو قبول کرنے والا اور ہماری نیتوں کو جاننے والا ہے۔ ۱۳۲ مُسْلِمٰتِمْ لَکَ۔ اَسْلَمَ وَجْهَہٗ سے ماخوذ ہے۔ ای مخلصین موحّدین للہ

وَرَفَعَهُ عَنِ الْإِسْلَامِ لَا تَعْبُدُ إِلَّا إِلَٰهَكَ (کبیر ص ۱۶) یعنی ہمیں مزید اخلاص نصیب فرما اور اپنی توحید اور خالص عبادت پر شہادت دو امام غنایت کر کہ ہمیشہ دل و جان اور زبان سے نفع اور نقصان میں تجھے ہی پکاریں اور مالی، بدنی اور زبانی عبادتیں تیری ہی بجا لائیں۔ یعنی ہمیں صفتِ اخلاص اپنی توحید، اور خالص عبادت پر قائم رکھ۔ وَهِيَ ذُرِّيَّتُنَا كَاعْطَافِ جَعَلْنَا فِي ضَمِيرِ مَفْعُولٍ بِمَنْ مَطْلَبُ يَدُ كَهَارِي اَوْلَادِيْنَ هِيَ هَيْثُ اَبَا اِسْمِ جَمَاعَتٍ بِقَرَارِ هُوَ تَوْحِيدُ كِي پابند ہو، صرف تیری ہی عبادت کرے اور صرف تجھے ہی پکائے، توحید کی اشاعت کرے اور شرک سے روکے وَ اَرَدْنَا مَنَّا لِيَسْكُنَا۔ یہاں ارادت بمعنی تعلیم ہے اور مناسک سے مراد احکام شریعت اور امورِ شریعت ہیں۔ عَلِمْنَا وَعَرَفْنَا... شَرَّائِعَ دِينِنَا وَ اَعْلَامَ حُجَّتِنَا (محالہ ص ۱۶) یعنی ہمیں حکم شریعت اور امورِ تعلیم فرما وَ تَبَّ عَلَيْنَا هِيَ اَوْلَادِيْنَ تَوْحِيدِ هُوَ اَوْلَادِيْنَ تَوْحِيدِ هُوَ اَوْلَادِيْنَ تَوْحِيدِ ہوں سے ہوتی ہے بلکہ یہ توبہ خواصِ لخواص کی ہے جس کا مقصد درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دعا والہا ہوتا ہے۔ وَ تَوْحِيدُ خَوَاصِ لِحَوَاصِ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَ التَّرَقُّى فِي الْمَقَامَاتِ (روح ص ۱۵) اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کیونکہ توبہ قبول کرنے والا اور اپنی رحمت کے سایہ میں لینے والا تو ہی توبے۔ اب آگے دوسری یعنی روحانی دعا کا ذکر ہے۔ ۱۵۴۸ ھ ضمیمہ کا مرجع اَصْلُهُ مُسْلِمَةٌ ہے رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ہاں بھی ہم کا مرجع اَصْلُهُ مُسْلِمَةٌ ہے اور اَصْلُهُ مُسْلِمَةٌ کے ساتھ ذُرِّيَّتُنَا کی قید لگائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کی اولاد میں جو امت مسلمہ ہو ان میں سے ایک رسول پر پکا کرنا یہ دعا پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ذُرِّيَّتُنَا میں نہ اسے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ہر ایک کے لئے کوئی وقت یہی دونوں والے موجود تھے۔ مِّنْهُمْ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ امت مسلمہ چونکہ انسان ہیں، خاکی ہیں، بشر اور بنی آدم ہیں لہذا ان میں سے جو رسول پیدا ہوگا وہ بھی انسان اور بشر ہی ہوگا نہ کہ کسی اور جنس اور نوع کا ہوگا۔ آگے اس رسول کی چند صفات بیان کی ہیں۔

پہلی صفت۔ يَكُنُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتُكَ وَہ انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کے الفاظ بلا کم و کاست ان تک پہنچائے۔ وَ سِرِّيْ وَ سِرِّيْ صِفَتِ ۱۔ وَ عَلَيْكَ ھُوَ اَلْكِتٰبُ وَ الْحِكْمَةُ ۱ ان کو کتابِ حکمت سکھائے۔ کتاب سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے الفاظ انہیں سمجھائے، ادا لے الفاظ کی کیفیت بتائے، اس کی آیات کے مطالبے معانی اور حقائق و اسرار سے آگاہ کرے۔ حَبَانِ يَفْهَمُ ھُوَ الْفَاظُ وَ يَبِيْنُ لَھُمْ كَيْفِيَّةَ اِدَاۃٍ وَ يَوْفُقُ ھُمْ عَلٰی حَقَائِقِهَا وَ اَسْرَارِهَا (روح ص ۱۵) اور حکمت سے مراد سنت اور احکام شریعت کی تشریح و تبیین ہے۔ وَ قَالَ فَتَقَاتِلُ الْحَكْمَةَ السُّلْطَةَ وَ بَيَانَ النَّبِيِّ لَشَرِّائِعِ (قرطبی ص ۱۳۲) بحرف ص ۱۵) یعنی اللہ کی کتاب کے احکام کی خدا کا پیغمبر ہونے کی تشریح و تفسیر کرے گا یا ان احکام کی کیفیت تعمیل بتائے گا حکمت سے یہ سب کچھ مراد ہے اولیٰ ہی اصطلاح شریعت میں سنت کہا جاتا ہے اس کی مزید تشریح رکوع ۸ میں آئے گی۔ وَ يَكُنُوْا عَلَيْكَ ھُوَ سِرِّيْ وَ سِرِّيْ صِفَتِ ۱ یعنی وہ پیغمبر انہیں کفر و شرک کی نجاستوں، بدلی کی آرائشوں اور بد خالق کی آلودگیوں سے پاک و صاف کرے۔ ۱۵۴۹ یقیناً تو ہی سب پر غالب اور حکمت کو جاننے والا ہے تجھے کسی دعا کے رد و قبول پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور ہر دعا کا رد و قبول بھی تیری حکمت کے عین مطابق ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوا۔ اس دعا کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے سامنے حضور علیہ السلام کی صداقت پر بطور دلیل پیش کیا کہ یہی وہ پیغمبر ہے جس کے ظہور کے لئے تمہارے روحانی اور جسمانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ اور اس کی لائی ہوئی دعوتِ توحید کو مانو کیونکہ یہ دعوت بھی وہی ہے جو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے سامنے پیش کی اور مرتے وقت اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ ۱۵۵۰ رغب کا صلہ جب عن آتا ہے تو اس کے معنی اعراض کے ہوتے ہیں۔ سَفِيْہَ نَفْسِہٖ طے معنی ہیں جعلھا مہانۃ ذلیلۃ (روح ص ۱۵) یعنی جس نے اپنے آپ کو شرک و بدعت کی وجہ سے ذلیل و خوار کر رکھا ہو۔ اور با اس کے معنی ہیں خصوفصلہ (محرم ص ۱۵) معالہ ص ۱۵) یعنی جس نے اپنے آپ کو شرک کی وجہ سے خسار میں ڈال رکھا ہو یا اس کے معنی حق رائیہ کے ہیں (ایضاً) یعنی جس کی رائے حقائق ہمارے وہ ہے و قوف ہو مطلب یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمی تو سرِ مظلومین و توحید سے لبریز ہے اور اس کے تمام احکام عقل و فطرت کے مطابق ہیں اس لئے ایسی ملت سے صرف وہی اعراض کر سکتا ہے جو شرک میں ڈوبا ہوا ہو یا جس کی عقل میں فتور ہو۔ وَلَقَدْ اَصْطَفَيْنَاكَ فِي الدُّنْيَا اِسی ملت و وحدت اور دینِ توحید کی پیروی کی بنا پر تو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں سب کی پیشوائی کے لئے منتخب کیا تھا وَ اَنَّكَ فِي الْاٰخِرَةِ لَكُنِ الصّٰلِحِيْنَ ۱ ہ صالح فی الآخرۃ کے معنی ہیں کامیاب اور فائز المرام۔ الصالح فی الآخرۃ ھُوَ الْفَاخِرُ (قرطبی ص ۱۳۲) ملتِ ابراہیمی ایک ایسی چیز ہے جس کے انبیا کی ذمہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کمالات دنیویہ اور مقاصدِ آخریہ حاصل ہوئے لہذا ایسی ملت سے اعراض کرنے والا شخص یقیناً سرِ مظلوم اور مظلوم ہے۔ امام قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کو چھوڑ کر یہودیت و نصرانیت اختیار کی۔ (قرطبی ص ۱۳۲) اور اپنے بزرگوں کو خدا کا شریک و نائب ٹھہرایا اور انہیں حاجات میں غائبانہ پکارنے لگے۔ نیز ان مشرکوں کا رد ہے جنہوں نے ابراہیمی ہونے کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ اللہ کی توحید سے بغاوت کی اور اس کے ساتھ شرک کیا (ابن کثیر ص ۱۶) اب آگے ملتِ ابراہیمی کی امتیازی خصوصیت اور اس کے خصوصی وصف یعنی توحید کا بیان ہے۔ ۱۵۵۱ اِذْ کَانَ اِلٰہُ اَصْطَفَيْنَاکَ اَسْلٰمًا مِّنْ دُوْنِہٖ ہے جس کے معنی تفویض اور حوالے کرنے کے ہیں جیسے اُسلم و جہلہ یہاں بھی اس لفظ کا معنی یہی ہے یعنی اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرنے اور بالکل اسی کا ہوجا۔ اسی سے امیدیں وابستہ رکھ، اسی سے مانگ، اُسی کو پکارا اور اسی پر بھروسہ کر۔ معنایہ اُسلم نفسک الی اللہ تعالیٰ و فوض امرک الیہ (خازن ص ۱۶) بعض نے اس کے معنی اخلاص کے لئے ہیں یعنی خالص اللہ کی عبادت کر اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر اور اپنی عبادت کو شرک سے بچا کر رکھ۔ اَخْلَصَ دِيْنُکَ وَ عِبَادَتُکَ لِلّٰہِ وَ اَجْعَلْہَا سَلِیْمَۃً (خازن ص ۱۶) قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بلا تامل اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور فوراً مکمل طاعت و انقیاد اور کامل فرمانبرداری کا اقرار کیا کہ میں نے اپنے آپ کو ربِّ العالمین کے سپرد کیا اور اس کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی اور ہمیشہ اسی توحید اور خالص عبادت پر کمر بستہ رہنے کا اعتراف کیا۔ ۱۵۵۲ ہما کی ضمیر کا مرجع ملت ہے اول یعقوب کا عطف ابراہیم پر ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جو سب کے جدِ اعلیٰ ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے جدِ اعلیٰ ہیں ان دونوں حضرات نے بوقت وفات اپنی اپنی اولاد کو ملتِ توحید پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی اِنَّ اللّٰہَ اَصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ ۱ نیز انہوں نے اپنی اپنی اولاد کو یہی بتایا کہ اللہ نے تمہارے واسطے دینِ اسلام کو منتخب اور پسند فرمایا ہے۔ فَلَا تَمُوْنَنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۱ لہذا تم تمہارے دینِ اسلام اور ملتِ توحید پر قائم رہنا اور اللہ کی عبادت میں کسی کو اس کا شریک نہ بنانا۔ لہذا یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب اپنے اسلاف کر لیا اور با، واصلہ کا حال سن لو کہ وہ توحید کے کس قد پابند و مشرک سے کس قدر متفرق تھے کہ موت کے وقت بھی توحید کو نہ بھولے اور اپنی اولاد کو مرتے دم تک توحید پر قائم رہنے کی وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ تمہارا بھی دعویٰ ہے کہ تم ان بزرگوں کو مانے ہو مگر تم نے اس توحید کو چھوڑ دیا جس کے وہ قائل تھے اور خود انہیں بزرگوں کو خدا کے نائب اور شریک بنا کر پوجنے اور پکارنے لگے لہذا اس شرک کو چھوڑو اور میرے پیغمبر کے پیش کردہ دعویٰ توحید کو مانو کیونکہ یہی توحید تمہارے باپ دادوں کی وراثت ہے۔ ۱۵۵۳ یہودیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تو اپنی اولاد کو یہودیت پر رہنے کی وصیت فرمائی تھی اس لئے ہم ان کی وصیت کو چھوڑ کر دینِ اسلام کو کس طرح قبول کریں؟ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَسْتُ تَعْلَمُ اَنَّ یَعْقُوْبَ لَہَا مَاتِ اَوْ مَاتِ بَعْنِیْہُ بِالْیَہودِیَّةِ (روح ص ۱۵) جامع ص ۱۵) تو ان یہودیوں کے کذب و افراء کے میں یہ آیت نازل ہوئی یہاں اَصْرٌ مِّنْ قَطْعِہٖ ہے معنی بُلْ اَمْرٌ اَمِیہ و استفہام ان کا یہی مطلب ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ حضرت

فی اذا اولی معنی الشہادۃ و اذا الثانیۃ بدل من الاولی۔
(قرطبی ص ۲۸۷) معنی کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب فوت
وفات اپنی اولاد سے امتحاناً پوچھ رہے تھے کہ تم میری موت کے بعد کسی کی پوجا کر رہے۔
۲۵۵ اِلٰہَا قَاحِدًا۔ اِلٰہَکَ سے بدل ہے جو تاکید اور احتمالاً عقد
کو قطع کرنے کے لئے لایا گیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے سعادۃ مند
فرزندوں نے بیک زبان جواب دیا کہ ہم تو اسی خدا کے واحد کی عبادت
کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور جو آپ کے آباء گرام حضرت ابراہیم
اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام کا معبود ہے۔ وَحَسْبُ لَکَ
مَسَلُونٌ۔ اور ہم مرتے دم تک اسی کی مطیع فرمان اور منقاد رہیں گے اور
اسی کی خالص عبادت کریں گے اور اس کی عبادت اور پکاریں، اس کی
نذر و منت میں کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔ یہودیوں اب بتاؤ
تم تو کہتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہودیت کی وصیت کی تھی
حالانکہ تم اپنی طرح جانتے ہو کہ انہوں نے مرتے وقت اپنی اولاد سے اسلام اور
توحید پر قائم رہنے کا عہد اقرار لیا تھا۔ **۲۵۶** رِیَافَ سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام اور ان کی اولاد کی طرف اشارہ ہے یہود و نصاریٰ اور شرکین
کو اپنے بزرگوں پر ناز تھا اور وہ اپنی صاحبزادی کے عز و میں مسرور تھے اور
کہتے تھے کہ اچھا اگر ہم بدکار رہیں تو کیا ہوا ہمارے آباء و اجداد تو نیک اور
توحید پرست تھے جب وہ جنت میں جائیں گے تو ہم بھی ان کے طفیل
بخش دیئے جائیں گے اور یہیں بھی جنت میں جگہ مل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے
اس کا غرض جن جواب دیا کہ وہ جماعت کو گمراہ چکی اور ان کے کمالات بھی
ان کے ساتھ ہی گئے۔ لَہَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ان کا
کیا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے آگے۔ لہذا دل سے یہ بات
نکال ڈالو کہ ان کے نیک اعمال کی بدولت تم بھی جنت میں چلے جاؤ گے۔
مومن اس نسب سے نہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ان جیسے اعمال
کرو گے تو اس سے یقیناً نفع پائے گے۔ بعینہ یہی حال ان کل کے بعض گدی
نشینوں کا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور ناز سے کہتے
ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد بہت نیک اور اللہ کے پیارے تھے۔ وَلَا تَسْکُنُوْنَ
عَمَّا کَانُوا یَعْمَلُوْنَ۔ اور تم سے ان کے اعمال کا حساب نہیں مانگا
جائے گا۔ بلکہ تم سے تمہارے لئے اعمال کی پیش ہوگی۔ توحید و رسالت

94

الحمد لله

اور ہم اسی پروردگار کے فرما پر وارد ہیں سو اگر وہ بھی ایمان لادیں بس طرح پر ہم ایمان لائے

منزل ۱

کودھوں سے دھلک اور واضح کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے بعض غلط نظریات کی تردید کی ہے۔ **۱۵۸ شکوہ**۔ باوجود اس کے کہ یہود و نصاریٰ کے آباء و اجداد جمع کا ذکر اور کیا جا چکا ہے وہ سب کے سب دین اسلام اور ملتِ نو حید کے پابند تھے لیکن یہ خود بھی شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں اور خود بھی شرک کا نہ عقائد کو عین ہدایت تصور کرتے ہیں چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ تم یہودی بن جاؤ اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھو اور نصاریٰ کہتے تھے کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا نائب اور نجات دہندہ سمجھو تو انہیں راہِ ہدایت مل جائے گی۔ **۱۵۹ جواب شکوہ**۔ صلّٰہ منسوب ہے اور اس کا عامل منتبع محذوف ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی آپ انہیں جواب دیں کہ تم یہودیت اور نصاریت قبول نہیں کر سکتے بلکہ تم قومِ ابراہیمی کی پابندی کریں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دینِ توحید کی پیروی کریں گے جو باطل اور شرک کا ادیان سے گمراہ کش اور دور تھے۔ وَمَا كَانَتْ مِنَ الْإِثْمِ كِرِينَ۔ یہ دینی یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تو مشرک و بت پرست ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک سے دور تھے لہذا تم تو اپنی پیروی کریں گے۔ یہ ان جوڑے مدعیانِ ابراہیمیت کے لئے نازیبا نہ عبرت ہے جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک کو دین بنایا ہوا تھا اور نہ لوگوں کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھ کر انہیں پکارتے تھے۔ وَالْمُتَقَرِّفُ التَّعَرُّضُ يَاهَلَّ لَكُنَّاب

کبھی جانتے ہیں۔ اور آپ کے خدوص اور طہارت باطن سے بھی واقف ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیاری اور عند اللہ مقبول تھا۔ اور وہ ہدایت یافتہ تھے۔ کیونکہ یہودیوں و نصاریٰ اور مشرکین کا ہدایت یافتہ ہونا ان جیسا ایمان لانے پر موقوف کیا گیا ہے۔ ۳۶۲ یہ منسوب ہے اور اس کا عامل محذوف ہے۔ مَوَلُوْا اُمَّتَکِیْ مَنَاسِبَتِ سَہِیْا قَبِلْنَا کُوْحَدَث مَاسَا زِیَادَہ مَوَزُوْلَہ۔ اے قبلنا جبکہ اللہ اور صِبْحَہ اللہ سے مراد دین توحید اور ملت حق ہے۔ نصرانی اپنے بچوں اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والوں کو ایک خاص قسم کے زور و زنج میں پھنک دیتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اب یہ پاکیزہ اور پاک نصرانی بن گیا ہے اور گناہوں سے پاک ہو گیا ہے اس فعل کو وہ پیشہ کہتے ہیں تو اس کے جواب میں مسلمانوں کو ارشاد ہوا کہ تم کہو کہ تم نے تو اللہ کے دین اور اس کی توحید کا رنگ قبول کر لیا ہے جس سے ہر قسم کی نجاست دور ہو جاتی ہے۔ ۳۶۳ یہاں استفہام انکار کے لئے ہے یعنی اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ چھان نہیں اللہ کا رنگ تو اسلام اور توحید کا رنگ ہے۔ جسے قبول کر لینے سے ظاہر دہاٹن طاهر و طیب ہو جاتا ہے۔ اور اس مقصودی اور بنا دینی رنگ میں یہ خوبی کہاں؟

وَسَخْنُکَ عَابِدُوْنَہ ہم نے اللہ کے دین اور توحید کے رنگ کو قبول کر لیا ہے۔ اس لئے ہم تو ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ہی کے لیے بجا لائیں گے تمام مالی، بدنی اور ذہنی عبادتیں اسی کے ساتھ مخصوص کریں گے۔ اسی کی تدبیر منتیں دیں گے۔ اسی کے سامنے ہجرہ کریں گے۔ اور اسی کو پکاریں گے۔ یہ جہادِ باطن کا خلاصہ اور مقصود ہے۔ ۳۶۴ یہ خطاب یہودیوں و نصاریٰ سے ہے اور فی اللہ میں معاف محذوف ہے۔ اے فی دینہ اور القرب منہ (قرطبی رحمہ اللہ) حضرت شیخ نے فرمایا یعنی تم ہم سے اللہ کے دین اور اس کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہو کہ اللہ کا سچا دین یہودیت اور نصرانیت ہے اور حضرت خیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے نائب اور مختار اور معرفت ملنے بفرمادہ تھے نہیں ہو سکتا۔ نیز چونکہ اللہ کے محبوب اور چنے ہوئے ہیں اس لئے ہم ان سے زیادہ قریب ہیں خالو الخ۔ اے اللہ! مولا! مولا! اے اللہ! احباب! (قرطبی رحمہ اللہ) وَهُوَ رَبُّکُمْ وَرَبُّ کُمْ۔ لیکن یہ تمہارا بھگڑا بالکل لغو ہے۔ اس لئے کہ جس طرح وہ تمہارا رب ہے اسی طرح وہ ہمارا رب ہے۔ ہمارا تمہارا پروردگار اور آقا وہی ہے، اس کے سوا کوئی آقا اور داتا نہیں اور اس کی ربوبیت کسی قوم اور قبیلے کے ساتھ مخصوص بھی نہیں ہے۔ لَسْنَا اَعْمَالًا لَّنَا وَلَکُمْ اَعْمَالٌ لَّکُمْ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ خدا کا قرب تو انسان کو اس کے اعمال کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس کے اعمال شرک اور مریہ سے پاک ہوں گے تو قبول ہوں گے۔ اور اسے قرب خداوندی حاصل ہوگا۔ اور اگر اس کے اعمال شرک کی نجاست سے آلودہ ہوں گے تو وہ راندہ درگاہ ہوگا اور سیدھا جہنم میں لے جایا جائے گا وَسَخْنُکَ مَخْلُصُوْنَ اس لیے ہم تو اپنے اعمال کو نفع خدا کی ضمانت کے لیے بجالانے میں اور ان کو شرک اور مریہ کاری سے پاک رکھتے ہیں۔ قال سعید بن جبیر الخ لا تَقْرَؤُا فِی دِیْنِہٖ وَلَا فِی دِیْنِہٖ اِذَا فِی حِلِّہٖ مَقْصُوْدِیْہِ۔ یہاں تین مقصودی جملے کے بعد ویسے آئے ہیں۔ یعنی خَنْکَہ مَسْمُوْمُوْنَہ اور خَنْکَہ عَابِدُوْنَہ اور خَنْکَہ مَخْلُصُوْنَہ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس بات کا اعلان کرو کہ ایمان تو ہم تمام پیغمبروں پر لائے ہیں اور سب کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ لیکن جھکیں گے صرف اللہ کے آگے اور عبادت بھی صرف اسی ہی کی کریں گے اور پکاریں گے بھی خالصاً صرف اسی ہی کو ان کاہوں

۱۔ اعمال کی تدبیر
۲۔ جہادِ باطن کا خلاصہ
۳۔ ہمارا تمہارا پروردگار اور آقا وہی ہے
۴۔ لیکن یہ تمہارا بھگڑا بالکل لغو ہے
۵۔ ہمارا تمہارا پروردگار اور آقا وہی ہے
۶۔ اس کے سوا کوئی آقا اور داتا نہیں
۷۔ اور اس کی ربوبیت کسی قوم اور قبیلے کے ساتھ مخصوص بھی نہیں ہے
۸۔ لَسْنَا اَعْمَالًا لَّنَا وَلَکُمْ اَعْمَالٌ لَّکُمْ
۹۔ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ
۱۰۔ خدا کا قرب تو انسان کو اس کے اعمال کے مطابق حاصل ہوتا ہے
۱۱۔ اگر اس کے اعمال شرک اور مریہ سے پاک ہوں گے تو قبول ہوں گے
۱۲۔ اور اسے قرب خداوندی حاصل ہوگا
۱۳۔ اور اگر اس کے اعمال شرک کی نجاست سے آلودہ ہوں گے تو وہ راندہ درگاہ ہوگا
۱۴۔ اور سیدھا جہنم میں لے جایا جائے گا
۱۵۔ وَسَخْنُکَ مَخْلُصُوْنَ
۱۶۔ اس لیے ہم تو اپنے اعمال کو نفع خدا کی ضمانت کے لیے بجالانے میں
۱۷۔ اور ان کو شرک اور مریہ کاری سے پاک رکھتے ہیں
۱۸۔ قال سعید بن جبیر الخ لا تَقْرَؤُا فِی دِیْنِہٖ وَلَا فِی دِیْنِہٖ اِذَا فِی حِلِّہٖ مَقْصُوْدِیْہِ
۱۹۔ یہاں تین مقصودی جملے کے بعد ویسے آئے ہیں
۲۰۔ یعنی خَنْکَہ مَسْمُوْمُوْنَہ اور خَنْکَہ عَابِدُوْنَہ اور خَنْکَہ مَخْلُصُوْنَہ
۲۱۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس بات کا اعلان کرو کہ ایمان تو ہم تمام پیغمبروں پر لائے ہیں
۲۲۔ اور سب کی نبوت کا اقرار کیا ہے
۲۳۔ لیکن جھکیں گے صرف اللہ کے آگے اور عبادت بھی صرف اسی ہی کی کریں گے
۲۴۔ اور پکاریں گے بھی خالصاً صرف اسی ہی کو ان کاہوں

سَيَقُولُ السُّفَهَاۗءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلٰہُمْ عَنْ قِبَلَتِہُمْ اَبَکَبِیْنَ گے بیوقوف ۱۔ لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے اَلَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْہَا قُلُوبُ اللّٰہِ الْمَشْرِیْقِ وَالْمَغْرِبِ ط جس پر وہ تھے ۲۔ تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب ۳۔ یٰہٰدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۱۳۲ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شٰہِدًا عَلٰی النَّاسِ کیا ہم نے تم کو امت مستدل ۴۔ تاکہ ہو تم گواہ ۵۔ لوگوں پر وَیَکُوْنِ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شٰہِیْدًا ط و مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْہَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا ۶۔ مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا الرَّسُوْلُ فَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقْبِیْہِ وَاِنْ کَانَتْ رَسُوْلًا اور کون پھر جائے گا ۷۔ اٹھ پاؤں سے ۸۔ اور بے شک یہ بات لَکَبِیْرًا اِلَّا عَلٰی الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰہُ ط و مَا کَانَ اللّٰہُ بَہَارِیْ ہُوْنِی مَکْرَانَ پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں لَیْضِیْعَ اٰیٰتِہُمْ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَکَرُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۱۳۳ کہ ضائع کرے تمہارا ایمان ۹۔ بیشک اللہ ۱۰۔ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے قَدْ تَرٰی تَقَلُّبَ وَجْہِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیْکَ قِبْلَۃً بیشک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف ۱۱۔ سوالیہ پھر گئے ہم تجھ کو جس قبلہ تَرٰہَا ص قَوْلٍ وَجْہَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحِیْثُ کی طرف تو راہی ہے ۱۲۔ اب پھر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے ۱۳۔ اور جس جگہ

منزل

موضع قرآن حضرت جب مکہ سے مدینہ آئے ایک سو برس نماز پڑھتی بیت المقدس کی طرف پھر حکم آیا کہ پھر کعبہ کی طرف تب یہودیوں اور بعض کپے مسلمان ان کے پہلے سے شیعہ گئے والے کہ وہ قبلہ تھا سب نبیوں کا اس کا چھوڑنا نشان بنی کا نہیں اللہ تعالیٰ نے آگے ہی فرمایا کہ لوگ کہیں گے یا یعنی جڑیں ان دونوں باتوں میں دیکھا کہ تمہارے پاس ہے پوری بات اور مخالفوں کے پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو اور یہودی اور نصاریٰ کسی کو نہیں دیکھا یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے کہ اگر ہم کے وقت سے مقرر ہوا ہے۔ اگر ہم مشہور ہے سب سے زیادہ یہودی اور نصاریٰ کا قبلہ بھیجے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات میں تم پورے ہو اور امتیں ناقص ان کو حاجت ہو کہ تم بتاؤ اور تم کو حاجت نہیں کہ کوئی تجاویز یعنی تمہارا قبلہ اگر ہم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے اور چند روز بیت المقدس ٹھہرایا۔ ایمان آئے تو اور اس میں جو لوگ ایمان برقامت آئے ان کو پورا دیا ہے۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی اپنے در سابق علم الہی مقرر شد آیت کہ قبلہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ یا شد و توجہ بہ بیت المقدس یک چند بنا بر حکمت امتیاست ۱۴

میں کسی پیغمبر کو اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ ۲۶۵ جب یہود و نصاریٰ کو ہر طرح کے دلائل سے الجواب کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اگر توحید و عبادتِ واحدیت ہے تو ہم کو حد میں سادہ اگر اتباع معیار حق ہے تو ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے اور ان کے پیغام توحید کو ماننے ہیں۔ مگر جب ان سے اس کا کوئی جواب نہ مل سکا تو انھوں نے یہ غلطی یہ کہیں شروع کر دیا کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے مذہب پر تھے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ سب یہودی تھے اور نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ سب نصرانی تھے تو اللہ تعالیٰ نے بطور ترجمہ فرمایا کہ کیا اب تم یہ کہتے ہو کہ تمام انبیاء علیہم السلام انہما سے مذہب پر تھے اور تمہاری طرح عباداً بالشرک تھے۔ کُلُّكُمْ أَكْفَرُ مِنَ اللَّهِ **جواب شکوہ** کیا ان انبیاء کے دین اور مذہب کو تم خدا سے زیادہ جانتے ہو، ظاہر ہے کہ اللہ کا علم تم سے زیادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پہلے واضح طور پر بیان فرمادیا ہے کہ ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین دین اسلام تھا اور وہ سب کے سب توحید پر قائم تھے۔ اور شرک نہیں تھے۔ ۲۶۶ یہ اہل کتاب کے لیے ترجمہ اور شکوہ کا جواب بھی ہے۔ استفہام انکار کے لیے ہے اور شہادت سے اللہ تعالیٰ کی وہ شہادت مراد ہے جو تورات اور انجیل میں موجود ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید پر تھے اور مذہب بالحد سے کوسوں دور تھے۔ شہادۃ التوحید والاعمال علی الانبیاء کا عنوان علی التوحید والاحتیاف (کبیر ص ۱۷۷) یعنی سب سے بڑا عالم وہ ہے جس نے اللہ کی اس شہادت کو چھپایا جو اس کے پاس موجود ہے جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے کیا۔ ان کے پاس تورات و انجیل میں انبیائے کرام کے توحید پرست ہونے کی شہادت موجود تھی لیکن اس کے باوجود انھوں نے ان کو یہودی اور نصرانی ظاہر کیا۔ ۲۶۷ یہ ان کے لیے وعیدِ شریک ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اعمال سے سنجے نہیں، انبیائے کرام پر تمہارے غلط اقراءت اور خدا کی شہادت کا کٹنا اور تمہارے دوسرے اعمال اس کی نظر میں ہیں وہ تمہیں اس کی پوری پوری سزا دے گا۔ ۲۶۸ یہود اور نصاریٰ کے دلوں میں اپنے آباؤ اجداد پر غرور و مضبوطی سے بیٹھ چکا تھا۔ اور وہ اپنی نجات کے لیے جس اپنا سلاف ہمہ اعمال کو کافی سمجھتے تھے اس لیے ان کے اس بے فائدہ فکر کو توڑنے کے لیے اور انھیں اس غلط خیال کے بد انجام سے ڈرانے کے لیے اس آیت کا اعادہ کیا گیا تاکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے تقدیر کے تحت استحقاق فی الطباع من الافتخار بآباء والاولاد علیہم (سردر ص ۱۷۷)۔

یہاں تک تو توحید و رسالت کے نقلی دلائل کا بیان تھا اب آئے رسالت کے متعلق یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے بعض شہادت کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلا شبہ جب آپ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ناز پر تھکتے تھے۔ سولہ یا سترہ ماہ بعد آپ کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل گیا۔ تحویل قبلہ کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بطور پیش گوئی آپ کو بتا دیا کہ مستقبل قریب میں جب آپ کو تحویل قبلہ کا حکم ملے گا اس وقت احمق اور بوقوف لوگ اس بات پر اعتراض کریں گے کوئی کہے گا کہ اس نے بیت المقدس کو جو تمام انبیاء کا قبلہ تھا چھوڑ دیا ہے اس لیے یہ پیغمبر نہیں، کوئی کہے گا کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کا رخ کیا ہے شاید وطن کی یاد دے سٹایا ہے اور دیکھو عنقریب مدینہ چھوڑ کر مکہ واپس آئے والے عرض جتنے منافی باتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ یا اعتراض کا جواب دیا ہے ۲۶۹ **یَقُولُ** کو بعض مفسرین نے ماضی کے معنوں میں لیا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ آیت تحویل قبلہ کے بعد نازل ہوئی لیکن چہرہ مفسرین کی رائے یہ ہے کہ سَيَقُولُ مستقبل کے لیے ہے اور یہ آیت تحویل قبلہ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے بے وقوفوں کے اعتراض کی پہلے ہی آپ کو اطلاع دے دی تھی۔ سَيَقُولُ ظاہر فی الاستقبال وانہ اخبار من اللہ تعالیٰ خبیثہ صلے اللہ علیہ وسلم وانہ یصد منہوہذا القول فی المستقبل ہذا لذلک قبل ان یومروا باستقبال الکعبۃ (محرر ص ۱۷۷) السفہاء سے بعض نے یہود مولے ہیں۔ اور بعض نے مشرکین مکہ اور بعض نے منافقین۔ لیکن لفظ اپنے عوم کے لحاظ سے سب کو شامل ہے اس لیے اسے عوم پر محمول کرنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ یہ دشمن تھے تحویل قبلہ کی آہیں موقع پاکر رہے اعتراضات کی تھے۔ اور ما استقامتہم اور استفہام طر اور استہزا کے لیے ہے۔ مَا وَكَلَهُمْ عَنْ قَبْلَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَأَبْهَتُوا الْفَلَاحِیْنَ (قرطبی مثلاً ۲) قبلتہم سے مراد بیت المقدس ہے جو پہلے مسلمانوں کا قبلہ تھا یعنی کم عقل اور احمق لوگ اعتراض کریں گے۔ اور بطور طنز کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اپنے پہلے قبلہ کے چیرنے سے ہڈیاں پلٹ گئیں یعنی ایک لہر تو یہ شخص پہلے انبیاء کے اتباع کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسری طرف انبیاء کا قبلہ چھوڑ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور اس پر حق مشتبہ ہو گیا ہے۔ ان کے اس اعتراض کے اللہ تعالیٰ نے ہمارا جواب دینے ہیں۔ و اجمالی اور دو تفصیلی۔ اس اعتراض کے جوابات کا سلسلہ انیسویں رکوع میں دَاوْلَتُکُمْ هُمْ اَلْمُؤْتَدُونَ تک چلا گیا ہے۔ ۲۷۰ پہلا اجمالی جواب یعنی تمام ستیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اور کسی سمت میں کوئی تقدس نہیں رکھا ہوا۔ وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے دے۔ اور ہم تو حکم کے بندے ہیں پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تو اب دوسرے منہ کر کے نازیں پڑھتے رہے اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ملا ہے تو اس حکم کی تعمیل کریں گے کیونکہ اس کے احکام کی تعمیل ہی اصل ہدایت ہے۔ یَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کا حکم سیدھی راہ ہے ۲۷۱ مفسرین نے کن اللہ کو تشبیہ کیلئے قرار دیا ہے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ کن اللہ بیاب تشبیہ متعارف کے لیے نہیں بلکہ تشبیہ اور مشبہ بہ مقدر ملنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بیان کمال کے لیے ہے۔ وسط کے معنی خیال اور بہتر کے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اس طرح کہنے کو بہتر سے اور خیر امت بنا دیا ہے یعنی یہ ہمارا کمال ہے اسی طرح اور بھی کئی جگہوں میں کان تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ بیان کمال کیلئے ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَكَذَلِكَ مَنَّا لَمُؤْتَدُونَ عَرَبِيًّا دَرَجَةً ۵) یعنی قرآن کو ایسا حکم عربی بنانا ہمارا کمال ہے۔ چونکہ دنیا کی رہنمائی اور پیشوائی تمہارے سپرد ہونے والی ہے اس لیے کعبہ کو جو جغرافیائی اعتبار سے ساری دنیا کے سینٹر میں واقع ہے تمہارا مرکز بنا دیا ہے۔ ۲۷۲ یہ مرکزیت تمہیں اس نے عطا کی ہے تاکہ میرا پیغمبر کو میری توحید بتائے۔ اور میرے احکام سے تم کو آگاہ کرے اور تم دوسرے لوگوں کو توحید بتاؤ اور ان تک میرے احکام پہنچاؤ۔ اس میں خطاب صحابہ کرام سے ہے۔ اور شہداء و شہید کی جمع ہے۔ جو شہادت مانو ہے۔ جن کے معنی میں بیان کرنا اس نے شہید اور اسی طرح شاہد کے معنی ہوں گے اللہ کی توحید بیان کرنے والا اور راہ حق بتانوالا۔ جیسا کہ علامہ ابن معنی نے لکھا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا لِلَّهِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ (رحمہ ص ۱۷۷) یعنی آپ کو ہم نے توحید بیان کرنے والا بنا کر بھیجا اسی طرح سورہ مائدہ میں وَكَانُوا عَلَیْہِ شَهِيدًا اَع کے تحت علامہ موصوف لکھتے ہیں رقبہ لعلیابدل (حاشیہ ص ۱۷۷) یعنی ملایہ و تورات کے محافظ تھے کہ اس میں تبدیلی نہ ہونے پائے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے سورہ مزمل میں شَهِيدًا کا ترجمہ بتائے والا لکھا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ اَلَيْكُمْ دُسُوْلًا شَهِيدًا عَلَیْکُمْ (م نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا ہمارا۔ شاہ عبدالقادر) لیکن شرک پسند اور بدعت نواز مولوی کہتے ہیں کہ یہاں شہید کے معنی گواہ کے ہیں اور گواہ صرف وہی ہو سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو امت پر گواہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور ان کی تمام حرکات و سکنات کو دیکھتے ہیں ورنہ گواہ نہیں بن سکتے تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہیں۔

پہلا جواب لفظ شہید یہاں یعنی گواہ نہیں بلکہ جیسا کہ پہلے جامع البیان اور ترجمہ موضع قرآن کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں شہید کے معنی بیان کرنے والے اور بتانے والے کے ہیں۔ اور سیاق و سباق کے اعتبار سے جگہ ہی معنی موزوں ہیں کیوں کہ اسی آیت میں صحابہ کرام کے لئے بھی لفظ شہداء استعمال کیا گیا ہے اور یہ لفظ بعینہ وہی مفہوم ادا کر رہا ہے۔ جو سورہ آل عمران رکوع ۳ میں ایک پوری آیت میں بیان کیا گیا ہے یعنی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِیْنَ اَسْلَمَتْ دِیْنًا لِّلْعَالَمِیْنَ وَتَشْهَدُوْنَ عَلَی الْمُنْكَرِ وَتُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّکُمْ

دوسرا جواب اگر مان لیا جائے کہ اس آیت میں شہید معنی گواہ ہی ہے لیکن یہ دعویٰ غلط ہے کہ گواہ صرف وہی شخص بن سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ کیونکہ فقہائے حنفیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہی کے لئے واقعہ آنکھوں سے مشاہدہ مگر نا ضروری نہیں کیونکہ قرآن مجید میں وارو سے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا آتٍ

كَانَ قَمِيصُهُ فُكًّا مِنْ أَلَايَةٍ يَهَا اس شخص کو شہداء گواہ) فرمایا جس نے زلیخا کی دست اندازی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا تھا بلکہ محض علامات کی بنا پر گواہی دی تو معلوم ہوا کہ گواہی کے لیے مشاہدہ ضروری نہیں اسی طرح اگر ایک شخص موقع پر موجود نہ ہو لیکن واقعہ کی خبر اس تک کسی ایسے معتبر اور باد لائق ذریعہ سے پہنچ جائے جس سے اس کو واقعہ کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کیلئے گواہی دینا جائز ہے چنانچہ ہدایہ ج ۳ ص ۵۶ پر ہے اَمَّا يَجُوزُ لِلشَّاهِدِ اِنْ شَهِدَ بِمَا لَا شَرَّهٖ فِيهِ وَذَلِكَ بِالتَّوَاتُرِ وَاجْتِمَاعِ سَائِرِ بَيِّنَاتٍ بِهٖ تَبَيَّنَ الْجَوَابُ | شہید کے معنی یہاں نگہبان اور رقیب کے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسول تم پر (یعنی صحابہ کرام پر) نگہبان ہونا کہ تم دین اسلام سے نہ ہٹنے پاؤ اور دین میں تحریف نہ ہونے پائے۔ اور تم ان لوگوں پر نگہبان ہو جو تم سے دین سیکھیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے اَنْ حَضَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا يَا كُفَيَّا مَسْتَكِّ دُنْ فِي دِكْهُوْنَ كَا۔ کہ میری امت کے کچھ لوگ لئے جا رہے ہوں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ مجھ تک حوض کوثر پہنچیں انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو مجھے جواب ملے گا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے آپ کو معلوم نہیں تو:-

فَاَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكَنْتُ عَلَيْهِمْ فَتْرَةً هَذَا مَا
دَمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری ص ۳۳۳)

اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے خود بیان فرمادیا کہ جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے حالات سے آگاہ رہا تو اسی ان کا نگہبان تھا۔

پُر آپ گواہ نہیں ہیں اور نہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

چوتھا جواب | یا گواہ سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن آپ کی امت پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کے احکام پہنچائے ہیں اور آپ اپنی امت پر تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے۔ جیسا کہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ **يَتَكُونُوا شُهَدَاءَكُمْ لَتَكُونَ هَذِهِ الْأُمَّةُ شَهِيدًا عَلَى النَّاسِ** ان الرسول قد بلغكم ويكون الرسول على هذه الأمة شهيذا ان قد بلغ ما ارسل به (ابن جرير ص ۲۴) جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **يجاء بنوح عليه السلام يوم القيامة فيقال له هل بلغت فيقول يعنى نعم يا رب فيسئل امته هل بلغكم فيقولون ما جاءنا من نذير فيقال من شهودك فيقول محمد وامته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيجاء بكم فتشهدون** (البحر المحرر ص ۳) یعنی قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کیا تم نے میرے احکام اپنی امت تک پہنچائے تو وہ جواب دیں گے کہ اے میرے رب میں نے پہنچا دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی امت سے سوال فرمائے گا کیا اس نے تم کو میرے احکام پہنچائے تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں، تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا۔ تیرے گواہ کون ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت میری گواہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا چنانچہ پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ قوم نوح امت محمدیہ پر اعتراض کرے گی کہ تم کس طرح گواہی دے سکتے ہو تم اس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ تو امت محمدیہ جواب دے گی کہ لان اللہ تعالیٰ بعث ابننا سو لا وانزل عليه الكتاب فكان فيما انزل اليه ناخبركم عن معنى الله تعالى نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا اور اس پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں تمہارا ذکر بھی فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید اور اس کے احکام کا حق پہنچائے تھے۔

پانچواں جواب اگر بالفرض مان لیا جائے کہ تمام دلائل قطعیہ اور فصوص صریحہ کے خلاف یہاں لفظ شہید کے معنی حاضر و ناظر ہی کے ہیں اور اس سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر صرف حضور علیہ السلام ہی کو نہیں بلکہ ساری امت محمدیہ کو حاضر و ناظر ماننا ٹھیک ہے گا کیونکہ اسی آیت میں امت محمدیہ کے لیے بھی لفظ شہد آہ استعمال کیا گیا ہے جو شہید کی جمع ہے۔ بلکہ اس صورت میں تو امت کا رتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جائے گا کیونکہ آپ تو صرف اپنی امت کے گواہ ہیں اور یہ امت پہلی تمام امتوں پر گواہ ہے جیسا کہ لکنونوا شہداً علی الناس سے ظاہر ہے۔

چھٹا جواب اگر شہید کے وہی معنی تسلیم کر لیے جائیں جو مبتدعین کہتے ہیں تو اس آیت اور قرآن مجید کی دوسری آیتوں کے درمیان ایسا اختلاف اور تضاد رونما ہوگا جس کا اٹھانا ممکن نہیں ہوگا مثلاً سورۃ بقرہ جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کے بعد تقریباً ۱۶، ۱۷ سورتیں اور نازل ہوئیں اور ان کے بعد سورۃ منافقون نازل ہوئی جس کا شان نزول صحیح روایتوں کے مطابق یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں عبداللہ بن ابی ربیع المنافقین نے موقع پا کر اپنے ساتھی منافقین سے کہا کہ اس پیغمبر اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ ان کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہے جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو رالعیاذ باللہ ان کمینوں کو شہر سے نکال دیں گے۔ عبداللہ کی یہ باتیں ایک کم سن صحابی حضرت نمیر بن ارقم نے سن لیں اور اپنے چچا سے کہہ دیں۔ انہوں نے سارا ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسمیں کھا کر حضور علیہ السلام کو یہ باور کرایا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے زمین ارقم کو جھٹلایا اور عبداللہ بن ابی کو سچا مان لیا تو اس پر سورۃ منافقون نازل ہوئی جس سے آپ پر حقیقت حال منکشف ہوئی۔

اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے تو یقیناً آپ کو عبداللہ بن ابی کی باتیں معلوم ہو جاتیں اور آپ زید بن ارقم کی تصدیق فرماتے اور عبداللہ کی قسموں کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کو جھٹلا دیتے۔ اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید کے معنی یہاں حاضر و ناظر کے نہیں ہیں جیسا کہ فرق مخالف کا زعم ہے۔

ایک شب بعض مبہدین یہاں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی ایک عبارت پیش کر کے اس سے حنفی و علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی وہاں شاہ رسول شام بر شاہ گواہ زہرا کہ او مطلع است بہ لہذا نبوت بہ رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کلام درجہ از دین من رسیدہ الخ (تفسیر عزیزی ص ۱۳۷) یعنی ادرہ و رسول تہا را ہم پر گواہ کیونکہ آپ نور نبوت سے اپنے ہر امتی کا لقب جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ پر پہنچا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے تفصیلی حالات سے آگاہ ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

جواب

یہ عبارت حضرت شاہ عبدالغفر رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے بلکہ مدرج ہے بعد میں کسی نے بڑھائی ہے کیونکہ اس کے بعد آگے چل کر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "شہادت درجاً یعنی گواہی نیست بلکہ معنی اطلاع و گمانی است تا از جادہ متحرک بیرون نروند چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید۔" و در مقولہ حضرت علیہ السلام کہ کُنتُمْ عَلَیْهِمْ شَهِیدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِي کُنتَ اَنْتَ الْكَافِرُ عَلَیْهِمْ اَنْتَ عَلَیْ كُلِّ شَیْءٍ شَهِیدٌ (تفسیر عزیزی ص ۶۶) یعنی اس آیت میں شہادت کے معنی گواہی کے نہیں بلکہ اطلاع اور گمانی کے ہیں تاکہ وہ راہ حق سے باہر نہ جاسکیں جیسا کہ واللہ علی کل شیء شہید میں اور حضرت علیہ السلام کے قول کُنتُمْ عَلَیْهِمْ شَهِیدًا میں شہید کا یہی معنی گواہ نہیں بلکہ اس کے معنی گمان اور گمان کے ہیں یہ عبارت اس بات کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ پہلی عبارت حضرت شاہ صاحب کی نہیں ہے کیونکہ دوسری عبارت میں انھوں نے لفظ شہید کا جو مفہوم بیان فرمایا ہے وہ پہلی عبارت کے بالکل منافی ہے۔

دوسرا جواب

یہ دوسرا جواب ہے اور پہلے جواب کی تفصیل سے یعنی تخیل قبلہ کا حکم ہم نے اس لیے دیا ہے تاکہ کھرے کھوٹے اور منافع و منافق میں امتیاز ہو جائے۔ مکہ معظمہ میں تو آپ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد بیت المقدس قبلہ مقرر کیا گیا اور پھر سولہ سترہ ماہ کے بعد دوبارہ کعبہ ہی کو قبلہ مقرر کیا گیا اس طرح شیخ قبلہ دو دفعہ دافع ہوئی ہے۔ یہاں جعلی بہ معنی صیتر ہے لہذا اس کے دو مفعول ہونے چاہئیں چنانچہ اس کا مفعول اول مخذون ہے یعنی الکعبۃ اور القبلة مفعول ثانی ہے۔ اور التی کنت علیہا، الکعبہ کی صفت ہے واقعہ و ما جعلنا الکعبۃ التی کانت قبلۃ لک اولا ثم صرفت عنہا الی بیت المقدس قبلتک الان اکلنا لِنَعْلَمَ دَجْرَ مَسْجِدِکَ (یعنی کعبہ کو جو پہلے آپ کا قبلہ تھا اور جس کے بعد بیت المقدس کو آپ کا قبلہ بنایا گیا اب دوبارہ آپ کا قبلہ صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ فرما خبردار اور نافرمان میں امتیاز ہو جائے تاکہ لِنَعْلَمَ استقبال کے لئے ہے لہذا اس سے شبہ پڑتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ کون مانے گا اور کون نہیں مانے گا۔ حالانکہ یہ چیز اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نوازل سے ابد تک تمام کلیات و جزئیات کا علم رکھتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد خارج میں تمیز اور اظہار ہے۔ اسید بہ التمییز فی الخادج (روح ص ۱۵) فوضع العلم موضع التمییز لان بہ یقع التمییز (مداد ص ۱) یعنی ہم نے تخیل قبلہ اس لیے کی ہے تاکہ ہمارے پیغمبر کے فرمانبرداروں اور نافرمانوں میں امتیاز ہو جائے جو لوگ تخیل قبلہ کے حکم کو کوئی مان لیں گے وہ فرمانبردار ہوں گے اور جو نہ مانیں گے بلکہ اس کی بھیجی اڑائیں گے وہ نافرمان ہوں گے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ موقع پر کئی مسلمان مرتد ہو گئے۔ مگر وہی مسلمان تھے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے لیکن حقیقت میں مسلمان نہیں تھے یعنی منافقین یہ لوگ پہلے تو پوشیدہ طور پر مخالفت کرتے تھے مگر تخیل قبلہ کے موقع پر علانیہ اس کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا تاکہ مخلص مسلمانوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا ہو جائیں تخیل قبلہ بھی مخلص و منافق اور طیب و خبیث کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ وَ اِنَّ کَانَ لَکَ یَوْمَئِذٍ اَلْعَسٰی الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ ہدایت سے مراد ایمان ہے لہذا خلق الہدی الذی ہوا لایمان فی قلوبہم و حرطی ص ۲۷) یعنی تخیل قبلہ ایک بھاری آزمائش تھی مگر جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان پیدا کر دیا تھا ان کے لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان تھا کیونکہ وہ نہ معلومتوں کو دیکھتے ہیں نہ حکمتوں کو۔ ان کی زندگی کا ماحصل تو بس ایمان و تسیم ہے جہاں حکم ہوا وہیں سر جھکا دیا تاکہ ایمان سے مراد مانا ہے جیسا کہ صحیح روایتوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ تخیل قبلہ کے بعد بعض مسلمانوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے فوت ہو گئے ہیں ان کی نمازوں کا کیا ہو گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نہاری نماز کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت المقدس کی طرف نہاری پڑھی ہوئی نمازیں سب درست ہیں کیونکہ وہ بھی ہمارے حکم کے مطابق پڑھی گئی تھیں۔ اس طرح یہ سوال مقدمہ کا جواب ہے اور ممکن ہے ایمان اپنے ہی مفہوم یعنی تصدیق بالقلب اور اقرباً لللسان۔ پر باقی ہو۔ تو اس صورت میں اس آیت میں مسلمانوں کے اس شبہ کا ازالہ ہو گا۔ کہ جب اصل قبلہ کعبہ تھا تو بیت المقدس کی طرف ستر کر کے نمازیں پڑھنے اور اسے اپنا قبلہ سمجھنے سے ہمارے ایمان میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ اِنَّ اللّٰهَ بِاَلْسِنَاسِیْ کَرُوْهُ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ یَفْقِہُ اِلَیْہَا شَیْءٌ (۵)۔ اللہ تعالیٰ ایسا شفیق و مہربان ہے کہ اس کے تمام احکام شفقت و رحمت پر مبنی ہیں چنانچہ تخیل قبلہ کا حکم بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور وہ کسی کا اخلاص و ایمان کے ساتھ کیا ہوا عمل بھی ضائع نہیں کرتا تاکہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ کعبہ کو آپ کا قبلہ بنا دیا جائے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا۔ نیز اہل عرب کے لیے اس میں زیادہ کشش تھی۔ اور انھیں اسلام سے قریب لانے کا ایک عمدہ ذریعہ تھا۔ اہل کتاب میں سے جنہوں نے ایمان لانا تھا وہ لپکے تھے اور جو باقی تھے ان کے ایمان سے آپ مایوس تھے جیسا کہ اَفْتَطَمْعُوْنَ اَنْ یُّکُوْضُوْا لَکُمُ الْاَلِیۃَ اَوْ رُوْکُنْ تَسْرَعُیْ عَنْکُمْ اِلَیْہِمْ وُوْ لَا التَّصْرٰی الْاَلِیۃَ سے واضح ہے اور آپ کو یہ توقع بھی تھی کہ تخیل قبلہ ہو جائے گی۔ کیوں کہ اب دین کی امامت و سیادت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہو چکی تھی۔ اس لیے اب ضروری تھا کہ قبلہ ہی مقرر ہو جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تھا اس لئے آپ وحی کی آمد کی توقع پر بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بے حیاتی اور انتظار کو دیکھ رہے ہیں مگر بعض حکمتوں کے تحت اب تک آپ کو تخیل قبلہ کا حکم نہیں دیا۔ آیت کا مذکورہ بالا مطلب اس روایت کی بنا پر ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی آمد کے منتظر رہتے تھے اور بوجہ اشتیاق بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ لفظ ثقلب باب تفعیل سے ہے جس کا خاصہ تکلف ہے صراح میں ہے ثقلب الشیء ظہر البطن کا تحتیہ تنقلب فی الشیء مضاعف یعنی سخت گرمی میں سانپ کے تکلیف کے ساتھ چلنے پر ثقلب کا لفظ بولتے ہیں۔ تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم دیکھ رہے ہیں تکلیف اور ناگواری کے ساتھ آپ کے بار بار آسمان کی طرف دیکھنے کو کہ ہمیں تخیل قبلہ کا حکم نہ آجائے کیونکہ آپ کی خواہش یہ تھی۔ ابھی تخیل قبلہ نہ ہوا اور بیت المقدس ہی قبلہ رہے تاکہ اس معاملہ میں یہودیوں سے موافقت رہے۔ اور شاید وہ اسی وجہ سے ایمان قبول کر لیں آیت کا یہ مفہوم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہ مفہوم چونکہ لغت اور عرف کے بھی مطابق ہے اور اس سے اسلام کے کسی منصوص اور قطعی حکم کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اس لئے آیت کی یہ تفسیر زیادہ دل، تفسیر بالرائی کے دائرہ میں داخل نہیں بلکہ یہ اس تاویل کے زمرہ میں داخل ہے جس کی مفسر اعجازت ہے چنانچہ علامہ تفسیر نے لکھا ہے التاویل صرف لایۃ الی معنی موافق لما قبلہا و بعدہا تحتلہ الایۃ غیر مخالف لکناف السنۃ من طریق الاستنباط لا الاتفاق فی علوم القرآن ص ۱۱) یعنی تاویل یہ ہے کہ آیت کو ایک ایسے سنی پر محمول کیا جائے جو سابق و سابق کا مطابق ہو اور آیت میں رکنہ و عرفا، اس کی گنجائش بھی ہو اور وہ کتاب و سنت سے مستنبط احکام کے خلاف بھی نہ ہو۔ اور پھر اس تفسیر کی تائید میں دو قرینے بھی موجود ہیں۔ پہلا قرینہ وَلَیِّنِ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاۃَ فِئَیۃٍ مِّنْ بَہْدٍ حَاجَآءَ لَہٗ مِنَ الْعِلْمِ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر زجر فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر حاسد اور فندی ہیں کہ کبھی آپ کا اتباع نہیں کریں گے اس لئے آپ ایسے لوگوں کا اس قدر رکیوں خیال فرماتے ہیں دوسرا قرینہ وَلَیِّنِ اَتَّبَعْتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلْکِذِبَ یُحْلِیْ اَبۡیۡہٗمَا یَتَّبِعُوْا اَتَّبَعْتُکَ۔ یہ بھی اس پر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو دین کی طرف مائل کرنے اور ان کے قلوب کی تالیف کے لئے ان سے کسی قدر ظاہری

مراعت (مثلاً اتحاد قبلہ) قائم رکھنے کے متمنی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا۔ باقی رہی وہ نیت جس کی بنا پر پہلا مطلب بیان کیا گیا ہے تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اکثر محدثین روایت بالعمی کے طریق پر روایت کی گئی ہیں یہ حقیقت تمام محدثین کے نزدیک تسلیم شدہ ہے۔ اور زبردست روایت بھی اسی طریق پر نقل کی گئی ہے۔ اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها فاذا طلعت وراها الناس منوا اجمعون وذلك حين لا ينفع نفساً ايمانها الا الاية. آپ نے فرمایا کہ جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہیں ہوگا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی اور جب لوگ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا إِلَّا الْخ

اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ جب قیامت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور اور مضطر ہو جائیں گے اس وقت کا ایمان لانا مفید نہیں ہوگا۔ اس پر بطور استنباط آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اس سے آپ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ بعض آیات درجہ سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے لیکن بعض راویوں نے اس حدیث سے اپنے فہم کے مطابق یہی سمجھا اور روایت بالعمی کے ذریعہ بیان کر دیا کہ بعض آیات ربک سے طلوع شمس از جانب مغرب مراد ہے۔ حالانکہ یہ چرچہ حضور علیہ السلام کے منشا کے خلاف ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بے سنگ کے جانور کو سنگ والے جانور سے بدلا دیا جائے گا اس کو بعض لوگوں نے حقیقت پر محمول کر لیا حالانکہ جلیبار اور ذی القرن کمزور اور طاقت ور سے کنا یہ ہے کہ نہ جانوروں کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا بس ان کا اشتہار کی موت ہی کا نام ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی عنہما سے منقول ہے۔

حشر محل شئ الموت سوی الجن والانس (جامع البیان ص ۵۸) یعنی ہر چیز کا حشر اور انجام موت ہے سوا جنوں اور انسانوں کے کیونکہ ان کو موت کے بعد جزا سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح زیر تفسیر آیت کے سلسلہ میں پیش آیا۔ فَلَمَّا كَوَّنَ لَكُمُ قُبُلَكُمْ تَوَضَّعُوا لَهَا يَا اُولِي الْأَبْصَارِ یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ آپ کو مطمئن کر دیا کہ آپ کو ایسے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جائیگا جسے آپ پسند کریں گے۔ اور دوسرے مفہوم کی بنا پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جس قبلہ کو آپ پسند کرتے ہیں، ہم ادھر ہی منہ کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ اور حضرت شیخ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو ایسے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جائے گا جسے آپ پسند کریں گے۔ یہ پہلے وعدہ کا ایفا اور تحویل قبلہ کا حکم ہے۔ شرط کے معنی طرف اور جانب کے ہیں۔ السجد الحرام کے معنی عزت

البقرة ۲

۷۳

سیقول ۲

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ

أَوْثَرُوا الْكَيْتَ لَيَعْلَمُونَ أَنََّّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝۱۳۳ وَلَئِنْ أَتَيْتَ

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِحُجُلٍ آيَةٍ فَاتَّبِعُوا قِبْلَتَكَ

وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ

بَعْضٍ وَلَئِنْ أَتَيْتَ أَهْوَاءَ هُمٍ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ

مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝۱۳۵ الَّذِينَ

اتَّبَعُوا الْكَيْتَ يَعْرِفُونَ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَمَا

إِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۱۳۶

أَلَمْ يَكُنْ مِنْ رِبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝۱۳۷ وَلِيُحِلَّ

وَجْهَهُ هُوَ مَوْلَانَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِنَّ مَا تَكُونُوا

أَبْصَارُكُمْ لَآتِيكُمْ مِنْ يَمِينٍ وَرَأَيْتُمُ الْمَسْجِدَ الَّذِي كُنْتُمْ تُبْتَغُونَ الْبَيْتَ مِنْهُ

وَأَنْتُمْ عَلَيْهِ كَارِهُونَ إِنَّهُ بِالْبَيْتِ كُونُوا وَنَا بَعْدَ مَا يَخْلُقُ مَا يَخْتَارُ

وَأَنْتُمْ عَلَيْهِ كَارِهُونَ إِنَّهُ بِالْبَيْتِ كُونُوا وَنَا بَعْدَ مَا يَخْلُقُ مَا يَخْتَارُ

وَأَنْتُمْ عَلَيْهِ كَارِهُونَ إِنَّهُ بِالْبَيْتِ كُونُوا وَنَا بَعْدَ مَا يَخْلُقُ مَا يَخْتَارُ

منزل ۱

وحرمت والی مسجد کے ہیں کیونکہ اس مسجد میں اور اس کی حدود میں جنگ و جدال اور شکار وغیرہ جائز نہیں اور وجہ سے مراد سارا بدن ہے المراد من الوجه ہهنا جملة بدن الانسان (کبیر ص ۲۵) مفسرین نے لکھا ہے کہ قبلہ تو خانہ کعبہ ہے مگر آیت میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مسجد حرام سے دور دوسرے علاقوں میں رہتے ہیں ان کے لئے مسجد حرام کی سمت کی طرف منہ کر لینا کافی ہے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا واجب نہیں و ذکر المسجد الحرام دون الکعبة دلیل علی ان الواجب مراعاة الوجه دون العین (مدارک ص ۱۵) البتہ جو لوگ خانہ کعبہ کے پاس موجود ہوں ان کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا واجب ہے۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ بِحضور علیہ السلام کو خطاب فرمایا میں حضور علیہ السلام کی یا جنگی خصوصیت مفہوم ہو سکتی تھی کیونکہ یہ آیتیں مدنی ہیں۔ اب اس آیت میں راحت کے ساتھ اس حکم کو تمام افراد کے لئے عام کر دیا ہے یعنی تم جہاں کہیں ہونا زمین مسجد حرام

۲۵۲ الذین سے اہل کتاب کے اہل علم لوگ مراد ہیں۔ وان کان عامًا مجمل للفظ لکنہ مختص بالعلماء منہم (دکبر ص ۳۷۳) یعرفونہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے جن کا ذکر بطور خطاب پہلی آیت میں موجود ہے یعنی علماء اہل کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو اس طرح جانے نہیں جس طرح وہ اپنے میٹوں کو جانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ثورات و انجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف اس وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں کہ علماء اہل کتاب کو پورا پورا یقین ہے کہ یہ اوصاف صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی منطبق ہوتے ہیں اور وہی ان کا مصداق ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ 'یَعْرِفُونَهُ' کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو تینا اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن سیاق و سباق کے مناسب نہیں لہذا یعرفونہ کی ضمیر قبلہ کی طرف راجع ہے۔ القول الثانی الضمیر فی قوله یعرفونہ راجع الی امر القبلۃ (دکبر ص ۳۷۳) تو مطلب یہ ہوگا کہ تحویں قبلہ کے حق ہونے کو اہل کتاب سی طرح یقینی طور پر جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بچوں کو جانتے ہیں۔ ۲۵۳ مگر اس کے باوجود ان کی ایک جماعت حق کو چھپاتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے بیان شدہ اوصاف یا تحویں قبلہ کے

اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔ تمہارے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ تمہارے نیک و بد اعمال کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔ ۲۸۶ آگے چونکہ تحویل قبلہ کی جو سختی دلیل کا بیان تھا جو دوسری اجمالی دلیل کی تفصیل ہے اس لئے تحویل قبلہ کے حکم کا یہاں پھر اعادہ فرمایا تاکہ دلیل بلا فصل حکم سے متعلق ہو سکے لَوْلَا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْكَ حُجَّةٌ۔ یہ تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت ہے۔ البتہ اس سے مراد تمام مخالفین ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب، تورات اور انجیل میں یہ مذکور تھا کہ آخری نبی کا قبلہ کعبہ ہوگا تو اگر تحویل قبلہ کا حکم نہ دیا جاتا تو اہل کتاب کا اعتراض باقی رہتا کہ ہماری کتابوں میں اس کا قبلہ کعبہ لکھا ہوا ہے مگر یہ بیت المقدس کی طرف منہ کرتا ہے۔ لہذا یہ نبی موعود نہیں۔ لہذا یہ فی الواقع لا الصخرة وهذا النبي عیسیٰ الی الصخرة فلا یكون النبی الموعود روح شکستہ، مشرکین کا یہ اعتراض تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ تو کرتا ہے کہ وہ ملت ابراہیمی پر ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی مخالفت کرتا ہے لہذا وہ ملت ابراہیمی پر ہی نہیں۔ اب تحویل قبلہ سے مشرکین کا یہاں اعتراض بھی رفع ہو گیا۔ و تدفع احتجاج

۱۲) یعنی مکہ مکرمہ قبلہ کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ مخالفین کو ان معقول اعتراضات کا موقع بھی نہ مل سکے۔

متر ۱

ایک شبہ اگر الصراط المستقیم سے مندرجہ بالا چار گروہوں کی راہ راہ ہے تو اس سے معلوم ہوگا کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے اور اس میں النبیین کا درجہ بھی شامل ہے تو اس کے حاصل کرنے کی درخواست بھی اس میں شامل ہوگی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب بھی درجہ نبوت حاصل کرنے کا امکان موجود ہے۔

جواب اول تو یہی غلط ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے بلکہ اس میں تو صرف ان جماعتوں کی راہ پر چلنے کی اور قائم رکھنے کی درخواست ہے نیز درخواست اور دعاء ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن ہو، اس کے لئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے۔ اس لئے اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ نبوت ایک محض دینی چیز ہے اور اس کے بارے میں قانون خداوندی یہ ہے **اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ** (انعام: ۱۵۱) لہذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات کے لئے ہے۔

۱۱۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ یہ اَلَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور دَلَالِ الضَّالِّينَ — غیرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ پر موقوف ہے۔ اور لا تاکید نفی کے لئے ہے جو لفظ غیر سے مفہوم ہے۔ بدل من الذین انعمت علیہم اوصفہ لہ۔ ولا مزیدہ لتاکید ہا فی غیر من معنی النفی (مظہر کج اصلا) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے (ابن جریر ص ۱۴۱ ۱۴۲) غضب کے معنی شدید غصہ کے ہیں اور یہ ایک انسانی کیفیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات میں غضب کے معنی ارادہ محفویت اور قصور سے کہیں۔ ومعنی الغضب فی صفۃ اللہ تعالیٰ ارادۃ العقوبۃ فہو صفۃ ذات و ارادۃ اللہ تعالیٰ من صفات ذاتہ (قوطبی ص ۱۱) اور ضلال کے معنی سیدھی راہ سے بھٹک جانا اور راہِ ہدایت سے علیحدہ ہو کر چلنا۔ الضلال فی الدین الذہاب عن الحق (روح ص ۱۱) ان آیتوں کا حاصل یہ ہے اے اللہ ہم کو ان لوگوں کی راہ پر قائم رکھ جن پر تجھے انعام فرمایا اور جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ جن لوگوں پر تیرا غضب ہوا مثلاً یہود اور جو لوگ راہِ حق سے گمراہ ہوئے مثلاً نصاریٰ ان کی راہ سے ہم کو بچا جو مغضوب علیہم کی تفسیر یہود سے اور ضالین کی نصاریٰ سے بطور تمثیل ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مغضوب علیہم صرف یہودی ہیں اور ضالین سے صرف نصاریٰ ہی ہیں اس لئے یہود و نصاریٰ کے علاوہ مشرکین اور منافقین بھی ان دونوں لفظوں میں داخل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چونکہ یہود و نصاریٰ مذہب اور خانقاہیت کے اجاہد وار تھے اور ساتھ ہی راہِ حق سے گمراہ اور بھٹکے ہوئے تھے اور خداوند تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق تھے اس لئے الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور الضَّالِّين کی تفسیر ان دونوں گروہوں سے کی گئی۔

ہدایت کی طرح گمراہی کے بھی چار درجے ہیں (۱) ریب و شک۔ یہ درجہ گمراہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پہلے آدمی کے دل میں توحید اور دین حق کے بارے میں مشبہات و مشکوک پیدا ہوتے ہیں جو اسے صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔ (۲) ضلالت (گمراہی) توحید اور دین حق سے متعلق مشکوک و شبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اور وہ کسی کے دل میں جاگزیں ہو جائیں تو آدمی ضلالت اور گمراہی میں جاگرتا ہے اور وہ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ (۳) جدال۔ ضلالت کے بعد جدال کا درجہ ہے گمراہی کے بعد گمراہ شخص اپنے باطل نظریات اور غلط عقائد کو حق اور صحیح ثابت کرنے کے لئے اہل حق سے جھگڑتا اور مجاہولہ و منازعہ کرتا ہے اور ضد و عناد سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے۔ (۴) مہرجانیت یا طبع علی القلب یا ختم علی القلب۔ گمراہی کے بعد جب آدمی حق کے مقابلہ میں جھگڑتا اور جدال شروع کرتا ہے اور تمام عقلی اور نقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثبات ہو جانے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد اور عناد پر ڈنکا دیتا ہے تو اب اس کے دل پر پھر لگ جاتی ہے یعنی اس کے دل میں جو کفر و نفاق و شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا اور جو چیز اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان و یقین اور توحید و اخلاص وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی گمراہی کے اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا لاؤ راست پرانا نام ممکن ہو جاتا ہے۔ اس درجہ میں اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کو مہرجانیت سے تعبیر فرماتے تھے قرآن میں یہ چاروں درجے کہیں جدا جدا دیے ہیں دو دو پاس سے زیادہ یکجا مذکور نہیں۔ سورہ مؤمن ۷۴ میں دو آیاتوں کے اندر چاروں درجے ایک ساتھ مذکور ہیں۔ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ الْكُفْرُ أَشَدُّ عِتَادًا مِنَ الْإِيمَانِ وَالْكَافِرِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَلَا بِالْحَقِّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝ وَإِذَا جَاءَهُمْ آيَةُ رَبِّهِمْ كَرِهُوا آيَةَ رَبِّهِمْ وَقَدْ يَنْقُلُونَ عَنْهَا وَيَحْنَثُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ مَا تَتَّقُونَ لِيَأْخُذَ اللَّهُ بِكُمُ الْعِقَابَ قَالُوا مَا تَتَّقُوهُ إِلَّا أَنْفُسَنَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنَّا كُنَّا شَاكِكِينَ فِي رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّ تُنَزَّلَتْ آيَةٌ مِنْ رَبِّنَا قَالُوا فَإِنْ كَانَ كَلِمَتُ الْغَيْبِ فِي كِتَابٍ مَعِنَا لَنَنزِلَنَّ إِلَيْكُمْ بِهِ كَذِبٌ أَوْ كَلِمَةً مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ لَنَقُولَنَّ أَكْبَارًا مِنْ ذَلِكَ الَّتِي كُنْتُمْ تُشَكِّكُون ۝ وَإِذَا جَاءَهُمْ آيَةُ رَبِّهِمْ كَرِهُوا آيَةَ رَبِّهِمْ وَقَدْ يَنْقُلُونَ عَنْهَا وَيَحْنَثُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ مَا تَتَّقُونَ لِيَأْخُذَ اللَّهُ بِكُمُ الْعِقَابَ قَالُوا مَا تَتَّقُوهُ إِلَّا أَنْفُسَنَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنَّا كُنَّا شَاكِكِينَ فِي رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّ تُنَزَّلَتْ آيَةٌ مِنْ رَبِّنَا قَالُوا فَإِنْ كَانَ كَلِمَتُ الْغَيْبِ فِي كِتَابٍ مَعِنَا لَنَنزِلَنَّ إِلَيْكُمْ بِهِ كَذِبٌ أَوْ كَلِمَةً مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ لَنَقُولَنَّ أَكْبَارًا مِنْ ذَلِكَ الَّتِي كُنْتُمْ تُشَكِّكُون ۝

امور میں برابرِ شک میں رہے جو تمہارا پس لائے تھے، یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم کہنے لگے کہ بس اللہ اب ان کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں اور توحید میں شک کرنے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو محض ضد و عناد کی وجہ سے، بلا کسی دلیل کے جو ان کے پاس موجود ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑنے نکلتے ہیں۔ یہ (سچ بجھی اور جھگڑنا) خدا تعالیٰ کو بھی سخت نا پسند ہے اور ایمان والوں کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جاہل کے پورے دل پر پھر لگا دیتا ہے۔ اس آیت میں کذلک میں دونوں جگہ کافی تعلیلیں ہیں اور یعنی لام ہے جیسا کہ ترجمہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اس آیت میں چاروں درجات بالترتیب مذکور ہیں۔ پہلے وہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ہوئے دلائل توحید و نبوت کے بارے میں ریب و شک میں پڑے رہے اس وجہ سے گمراہ ہوئے اور راہِ ہدایت اور جادۂ توحید کو بھٹک گئے اس کے بعد انہوں نے ضد و عناد سے جھگڑا اور مجاہولہ شروع کر دیا اور توحید اور دین حق سے دور بھاگنے لگے اس لئے اللہ نے ان کے دلوں پر مہرجانیت اور گمراہی کی وضاحت کی۔ یہ چاروں درجے ہماری آنکھ کے مقابلہ میں ہیں۔ اول انابت کے مقابلہ میں ریب و شک دوم ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت سوم استقامت کے مقابلہ میں جدال و مخاصمت چہارم ربط علی القلب کے مقابلہ میں طبع علی القلب۔ عَنِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ میں ضلالت کے چاروں درجات مذکور ہیں۔ پہلے تینوں درجے الضالین میں اور چوتھا درجہ مغضوب علیہم میں۔ (آگے مسئلہ پر ملاحظہ ہو)

۱۵۹ پہلے مصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اب یہاں بیان فرمایا کہ تجویز قبلہ کے معاملہ میں اگر کوئی مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہو جائے تو اس کی موت چونکہ اللہ کی راہ میں واقع ہوئی ہے اس لئے اسے مردہ مت کہو اسی طرح جو لوگ اللہ کے دین کی خاطر کافروں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو کر داغ جانی دے گئے کیونکہ وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی مردے مت کہو۔ بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ہ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا ادراک نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ ان کو دنیا سے رخصت ہو جانے اور فی سبیل اللہ مقتول ہو کر طبعی موت پا جانے کے بعد عالم برزخ میں ایک امتیازی زندگی اور حیات عطا کی جاتی ہے جو دوسرے غیر شہداء مومنین کو حاصل نہیں ہوتی اور اس حیات کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حواس و مشاعر سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق سورہ آل عمران میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

۱۶۰ مبداء کے معنی آنے اور امتحان لینے کے ہیں۔ والمعنی

لنمناحنکم (قرطبی مشن ۲) یعنی ہم تمہارا امتحان لیں گے خوف سے مراد دشمن کا خوف ہے اور اس میں وہ تمام ڈراؤنے حکمیں اور مشکلات و مصائب بھی داخل ہیں جو تجویز قبلہ کے سلسلہ میں ان کو یہودی کی طرف سے پہنچیں گی۔ اور صبر سے قطعاً سالی مراد ہے۔ اموال کی کمی سے مویشیوں اور کھیتیوں کا ضائع ہونا، جانوں کی کمی سے غریبوں اور دوستوں کی موت اور بچپلوں کی کمی

بانات کی تنہائی یا بچوں کی موت مراد ہے۔ کیونکہ بچہ انسان کا ایک عمدہ نتیجہ اور پیارا بھیل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ تم پورے کی طرف سے امتحان و ابتلا کے طور پر مشکلات و مصائب آئیں گی تاکہ کھڑے کھوئے میں امتیاز ہو جائے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ یہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب فرمایا کہ آپ مصائب میں صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں اس سے معلوم ہوا کہ مصائب مشکلات کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

ما المصائب کم کو دور قبول والا کو پہلے

بہذا سے یاد کرو اور اس کا شکر کرنا

لاؤ۔ ۱۶۲ صبر اور نماز سے

کتاب کا قبلہ ترک کرنے پر ان کی طرف سے

سے تمام مصائب قتل و غیرہ پر صبر کرنے کی تلقین اور صابری

فرمایا کہ آپ مصائب میں صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں اس سے معلوم ہوا کہ مصائب مشکلات

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے ۱۶۱ اگر تجویز قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابرین جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر پورا جبر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابته کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ درود ص ۲۵) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلہ اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے

ع ۲

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوْنَ ؕ

سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو خدا

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْزُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

اے مسلمانوں! مدد لو صبر اور نماز سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝۵۳ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ یُّقْتَلُ

بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے

فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَلٰكِنْ لَا

خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن

تَشْعُرُوْنَ ۝۵۴ وَكَتَبْنَا لَكُمْ لِبَشَرٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ

تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزمائش کے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور

الْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میوؤں کے ۵۵

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝۵۵ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمُ مُّصِیْبَةٌ

اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے انہیں کچھ مصیبت

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۵۶ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ

لو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۵۶ ایسے ہی لوگوں پر

صَلٰوةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّ اُولٰٓئِكَ هُمُ

عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور بھربانی اور وہی ہیں

الْمُهْتَدُوْنَ ۝۵۷ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَارِی

سیدھی راہ پر ہیں بیشک صفا اور مروہ نشانہوں میں سے ہیں

اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ

اللہ کی لئے سو جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو

تصرف کا اختیار ہے اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ دنیا میں اگرچہ ہم مصائب میں مبتلا رہے ہیں اور کفار کی ایذا میں ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم و آرام عنایت فرمائے گا پہلے جہنم میں بندگی اور مملو کیت کا اعتراف ہے اور دوسرے حصہ میں بعثت بعد الموت کا اقرار ہے۔ واللہ معنا کہ الاقارب بالملك والعبودية لله فهو المصروف فینا بما یرید من الاموال وانا الیہ راجعون اقارباً لیبحث (مجموعہ ج ۱) اُولَٰئِكَ یمزکودہ بالا صابرین کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں عَلَیْهِمْ موضع قرآن فلا یہاں سے اشارہ ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو۔ فتح الرحمن ص ۱۲ بعد از خدائے تعالیٰ امری فرماید صبر پر مشققتا ہے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند ۱۲ فلا بعض اہل اسلام صفا و مروہ را از شعائر طوائف گمان کرده ازاں دست بازداشتند پس نازل شد ایں آیت ۱۳

البقرة ٢

42

ساقول

کہ طواف کرے ان دونوں میں **۵۴۴** اور جو کوئی اپنی خوشی سے کرے کچھ نہیں

قدردان ہر سب کچھ جاننے والوں کا بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے

صاف حکم اور ہدایت کی باتیں ۱۳۵ بعد اس کے کہ ہم اس کو کھول پھٹے لوگوں کے واسطے

کتاب میں ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کریں اے

مگر جنہوں نے توبہ کی اور درست کیا اپنے کام کو اور سب کو دیا حق بات کو لکھ تو ان کو معاف کرنا

ہوں اور میں ہوں بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان۔ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور

مرحمتِ حق کا فریبی انہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی

ان لوگوں کی سبب کی ہمیشہ وہیں کے اسی لعنت میں نہ بدلا ہو گا ان پر سے

عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی ۵۲۹۶ اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے ۵۲۹۷

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّكَ الْحَكِيمُ الْقَدِيرُ

وَالْأَرْحِينَ وَالْأَبْيِينَ وَالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالسَّيِّ

منزل ۱

طرقات و اشکات
 کباب و میضج که بعد
 از آن بر آید و در میان
 کوبیده و قبل که در
 کوبیده و قند و یا آب
 گندمی

ملا دیا تو قید کا اعلاہ
میں دین علیٰ ربک لئی
تو کہنے میں مسکرا
تو قید کو چھوٹے دلا
اور اس کا انکار کرے
دلا علماء سودا بھی
بچان ان الدین بیکون
تو کہہ تو چاہے
میں دین علیٰ ربک

شروع کر دی۔ صفا پر اسلاف کابیت اور مردہ پر نائلہ کابیت تھیں۔
 مشرکین صفا اور مردہ کے درمیان طواف کرتے وقت ان بتوں کو
 بھی ہاتھ لگاتے اور چومتے تھے۔ علیہ السلام کے بعد ان بتوں کو توڑ
 دیا گیا لیکن ان بتوں کی وجہ سے اور گزشتہ زمانے میں ان دونوں
 پہاڑیوں کے مشرکوں کا تیرتھ بنے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کے
 دلوں میں صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرنے سے کراہت اور انقباض
 سا پیدا ہو گیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اس
 شبہ کا اظہار کیا ممکن ہے کہ یہود اور مشرکین نے بھی عنادِ ذلیلہ غرض
 کیا ہو کہ ان پہاڑیوں پر تو آج تک شرک اور بت پرستی ہوتی رہی
 ہے اور یہ پیغمبر ان پہاڑیوں کی تعظیم کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا کہ صفا اور مردہ دونوں اللہ تعالیٰ کی توحید کی یادگاریں ہیں
 جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں۔ اس لئے ان کا طواف
 بھی کیا کرو تا کہ ملت ابراہیم کی اتباع پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

۴۹۴ یہ ماقبل پر مرتب ہے اور جُناح کے معنی گناہ کے ہیں یعنی جب صفا اور مروت خدا کی توحید کی یادگار ہیں تو جو شخص بہت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اسے ان کے طواف کرنے میں قطعاً کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ ہی گزشتہ زمانہ میں ان پہاڑیوں کے شرک گاہ ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں کسی قسم کا انقباض ہونا چاہیے اور یہاں طواف سے دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی اور دوڑ مراد ہے جو حج اور عمرہ کے موقع پر کی جاتی ہے۔ یہ سعی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب اور باقی ائمہ کے نزدیک فرض ہے۔ فریقین کے دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں بعض لوگوں نے لاجناح کے لفظ سے سعی کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ جناح کی نفی سے عدم لزوم متبادر ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جُناح کی نفی مطلق جواز پر دلالت کرتی ہے۔ واجب اور غیر واجب کے درمیان قدر مشترک ہے۔ لہذا نفی وجوب پر اس کی کوئی دلالت نہیں۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ حَيْثُ مَا كَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلَيْهِ لَفِظُ خَيْرًا ہے۔ اور ہر نیکی کو شامل ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خوشی خوشی نیکی کے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور وہ بڑا

قد روان ہے۔ ان کے اخلاص پر مبنی اعمال کی ضرورت انھیں جزا دے گا۔ وقال الحسن المرواصنہ جميع الطاعات وهذا ادلی لانہ اوفق لحصول اللفظ (کیبر ص ۲) ۹۳ یہاں اہل کتاب کو زجر اور وعید سنائی جا رہی ہے جنہوں نے امر قبلہ اور صفا و مروہ کے باسے میں تولد و انجیل کے احکام کو چھپایا تھا۔ اَلَّذِينَ يَكْتُمُونَ سِرَّ مَا رَوَوْا مِنْ نَصَارَىٰ هُمْ فِي اَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ (کیبر ص ۲۵) والا قرب انہا نزلت فی الیہود والحکھ عام (درد ص ۲) یعنی یہ آیت نازل تو علماء یہود کے حق میں ہوئی ہے لیکن اس کا حکم عام ہے۔ اگر امت محمدیہ کے علماء بھی علماء یہود کی روش پر چل کر خدا کی آیات بنیات کو چھپانے لگیں گے تو وہ بھی انہی کے ساتھی ہونگے۔ بنیات کا مطلب ہے واضح دلائل اور کھلے نشانات مراد حضور علیہ السلام کی صفات ہیں جو تورات

موضح قرآن و صفا و مروہ دو پہاڑ ہیں مکہ کے شہر میں عرب لوگ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ہیہتہ ج کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دو پہاڑیوں پر وبت دھرے تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جایا جائے۔ اس پر آیت اتری ۱۲ فلہ ان کے حق میں ہے جن کو حکم خدا کا پہنچا اور غرض دنیا کے واسطے چھپا رکھا ۱۲

اور انجیل میں مذکور تھیں۔ اور عموم کی صورت میں بینات سے مراد قرآن کی وہ آیات ہونگی جن سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر کے بیان کیا گیا ہے اور جن میں مثالیں دے دے کر شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کیا گیا ہے اور ہدیٰ سے مراد توحید اور احکام کی آیتیں ہیں جن میں اَلْعَدُوَّ مَا بَيْنَهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ۔ کتاب جس سے اور اس سے مراد تورات و انجیل ہے اور عموم کی صورت میں قرآن مجید بھی اس میں شامل ہوگا۔ یعنی ہم نے آیات بینات اور رشد و ہدایت کی باتیں کھول کھول کر اس لئے بیان کیں تاکہ انہیں لوگوں تک پہنچا یا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے محض نفسانی خواہشات کی خاطر انہیں چھپا ڈالا اور لوگوں پر ان کو ظاہر نہ کیا۔ اُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعُنُونَ۔ خدا کی لعنت یہ ہے کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دے گا۔ اور ان کو دردناک عذاب کا مزد چھلے گا اور فرشتوں اور جنوں اور انسانوں کی لعنت سے لعنت کی بددعا مراد ہے۔ اِی یَعْدُ هُمْ عَنْ رَحْمَتِهِ وَيَذِقُهُمُ الْعَذَابَ نَقِمَتَهُ۔۔۔۔۔ ان لعنة اللہ عنین بمعنی الدعاء علیہم بالابعد عن رحمة اللہ تعالیٰ (روح ص ۲۷۳) یعنی حق چھپانے والوں پر خدا کی بھی لعنت اور چھپکار پڑتی ہے اور انسان اور جن و ملک بھی ان پر لعنت کی بددعا کرتے ہیں۔ ۲۷۴ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور کتاب کو اسے مراد یہ ہے کہ ماقبل اور صفاد مردہ کے معاملہ میں انہوں نے حق بات چھپانے سے توبہ کر لی اور اسلحا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اصلاح کر لی اور حق بات کو مان لیا اور بتینو اسے مراد یہ ہے کہ جس حق کو چھپاتے رہے یعنی ماقبل اور محالہ صفاد مردہ۔ اب اسے خوب بیان کیا اور اس کی خوب نشانی کی۔ فَاُولَٰئِكَ اَلْتَّوْبُ عَلَیْہُمْ یعنی میں ایسی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر لیتا ہوں وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اور نہ صرف توبہ ہی قبول کرتا ہوں بلکہ پچھلے گناہ معاف کر کے اس کو اپنی رحمت میں لیتا ہوں یہ تو ان علماء کا حکم تھا جو تحویل قبلہ اور صفاد مردہ کے شعائر اللہ میں سے ہونے کو حق جانتے تھے اور پھر جان بوجھ کر حق چھپاتے تھے لیکن بعد میں توبہ کر لی۔ اب آگے ان لوگوں کا حکم بیان فرمایا جو سرے سے ان باتوں کو مانتے ہی نہ تھے اور ان کا انکار کرتے تھے۔ ۲۷۵ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اسم موصول عموم کے لئے ہے اور کفر و کفر سے تمام منکرین اور کفار مراد ہیں کذا قال الامام الرازی (کبیر ص ۲۷۶) اُولَٰئِكَ عَلَیْہُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ جملہ اسمیہ سمرار اور دوام کے لئے ہے یعنی ایسے لوگوں پر ہمیشہ خدا کی لعنت برستی رہتی ہے اور فرشتے اور تمام انسان بھی ان پر لعنت بھیجتے رہیں گے ۲۷۶ وہ لعنت و پھٹکار میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے عذاب میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

یہاں تک تو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات اور مشہدات کا جواب تھا اور کتمان حق کے انجام بد کا ذکر تھا۔

رابطہ گذشتہ آیتوں کا ماقبل سے تو ربط یہ ہے کہ ان میں تحویل قبلہ اور صفاد مردہ سے متعلق احکام کو چھپانے والوں اور سرے سے ان کا انکار کرنے والوں کے لئے دعویٰ شدید اور کتمان احکام سے توبہ کرنے والوں، اپنی اصلاح کرنے والوں اور ان کو بیان کرنے والوں کے لئے بشارات کا بیان تھا اور مابعد والی آیتوں سے ان کا ربط اس طرح ہے کہ اگلی آیتوں میں دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا ہے۔ لہذا مسئلہ توحید کو چھپانے والوں اور اس کا انکار کرنے والوں کا بھی وہی حشر ہوگا جو پہلے بیان ہوا۔ ۲۷۷ یہاں دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس سے یہ اشارہ بھی ہو گیا کہ سب سے پہلے جس چیز کا اظہار واجب ہے اور جس کا چھپانا کسی حال میں بھی جائز نہیں وہ توحید ہے۔ لَمَّا حَذَرَ تَعَالٰی مَنْ كَتَمَ الْحَقَّ بَيْنَ اَنْ اُولَٰئِكَ مَا يَحِبُّ اَظْہَارَہٗ وَلَا يَجُوزُ كِتْمَانُہٗ اَمْرًا لِتَوْحِیْدٍ وَقَطْعًا ص ۲۷۸ اور اعادہ دعویٰ کی وجہ سے پہلے بیان ہو چکی ہے کہ شروعا میں تو شرک فی الدعا کی نفی تھی۔ اب یہاں سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے یعنی جس طرح اللہ کے سوا کوئی پکارنے کے لائق نہیں اسی طرح اللہ کے سوا نذر و منت کا مستحق بھی کوئی نہیں اور نہ ہی کسی کی تعظیم کے لئے ساند وغیرہ چھوڑنے کا ہرگز جیسا کہ آگے اُنْکُمْ حَکْمٌ عَلَیْکُمْ الْمِیْتَةُ الْخَالِدِیْنَ غیر اللہ کی نذر و نیاں اور کُلُّوْا مِنْهَا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا الخ میں تحریمات غیر اللہ کا بیان آیا ہے۔ اِلٰہ سے مراد وہ ذات ہے جو عالم الغیب کا درجہ اطلاق، مالک و مختار، حاجت روا و مشککشا ہونے کی وجہ سے تمام عبادات مالمیہ، بدنیہ، اور لسانیہ کی مستحق ہو جسے حاجات میں پکارا جائے، مصائب و بلیات میں جس کی پناہ ڈھونڈی جائے جس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی مذریں اور منتیں دی جائیں۔ اور رُخ و بلا اور قحط و بار میں جس کی دوائی دی جائے اس سے مدد طلب کی جائے۔ اور واحد سے مراد یہ ہے کہ وہ بے مثل اور یگانہ ہے۔ ذات و صفات میں بے نظیر ہے، اور استحقاق عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اَکْثَرُ النَّاسِ عَلٰی اَنْ الْوَاحِدَہُنَا بِمَعْنٰی لَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَہٗ فِی ذَاتِہٖ وَلَا فِی صِفَاتِہٖ وَلَا فِی اَفْعَالِہٖ۔۔۔۔۔ واصح الاقوال عند ذوی العقول السلیمة اَنّہ الذی لَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَہٗ لَہٗ فِی اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ (روح ص ۲۷۹) فرد فی الوہیۃ لا شریک لَہٗ فِیہَا وَلَا یصح ان یشہی غیرہ الہا (مدارک ص ۱۸) اَلَا اِلَہَ اِلَّا هُوَ۔ کہ نفی جنس کے لئے ہے اور اس کی خبر مفدوف ہے اور اِلَّا بمعنی غَیْرِہٖ ہے اِی لَا اِلَہَ مَوْجُودَ غَیْرِہٖ یعنی نفس الامر اور عالم وجود میں اللہ کے سوا کسی الا کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ پہلے جملہ سے اس بات کی نفی کی ہے کہ دنیا میں مستحق عبادت صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ تو مشبہ ہو سکتا تھا کہ شاید دنیا میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی الہ ہو، لیکن مستحق عبادت نہ ہو، تو اس جملہ میں سرے سے وجود الہ ہی کی نفی فرمادی۔ وصریح علی ما قبل لما عسی ان یتوہم ان فی الوجود الہا لکن لا یشترک فی العبادة (روح ص ۲۸۰) یہ دونوں صفتیں دعویٰ توحید پر بطور دلیل لائی گئی ہیں۔ کیونکہ جس تو وہ ہے جس نے ہمیں دنیوی انعامات سے مالا مال فرمایا ہے، اور رحیم وہ ہے جو آخرت میں ہم پر اپنی رحمت خاصہ کے دروازے کھولے گا۔ جب دنیا و آخرت میں وہی ہمارا ولی نعمت اور مہربان ہے اور باقی ساری کائنات ارضی و سماوی اور مخلوقات نوری و ناری اور خاکی سب اس کی محتاج و دست نگر ہے تو وہی جن رحیم ہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ اس کے سوا کوئی علوی یا سفلی ارضی یا سماوی، نوری، ناری یا خاکی عبادت کا مستحق نہیں۔ نہ پکارنے کے لائق نہ نذر و منت کے۔ یہاں تک تو دعویٰ توحید کا اعادہ تھا۔ آگے اس کے اثبات کے لئے عقلی دلیل بیان کی گئی ہے جو مختلف سات دلیلوں پر مشتمل ہے۔ ۲۸۱ اِنَّ حَرْفَ مُّشَبَّہٍ بِالْعَلِّ لَا یُوجِزُ خِلَافَ السَّیِّئِ مَعْتَقًا اِنَّ لَیْ خَبْرَہٗ۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنا اور نہ صرف ان کی ذوات کو بلکہ ان کے دیگر متعلقات کو اور پھر فضائے آسمانی اور بطن ارضی میں بے باخترانہ کو پیدا کرنا یہ اس کی توحید کی پہلی عقلی دلیل ہے۔ وَ اَخْتِلَافِ الْاَنْبِیِّیْنَ اَلْہَا یعنی رات دن کی آمد و رفت، روشنی اور تاریکی میں، کمی اور زیادتی میں ان کا یہ اختلاف یہ دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل وَ اَلْفَلَکَ الْکَبِیْرُ فِی الْجَوِّ فِی الْبَحْرِ یَسْمَا یَنْفَعُ النَّاسَ یہ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ پرمحطوف ہے۔ لفظ فَلَک مفرد و جمع دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ یہاں بطور جمع استعمال ہوا ہے۔ ہَا میں مَا مصدر یہ ہے یا موصولہ یعنی جو بحر میں ہمارے سمندروں میں مال تجارت لے کر نقل حرکت کرتے ہیں، یہ بھی خدا کی قدرت کا مدعی دلیل ہے جو صحتی دلیل دَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً۔ الفَلَک پرمحطوف ہے۔ فَاَحْیَا بِہٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا آسمانوں سے بارش کا اتارنا، پھر اس کے ذریعے خشک اور بنجر زمین کو سرسبز اور شاداب کرنا اور اس میں ہر قسم کی مہربانیاں، غلے، پھل پھول اور چڑی بوٹیاں پیدا کرنا یہ سب اس کی وحدانیت کے منہ بولتے دلائل ہیں۔ پانچویں دلیل وَ بَکَّ فِیہَا فَاَمِنْ مِّنْ ذَا بَقَیَہٗ اَنْزَلَ پرمحطوف ہے۔ یعنی ہر قسم کے چوپائے اور جانور زمین میں پھیلا دیئے۔ چھٹی دلیل۔ وَ تَقْوِیْفِ الرِّیَاحِ یہ مَا اَنْزَلَ پرمحطوف ہے۔ اور تصرف الریح سے ہواؤں کا مختلف سمتوں سے چلنا اور مختلف اوصاف سے متصف ہونا مثلاً سرد، گرم، تیز اور آہستہ وغیرہ۔ ساتویں دلیل وَالسَّحَابِ الْمُسْتَجَرِّبِیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ بَادِلِیْنِ کے زمین و آسمان کے درمیان

سَيَقُولُ ۲

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھیں کہ یہ سب باتیں اللہ کے حکم کے مطابق ہیں۔

میرزا قاسم خان قزوینی
 میرزا قاسم خان قزوینی
 میرزا قاسم خان قزوینی
 میرزا قاسم خان قزوینی

منزل ۱

اور دولت تم جن ذرائع و اسباب سے حاصل کرتے ہو ان تمام ذرائع اور اسباب کا خالق تم بھی مانتے ہو کہ اللہ ہی ہے اور یہ تمام اسی کے قبضہ قدرت اور اختیار میں ہیں اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ اور تم نے جو خدا کے سوا معبود بنا رکھے ہیں ان میں سے کسی نے ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی نہیں بنائی اور نہ ہی ان کو ان چیزوں کا علم ہے۔ تو اب عقل و دانش اور جذبہ شکر گزاری و لغت شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ اس جلل وحیم اور عمن و منعم کے ان بے پایاں احسانات و انعامات کا شکرا ادا کرنے اور اس کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اسی کی نذرین، نیازیں اور مستغنیٰ لی جائیں۔ زمین کی پیداوار میں اسی کے نام کا حصہ مقرر کیا جائے۔ روپیہ اسی کے نام پر خرچ کیا جائے۔ جانور اسی کا تقرب ڈھونڈنے کیلئے اسی کی تعظیم کے لئے، اسی کے نام پر قربان کئے جائیں۔ مشرکین کے لئے زجر ہے تو حید پر عقلی دلائل قائم کرنے کے بعد ان لوگوں کا حال بیان فرمایا ہے جو ان واضح اور روشن دلائل کے ہوتے ہوئے پھر شرک کرتے ہیں اور اپنے محبوبوؤں کے ساتھ خدا کی محبت کا سا بیڑا کرتے ہیں۔ اَنَدَاۤءَ — بندگی کی جمع ہے جس کے معنی مثل اور مشابہ کے ہیں اور یہاں انداد سے مراد اوٹان ہیں۔ یعنی پیغمبر کی وہ مورتیاں جو مشرکین نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اکرام کی شکل و صورت

پر پناہ رکھی تھیں اور ان سے محبت اور تعظیم کا وہی معاملہ کرتے تھے جو انہیں خدا سے کرنا چاہیے تھا۔ خداوند تعالیٰ چونکہ خالق و مالک اور مومن و منعم ہے لہذا اس کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے جھکا جائے، اسی سے مانگا جائے اور اسی کی نذر و منت دی جائے۔ مگر مشرکین یہی معاملات اپنے انداز سے کرتے ہیں جنہیں انہوں نے خدا کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔ ان کی عبادت کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ ان سے نفع و نقصان کی امید رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں ان کے لئے نذرین مانتے اور ان کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے ہجیرہ و سائبہ بھیجتے ہیں۔ انہا اہل لا وثن اللہ اتخذوا الہة لتقرہم الی اللہ ذللاً ورجوعاً عن عندہا النفع والضرر وفساد ما بالمسائل ونذر الہا النذر ووقایہا القربا بین وہو قول اکثر المفسرین (کبیر و حاشیہ ۱)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں انداز اور وثنان و احسانم سے تھکے تراشیدہ بت مراد ہیں مشرکین انہیں کو سب کچھ سمجھتے تھے اور انہیں کے لئے سب کچھ کرتے تھے مگر یہ سمجھنا باوقی ہے کیونکہ بت

انہوں نے محض توحید کی بکسولی اور یادگار کے طور پر رکھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ عبادت و تعظیم کا جو سلوک کرتے تھے وہ محض اس لئے کرتے تھے کہ وہ ان کے بزرگوں کے مجھے اور ان کی یادگاروں میں اور اس عبادت و تعظیم سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمارے بزرگوں کی جیسے خوشنودی حاصل ہو جائے اور وہ ہماری حاجت روائی اور تکلیفی کریں۔ اگر کوئی شخص بت نہ بنائے اور بت کے بغیر ہی اللہ کے ایک بندوں سے محبت و عقیدت اور عبادت و تعظیم کا وہی پرچار کرے جو اسے اللہ سے کرنا چاہیے مثلاً اسے عالم الغیب مالک محتارہ حاجت روا اور مشکک شامجھے اور اس کی خوشنودی کے لئے اس کے نام کی نذرینا دیں دے اور اس سے نفع و نقصان کی توقع رکھے تو اس شخص نے اس اللہ کے نیک بندے کو خدا کا بندہ بنا دیا اور اسے اس وحدہ لا شریک کا مثل اور شریک ٹھہرایا۔ کیونکہ اس نے اس سے محبت کا وہ معاملہ کیا جو اسے صرف خدا ہی سے کرنا چاہیے تھا۔ اس لئے یہاں انداز کے تحت ہر وہ شخص اور ہر وہ چیز مندرج ہے جس سے خدا کی محبت کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ لہذا مشرکین نے توحید کی محبت میں کسی ایک شریک بنا رکھے ہیں لیکن مومنین خدا کی محبت میں کسی کو اس کا مثل اور شریک نہیں سمجھتے اور غیر خدا کے ساتھ خدا کی محبت کا سلسلہ نہیں کرتے اور خدا کی محبت ان کے دلوں میں ہر چیز کی محبت سے بڑھ کر ہے۔ محبت کے وہاں مختلف ہیں۔ خدا کی محبت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، بزرگان دین کی محبت، ماں باپ کی محبت، بھائی بہنوں کی محبت، اولاد کی محبت وغیرہ ہر ایک سے محبت کا وہی سلوک کیا جائے گا جو اس کے شایان شان اور مناسب حال ہو۔ خدا کی محبت یہ ہے کہ اسی کی عبادت بجالائے، اسی کو پکارے، اسی سے مانگے، اسی کی نذر و منت دے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ پیغمبر علیہ السلام کی محبت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا سچا اور آخری رسول مانے۔ دل و جان سے آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے، آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اور اسی میں اپنی سعادت اور نجات سمجھے۔ بزرگان دین کی محبت یہ ہے کہ انہیں اپنے پیشوا سمجھے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔ علی بن ابی القیس۔ اب کوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے لگے۔ آپ کو مالک و منتار سمجھ کر پکارنے لگے۔ آپ کی

سزا عین مشرکین کا بیان ہے کہ یہ بھی ہجیرہ و سائبہ نہ بنایا دیا۔

سزا عین مشرکین کا بیان ہے کہ یہ بھی ہجیرہ و سائبہ نہ بنایا دیا۔

فَتَبَرَّأ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنْهَا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝۶۷ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝۶۸ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالشُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۶۹ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لُكُنَّا آبَاؤُهُمْ تَابِعُوا مِمَّا كَانُوا عَلَىٰ ۝۷۰ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝۷۱ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۝۷۲ صُمُّوا عَنْهُمْ عَنِ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝۷۳

اور جہاں کوئی ان سے کہے کہ تابعدار کی کرو اس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم لو

نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ تک اور مثال ان

کا فوں کی ایسی ہے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سنے سوا پکارنے

اور جہاں کے آواز نہ پہنچے گونجے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے

منزل ۱

نذرینیت دینے لگے تو وہ محب رسول نہیں بلکہ مشرک ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے پرورش کو مثیل رسول سمجھنے لگے اور شریعت کے احکام میں اسے پیغمبر کی طرح اتھارٹی ماننے لگے تو وہ بھی اس اندھی محبت کی وجہ سے۔ موضع قرآن و جن کو لوگ پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دیں گے اور ان کی امید سب طرف سے ٹوٹے گی اور افسوس کھا دیں گے اس وقت کچھ فائدہ نہیں افسوس کا یہاں سے بت پرستوں کا احوال ہے کہ سب کے لوگوں نے دین ابراہیم کی طرح بگاڑا تھا اول سوا خدا اور کو پوجنے لگے اور ان کی نیا نہ جانور ذبح کرتے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کفر ہے اور موبشی میں سے کئی چیزیں حرام ٹھہرائیں۔ سورہ مائدہ اور انعام میں جن کا بیان ہے اور گوشت جو کہ حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو الزام دیتا ہے۔ مثلاً میں نے اپنی طرف سے بناو جیسے اب بھی غلطی کا بہت ٹھہرے ہیں ۱۲۔ لیکن جب سلو ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا پر پھراس پر نہ چلے واپس ان کا فوں کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانور کو بلا دے وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے جو شخص کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والوں کی بات قبول نہ کرے۔ ۱۳۔ فتح الرحمن۔ مترجم گوید اہل جاہلیت چیز کا از خود خویش حرم ساختہ بودند مانند بھائے و سوا ب خدا تعالیٰ در را نشان نازل کرد و اللہ اعلم ۱۲۔

کا فرمایا جائے گا۔ اس لئے ہر ایک سے اس کے مناسب حال محبت کرنی لازم ہے۔ **س۳۰** یہ مشرکین کے لئے تکلیف ہے۔ اس آیت میں دو تہذیبیں ہیں۔ ایک تہذیب ہے کہ قریشیہ ہے اور اس کا جواب شدید العذاب کے بعد محذوف ہے یعنی لما فعلوا اور یہی کا مفعول حال انفسہم محذوف ہے اور اذیون العذاب طرفی کے متعلق ہے اور عذاب سے اخروی عذاب مراد ہے اور اذ القوۃ سے پہلے باہمیہ محذوف ہے اور یہ اذیون کا سبب ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت میں جب وہ اللہ کا عذاب دیکھیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا تو وہ ہرگز شرک نہ کریں اور وہ عذاب اس لئے پائیں گے کہ قیامت کے دن سارا زور اور اختیاریہ صرف اللہ کا ہوگا اور اس کا عذاب نہایت سخت ہوگا اور جن کو مشرکوں نے اپنے سفلی اور جہل ساند سمجھا ہوا تھا وہ سب بے بس اور عاجز ثابت ہوں گے۔ اس صورت میں اذیون العذاب سے بدل ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تو متنی کے لئے ہے جس کا جواب نہیں ہوتا۔

یہی بمعنی یہ ہے (قرطبی ج ۲ ص ۲۰۲) اور عذاب سے دنیوی عذاب مراد ہے ان القوۃ الخ اور ان اللہ الخ منصوب بنزع خافض۔ بڑی کے دونوں مفعولوں کے قائم مقام ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کاش یہ مشرک جب دنیا میں مصائب و آلام کی صورت میں خدا کا عذاب دیکھتے تھے اس وقت وہ اس بات کا یقین کر لیتے کہ جہنم کی قوت و طاقت اور تصرف و اختیار صرف خدا ہی کو حاصل ہے اور اس کی گرفت نہایت زبردست ہے اور یہ بات ان کی سمجھ میں آجاتی کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر یا ولی یا مرید و فرستہ نامہ و مددگار اور منتار و متصرف نہیں اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ اس صورت میں اذیت تہذیب اخروی کے لئے استیناف ہوگا۔ **س۳۱** یہ تہذیب اخروی ہے قیامت کے دن جب مشرکین اپنے محبوبوں اور مشرک پیٹروں اور پیروں کے لئے پکاریں گے تو وہ ان سے جدا ہو جائیں گے اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اس آیت میں قیامت کا یہ حشر تاک منظر پیش کیا گیا ہے۔ **الَّذِينَ اتَّبَعُوا** (یعنی متبعین) سے یہاں مشرک علماء اور رؤسا مراد ہیں جو دنیا میں اپنے ماننے والوں اور ماتحتوں کو مشرک سمجھایا کرتے تھے اور توحید سے انہیں دور رکھا کرتے تھے۔ انہیں السادة من مشرکین الانس (کبیر ص ۲۰۲) پرچہ میں ہ بمعنی عن ہے اور اسباب سے مراد محبت، نسل اور دین کے وہ تعلقات ہیں جن کو مشرکین نے اپنی نجات کے لئے کافی سمجھ رکھا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ منظر بھی سامنے لاؤ جب متبعین یعنی مشرک کے داعی اور ماننے والے اپنے ماننے والوں سے بیزار ہو کر ان سے جدا ہو جائیں گے۔ اپنا بد انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے تمام باہمی مروت و رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ چنانچہ متبعین ان سے صاف کہہ دینگے **اَتَحْنُ مَسَدًا وَنَكْهُ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ اِذْ جَاءَهُمْ مَّبْلَغُ مَعْلُومَتِهِمْ** (سورہ السبا: ۴) مشرکین انتہائی حسرت و یاس کے عالم میں آرزو کریں گے کہ کاش ہمیں ہاؤ دنیا میں سمجھا جائے اور ہم ان سے اسی طرح بیزاری کا اظہار کریں جس طرح آج انہوں نے ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو ہم بھی مشرک نہیں کریں گے اور صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور ان گمراہ کرنے والوں کی باتوں میں نہیں آئیں گے **فَلَا تَلْعَفْ اِلَيْهِمْ بَلْ فَوْحًا بِاللّٰهِ وَحْدَكَ بِالْعِبَادَةِ** (ابن کثیر ج ۲ ص ۱) **فَوْحًا** کذلک یہاں ویسا ہی ہے جیسا کہ

کذلک جعلناکم امة وسطا میں ہے اور رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہے اور حشرات اعمالیہ سے حال ہے و حال من اعمالیہ ان کانت بصریۃ (روح مستح ۲) یعنی اس طرح ان کے مروت و اسباب نجات کو باطل کر کے اور ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر کر ہم ان کے اعمال کو سراپا حسرت و ندامت بنا کر ان کو دکھائیں گے یعنی ان کی وہ تمام عبادت جو دنیا میں انہوں نے کی تھیں شرک کی وجہ سے سب رائیگاں جائیں گی اور آخرت میں حسرت و ندامت کے بغیر انہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ **س۳۲** اور وہ کفار اور مشرکین بھی جہنم سے نہیں نکل سکیں گے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفار اور مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ دلیل علی خلود الکفار فیہا وانہم لا یخرجون منها (قرطبی ج ۲ ص ۲۰۲) **وَمَا هُمْ بِخارجین من النار** کی ترکیب مسند الیہیں نفی صحر کا فائدہ دیتی ہے یعنی خروج من النار کی نفی کفار میں محصور ہے۔ لو اس سے معلوم ہوا کہ جو مومن گنہگار اپنے گناہوں کی سزا بھگتتے کے لئے دوزخ میں جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ و خوارج کا خیال ہے۔ المتبادر فی امثاله حصہ النفی فی المسند الیہ..... فقیہ اشارۃ الی عدم خلود عصاة المؤمنین الداخلین فی قوله تعالیٰ والذین امنوا اشد حبا لله فی النار (روح مستح ۲) **س۳۳** دلائل توحید اور مشرکین کے لئے تہذیب اخروی کے بعد آگے شرک فعلی کی دو ذوقوں یعنی تحریم لغیر اللہ اور نذر لغیر اللہ یا بالفاظ دیگر تحریمات مشرکین اور نیانات مشرکین کی تردید کی گئی ہے مشرکین اپنے محبوبوں کو خوش کرنے کے لئے توہم کا شرک فعلی کیا کرتے تھے۔ ایک تہذیب کہ وہ جانوروں کو اپنے محبوبوں کے لئے نامزد اور معین کر کے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ جہاں چاہیں بلا رک گھومیں پھریں اور کھائیں پئیں۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس سے ہمارے محبوب ہم پر خوش اور مہربان ہو جائیں گے اور آئے وقت ہماری مدد کریں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دیں گے اور ہم سے بیماری اور تکلیف دور کریں گے۔ ایسے جانوروں کے متعلق انہوں نے یہ عقیدہ بنایا ہوا تھا کہ ان کا کھانا، ان کا دودھ پینا اور ان سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں۔ وہ اس کے کھانے اور اس سے انتفاع کو حرام سمجھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے اس جانور کو استعمال کیا یا اسے کوئی تکلیف پہنچی تو ہمارے محبوب ہم پر ناراض ہو جائیں گے اور ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو یہ مشرک اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے محبوبوں کی خوشی کے لئے محض اپنے وہم و باطل اور خیالی فائدے کے تحت حرام کر دیتے تھے حالانکہ انہیں اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ تو تحریمات مشرکین یا تحریمات لغیر اللہ ہیں۔ شرک فعلی کی دوسری قسم یہ تھی کہ وہ مصائب سے نجات اور مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنے محبوبوں کی نذریں اور سنتیں مانتے تھے مثلاً کہتے تھے کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو گیا یا فلاں مصیبت مل گئی تو ہم فلاں محبوب کے استھان اور اس کی عبادت کا گد پرندہ، نقدی، کپڑا یا کوئی جانور بطور نذر دینا لے جائیں گے یا وہاں لے جائے بغیر وہی غریب یا یتیم کر دیں گے۔ اور کبھی ایسا بھی کرتے تھے کہ حاجت اور مصیبت کے بغیر اپنے مال مولشی میں اپنے محبوبوں کا حصہ مقرر کر دیتے تھے اور اس سے ان کا مقصد ہوتا تھا کہ ہمارے محبوب ہم سے خوش رہیں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دینگے اور ہمارے مال و جان کو مصائب و بیماریوں سے محفوظ رکھیں گے۔ یہ نذر مشرکین یا نذر لغیر اللہ کہلاتی ہیں اور ان کے متعلق مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے حالانکہ یہ چیزیں تقرب لغیر اللہ کہلاتی ہیں نامزد ہو جانے کی وجہ سے حرام ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کی تعینات اور تخصیصات کا حکم بیان فرمایا جو مشرکین نے اپنے زعم میں جائز کر رکھی تھیں چنانچہ فرمایا کہ جن حلال و طیب چیزوں کو تم نے اپنی طرف سے حرام کر رکھا ہے وہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور جو نذریں نیازیں تم نے غیر اللہ کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے مقرر کر رکھی ہیں اور انہیں تم حلال سمجھتے ہو، وہ قطعاً حرام ہیں انہیں مت کھاؤ چنانچہ پہلے یہ آیت **اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اٰمَنُوا اَلَا یَا کُفَّٰرُ لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شَیْئًا** اور **اَلَا یَا کُفَّٰرُ لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شَیْئًا** کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ان جانوروں کی علت کا اعلان کرنے کے لئے نازل ہوئی جن کو بعض لوگوں نے بالکل حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ ساہل و غیرہ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما فی نزول الایۃ فی الذین حرّموا علی انفسہم السواکب والوصائل والجائر (کبیر ص ۲۰۲) انہما نزلت فی ثقیف و خزاعة و بنی مدیجہ فیما حرّموا علی انفسہم من الانعام و قرطبی ج ۲ ص ۲۰۲ اس آیت میں حلالاً طیباً سے وہ حلال جانور مراد ہیں جو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کر رکھے تھے مثلاً بحیرہ، ساہل و غیرہ و قد فرہا بعضہا بحیرہ و الساکبۃ و الوصلۃ و الحما یعنی کلوا البھیوتہ و اخواتہا ولا تاكلوا الملیتہ و اخواتہا (تفسیر احمدی ج ۳) اس سلسلہ کی مزید تحقیق سورہ مائدہ ص ۱۴ میں آئے گی۔ اس آیت سے تمام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكْلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو

وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ أَنْ كُنْتُمْ رِبَاةً تَعْبُدُونَ ﴿۸۲﴾

اور شکر کرو اللہ کا اسلئے اگر تم اس کے بندے ہو

حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنزِيرِ

یہی حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا

وَمَا أَهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ

اور جس جانور پر پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا نام لے کر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے نہ

لَا عَادٍ فَلَا إِشْمَ عَلَيْكُمْ إِنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۸۳﴾

بے زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں اسلئے شک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان داد

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ

بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ ہے

الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ شِمًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ

کتاب اسلئے اور لیتے ہیں اس پر محضوڑا سامول وہ

مَا بَاكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يَكْلَهُمُ

نہیں بھرتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اسلئے اور نہ بات کریگا ان سے

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ قیامت کے دن اسلئے اور نہ پاک کریگا ان کو اور ان کے لئے ہے عذاب

أَلِيمٌ ﴿۸۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ

دروغہ ناک یہی ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو

بِالْهُدَى وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى

ہدے ہدایت کے اور عذاب بدلے بخشش کے سو کس قدر صبر کرنے والے ہیں وہ

منزل

حلال اشیاء سے امتناع کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے خطوات خطوۃ کی جمع ہے یعنی نقوش قدم ای اشارہ کما حکى عن الخلیل (روح ص ۱۲۷) اور اس سے وہ تمام گمراہی کے طریقے مراد ہیں جو شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے شیطان کے نقش قدم پر مت چلو اور اس کے جاری کئے ہوئے طریقوں مثلاً تحریکات لغیر اللہ وغیرہ سے پرہیز کرو۔ وہی طریقہ و مسائلکہ فیما اضل تباہ فیہ من تحویج البعائر والسواہب والوصائل ونحوها (ابن کثیر ص ۱۲۷) شیطان سے نفرت دلانے کے لئے فرمایا۔ یعنی شیطان تو تمہارا علانیہ دشمن ہے وہ ہمیشہ تمہیں ہلاکت و تباہی کی راہ ہی بتائیگا۔ اسلئے کلمہ حصہ اور مطالب یہ ہے کہ شیطان ہدیشہ شیطنت ہی کرے گا۔ اس سے بھلائی یا غیر خواہی کی کوئی توقع نہیں۔ السوء سے مراد وہ انحال ہیں جو عقلاً برے اور قیوح ہوں اور الفشار وہ جگوشنر لیت لے بھی برا بھلا یا ہو۔ یہاں الفحشاء سے طواف بحالت عریانی مراد ہے۔ مشرکین مذکور طواف کئے

کو بھی اپنے معبودوں کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے تھے اس لئے باقی امور شرکیہ کے ساتھ اس سے بھی منع فرمایا۔ اسلئے یہ السوء پر معطوف ہے۔ قول بغیر علم سے یہاں خدا پر افتراء مراد ہے یعنی جس طرح شیطان دیگر گمراہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح وہ دین کے بارے میں خدا پر بہتان تراشی پر اکساتا ہے جو لوگ اپنی خواہشات نفس کو دین کہتے ہیں وہ خدا پر افتراء کرتے ہیں کیونکہ ان کی خواہشات کو خدا نے دین نہیں بنایا۔ چنانچہ خدا کی حلال چیزوں کو حرام کرنا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرانا اور برہنہ ہو کر طواف کرنے کو عبادت سمجھنا یہ سب خدا پر افتراء اور شیطان کا قریب سے اسلئے شرک اپنے باپ دادا کی دیکھی بھی شرک کرتے تھے اور انہی کی تقلید میں اپنی طرف سے اشیاء کی تحریم کرتے تھے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ ان آہانی رسوم کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کی پیروی کرو تو ان کا جواب یہ تھا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کسی اور دین کو نہیں مانیں گے۔ یہ ان کی جہالت اور ضد و جہود کی حد تھی تو اللہ تعالیٰ نے آگے اس کا جواب دیا اَلَا تَرَ کَانَ اَبَاکُمْ لَا یَعْقِلُونَ شَتَا وَا لَا یَهْتَدُونَ یعنی اگر ان کے آباء و اجداد صاحب علم ہوتے، توحید کو جانتے ہوتے اور راہ ہدایت پر ہوتے اور پھر یہ لوگ ان کا اتباع کرتے تو کوئی بات بھی تھی۔ تو کیا اگرچہ وہ دین سے ناواقف اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ اسلئے یہ کفار و مشرکین کی مثال ہے جو اذہاخذ اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ مَا اِسم موصول ہے، اور اس سے مراد چوپلے ہیں جو آواز تو سننے میں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ یہ مشرکین کی نادانی اور بے حسی کی مثال ہے یعنی جس طرح ایک چوپلے کو آواز دی جائے تو وہ آواز تو سن لے گا لیکن جو کچھ اس کو کہا گیا ہے اس کا مطالبہ نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ آواز تو سن لیتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں، عن مجاہد کمثل الذی ینفق مثل ضربه اللہ لمن ینسج ما یقال له ولا یعقل کمثل البہیمۃ تسمع النعیق ولا تعقل (ابن جریر ص ۱۲۷) یہ

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیا نمونہ پیش کیا ہے جو لوگ اپنے باپ دادا کی تقلید میں اپنی طرف سے اشیاء کی تحریم کرتے تھے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ ان آہانی رسوم کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کی پیروی کرو تو ان کا جواب یہ تھا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس کے مقابلہ میں کسی اور دین کو نہیں مانیں گے۔ یہ ان کی جہالت اور ضد و جہود کی حد تھی تو اللہ تعالیٰ نے آگے اس کا جواب دیا اَلَا تَرَ کَانَ اَبَاکُمْ لَا یَعْقِلُونَ شَتَا وَا لَا یَهْتَدُونَ یعنی اگر ان کے آباء و اجداد صاحب علم ہوتے، توحید کو جانتے ہوتے اور راہ ہدایت پر ہوتے اور پھر یہ لوگ ان کا اتباع کرتے تو کوئی بات بھی تھی۔ تو کیا اگرچہ وہ دین سے ناواقف اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ اسلئے یہ کفار و مشرکین کی مثال ہے جو اذہاخذ اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ مَا اِسم موصول ہے، اور اس سے مراد چوپلے ہیں جو آواز تو سننے میں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ یہ مشرکین کی نادانی اور بے حسی کی مثال ہے یعنی جس طرح ایک چوپلے کو آواز دی جائے تو وہ آواز تو سن لے گا لیکن جو کچھ اس کو کہا گیا ہے اس کا مطالبہ نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ آواز تو سن لیتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں، عن مجاہد کمثل الذی ینفق مثل ضربه اللہ لمن ینسج ما یقال له ولا یعقل کمثل البہیمۃ تسمع النعیق ولا تعقل (ابن جریر ص ۱۲۷) یہ

اور افریق سے بہرے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور حق بات کا اقرار کرنے کے لئے ان کی زبانیں گونگی ہیں اور وہ سیدھی راہ سے اندھے ہیں۔ جب علم کے تمام راستے ہی بند ہیں تو کیا خاک آئیں گے۔ اسلئے پہلے عام انسانوں سے خطاب تھا۔ اب مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مشرکین کی طرح حلال و حرام کے بارے میں من مانی نہ کریں اور بن چیزوں کو ہم نے حلال کیا ہے ان کو نہ صرف حلال سمجھیں بلکہ ان کو کھائیں اور اس طرح اپنے عمل سے بھی اپنے اعتقاد کی تصدیق کر دیں بعض اوقات انسان ایک چیز کو عقیدے کی حد تک تو مان لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے سے بھجکتا ہے اس لئے ایمان والوں سے سورج قرآن والی مواشی ہتھنی ہی چیزیں حرام ہیں سو بھی جب آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف میں بشرطیکہ بے حکمی کرے یعنی لذت اضطرار کی نہیں پہنچی اور کھانے لگے اور دنیاوی نہ کرے قدر ضرورت کھا لے ۱۲ خ الرحمن و مترجم گوید اگر کوئی مرد دین آیت حصر کردہ شدت محرم را و اشیاء مذکورہ حالانکہ در حدیث سباع و حمار و مانند آنرا حرام شرعہ شد است پس در تطبیق چه باشد گویم حصر صافی است نسبت بجامر و سواہب کہ سامی و السندیس در ہتھنیہ الاقام پنج چیز حرام نیست غیر اشیا مذکورہ و در خیاباٹ و سباع مانند آن سخن نداشتند۔

ارشاد فرمایا کہ اگر واقعی دل و جان سے تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو اور تحریکات بغیر اللہ کے ذریعے شرک سے سچی تو کہہ چکے ہو تو اس بات کا عملی ثبوت بھی دو اور وہ یہ ہے کہ سائبہ بھیرہ وغیرہ کو کھاؤ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ ابھی تم خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہو بلکہ تمہارے اعمال میں ابھی شرک کا شائبہ موجود ہے۔ اور پھر اللہ کا شکر بھی بجا لاؤ جس نے تم کو یہ حلال چیزیں عطا فرمائی ہیں کیونکہ اس کا شکر بھی ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس کے بغیر عبادت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی دی ہوئی حلال چیزوں کا ایک شکر یہ بھی ہے کہ انہیں شرک کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کیا جائے۔ **مسئلہ ۳۱** اب یہاں سے ان چیزوں کی حرمت کا بیان شروع ہوتا ہے جن کو مشرکین حلال سمجھتے تھے۔ اس آیت میں حصہ کے متعلق چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے (۱) مردار (۲) پہنے والا خون (۳) خنزیر (۴) نذر بغیر اللہ۔ اب ایک شرکال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں استمّا کلمہ حصہ استعمال کر کے حرام چیزوں کو صرف چار میں بند کر دیا ہے حالانکہ ان چار چیزوں کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کی حرمت خود قرآن میں اپنی اپنی جگہ مذکور ہے تو پھر اس حصہ کا کیا مطلب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں چوپایوں کی حلت و حرمت کا کوئی قانون بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود صرف مشرکین کی غلط فہمی کی تردید ہے۔ مشرکین نے بھیرہ، سائبہ اور وصلہ وغیرہ کو جن کا ذکر سورہ مائدہ میں آئے گا، اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام بٹھا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ لیکن لہذا ان الاشیاء قصیر الحولہ علی ما ذکر مطلقاً کما ہوا للظاہر۔۔۔ بل مقید بما اعتقد وہ حلالاً درود ص ۵۵) حلیۃ سے مراد مردہ جانور ہے جو ذبح کے یا ہلاک کے بغیر از خود مر جائے یا اسے ذبح نہ کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ وہی القصاصات من غیر ذکوة شرعیۃ درود ص ۵۵) جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح اس کے باقی تمام اجزاء سے فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ البتہ اس کے بال، ہڈی بشرطیکہ اسے تمام رطوبتوں سے پاک صاف کر لیا گیا ہو اور اس کا چمڑہ دباغت (رنگائی) کے بعد پاک ہیں۔ ان کا استعمال جائز ہے اور کوم (خون) سے مراد دم مسنون ہے یعنی وہ خون جو جانور کے بدن کے کسی حصہ سے بہ کر نکلے جیسا کہ ذبح کے وقت رگوں سے خون نکلتا ہے۔ ولکنہ الخنزیر خنزیر کے تمام اجزاء یعنی گوشت کھال، ہڈی، چربی، بال وغیرہ سب حرام ہیں۔ اس کے بدن کے کسی حصہ سے استفادہ جائز نہیں کیونکہ وہ نجس لعین ہے اور گوشت کی تفصیل صرف اس لئے کی گئی ہے کہ گوشت ہی جانور کا مقصود ہے اور ضروری حصہ ہوتا ہے جب وہ حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے۔ ان محرمات میں سے جو بھی چیز مآ اھل بہ لغیر اللہ ہے اھل اھلال سے ہے جس کے معنی آذان بلند کرنے اور شہرت دینے کے ہیں۔ الاھلال اصلہ دفع الصوت دیکھو صفحہ ۱۲) یعنی وہ جانور بھی حرام ہیں جنہیں غیر اللہ کے نام پر شہرت دیدی جائے۔ اور غیر اللہ کی تعظیم اور شہرت دینے کے لئے نامزد کر دیا جائے۔ مثلاً اگر کسی مشرک نے اپنے محبوب کے لئے بکرایا مرغانا نامزد کر دیا یا کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی کے لئے کوئی جانور نامزد کر دیا اور مقصد یہ رکھا کہ یہ راضی ہو جائیں گے اور میری حاجت پوری کر دیں گے یا مشکل آسان کر دیں گے تو یہ جانور حرام ہیں اگر اسی نیت سے ان کو ذبح کیا گیا اور ذبح کے وقت خدا ہی کا نام لے کر ان کی گردن پر چھری چلائی تو پھر بھی یہ حلال نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس مشرک کی نیت کی وجہ سے وہ جانور حرام ہو گیا ہے۔ لہذا اب خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے وہ حلال اور پاک نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور خنزیر خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کی خاطر نامزد کیا جانور بھی خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا جو شخص غیر اللہ کے تقرب اور رضا کے لئے ایسا کرتا ہے یعنی غیر اللہ کے لئے جانور کو نامزد کر کے پھر اسی نیت پر اسے ذبح بھی کر دیتا ہے تو وہ شخص مرتد اور دائرۃ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہوتا ہے۔ قال العلماء لوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار صحتہ اذ ذبیحۃ ذبیحۃ صحتہ دیکھو صفحہ ۱۲) نیشاپوری ص ۵۵) حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی فتاویٰ عزیزیہ میں رقمطراز ہیں کہ :-

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ ذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگوید یا نہ زیرا کہ چون شہرت داد کہ اس جانور بلے فلانست ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نہ کر دہے آن جانور منسوب با آن غیر گشت و جنبشہ دل پیدا شد کہ زیادہ از خبت مردار است و ہر گاہ ای خبت دروے سرایت کرد و دیگر مذکر نام خدا و نہ حلال نمی شود مانند سنگ و خاک کہ اگر بنا آلودہ مذکور شود حلال نمی گردد۔ فتاویٰ عزیزیہ ص ۵۵ ج ۱)

صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کا تقرب چاہے وہ ملعون ہے ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے کیونکہ جب اس نے مشہور کر دیا کہ یہ جانور فلاں غیر خدا کے لئے ہے تو ذبح کے وقت خدا کا نام لینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جب وہ جانور بطور نذر و منت غیر خدا کی طرف منسوب ہو گیا تو اس میں مردار سے بھی بڑھ کر نجاست پیدا ہو گئی اور اس میں اس طرح گھس جائے گی کہ اب وہ خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور خنزیر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتے۔

اس کی مزید تحقیق سورہ مائدہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ **مسئلہ ۳۲** اس آیت میں اضطرابی حالت کا حکم بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر جا رہا ہو اور کھانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو یا کسی کو کسی ظالم و جاہل نے حرام چیز کھانے پر مجبور کیا ہو اور نہ کھانے کی صورت میں جان کا خطرہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں مذکورہ بالا احرام چیزوں مثلاً غیر اللہ کی نیاز وغیرہ میں سے بقدر ضرورت کھالے تو اسے گناہ نہیں چکا وھذہ الصبر و ردة لها سببان احدھا الجوع الشدید وان لا یجد ما کولاً حلالاً لایسد بہ الریق فعند ذلک یمکن مضطراً الشانی اذا اکرھ علی تناولہ مکرہ فیحل لہ تناولہ (کبیر ص ۱۱) مگر اس اجازت کے ساتھ دو قیدیں بھی لگا دیں ایک غیر ہائے کی اور دوسری دلاعا کی۔ غیر ہائے کا مطلب یہ ہے کہ صرف بوقت ضرورت کھالے اور بلا ضرورت نہ کھالے اور دلاعا کا مطلب ہے کہ بقدر سد ریق کھالے اور ساتھ نہ لے جائے مگر آن کل عسوں میں کیا ہوتا ہے غیر اللہ کی نیازیں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور بطور تبرک باندھ کر ساتھ لے جاتے ہیں ان اللہ عَفُوٌّ رَحِیمٌ جو تہارے گناہوں پر بھی بعض اوقات مواخذہ نہیں کرتا اور مشکل اوقات میں آسانیاں بہم پہنچا دیتا ہے۔ **مسئلہ ۳۳** نذر غیر اللہ کے احکام بیان کرنے کے بعد اب ان لوگوں کے لئے زجر اور تحویف اخروی بیان فرمائی جو نہ صرف یہ کہ نذر غیر اللہ کے احکام چھپاتے ہیں بلکہ خود غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے بھی ہیں جن کو اللہ نے صاف صاف حرام فرمایا ہے۔ آج کل جو مولوی اور گدی نشین نذر و نیاز کا صحیح مسئلہ بیان نہیں کرتے بلکہ خود غیر اللہ کی نیازیں منے سے کھاتے ہیں ان کے لئے بھی آخرت میں مہی سزا مقرر ہے۔ یہ آیت اگرچہ یہود کے حق میں نازل ہوئی تھی جو تورات میں بیان کیے ہوئے حلت و حرمت وغیرہ کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات میں بیان کردہ اوصاف چھپاتے تھے لیکن اس کا حکم عام ہے اور امت محمدیہ صلی علیہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کو بھی شامل ہے جو خدا کی کتاب کے احکام کا حقہ لوگوں تک نہیں پہنچاتے خصوصاً توحید کے اثبات اور شرک و بدعت اور نیازات غیر اللہ کی تردید کے متعلق قرآنی آیات کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ اور اس حق پرستی سے ان کا مقصد صرف دنیا کی حقیر دولت کمانا اور اپنی گردنوں کو محفوظ کرنا ہوتا ہے کیونکہ حق بتلے سے جائز نذر و نیاز کی تمام آمدنیاں بند ہو جاتی ہیں اس لئے ان دنیوی منافع اور آمدنیوں کو محال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نذر غیر اللہ کے خدائی احکام کو لوگوں سے چھپائیں کیونکہ اگر عوام کو معلوم ہو جائے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز دین میں ناجائز و حرام ہے تو پھر وہ کیوں انہیں نذر نیازیں پیش کریں گے۔ **مسئلہ ۳۴** حق چھپانے کی وجہ سے جو نفیس، نذرین اور بدیے ان کو ملتے ہیں۔ یہ سب جہنم کی آگ ہیں اور یہ ظالم دنیا میں یہ چیزیں کھا کر جہنم کی آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ چونکہ یہ چیزیں جہنم کی آگ ہیں۔ جلتے کا سبب اور موجب ہیں تو گویا جہنم کی آگ ہیں۔ لہذا لہا اکل مایوجب النار فکانہ اکل النار دیکھو صفحہ ۵۵) **مسئلہ ۳۵** ان سے کام

نیا زیب کھلنے اور دوسرے گناہوں کی میل اور گندگی سے پاک نہیں کرے گا۔ اے لا ٰی بظہرہم من و نسل الذنوب (روح ص ۲۵) اُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ۔ ان لوگوں نے تو حق چھپا کر ہدایت کے عوض کراہی خرید لی۔ کتاب اللہ جس کے احکام سراسر حق و ہدایت تھے اور جس میں نذر و نیاز غیر اللہ کی حرمت موجود تھی اسے چھپایا یا اور ہدایت کی جگہ گمراہی پھیلانی محض دنیا کی حقیر دولت اور گدلیوں کی حفاظت کی خاطر بسبب گناہ گھر الحق للہ طاعہم الدنیا والافاضل الدنویۃ (روح ص ۲۵) اگر یہ لوگ نذر غیر اللہ کا مسئلہ جس کی حرمت ان کا کتاب میں بصرحت مذکور ہے اور اسی طرح دیگر مسائل کو بیان کرتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے تو ان کے لئے معذرت تھی لیکن انہوں نے یہ مسئلہ چھپایا اور عملاً اس کی خلاف ورزی کی اس وجہ سے ان کے لئے عذاب ہے انہوں نے تو تباہیں تو ہدایت کے بجائے گمراہی اختیار کی اور آخرت کی زندگی کے لئے جو سب سے بڑی

البقرة ٢

دورِ حج پر ۱۳۱ھ یہ اس واسطے کہ اللہ نے نازل فرمائی کتاب پجی ۱۳۲ھ اور

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝۱۶۷ لیس

ہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف آگے نہ لیکن

الْبَرِّ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ

سب کتابوں پر اہل پیغمبروں پرستہ اور دے مال اس کی محبت پرستہ رشتہ داروں کو

وَالْأُتْمَ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَ

گرمیوں میں ۱۵۳۵ء اور قائم رکھے نمایاں اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرے مال

اور لڑائی کے وقت ۳۲۷ یہی لوگ ہیں جسے ۳۲۸ اور یہی ہیں

المتقون ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا عَلِيَّكُمْ

الفصاص فی لفتی الحر بالحر والعبد بالعبد

منزل ۱

نعمت یداریت یافتہ ہونے کی صورت میں ان کے لئے مقدّر بھی اسے
گمراہی اختیار کر کے عذاب دائمی سے تبدیل کر لیا۔ ۱۹؎ یہ فعل
التعجب ہے یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کا عذاب برداشت کر نیکے
لئے وہ بہت دلیں ہیں چھی تو وہ بے کھٹے کتمان حق کئے جا رہے ہیں۔
اور خدا کے عذاب کی ذرا پرواہ نہیں کرتے ما اجمعہم علی الناد
اذ یجملون عملاً یؤدی الیہا (قرطبی ۲۳۲ ص ۲) ۲۰؎ ذلک
سے مذکورہ عذاب کی طرف اشارہ ہے اور بان۔ لیستیقنوا محذو
کے متعلق ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ذلک بان اللہ ھو
الحق (حجۃ ۱) ای لتستیقنوا بان اللہ الحق اور ایک جگہ فرمایا
ذلک بان تھجربا قوا اللہ (سولہ انفال ۲۴) اور
الکتاب سے جس کتاب مراد ہے۔ الکتاب جس ہے۔
الحق سے مراد سچائی یا دلیل اور حجت ہے۔ بان الحق ای بالصدق
وقیل بالحجۃ (قرطبی ۲۳۲ ص ۲) اور بان الحق میں بان بمعنی لام
ہے اور اس کے بعد مضاف محذوف ہے ای لاظہار الحق وادل
یعنی یہ عذاب اس لئے دیا جائے گا تا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ اللہ
نے ان پر اظہار حق کے لئے کتاب نازل فرمائی جس میں تباہات غیر اللہ
کی حرمت کا بیان تھا مگر وہ باز نہ آئے کیونکہ وہ محض ضدی اور
معاند تھے۔ ۲۱؎ اب جن لوگوں نے ہماری کتابوں میں اختلاف
پیدا کیا ہے اور ان کے تمام احکام کو قبول کرنے میں تامل کیا ہے
ان لوگوں کے پاس نہ کوئی صحیح دلیل ہے اور نہ کوئی معقول عذر۔
انہوں نے محض شدید مخالفت کی بنا پر ایسا کیا ہے اور یہ مخالفت
قبول حق سے بہت دور ہے اور ضد و عناد کی حد تک پہنچی ہوئی ہے
تو جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو چھپائیں اور گمراہی کی
راہ اختیار کریں۔ ان کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ یہودی علماء اور ان کے
پیروں چھی طرح جانتے ہیں کہ نذر غیر اللہ کی حرمت ان کی تورات میں موجود
ہے مگر اس کے باوجود وہ اس کو چھپاتے ہیں وہ محض ضد اور عناد کی
بنا پر ایسا کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اس عذاب شدید کے مستحق
تھہرے گئے ہیں۔ یہی حال بعض موجودہ پیروں اور گدنی شیعینوں
کے عرصہ محض ضد و عناد کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ یہاں فرمایا کہ

جنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے اختلاف کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اختلاف صرف بڑے بڑے عالموں اور پیروں نے کیا ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ رِقَابًا ۚ اور ایک اور جگہ فرمایا کہ ان علماء اہل کتاب نے اختلاف جان بوجھ کر کیا وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ رَأَيْ عَمَلَانِ ۚ لفظ بَرّ عام ہے اور نیکی کی تمام انواع کو شامل ہے۔ البہ جامع لانواع الخیر والطاعات المقربۃ الی اللہ تعالیٰ والخطاب لاهل لکتابین (روح مسدّد ص ۲۷) اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ بحث رسالت کے فتناموضوع قرآن و یہود نے اپنی کتاب میں سے نبی آخر زمان کی صفت چھپا ڈالی اور بہت آیتوں کے معنی بدل ڈالے غرض دنیا کے واسطے ۱۲

فتح الرحمن ۱۱ یعنی توجہ بہت مشرق و مغرب چنانکہ یہود و نصاریٰ زعم میکنند نیکو کلمے نصیحت بلکہ منسوخ شدہ است ۱۲ ۱۱ یعنی صاحب آن نیکو کاری کہ ملتہائے وہاں اختلاف تہذیب و ملت ۱۱ ۱۱ یعنی در آزادی بندگان یا خلاصی مکاتب ۱۲ ۱۱ یعنی اعتبار مماثلت در کشتگان ۱۳ ۱۱ یعنی مثل اوست در حکم ۱۲ ۱۱ یعنی مثل اوست در حکم ۱۲

سَيَقُولُ ۚ

طرح نہ ہو جو خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت عزیر اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو خدا کے شریک سمجھتے تھے اور انہیں پکارتے تھے والہام بخدا ایمان ایمان خال عن شائبۃ الاشعرا ولا کایمان الیہود والنصارى الفاضلین عزیز ابن اللہ والمسیح ابن اللہ (روح معشہ ۲ ج ۱) اسی طرح فرشتوں، پیغمبروں اور کتابوں پر بھی بلا تفریق ایمان لانے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض فرشتوں اور پیغمبروں کو مانے اور بعض سے عداوت رکھے اسی طرح بعض کتابوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ ایسا ایمان قابل قبول نہیں ۳۲۴ اب یہاں سے اعمال صالحہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق انسان کے بدن سے ہے۔ حجتہ کی ختمیہ مال کی طرف راجح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال و دولت کی محبت کے باوجود وہ اسے خرچ کرے۔ ذوی القربی۔ یہ اتنی کامفعل ہے اور رشتہ دار سے مراد غریب اور محتاج رشتہ دار ہیں والبتامی یتیم کی جمع ہے اور یتیم ہر اس نابالغ کو کہتے ہیں جس کا باپ مر چکا ہو جب یتیم کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ تو اس کی پرورش بھی اسکے قریبی رشتہ داروں پر لازم ہے۔ والمسکین مسکین کی جمع ہے یعنی حاجت مند اور محتاج وابن السبیل یعنی مسافر جب سفر میں بے خرچ ہو جائے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو وہ السابیلین اس سے مراد بھی حاجت مند لوگ ہی ہیں تو مساکین اور سائلین میں یہ فرق ہو کہ مساکین وہ ہیں جو کسی سے نہ مانگیں اور سائلین وہ ہیں جو مانگ لیں۔ اہل الحاجة شہر ضروریات منہج من یکف عن السؤال وهو الماحض ہنا ومنہم من یسأل ویبتسط وهو الماراد بقولہ والسائلین (کبیر فقہ ۲ ج ۲) رقبۃ کی جمع ہے اور رقبہ سے مجازاً شخص مراد ہے۔ الرقبۃ معجاز عن الشخص (روح معشہ ۲ ج ۲) رقبہ میں سنج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں چھڑا جائے۔ ای فی تخلص الرقاب وفکا کما در روح معشہ ۲ ج ۲ یہاں فکر رقبہ سے بعض مفسرین نے غلاموں کو آزاد کرانا اور بعض نے قیدیوں کو چھڑانا مراد لیا ہے مگر عموم لفظ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے یہ دونوں مراد ہوں اور ان کے علاوہ وہ مقروض جو موجد ہو اور مشرک نہ ہو اس کی امداد کرنا بھی اس میں شامل ہو۔ یہاں تک مالی صدقات کا ذکر تھا۔ اب آگے نماز کا ذکر ہے جو تمام عبادات بدنیہ میں سب سے اعلیٰ ہے۔ وأقام الصلوة اقامت صلوة کا مفہوم ویقیمون الصلوة کے تحت گذر چکا ہے۔ وآتی الزکوۃ پہلے نفل صدقات کا ذکر تھا یہاں فرضی صدقہ یعنی زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ والموادبا للصلوة المفروضۃ کا زکوۃ فی وآتی الزکوۃ بناءً علی ان المراد بما مر من ایتاء المال فوافلا لصدقات (روح معشہ ۲ ج ۲) عقائد و اعمال کی تصحیح کے بعد اب جن اخلاق کا ذکر کیا جا رہا ہے اور بعد سے یہاں کوئی خاص عہد اور نہیں بلکہ اس سے ہر وہ عہد اور ہے جو کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے کیا ہو یا اللہ تعالیٰ سے کیا ہو۔ ای فیما بینہم و بین اللہ تعالیٰ و فیما بینہم و بین الناس (قطبی ۲ ج ۲) والظاہر حمل العہد علی ما یشمل حقوق الحق وحقوق الخلق (روح معشہ ۲ ج ۲) انسانوں سے کئے گئے صرف ان وعدوں کا پورا کرنا ناجائز اور لازم ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ خلاف شریعت کام کے متعلق وعدہ پورا کرنا جائز نہیں۔ خدا سے کئے ہوئے عہد میں خدا کے نام کی نذر اور خدا کے نام کی قسم بھی شامل ہیں۔ اگر خدا کے لئے نذر مانی ہے تو اسے پورا کرنا واجب ہے البتہ غیر اللہ کی نذر و منت ناجائز اور شرک ہے اور کوئی جہالت سے مان بیٹھے تو اس سے توبہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے خدا کے نام کی قسم کھائی ہے اگر وہ ناجائز کام پر نہیں تو اسے ضرور پورا کرے اگر ناجائز کام پر ہے تو قسم توڑ دے۔ غیر اللہ کے نام کی قسم کھانی درست نہیں۔ ۳۲۵ الصبرین منسوب علی المدح اور اس کا عامل محذوف ہے یعنی امح۔ الصبرین کو ما قبل سے اس لئے جدا کیا گیا ہے تاکہ صابرین کی مزید فضیلت ثابت ہو جائے الباساء والضمراء دونوں کے معنی شدت اور تکلیف کے ہیں لیکن باساء کا تعلق مال سے ہے یعنی فقر و فاقہ وغیرہ اور ضمراء کا تعلق بدن سے ہے جیسے بیماری الباساء فی الاموال کا لفقروا الضمراء فی الانفس کا لمرض (مبضادی ص ۲) اور الباس سے مراد جنگ و جہاد ہے ای وقت القتال وجہاد العدو (روح معشہ ۲ ج ۲) مطلب یہ کہ صرف آرام سے نماز پڑھنے ہی سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاد بھی کرنا پڑے گا۔ اور مال و جان میں تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں گی اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے۔ ۳۲۶ اولئک سے مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگ مراد ہیں یعنی مکی کے سچے طالب تو وہ لوگ ہیں جن میں ایمان و عمل (یعنی اللہ کے احکام کو دل و جان سے مننے) اور حسن اخلاق کی مذکورہ بالا تمام خوبیاں موجود ہوں نہ کہ وہ لوگ جہنم کے مشرک و مغرب کی طرف منہ کرنے کو ہی نیکی سمجھ رکھتے ہیں اور اپنی ہند پر اٹے ہوئے ہیں۔ اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ یہ آیت تمام اعمال خیر کی جامع ہے۔ اس میں تمام بنیادی عقائد اور ضروری اعمال آگئے ہیں اس کی نظر سے یہ آیت اصول دین میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔

حصہ دوم

(۱) جہاد فی سبیل اللہ (۲) انفاق فی سبیل اللہ

تمہید یہاں تک سورہ بقرہ کا پہلا حصہ جس میں توحید و رسالت کا بیان تھا ختم ہو گیا۔ اب آگے دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصہ میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہے ایک جہاد فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں اللہ کی توحید اور اس کے دین کی خاطر لڑنا اور دوسرا انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین کی خاطر اپنی دولت خرچ کرنا۔ اصل مسائل شروع کرنے سے پہلے امور انتظامیہ بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ باہمی فطرم و ضبط اور محبت والہ کے بغیر اجتماعی قوت کے ساتھ جہاد ناممکن ہے اور امور انتظامیہ کی پابندی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ انسان کے دل میں خدا کا خوف اور اس کا باطن درست اور اس کی نیت نیک ہو اس لئے امور انتظامیہ کے ساتھ اور ان کے درمیان چند امور مصلحہ کا ذکر فرمایا۔ مثلاً نماز، روزہ، حج۔ اس کے بعد جہاد کا ذکر ہے اور جہاد کے حکم کے ساتھ ساتھ امور مصلحہ بھی ذکر ہو رہے ہیں تاکہ روزہ سے باطن کی صفائی حاصل ہو جائے اور حج کے موقع پر بیت اللہ میں حاضر ہو کر اللہ سے فتح کے لئے دعا کرو کیونکہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے اور نماز سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔ ۳۲۷ امور انتظامیہ میں سے یہ پہلا امر انتظامی ہے۔ یہودیوں کے مذہب میں قتل کی سزا صرف قتل ہی تھی۔ معافی کی صورت کوئی نہیں تھی۔ عیسائیوں کے یہاں بس ایک ہی عفو و درگزر کا قانون تھا۔ قصاص نہیں تھا۔ عرب میں قصاص اور عفو دونوں چیزیں موجود تھیں لیکن ان میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا جاتا تھا۔ اگر قاتل کوئی معمولی آدمی ہوتا اور مقتول بڑا خاندانی تو اس کے عوض قاتل کے قبیلہ سے کئی آدمی قتل کر دیے جاتے تھے۔ اس طرح بڑے لوگ اپنے زحموں کے عوض بھی گئی لگتی دیتیں وصول کرتے تو اللہ تعالیٰ نے قصاص اور دیت کے احکام نازل فرما کر ان تمام بے اعتدالیوں کی اصلاح فرمادی۔ قصاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ساتھ دی کچھ کیا جائے جو اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہو (کبیر فقہ ۲ ج ۲) روح معشہ ۲ ج ۲) یہاں مراد یہ ہے کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے اور قصاص صرف حکومت ہی لے سکتی ہے عوام کو اختیار نہیں ہے کہ وہ خود اپنے مقتولین کا قصاص لینے پھریں کیونکہ اس سے بہت بڑی بے اعتدالیوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ عداوتیں بڑھ جائیں گی اور زمین میں فساد برپا ہو جائے گا۔ اتفق ائمہ الفتاویٰ علی انه لا یجوز لاحد ان یقتص من احد حقہ دون السلطان ولیس للناس ان یقتص بعضہم من بعض (قطبی ۲ ج ۲) ۳۲۸ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو قاتل نے قتل کر دیا کسی مرد نے عورت کو قتل کر دیا تو غلام کے بدلے آزاد اور عورت کے بدلے مرد کو قصاص میں قتل کیا جائے گا حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما، سعید بن مسیب، ابراہیم حنفی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، قتادہ و حکم بن عتیبہ کا بھی یہی مسلک ہے (قطبی ص ۲۳۶) امام شافعی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ عورت کے بدلے مرد سے قصاص لیا جائے گا۔ اس آیت

ہے چنانچہ اسی نکتہ کیلئے احکام روزہ کے درمیان فرمایا قرآن اسآ لکف عبادی عتقی قاتی قذیب الخ کیونکہ ایک روزہ سے انسان ستر سال کی سافت سے بھی زیادہ خداوند تعالیٰ سے نزدیک ہو جاتا ہے۔
 ۳۳۸ یعنی روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اور یہ تشبیہ تمام اوصاف میں نہیں ہے بلکہ نفس و جوب میں ہے۔ روزہ ہر غیب کی شریعت میں فرض رہا ہے۔ البتہ روزوں کی تعداد اور وقت میں فرق تھا۔ علی الانبیاء والامم من لدن آدم علیہ السلام الی محمد کم ذہو عبادۃ قدیمہ (مدارک ص ۷۰) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ یہاں روزہ کی غرض و غایت بیان فرمائی ہے کہ روزہ بظاہر قافہ اور تکلیف معلوم ہوتا ہے مگر اس میں تمہارے لئے روحانی فوائد ہیں اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم روزے رکھنے سے تقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے کیونکہ روزہ رکھنے سے قوت شہوانیہ ضعیف ہو جائے گی اور نفس کی خواہش مرغوبات نفسانیہ کی طرف کم ہو جائے گی جس کا نتیجہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کے کاموں میں رغبت کی صورت میں ظاہر ہوگا اور یہ تقویٰ ہے اس روحانی تزکیہ کے علاوہ روزہ سے بدن کی اصلاح بھی ہوتی ہے اس لئے مادی اور روحانی دونوں قسم کے فوائد کا حامل ہے آپسآ مآ

معد ذوات یہ کتب کا مفعول فیہ ہے نصب علی الظرف لکتاب ای کتب علیکم لسیا علی ایام قریطی ص ۲۷ اور ایام معد وذات گنتی کے چند دن) سے مراد ماہ رمضان ہے۔ اور یہ جوسلہ پڑھانے کے لئے فرمایا کہ روزے کوئی زیادہ نہیں ہیں بلکہ گنتی کے چند دن ہیں۔ قَمَنَ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیضًا أَوْ عَلَی سَفَرٍ الخ روزہ کی فرضیت کا حکم دینے کے بعد معدوین کے لئے رعایا کا اعلان فرمادیا کہ جو مسلمان بیمار ہو اور روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کسی شخص کو رمضان میں لمبا سفر پیش آئے تو ان کو اجازت ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور جتنے روزے ان سے چھوٹ جائیں رمضان کے بعد ان کی قضا کرے کرماہ رمضان کے روزوں کی تعداد پوری کر لیں۔ ۳۳۹ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ شروع میں روزے علی التخییر فرض تھے یعنی ہر آدمی کو اختیار تھا کہ چاہے وہ روزے رکھے یا اگر طاقت ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک سیکین کو کھانا کھلا دے۔ بعد میں حکم سنوے ہو گیا بعض کا خیال ہے یہاں لامقد رہے اور اصل میں عبارت یوں ہے و علی الذین لا یطیقونہ یا مہموا افعال سلب ماخذ کیلئے ہے اور نیمہ منصوبہ مراد روزہ ہے اور اس میں شیخ فانی، حاملہ اور دو دہ بلا نبی والی عورت کا حکم بیان کیا گیا ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ فرماتے ہیں کہ بطریقہ میں ضمیر منصوب فدیہ کی طرف راجع ہے جو بوجہ میں مذکور ہے لیکن رتبہ مقدم ہے کیونکہ وہ مبتدا مؤخر ہے اور اس آیت سے مراد صدقہ الفطر کا حکم ہے یعنی جو لوگ صدقہ الفطر کی طاقت رکھتے ہیں ان پر صدقہ الفطر واجب ہے (الفوز البکیر) اور مولانا النور شاہ رحمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایام یعنی روزوں کا ذکر ہے اور یہ حکم انہی سے متعلق ہے اور اب بھی یہ حکم باقی ہے۔ ایام یعنی روزوں میں تخفیر ہے چاہے روزے رکھے یا ہر روزہ کے عوض فدیہ دیدے۔ کیونکہ ابھی تک رمضان کی فرضیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ و هذا الحکم ایضا متعلق بالایام البیض ولا تعلق له بمرضا

سبقول ۲ ۸۹ المیزان ۲

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصَّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الذِّیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ

فرض کیا گیا تم پر روزہ ۳۳۷ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے انگوں پر ۳۳۸

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ (۱۸۳) اَیَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ

تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ چند روز ہیں گنتی کے پھر جو کوئی

مِنْکُمْ مَرِیضًا أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَیَّامٍ أُخَرَ

تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں

وَعَلَى الذِّیْنِ یُطِیقُونَهَا فِدَیَّةٌ طَعَامٌ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ

اور جس کو طاقت ہے روزہ کی ان کے ذمہ بدلہ ہے ایک فقیر کا کھانا ۳۳۹ پھر جو کوئی

تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَیْرٌ لَّکُمْ

خوشی سے کرے نیکی تو چاہے اسکے واسطے اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے

إِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۱۸۴) شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ

اگر تم سمجھ رکھتے ہو وہ ماہ جیسہ ۳۴۰ رمضان کا جسے جس میں نازل ہوا

فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ

۳۴۱ قرآن میں ہے ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور قلیلیں روشن راہ پانے کی اور

الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلِیَصُمْهُ وَمَنْ

حق کو باطل سے جدا کرنے کی فہم سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اسکے اور جو

كَانَ مِنْکُمْ مَرِیضًا أَوْ عَلَی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَیَّامٍ أُخَرَ

کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیے اور دنوں سے

یُرِیدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری

الْعِدَّةَ وَلِتُکْمِلُوا اللّٰهَ عَلَی مَا هَدٰی کُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ (۱۸۵)

اکرو گنتی اور تاکہ پوری کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو ۳۴۲

منزل

الخ فیصلہ الہادی ص ۳۷۱ دوسری توجہ یہ فرمائی کہ اطاق یطیق کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی چیز بڑی مشقت سے برواشت کی جائے مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ مشکل اور مشقت سے روزہ رکھ سکیں۔ وہ فدیہ موضع قرآن و یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے گی روکھے کا تو سر ہوگا روک سکے۔ اول ہی حکم اترا کہ مریض و مسافر چاہیں تو پھر قضا کر لیں اور جن کو طاقت ہے یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ قضا کریں تو بافضل روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھلا دیں اور تو بھی بہتر ہے روزہ ہی پھر اس کے بعد جاوے گا کہ مریض و مسافر کو رخصت ملے قضا کی اور کسی کو نہیں ملے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن میں قرآن کی خدمت اس مہینے میں پہلے چاہیے اسی سبب سے رسول خدا نے تقیہ کیا تراویح کا اور اب چند روزہ جماعت کر کے پھر ذکر و قرآن میں اشارات میں صریح فرض ہو جاوے ۱۳

فتح الرحمن ص ۱۰۱ فدیہ دادن عبارت از یک طعام مسکین است بیک مدوای کم منقول است از قاسم و سعید بن جبیر و میں است مذہب شافعی و دریں صورت نیز حکم است فی سنوٰۃ ۱۳ و لکن در رمضان یک دفعہ از لوح محفوظ آسمان دنیا فرو آمد و از انجا بدفعات برآمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرود آمد و در چند سال ۱۳

دیدیں تو اس صورت میں اس سے مراد رمضان کے روزے ہوں گے۔ اور یہ آیت شیخ فانی کے حق میں ہوگی اور اس صورت میں لا کو مقدر کرنے یا ہجرہ کو سلب ماخذ کے لئے ماننے کی ضرورت نہ رہے گی یہ علماء سے منقول ہے۔ قال الترمذی ما حاصلہ ان فعل الاطلاق بما ذلک لا يستعمل الا فيما يتعدى ويتعسر الخ وفضل لباری ص ۳۹۷ فقہ کی مبین مقدار تو بہر حال لازم ہے اگر کوئی کوئی شخص اپنی خوشی سے اس کی مقدار میں اضافہ کرے یا ایک کی بجائے دو مسکین کو کھانا کھلا دے تو یہ اس کے لئے اور بہتر اور مزید اجر و ثواب کا موجب ہے ایذا دینے مسکین و احدا فاطعمو مکان کل یوم مسکینین فاكثر وقیل من زاد علی المقدار الواجب علیہ فاعطی صاعاً وعلیہ صدراً معاً ص ۱۱) وَأَنْ تَعْمُوا خَيْرٌ لَّكُمْ أَنْ مَصْرِيَّةٌ هِيَ اور ان تصوموا بتاویل مفرد مبتدا ہے اور خبر لکم اس کی خبر ہے مطلب یہ ہے کہ سفر اور بیماری کی حالت میں اگرچہ رمضان میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن اگر سفر میں زیادہ تکلیف کا احتمال نہ ہو اور بیماری بھی زیادہ شدید نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے وان تقنوا

البقرة ۲

۹۰

سیقول ۲

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ

اور جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں ۱۸۷ ۱۸۸ قبول کرتا ہوں دعا مانگنے

الدَّاعِ إِذَا دَعَا ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

والوں کی دعا کو ۱۸۹ جب مجھ سے دعا مانگے تو مجھے کہو ۱۹۰ علم مانیں میرا ۱۹۱ اور یقین لائیں مجھ پر

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۚ ۱۸۷ ۱۸۸ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ

تاکہ نیک راہ پر آئیں ۱۸۹ حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں

الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ۖ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ

لبے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے ۱۹۰ وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم

لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۚ عَلَّمَ اللَّهُ أَبْنَاءَكُمْ كُنْتُمْ خَتَّانُونَ أَنْفُسَكُمْ

پوشاک ہوں ان کی ۱۹۱ اللہ کو معلوم ہے کہ تم حیات کرتے تھے اپنی جانوں سے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالَّذِينَ بَشَرُوا هُنَّ وَ

سو عاف کیا تم کو ۱۹۲ اور درگزر کی تم سے پھر ملو اپنی عورتوں سے اور

ابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ

طلب کرو اس کو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے ۱۹۳ اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے

لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

تم کو دھاری سفید مسج کی جدا دھاری سیاہ سے فجر کی ۱۹۴

ثُمَّ آتُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوا هُنَّ وَ

پھر پورا کرو روزہ کو رات تک ۱۹۵ اور نہ ملو عورتوں سے جب

أَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۚ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا

تک کہ تم عینکاف کرو مسجدوں میں ۱۹۶ یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی سو ان

تَقْرَبُوهَا ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کے قریب نہ جاؤ ۱۹۷ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ

منزل ۱

بہرہ منعم بہ روزہ
قریب الی کا ذیل میں
اس کے ان دونوں میں
خدا کو زیادہ سے زیادہ
پیارو ۱۲

فی السفر والمريض غیر الشاق (قرطبی ص ۲۷) إِنَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ ان کا جواب منفی ہے ای اخترا تموہ یعنی اگر تمہیں معلوم ہو کہ روزہ رکھنے میں کیا فضیلت ہے تو تم سفر اور بیماری میں ہی روزہ رکھو۔ ۱۸۷ ۱۸۸ شہر مبتدا ہے اور الذی الخ اس کی صفت اور قسم متشدد الخ اس کی خبر ہے اور شہر رمضان کی صفت چونکہ اسم موصول ہے اور اس وجہ سے وہ متضمن معنی شرط ہے اس لئے اس کی خبر پر فاعل کا دخول صحیح ہے۔ شہر رمضان مبتدا خبر الموصول بعدہ اوفض شہد و الفاء لتضمنہ معنی الشرط لکوتہ موصوفاً بالموصول وروح ص ۲۷) یہاں ماہ رمضان کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ جس مہینے کے روزوں کا حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ بہت ہی فضیلت والا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن مجید نازل آیا۔ رمضان میں قرآن مجید نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔ کیونکہ سارا قرآن تو تقریباً تیس سال میں نازل ہوا تھا۔ اسی ابتدائی فیہ انزالہ وکان ذلک لیلۃ القدر وروح ص ۲۷) ۱۸۷ ۱۸۸ ہدی اور بیانات دونوں القرآن سے حال ہیں یعنی قرآن تمام دنیا جہاں لوگوں کے لئے ہدایت کا ایک جامع پرہیزگار ہے اور پھر اس کے دلائل ایسے ٹھوس اور واضح ہیں جو ہدایت کی تمام راہوں کو روشن کرتے ہیں اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کرتے ہیں۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۚ حُنَّ کے نزدیک پہلے روزے کی جگہ فدیہ دینا جائز تھا۔ ان کے نزدیک یہ آیت اس حکم کی ناسخ ہے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ مَرِيضٌ أَوْ مَسَافِرٌ لَكُمْ أَرْحَمُ بِكُمْ فَأَنْتُمْ لَكُمْ شَهَادَةٌ ۚ شہد کی صراحت سے اس حکم کے نسخ کا احتمال ہو سکتا تھا اس لئے اس حکم کا اعادہ فرمایا و تکریر لئلا یتوهم نسخہ کما نسخہ قرینہ وروح ص ۲۷) ۱۸۷ ۱۸۸ بَرِيدُ اللَّهِ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی مہربانی اور وسعت رحمت ہی کا نتیجہ ہے کہ اس نے عذر کی حالت میں روزہ کی معافی دیدی اور ہمارے لئے آسانی پیدا کر دی۔ ۱۸۷ ۱۸۸ اس سے پہلے تین احکام بیان فرمائے ہیں یہاں تینوں کی الگ الگ علیتیں

بیان فرمائی ہیں۔ پہلے ایک حکم تو یہ تھا کہ رمضان کے پورے روزے رکھو۔ سفر اور بیماری کی حالت میں جو روزے رہ جائیں۔ رمضان کے بعد ان کی قضا دو۔ دوسرا حکم چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کے طریقہ کے متعلق تھا اور تیسرا حکم بیماری اور سفر کی حالت میں رخصت کا تھا۔ اب یہاں ترتیب وار تینوں کی علیتیں بیان فرمائی ہیں یعنی رمضان کے روزوں کی گنتی کا خیال رکھنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ تمہاری گنتی پوری ہو جائے۔ اور کوئی روزہ نہ رہے۔ اور قضا کا طریقہ تمہیں بتایا تاکہ تم اللہ کے اس احسان پر اس کی عظمت اور برتری کا اقرار کرو۔ اور عذر کی حالت میں تمہیں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی تاکہ تم اس کے اس انعام کا شکریہ ادا کرو۔ فقوہ لکنموا علۃ الامر بمیل علة العدة ولتکبروا علة ما علم عن کیفیۃ القضاء والخروج عن عہدۃ الفطرۃ ولعلکم تشکرون علة الترخیص وملاک ص ۱۷) موضع قرآن ۱۸ اور یہ آیت میں فرمایا کہ قرآن کریم اللہ کی عین عید کے دن جو تکبیر کہتے ہیں یا از بعد اس واسطے دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ دو مہینے بلند آواز سے اور فائدے کے واسطے ہے۔ ایک شخص نے حضرت سے بھی پوچھا کہ ہمارا رب دور ہے تو ہم اس کو پکاریں یا نزدیک ہے تو آہستہ بات کہیں، اس پر یہ آیت اتری۔

مکتبہٴ حبلہ معترضہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے قرب کا بیان ہے روزہ چونکہ قرب الہی حاصل کرنے کا موجب ہے اس لئے روزہ کے بعد قرب الہی کا ذکر کیا گیا ہے نیز پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بڑھائی کا بیان تھا اس لئے اس سے اللہ کے کعبہ کا تصور آسکنا تھا۔ اس لئے عہدِ اپنے لئے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارا خدا دوسرے یا نزدیک۔ اگر دوسرے تو اس کو روزہ روزے پکارتیں اور اگر نزدیک ہے تو آستہ پکارتیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عَرَفَیْکُمْ مَعْنٰی ہِیْ مِیْرَ قُرْبٍ اَوْ اَلْحَدِّ مَسْتَلْقٍ یعنی اے پیغمبر جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں کہ آیا ہمارا رب قریب ہے یا دور تو آپ ان سے فرمائیں کہ میں نزدیک ہوں دور نہیں ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہر جگہ قریب ہے جہاں چاہو اس کی عبادت کرو اور جہاں سے چاہو پکارو لیکن مشرکین جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبروں پر جا کر ان کو مافوق الاسباب حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے تھے وہ اللہ کے بندے وہاں بھی ان سے دور ہوتے تھے اور ان کی دعاء و پکار کو نہ سن سکتے تھے اور نہ ان کی حاجت روائی کی قدرت رکھتے تھے۔

۳۳ اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ بِهِنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اپنے قرب کی دلیل بیان فرمائی ہے۔ یہاں اجابت کے معنی قبول کرنے کے ہیں اور دعا کے معنی عبادت کے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خالص میری عبادت کرتے ہیں اور توحید کے پابند ہیں ان کی عبادت اور پکار قبول کر لیتا ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی عبادت اور دعا مردود ہوتی ہے ای اقبل عبادۃ من عبدنی فالدماء جمیعۃ العبادۃ والاجابة بمعنى القبول (قرطبی مشنہ ۲) ۳۴ جس طرح وہ مجھے حاجات میں پکارتے ہیں اور میں ان کی پکار سناتا ہوں اسی طرح انہیں بھی چاہیئے کہ وہ میری دعوتِ ایمان و توحید قبول کریں اور میری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ فلیستجیبوا لی اذا دعوتہم للایمان والطاعة کما فی اجیبہم اذا دعوتہم لخواججہم رد مدادک مشنہ ۱، روح ۲۵۴) وَلَیْسَ مِنْکُمْ اَنْفِیْ اور خالص ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اس میں شرک کی ملاوٹ نہ کریں۔ امر بالثبات والمدامدۃ علی الایمان (روح مشنہ ۲) لَعَلَّہُمْ یُرْشِدُوْنَ تاکہ ان پر رشد و ہدایت کے دروازے کھل جائیں اور وہ دین و دنیا کی مصالحت کو سمجھ سکیں۔ ای یھتدون لمصالح دینہم و دنیاہم (روح مشنہ ۲) ۳۵ شروع شروع میں جب رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی اس وقت جس طرح دن کو کھانے پینے اور جماع سے علیحدگی کا حکم تھا اسی طرح رات کو بھی ان چیزوں سے بچنا لازم تھا۔ صرف اس قدر اجازت تھی کہ غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے کے بعد سے لے کر سو جانے تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی۔ ایک دفعہ سو جانے کے بعد اجازت نہیں تھی اس ننگی کی وجہ سے بعض دفعہ صحابہ کرام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی۔ چنانچہ حضرت قیس بن صمرہ انصاری کا واقعہ ہے کہ وہ روزہ سے تھے اور دن بھر ایک باغ میں مزدوری کرتے رہے افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے کھانے کی کوئی چیز طلب کی چونکہ کوئی چیز موجود نہیں تھی اس لئے ان کی بیوی کہیں سے کوئی چیز لینے کے لئے گئی۔ جب لیکر واپس آئی تو وہ دن کے ٹھنکے ماندے سوچے تھے اس لئے اب کچھ نہیں کھا سکے۔ صبح پھر روزہ رکھنا تھا۔ اگلے دن جب دوپہر ہوئی تو جہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے بیان کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (قرطبی مشنہ ۲) کَیْلَکَ الْفِیْضُ الرَّفَثُ کا مفعول فیه ہے اور الرفث سے جماع مراد ہے۔ والرفث

کتابت عن الجماعة لان الله عز وجل كرم يميني (قرطبي ص ۳۶) یعنی اب روزوں کی راتوں میں بیویوں سے مشغول ہونا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ **۲۳۵** یعنی اب رات کے وقت میاں بیوی کا یا ہی اختلاط جائز ہے۔ عربی زبان میں لباس کے معنی راحت اور سکون کے بھی آتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے یہاں یہی منقول ہے ای ہن سکن لکم وافتح سکن لہن قالہ ابن عباسؓ (روح ص ۳۶) یعنی عورتیں تمہارے لئے آرام اور سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے۔ **۲۳۶** خیانت واصل عہد پورا نہ کرنے سے عبارت ہے الخيانة عبادۃ عن عدم الوفاء بما يجب عليه (دکیر ص ۳۶) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر رمضان کی راتوں میں حرمت جماع کا حکم باقی رہتا تو تم اس کو پورا نہ کر سکتے اور تم سے اس حکم کی خلاف ورزی ہو جاتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حرمت جماع کا حکم اٹھا لیا اور یوں شب بیوی سے مباشرت کی اجازت دیدی اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک صحابہ کرامؓ سے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی تھی۔ ان المراد علم الله انكم كنتم تفحانون انفسكم لودامت تلك المحرمۃ ومعناه ان الله يعلم انه لو دام ذلك التكليف الشاق لوقعوا في الخيانة وعلى هذا التفسير ما وقعت الخيانة (دکیر ص ۳۶) فتاب عليكم وعفا عنكم یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور سابقہ حکم اٹھا لیا وسع علیکم ان اباح لکم الاکل والشرب والمباشرة فی کل اللیل (کبیر) یعنی مفرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض صحابہؓ سے خیانت یعنی حکم کی خلاف ورزی ہو گئی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے وہ حکم اٹھا لیا اور گزشتہ خیانت کا گناہ معاف کر دیا۔ **۲۳۷** مباشرت سے مراد جماع ہے اور ما کذب لکم (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے) سے مراد اولاد ہے قال ابن عباسؓ ومجاهد والحکم بن عتیبۃ وعکرمۃ والحسن والسدی والربیع والفضاک ومعناه وابتغوا الولد وقرطبی ص ۳۶) یعنی اب اجازت ہے رات کو اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور غلطی جو اولاد تمہاری قسمت میں لکھی ہے۔ اس کی تلاش کرو۔ اس آیت سے اس طرف اشارہ ہے کہ مباشرت سے جنسی تسکین کے علاوہ سب بڑے مقصد افراد نسل ہے وکُلُوا وَاشْرَبُوا یعنی اب رات کے وقت

عورتوں سے مباشرت کے علاوہ ہمیں کھانے پینے کی بھی اجازت ہے۔ **۱۵۰** اس آیت میں تینوں چیزوں یعنی مباشرت، کھانے اور پینے کی آخری غایت اور حد بیان کر دی ہے جس تک یہ تینوں کام جائز نہیں غایۃ الثلاثۃ الا متیاع من الجماع والاکل والشرب (بحرہ ص ۲) خیط البیض (سفید دھاری) اسے روشنی کی وہ لمبی لکیر مراد ہے جو صبح کے وقت افق کے ساتھ ساتھ نمودار ہوئی ہے اور خیط الاسود (سیاہ دھاری) سے مراد رات کی تاریکی ہے۔ الخیط الابيض هو اول ما يبدو من الفجر المعترض فی الافق کا خیط الممدود من الخیط الاسود وهو ما یمتد من سواد اللیل (مدارک ص ۱) من الفجر یہ الخیط الابيض کا بیان ہے اور اس بیان سے اس طرف اشارہ ہے کہ سفیدی سے بیان منترض یعنی صبح صادق کی سفیدی مراد ہے جو زمین کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی ہے اور بیان متطیل یعنی صبح کا ذب کی سفیدی مراد نہیں جو صبح صادق سے پہلے ایک لمبے خط کی صورت میں آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔ سیاہ دھاری سے سفید دھاری کے نمودار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کی تاریکی صبح صادق کی روشنی افق کے ساتھ ساتھ ظاہر ہو جائے پس اس حد تک یعنی طلوع صبح صادق تک مباشرت اور کھانا پینا جائز ہے۔ **۱۵۱** پہلے روزے کی ابتدا بیان کی، اب یہاں اس کی غایت کا ذکر ہے یعنی صبح صادق سے لے کر رات کی ابتدا تک روزہ پورا کرو معلوم ہو کہ رات روزہ میں داخل نہیں اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہذا غروب آفتاب کے ساتھ ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد سرخی کے غائب ہونے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مکر وہ ہے جیسا کہ جہلاء میں مشہور ہے۔ فظا اهل لایۃ ان الصوم ینتہی عند دخول اللیل (کبیر ص ۲) **۱۵۲** اس آیت میں اعتکاف کا حکم بیان فرمایا ہے یعنی ویسے روزوں میں رات کے وقت بیوی سے مباشرت جائز ہے مگر اعتکاف کی صورت میں رات کو بھی مباشرت جائز نہیں۔ مباشرت سے مراد جماع ہے۔ اگر رات کے وقت معتکف نے بیوی سے صحبت کر لی تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا۔ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ۔ تِلْكَ سے مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ احکام اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ اِیْ هٰذِهِ الْاَحْکَامُ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَحْلِفُوْهَا (قرطبی ص ۳۳۳) **۱۵۳** یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے روزے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے احکام ادا کرنے کی راہ دکھائی دے اور وہ اس کے احکام کو توڑنے کی مخالفت سے باز رہیں۔

اعتکاف کے مسائل | خفیعہ کے نزدیک رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کسی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے جس میں پانچوں نمازیں باجماعت پڑھی جاتی ہوں۔ اگر ایک محلہ میں ایک آدمی اعتکاف بیٹھ جائے تو دوسروں سے اعتکاف ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ سنت کفایہ ہے۔ اعتکاف کے لئے مسجد اور روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کی حالت میں طبعی حاجات

مثلاً کھانا پینا اور قضاء حاجت کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ بعض شرعی ضروریات کے لئے بھی مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ مثلاً دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ اور نماز جنازہ وغیرہ۔ اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلے تو ضرورت سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے۔ اگر بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلا تو اس سے اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے اعتکاف بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نہ بلا ضرورت دنیوی باتیں جائز ہیں اور نہ ہی بالکل خاموش رہنا جائز ہے بلکہ ذکر اللہ، تلاوت قرآن اور صلوة و سلام میں مصروف رہنا چاہیے۔

قصائص اور وصیت دو اصطلاحیں ہیں۔ روزہ کا بیان فرمایا۔ روزہ چونکہ تقویٰ و طہارت کی ترغیب دیتا ہے اور باطن کا تزکیہ کرتا ہے کیونکہ روزہ کے ذریعہ مسلمان

البقرة ۲

۹۲

سبقول ۲

يَتَّقُونَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ

پتھے رہیں مصلحت اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں با حق ۱۸۷ اور

تَدُلُّوْا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِكُلِّ كَلِمَةٍ مِّنْ أَمْوَالِكُمْ

نہ ان کو پہنچاؤ حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں

النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ

سے ظلم کر کے (ماحق) اور تم کو معلوم ہے مصلحت ملے تجھ سے پوچھتے ہیں مال

الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ

لئے چاند کا حصہ کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کیلئے مصلحت ملے اور

الْبِرِّ بَلْ أَنْتُمْ أُولُوْا حُلُمٍ مُّثْنٍ ﴿۱۸۹﴾ قُلْ لِّلَّهِ الْبَيْتُ

مکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ ان کی پشت کی طرف سے تشرع اور تین

الْبَيْتِ مِنَ الشَّعْرِ وَأَمَّا الْبُيُوتُ مِنَ الْبُيُوتِ فَمَن مَّا

نیک یہ ہے کہ جو کوئی دوسرے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے تشرع اور اللہ سے

لِللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۹۰﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

دڑتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو مصلحت اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے

يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۱۹۱﴾

جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر زیادتی نہ کرو مصلحت بیشک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنے والوں کو مصلحت

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ

اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ ۱۹۱ اور نکال دو ان کو جہاں

حَيْثُ أَخْرِجُوهُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا

سے انہوں نے تم کو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ سخت ہے مصلحت اور نہ

تَقْتُلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ فِيهِ ۚ

لڑو ان سے مسجد حرام کے پاس جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ

منزل ۱

اور آخر میں بھیجئے ذلیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا جب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے اس پہنچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ جو تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ مارئے لڑنے والوں کو مارئے ۱۲

فتح الرحمن ہل مترجم گوید ظاہر نزدیک اس بندہ آنست کہ سوال کردند از اشہر حج کہ سوال ذلیقعدہ و ذی الحجہ یا مشند کہ ایام حج موقت است بآنها یا نہ و یکم از تحریفات جاہلیت آن بود کہ از حال احرام از بالا سے دیوار جستہ دیا از نقب دیوار گذشتہ بہ خانہ می آمدند و اندر دروازہ نمی آمدند پس نازل شد آیت واللہ اعلم ۱۳ ہل یعنی بامروان احرام حج بندند ۱۲ ہل یعنی در مقابلہ او قتل جائز است ۱۲

۱۸۷۔ روزہ کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ بعض شرعی ضروریات کے لئے بھی مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ مثلاً دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ اور نماز جنازہ وغیرہ۔ اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلے تو ضرورت سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے۔ اگر بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلا تو اس سے اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے اعتکاف بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نہ بلا ضرورت دنیوی باتیں جائز ہیں اور نہ ہی بالکل خاموش رہنا جائز ہے بلکہ ذکر اللہ، تلاوت قرآن اور صلوة و سلام میں مصروف رہنا چاہیے۔

وصول ہوں گے۔ وہ بھی باطل ذریعے کے تحت داخل ہوں گے۔ اسی طرح رشوت جھوٹے مدعی کی وکالت اور دیگر غیر شرعی پیشوں سے جو کمائی حاصل ہوگی وہ سب اس کے تحت آئے گی۔

۳۵۱ اس کا عطف تاکلوا پہ ہے یعنی نہ غیر شرعی اور حرام ذریعے سے ایک دوسرے کا مال کھاؤ اور نہ ہی اپنا مال بطور رشوت حاکموں کو دو لٹا کلا فریقاً من اموال الناس بالانہ حکم کو رشوت دینے کا مقصد ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ جو فیصلہ اپنے خلاف جاتا ہو اسے اپنے حق میں فیصلہ کرالیا جائے اور اس طرح ناجائز طور پر ایک اصل حقدار کی حق تلفی کر کے غیر شرعی طریقے سے اس پر قبضہ کیا جائے رشوت دینے کے اس گھٹیا مقصد کو اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے یعنی اس گھٹیا اور غیر شرعی مقصد کی خاطر حاکموں کو رشوت نہ دو۔ **۳۵۲** اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم دوسرے بھائی کی حق تلفی کر رہے ہو۔ اور اس کے مال پر ناجائز قبضہ کر رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص رشوت دیکر یا اپنی چرب زبانی کے ذریعے بیچ یا قاضی سے اپنے حق میں فیصلہ کر کر دوسرے کا مال حاصل کر لیتا ہے تو قاضی کا فیصلہ اگرچہ بظاہر نافذ ہو جائے گا مگر عند اللہ وہ شخص سخت مجرم اور اس کا مال لینا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ قاضی یا جج کے فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی ومن الاکل بالباطل ان یقضی القاضی لک وانت تعلم انک صیقل فالحرام لا یصید حلالاً بقضاء القاضی لانه انما یقضی بالظاہر هذا اجماع فی الاموال (قرطبی مشکوٰۃ ج ۲) **۳۵۸** اھلۃ

ہلال کی جمع ہے جس کے معنی نئے چاند کے ہیں بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ چاند سورج کی طرح ایک حال پر نہیں رہتا ہر ماہ کا چاند پہلے باریک سا ہوتا ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے چودھویں تاریخ کو پورا ہو جاتا ہے اور پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوبارہ پہلے کی طرح باریک رہ جاتا ہے۔ ذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسئل عن زیادۃ الاہلۃ و نقصانہا فی اختلاف احوالہا دارین جریر ص ۲۷ **۳۵۹** یہ اس سوال کا جواب ہے یعنی یہ چاند لوگوں کے لئے اپنے معاملات میں تعین اوقات کا ذریعہ ہے نیز ان کے سب سے بڑے مذہبی اور سماجی اجتماع کی تعین بھی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق چونکہ سوال نامناسب اور موقع اور محل کے مطابق نہیں تھا اس لئے ان کے سوال کے مطابق جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب میں چاند کی کمی بیشی کی حکمت بیان کر کے اشارہ فرمایا ہے کہ ایسے بیکار اور بے فائدہ سوالوں اور کاموں سے اجتناب چاہئے چنانچہ مثال کے طور پر ان کی ایک فضول رسم آگے بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ایسے فضول کام شکی میں داخل نہیں ہیں لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یہ پوچھا تھا کہ حج کیلئے اشہرج کی تعین ضروری ہے یا حج دوسرے مہینوں میں بھی کیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ اشہرج کی تعین ضروری ہے۔ مگر اس طرح بھی آیت کا ماقبل سے کوئی ربط ظاہر نہیں ہوتا اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوال یہ تھا کہ روزہ بذات خود قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس کے لئے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی تخصیص کیا ضروری ہے چاند دیکھ کر بغیر کوئی سے تیس دنوں کے روزے رکھ لئے جائیں تو کیا جڑے ہوئے جواب دیا گیا کہ رمضان کی تخصیص ضروری ہے۔ اور اسی لئے چاند کی کمی بیشی سے ماہ محرم کے لئے ہیں تاکہ ہر شخص آسانی سے ایک ماہ کا اعتناء اور دوسرے ماہ کی ابتدا سمجھ سکے۔

۳۶۰ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ حج کے احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ مکان کی پھلی دیوار کو ٹوڑ کر یا اسے پھاڑ کر گھر میں آتے تھے اور اس کو وہ بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے اسلام کے بعد نومسلموں نے بھی اپنی عادت قدیمہ کے مطابق ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس غلط روش سے منع فرمایا اور ان پر واضح فرمایا کہ یہ غیر معقول حرکت نیکی اور ثواب کا کام نہیں۔ ان ناسا من العرب کانوا اذا حوالہم بدخلوا بیوتہم من ابوابہا کانوا ینقبون فی ادبارہا الخ دارین جریر ص ۲۷ **۳۶۱** یعنی نیکی یہ نہیں کہ تم اس قسم کی جاہلانہ رویہ کی پابندی کرو بلکہ نیکی کی حقیقت تو تقویٰ ہے اس لئے تم تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاؤ۔ اور جن کاموں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔ یہ ماقبل کے لئے ایک تمثیل تھی یعنی چاند کے بارے میں سوال کرنا بالکل بے معنی اور الناسا سوال ہے بلکہ اسی طرح جیسا کہ حج کے موقع پر گھروں میں پھلی طرف سے داخل ہونا ایک الظالم ہے۔ **۳۶۲** دنیا اور آخرت میں فلاح اور کامیابی کا رازہ خوف خدا ہی میں مضمر ہے خدا سے ڈر کر اس کے مقررات کو ہرگز سے اتنا ہی سے دین و دنیا میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ **۳۶۳** یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الوقصاص سے لے کر یہاں تک تین امور انتظامیہ قصاص، وصیت مال غیر سے اجتناب اور ایک امر مصلح یعنی روزہ کا بیان تھا اب آگے جہاد کا حکم ہے۔ **۳۶۴** دوسرے حصہ میں پہلے تین امور انتظامیہ بیان فرمائے کیونکہ نظم و نسق اور اتحاد و اہمی کے بغیر جہاد ناممکن ہے۔ پھر ایک اور امر مصلح بیان فرمایا کہ باطن کی صفائی ہو اور امور انتظامیہ پر بخوشی عمل کیا جاسکے اب آگے اہل مضمون کا ذکر ہے یعنی امر قتال اور یہ قتال محض اللہ کی توحید کو بلند کرنے کے لئے ہے مسلمانوں نے مکہ میں پورے نیرہ برس انتہائی منظمی کی حالت میں گزارے مشرکین کی طرف سے ہر قسم کی ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ آخر مدینہ کی طرف ہجرت کے چلے گئے مگر دشمنوں نے وہاں بھی چھپا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی اپنی مدافعت کے لئے جنگ کرنے کی اجازت دیدی لیکن ساتھ ہی تین شرطیں بھی عائد فرمادیں۔ اول یہ کہ لڑائی میں پہل نہ کریں اور صرف اس صورت میں لڑیں جبکہ کفار غزو لڑائی کا آغاز کریں۔ ظاہر من یناجز کو القتال ابتداء اودفعاً عن الحق (مجموعہ ص ۲) دوم لڑائی صرف انہیں سے کی جائے جو میدان جنگ میں تم سے لڑ رہے ہیں یا دشمن کو ملک پہنچا رہے ہیں یا انہیں جنگ کی تدبیریں بتا رہے ہیں۔ اور جو لوگ لڑائی میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہے ان سے تعرض نہ کیا جائے یہ دونوں شرطیں الذین یقاتلونکم سے مفہوم ہیں تیسری شرط ولا فتدوا کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا قول ہے لا تقاتل من لا یقاتلک یعنی النساء والصبيان والرهبان (ابن جریر ص ۲) یعنی جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا لڑائی میں شریک نہیں ہیں مثلاً عورتیں، بچے اور ان کے مذہبی رہنما وغیرہ انہیں مت قتل کرو۔ فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) یہاں سبیل سے مراد اللہ کا دین اور اس کی توحید ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کو عزت حاصل ہو اور کفر کو حیدر ملے۔ ای باہد ولا عذال الدین واعلاء کلمتہ (روح ص ۲) **۳۶۵** ان اللہ لا یحب المتحین یعنی یہ حکم ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ **۳۶۶** ہم کی غیبت لکھنے کی طرف جمع ہے ضمیر المفعول عائذ الذین یقاتلونکم وهذا امر یقتلہم حیث عم عائذ کلہ کا جملہ حرم لائحہ (مجموعہ ص ۲) یعنی جو مشرکین تمہارے ساتھ برسرِ پیکار ہیں جب وہ تم سے لڑنے کے لئے نکل پڑیں تو جہاں کہیں بھی تمہاری ان سے مدد پھر ہو جائے تم ان سے لڑو اور قتل کرو خواہ حرم ہی میں مقابلہ کیوں نہ ہو جائے و آخر جوہم من حیث آخر جوہم کہ۔ حیث یہاں تحلیل ہے یعنی ان کو مکہ سے نکالو کیونکہ انہوں نے تم کو نکالا ہے یا ظن ہے یعنی جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔ وہاں سے تم ان کو نکالو۔ یعنی مکہ مکرمہ سے باجیٹ تشبیہ کے لئے ہے یعنی جس طرح انہوں نے تم کو سرزمین مکہ سے نکالا ہے اسی طرح تم ان کو وہاں سے نکال دو مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے قتل و اخراج میں سے جو ممکن ہو اس پر عمل کرو۔ والامداد افعلا کل ما یتیسر لکم من ہذین الامرین فی حق المشرکین (روح ص ۲) **۳۶۷** یہ اقلوہم کی علت ہے اور فتنہ سے مراد شرک ہے مشرکین نے مسلمانوں پر طنز کی تھی کہ انہوں نے حرم کعبہ کی بھی کوئی پروا نہیں کی اور اس میں جنگ و قتال شروع کر دیا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو بیت اللہ میں شرک اور بت پرستی کرتے ہو وہ گناہ تو قتل اور خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور اس سے زیادہ بڑا ہے۔ اللہ نے تو اپنے خلیل حضرت ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ وہ بیت اللہ کو شرک سے پاک رکھیں تم نے بیت اللہ کو شرک و بت پرستی کا مرکز بنا دیا ہے۔ ای شرک ہمہ باللہ اشد حراماً من القتل الذی عتروکم بہ فی شان ابن الحضرمی (مجموعہ ص ۲) **۳۶۸** ولا تقاتلوا ہم عند المسجد المحرار الخ اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت فرمادی کہ وہ حدود حرم میں مشرکین سے لڑنے میں پہل نہ کریں۔ ہاں اگر مشرکین حدود حرم میں داخل ہو کر مسلمانوں سے لڑنے لگیں تو اب مسلمانوں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ط

کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ۲۸۷ ط

فَإِذَا أَقَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ ط

پھر جب عواف کے لئے لوگو عوفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیکی مشعر

الْحَرَامِ ط وَأَذْكُرُوا كَمَا هَدَيْتُكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ ط

الحرام کے ۲۸۸ اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا اور بے شک تم تھے

مِّن قَبْلِهِ لَئِنِ الصَّالِّينَ ۙ ثُمَّ أَفِضُوا مِّنْ ط

اس سے پہلے نماز اقامت پھر عواف کے لئے پھر وہاں

حَيْثُ أَقَامَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ ط

سے سب لوگ پھر ہیں ۲۸۹ ط اور معفرت چاہو اللہ سے بلیک اللہ تعالیٰ

عَفُورٌ رَّحِيمٌ ط فَإِذَا أَقَضْتُم مِّنْ مَّنَاسِكَكُمْ ط

بخشنے والا ہے ہرمان ۲۹۰ ط پھر جب پورے کر چکولہ جے کے کام کو

فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ ط

تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ ۲۹۱ ط پھر کوئی

النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ ط

آدمی تو کہتا ہے اے رب دے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے

فِي الْآخِرَةِ مِّنْ خَلْقٍ وَمِنْهُمْ مَّن يَّقُولُ ط

آخرت میں کچھ حصہ نہیں ۲۹۲ اور کوئی ان میں کہتا ہے

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ط

اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا ط

اور بچاؤم کو دوزخ کے عذاب سے ۲۹۳ اہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے اپنی

منزل ۱

۲۸۷ ط

تعبیر ذلک

۲۸۸ ط

تعبیر ذلک

۲۸۹ ط

تعبیر ذلک

۲۹۰ ط

تعبیر ذلک

۲۹۱ ط

تعبیر ذلک

۲۹۲ ط

تعبیر ذلک

۲۹۳ ط

تعبیر ذلک

۲۹۴ ط

تعبیر ذلک

۲۹۵ ط

تعبیر ذلک

وتزودوا ما تبغون به فان خير الزاد ما تكفون به وجوهكم عن السؤال (كبیر ۲۵۲) اور یہ وہی زاد ہے جو انسان اپنے گھر سے لے کر پچھے نہ دے وہ نام نہادوں کی واٹھون
یا ولی الالباب تمام احکام میں میرے لئے تقوی اختیار کرو۔ اور میرے سوا کسی سے مت ڈرو۔ کیونکہ عقل کامل کا یہی تقاضا ہے۔ ای اخصوالی التقوی فان مقتضی العقل الخالص عن
الشواہب ذلک (روح ۲۵۵) ۲۸۷ یہاں فضل سے مراد تجارت اور تلاش معاش ہے وہو الریح والنفع بالتجارة والكراء (مذک ۲۵۵) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج کے موقع پر تجارت
کرتا مزدوری وغیرہ کرنا جائز نہیں۔ ایسا کرنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے اگلا میں فرق آجائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی تردید فرمادی اور ایام حج میں مکہ مکرمہ میں طلب معاش کے لئے تجارت
اور مزدوری کی اجازت دیدی۔ ہذا الاية نزلت ددا علی من یقبل (حج ۲۵۵) (كبیر ۲۵۵) ۲۸۸ مکہ مکرمہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک بہت بڑا
میدان ہے اس کا نام عوفات ہے ۹ رذی الحج کو کچھ پہ پہ تمام اہل
یہاں پہنچ جاتے ہیں اور آخر وقت عصر تک ٹیکر و تھلیل اور ذکر اللہ میں
مغروف رہتے ہیں۔ اس کا نام اصطلاح میں وقف عرفہ ہے
اور یہ حج کا بہت بڑا رکن ہے۔ غروب آفتاب کے بعد یہاں
سے مزدلفہ کے لئے روانگی ہوتی ہے اور مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھنا
کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ عوفات سے مزدلفہ کی
طرف جانے کو افاضت کہتے ہیں اور مشعر الحرام اصل میں تو وہ میدان ہے جو
مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے مگر ذکر اللہ کے حق میں سارا میدان
مزدلفہ مشعر حرام ہے اور مشعر حرام کی تخصیص شرف و فضیلت کے لئے ہے۔
اور یہ میدان مکہ مکرمہ سے کوئی چوبیس کے فاصلے پر ہے۔ ویسے تو تمام
اعمال حج میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے لیکن مزدلفہ کی رات میں
فصوصیت سے حکم دے کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رات
اپنی قومی بڑائی اور غنائی بڑائی کے انہار کے لئے نہیں ہے اور نہ
ہی عیش و طرب اور جشن میلہ کے لئے ہے بلکہ زمانہ جاہلیت میں
کہا جاتا تھا کہ مختلف قبیلوں کے شعرا اور خطباء اپنی قومی بڑائی
کے اظہار کے لئے قصیدے اور خطبے پڑھا کرتے تھے۔ اذکروا
کما ہدیکم پھر اللہ کی یاد اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے
مطابق کرو۔ اپنی مرضی اور خواہش سے نہ تھے نہ طریقہ ابجا و
نہ کرو۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَئِنِ الصَّالِّينَ
یعنی خدا کی ہدایت اور رہنمائی سے پہلے تم اہل دین و ایمان سے غافل اور
بے خبر تھے۔ والمراد من الصلوات الجہل بالایمان وحسن
اطاعات (روح ۲۵۵) ۲۸۹ تو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیج کر انہیں
مناسک حج اور دیگر احکام سے آگاہ فرمایا۔ ۲۹۰ قریش نے زمانہ
جاہلیت سے اپنے لئے ایک امتیاز قائم کیا ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ یوں
اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر سمجھتے تھے اور حج کے موقع
پر مزدلفہ ہی سے واپس آجاتے تھے۔ جبکہ دوسرے تمام لوگ عوفات تک
جاتے۔ اور وہاں وقف کر کے واپس آتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ واپس واپس سے لوٹنا کرو جہاں سے عام لوگ
واپس آتے ہیں یعنی عوفات سے (خریج البخاری عن عائشة رضی

اللہ عنہا قالت كانت قریش ومن دان دینہا یقفون بالمدلفة وكانوا یسمون الحس دكانت سائر العرب یقفون بعرفات (روح ۲۵۵) ۲۹۱ اس آیت میں تم تعقیب مکی
کے لئے نہیں بلکہ بعض تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ افاضت یعنی عوفات سے مزدلفہ جانے کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب یہاں تاکید کے لئے فرمایا پھر اس کو کہ مزدلفہ سے مت واپس آ جاؤ بلکہ جہانک دوسرے
لوگ جاتے ہیں یعنی عوفات تک تم بھی وہاں تک جاؤ اور وہیں سے تمہاری واپسی ہونی چاہیے۔ ۲۹۲ اگر تم سک جے کی ادائیگی میں یا موقع کے سلسلے میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ
مومن قرآن ط گناہ نہیں کرتا جس کو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے سفر میں مال تجارت جی لے جاؤ روزی کدنے کو منع نہیں۔ لوگوں نے اس میں شبہ کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو اس واسطے فرمایا۔ ط
بھی کفر کی غلطی تھی کہ کہنے کے ساکن عوفات تک نہ جاتے کہ عوفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد یہ کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ عوفات کو تم بھی جاؤ اور اگلی تعقیب پر نام ہو
فتح الرحمن ط یعنی تجارت ۱۲ ط یعنی از عوفات نہ از مزدلفہ چنا کہ قریش مخرب کردہ بودند ۱۳ ط بعد از خدا تعالیٰ تصویر میفرماید حال کا فرد مومن را ۱۴

سختی سے کہیں کہ وہ توبہ کرنے والوں سے رحمت اور مغفرت سے پیش آتا ہے۔ ۳۸ زمانہ مہالبت میں مشرکین عرب حج سے فارغ ہو کر مل کر بیٹھتے اور اپنے آباء و اجداد کی تعریفیں کرتے اور اپنی خاندانی بڑائی بیان کرتے اور اپنے بڑوں کے کارناموں پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح پہلے تم لوگ اپنے آباء کی بڑائی بیان کرتے تھے اس طرح اب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تم اپنے باپ دادا سے بھی بڑھ کر کیا کرو۔ اب آگے جا بیٹوں کی دوستیں بیان کی ہیں۔ ۳۹ پہلی قسم کے حاجی تو وہ ہیں کہ جس طرح ان کی زندگی کی ساری ٹک دو کا مطلب صرف حصول دنیا ہوتا ہے، سچی طرح حج بھی وہ دنیوی غرض ہی کے لئے کرتے ہیں جیسا کہ مشرکین عرب یہ لوگ حج اس لئے کرتے تھے کہ حج کے موقع پر اور حج سے فارغ ہو کر اپنے باقی مفاخر بیان کریں اور اپنی عظمت اور بڑائی کا اظہار کریں۔ نیز ان مقامات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ سے دولت مال مویشی اور دشمنوں پر فتحمندی کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قوف عرفہ اور قوف مزدلفہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے اونٹ کا لے اور بھیڑ بکری کے لئے دعائیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے بخشش اور انعام آخرت کی دعا کبھی نہ کرتے۔

البقرة ۲

۹۸

سيقول ۳

كَسْبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۲۲ وَادْكُرُوا اللَّهَ

کمانی سے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور یاد کرو اللہ کو

فِي آيَاتِهِ مَعْدُودَاتٍ ۝۲۳ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ

کتنی کے چند دنوں میں ۳۸ پھر جو کوئی جلدی پٹا گیا دو ہی دن میں

فَلَا إِشْمَ عَلَيْهِ ۝۲۴ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِشْمَ عَلَيْهِ ۝۲۵

تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی رو گیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں

لِمَنِ الشَّقُّ وَأَشَقُّو اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ

جو کہ ڈرتا ہے ۳۹ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اسی کے پاس

تُحْشَرُونَ ۝۲۶ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ

جمع ہو کر ۴۰ اور بعض آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اس کی بات

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ ۝۲۷

دنیا کی زندگی کمانی کے کاموں میں ۴۱ اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر

وَهُوَ اللَّهُ الْخَصَّامُ ۝۲۸ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ

اور وہ سخت جھگڑا لو ہے اور جب پھرے پھرے پاس سے تو دوڑتا پھرے ملک میں

لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثُ وَالنَّاسُ ۝۲۹ وَاللَّهُ

تاکہ اس میں خرابی ڈالے ۴۲ اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ

لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۝۳۰ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اسْقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ

نا پسند کرتا ہے فساد کو اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو آمادہ کرے سکو

الْعِزَّةَ بَارِئًا شَمًّا فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَيَسَّرَ إِلَيْهَا دُ

غزور گناہ پر ۴۳ تو کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بیشک جڑاٹھا کا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْنِخْلًا مَرَضَاتٍ ۝۳۱

اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو لشکرِ رضا جوئی میں ۴۴

منزل ۱

عن ابن عباس رعان المشركين كانوا يقولون اذا وقعوا الله من اذننا ابلًا وبقلاً وغنماً وعبداً واهلاً واهلاً كانوا يطلبون التوبة والمغفرة (كبيرة ۲۵ ج ۲) كانوا يستلثون الابل والغنم والظفر بالعد ولا يطلبون الاخرة (قرطبي ۳۳ ج ۲) تو ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بس جو کچھ ہم نے دنیا تھا، دنیا میں دیدیا۔ آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں البتہ جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۸ یہ حاجیوں کی دوسری قسم ہے۔ یہ لوگ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دنیوی مقاصد کے لئے دعا کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ آخرت میں کامیابی اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور حسنة سے دونوں جگہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں مراد ہیں۔ والذی علیہ اکثر اهل لحدان المراد بالحسنتين نعم الدنيا والاخرة وهذا هو الصحيح (قرطبي ۳۳ ج ۲) یہ گروہ مرئیین کا ہے جو حج کے موقع پر اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی تمام نعمتیں مانگتے ہیں۔ ان کا سطح نظر صرف دنیا ہی نہیں ہوتی اور یہی مومن کی شان ہونی چاہیے بلکہ مومن کا اصل مقصد تو طلب آخرت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دنیوی منافع حاصل کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ دنیا طلب آخرت کی راہ میں حائل نہ ہو جاوے۔ اُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا یہ دوسری قسم کے حاجیوں کی جزا ہے یعنی انہیں ان کی نیکی اور دعا کی جزا و آخرت میں ملے گی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُولَئِكَ کا اشارہ دونوں فریقوں کی طرف ہو کہ فریقین میں سے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا ملے گی (بارک صلا ج ۱، البحر ص ۱۸) وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ وہ لوگوں کی کثرت کے باوجود تھوڑے سے وقت میں سب کا حساب لے لیگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ جلدی ہی حساب لینے والا ہے کیونکہ قیامت قریب ہے اس لئے نیکی کی طرف توجہ کرو۔ ۳۹ م معدوات سے مراد تین ایام تشریق ہیں یعنی ۱۲ ذوالحجہ ۹ ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گذار کر علی الصبح حجاج کرم منی کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

مراد ایام تشریق

مراد ایام تشریق

مراد ایام تشریق

موضع قرآن ان آیتوں میں فرمایا کہ کفر کے وقت دستور تھا حج سے فارغ ہو کر تین دن اور عید کے بعد خوشی کرتے اور بار بار لگاتے اور اپنے باپ دادوں کے سلسلے بیان کرتے اب اللہ صاحب نے اس کے بدلے تین دن بھر نامزد کیا کہ اللہ کو یاد کرو ان دنوں میں دو پہر کو کھڑے ہو کر تین دن اور عید کے بعد تکیہ کہتے اور سوائے نماز ہر وقت اور کوئی چاہے تو دو ہی دن رہ کر رخصت ہو اور تین دن رہے تو بہتر ہے اور پھر فرمایا کہ رخصت مری و نیا ہے وہ آخرت سے محروم ہیں۔ اب حج کا مذکور ہو چکا ہے حال ہر منافق کا ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ رکھے کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کھینک کرے اور قابو پا لے تو لوٹ اور مار مچا دے اور منع کرنے سے اور ضد چڑھے زیادہ گناہ کرے۔ ایک شخص جس نے شرعی تھا اس نے بھی حضرت سے یہی سلوک کیا۔

یہ مقام مکہ مکرمہ ہے کوئی چار میل کے فاصلے پر شمال سے ذرا مغرب کی طرف ہٹ کر واقع ہے۔ اس جگہ ۱۲ لیکر ۱۲ کو غروب آفتاب تک قربانیاں کی جاتی ہیں اور حجرات کی رمی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ ایام، تکبیر، فیل اور میری حمد و ثنا اور دعا و پکار ہی میں گزارو۔ ۳۹۹ مئی میں قیام کے دوران میں جگہوں پر جنہیں حجرات کہتے ہیں کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔ پہلے دن یعنی ۱۲ کو غروب آفتاب کے بعد جہرہ عقبہ پر سات کنکریاں پھینکیے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ بکیر کہے۔ دوسرے اور تیسرے دن زوال شمس کے بعد تینوں جہروں پر رمی کرے۔ پہلے مسیح خیف کے ساتھ والے جہرہ کو پھر اس کے ساتھ والے پر اور سب سے آخر میں جہرہ عقبہ پر ہر جہرہ پر سات کنکریاں پھینکیے اور ہر کنکری کے ساتھ بکیر کہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معنی میں قیام کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دسویں تاریخ کے بعد دو دن بکیرے اور ۱۲ کی شام کو مکہ مکرمہ چلا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ۱۳ کو بھی وہاں بکیرے اور حجرات کی رمی کرے مگر اس کا وقت زوال آفتاب کے بعد نہیں بلکہ پہلے دن کی طرح طلوع صبح کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صورتوں کا اختیار دیا ہے کہ جس پر چاہے عمل کرے کوئی گناہ نہیں مگر یہ گناہ و ثواب تو اس کے لئے ہے جسے خدا کا خوف ہو اور گناہ و ثواب کا احساس ہو جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اسے گناہ و ثواب کی کیا پروا ہے۔

۳۹۹ اپنے تمام اعمال میں خدا سے ڈرتے رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد تم خدا کے یہاں اکٹھے کئے جاؤ گے اور تمہارے تمام اعمال کا حساب ہوگا۔

ربط۔ یہاں تک توجہ کے فوری احکام کا بیان تھا۔ حکم جہاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے گھر کی اس طریقے سے حامی دو اور اس طریقے سے مجھ سے دعا مانگو تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ اب آگے جہاد کا حکم آ رہا ہے۔ چنانچہ اگلی آیت سے جہاد کی دوسری یا ترغیب و تحفیض شروع ہو رہی ہے۔ ومن الناس من یحبک سے لے کر فان اللہ ید علیہم کہ ترغیب الی الجہاد ہے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کئی طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ (۱) شروفا و برپا کرنے والے اور فتنہ انگیز عناصر جنہوں نے زمین کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنایا ہو ہے ایسے لوگوں کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے ہو۔ ایسے شریکوں سے جہاد نہ کرنا بھی اتباع شیطان میں داخل ہے۔ (۲) جہاد کے ذریعے خدا کی رضا حاصل کرو۔ (۳) اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اس کے تمام احکام مانو ان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ (۴) اگر خدا کے احکام سے سزا کی کرو گے تو سخت سزا ملے گی نبی کریم کا حال دیکھ لو خدا کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ (۵) مشرکین اور کفار دولت و دنیا کے لئے میں بدست ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لہذا ان سے جہاد کرو۔ (۶) اللہ کے فطری دین تو جہاد میں ان لوگوں نے اختلاف پیدا کر رکھا ہے ان کی بیخ کنی کرو۔ (۷) جنت میں جانا آسان کام نہیں۔ اس کی خاطر تمہیں مال و جان کی قربانی دینی پڑے گی۔ (۸) اللہ کے دین کی خاطر جہاد میں جو کچھ بھی خرچ کر دے وہ ضائع نہیں جائے گا۔ ۳۹۳ یہ پہلی ترغیب ہے یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو محض دنیوی اغراض و مقاصد کے پیش نظر آپ سے ایسی بیعتیں اور فیصیح و بلیغ باتیں کرتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں کو بہت وقعت دیتے لگتے ہیں اور ان کو پسند کرتے ہیں۔ المعنی ومنہم من یروقک و یحفظ فی نفسک ما یقولہ (روح ص ۲۵) ملاک ص ۱۱ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد اخنس بن ثریق ہے جو بہت بڑا منافق تھا مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت ہر اس آدمی کے حق میں ہے جو ان آیات میں مذکورہ اوصاف کا حامل ہو۔ القول الثانی وہو اختیار اکثر المحققین والمفسرین ان ہذا الآية عامۃ فی حق کل من کان موصوفاً بہذہ الصفات المذکورۃ (کبیر ص ۲۵) ۲) و کیشہد اللہ علی ما فی قلبہ وہو الکذ الحصار المذکور گواہ بنائے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قسمیں کھاتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ وہ "خدا شاہد ہے" خدا گواہ ہے" وغیرہ الفاظ کہتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے مافی الضمیر کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہیں۔ اور قسمیں کھا کھا کر آپ کو اپنے اخلاص کا یقین دلاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے شدید ترین مخالف ہوتے ہیں۔ ۳۹۳ جب تک آپ کے پیٹے بنتے ہیں اس وقت تک تو چوکی چوکی باتیں کرتے رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی خلص ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں تو شروفا و برپا کئے کی سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ شروفا و برپا سے یا تو کھیتوں اور مویشیوں کی تباہی مراد ہے اور یا مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس سے اٹھ کر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی بابت شبہات پیدا کرے اور کفر و شرک کی تائید میں عجیب و غریب حیلے نکالتا ہے۔ انہ کان بعد از نصراف من حضرت علیہ السلام یشغل بأحوال الشبه فی قلوب المسلمین و بآسئخارج الحیل فی تقویۃ الکفر (کبیر ص ۲۵) دیکھا کہ الحرف والفسل جیسا کہ اخنس نے کیا تھا کہ حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اسلام سے محبت کا اظہار کرتا رہا جب آپ کے پاس سے اٹھ کر ہرگز مسلمانوں کے ایک کھیت کے پاس سے گذرنا تو کھیت کو جلا دیا اور ان کے مویشی قتل کر دیئے۔ واللہ لا یحب الفساد اللہ تعالیٰ شروفا و کوبند نہیں کرتا اس لئے فساد سے اجتناب کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ ۳۹۴ اسل میں ذلک کی مذمت ہے مگر یہاں اس سے نجات اور غرور مراد ہے۔ العزۃ فی الاصل خلاف الذل و اذید بها الانفۃ والحکمۃ مجازاً (روح ص ۲۵) اور پھر اس نفاق اور فطری خباثت کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی درجہ کا ضدی اور مشرک بھی ہے۔ یہاں تک کہ جب کوئی غیر خواہ ازراہ نصیحت اسے خدا سے ڈرنے اور شروفا و برپا سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے تو سخت اور غرور اسے اور آماجگاہ گناہ کر دیتا ہے۔ اور وہ پہلے سے بھی بڑھ کر شروفا و برپا میں حصہ لیتا ہے۔ فحسبہ جہنم و جئس المہاد کسی ناصع مشفق کی نصیحت اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اسے جہنم کی آگ سیدھا کرے گی جو بہت ہی بڑی جگہ ہے۔ ۳۹۵ یہ دوسری ترغیب ہے جہنم کی شرا سے ہے جس کے معنی یہاں بچنے کے ہیں اور اس سے جہاد میں جان دینا مراد ہے۔ ابتغاء یشتری کامفعول لہ ہے۔ ای بیعہا ببذل لہا فی الجہاد (روح ص ۲۵) یعنی منافقین کے مقابلہ میں کچھ ایسے خلص اور جان نثار لوگ بھی ہیں جو محض اللہ کی رضا کے لئے جہاد میں اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ واللہ یردو ذلک الجہاد عباد سے مراد مؤمنین ہیں۔ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ خاص طور پر تہنن ہے کہ انہیں بلند درجات عطا کرنے کے لئے اپنی راہ میں پیادیاں جانیں بچا دینے کی راہ دکھائی اور اپنی رضا مندی کے حصول کے طریقے انہیں بتائے۔ ۳۹۶ یہ جہاد کی تیسری ترغیب ہے۔ کافۃ ادخلوا کی ضمیر سے حال ہے اور سلم کے معنی استسلام اور اطاعت کلی کے ہیں یعنی تم سارے کے سارے مکمل طور پر اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ اور کوئی اس اطاعت سے باہر نہ رہے۔ ای استسلموا للہ و اطیعوا کافۃ لا یخرج احد منکم یدۃ عن طاعتہ (مذاہک ص ۱۱) یا اس کے معنی امن اور صلح و آشتی کے ہیں اور اس سے مراد دین اسلام ہے۔ ولا تتبعوا اخطوات الشیطان ایمان والوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تم دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور عقائد سے لیکر اعمال تک اور عبادات سے لیکر اخلاق تک کے متعلق اسلام کی تمام ہدایات پر عمل کرو اور شیطان کے پیچھے لگ کر اسلامی احکام کی جگہ جا بلا نہ رسوم کی پابندی مت کرو۔ اور نہ ہی ایسا کرو کہ اسلام کے بعض احکام کو مانو اور بعض احکام کو نہ مانو۔ اللہ لکھ عذ و صبیحین۔ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ تمہیں گمراہ کرنے کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے اور تمہارے دلوں میں نئے نئے خیالات اور نئی نئی جہتیں پیدا کرے تاکہ تمہارے عقائد و اعمال کو خراب کر دے بعض نوسلم جنہوں نے یہ یہودیت ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا انہوں نے بعض سابقہ رسوم کو ترک نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ ۳۹۷ یہ زبرد اور تحریف ہے اور جو حق ترغیب ہے یعنی جب دلائل واضح ہو جائے پاس آچکے ہیں۔ اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت تم پر واضح ہو چکی ہے تو اب بھی اگر تم پھسل گئے اور ڈگمگائے یعنی اسلام کے بعض احکام نہیں نہ کیا مثلاً جہاد کرنا چھوڑ دیا تو پھر سن لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست اور صاب حکمت ہے اسے سزا دینے سے کوئی نہیں روک سکتا اور بتقا صلے حکمت جو سزا دینا چاہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۳۹۸ یہ تحریف دنیوی ہے۔ وہ شریک جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر وقت شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں اور جن کی شرارت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب وہ قیامت سے پہلے شروفا و برپا سے باز نہیں آئیں گے۔ ان سے کیوں جہاد نہیں کرنے ہو۔ یتظہرون کی ضمیر یہود کی طرف راجع ہے روح ص ۲۵) یہودی اللہ تعالیٰ کے تبسم کے قابل تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب مٹا دے اور شان و شوکت سے آتا ہے تو بادلوں پر سوار کی کر کے آتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ڈالی تھی تو یہی سے ڈالی تھی۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں کے خیال کے مطابق فرمایا کہ یہ یہودی جو اسلام کو قبول نہیں کر رہے یہ اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے بادلوں پر سوار ہو کر آئیں اور قیامت قائم

ہو جائے تو پھر انہیں اسلام کی صداقت کا یقین ہو جائے گا۔ اور وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ وذلک لان الیہود کما نوا علی مذہب التشبیہہ وكانوا یجوزون علی اللہ الحی والذی
 وكانوا یقولون انه تعالیٰ فجاءہم من عندہ السلام علی لوط فی ظلالہن الخ ما را کبیر ص ۲۵۲ اور اورت میں ہے: ”دیکھو خداوند ایک تیز رول پر سوار ہو کر مصر میں آتا ہے اور مصر
 کے بت اس کے حضور رزاں ہوں گے“ (کتاب اسمیاء باب ۱۰، فقرہ ۱)

تذنیہ ۱۔ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ وحجم ہے اور نہ کسی جسم کے مشابہ ہے۔ اور آجانا جسم کی صفات میں سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ آمد و رفت سے منزہ اور پاک ہے۔ اس لئے بہت سے مفسرین نے اس آیت کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے اور اس کی تفسیر سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور بعض نے نہاں مضاف محذوف مانا ہے یعنی اھل اللہ یا عن اھل اللہ۔ جو تو یہ جسم

البقرة ٢

1. 2.

سَيَقُولُ ۚ

وَاللَّهُ رَعُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا

اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر اور اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

فِي السَّلَامِ كَافَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ط

اسلام میں پورے **۱۳۹۶** اور مت چلو **۲** قدموں پر شیطان کے

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ فَإِنْ زِلْتُمْ مِنْ بَعْدِ

بیشک وہ ہمارا صریح دشمن ہے۔ پھر اگر تم نہ کہنے لگو بعد اس کے کہ

مَا جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَاَعْمِئُوا اِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

پہنچ چکے مگر صاف حکم تو جان رکھو کہ بیشک اللہ زبردست ہے

حَكِيمٌ ﴿٢٩﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ

حکمت والا کہتا ہے وہ اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ آدھے ان پر اللہ

فِي ظُلُمٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلِكَةِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

ابو کے سامناہوں میں مہ
اور کر کے جہلہ اور کے ہوں جہلہ کے

وَرَأَى اللَّهَ تَرْجِعَ الْأُمُورَ ۖ (۲۱۰) سَلِّ بِرَبِّكَ سَلَامًا عَلَىٰ
 اَوَّلِ الْبَشَرِ ۖ كَرِهُوا قَوْلَ الْكَافِرِ ۚ

اور اللہ ہی کی طرف سے ہے

لَهُمْ فِي بَيْتِهِ وَمِنْ خِلْفِهِ

کس قدر عنایت کیس ہم نے ان کو نشا نہاں چلی ہوئیں ۱۹۹۹ء اور تو کوئی بدل ڈالے اللہ تعالیٰ رحمت

اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو وہ نعمت اس کو تو اللہ کا عذاب سخت ہے نہ کہ

زَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَشَّرَهُمْ بِالْهُدَىٰ وَكَفَىٰ لَهُمْ سَخِرُونَ مِنْ

فرشتے کہا ہے کہ ان کو دنیا کی زندگی پر اور منستے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ سَبِيلَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّضَلُّ اللَّهُ سَبِيلَهُ إِنَّ اللَّهَ ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمَةِ

الدِّينَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُ الْفِتْرِينَ ۚ

ایمان والوں کو لسنہ اور یوکرینز کا رہیسی وہ ان کا فرد سے ہلاسا کوئے کی جانت ہے دن

منزل ۱

فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں دنیا کی دولت اور ظاہری شان و شوکت کی محبت بس چکی ہے۔ دین کے مقابلہ میں دنیوی وقار و اقتدار، زندگی کی مادی آسائشیں اور مٹھاٹھ ہانٹھ انہیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو قبول کیا ہے جس سے انہیں تمام دنیوی مقاصد اور مادی خواہشات کے پورا ہو جانے کی قوی امید ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام قبول کر کے ان لوگوں نے کیا حاصل کیا ہے۔ ان کے پاس دولت ہے، زمینیں — عمارت ہیں، نہ باغات، کیونکہ ان کو تہا نظروں اور کچھ فہموں نے ان چیزوں ہی کو زندگی کا ماحصل سمجھا ہوا ہے۔ **لَا تَلْمِزْهُ** اور حال یہ ہے حالانکہ یہ غبارِ وجود خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کی تعمیل کرتے ہیں قیامت کے دن ان کافروں کو **موضع قرآن** یہ حال ہے صاحب ایمان کا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے۔ **وَلَا يَتَّبِعْهُ** یعنی پیغمبر اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اب منتظر ہیں اللہ آوے اور ہر کسی کو اس کے عمل کے موافق جزا دیوے۔

فتح الرحمن و ما یحیی بیا بد عذاب او ۱۲

سید جواد کی قبر
میں غریب مساکین
مقام احکام پر علی کو
دن میں سے ایک جواد
ہو گیا ہے
سید جواد کی تحریف
یہ ادب جہاد کی پوری
تو تفسیر ہے جہاد
تک کہ وہ کو تو
کا خدا ہے کا
سید تحریف ان کی

مع جاوے کی پانچویں
 موعیب
 اور کفایت دولت
 میں سست ہو کر اسلام
 اور مسلمانوں کا مذاق
 اڑاتے ہیں اور ان
 سے جہاں کہو "

۱۵۹

وقف الزم

ڈرائس۔ اور اس حذف پر آیت کا انکلا حصہ شاہ ہے کیونکہ آگے ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم نے پیغمبروں کو کتابیں بھی دیں تاکہ وہ اللہ کی نازل کی ہوئی ہدایت کی روشنی میں لوگوں کے لیے رہنمائی کر سکیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی آمد سے پہلے ان میں توحید کے بارے میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا جسے مٹانے کے لیے پیغمبر بھیجے گئے۔ نیز اسی مضمون کی ایک دوسری آیت میں فاختلوا کی

مکمل ساؤمیں ترغیب
جنت میں جا آسان
لام نہیں اس لئے
تہیں مال و جان
کی قربانی دین
پیشے کی پہلی آستوں
کے مومنوں کو مال
دیچید سو ۱۲

سیقول ۲

بہاؤ شاہ کہہ رہے تھے رسول اور جو ان کے ساتھ لیماں لائے کب آئے گی

منزل ۱

فتح الرحمن و یا یعنی پیش از آمدن هر پیغمبری که باشد متفق بودند با یکدیگر در این اختلاف و داشتند ۱۲ و ترجمه گوید حاصل آنست که سنت الله جاری شده است بآنکه بعد بعثت هر پیغمبر در امت دعوت اختلاف واقع می شود تا آن تکمیل نیابد شده ۱۳

کی تفسیر کرتے ہیں اس لئے یہاں بھی فاختہوا مخدوف ہے **وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ** کتاب میں لایم جس کیلئے ہے بالحق الکتاب سے حال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ساتھ ایک کتاب بھی جس میں دین حق کا بیان تھا **لِتَهْتَكُوا** یہ بعثت انبیاء اور انزال کتب کی علت ہے اور یہ کہ کما قائل اللہ ہے یعنی جب لوگوں نے توحید پر اتفاق کے بعد اس میں اختلاف شروع کر دیا، کچھ لوگ توحید پر قائم رہے اور کچھ لوگوں نے خدا کے سوا غیروں کی عبادت اور پکار شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نامے و پیغمبر بھیجے تاکہ اس طرح ان کے درمیان اختلاف کا فیصلہ کرے۔ فیصلہ یہاں دلائل و براہین سے حق و باطل میں واضح اور کھلا ہوا امتیاز پیدا کرنا مراد ہے۔ اب اس کا جی چاہے توحید قبول کرے اور جس کا جی چاہے شرک کر کے اپنی عاقبت برباد کر لے۔ دونوں راستے دلائل سے کئے سامنے واضح و واضح کر دیئے گئے ہیں **فَمَنْ يَدْعُوا مِمَّا غَيْرِ مَعُولِ الْكِتَابِ** کی طرف راجع ہے۔ الذین ادتوا سے اس کتاب کے عالم اور اس کا درس و تدبیر کرنے والے اور پیشوایان قوم مراد ہیں۔ الذین ادتوا ادباً بالعلمیہ والدراستہ لہ (بجرح ص ۲۵) اور البینات سے مراد دلائل عقلیہ ہیں یعنی کتاب کے ساتھ ساتھ ہم نے توحید پر عقلی دلائل بھی قائم کر دیئے تھے۔ **وَهَذِهِ الْبَيِّنَاتُ لَا يَكُنْ حَمْلُهَا عَلَى شَيْءٍ سِوَى كَلَامٍ لَا تِلْكَ لِعَقْلِيَّةِ** الیٰ نصیبہا اللہ تعالیٰ (کبیر ص ۲۵) اور بغیر اختلاف کا مقول لہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق میں ہمیشہ اختلاف نہیں لوگوں نے ڈالا جو خدا کی کتاب کا علم رکھتے اور قوم کے پیشوا اور رہنما تھے۔ یعنی علماء و سواد و برہان سواد اور اختلاف بھی انہوں نے کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں ڈالا بلکہ عقلی اور نقلی دلائل سے حق کو سمجھ بوجھ کر عرض خدا و خدا کی وجہ سے اختلاف کیا۔ ایک حصر تو یہاں مذکور ہے کہ اختلاف ڈالنے والے صرف پیشوایان سواد ہی ہیں اور کوئی نہیں اور دوسرا حصر کہ ان علماء سواد نے اختلاف ہمیشہ جان بوجھ کر ڈالا ہے کسی غلط فہمی کی وجہ سے نہیں ہے یہ سورہ جاثیہ ۲۷ میں مذکور ہے **فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْضِ مَا جَاءَهُمُ الْحُكْمُ بَغْيًا كَبِيرًا**۔ اس آیت میں تین چیزیں بیان ہوئیں (۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا (۲) کب کیا اور (۳) کیوں کیا؟ یعنی اختلاف ہمیشہ علماء ہوں نے ڈالا، اور جان بوجھ کر ڈالا اور محض خدا و خدا کی وجہ سے ڈالا۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** من الحق ما کا بیان ہے اور اذن سے مراد اللہ کی توفیق ہے۔ ای بتوفیقہ و تیسیرہ (روح ص ۲۵) اور اصنوا سے قصد والا ایمان مراد ہے یعنی جو لوگ صدق دل سے ایمان کے طالب اور حق کے جوئے تھے۔ علماء و سواد تو ہمیشہ دین حق میں اختلاف ڈالنے میں مصروف رہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ طالبان حق کو محض اپنی ہدایتی اور توفیق سے توحید کی راہ دکھائی اور فساد و حول کے باوجود دین حق پر قائم رہے اور اگر الذین ادتوا سے اہل کتاب مراد ہوں تو الذین اصنوا سے امت محمدیہ مراد ہوگی۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ جن امور میں اہل کتاب کے درمیان اختلاف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان میں صحیح راہ دکھا دیا مثلاً یہود و نصاریٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی تھے یا یہودی تھے یا نصرانی تھے بلکہ وہ حنیف و مسلم تھے۔ اسی طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور عیسائیوں نے انہیں خدا بنا لیا۔ مسلمانوں کو خدا نے بتایا کہ وہ خدا کے پیغمبر اور اس کے بندے تھے۔ **وَفِي ذَلِكَ** وہ جہ جہاں سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اس کی مشیت ہمیشہ ان لوگوں کی ہدایت سے متعلق ہوتی ہے۔ جو خدا و خدا نہ کریں اور خدا کی دل اور اصلاح عمل کے ساتھ راہ حق کے طالب ہوں۔ اس آیت میں بھی جہاد کی ترغیب ہے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ اختلافات میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صحیح راہنمائی فرماتا ہے۔ نیز جہاد اس لئے بھی کرنا ضروری ہے تاکہ دین حق کے مثلے والوں کا قلع قمع کیا جائے۔ یہاں ایک شبہ ہے کہ اختلاف تو اگلوں نے ڈالا تھا، پچھلوں کا کیا قصور ہے کہ ان سے جہاد کیا جائے۔ انہوں نے تو اگلوں کی تقلید کی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ اگلوں کی اندھا دھند پیروی میں معذور نہیں ہیں کیونکہ عقلی اور نقلی دلائل ان کے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے ان میں غور و فکر کر کے اور انصاف سے کام لے کر حق سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ **وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُمْ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ** (شوری ۲) جبکہ علماء و رہنما اللہ کی توحید دلائل سے مان چکے ہیں۔ اللہ کی طرف سے کتاب بھی نازل ہو چکی ہو تو اب باغیوں کے اقوال سے احتجاج مردود ہے۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** مثل سے گذشتہ انبیاء کی امتوں کے سے شدائد و مصائب مراد ہیں۔ ای حالہم الیٰ ہی مثل فی الشدائد (مجادلہ ص ۱۱) اس میں خطاب صحابہ کرام سے ہے۔ اور یہ بھی ترغیب الی الجہاد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے جن بلند مقامات کے تم طالب ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم تکلیفوں اور آزمائشوں میں پڑے بغیر ہی دلائل کے پہنچ جاؤ گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ بلند درجات حاصل کرنے کے لئے تمہیں مال و جان کی قربانی دینی پڑے گی تکلیفیں اور مصیبتیں برواشت کرنا پڑیں گی۔ مال و جان اور اولاد کے ذریعے جہاد کرنا پڑے گا۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** یہ اہم سابقہ کے حال کا بیان ہے۔ باسما سے مالی نقصان اور معاشی بد حالی مراد ہے۔ اور ضرر سے جانی نقصان اور جسمانی تکلیفیں اور بیماریاں مراد ہیں۔ **الْبَاسَاءُ الْفَقْرُ وَالضَّرَاءُ السَّقَمُ** (ابن کثیر ص ۱۵) اور **وَلَزِلْوا** کے معنی ہیں **اذْجَعُوا** اذْجَعُوا اذْجَعُوا اذْجَعُوا بِالْاَوَاسِعِ الْبَلَايَا (دور ص ۲) یعنی مصائب و تکالیف کی شدت اور کثرت سے ان کے دل و دماغ گئے۔ اور شدت و اضطراب اور بے چینی کی حالت میں پیغمبر اور مؤمنین طلب نصرت کے طور پر کہنے لگے۔ آخر اللہ کی نصرت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے مصائب و شدائد میں ان سے مدد کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب کفار اور مشرکین کے ہاتھوں ان کی مصیبتیں اور تکلیفیں انتہا کو پہنچ جائیں تو انہیں و مؤمنین یہ سمجھئے کہ اب تو تکلیفیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں اب تو اللہ کی مدد ضرور آنی چاہیئے۔ پھر شدت اضطراب میں اللہ کی مدد پہنچنے کی تمنا کرتے۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** اس تمنا اور طلب کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا کہ ثابت قدم رہو۔ ہمارے مدد اور نصرت پہنچنے ہی والی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تکلیفیں اور آزمائشیں ان پر بھی آئیں گی۔ لہذا انہیں ان کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** مضمون اتفاق کا دوسری بار بیان۔ آیت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوال منفق کے متعلق ہے۔ یعنی کیا اور کس قدر خرچ کریں اور جواب میں خرچ کے مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس بات کو چھوڑ دو کہ کیا اور کتنا خرچ کرنا چاہیئے۔ اصل چیز تو مصرف ہے۔ اس لئے تم جو کچھ خرچ کرو۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ صحیح مصرف میں خرچ ہو۔ ظاہراً لایۃ انہ سئل عن المنفق فاجاب ببیان المصروف صحیحاً لایۃ انہ فان اعتدال المنفق بآعتبارہ (دور ص ۲) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ سوال یہ تھا کہ کتنا خرچ کریں تو جواب ملا کہ جتنا خرچ کرو مجھے تو کچھ نہیں دینا بلکہ اپنے ظالمین وغیرہ ہی کو۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** ان الفاظ کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اور ابن السبیل کے علوم میں جہاد فی سبیل اللہ کا مسافر بھی شامل ہے۔ **وَمَا تَنْفَعُوا مِنْ خَيْرٍ نَّكِي** خواہ کوئی ہو یا بدنی بھوتی ہو یا بدنی اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہر نیک کی پوری پوری جزا دے گا۔ یہاں تک اتفاق کا ذکر تھا۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** مضمون جہاد کا تیسری بار ذکر۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** سے طبعاً ناپسندیدہ چیز مراد ہے۔ مال و جان کا ضیاع ہمیشہ انسانی طبیعت کو گراں محسوس ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کا امر بالجہاد ناپسند تھا۔ ای شاق علیکم قال بعض اهل المعانی هذا الکفر من حیث نفور الطبع عنه لما فيه من مؤنة الحال ومشقة النفس وخطر الروح لانهم هم کرموا امر الله تعالیٰ (معالم ص ۱) عَسَىٰ اَنْ تَكُوْهُمُ اَشْيَا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ بعض چیزیں اپنے ظاہری اورادی نقصانات کی وجہ سے تمہیں ناپسند ہوں اور تم انہیں اچانہ سمجھتے ہو۔ مگر انجام کے لحاظ سے اور پوشیدہ فوائد کے لحاظ سے وہ تمہارے لئے خیر و برکت اور فلاح دارین کا باعث ہوں مثلاً جہاد ہی کو لے لیجئے جو بظاہر قتل و خونریزی اور مال و جان کے ضیاع کی وجہ سے تمہیں ناپسند ہے مگر اس کا انجام بہتر ہے۔ کیونکہ جہاد ہی سے تم اپنا اور اپنے دین کا نام دنیا میں سر بلند کر سکتے ہو۔ اس کا دوا اور اس کی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہو۔ جہاد ہی سے تم اپنی عزت و آبرو اور اپنے مال و جان کی حفاظت کر سکتے ہو اور جہاد ہی سے تم غازیوں اور شہیدوں کے درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اس سے بھی مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنا مقصود ہے۔ **فَمَنْ يَدْعُوا** اسی طرح یہ بھی عین ممکن ہے کہ ایک چیز کے ظاہری فوائد کی وجہ سے تم اسے پسند کرو مگر حقیقت میں

نَصَرَ اللَّهُ آلَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبَ ۖ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

النبي مدد اللہ سے کرتا ہے۔ مثلاً جہاد میں شرکت نہ کرنے اور آدم و حوا سے گھر بیٹھے رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس طرح مال و جان محفوظ رہے گا۔ لیکن دراصل ترک

يَنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ وَاللَّيْلِ

جہاد میں تمہارا سراسر نقصان اور خسارہ وارین ہے۔ کیونکہ اس طرح تم کافروں کے ہاتھوں ذلیل ہو جاؤ گے۔ وہ تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔ مال لوٹ لیں گے۔ عورتوں اور بچوں کو غلام

وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَ

بنالیں گے۔ تمہارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔ اور تمہارا دین دنیا سے مٹا ڈالیں گے۔ یہ دوسری طرز پر جہاد کی ترغیب ہے۔ واللہ یعلم ولا تعلمون۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور ہر

مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۖ كَتَبَ

چیز پر عاوی ہے۔ انسان کا علم ناقص اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے فوائد اور نقصانات سے بخوبی آگاہ اور ہر کام کی حکمتوں کو جاننا ہے۔ لہذا اس نے جو جہاد کا حکم دیا ہے اس میں

عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا

یقیناً مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری ہے۔ اللہ قتال فیہ، الشہر الحرام سے بدل الاشتمال ہے اور الشہر الحرام سے مراد یہاں رجب ہے اور یسئلون کا خافہ لعل مشرکین ہیں۔

شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا

ایک دفعہ مقام منخل میں مسلمانوں کا مشرکین سے مقابلہ ہو گیا جس

فَوَشَّرَ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۖ

میں ایک مشرک عمر بن الحنفی مارا گیا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ آج

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ

جہاد کی آخر کی آخری یعنی تیس تاریخ ہے مگر اتفاق سے چاند

قِتَالٍ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدَقَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكَفَرُوا

انہیں کا تمہارا دن رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ کانوا یظنون

بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَوْلًا خَرَجَ أَهْلُهُ مِنْهُ

تلك الليلة من جمادى وكانت اول رجب ولم يشعروا

أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط

راہیں جدید مکہ ۱۲) جب اس واقعہ کا علم مشرکین قریش کو

اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے گناہ اور اس کو نہ

مَنْزِل ۱

اللَّهُ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ والفتنة التي انتم عليها مقيمون یعنی اللہ کے نزدیک شہر حرام میں یہ گناہ قتل کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ یعنی الشرک

اکبر من القتل (ابن جریر مکہ ۱۲) اسی طرح شرک جو تم شہر حرام میں کرتے ہو وہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ یہ جو جتنی علت ہے۔ حاصل جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے رجب کے مہینہ میں جو قتل

کیا ہے وہ عدا اور قصداً اس ماہ میں نہیں کیا بلکہ غلطی سے کیا ہے اور تم جو یہ گناہ ہمیشہ عزت والے مہینوں میں کرتے رہتے ہو وہ قتل سے کہیں بڑھ کر ہیں تم ان کا خیال نہیں کرتے ہو۔ اور اگر سوال مسلمانوں

موضع قرآن کا لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے جواب فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن مال جس قدر بڑھ جائے پر خرچ ہو ثواب زیادہ ہے۔

فتح الرحمن ۱۲۰ حاصل جواب آیت کہ قتال کفار جائز است و تخریم قتال مسلمین مطلقاً پیشو ۱۲۰

بالمفسرین الخاف

کامد مری اربیان

مسائل

المسکین و الیتامی

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

بہا

وہ چیز تمہارے حق میں سخت مضرب ہو۔ مثلاً جہاد میں شرکت نہ کرنے اور آدم و حوا سے گھر بیٹھے رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس طرح مال و جان محفوظ رہے گا۔ لیکن دراصل ترک

جہاد میں تمہارا سراسر نقصان اور خسارہ وارین ہے۔ کیونکہ اس طرح تم کافروں کے ہاتھوں ذلیل ہو جاؤ گے۔ وہ تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔ مال لوٹ لیں گے۔ عورتوں اور بچوں کو غلام

بنالیں گے۔ تمہارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔ اور تمہارا دین دنیا سے مٹا ڈالیں گے۔ یہ دوسری طرز پر جہاد کی ترغیب ہے۔ واللہ یعلم ولا تعلمون۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور ہر

چیز پر عاوی ہے۔ انسان کا علم ناقص اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے فوائد اور نقصانات سے بخوبی آگاہ اور ہر کام کی حکمتوں کو جاننا ہے۔ لہذا اس نے جو جہاد کا حکم دیا ہے اس میں

یقیناً مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری ہے۔ اللہ قتال فیہ، الشہر الحرام سے بدل الاشتمال ہے اور الشہر الحرام سے مراد یہاں رجب ہے اور یسئلون کا خافہ لعل مشرکین ہیں۔

ایک دفعہ مقام منخل میں مسلمانوں کا مشرکین سے مقابلہ ہو گیا جس

میں ایک مشرک عمر بن الحنفی مارا گیا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ آج

جہاد کی آخر کی آخری یعنی تیس تاریخ ہے مگر اتفاق سے چاند

نے کیا تھا تو پھر جواب کی نوعیت تسلیم کی ہوگی یعنی مسلمان کو تسلی دی کہ اگر تم سے رجب میں قتل ہو گیا ہے تو یہ کوئی زیادہ بڑی گناہ کی بات نہیں خود مشرکین اشہر حرم میں جو جو کثرت کرتے ہیں وہ قتل سے بھی بڑے گناہ ہیں۔ **۱۰۳** یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر تمہیں مشرکین سے اشہر حرم میں لڑنا پڑے تو بے گھٹکے ان سے لڑو۔ کیونکہ مشرکین تو اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ وہ بلاقتیا اشہر حرم ہمیشہ تم سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ تمہیں دین اسلام سے پھیر کر دوبارہ کافر بنالیں۔ یہ اشہر حرم میں جواز قتال کی پانچوں علت ہے۔ الغرض اشہر حرم میں قتال نہ کرنے کی تو صرف ایک علت ہے مگر قتال کے جواز کی پانچ علتیں ہیں **اِنْ اُسْتُطَاعُوا**۔ یعنی اگر ان کے اختیار میں اور قابو میں ہو۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں اور تمہیں دوبارہ کافر بناسکیں۔ **قوله ان استطاعوا استبعاد** الاستطاعۃ محمول للرجل لعداۃ ان ظفرت بی فلا تتبع علی (کبیر ص ۲۰۲)۔

البقرة ۲

۱۰۳

سیقول ۲

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں یہاں دین کو

اِنْ اُسْتُطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ

اگر قابو پا دیں اور جو کوئی پھرتے تم میں سے اپنے دین سے

فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولَٰئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

پھر مر جاوے حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَاُولَٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ

دنیا اور آخرت میں اللہ اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِيْنَ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۲۱۰۔ اے جو لوگ ایمان لائے اللہ اور جنہوں نے

هَاجَرُوا وَاَوْجَاهُهُمْ لِرَبِّهِمْ ۖ وَاُولَٰئِكَ

ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ

يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۱۱

امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲۱۱۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا ۲۱۲۔ کہہ دو ان دونوں میں بڑا گناہ ہے

كَبِيْرٌ وَمَنْفَعَةٌ لِّلنَّاسِ وَرَاسِخَةٌ لِّمَنَ اَكْبَرُ مِنْ

اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو ۲۱۳۔ اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے

تَفْعِهَآ ط وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُوْنَ قُلْ

فائدے سے ۲۱۴۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ۲۱۵۔ کہہ دے

اَلْعَفْوَ كَذٰلِكَ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

جو سمجھنے سے ۲۱۶۔ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تاکہ تم

منزل ۱

سے جواز قتال کی پانچوں علت

یہ عبارت آخری

یہ پہلا ذکر ہے

یہ دوم ذکر ہے

ملا رک ۱۰۳۔ **اِنَّ اُسْتُطَاعُوا** یہ مسلمانوں کے لئے تخویف اور ڈراو ہے۔ فالایۃ تہدید للمسلمین لیثبتوا علی دین الاسلام (قطبی ص ۲۰۲)۔ یعنی تم میں سے اگر کوئی مشرکین کے کہنے سننے سے اپنے دین یعنی اسلام سے پھیر گیا۔ اور تو بہ کے بغیر کفر پر مگر گیا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور ان کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مرتد کے دنیا میں اعمال ضائع ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی وجہ سے جو اسے فوائد حاصل تھے وہ ان سے محروم ہو جائے گا۔ اور آخرت میں اس کے اسلام پر جو اجر و ثواب مرتب ہوئے والاکما۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ لبطلان ما تخیلوا و فوات ما للاسلام من الفوائد فی الاوقی و سقوط الثواب فی الاخوی (روح منلا ۲)۔ **اِنَّ اُسْتُطَاعُوا** یعنی مرتد کی وہی سزا ہے جو دوسرے کافروں کی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور ان کا گذشتہ ایمان ان کے کام نہیں آئے گا۔ کسائر الکفرۃ ولا یغنی عنہم ایہا نہم السابق علی المردۃ شیئاً (روح منلا ۳)۔ اب آگے جاؤ فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب بیان کر کے جہاد کی مزید ترغیب دینی ہے اور جن مسلمانوں سے رجب میں غلطی سے قتل ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے مذکورہ بالا جواب سے یہ تو سمجھ لیا تھا کہ وہ گناہ سے بچ گئے ہیں۔ مگر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید اس جہم کے سر کرنے میں وہ ثواب سے محروم رہیں گے تو اگلی آیت میں انہیں خوشخبری دی کہ انہیں اللہ کی رحمت سے مزور حصہ ملے گا۔ انہیں نا امید نہیں ہونا چاہیے **اِنَّ اُسْتُطَاعُوا** ایمان چونکہ تمام اعمال کی قبولیت کی شرط ہے اور اس کے بغیر ہجرت مفید ہے نہ جہاد۔ اس لئے پہلے اس کا ذکر فرمایا **وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا** اللہ کے دین اور اس کی توحید کی خاطر اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنا وطن چھوڑنا۔ **وَجَآهَدُوا** فی سبیل اللہ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو سر بلند کرنے کے لئے کفار سے جہاد کیا۔ **اُولَٰئِكَ**

يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔ اُولَٰئِكَ سے صفات ہلاکے حاملین کی طرف اشارہ ہے۔ المراد من الرجاء القطع والیقین۔ (کبیر ص ۲۰۲)۔ اور خبر معنی اس سے یہ لوگ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں بلکہ اس کی رحمت کا یقین رکھیں۔ **اِنَّ اُسْتُطَاعُوا** مغفرت کے ساتھ صفت رحمت کا ذکر کر کے ایمان والوں کو مزید اطمینان دلادیا کہ گناہ کی معافی کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب بھی ملے گا۔

موضع قرآن۔ حضرت نے ایک فوج بھیجی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا اور لوٹ لائے مسلمانوں کو خبر تھی کہ وہ جہاد کی ثانی کا ہے اور وہ عمرہ رجب تھا کافروں نے اس پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ ہوا اس پر یہ آیت اتری یعنی ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے لڑنا منع نہیں۔

فتح الرحمن۔ یعنی دنیا ۱۲۔ یعنی حرام اندوہنا فتح آہنا التفات نباید کرد ۱۲۔ یعنی از حاجت ضروری ۱۲۔

ای انفقوا ما فاضل عن قدر الحاجة (مدارِ حَاجَة) اے! (مذکر) اللہ کے لئے جو مال تم پر اضافہ ہوا ہے اسے خرچ کر دو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمام ہولناکیاں کر رہا ہے۔ اور ان میں تمہاری سہولت اور تمہارے فائدے کو مد نظر رکھتا ہے۔ فی الدنيا والآخرة قَرَفَ تَتَفَكَّرُونَ کے متعلق ہے یعنی یہ سہولت کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ تم دین و دنیا کے معاملہ میں غور کرو اور اپنی دولت کا ایک حصہ اصلاح معاش پر خرچ کرو اور باقی ماندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ فقرب و عن اموالکم ما یصلحکم فی معاش الدنیا و تَتَفَقَّحُونَ الباقی فیما ینفعکم فی العقبی (دوسرے حصے) اتفاق میں بھی دو جہتیں تھیں۔ ایک مالی نقصان۔ دوسرا اخروی نفع۔ اخروی نفع دنیوی نقصان کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے اس لئے ضروریات زندگی سے زائد ہر قسم اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ لیکن اگر جہاد فرض ہو جائے تو شرک کو مسئلے کے لئے سارا مال خرچ کر ڈالو۔ ۳۸ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں

البقرة ۲

۱۰۶

سیقول ۲

عَنِ الْحَيْضِ قُلْ هُوَ أَذَىٌّ فَأَعِزُّوهُ النَّسَاءُ فِي

حکم حیض کا مسئلہ کہہ دے وہ گندے ہے عیسائے سوئم الہ رہو عورتوں سے

الْحَيْضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا

حیض کے وقت اور نزدیک نہ ہو ان کے قریب تک پاک نہ ہوئیں پھر جب

تَطْهُرْنَ فَاتُّوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ

تو پاک ہو جائیں تو جو جگہ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے عیسائے بیٹک اللہ کو

يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاءُ وَكُمُ

پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندے سے کچھ دالے عیسائے ف تمہاری عورتیں

حَرَّتْ لَكُمْ فَاتُّوا حُرَّتْ كُمْ أَنْ يَشْتُمُ زَوْجًا مَوْ

تمہاری کہتی ہیں اس لئے سو جاؤ اپنی کہتی ہیں جہاں سے چاہو عیسائے ص اور آگے کہتے

لَا أَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلْقَوُونَ

کو اپنے واسطے عیسائے ص اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً

اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو عیسائے ص اور مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ

لَا يَمَانَكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَاتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ

اپنی قیمن کھانے کیلئے عیسائے ص کہ سلوک کرنے سے اور پرہیز کاری سے اور لوگوں میں صلح کرنے سے

النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۳﴾ لَا يَأْخُذُكُمْ اللَّهُ

نہی چاہو عیسائے ص اور اللہ سب کو سنتا جاننے والا ہے عیسائے ص نہیں پکڑتا تم کو اللہ

بِالْغُفْوِ يَأْخُذُكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخِذُكُمْ بِمَا

بہودہ قسموں پر تمہاری عیسائے ص لیکن پکڑتا ہے تم کو ان قسموں پر جن کا

كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ لِلَّذِينَ

نفسہ کیا تمہارے دلوں نے اور اللہ بخشنے والا بخشنے والا ہے عیسائے ص جو لوگ

منزل

تو اس کی اجازت نہ دیتا اور تم پر اس معاملہ میں تنگی پیدا نہ کرتا۔ ای صبیق علیکم ولم یجوز لکم مخالطہم (دوم ۲۵۱) اے! اللہ عز و جل حکم دے سکتا ہے۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ مگر وہ صرف وہی احکام صادر فرماتا ہے جو اس کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوں۔ اس کی بھی دو جہتیں تھیں۔ اگر یتیموں کا مال علیحدہ رکھا جائے تو اس میں جرح ہے اور اگر موضع قرآن فی حق ہے تو جو عورتوں کی عادت ہے اور خلاف عادت آوے سنا زنا ہے حکم ہوا کہ اس وقت سے یہ عورت سے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اگر اسے آگے نہ چلے پھر جب پاک ہوں تو جاؤ جہاں سے حکم دیا اللہ نے یعنی دوسری جگہ جو ناپاک ہے اس کا تو حکم کبھی نہیں۔ قس یعنی جس راہ سے چاہو اور لیکن کہتی ہیں یہی کہتی ہیں جہاں تم ڈالتے تو آگے اور آگے کی تدبیر کر دینی اس صحبت میں نیت چاہیے اولاد کی ناثواب ہو۔ قس یعنی خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نہ کھائے مثلاً ماں باپ سے نہ بولو نہ گایا اس فقیر کو نہ دو نہ لگا اور اگر کھائے تو تم آڑے اور کفارہ دیوے کی ناکاری قسم وہ جو منہ نہ لگے اور دل کو خیر نہ ہو۔

یعنی لانا اور لانا والی راہ سے نہ لگے اور دل کو خیر نہ ہو۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی غل بجار ۱۲ عیسائے ص یعنی بہر صفت کہ جماع کثیر شاید غلط اندرہ واپس پشت وغیرہاں بعد از آنکہ در قبل باشد ۱۲ عیسائے ص یعنی سوگن برائے موقوف کردن کا ذیل جائز نیست

۱۰۶ سیقول ۲
۳۸ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں
۳۹ اور اگر تم ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنے ساتھ مخلوط رکھو تو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اگر بھائیوں بھائیوں میں رفا مندی سے بھڑا بہت (دھڑا) ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق نہ کھایا جائے۔ اس آیت میں بشرط اصلاح یتیموں کو ساتھ کھنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ ۴۰ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ یتیموں کا خیر اٹھا کرنے سے کس کی نیت نیک ہے اور کس کی نیت خراب ہے۔ کون یتیموں کے مال کی اصلاح اور حفاظت چاہتا ہے۔ اور کون ان کے مال میں خیانت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ الذی یقصد بالمخالطة الخيانة و افساد مال الیتیم و اكله بخیر حق عن الذی یقصد اصلاح (معالم ۱۲) و لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَخَذْتُمْكُمْ مَخَالَطَتِكُمْ کی اجازت دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سہولت پیدا کر دی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا

ملا جائے تو احتیاط نہیں رہتی۔ مگر تباہی کے پاس اپنا مال موجود ہو تو ان پر اپنا مال خرچ کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح اور حفاظت ضروری ہے لیکن شرکین کے مقابلہ میں شرک مثلاً کے لئے جہاد میں سب مال خرچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ **۱۲۳** چوتھا مسئلہ۔ یہاں ایک طرف تو حسن و جمال اور دنیوی مال و دولت ہے اور دوسری طرف شرک یا مشرک کی رفاقت سے اپنے دین کی بھادی کا خطرہ ہے۔ دوسری جہت کو ترجیح دیکر مشرک مرد سے مومنہ کا اور مشرک عورت سے مومن مرد کا نکاح حرام قرار دیا۔ **۱۲۴** وَاَنْجَبْتُكُمْ مِنْ جَاهِلِیِّہِمْ جال اور دنیوی مال دین اور ایمان کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں اس لئے ایمانداروں نے جو ظاہری حسن اور دنیوی مال سے محروم ہو اس آزاد عورت سے بہتر ہے جو حیدرہ و جمیلہ ہونے کے ساتھ دولت مند بھی ہو مگر مشرک ہو جن اور دنیوی مال کو شرک کے مقابلہ میں ٹھکرا دو اور شرکین سے رشتہ نکاح مت جوڑو۔ **۱۲۵** جس طرح مومن مرد کا نکاح مشرک عورت سے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مومن عورت کا نکاح مشرک سے جائز نہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر عریضی نے ہلوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں اگر مرد یا عورت نے شرک کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت غیر میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم غیر پر نہ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر۔ **۱۲۶** مشرک مرد اور مشرک عورتیں باہمی میل جول اور دین بہن کے ذریعے شرک اور کفر کی طرف بلانے ہیں۔ جس کا انجام جہنم کا عذاب ہے۔ **۱۲۷** اِیْ اِلٰہِی الْعَمَلِ الْمَوْجِبَہُ لِلنَّارِ (قرطبی مش ۳) اس لئے ان کے ساتھ رشتہ نا طہر مت کرو۔ **۱۲۸** وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلَی الْحُتَّہِ وَالْخَفْرِہِ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صحبت و رفاقت اور ان کے میل جول کے ذریعے اعتقاد حق اور عمل صالح کی دعوت دیتا ہے جن کا ثمرہ اور نتیجہ اللہ کی بخشش اور جنت ہے۔ **۱۲۹** اِلٰی اِعْتِقَادِ الْحَقِّ وَالْعَمَلِ لِصَالِحِ الْمُوَصِّلِیْنَ اِلَیْہِمَا (روح مش ۱۳) **۱۳۰** اِیْ یَتَوَفِّیْہُ الَّذِیْ مِنْ جَمَلَتِہِ اِرْشَادِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَقَارِبِہِمْ مَحْرُوْلِ الْخِیْرِ (روح مش ۲) یعنی اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے کہ وہ ایمان والوں کے ذریعے ان کے متعلقین کو سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اس لئے مسلمانوں کو رشتہ نا طہر کرتے وقت ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کو معیار قرار دینا چاہیے نہ کہ ظاہری شان و شوکت اور مال و دولت کو۔ **۱۳۱** پانچواں مسئلہ۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ حیض والی عورت اپنی منکوحہ ہے تو اس سے صحبت جائز ہے لیکن اگر حالت حیض کو مدنظر رکھا جائے تو صحبت جائز نہیں کیونکہ عورت کا بدن ناپاک ہے نیز فریقین کے بیمار ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے اس لئے ترجیح اس شق کو دے کر اس حالت میں صحبت کو حرام قرار دیا گیا جس کی وجہ سے وطی کی حرمت عارضی ہے اور حیض سے طہارت کے بعد وطی جائز ہے۔ **۱۳۲** اِتْلُ مَا اُذِیْ کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اگر ایذا بدنی ہو تو حیض روزہ کی قربت نہ کرو لیکن اگر بیہوشی مشرک ہو تو اسے سرے سے چھوڑ دی دو۔ **۱۳۳** قُلْ هُوَ اُذِیْ۔ یعنی حیض کی حالت میں وطی عورت کے لئے باعث تکلیف ہونے کے ساتھ ساتھ مرد کے لئے بھی بدلو اور نجاست کی وجہ سے موجب تکلیف ہے۔ **۱۳۴** اِیْ هُوَ شَیْءٌ تَنَازَلٰی بَہُ الْمَدَاۃِ وَغَیْرَہَا اِیْ بَرَاۃً دَمًا لِحِیضٍ (قرطبی مش ۳) **۱۳۵** قَا غَزَرَ کُمَا النِّسَاءُ فِی الْمَحِیضِ مقصد یہ ہے کہ زمانہ حیض میں بیوی کی جماعت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ طلب نہیں کہ حالت حیض میں عورتوں سے بالکل ہی علیحدگی اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ **۱۳۶** وَالْمَرَادُ مِنْ اِعْتَزَالِ النِّسَاءِ اجتناب محامقہن (روح مش ۲) **۱۳۷** وَالْمَرَادُ مِنْ هٰذَا الْاِعْتَزَالِ تَرْکُ الْمَجَامَعَةِ لَا تَرْکُ الْمَجَالِسَةِ اَوَالْمَلَاۃِ فَانْ ذٰلِکَ جَائِزٌ (فتح البیان مش ۱)

خلاصہ۔ دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور ان کی خاطر اپنے مالی اور بدنی منافع قربان کر دو لیکن جہاد میں مشرک کو بے خوف مار ڈالو۔ اتفاق میں اگرچہ دنیاوی نقصان ہے لیکن آخری نفع کی وجہ سے ضرورت سے زائد مال خرچ کرو لیکن شرک کے مقابلہ میں تمام مال خرچ کر ڈالو۔ دفعہ شرک کے موقع کے بغیر بھی یتیم کا مال اس کے سپرد کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح ضروری ہے خواہ علیحدہ رکھو یا اپنے ساتھ ملاؤ لیکن مشرک بیوی سے محالطت اور میل جول حرام ہے اور اگر مشرک نہیں تو یوحہ حیض چند روز اس سے فتر بیان نہ کرو۔

۱۳۸ یہ حکم سابق کی تاکید ہے۔ نصاریٰ حالت حیض میں عورتوں سے جماع بھی کر لیا کرتے تھے اور یہودی اس حالت میں بالکل ہی عورتوں سے قطع تعلق کر لیتے۔ یہاں تک کہ ان کا کھانا پینا بھی الگ کر لیتے۔ مگر اسلام نے اس افراط و تفریط کے درمیان ایک عمدہ راہ بتائی کہ اس حالت میں جماع سے پرہیز کرو مگر ٹھٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں ان کے ساتھ ہی رہو سہو۔ اور جماع سے ممانعت صرف اس وقت تک ہے کہ وہ حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں حیض کا آنا بند ہو جائے۔ **۱۳۹** تَطْهَرْنَ بَابِ تَغْتَلَّ ہے جو مہالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے یہاں اس سے طہارت بالماء یعنی غسل مراد ہے۔ **۱۴۰** فَاِذَا تَطَهَّرْنَ یَعْنِیْ بِالْمَاءِ (قرطبی مش ۳) یہاں ایک شبہ کیا جاسکتا ہے کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے عدم قربان کی غایت مطلق ظہر بیان فرمائی ہے یعنی جماع کی ممانعت صرف حیض سے پاک ہونے تک ہے جب حیض آنا بند ہو جائے تو جماع جائز ہے مگر فاذا تَطَهَّرْنَ جو اپنے قبل پر متعص ہے یہاں جو جماع تطہر بالماء یعنی غسل پر موقوف کیا ہے یعنی جب وہ غسل کر لیں تو ان سے جماع کی اجازت ہے تو آیت کے پہلے حصہ سے معلوم ہوا کہ صرف نقطہ حیض سے وطی جائز ہو جاتی ہے مگر آیت کا دوسرا حصہ اس امر کا متقنی ہے کہ غسل کے بعد وطی جائز ہے۔ دونوں حصوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حیض منقطع ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حیض پورے دس دن جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دس دن چونکہ حیض کی اکثریت ہے۔ اس لئے اس کے بعد حیض آنے کا کوئی امکان نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حیض دس دن سے کم مدت جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دونوں صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ پہلی صورت میں خون حیض بند ہونے کے بعد غسل سے پہلے بھی وطی جائز ہے لیکن دوسری صورت میں غسل سے پہلے جماع جائز نہیں۔ تو اس آیت میں دونوں صورتوں کے احکام بیان کر دیئے گئے ہیں اور آیت میں صنعت احتیاط ہے یعنی ایک لفظ آیت کے پہلے حصے سے محذوف ہے اور ایک دوسرے حصہ سے جو لفظ پہلے حصے میں مذکور ہے وہ دوسرے حصہ میں لفظ محذوف پر دلالت کرتا ہے۔ اور جو دوسرے حصہ میں مذکور ہے وہ پہلے حصہ میں لفظ محذوف پر دلالت کرتا ہے اور اصل عبارت یوں تھی وَلَا تَقْرُبُوْہُنَّ حَتّٰی یَطْہَرْنَ وَیَطْہَرْنَ فَاِذَا طْہَرْنَ فَاقْرَبُوْہُنَّ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ عورتوں سے جماع مت کرو یہاں تک کہ وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں خون آنا بند ہو جائے (یہ پہلی صورت کا حکم ہے) اور یہاں تک کہ وہ غسل کر لیں (یہ دوسری صورت کا حکم ہے) پس جب وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں (یعنی یطہرن پر متعص ہے) اور غسل کر لیں۔ (یہ یطہرن بالتشدد پر متعص ہے) تو ہمیں ان سے جماع کی اجازت ہے۔ یہ تقریر حضرت سید الفاروق شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو انہوں نے درس بخاری میں بیان فرمائی تھی۔ **۱۴۱** فَاِنْ تَوَهَّنْ جَمَاعٌ سِوَاہِہِ کُنَاہِہِ اَوْ مِنْ حِیْثُ اَمُوْکَرُ اللّٰہُ مِنْ مَقَامِ وَطِیْ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی طہارت کے بعد جس مقام میں وطی کرنے کی اللہ نے اجازت دی ہے اس مقام میں تم وطی کر سکتے ہو اور اس سے مراد عورت کا قبل ہے۔ کیونکہ وطی کا فطری اور طبعی مقام یہی ہے اور اس کے فطری ہونے کی سبب بڑی دلیل یہ ہے کہ چپائے جن کی رہنمائی صرف فطرت ہی کرتی ہے، وہ اپنی جنس کے اسی مقام میں فعل جماع کرتے ہیں۔

۱۳۷ تو ایمن سے اودھ لوگ ہیں جن سے مذکورہ بالا احکام کی تعمیل میں کوتاہی ہو جائے اور وہ فوراً اس سے سچی توبہ کر لیں مہم عسی بینہ منہم من ارتکاب بعض الذنوب کالاتیان فی الحیض (دوسرے مسئلہ ۲) اور سطرین سے وہ لوگ مرد ہیں جو حالت حیض اور غیر فطری مقام میں بیوی کی وحی سے پرہیز کرتے ہیں۔ المودلایا تہا فی زمان الحیض وان لایا تہا فی غیومالما فی الہ رکبیر ۱۳۸ حرث مصدر ہے اور اس سے پہلے معناف مخدوف ہے۔ ای مواضع حرثکم (دوسرے مسئلہ ۲) یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی اور زراعت کی جگہیں ہیں۔ عورتوں کو کھیتوں سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جس طرح کھیتوں میں بیج ڈالنے سے اس میں مختلف قسم کے پھل میوے اور غلے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورت کے رحم میں تخم ریزی کرنے سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ بیوی سے اگرچہ اور بھی کئی منافع حاصل کئے جاتے ہیں لیکن نکاح کا اصل مقصد نسل کشی اور تولید و تناسل ہے۔ جو لوگ خانہ فی مفسوبہ بندی کے لئے بچوں کی پیدائش روکنے کے درپے ہیں وہ شادی کی اصل غرض و غایت ہی سے نابلد ہیں۔ شاید انہوں نے شادی کی غرض و غایت صرف جنسی تسکین ہی سمجھ لی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس معاملہ میں انسان اور دیگر حیوانات میں کوئی حداثیہ زبانی نہیں رہی۔ ۱۳۹ آئی یہاں کیفیت کے معنوں میں ہے۔ یعنی تم اپنی کھیتی میں جاؤ جس طرف سے چاہو۔ یہودیوں میں مشہور تھا کہ اگر بیوی سے پشت کی طرف سے جماع کیا جائے تو اس طرح حمل قرار پا جاتا ہے۔ صورت میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ بھینسا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ جس کیفیت اور جس ہیئت سے تم چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ جماع ہو مقام حرث ہی میں اس سے تجاوز کر کے مقام فرث (پاخانہ کی راہ) کی طرف مت بڑھنا۔ یہاں بھی خاتوہن کی بجائے فاتوہ حرثکم سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صرف اسی مقام میں وحی جائز ہے جو کھیتی اور نسل کشی کی جگہ ہے۔ اس سے عورتوں سے غیر فطری فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کیا اس نے مجھ پر نازل کئے گئے اللہ کے احکام کی تکذیب کی۔ تو اللہ کا جو حکم اس بارے میں آپ پر نازل ہوا ہے وہ یہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے صرف مقام حرث میں وحی کی اجازت دی ہے۔ ۱۴۰ یعنی اپنے لئے کوئی عمل صالح آگے بھجودے۔ اس سے جماع کے وقت اللہ کا نام لینا اور شیطان سے پناہ مانگنا مراد ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر بیوی سے صحبت میں مشغول ہوگا تو اگر اس صحبت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا کیا تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَبِّئْنَا الشَّيْطَانَ وَجَبِّئِ الشَّيْطَانَ مَا دَرَقْتَنَا (دوسرے مسئلہ ۲) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے ادا کردہ احکام کی تعمیل کرتے رہو۔ وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ مُلْقُونَ۔ اور یہ حقیقت ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ ایک نہ ایک دن ضرور اس کے سامنے جزا و سزا کے لئے فرمایا تاکہ یہ چیز خوف خدا پیدا کرنے میں مدد و معاون ہو۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ جن مومنوں نے مذکورہ بالا احکام کو قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی انہیں بے حد و بے اندازہ انعام و اکرام کی خوشخبری ہے دیکھئے۔ ۱۴۱ ربط۔ اپنے ذہن میں مسائل کے بعد سورۃ نظامیہ کا دوبارہ ذکر جب بیویاں حیض سے پاک ہو جائیں تو ان سے محالطت کرو۔ اگر تم ان سے صحبت نہ کرنے کی قسم بھی کھا چکے ہو تو اسے توڑ دو۔ اور قسم توڑنے کا کفارہ دیدو۔ زمانہ جاہلیت میں ایک نئی رسم یہ تھی کہ لوگ نیک کاموں پر خدا کی قسم کھا لیتے تھے مثلاً فلاں رشتہ دار سے نیک سلوک نہیں کریں گے۔ فلاں دعاؤں کے درمیان صلح نہیں کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھر ان قسموں کی پابندی کرتے۔ اور اس طرح خدا کے نام کو نیک کام کے نہ کرنے کا بہانہ بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے بہت سے امور انتظامیہ میں تعطل پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ عَصْرُہ کے معنی ہرگز اور نشانہ کے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے معنی عاجز اور مانع کے بھی ہیں اور یہاں یہی معنی زیادہ چہاں ہیں۔ العرصۃ عبارة عن المانع (کبیر صفحہ ۱۸) لَا یَمَانُ کُفْرًا کلام تعلیل کیلئے ہے۔ ۱۴۲ اَنْ مصدر یہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار میں مقدر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کو اپنی قسموں کی وجہ سے نیک اور تقویٰ کے کاموں اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے مانع نہ بنادے۔ تقدیر الایۃ ولا تھملوا ذکر اللہ مانعاً بسبب یمانکم من ان تہلوا الخ (کبیر صفحہ ۲) حضرت شیخ رحمۃ فرمایا کہ ایمان سے ما علیہ الامان مراد ہے یعنی وہ امور جن پر قسم کھائی جائے مطلب یہ کہ اللہ کے نام کو نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس سے روکنے کا ذریعہ نہ بنادے اور اگر کہیں ایسی قسم کھا بیٹھو تو اسے فوراً توڑ دو۔ ۱۴۳ اللہ تعالیٰ تہا سے اقوال و اعمال کو بخوبی سنتا اور جانتا ہے اس لئے ہر بات سوت سمجھ کر منہ سے نکالو۔ اور ہم کام خدا کی رضا کیلئے کرو۔ اس آیت میں یمنین منقذہ کا ایک حکم بیان کیا ہے کہ نیکی کے کاموں پر قسمیں مت کھایا کرو اور قسموں کے بہانے نیکی کے کام مت چھوڑو۔ آگے یمنین لغو اور یمین غموس کا ذکر ہے۔ ۱۴۴ یہ یمنین لغو کا حکم ہے کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ نہ دنیا میں کفارہ ہے نہ آخرت میں سزا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لغو کی صورت یہ ہے کہ کسی نہ کسی گزشتہ واقعہ کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کے متعلق قسم کھائی کہ ایسا ہوا ہے حالانکہ واقعہ میں ایسا نہیں تھا۔ فعندنا ہوان یخلف علی شئ یرظنہ علی ما حلف علیہ ثم یطہر خلا فہ فانہ لا قصد فیہ الی الکذب (ابو السعود ۳۵۵ ج ۳) مثلاً زید کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ خالد لاہور چلا گیا اور اس نے کسی کو بتائے وقت اس پر قسم کھائی کہ خالد لاہور چلا گیا ہے حالانکہ یہ خبر غلط تھی مگر زید نے اس خبر کو صحیح سمجھ کر قسم کھائی تو یہ یمنین لغو ہوئی اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں حضرت ابن عباسؓ حسنؓ مجاہدؓ نخعیؓ زہریؓ قتادہؓ سلیمان بن یسارؓ وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ وقول ابی حنیفہ ہو قول ابن عباسؓ والحسنؓ والمجاہدؓ والنخعیؓ والزہریؓ وسلیمان بن یسارؓ وقتادہؓ والسدیؓ ومکحولؓ (کبیر صفحہ ۲) وَلَٰكِنْ یُّشَوِّخُنْ کُفْرًا کُفْرًا کُفْرًا یَمِینُ غموس کا حکم ہے۔ اور یمین غموس یہ ہے کہ عمدہ اور قصد کسی گزشتہ واقعہ کے متعلق جھوٹی قسم کھائی جائے یعنی یمنین لغو پر کوئی مواخذہ نہیں البتہ دل کے ارادہ اور قصد سے تم جو جھوٹی قسمیں کھاؤ گے ان پر مواخذہ ہوگا۔ اور یہ مواخذہ آخری عذاب کی صورت میں ہوگا۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ وَاللّٰهُ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ۔ وہ بخشنے والا ہے۔ چنانچہ غیر ارادی اور لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا۔ اور دوبارہ ہے۔ ارادۃ جھوٹی قسموں پر خود مواخذہ نہیں کرتا بلکہ بندوں کو توبہ کرنے اور گناہوں پر نادم ہونے کا موقع دیتا ہے۔ ۱۴۵ ربط۔ قسم کی جاہلی رسوم میں سے ایک ایلا کا غلط استعمال تھا۔ اس لئے یمنین کے بعد جاہلی ایلا کی اصلاح فرمائی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتا اور اس کو ناپسند کرتا تو وہ اس سے ایلا کر لیتا یعنی قسم کھا لیتا کہ میں اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا۔ اور ایلا کی ان کے رواج میں کوئی مدت مقرر نہیں تھی۔ اس لئے ایک طرف تو خاوند ایلا کی وجہ سے ساری عمر اپنی بیوی سے تعلقات زوجیت منقطع رکھتا دوسری طرف وہ عورت اس کی زوجیت سے خارج بھی نہ ہوتی تاکہ وہ دوسرے آدمی سے نکاح کر لے۔ اس طرح وہ بیچاری ساری عمر معلق رہتی تھی اور تکلیف ٹھاتی تھی۔ اسلام نے ان خرابیوں کو دور کر کے ایلے جاہلیت کے ایلا میں اصلاح کی اور اس کے لئے چار ماہ مدت مقرر کر دی تاکہ خاوند ایلا کے بعد اس عرصہ میں اپنی بیوی کے متعلق آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھ کر کوئی رائے قائم کرے اگر سوچ بچار کے بعد اس فیصلہ پر پہنچے کہ اسے اپنی بیوی سے صلح کر لینی چاہیئے اور دوبارہ اس سے تعلقات زوجیت استوار کر لینے چاہئیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ایلا کے دن سے چار ماہ کے اندر اندر اس سے ہمبستری کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اگر اس عرصہ میں اس نے یہی طے کیا ہے کہ وہ دوبارہ اپنی بیوی سے تعلقات برقرار رکھنا نہیں چاہتا تو وہ چار ماہ تک اس کے قریب نہ جائے اور اس سے صحبت نہ کرے۔ چار ماہ کا عرصہ گزرنے پر خود بخود عورت کو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی جس کی مدت گزارنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر لے۔ یوں یوں

لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے خاص ہے اور کتاب اللہ کے خاص پر عمل فرض ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس آیت میں قرآن سے مراد ظہر لیا جائے تو خاص پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ طلاق بجز ظہر میں دی جائے گی۔ حالت حیض میں طلاق دینی جائز نہیں۔ اب جب ظہر میں طلاق دی گئی ہے۔ اگر اس کو شمار کیا جائے تو طلاق کے بعد تین ظہر پورے نہیں ہوتے بلکہ دو پورے اور تیسرے کا کچھ حصہ۔

موضع قرآن یعنی جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت ہے نہیں تو طلاق ٹھہرے۔ جب مرد نے عورت کو طلاق کہی ابھی اس عورت کو اور نکاح روا نہیں جب تک تین بار حیض آئے یا حمل ہوئے تو معلوم ہو جائے کسی کا بیٹا کسی کو نہ لگ جاوے اسی واسطے عورت پر فرض ہے کہ اس وقت حمل نہ ہو تو ظاہر کہ دسے اس مدت کا نام ہے عدت اس مدت تک مرد چاہے تو پھر عورت کو رکھے اگرچہ عورت کی خواہش نہ ہو۔ اسی واسطے فرمایا کہ عورتوں کے حق بھی مرد پر بہت ہیں۔ لیکن اس جگہ مرد ہی کو درجہ دیا۔

سیقول ۲

بستی میں سے اور ہم کو روکا نہیں کہ اسے کو

منزل ۱

۱۲ یعنی زنا را بر مردان حق است چنانچه مردان را بر زنان حق است ۱۲

اور اگر اس طہر کو نظر انداز کر دیا جائے تو عدت تین طہروں سے بڑھ جائے گی لیکن اگر قرآن سے حیض مراد لیا جائے تو اس قسم کی کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی اور طلاق والے طہر کے بعد والے پورے تین حیض عدت ہوگی **۱۳۹** حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ما سے مراد حمل اور حیض ہے یعنی اگر معتدہ حاملہ ہو یا اسے حیض آجائے تو اس کے لئے ذیائز نہیں کہ وہ حمل یا حیض کو چھپائے اور کسی پر ظاہر نہ کرے۔ قال ابی ہریرۃ الحبل والحیض ای لا یحل لہا ان کانت حاملۃ ان تکتم حملہا ولا ان کانت حائضۃ ان تکتم حیضہا الخ (روح مستخرج ۲/۱۳۳) زمانہ جاہلیت میں بعض طلاق یافتہ عورتیں زمانہ عدت میں بعض اغراض کے تحت ایسا کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ بعض حاملہ عورتیں جن کو طلاق مل جاتی وہ اپنا حمل ظاہر نہ کرتیں۔ کیونکہ اگر وہ حمل ظاہر کر دیتی ہیں تو بچہ پیدا ہونے تک کوئی ان سے نکاح نہیں کرے گا۔ اور یہ بچہ پہلے خاوند کا قرابا ہے گا اور دوسرا خاوند اس کی پرورش کے سلسلے میں مناسب توجہ اور شفقت سے کام نہیں لے گا۔ اس لئے وہ حمل کا کسی سے ذکر نہ کریں اور دشنام سے کہتیں

البقرة ۲

۱۱۰

سینقول ۲

اَتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَلَّا يُقِيمَا

اِذَا دَيَا هُوَا عورتوں سے دیا مگر جب خاوند عورت دونوں میں سے کسی سے کلام

حَدُّوَدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ

رکھ سکیں گے حکم اللہ کا ۱۳۹ دیکھ پھر اگر تم لوگ ڈر اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۚ تِلْكَ حُدُودُ

تو کچھ گناہ نہیں دونوں میں سے کسی سے کلام کر چھوٹ جائے ۱۴۰ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدوں

اللّٰهِ ۚ فَلَا تَعْتَدُوْهُنَّ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ

حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ (۲۱۹) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

سو وہی لوگ ہیں ظالم فل پھر اگر اس عورت کو طلاق دی جی تیسری بار تو باطل ہے

لَہٗ مِنْۢ بَعْدِ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَہٗ ۚ فَاِنْ

اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا ۱۴۱ دیکھ پھر اگر

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَتَرَاجَعَا ۚ اِنْ طَلَّ

طلاق دیدے دوسرا خاوند ۱۴۲ دیکھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ

اَنْ يُّقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يَبَيِّنُہَا

کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۚ (۲۲۰) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغُنَّ

واسطے جاننے والوں کے فل اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں

اَجَلَهُنَّ ۚ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ

اپنی عدت تک ۱۴۳ دیکھ لو ان کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو

بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضَرَارًا ۚ لِّتَعْتَدُوْا

بجلی طرح سے اور نہ رو کے رکھو ان کو ستانے کے لئے تاکہ ان پر زیادتی نہ کرو ۱۴۴

۱۴۵

منزل ۱

یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو

یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو

کہ ہماری عدت گذر چکی ہے اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتیں اس طرح نہ بچہ دوسرے خاوند کے نکاح میں پیدا ہوتا اور اسی سے ملحق ہو جاتا اور بعض معتدہ عورتیں جو حاملہ نہ ہوتیں وہ آخری حیض ختم ہونے سے پہلے ہی کہہ دیتیں کہ ان کا حیض بند ہو چکا ہے اور وہ پاک ہو چکی ہیں تاکہ خاوند کا حق رجعت باطل ہو جائے اور وہ رجوع نہ کر سکے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس ناشائستہ حرکت سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان دونوں عورتوں میں خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جو کسی طرح جائز نہیں۔ پہلی صورت میں ایک شخص کا بیٹا دوسرے سے ملحق ہو جاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں خاوند کا حق رجعت باطل ہو جاتا ہے۔ ۱۳۹ ان شرطیں ہیں مگر بشرط تعلیق کے لئے نہیں ہے۔ یعنی مذکورہ بالا نہی ایمان کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ ایمان والی عورتوں کے لئے تو حمل اور حیض کو چھپانا جائز نہیں اور بغیر مؤمنہ مثلاً کتابیہ کے لئے چھپانا جائز ہے۔ بلکہ یہ شرط محض وعید و تہدید کیلئے اور حرمت کتمان کی تاکید کیلئے ہے یعنی جو عورتیں خدا پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہیں ان کی شان نہیں کہ وہ خدا کے احکام کی مخالفت کریں۔ ہذا اوعید عظیم شدید لتاکید حرمة الکتمان (قرطبی ۱/۱۹۳) لیس المرادات ذلک النہی مشروط بكونها مؤمنة ولا شک ان هذا ایتہدید شدید علی النساء (کبیر ۱/۱۳۳) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایمان کا کامل درجہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جن عورتوں کا ایمان کامل ہے وہ تو مافی الارحام کو نہیں چھپائیں گی۔ اور اللہ کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کریں گی ۱۴۰ بَعُوْهُنَّ یَعْلٰی کی جگہ ہے جس کے معنی خاوند کے ہیں البعولۃ جمع البعل وهو الزوج (قرطبی ۱/۱۹۳) رد مصدر ہے جو اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے اور اس سے مطلقہ عورتوں کو نکاح اور زوجیت میں واپس لے آنا مراد ہے اور یہ صرف جمعی طلاق سے مخصوص ہے۔ احق بردھن الی النکاح والرجعة الیہن، وهذا اذا کان الطلاق رجعیاً للذلیۃ بعدھا (روح مستخرج ۲/۱۳۳) اور ذلک سے

زمانہ عدت کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۴۱ فی نوان التدریس (ابو السعود ۲/۱۳۳) مطلب یہ ہے کہ طلاق جمعی کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اگر عورت رضامند نہ ہو تو بھی خاوند کو ایسا کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ وصیغۃ التفضیل لا فادۃ ان الرجل اذا اراد الرجعة والمرأة نأبأھا وجب یناد بقولہ علی قولہا اربوا السوء موضح قرآن والیٰ یعنی عدت تک مرد چاہے تو عورت کو بچہ رکھے۔ یہ بات پہلی طلاق میں ہے اور دوسری میں۔ بعد اس کے نہ بچہ رکھے گی تو موافق شرع اس کے حق ادا کر سکے تو رکھے کہ بچہ قضیہ نہ ہو۔ اور نہ رکھے تو رضعت کرے اس نیت سے نہ اگر کافر کے عاجز ہو کر جو میں نے دیا تھا وہ پھیر جاوے یہ جب روا ہے کہ ناجاری ہو اور دونوں کی خون نے اور مرد کی طرف سے ادا کے حق میں قصور نہ ہو۔ اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھر وادیں اور مرد کو رضاعتی کر کے طلاق دیو ادیں اس کو منع کہتے ہیں۔ فل یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک زیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے۔

فتح الرحمن والیٰ یعنی حلال نیت کہ بدل طلاق ازہر بگیرید ۱۴۲ یعنی در معاشرت ۱۴۳ یعنی از دخول کنند ۱۴۴ یعنی نزدیک رسیدند بانقضائ عدت ۱۴۵

[illegible]

سب يقول ۲

10

وَلَا تَسْكُبْهُنَّ إِذَا زُكِّرْنَ إِلَيْكَ وَاللّٰهَ الْغَفُوْرٌ
بن حیان وغیر واحد۔ ۵۴۶ حقوق زوجیت میں کہ
اور اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس بدسلوکی کی دنیا یا آخرت
جس پرچی چاہا عمل کر لیا اور جسے چاہا ٹھکرا دیا۔ بلکہ ان پر بھی لگا کر غم
وبیان الاحکام (قرطبی ج ۱) وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ
موضح قرآن لا یہ حکم ہے عورت کے ولیوں کو کہ اس کے نکاح
فتح الرحمن یعنی یا شوہر ان دیگر کہ باایثار رغبت پیدا کروند

منزل ۱

وَلَا تَسْكُنُوهُنَّ فَوَارِاُ الْاٰیَةِ (قرطبی ص ۳) نقلہ ابن کثیر ص ۳۷۱ عن ابن عباس و مجاہد و مسروق و الحسن و قتادہ و الضحاك و الربیع و مقاتل بن حیان و غیر واحد۔ ۳۷۱ حقوق زوجیت میں کوٹا ہی کرنے والوں کے لئے یہ ایک وعید شدید ہے یعنی جو بیوی کو محض تنگ کرنے کی غرض سے اپنے پاس روکے گا وہ ظالم ہے اور اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس بد سلوکی کی دنیا یا آخرت یا دونوں میں سخت سزا پائے گا۔ وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَاُولٰٓئِكَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوا یَفْعَلُوْنَ (قرطبی ص ۳۷۱) جس بچی چاہا عمل کر لیا اور جسے چاہا ٹھکرا دیا۔ بلکہ ان پر ہی لگا کر عمل کرو۔ وَاذْكُرُوا اَنِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ نِعْمَتٌ مِنْ دِیْنِ اِسْلَامٍ وَاَزَیْنِ مَعَاشِرَتِ کَاتِفِیْسِیْ بَیَانِ مَرَادٍ هِیَ۔ اِیْ بِالْاِسْلَامِ وَبِیَانِ الْحُكْمِ (قرطبی ص ۳۷۱) وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ الْحُكْمَ یُعْظَمُ بِہٖ مَا اَنْزَلَ نِعْمَتَ اللّٰهِ بِمَعْطُوفٍ هِیَ۔ کِتَابُ وَحْمَتِ سَے مَرَادُ قُرْآنِ عَیْمِ هِیَ کیونکہ اس مَوْضِعِ قُرْآنِ فَا یہ حکم ہے عورت کے لیوں کو کہ اس کے نکاح میں اسی کی خوشی رکھیں جہاں وہ راضی ہو وہاں کر دیں اگر چہ ظنی نظر میں اور بلکہ بہتر معلوم ہو۔

فَرَحِ الرِّجُلِ مَا یَعْنِیْ بِاشْوَہِ رَاں دِیْجَرِ کہ بایشان رغبت پیدا کر دند ۱۲

میں بدولتوں وصف موجود ہیں۔ یا کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ والمراد بهما القرآن الجامع للعنوانين أو القدان والسنة (روح معنی)
والحكمة هي السنة المبينة على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم مراد الله فيما لم ينص عليه في الكتاب (قرطبي مشح ۳) يحفظ كونه من أنزل
الفاعل من حال ہے۔ یعنی کتاب و سنت میں جو احکام تمہاری نصیحت کے لئے نازل کئے جاتے ہیں۔ ان کو ہر وقت پیش نظر رکھا کرو۔ اور ان کے مطابق عمل کیا کرو۔
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اور اس کے احکام کی مخالفت سے باز آ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ تمام احکام کی حکمتیں
جانتا ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ نیز وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون اس کا نافرمان ہے۔ فلا يخفى على شيء

مما تاتون وما تذرون فليحذر من جزائه وعقابه
روح معنی ۲۱۲، ابوالسعود ص ۳۵۲ (۲) وانه عليه بكل
شيء فلا يراى ما فيه الحكمة والمصلحة فلا
تخالفيه روح معنی ۲۱۳ (۲) اللہ یہاں بلوغ اجل و انقضاء
اجل اور اختتام عدت مراد ہے۔ بغیرینہ فلا تعضلوهن لخم
نساء یا مالیت کی ایک رسم یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی مطلقہ بیویوں
کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور اسے اپنی
ذلت سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس رسم کو توڑنے کا حکم دیا اور
فرمایا کہ جب تمہاری مطلقہ بیویوں کی عدت پوری ہو جائے تو
انہیں اپنی مرضی کے مطابق منتخب کئے ہوئے خاوندوں کے ساتھ
شادی کرنے سے مت روکو۔ الخطاب للزوج المطلقين
حيث كانوا يعضلون مطلقاً ثم بعد معنى العدة
ولا يدعون ان يتزوجن ظلمات وقيل لحماية الجاهلية
روح معنی ۲۱۴ (۲) اس آیت میں بھی اشارہ نکلتا ہے کہ عورتوں
کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے کیونکہ یہاں بھی فعل نکاح
کو عورتوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اذ انكحوا بغيرهم
یا لمعروف یعنی بشرطیکہ عورتیں اپنے نئے خاوندوں کا انتخاب
شرعی احکام اور عروت کے تقاضوں کے طریقوں کے مطابق کریں۔
مثلاً غیر کفو کا شوہر منتخب نہ کریں۔ اور ہمیشہ ہی کسی نہ کریں۔ اگر
ایسا کریں تو ان کے اولیا کو اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ بالعضو
بما يحسن في الدين والمرءة من الشرائط او بهما المثل و
الکفو لان عند عدم احدهما لا وليا ان يتعزروا۔
(مدارك ص ۲۰۵) ذلک یوعظ به۔ یہ احکام تو سب منوں
کے لئے یکساں طور پر واجب العمل ہیں مگر ان احکام پر دل و جان سے عمل
کرنے والے اور ان کی قدر و منزلت پہچاننے والے صرف مومنین کا ملین
ہی ہیں۔ اس لئے ان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ خصه بالذكر
لانه المسارعة الى الامتناع لا جلا لا لله تعا وخوفاً من
عقابه (روح معنی ۲۱۵) ذلک لکم اذ کی لکم و اظہر
ذلک لکم مذکورہ احکام کے مطابق عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

سہ متوفی علیہ
زوجہ بایعہ
عیت کا خاوند
ہو جائے اس کی
عدت واجب کیا جائے

البقرة ۲

۱۱۳

سيقول ۲

لَنْ أَرَادَ أَنْ يَتِمَّ الرِّضَاعُ وَعَلَى الْمَوْلُودِ

جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت ۳۶۲ ۱۱۳ اور لڑکے والے یعنی

لَهُ رِضَاعُهُمْ وَكَسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تَكْلَفُ

باپ پر ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا موافق دستور کے ۳۶۳ ۱۱۴ تکلیف نہیں

نَفْسُ الْاَوْسَعَهَا لَا تَضَارُّ وَالِدَتُهَا بَوْلُهَا

جانی کسی کو مگر اس کی گتھ لٹش کے موافق نہ نقصان دیا جائے ماں کو اس کے بچہ کی بچہ

وَلَا مَوْلُودُهَا بَوْلُهَا قَوْلُهَا عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ

اور نہ اس کو بچہ کا وہ بچہ ہے ۳۶۴ ۱۱۵ یعنی باپ کو اس کے بچہ کی وجہ سے اور والدہ کو بچہ کی وجہ سے

فَإِنْ أَرَادَ اِفْصَالُ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

ہے پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑا لیں یا یعنی دوسرے کے اندر ہی اپنی رضا اور شوری

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا

تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلاؤ کسی

أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا اسَلَّمْتُمْ مَّا

دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ حوالہ کر دو جو تم نے

اتَّيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَعْلَمُوا

دنا سمجھا رہا ہے موافق دستور کے ۳۶۵ ۱۱۶ اللہ سے اور جان رکھو

أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ

کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے ۱۱۷ اور جو لوگ مر جاویں

مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ

تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو

أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

چار مہینے اور دس دن پھر یہ پورا کر چکیں اپنی عدت کو ۳۶۶ ۱۱۸

منزل ۱

ای الانفاظ به والعمل بمقتضاہ (روح معنی ۲۱۶) یعنی مذکورہ احکام پر عمل کرنا تمہارے لئے برکت و پاکیزگی کا باعث ہے۔ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ ان احکام کی حکمتیں اور
مصلحتیں منظر اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔ اس لئے تمہیں ہر حال میں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ ۱۱۹ یہاں سے احکام رضاعت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ یُرْضِعْنَ لِفَطْلٍ خَيْرٌ مِمَّا امْرَأَةٌ
اولیہ امر استحباب کیلئے ہے۔ ماں اگر بچہ والد کے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ نہیں پیتا۔ یا اس کے لئے دودھ پلانے والی نہیں ملتی یا مل تو سکتی ہے لیکن باپ اس کا معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو ان
موضع قرآن ۱۱۹ اگر مرد عورت میں طلاق ہوئے اور لڑکا یا دودھ پیتا تو ماں دوسرے بندے سے اس کے دودھ پلانے کو اور باپ اس کا خرچ اٹھاوے اور اگر باپ اس کا مال گیا تو وارث اس کے
خرچ اٹھاویں اور جو دوسرے سے کم ہیں چھڑاویں اپنی خوشی سے تو بھی روا ہے اور اگر باپ کسی سے پلاوے ماں کو بندہ رکھے تو بھی روا ہے لیکن اس کے بدلے میں ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے۔

فتح الرحمن ما یعنی پیش از دو سال ۱۲

ملوثوں میں والدہ پر دودھ پلانا واجب ہے۔ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنَتِّمَ الرِّضَاعَةَ سے اس طرف اشارہ ہے کہ دودھ پلانے کی پوری اور کامل مدت دو سال ہے اس سے زیادہ نہیں مطلب یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں۔ البتہ اگر بعض وجوہ کی بنا پر دو سال سے کم دودھ پلایا جائے تو جائز ہے۔ فقہاء اسلام نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جو رضاعت حرمت نکاح میں مؤثر ہے وہ وہی ہے جو رسول کے اندر ہے۔ دو سال کے بعد کی رضاعت کا حرمت نکاح میں کوئی اثبات نہیں۔ واستدل بالآیۃ علی ان اقصى مدة الرضاع حولان ولا یجوز بہ بعد فلا یعط حکمہ وانہ یجوز ان ینقص عنہما (روح متا ۲۷۲) الرضاعة المحرمة الحارِجۃ ہجری النسب فما ہی ما کان فی حولین لانہ بانقضاء الحولین تمت الرضاعة ولا رضاعة بعد الحولین معتبرة (قوطلی متا ۳۱۶) خفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فان الامم قولہما وهو فخذار الطحاوی (فتح القدیر ص ۱۰۲)

البقرة ۲

۱۱۴

سیقول ۲

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْتُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ

تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات میں کہ کریں وہ اپنے حق میں

بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۲۳۷ وَلَا جُنَاحَ

قاعدہ کے موافق ۲۳۷ اور اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے وہ اور کچھ گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ

تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کو

أَوْ أَكُنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِيمَ اللَّهِ أَنَّكُمْ

یا پوشیدہ رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ

سَتَدَّ كُرُوهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُؤَاوِدُوهُنَّ سِرًّا وَلَا أُنْ

ان عورتوں کا ذکر کرو گے مگر لیکن ان سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر

تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرُضُوا عَقْدًا

یہی کہ ہمد کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو

النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ

نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جاوے مدت مقررہ اپنی انتہا کو ۲۳۹ اور جان رکھو کہ

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

کہ اللہ بخشنے والا اور تحمل کرنے والا ہے وہ کچھ گناہ نہیں تم پر اگر

طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت کہ ان کو لمٹھ بھی نہ لگاؤ اور نہ مقرر کیا ہو

لَهُنَّ فَرِيضَةٌ مِّمَّا مَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُ

ان کے لئے کچھ مہر ۲۴۰ اور ان کو کچھ خرچہ دو مہر مقدور والے پر اس کے موافق ہے

یعنی سنت نکاح
شیعہ کا جائز نہیں
البتہ اشارۃ اور
تقریبی حکم ہے
خطبہ کا جائز ہے

۳۰
ع
۱۳

مطلوبہ قیود نکاح کی
دو کاموں کا بیان
۱۔ خطبہ
۲۔ فریضہ

منزل ۱

مال ہو تو اس کے اور اس کی والدہ کے اخراجات اس کے مال میں سے ادا کئے جائیں گے۔ فَإِنْ أَرَادَ اِنْصَافًا سَكَنَ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوَرًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا طِبَاعُ رِضَاعَتِ (دو سال) کی تکمیل سے پہلے اگر خاوند بیوی بچے کی ضرورت اور مصلحت کو سامنے رکھ کر باہمی رضامندی اور مشورے سے اس کا دودھ چھڑا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۲۴۱ اَنِتِّمُ میں ابتداء سے مقررہ احرام نے

موضع قرآن طلاق کی مدت تین حیض قریانی اور موت کی مدت چار مہینے دس دن۔ دونوں جب یہی حمل معلوم نہ ہو اور اگر حمل معلوم ہوا تو حمل تک ۱۲۔ یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھ لیوے یا صاف وعدہ کر کے تاس سے پہلے اور کوئی نہ کہہ بیٹھے پروہ یہ کہ ایک بات کہہ دے مروج سے مثلاً عورت کو کہے کہ تجھ کو کوئی سزا نہ کرے گا یا کہے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی بتصریح بعد عدت ۱۲۔ یعنی مہر ۱۲۔ یعنی پوشاک ۱۲۔

سبق اول

115

المقالة ٢

اور تنگی والے پر اس کے موافق جو فزع کہ قاعدے کے موافق ہے لازم ہے

یہی ہے دامنِ پندِ ابرو علی درو ان نو

مَا فَضَّلْتُمْ إِلَّا أَنْ تَعْفُونَ أَوْ تَعْفُوا الَّذِي بَيْنَ

عَفْوَ الْإِثْمِ وَأَنْ تُكْفُوا إِلَاحَكُمْ يَسْقُوا

اور نہ بھلا دو احسان کرنا آپس میں بے شک اللہ جو بے غم کرتے ہو

سید دراز رہو سب کماروں کے اور کھائی ممانہ سے

رُكُنَانًا ۖ فَاذْكُرُوا مِنْهُمْ مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

مَا لَمْ يَكُونُوا لِعَالَمُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِينَ يَتُوقُونَ بَيْنَهُمْ

ادہ چھوڑ جاویں اپنی عمر میں تو وہ وصیت کر جاویں اپنی عمر میں تو وہ وصیت کر جاویں

منزل ۱

طی مولانا شاہ کی
تفسیر کے موضوع
معارف کا بیان ۱۲

مذکورہ اصول کے بعد
امور انظار میں سابقہ
کے متعلق ایک تجویزی
نقشہ کا بیان ۱۲

پھر اگرین ہندو گائے عورت کو طلاق دے تو مہر کچھ لازم نہ آیا
لیکن بہت قرح و زنا منور سے خراج کیا کہ ایک حوالہ لکشا کا

کہیں کہ بالکل چھوڑ دیوں یا مردہ گذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ

گورنر نے دوسری یہ کہ جہنم ٹھہرا تھا اور ساتھ لگا کر طلاق دے
انعام سے گواہ اور رات کے بیچ میں سے اس کا نقد زیادہ لگا

تہذیب و تمدن کی بنیاد پرستی اور پیادہ بی اساس سے مار دوسے مار دے

فتح الرحمن - یعنی زوج خود گزاشته تمام دهد ۱۲ و یعنی از حد و مانند آن ۱۳

[illegible]

کو پامال کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں کرتے۔ اب آگے حکم جہاد
 کا اعادہ فرمایا ہے۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَهْدِي اللَّهُ لَكُمْ سُبُلَكُمْ
 وَمَا يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَلِيلٌ مِّنْكُمْ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور ان اسرائیلیوں کی طرح
 بزدلی نہ دکھاؤ جو موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر مجاہد نکلے تھے۔
 وَاعْتَصِمُوا بِآلِ اللَّهِ كُلِّهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں
 سنتا ہے۔ اس لئے اسے معلوم ہے کون تم میں سے دوسروں
 کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور کون جہاد سے متفرک رہتا ہے اور وہ
 دل کے بھید جانتا ہے۔ اس لئے اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کون
 دین کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ اور کون مال غنیمت اور دنیا کی
 حاصل کرنے کی نیت سے جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ اسی کو
 یسوع کلام مکہ فی ترغیب لغیر فی الجہاد دو فی تفسیر
 الغیر عنہ وعلیہم السلام فی صدورکم من البواعث ف
 الاغراض فان ذلک الجہاد ولغرض لدین اول عاجل
 الدنیا (کبیر ص ۴۳ ج ۲) **مسئلہ** حکم جہاد کے بعد یہ جہاد
 فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور اللہ کو خرچ
 دینے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔ والمراد النفقة فی
 الجہاد لانہ لما اموأا لقتال فی سبیل اللہ وھذا جزیہ
 لی المال حتی علی الصدقة لیتھیا اسبابا للجہاد (ملک
 ص ۱۸۱) قَبِضْ عَقْدَهُ لَمْ اَصْعَفَا كَثِيرًا ط اللہ کی راہ
 میں دیا ہوا تمہارا مال ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل احتیاق
 سے کہیں زیادہ تمہیں اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ واللہ
 یَقْبِضُ وَيَبْسُطُ جہاد میں خرچ کرنے کی وجہ سے دولت کی
 کمی کا خطرہ محسوس نہ کرو کیونکہ دولت کی کمی بٹنی اور رزق کی
 فراخی و تنگی تو خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے دولت دی
 ہے تو اسے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ وہ تمہیں اور زیادہ دیگا
 یہ خرچ کرنے پر ثواب آخرت کا وعدہ فرمایا۔ اور یہاں دنیا میں
 وسعت رزق کی امید دلائی۔ وَآلِہِ تَرْجَعُونَ انجام کار
 خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اور تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے
 اللہ کی دی ہوئی دولت کہاں کہاں خرچ کی وہاں ایک لکھ پانی کا حوض

[illegible]

سَيَقُولُ ۲

پھر دو گنا کر دے اللہ اس کو کئی گنا
اور اللہ ہم تنگی کر دیتا ہے اور

منزل ۱

فتح الرحمن ۱ یعنی بسکنی غیر برادران ۲ یعنی نکاح بطور شرع ۳ مترجم گوید ای آیت نزدیک مهر منوخ است ۴ آیت الرجه اشهر و عشر و التدرع علم ۵ مترجم گوید ایشان قومی از بنی اسرائیل بودند که از ترس و با بصیرت رفتند و آنجا بخصب الهی گیاره بزرگ شدند و باز دعا و تحریک علیه التدرع منک فی یافتند و التدرع علم ۱۲

یہاں اس لئے اب وقت ہے اپنی دولت کو خدا کے پسندیدہ مصارف میں خرچ کر لو جن میں سب سے بہتر مصرف جہاد ہے۔ ۱۱۸ھ بنی اسرائیل کا یہ واقعہ ترغیب الی الجہاد کے لئے ذکر فرمایا ہے۔
یہاں اس واقعہ سے یہ سبق دیا کہ جہاد امیر اور اطاعت امیر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً ایک ہزار سال قبل کا ہے۔ اور جس نبی کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد حضرت ثمویل علیہ السلام ہیں۔ قال ابو عبد اللہ ہواشموی بن حنظلہ بن العاقرو علیہ السلام کہ شہرہ ۱۱۸ھ میں قوم عمالقہ کا غلبہ ہو چکا تھا انہوں نے بنی اسرائیل کے کئی علاقوں پر قبضہ کر کے ان لوگوں سے نکال دیا تو قیوم کے شرفاء اور اصحاب المرأے نے حضرت ثمویل علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے ایک امیر مقرر فرمائیں تاکہ ہم اس کی ماتحتی میں دشمنان دین سے جہاد کریں۔ ۱۱۸ھ حضرت ثمویل علیہ السلام کو یقیناً بنی اسرائیل کی گذشتہ تاریخ اور ان کی سابقہ کج روی کی روایات معلوم تھیں اس لئے فرمایا کہ سوچ سمجھ کر بات کہو۔ ایسا نہ ہو کہ

البقرة ۲

۱۱۸

سبقول ۲

يُصْطَفُ وَالْيَهُ تَرْجَعُونَ ﴿١١٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَا مِنْ

بنی اسرائیل کو جس کا انتخاب کیا گیا تھا کہ وہ اپنے امیر کی طرف سے لوٹا جائے گا۔ کیا نہ دیکھا تو نے ایک جماعت

بنی اسرائیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لهم

بنی اسرائیل کو موسیٰ کے بعد جب انہوں نے کہا اپنے نبی سے

ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال هل

مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں ۱۱۸ھ پیغمبر نے کہا کیا

عسیتم ان کتب علیکم القتال الا نقاتلوا ط

تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تو تم اس وقت نہ لڑو گے

قالوا و مالنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد

وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم تو

اخرجنا من ديارنا و ابنائنا فلما کتب علیهم

نکال دیئے گئے اپنے گھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا ان کو

القتال تولوا الا قليلا منهم و اللہ علیہم بالظالمین ﴿١١٩﴾

لڑائی کا تو وہ سب پھر گئے مگر گھٹوڑے سے ان میں سے ۱۱۹ھ اور اللہ تعالیٰ نوب جاننا ہے کہ ظالم

وقال لهم نبیهم ان اللہ قد بعث لکم طالوت

اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرمادیا ہمارے لئے طالوت کو

ملکا قالوا انی یكون له الملك علینا و نحن

بادشاہ ۱۱۹ھ کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہم پر اور ہم

احق بالملك منه و کم یوت سعة من

زادہ سستی میں سلطنت کے اس سے اور اس کو نہیں ملی کثرت

المال قال ان اللہ اصطفیٰ علیکم و سزا داکہ

مال میں ۱۱۹ھ پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ

منزل ۱

تہا سے امیر پر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور پھر تم جہاد کرنے سے پس و پیش کرنے لگو اور بنو ل بن جاف۔ قالوا و مالنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من ديارنا و ابنائنا تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم جہاد کریں جبکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور ہمیں اپنے بیٹوں سے جدا کر دیا گیا ہے یعنی ایک طرف تو جہاد کے متعلق خدا کا حکم ہو گا اور دوسری طرف یہ صورت حال ہے تو اب اس سے بڑھ کر جہاد کا اور کیا محرم ہو سکتا ہے۔ ۱۱۸ھ مگر وہی کچھ ہوا جس کا حضرت ثمویل علیہ السلام کو اندیشہ تھا شروع میں تو ان لوگوں نے بڑی جرات اور دلیری کا مظاہرہ کیا مگر دشمن کی تعداد اس کی شان شوکت اور اس کا لاؤ لشکر دیکھ کر ان میں سے اکثر ہمت ہار بیٹھے۔ ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ ثابت قدم رہے ۱۱۸ھ یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یہاں سے اس واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ کس طرح ان پر قتال فرض ہوا اور کس طرح انہوں نے اس حکم سے لوگردانی کی۔ حضرت ثمویل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کے سامنے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا امیر لشکر مقرر کیا ہے لہذا تم اس کی اطاعت کرو اور متحد ہو کر اس کی کمان میں جہاد کرو۔ ۱۱۸ھ حضرت ثمویل علیہ السلام کا یہ اعلان سننے ہی دولت مند اسرائیلی بول اٹھے اور تعجب اور حیرت سے کہنے لگے کہ طالوت جو ایک غریب اور مفلس آدمی ہے اسے ہم پر امارت اور ریاست کا کس طرح حق حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم دولت مند اور بزرگ قوم میں موجود ہیں۔ نیز طالوت نہ تو سبط نبوت یعنی لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہے اور نہ سبط مملکت یعنی یہود کی اولاد سے کیونکہ طالوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں ہم امیر بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ استفہام ظہار تعجب و حیرت کے لئے ہے۔ اس سے ان کا مقصد پیغمبر کی تکذیب و تردید نہیں تھی۔ بلکہ اس انتخاب پر حیرت و تعجب مقصود تھا۔ والا استفہام حقیقی اور للتعجب لا لتکذیب نبیہم

۱۱۸ھ (روح ص ۱۶ ج ۲) اللہ کے پیغمبر نے ان کے شہ کے یہ طرح کے جواب دیئے (۱) یہ انتخاب انسانی نہیں بلکہ خدائی ہے۔ اس لئے جو حکمتیں اور معجزات اس میں پوشیدہ ہیں۔ وہاں تک تھا کہ کئی ذہنوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ اسے بلا چون و چرا مان لو۔ (۲) تم نے جو امارت و سیادت کا معیار مقرر کیا ہو ہے کہ امیر وہی ہو سکتا ہے جو دولت مند ہو اور خاندان امارت سے تعلق رکھتا ہو تو یہ اصل یہ کوئی معیار نہیں۔ ان دو صفتوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو دوائی خوبیاں عطا فرمائی ہیں جن کا امیر میں ہونا نہایت ضروری ہے اور جو ان پہلی صفتوں سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔ ۱۱۸ھ اللہ کو قرآن سے یعنی جہاد میں خرچ کرے اسی طرح فرمایا مہربانی سے اور مٹی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ کے ہاتھ کشائش ہے۔ ۱۱۸ھ بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنانا پھر جب ان کی نیت بری ہو گئی ان پر غنیمت مسلط ہوا۔ جالوت بادشاہ کافروں کے اطراف کے شہر چین لئے اور لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہاں کے بھاگے لوگ شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے حضرت ثمویل پیغمبر کے چاہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کر دو کہ بغیر سردار با اقبال ہم لڑ نہیں سکتے۔

ایک علم دوسری جہانی طاقت۔ یہ دونوں خوسیاں تم سب کے بطاوت میں موجود ہیں (۳) حکومت اور امارت خدا کے اختیار میں ہے اور تمام بندے بھی اسی کے مخلوق و مملوک ہیں اس لئے وہ جسے چاہتا ہے امارت و سیادت سے سرفراز فرماتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ۱۱۸ھ جب اسرائیلیوں نے طالوت کی امارت پر تشریف اور تعجب کا اظہار کیا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے حکم الہی سے اعلان فرمایا کہ طالوت کے من جانب اللہ امیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تابوت سکینہ جو بھی تمہارے پاس تھا مگر فلسطینی اسے تم سے چھین کر لے گئے تھے جس میں تمہارے لئے اطمینان قلب کا سامان ہے اور اس میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے باقیماندہ تبرکات ہیں وہ تمہارے پاس رہے بغیر جانے گا۔ جب سے فلسطینی وہ تابوت چھین کر لے گئے وہ چین سے نہ بیٹھے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخر تنگ آکر اس صندوق کو ہیل کاڑی پر لاوا اور اسے چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرشتوں کو متعین کر دیا جو ہیلوں کو ٹانگ کر بنی اسرائیل کے علاقے میں لے آئے۔ (کتا فی البحر المحیط ص ۲۲)

و تفسیر ابن کثیر ۱۱۸ھ لیکن حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے اس صندوق کو ہوا میں اڑا کر لائے تھے۔ اور لا کر طالوت کے سامنے رکھ دیا۔ تمام لوگ یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ قال بن عباس جب ان کے ملائکہ تحمل لتابوت بین السماء والارض حتی وضعته بین یدی طالوت والناس ينظرون (ابن کثیر ص ۲۲) سبکی نے لکھا ہے کہ سکون و اطمینان کا باعث اور سبب سے مراد تواریات ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تواریات کا ایک نسخہ بطور تبرک اس صندوق میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ بوقت جہاد اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے جس بنی اسرائیل کے دل مطمئن رہتے تھے۔ وهو التوراة المودعة فیہ بناء علی ما مر من ان موسیٰ علیہ السلام اذا قاتل قدمه فنسکن الیہ نفوس بنی اسرائیل (ابو السعوی ص ۲۲) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بقیہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کچھ تبرکات مراد ہیں اور اس کا عطف سکینہ تفسیر ہی ہے۔ ان فی ذلک لآیۃ لکم یعنی اس طریق سے تابوت کے واپس آ جانے میں تمہارے لئے ایک دلیل اور نشانی ہے جو طالوت کی امارت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر خدا پر تمہارا ایمان ہے تو اطمینان کے لئے یہ دلیل کافی و نشانی ہے۔ ۱۱۸ھ جس فوج کو طالوت لیکر دشمن کے مقابلے میں نکلے تھے ان میں کچھ مخلص تھے مگر اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اخلاص کی خوبیوں سے محروم تھے اور اتنی بڑی فوج جو ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل تھی اس میں منافقین بھی ہوں گے اس لئے ضروری تھا کہ منافقین اور مخلصین میں امتیاز کیا جائے اور میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی غیر مخلصین کو الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی جنگ میں موجودگی ہمیشہ نقصان کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے راستہ میں واقع ہوئے ایلے ایک دھوکے ذریعے ان کا امتحان کیا گیا ۱۱۸ھ یہ امتحان کی تفصیل ہے یعنی جو شخص اس میں سے پیٹ بھر پانی پی لے گا وہ میرے ساتھیوں اور رفیقوں میں سے نہیں ہے۔ اور وہ میرے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکیگا۔ نفی صرف رفاقت کی کی ہے۔ ان کو ایمان سے خارج قرار دینا مقصود نہیں ہے بلکہ مجزا و جدا

بَسْطَةِ فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۲۴)

جس کو چاہے اور اللہ کی فضل کو خواہ اس کے لئے جتنے دلائل اور کہا بنی اسرائیل سے

نَبِيَّهُمْ اَنْ آيَةِ مُلْكِهِ اَنْ يَأْتِيَكُمْ التَّابُوتُ

ان کے نبی نے کہ طالوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق

فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ

کہ جس میں تھی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بھی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو

اَلْمُوسَىٰ وَالْهَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ اِنْ

چھوڑ دیتی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد انھیں لائے اس صندوق کو فرشتے ہمیشہ بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَايَةٌ لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۲۵)

اس میں پوری نشانی ہے تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو تو

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

پھر جب باہر نکلا طالوت فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ

تمہاری آزمائش کرتا ہے ایک نہر سے پھرے سو جس نے پانی پیا اس نہر کا تو وہ۔

مِيْنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ اِلَّا مَن

میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی

اٰخَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا

بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پانی لیا سب نے اس کا پانی پیا مگر چھوڑ دیا

مِنْهُمْ فَلََمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ

نے ان میں سے ۱۱۸ھ پھر جب پار ہوا طالوت اور ایمان والے اس کے ساتھ

فی هذه الحرب و لمح بن جهم (قرطبی ص ۲۵) وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ۔ اور جس نے پانی کو نہ چکھا وہ میرے ساتھیوں میں سے ہوگا۔ اِلَّا مَن اٰخَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ اصل کم لوہی تھا کہ اس پانی میں سے کوئی چکھے تک نہیں مگر ساتھ رخصت دیدی کہ کوئی ایک ہاتھ سے چلو بھرا پانی لے تو مضائقہ نہیں مگر پانی پینے کی اجازت نہیں معنہ انحصار فی اغتراف الغرفۃ بالید دون الکرم (ملک ص ۱۱) موضع قرآن فالطوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی اور کسب کرتا تھا ان کی نظریں وہ حقیر لگا بنی نے کہا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں ہے اور بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن کی کشائش یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبر کو ایک عصا بتایا کہ جس کا قد اس کے برابر ہو سلطنت اس کو ہے اس کے برابر قیاس کا آیا۔ اے اس قوم میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ اور ہارون کے لڑائی کے وقت ہزاروں کے آگے چلے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اس کو آگے دھکیلتے پھر اللہ فتح دیتا جب بدینیت ہو گئے وہ صندوق ان سے چھینا گیا غنیم کے لئے لاکھاب جوطاوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آجوتا ہوا۔ سب یہ کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا ان پر پڑا پڑی پانچ شہر و دیار ہوئے تب ناچار انہوں نے دو ہیلوں پر لا کر ٹانگ دیا پھر فرشتے ہیلوں کو ٹانگ کر یہاں لے آئے۔

کے بس اس جملے کا اعادہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ وَلَيْكُنَّ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ اس پر مرتب ہو سکے۔ یہ اعادہ ۱۰ بار بعد العہد کے قبل سے ہے۔ لوگوں میں دین کا اختلاف اور پھر اس اختلاف کی بناء پر جنگ و قتال یہ سب کچھ خدا کے تصرف و اختیار سے باہر نہیں۔ اگر وہ چاہتا تو اس اختلاف اور باہمی قتال کو روک سکتا تھا۔ مگر اس نے چاہا کہ لوگوں کو ایک راہ پر چلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اختیار سے جو نشی راہ چاہیں اختیار کریں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وجوب اور مشروعیت قتال کی ایک علت وَكَذَلِكَ دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ میں بیان ہو چکی ہے اور یہ مشروعیت قتال کی دوسری علت ہے یعنی اگر اللہ

چاہتا تو جہاد و قتال کے بغیر ہی سب لوگوں کو دین حق اور توحید پر متفق کر دیتا۔ لیکن اس نے بندوں کے ابتلاء و امتحان کے لئے ان پر قتال واجب کر دیا ہے۔ ان آیات کا خلاصہ رلہط یہ ہے وَكَذَلِكَ دَفَعَ اللَّهُ سے مشروعیت جہاد کی علت بیان فرما کر تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّتِي سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیان کی کہونکہ ان مذکورہ واقعات کی خبر آپ کو نہ تھی یہ سب کچھ آپ وحی من جانب اللہ کے ذریعے بتا رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ کے ذکر مبارک کی مناسبت سے اس کے بعد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ الایہ میں باقی انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی وَلَيْكُنَّ اٰخْتَلَفُوْا سے یَفْعَلُ مَا يُرِيدُ تک میں قتال کی دوسری علت بیان فرمائی۔ یعنی تم نے تمام رسولوں کو فضیلت اور برتری عطا فرمائی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ لیکن اس تفاوت و درجات کے باوجود ان سب کا دین ایک تھا اور سب نے اپنے اپنے وقت میں دلائل و ثبوتات سے دین توحید کو واضح فرمایا مگر ان کے بعد بھی لوگوں نے اس میں اختلاف کیا۔ کچھ توحید پر قائم رہے اور کچھ توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے یہاں تک کہ نوبت جنگ و قتال تک پہنچی اگر اللہ چاہتا تو تمام مشرکوں کو خود ہلاک کر دیتا یا ان کو ایمان او توحید قبول کرنے پر مجبور کر دیتا تو جہاد و قتال کی ضرورت ہی نہ رہتی لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ابستلا اور آزمائش کے لئے قتال واجب کر دیا۔ ۹۹ اس کا ہر فعل اس کے اپنے ارادے کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کا فعل نہ کسی دوسرے کے ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے اس کے ارادہ سے باز رکھ سکتا ہے۔ اور امر بالانفال سے اس کا ارادہ بندوں کی آزمائش ہے کہ کون قتال و جہاد میں حصہ لیتا ہے اور کون نہیں لیتا۔ امر بالانفال اور ترغیب

الی الجہاد کے بعد آئے پھر پانچویں بار جہاد کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم ہے۔ ۹۹ یعنی نیکی کمانے اور اللہ کی راہ میں حشر و جہاد کرنے کا موقع اس دنیا موضع قرآن ف۔ یعنی جہاد کرنا یہ نہیں کہ زور سے اپنا دعویٰ قبول کرواتے ہیں بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہی کرواتے ہیں۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی حجت اسلام ظاہر ہند پس گویا جبر کردن نیست اگرچہ فی الجملہ جبر باشد ۱۲

البقرة ۲

۱۲۲

تِلْكَ الرُّسُلُ ۳

لَا تَأْخُذْكَ سَنَةٌ وَلَا تَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

کا تھامنے والا نہیں پڑھ سکتی اسکو اذیت اور نہ تیند اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور

مَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ اِلٰهٍ

زمین میں ہے اللہ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر

بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اجازت سے (وہی) جانتا ہے جو تمھارا (سفارش کرنے والوں) کے روبرو ہے اور جو تمھارے پیچھے ہے

وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ

اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُودُهٗ

گنجائش ہے اس کی کرسی دہر اور قدرت میں تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں اسکو

حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

تھامنا ان کا اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا زبردستی نہیں

الَّذِيْنَ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ

دین کے معاملہ میں جسے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی انکار

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

کرے غیر اللہ کے معبود ہونے سے اور یقین لائے (صرف اللہ کی عبادت) اور تو اس نے پکڑ لیا

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

حلقہ مضبوط جو ٹٹنے والا نہیں ہے اور اللہ سب کچھ سنتا

عَلِيْمٌ ۝۱۲۵ وَلِلّٰهِ الدِّيْنُ اَمَّنُوا بِحُجَّتِهِمْ مِّنْ

جانتا ہے اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا یہ نکالتا ہے ان کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اندھیروں سے روشنی کی طرف ہے اور جو لوگ کافر ہوئے

منزل ۱

۱۔ ذکر قتال
چھی بار ۱۲

۲۔ قانون
اول برائے
مومنین ۱۲

۳۔ قانون
ثانی برائے
مشرکین ۱۳

أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ يُخْرِجُوهُمْ مِّنَ السُّورِ

ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے

إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

اندھیروں کی طرے یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ

خَالِدُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ

رہیں گے شیطان کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے

فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ

اس کے رب کی بابت اسی جیسے کہ وہی تھی اللہ نے اس کو سلطنت عطا کی جب کہا ابراہیم نے میرا رب

الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أَحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ

وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے شیطان نے بولا میں بھی جلاؤں اور مارتا ہوں کہا

إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ

ابراہیم سے کہ بیشک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے

وَأَنْتَ زَاهِيهَا مِنَ الْمَغْرِبِ قَبِلهُ الَّذِي كَفَرْتَ وَ

اب تو لے آؤ گے آسمان مغرب کی طرف سے شیطان نے حیران رہ گیا وہ کانٹا اور

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ

اللہ سیدھی راہ تھیں دکھاتا ہے انصاروں کو یا نہ دیکھا تو نے اس

عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ

شخص کو کہ گزرا وہ ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چیتوں پر ۱۱ بولا

أَنِّي يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ

۱۲ کیونکہ زندہ کرے گا اس کو اللہ مرنے کے بعد پھر مردہ رکھا اس

اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثْنَاهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتُ

شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا اس کو کہا تو کتنی دیر یہاں رہا

ہی میں ہے۔ دنیا میں کی ہوئی نیکی اور دنیا میں دی ہوئی خیرات ہی آخرت میں کام آئے گی۔ آخرت میں نہ تو تجارتی کاروبار ہوگا کہ عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ کی قسم لے لے۔ نہ وہاں دوست کام آئیں گے اور نہ ہی کسی کی سفارش کام آئے گی۔ یہاں اس شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہے۔ جس کے مشرکین قائل تھے یعنی شفاعت قہری۔ واکفروت ہم الظالمون ۵ یہاں واؤ تعلیل ہے۔ مطلب یہ کہ جہاد میں خرچ کرو کیونکہ یہ کافر مشرک ہیں اور مشرک کو دنیا سے مٹانا ہے۔ اللہ کے مقرر کئے ہوئے اصول عقائد اور آئین حیات کو نہ ماننے والے ہی اصل ظالم ہیں۔ جو خدا کی نافرمانی سے اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

۱۱ یہاں دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے

اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں اعادہ دعویٰ سے

مقصد شفاعت قہری کی نفی ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ

کا خیال تھا کہ ہمارے آباؤ اجداد جو اللہ کے پیارے اور

برگزیدہ پیغمبر تھے وہ ہمیں خدا کے عذاب سے بچالیں گے

اور ہمارے حق میں خدا کو ان کی سفارش ماننے پڑے گی

تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی کارساز اور

فریادرس نہیں جس کو پکارا جائے یا جس کی تعظیم اور

رضاخوئی کے لئے تدریس نیازیں دی جائیں اسی طرح

اس کے سامنے کوئی شفیع غالب بھی نہیں کر دینا و آخرت

میں مصیبت کے وقت اس کی پناہ ڈھونڈی جائے اور

اسے سفارش بنایا جائے۔ لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ

کر نہ پکارا جائے۔ اس جگہ دعویٰ توحید کا اعادہ ماقبل

کی دلیل بھی ہے۔ یعنی کافروں کے اصل ظالم ہونے کی

وجہ یہ ہے کہ وہ مشرک کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا کوئی شریک

نہیں۔ دعویٰ توحید پر یہاں چھ عقلی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی دلیل الحی وہ زندہ ہے ایسا زندہ کہ زندگی اس

کی صفت ذاتی ہے وہ ازل سے ہے اور ابتداء تک ہوگا۔

جس پر کبھی عدم نہیں آیا اور نہ ہی کبھی اس پر موت آئیگی

جیسا کہ سورہ فرقان میں ہے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ دوسری دلیل المقيوم وہ خود

بھی قائم و دائم ہے۔ اور ہر چیز کو بھی اس نے سہارا دے رکھا

اور قائم کر رکھا ہے وہ سب کا رازق اور نگہبان ہے۔

القائم المحافظ لكل شئ دامحطی له مابہ

فتوامہ (روح ص ۳) تیسری دلیل لا تاخذہ

سنۃ ولا نوم وہ ہر وقت خبردار اور بیدار رہتا

ہے اور اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا اسے نہ

اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

نوم انبیاء علیہم السلام کے بارے میں محدثین کرام

فرماتے ہیں کہ ان کے لئے نیند نہیں آتی۔

۱۲

موضع قرآن ۱ یعنی جہاد ہے کافروں کی خند توڑنے کو ہدایت اللہ کرتا ہے جس کی قسمت میں رکھی ہے۔ ان کو شبہ آیا تو ساتھ ہی اس پر خبردار کر دیا ۱ ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ گروانا تھا سلطنت کے غرور سے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے کہا میں رب عالم کو نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو بلائے اور مالے۔ اُسے دو قیدی مگائے جس کو مارنا پہنچتا تھا مار ڈالا۔ جس کو مارنا پہنچتا تھا۔ جھوڑ دیا تب نہیں ملے آفتاب کی دلی سے اس کو جواب کیا۔

کامسک یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رات اپنی غلامہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں بسر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا اور کر کے حضرت میمونہؓ کے گھر تشریف لائے اور چار رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر سو گئے۔ رات کے آخری حصہ میں آپ بیدار ہوئے اور وضو فرما کر نماز تہجد وتر اور فجر کی سنتیں ادا کیں۔ اس کے بعد پھر سو گئے۔ یہاں تک کہ نمازوں نے آپ کو اطلاع دی اور آپ نے جا کر نماز فجر ادا کی لیکن وضو نہیں فرمایا۔ اس موقع پر روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ فصلی فی تلک اللیلۃ ثلث عشورۃ رکعتہم نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نفخ د کان اذانام نفخ ثم اتاہ المؤذن فخرج فصلی

البقرة ۲

۱۲۴

تلک الرسل ۳

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتُ

یولامیں رہا ایک دن یا دن سے کچھ کم

مِائَةِ عَامٍ فَأَنْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

سویس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا

يَتَسَنَّهْ وَأَنْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَ آيَةً

سڑنیں کیا سننے اور دیکھ اپنے گدے کو اور ہم نے تجھ کو نمونہ بنانا چاہا

لِلنَّاسِ وَأَنْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا

لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کہ ہم ان کو کس طرح اجاگر کر دیتے

ثُمَّ نَكْسُوها لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ

پھر ان پر پٹاتے ہیں گوشت لگا دیتے پھر جب اس پر ظاہر ہوا یہ حال تو کہہ اٹھا

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۵۹ وَأَذْهَبَ

میرے کو معلوم ہے کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوْ لَمْ تُؤْمِنْ

اے پروردگار میرے دکھلا دے میرے کو کہ تو کیسے زندہ کر دیتا ہو

قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيُطَمِّنَ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً

کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہو سکے

مِنَ الطَّيْرِ فَصَرهِنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ

جانور اڑنے والے پھر ان کو بلا لے اپنے ساتھ

مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۝۶۰

کا ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو بلا پلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے اور

أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۶۱ مَثَلُ الَّذِينَ

جان لے کر بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا

منزل ۱

ماہنامہ
نقصہ
برقانون
اول ۱۲

ماہنامہ
نقصہ
برقانون
اول ۱۲

موضع قرآن و یہ شخص حضرت عزیر تھے

تھے بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پڑ گئے۔ نبی حضرت عزیر اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر کیسے آباد ہو۔

اسی جگہ انہی روح قبض ہوئی۔ سو برس کے بعد زندہ ہوئے۔ انکا گھانا اور پیٹا پاس دھرا تھا۔ اسی طرح اور سواری کا گدھا مرکب بڑیاں اسی شکل میں دھری تھیں وہ اٹکے روہر زندہ ہوا۔ اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے محسوس ہوئے اور شہر پھر آباد ہو رہا۔ انہوں نے زندہ ہو کر آبادی دیکھا۔ وٹ چار جانوروں نے ایک مرغ ایک گدھا ایک کبوتر اٹکوا پینے ساتھ بلایا۔ کہ چھان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پر ایک پر دھڑا ایک پر پاؤں پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو چارا اسکا سراٹھ کر دیا میں کھڑا ہوا پھر دھڑا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے۔ فائدہ یہ تین تھے فرمائے اس پر کہ اللہ آپ ہدایت کرے تو چاہے اگر شہر پڑے تو ساتھ ہی جواب بھیجے اب آگے پھر جہاد کا مذکور ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا۔

فتح الرحمن ۱ یعنی میں یقین می خواہم ۱۲

ماہین ایدیمہم ۵ ما خلفہم میں ضمیر غائب من الذی کی طرف راجع ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کو مشرکین اپنے شفعاء غالب سمجھتے تھے ولا یجیطون بنتی من علیہ اور اس کی مخلوق میں سے کوئی جن دبشر کوئی پیغمبر یا کوئی فرشتہ اللہ کے معلومات میں سے کسی ایک چیز کی حقیقت اور کنہ کو بھی نہیں جانتا۔ ہاں جو حقوڑا بہت علم اللہ نے ان کو دیدیا ہے اس سے آگے ان کے علم کی حدود نہیں بڑھ سکتیں۔ دسح کوسبہ السبوات والا دھن مہری سے یا تو اس کا حقیقی معنی مراد ہے۔ لیکن اس کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا اس سے مراد علم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے یا یہ قدرت اور سلطنت سے کنایہ ہے۔ کھرسبہ ملکہ وسلطانہ (معالم ص ۲۲۴ ج ۱) اہل ادمین الکھری السلطان والقدرۃ والملك دیکھو ص ۲۴۰ ج ۲ مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت اور حکومت پوری کائنات پر حاوی ہے۔ سب اس کے محکوم و مملوک ہیں اور کوئی اس کا شریک اور ہمسر نہیں۔ ولا یؤدہ حفظہما زمین و آسمان کی حفاظت اور نگہبانی سے وہ تھکتا اور اکتاتا نہیں۔ یہ ساتویں دلیل ہے۔ وھوالعلی العظیم ۵ وہ ہر چیز سے بلند تر اور بزرگ تر، ہر چیز اس کے سامنے ہیچ اور حقیر ہے۔ یہ آیت کریمہ آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی تمام آیتوں سے افضل ہے اس لئے کہ اس میں اللہ کی توحید اور اس کی صفات کا کامل اور جامع بیان ہے۔ آیت الکرسی کی ابتدا میں بھی حصر ہے۔ یعنی ہوالحی القیوم میں اور آخر میں بھی یعنی ہوالعلی العظیم میں۔ کیونکہ دونوں جگہوں میں خیریں معروف ہیں اس لئے آیت کے باقی تمام حصے بھی حصر پر ہی مبنی ہوں گے۔ کیونکہ یہ قانون ہے کہ کلام کے کسی ایک حصہ میں جب حصر ہو تو اس کے باقی حصے بھی حصر پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔ یہ آیت جہاد سے متعلق ہے اور اس میں جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے یعنی جہاد کا مقصد یہ نہیں کہ کافروں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔ بلکہ اس کا مقصد جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے یہ ہے کہ دنیا کو فتنہ فساد سے پاک کیا جائے۔ اور کفار کو مومنوں کو جبراً کافر بنانے سے روکا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے قاتلو احمق لا نکون فتنۃ امی حتی لا یفتن مومن (مدارک ایمان کا تعلق چونکہ دل سے ہے اور دل پر جبر نہیں ہو سکتا کیونکہ دل اسی بات کو مانتا ہے۔ جسے وہ اپنے اختیار سے پسند کرتا ہے اس لئے اسلام میں کسی کو جبراً مومن بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس طرح انسان مجبور ہو جائے گا۔ اور اس سے اس کا اختیار چھین جائے گا اور ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جائے گی۔ نیز جبر کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کسی کو اس کی مرضی کے خلاف ایسے فعل پر مجبور کیا جائے جس میں فی نفسہ کوئی بہتری نہ ہو یا اگر ہو تو اس کو نظر نہ آتی ہو۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام سرتاپا خیر ہی خیر ہے۔ نیز اسلام کی راہ اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ کفر کی راہ سے اس کا امتیاز باطل آسان ہے۔ ادنیٰ تامل سے اسلام کی خوبیاں اور کفر کی برائیاں سمجھ میں آسکتی ہیں اور انسان رضا و رغبت سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے جبر و اکراہ کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان عیاذ باللہ دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف چلا جائے تو وہ چونکہ اسلام کا باغی ہے۔ اس لئے اسے دوبارہ اسلامی آئین قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا تو اسے مسلمانوں کی جماعت میں شامل کر لیا جائیگا۔ ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ قد تبین الموشد من النبی یہ ماقبل کی علت ہے تعلیل صدور بکلمۃ التحقیق لزیادۃ تقویٰ مضمونہ (روح ص ۱۳ ج ۳)

حضرت عمرؓ، حسین بن علیؓ، مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ امام مالک اور امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر مہجور طاغوت ہے۔ وعن مالک بن انس کل ما عبد من دون اللہ فاعل (روح ص ۱۳ ج ۳) والصواب من القول عندی فی الطاغوت انه کل ذی طغیان علی اللہ فعبد من دونہ اما بقہر منه لمن عبده و اما بطاغیۃ من عبدا انسانا کان ذالک المعبود او شیطانا او دنیا او صفا او کائنا ما کان من شیء (ابن جریر ص ۱۲ ج ۳) اور العزۃ الوثقی سے مراد ایمان اور خالص توحید ہے بالعدۃ الوثقی قال مجاہد الحروفۃ الایمان (قرطبی ص ۲۸۲ ج ۳) یعنی جس نے شیطان کا اتباع ترک کر دیا اور ہر غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور کفر و شرک سے توبہ کر کے خدائے واحد پر دل و جان سے ایمان لے آیا اس نے ایک ایسی مضبوط اور محکم کڑی کو تمام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔ یہ مضبوط کڑی ایمان اور اسلام ہے۔ جسے تمام لینے کے بعد دنیا اور آخرت میں خدائی راہنائی اور دستگیری حاصل ہو جاتی ہے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور تمام کام آسان ہو جاتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے دو کوئی قانون بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قانون یہ ہے کہ اگر کسی وقت مومنوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً شبہات کے اندھیروں کو نور ہدایت سے دور فرما کر ان کے دلوں کو مطمئن کر دیتا ہے اور دوسرا قانون یہ ہے کہ اگر کبھی کسی مشرک کے دل میں دلائل توحید کو دیکھ کر توحید کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے تو جھٹ شیطین ان کو شبہات کی الجھنوں میں ڈال کر ان کے راہ راست پر آنے کے امکان کو ختم کر دیتے ہیں۔ یہ پہلے قانون کا بیان ہے۔ ولی کے معنی ناہر اور مددگار کے ہیں۔ ظلمات سے کفر و شرک اور شبہات کے اندھیرے مراد ہیں اور نور سے مراد یقین و ایمان کی روشنی ہے اور الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حق کے متلاشی اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ والمراد مجہم من اراد الا یبان (روح ص ۱۴ ج ۳) یعنی جو لوگ حق کے طالب ہوں اللہ کی طرف انابت کریں اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور ان کی مدد کرتا ہے اور انہیں کفر و شرک اور شکوک و شبہات کی الجھنوں سے نکال کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور اور دولت یقین سے مالا مال کر دیتا ہے۔ یہ دوسرا قانون ہے۔ لیکن جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے کفر پر رہنا چاہتے ہیں اور اپنے اختیار سے کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایمان کی توفیق بھیج کر شیطانوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے جو ان کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے دل شبہات کی سیاہی سے بالکل ڈھک جاتے ہیں اور ان سے ظہری نور بھیج لیا جاتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے۔ عنہ ادلتک کا اشارہ الذین کفروا کی طرف ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے عناداً اور اختیاراً کفر قبول کیا ہے۔ وہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ نے تین قصے بیان فرمائے ہیں۔ جو ان دونوں قاعدوں پر نف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہیں۔ عنہ یہ پہلا واقعہ ہے جو دوسرے قاعدے پر متفرع ہے۔ اور اس پر بطور مثال ذکر کیا گیا ہے کہ خدی اور معاند آدمی کو وضوح حق کے باوجود قبول حق کی توفیق نہیں ملتی۔ جیسا کہ فردوس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ٹھوس اور اطمینان بخش دلائل سے خدا کی توحید واضح کر کے اس پر حجت خداوندی قائم کر دی۔ مگر اس کے باوجود اس نے اسے قبول نہ کیا کیونکہ وہ ضد و عناد کی وجہ سے قبول حق کی استعداد سے محروم ہو چکا تھا۔ جس شخص سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظرے کا یہاں ذکر ہے۔ مفسرین نے اس سے فردوس مراد لیا ہے۔ جو اس زمانے کا بڑا ظالم و جابر اور سرکش بادشاہ تھا اور اپنے کو خدا کا اوتار سمجھتا تھا۔ ہذا الذی حاج ابراہیم فی ربہ وھو ملک بابل مسرود بن کھنغان بن کھوسن بن سام بن نوح (ابن کثیر ص ۳۱۳ ج ۱، قرطبی ص ۲۸۳ ج ۳) آج سے پہلے لام تعلیلیہ معذوف ہے۔ یعنی خدا کے بارے میں اس کے جھگڑنے کا سبب یہ تھا کہ خدا نے اس کو حکومت دی، اقتدار بخشا اور وہ تشہر اقتدار سے غور ہو کر غرور کرنے لگا اور خدا کا شریک بن بیٹھا۔ لان آتاه اللہ یعنی اتانہ الملك البعل داوود

امکبر مخاج لذلک (مدارک ص ۱۰۲ ج ۱) سنہ ۱۰۲۰ھ اذ ظرف حاج کے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مروود کے سوال کا جواب ہے۔ مروود کے سوال کیا تھا کہ وہ رب کو سنا ہے۔ جس کی توحید کی تودعوت دیتا ہے۔ قالہ انقول مروود من ربک الذی قد دعوا الیہ ؟ (روح ص ۱۴ ج ۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اللہ کی دو ایسی صفوں کا ذکر کیا جو باطل واضح تھیں اور جن کا روزمرہ کی زندگی میں مروود بھی مشاہدہ کرتا تھا۔ یعنی زندہ کرنا (پیدا کرنا اور مارتا۔ موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے زندگی عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے زندگی سلب کر لیتا ہے قال انا احد الامیت۔ اس حندی طعون نے ان کے قول کو غلط مفہوم میں لیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ جس کو زندگی دیتا یا جس سے زندگی چھینتا ہے۔ وہ ظاہری اسباب ہی کے ذریعے ایسا کرتا ہے اور اس طرح ظاہری اسباب کے ذریعے تو میں بھی ایسا کر سکتا ہوں۔ مثلاً جسے چاہوں معاف کر دوں اور جسے چاہوں قتل کر دوں۔ مروود خوب جانتا تھا کہ موت و حیات اس کے قبضہ میں نہیں۔ مگر محض ضد و خاد اور وٹھانی کی بنا پر اس نے یہ جواب دیا۔ و انا ابراد ان بیدعی لنفسہ هذا المقام عناداً مکابرة۔ (ابن کثیر ص ۳۱۳ ج ۱) سنہ ۱۰۲۰ھ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ ضد اور وٹھانی پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے فوراً ایسی دلیل پیش کر دی جس کے سامنے وہ باطل بے بس ہو گیا۔ اور اس کی ضد اور وٹھانی کی بھی پیش نہ پل سکی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا ان کی پہلی دلیل اس سرکش پر کارگر نہیں ہوتی تو فوراً دوسری دلیل پیش فرمادی۔ جس طرح طیب حاذق جب دیکھتا ہے کہ مریض کو ایک نسخہ سے فائدہ نہیں ہوا تو اس کیلئے دوسرا نسخہ تجویز کر دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو اسے مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا۔ فہبت الذی کفر اس پر وہ کافر جھگڑا بوجہ زندہ ہو گیا اور اپنا سامنے لیکر دیا۔ واللہ لا یهدی القوم الظلین جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف انابت نہیں کرتے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کسی صورت میں راہ راست پر نہیں آسکتے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں یعنی جو لوگ ضد اور عناد کی وجہ سے توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف انابت نہیں کرتے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کسی صورت میں راہ راست پر نہیں آسکتے۔ یہ دوسرا واقعہ ہے جو پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور اتنو لعیبہ ہے۔ یعنی دوسری نوع کے بیان کے لئے ہے۔ یہ قصہ پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور اس کی تیش ہے کہ جو لوگ اللہ کی طرف انابت کرتے ہیں۔ حق و صداقت اور اطمینان باطن کے تلاشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کی ویگیری کرتا اور ان کے اطمینان کا سامان ہیا کرتا ہے۔ استقصاد علی ما ذکر من دلایہ تعالیٰ للمؤمنین و تقربہ لہ (ابن السعد ص ۴۸۳ ج ۲) کالذی میں کھاف قشیل کے لئے ہے یعنی اس کے منجملہ شواہد میں سے ایک یہ ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہر جگہ ہیں مثلاً ایک واقعہ بارہ دوم میں اسم توالی الذین خرجوا میں مذکور ہوا ہے کہ بعض مومنوں کو قتال نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مار کر مچر زندہ فرمایا یا کاف زندہ ہے۔ الذی اس کے بارے میں اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ دامادہو عزیر بن شتر خیالاً کما اخرجہ الحاکم عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و اسحق بن بشر عن ابن عباس و عبد اللہ بن سلام و الیہ ذہب قتادة و عكرمة و الربیع و الضحاک و السدی و خلق کثیر (روح ص ۲۰ ج ۲) اور قریہ سے مراد بیت المقدس ہے جسے بخت نصر نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ و قال عكرمة و الربیع و ذہب ہی بیت المقدس و کان قد خرج بها یحتمض و هذا هو الکلا شہر (روح ص ۲۱ ج ۳، بحر ص ۲۹۱ ج ۲) سنہ ۱۰۲۰ھ انہوں نے جب اس کی تباہی کا منظر دیکھا تو اظہار تاسف کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا مطلب یہ نہیں کہ انہیں ان کے دوبارہ ہی اٹھنے کا یقین نہیں تھا بلکہ وہ کیفیت اجاڑ کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے۔ فاماتہ اللہ۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیفیت اجاڑ کا مشاہدہ کرانے کے لئے ان پر موت وار و کردی اور وہ پورے سو سال اسی حالت میں زمین کے اوپر ہی پڑے رہے اور سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ حال کم لبشت یہ سوال و جواب اعاطہ صفات سے ان کے عجز کے اظہار کے لئے کیا گیا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے حالت موت کی مدت صرف ایک دن یا اس سے بھی کم بتائی یہ محض ان کا اندازہ اور تخمینہ تھا۔ سو سال کا عرصہ انہیں یک روزہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالت موت میں یہ علیل القدر پیغمبر علیہ السلام اختلاف لیل و نہار اور انقلابات زمانہ سے باطل بے خبر تھا۔ اگر انہیں ان چیزوں کا احساس ہوتا تو مدت کا وہ یہ تخمینہ بیان نہ کرتے بلکہ ان کو پوری مدت کا ٹھیک ٹھیک علم ہوتا۔ اس واقعہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام دنیا میں ہونے والے تمام انقلابات سے بے خبر تھے۔ سو سال کے عرصہ میں نہ تو رات دن کے اختلاف کا ان کو پتہ چلا اور نہ ہی انہیں بیرونی آوازیں سنائی دیں۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ ان کے ابدان باریک میں موجود نہیں رہتیں اور ان کی حیات دنیوی ناسوتی نہیں ہوتی بلکہ برزخی ہوتی ہے۔ سنہ ۱۰۲۰ھ یعنی قم تو پورے سو سال حالت موت میں رہے ہو۔ مگر دیکھ لو اس کے باوجود تمہارا کھانا پینا خراب نہیں ہوا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر اور بوسیدہ نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ آج بھی اسی طرح تروتازہ ہے۔ جس طرح آج سے سو سال پہلے تھا۔ و انظر الی حمادک الخ۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب یہاں سے گزرے تھے اس وقت گدھے پر سوار تھے۔ آرام کرنے کے لئے گدھے کو وہاں چھوڑ کر لیٹ گئے۔ اور حالت نوم ہی میں ان کی روح قبض کر لی گئی۔ اور گدھا بھی مر گیا اور اس اثنا میں اس کا گوشت پوست تو مٹی نے کھالیا۔ مگر ہڈیوں کا ڈھانچہ صحیح سلامت پڑا رہا۔ تو اللہ نے فرمایا اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو تم اسے کس طرح زندہ کرتے ہیں تاکہ تم تمہیں بعث بعد الموت یعنی دوبارہ ہی اٹھتے ہو لوگوں کے لئے دلیل اور برہان بنا دیں۔ و ليجعلک امة للناس و دلالة علی البعث بعد الموت (قرطبی ص ۲۹۴ ج ۳) سنہ ۱۰۲۰ھ انشاء کے معنی ہلانے اور جنبش دینے کے ہیں۔ ہماری قدرت کاملہ کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لو اور مشاہدہ کر لو کہ ہم کس طرح گدھے کی ہڈیوں کو گوشت پوست پہنا کر اور اس میں روح پھونک کر اسے دوبارہ زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دیکھتے دیکھتے ہی گدھے کو زندہ کر دیا۔ سنہ ۱۰۲۰ھ علم سے یہاں علم مشاہدہ اور معانیہ مراد ہے۔ کیونکہ خدا کی قدرت کا علم و یقین تو انہیں پہلے بھی حاصل تھا۔ مگر وہ علم شہود نہیں تھا۔ قال منی امنا خبر عن نفسه عند ما عاين من قدرة اللہ تعالیٰ فی احیائہ الموتی فیتقن ذالک بما مشاہدۃ (قرطبی ص ۲۹۶ ج ۳) سنہ ۱۰۲۰ھ یہ واقعہ بھی پہلے قاعدہ پر متفرع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ اللہ کی قدرت علی الایا کا پورا پورا یقین تھا۔ وہ اس کی کیفیت کا مشاہدہ کر کے مزید اطمینان قلب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا۔ کیونکہ جو علم مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے وہ بدیہی اور ضروری ہوتا ہے اور علم استدلالی سے زیادہ محکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ معناه بلی امت و لکن کاذید سکونا و طمانیۃ بعصامۃ علم السورۃ علم الاستدلال و تظاہر الادلۃ اسکن للقلوب و اذید للبصیرۃ (مدارک ص ۱۰۳ ج ۱) لم یکن ابوا لہم علیہ السلام شاکا۔ احیاء اللہ الموتی فظ و انما طلب المعاینۃ (قرطبی ص ۲۹۶ ج ۳) اللہ تعالیٰ کا یہ سوال کہ کیا تمہیں میری قدرت علی الایا پر ایمان نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب کہ ایمان تو ہے۔ لیکن آنکھوں سے مشاہدہ کر کے مزید اطمینان چاہتا ہوں۔ اس سوال و جواب سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے۔ تاکہ سامعین میں سے کسی کو حضرت خلیل علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ **صَوَّادٌ بِصَوِّ حَسْرَةٍ** سے مراد ہے جس کے معنی ہلانے اور مائل کرنے کے ہیں یعنی چار پرندے ہوا میں اپنے ساتھ خوب مانوس کرلو اور ہلاؤ تاکہ بعد میں پہچانے میں دقت نہ ہو۔ **الْمَعْنَى** املہن الیلک ای اضمہن واجمعہن الیلک (قریبی ص ۳۰۱ ج ۳) ثم اجعل علی کل حمل منہن جن۔ پھر انہیں ذبح کر کے اور ان کے ٹکڑے کر کے ان کے اجزاء کو قرب و جوار کے پہاڑوں پر رکھ دو۔ فقوہ الیلک "علی تادیل الامالۃ و الضم متعلق بصرہن و فی

الکلام منقولہ فاملہن الیلک ثم قطعہن وقرطی ص

۳۰۱ ج ۳ ثم ادعہن یا تینک سعیا پھر انہیں اپنی طرف بلاؤ تو وہ زندہ ہو کر صحیح سلامت دوڑتے ہوئے تمہارے پاس چلے آئیں گے۔ **۱۸** یہ کیفیت دیکھ کر قیس علم شہود حاصل ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے۔ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ مگر وہ کرنا وہی کچھ ہے۔ جو حکمت کے عین مطابق ہو۔ اب آگے پھر انفاق فی سبیل اللہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ مگر پہلے جہاد کا مضمون زیادہ تھا اور انفاق کا کم تھا۔ اب یہاں سے انفاق کا مضمون تفصیل سے بیان ہوتا ہے۔ یہ تفصیل مثل الذین ینفقون سے لے کر وہم لا یخلصون تک چلی گئی ہے۔ یعنی پورے تین رکوعات پر مشتمل ہے۔ پہلے رکوع میں اللہ کی راہ میں حشر کر کے کا ثواب بیان فرما کر خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ رباکاری سے بچنے اور اخلاص کو اپنا معمول بنانے کا حکم دیا ہے۔ اخلاص اور رباکاری کی مثالیں دے کر اخلاص کا اجر اور رباکاری کا برا نتیجہ واضح فرمایا ہے۔ دوسرے رکوع میں حلال اور طیب مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور تیسرے رکوع میں انفاق بطور قرض کی ایک مذموم اور ناجائز صورت سے منع فرمایا ہے۔

سر ترغیب
اخلاص
فی الانفاق ۱۸

۱۸ یہ اخلاص نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں حشر کرنے کی ترغیب ہے۔ جسے ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے یعنی جو لوگ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال حشر کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی زمین میں ایک دانہ بوتا ہے۔ اس ایک دانہ سے سات شاخوں والا پودا بھوٹ نکلتا ہے۔ اور ہر شاخ پر ایک ایک خوشہ ہوتا ہے اور ہر خوشہ میں ایک سو دانہ ہوتا ہے۔ اس طرح ایک دانہ سے سات سو دانہ حاصل ہوا۔ تو جس طرح ایک دانہ زمین میں کا شق ہونے سے سات سو گنا بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کی راہ میں خرچ کی ہوئی دولت کی ایک اکائی (پیسہ) آٹھ سو پیسہ وغیرہ خدا کے یہاں سات سو گنا بڑھ جاتی ہے مثلاً ایک روپیہ خرچ کرنے سے سات سو روپیہ خرچ کرنا کا ثواب ملے گا۔ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ ہمسو میں اخلاص

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ

أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ

اس سے اگلیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے

وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۲۶۱)

اور اللہ بڑا عطا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ نہایت بخشش کرنے والا ہے سب کو جانتا ہے

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا

جو مال خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر

يَتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَتًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ

خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں اس کیلئے ثواب انکا

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۲۶۲)

اپنے رب کے یہاں اور نہ غم ہے ان پر اور نہ غم ہیں ہوں گے۔

قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ

جواب دینا نرم اور درگزر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس

يَتَّبِعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ (۲۶۳) **يَا أَيُّهَا**

کے پیچھے ہو تانا اللہ اور اللہ بے پرواہ ہے نہایت رحیم والا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالْمَنْ وَكَ

ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور

الَّذِي لَا كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ

رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اللہ سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کو اس پر پڑی

منزل ۱

نیت کے ساتھ خرچ کرنے والوں کو سات سو گنا ثواب تو ہر حال میں ملے گا لیکن اگر خرچ کرنے والے کا تقویٰ، اخلاص نیت اور مال کی ہمدردی اور پاکیزگی عام سطح سے بلند ہوگی تو اسے سات سو گنا سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ ای بحسب اخلاصہ فی عملہ (ابن کثیر ص ۳۱۰ ج ۱) المتصدق اذا كان صالحا وادام المال طيبا ويطهعه موضعه فيصير الثواب اكثر (قرطبی ص ۳۰۳ ج ۳) واللہ واسع علیم ○ وہ بڑی وسعت والا ہے اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ جتنا چاہے دے سکتا ہے اور وہ خرچ کرنے والوں کی نیتوں سے بھی آگاہ ہے

موضح قرآن ف - یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بد خوئی پر درگزر کرنی بہتر ہے۔ اس سے کہ دیوے پھر اس کو بار بار دیا دے۔ یہ سمجھے کہ میں نے اللہ کو دیا ہے۔ اس کو کیا پرواہ ہے۔ مگر اپنا بھلا کرتا ہوں۔

ثَرَابٌ فَاصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۝

ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو گر چھوڑا اس کو باطل صاف ہوا

يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا

ماخذ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں

يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ

دکھانا سیدھی راہ کافروں کو مثلاً اور مثال ان کی جو

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور

تَشْبِيهًُا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

اپنے دلوں کو ثابت کر کے ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر

أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْثُهَا ضَعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ

پڑا زور کا مینہ تو لایا وہ باغ اپنا پھل دوچند اور اگر نہ

يَصِبْهَا وَابِلٌ قَطُرٌ ۝ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

پڑا اس پر مینہ تو چھوڑی کافی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے مثلاً

أَيُّودٌ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ تَحْيِيلٍ ۝

کیا پسند آتا ہے تم میں سے کسی کو یہ کہ جو اس کا باغ کھجور اور

أَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا

انگور کا بہتی ہوں تہے اس کے نہیں اس کو اس باغ میں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۝ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ

اور بھی سب طرح کا میوہ حاصل ہو اور آگیا اس پر بڑھاپا اور اس کی

ذُرِّيَّتُهُ ضَعْفَاءٌ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝

اولاد میں ضعیف تب آپڑا اس کا بڑا ہر ایک بگولہ حسین آگ

مثلاً

اسے ابھی طرح معلوم ہے کہ کون کتنے ثواب کا مستحق ہے۔ ۲۷۵ خرچ کرنے کی ترغیب اور خرچ کا ثواب بیان کرنے کے بعد اب ان امور کو بیان کیا جاتا ہے جو مذکورہ بالا ثواب کے استحقاق کے لئے ضروری ہیں۔ مَثَل کے معنی احسان جملانے کے ہیں اور اذی کے معنی تکلیف دینے کے ہیں اور اس سے مراد ہر وہ قول و فعل ہے جس سے متصدقین علیہ (جس کو خیرات دی جائے) کو تکلیف پہنچے مثلاً اسے یہ کہ "یار بڑا بھگڑا لو ہے" چٹ ہی گیا ہے چھوڑتا ہی نہیں۔ "کیسا بڑا کٹ ہے" کتا بھی نہیں۔ "صدقہ کرنے کے بعد لینے والے سے کام کرنا بھی اذی میں داخل ہے۔ اس لحاظ سے احسان جملانا بھی اذی میں داخل ہے۔ مگر احسان جملانے کی بیماری چونکہ عام تھی۔ اس لئے اسے علیحدہ ذکر کیا۔ لہم اجسہم عند ربہم یعنی جو لوگ صدقہ کرنے کے بعد احسان جملاتے ہیں اور نہ ہی کسی اور طریقے سے سائل کو تکلیف دیتے ہیں

صدقہ و خیرات کا ثواب صرف انہیں لوگوں کو ملتا ہے۔ کیوں کہ من ہر اذی دونوں ایسی برائیاں ہیں کہ ان کی وجہ سے صدقہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں رہتا۔ اس لئے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اللہ کے یہاں سے اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا۔ ۲۷۶ قول معروف سے مراد ہے سائل کو نرمی سے مال دینا اور مغفرت سے مراد یہ ہے کہ اگر سائل درشتی سے پیش آئے تو اس سے درگزر کیا جائے اور ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ اسی کلام

مثلاً برائے اخلاص فی الاتقان ۱۲

جیل یودبہ السائل مثلاً یرحمک اللہ و یوزک اللہ انشاء اللہ تعالیٰ اعطیک بعد ہذا دمغفرة اسی ستر لیا قطع من السائل من الاحاف فی المسئلة وغیرہ مما یشغل علی المسئول و صفح عنہ (روح ص ۳۴ ج ۳) واللہ غنی حلیم یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے تمہاری ہی اصلاح و تقویٰ ہے اور وہ بڑا بار ہے۔ گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔

۲۷۷ اب یہاں نہایت تاکید کے ساتھ من اور اذی سے منع فرمایا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ من اور اذی سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ اذی یعنی سائل سے مراد منافق یا مشرک ہے۔ وغالب المغضوبین سنی ات الموادبہ المتناق (روح ص ۳۵ ج ۳) رشاء۔ یعنی کا مفعول لڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک منافق ریاکار کی مثال دے کر ایمان والوں کو سمجھایا کہ جس طرح وہ منافق محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے خیرات کرتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ پر اس کا ایمان ہے اور نہ محاسبہ آخرت پر تو ظاہر ہے کہ رضائے الہی اور ثواب آخرت کی طلب کا تو اس نے دل میں گھسکا تک نہیں ہو گا تو جس طرح اس ریاکار منافق کی خیرات باطل رانیاں اور اکارت ہے اور اس کیلئے کوئی ثواب نہیں۔ اسے ایمان والو! اسی طرح تم بھی اپنے صدقات

موضع قرآن۔ مثلاً اور مثال فرمائی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں سات سو دانے ملے یہاں فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے دانہ بویا پھریں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف رہ گیا اس میں سے کیا اُگے گا۔ مثلاً مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور اس سے مراد تھوڑا مال سو الزینت درست ہے تو بہت خرچ کا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے۔ جیسے غلے میں زمین پر باغ ہے قبا مینہ بر سے اسکو فائدہ ہے بلکہ اس بھی کافی ہے اور نیت درست نہیں تو جتنی زیادہ خرچ کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوہ بھی زیادہ ہے۔ جیسے پتھر پر دانہ تنہا زرد کا مینہ بر سے اور ضرر دکرے کہ مٹی دھوئی جاوے۔

فتح الرحمن۔ مثلاً ترجمہ گوید حاصل این گل آست کل ثمان و مرانی و دنیا می نماید کمال است و در آخرت جملتی شود و بیچ فائدہ نمی دید چنانکہ بر شکی خاک افتادہ باشد و بظاہر چنان می نماید کہ قابل ذرا مست و چون باران بر د و تھوڑو و اللہ اعلم ۱۲ مثلاً ترجمہ گوید حاصل این گل آست کہ عمل اہل اخلاص فائدہ یامید ہر اند سائقین باشند یار از اصحابت مین ۱۲

کوئی اور آدمی کے ذریعے باطل نہ کرو۔ جس طرح اس ریاکار نے ریا کاری سے اپنا عمل باطل کر دیا۔ ۲۴۰ مسئلہ کی ضمیر سے ریاکار خیر کلمہ مراد ہے۔ صفوان کے معنی ہمارا اور صاف پتھر وابل۔ شدید بارش اور صلد۔ وہ صاف پتھر جس پر کوئی گرد و غبار نہ ہو۔ جو شخص ریا کاری سے مال خیر کرتا ہے۔ اس کے عمل کے رائیگاں اور بے نتیجہ ہونے کی مثال یہ ہے کہ جس طرح ایک باطل صاف اور نرم پتھر پر اور اس پر معمولی سی مٹی بوجھ اس پر سخت زور کی ہادش ہو جائے تو وہ پتھر مٹی سے باطل صاف ہو جاتا ہے اور اس پر مٹی کا ایک ذرہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ یہی حال ریاکاروں کے ضمیر مخلصانہ اور ریاکارانہ اعمال کا ہے کہ وہ ریا کاری سے سیلاب میں یہ کرنا شروع ہو جاتے ہیں اور ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ لایق درون علی شہی رما کسبوا ط وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ مگر آخرت میں کوئی چیز ہاتھ نہیں آئے گی۔ واللہ

تلك الرسل ۳ ۱۳۰ البقرة ۲

فَاُخْرِجَتْ كَذَلِكَ يَبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

تَحْجِزُ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ شِرْكُكُمْ ۚ يَوْمَ يَكُونُ لِكُلِّ أُنْفُاقٍ حِسَابٌ ۚ

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

لا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ جن کو اللہ نے عقل و بصیرت کی دولت دی مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور جان بوجھ کر کفر اختیار کیا۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ ایمان کی توفیق نہیں دیتا ہے اور انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ ۲۴۱ ریاکاروں اور منافقوں کی مثال بیان کرنے کے بعد ان مومنین کے صدقات کی مثال بیان فرمائی جو محض اللہ کی رضا جوئی اور تزکیہ نفس حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ابتداء مفعول نہ ہے۔ تشبیہ اس پر معطوف ہے۔ من انفسہم میں من ابتداء یہ ہے یعنی وہ اللہ کی رضا جوئی اور دل کے کامل تین اور ایمان کی وجہ سے خرچ کرتے ہیں۔ وقال الشعب والصدی وقادة البضاد ابن زید والبوصالح وغیرہم وتشبہا معناه وثيقنا اى ان نفوسهم لها بصائر خفي تبثهم على الانفاق في طاعة الله تعالى تشبہا قرطبی ص ۳۱۴ ج ۲ ربوۃ کے معنی ہیں بیل یعنی وہ جگہ جو دوسری زمین کی نسبت کچھ اونچی ہو۔ اور حلق سے یہاں شہم مراد نہیں بلکہ ہلکی اور خفیف بارش مراد ہے۔ والطل المطر الضعیف المستدق من القطر الخفیف قالہ ابن عباس وغیرہ (قرطبی ص ۳۱۴ ج ۳) تیش کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے اور پورے ایمان و اخلاص کے ساتھ مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے صدقات اس طرح بچھوتے پھلتے اور بار بار ہوتے ہیں جیسے ٹیلے پر ایک باغ ہو اور اس پر موسلا دھار بارش برے تو اس باغ کے درخت دگنا پھل دیتے ہیں۔ اور اگر موسلا دھار بارش نہ ہو بلکہ خفیف بارش ہی پڑ جائے تو بھی وہ باغ کافی پھل دیتا ہے۔ اسی طرح اخلاص نیت سے کئے ہوئے صدقات کا اجر خدا کے یہاں کئی گنا ملتا ہے اگر اخلاص اعلیٰ درجہ کا نہ بھی ہو تو مطلق ایمان اور نیت کی درستی بھی صدقات کا ثواب بڑھانے کے لئے کافی ہے۔ واللہ بما تعملون

منزل ۱

موضح قرآن ف اب مثال فرمائی احسان رکھنے والے کی جو اپنی اپنی خیرات کو ضائع کرے۔ جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا تو قح سے کہ بڑی عمر میں کام آوے۔ مین کام کے وقت جل گیا۔ و یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال ملایا ہو۔ حرام کا نہ ہو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دیوے۔ یہ نہیں کہ بڑی چیز خیرات میں لگاوے کہ لینے دینے میں آپ ویسی چیز قبول نہ کرے مگر ناچار ہو کہ کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے محتاج نہیں اور غریبوں والا ہے خوب سے خوب پسند کرتا ہے۔ یعنی جب ل میں خیال آوے کہ مال خیرات میں لے لے لوں تو میں غلظت اور غصہ آوے سببائی پر کہ اللہ کی تاکید نہ کر بھی خرچ نہ کرے تو جان یوے کہ یہ شیطان کی طرف سے آیا اور جب خیال آوے کہ خیرات سے گناہ بچنے جاویں گے اور اللہ کے ہاں ملی نہیں جائے گا تو اور دے گا تو جان کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا۔

فتح الرحمن ف حاصل اس میں انست کہ عمل مان و مرانی در وقت شدت احتیاج جسطہ شود چنانکہ بوستان اس شخص در وقت شدت احتیاج بسوخت ۱۲

بصیرہ اس لئے وہ غلص اور ریاکار کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ ۲۵۵ یہ ریاکاروں کے اعمال کے ضائع اور بے نتیجہ ہونے کی دوسری تفسیل ہے یعنی ایک آدمی جو بڑا بڑا کام کرے اور روزی کمانے کے لائق نہ رہا اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوں جو ابھی کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اس کا ایک کچھروں اور انگوڑوں کا سرسبز و شاداب باغ ہو اور اس کو بگولہ جلا دے یعنی عین اس وقت وہ باغ جل کر تباہ ہو جائے۔ جب کہ مالک اس کے بچل کا سمت محتاج ہو یہی ریاکاروں کے اعمال کا حشر ہو گا۔ کہ میدان حشر میں جب ان کی سخت ضرورت ہوگی۔ وہ کام نہیں آسکیں گے۔ کیونکہ وہ تو دنیا ہی میں ریاکاری کے بگولوں سے جل کر رکھ ہو چکے ہوں گے۔ کذا اللہ یبین السنہ۔ اللہ تعالیٰ اس طرح نقیلات کے ذریعے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو اور انجام سوچ کر کوئی قدم اٹھاؤ۔ ۲۵۶ یہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں حلال و حلیہ اور عمدہ چیزیں خرچ کرو۔ مال حرام اور بے کار چیزیں خدا کی راہ میں نہ دو۔ یہاں امر و وجوب کے لئے ہے اور اس سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عیدہ سلمانی اور ابن سیرین سے منقول ہے۔ عن عبیدۃ السملانی قال سالت علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ عن هذه الآية فقال نزلت فی الزکاة المفروضة (روح ص ۳۹ - ج ۳) فقال علی بن ابی طالب و عبیدۃ السملانی دابن سیرین ہی الزکاة المفروضة (قرطبی ص ۳۲۰ - ج ۳) ما کتبتم سے مال تجارت اور ما اخرجنا لکم من الارض سے زمین کی پیداوار مثلاً غنہ اور معدنیات وغیرہ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ جس طرح مال تجارت میں فرض ہے۔ اسی طرح زمین کی پیداوار میں بھی فرض ہے۔ والقصیل فی کتاب الفقه ۲۵۷ لا یتیموا۔ یتیم سے ہے جس کے معنی قصداً اور ارادہ کرنے کے ہیں یہ اصل میں لا یتیموا انما۔ ایک تار بطور تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ منہ تنفقون کے متعلق ہے اور یہ یتیموا کے قائل سے حال مفروضہ ہے۔ ای لا تقصدوا الخبیث فاعلیین الانفاق منہ اور دستم باخذیہ تنفقون کی ضمیر سے حال ہے اور الخبیث سے بیکار اور رومی چیز مراد ہے۔ الخبیث امی المر دمی (روح ص ۳۹ - ج ۳) یعنی رومی اور گھٹیا چیزیں خدا کی راہ میں دینے کا ارادہ تک مت کرو۔ اپنا حال ہی دیکھ لو اگر تمہیں تمہارے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی رومی چیز دے دی جائے تو اسے لینے کے لئے تیار نہیں ہو اور لطیف خاطر سے قبول نہیں کرتے ہو تو پھر خدا کی راہ میں ایسی ناپسندیدہ چیزیں کیوں دیتے ہو۔ واعلموا ان اللہ غنی حمید ○ اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں وہ ان سے بے نیاز ہے یہ احکام محض تمہاری بھلائی اور بہبود کے لئے نازل کرتا ہے۔ اور وہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اس لئے اس کمال کے نام پر عمدہ سے عمدہ اور پاکیزہ تر چیزیں قربان کرو۔ نہ کھٹیا اور بے کار چیزیں۔ ۲۵۸ یحد۔ وعدہ سے شتی ہے اور وعدہ اصل لغت کے اعتبار سے خیر و شروؤں میں مستعمل ہے۔ یہاں بقرنیہ بالبعد ثمر کے لئے ہے اور اس کے معنی تخویف یعنی ڈرانے کے ہیں اور الفخا ہر بری خصلت کو کہتے ہیں۔ گریہاں اس سے بخل مراد ہے۔ ای الخصلة الفحشاء وہی البخل و مترک الصدقات (روح ص ۴۰ - جلد ۳) المراد بھانی هذا الموضع البخل (جصاص) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقہار سے یہاں بخل مراد ہے اور باقی اکثر جگہوں میں اس سے زنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارے دلوں میں یہ دوسرا ڈالتا ہے کہ اگر مال خرچ کریں گے تو دولت کم ہو جائے گی اور غلص ہو جاؤ گے۔ اس قسم کے دوسرے ڈال کر بخل اور گنجوسی پر اکساتا ہے۔ واللہ یحدکم مغصرة منہ و فضلاً لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے پر گناہوں کی معافی اور دولت میں اضافہ کا وعدہ فرماتا ہے۔ واللہ واسع علیم ○ اللہ تعالیٰ رحمت والا ہے وہ خرچ کرنے کی ہمت اور خرچ کرنے پر فراموشی عطا کرتا ہے۔ اور وہ غیب و شہادت کا جاننے والا ہے اسے معلوم ہے کہ کون خرچ کرتا ہے اور کہاں اور کس نیت سے خرچ کرتا ہے۔ والمراد ہنا انہ سبحانہ و تعالیٰ یحیی من سعة و یجلم حیث یضع ذالک و یعلم الخیب و الشہادة (قرطبی ص ۳۲۹ - ج ۳) حکمت سے مراد دین و دنیا کی صحیح سمجھ ہے جو ہر قول اور عمل میں انسان کی صحیح راہنمائی کرے قال مجاہد الاصابة فی القول و الفعل (قرطبی ص ۳۳۰ - ج ۳) عن مجاہد انہ الاصابة فی القول و الفعل (روح ص ۴۱ - ج ۳) دولت کو صحیح مصارف میں خرچ کرنے اور دیگر افعال اقوال میں ہر لحاظ سے صحیح اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی سمجھ اور حکم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان دینی اور دنیوی فوائد حاصل کر سکتا اور دونوں قسم کے نقصانات سے بچ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حکمت کو خیر کثیر فرمایا۔ ۲۵۹ یتیمو فیحیت سن تو ہر کوئی یتیم ہے مگر اس سے نادمہ دمی لوگ اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ نے حکمت اور عقل دی۔ ۲۶۰ تم جو صدقہ کرتے ہو خواہ فرضی ہو خواہ غنی۔ اللہ کی راہ میں یا شیطان کی راہ میں تمہارا ہونا یا نہ ہونا اسی طرح تم ہوندریں مانتے ہو خواہ وہ اللہ کی تعظیم و رضا کے لئے ہوں خواہ غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کیلئے۔ اللہ ان سے سبغ نہیں سب کو مانتا ہے اور ہر ایک پر اس کے مطابق جزا دے گا۔ وما انفقتم من نفقة فی سبیل اللہ ادنی سبیل الشیطان او نذرتم من نذر فی طاعة اللہ ادنی معصیۃ فان اللہ یعلمہ لا یخفی علیہ دھو مجازیک علیہ (دارک ص ۴۰ - ج ۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نذر کے معنی آتے ہیں ایک معنی شہور جس کا صلہ آتا ہے۔ دوسرا معنی ہمد و پیمان کرنا جس کا صلہ الی ہوتا ہے یہاں معنی ثانی مراد ہے تاکہ حدیث کی مخالفت لازم نہ آئے کہ نذر سے بخل کمال خرچ کرنا ہوتا ہے لہذا معنی یوں ہونے کو ہم ہمد و پیمان کرنے کو کم حد کے واسطے دو گے لہذا عہد پورا کرو اور مال دو۔ ۲۶۱ خدا کے احکام کو ٹھکرا کر اپنے حق میں نا انصافی اور ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں اس ظلم کے بدلہ عذاب الہی سے بچا سکے نہ بدریہ و طاقت نہ بدریہ و سفاقت نہ ای احوان یعودونہ من یأس اللہ تعالیٰ لا شفاعۃ ولا مداخلۃ (روح ص ۴۳ - ج ۳) ظالمین کا لفظ عام ہے تمام ریاکار خیرات کے احسان قبول کرنے والے اللہ کی راہ میں گھٹیا چیزیں دینے والے۔ ناجائز مصارف میں دولت خرچ کرنے والے بخلاف ثریبعت نذیر منیت ماننے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کر کے نیکو اعمال سے نفع حاصل ہیں غیشیل المنفقین بالریاء والامن والاذی والمتخرین للخبیث فی الانفاق والمنفقین فی باطل و الناذرین فی معصیۃ المتنبین عن اد امانتہ و انی حق و الباخلین بالصدقة معاناتہم اللہ تعالیٰ من فضله (روح ص ۴۳ - ج ۳) صدقات سے یہاں جہور کے نزدیک نفی صدقات مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر نفی صدقات ظالمین غریبوں کو دیئے جائیں تو یہ بھی اچھا ہے کیونکہ اس سے دوسروں کے دلوں میں بھی خیرات کا جذبہ پیدا ہو گا۔ اور اگر نفی صدقات پوشیدہ طور پر مستحقین کو دے دیئے جائیں تو یہ غلامیہ دینے سے بہتر ہے کیونکہ اس طرح عمل ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے لیکن اعمال مفروضہ مثلاً زکوٰۃ۔ صوم رمضان اور فرض نماز کا اظہار بہتر ہے تاکہ ترک فرض کے الزام سے محفوظ رہے۔ والمراد من الصدقات علی ماذہب الیہ جہود المفسرین صدقات التطوع (روح ص ۴۴ - ج ۳) ذہب جہود المفسرین

اِنَّ اِنَّ هَذِهِ الْاَيَةُ فِي صَدَقَةِ الْفُقَرَاءِ لَانِ الْاَخْفَاءَ فِيهَا اَفْضَلُ مِنَ الْاِظْهَارِ وَكَذَلِكَ سَائِرُ عِبَادَاتِ الْاَخْفَاءِ اَفْضَلُ فِي تَطَوُّعِهَا لَا تَقْنَاءَ الرِّبَا عَنْهَا وَلَيْسَ كَذَلِكَ الْوَاجِبَاتِ قَالَ الْحَسَنُ اِظْهَارُ الزُّكُوَّةِ اَحْسَنُ وَاَخْفَاءُ الْمَطْرُوعِ اَفْضَلُ (قرطبي ص ۳۲۲-ج ۳) القول الاول وهو قول الاكثرين ان المراد منه صدقة التطوع قالوا لان الاخفاء في صدقة التطوع افضل والظهار في الزكاة افضل (كبير ص ۵۱۹-ج ۲) ويكفر عنكم من سيئاتكم ان يكمون في بركات من الله تعالى خطا من معاف كردے گا۔ واللہ بہا تحملون خبیس اللہ تعالیٰ نے اپنے عار الغیب خیر وعبیر اور حاضر و غایب ہونے کے نظریے کو بار بار دہرایا ہے کیونکہ انہوں نے مجھے کاسب سے زیادہ موثر اور کیریئر سنجی ہے بعض مسلمان اس خیالی سے اپنے کافر شر واوروں کو صدقہ نہیں دیتے تھے کہ شاید تلک سنی اور سنی کی وجہ سے ایمان لے آئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر صدقہ نہ دیا کرو باقی رہی اہل بدعت تو تم ان کے دمدار نہیں ہو۔ وہ اللہ کے امتیاز سے

البقرة ۲

۱۳۲

تلک الرسل ۳

فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۚ (۲۰) ^{تو بیشک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں}

تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَيَعْمَأَهِمْ ۖ وَإِنْ تَخَفَوْهَا ^{ظاہر کر کے اور خیرات سے تو کیا ابھی بات ہے اور اگر اس کو بچھاؤ}

وَتَوْتَوْهَا الْفُقَرَاءَ ۖ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَيُكَفِّرُ ^{اور فقیروں کو پہنچاؤ}

عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۚ (۲۱) ^{بہرحال اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے}

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ ۚ وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِسْكُمْ ۖ وَمَا ^{پہراؤر نہیں ان کو راہ پر لانا اور لیکن اللہ راہ پر لادے جس کو}

تَنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۖ وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ ^{چاہے تم اور جو کچھ حسنہ کر کے تم مال سوا اپنے ہی واسطے نہ جب}

خَيْرٍ يُؤْتِي الْيَتَامَىٰ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ ۚ (۲۲) ^{بلکہ کہ خرچہ کر کے اللہ ہی کی رضا جوئی میں اور جو کچھ خرچ کر کے}

الَّذِينَ أَحْصَوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا ^{خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا خیرات ان فقیروں}

فِي الْأَرْضِ يُحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ ^{کے لئے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں مل جیل پھر نہیں سکتے}

تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْخَفَاءَ ۖ وَ ^{مک میں سے سمجھے ان کو نادانوں مالدار ان کے سوال نہ کرنے سے}

تَوْهَجَاتُهَا ۖ لَكُمْ أَنْ تَسْأَلُوا النَّاسَ الْخَفَاءَ ۖ وَ ^{تو پہچانتا ہے انکو ان کے چہرے سے نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر اور}

منزل ۱

بچے پاتا ہے دیتا ہے۔ کات ناس من الانصار مهم قرایات من بنی قریظہ والضمیر وکانوا لا یصدقون علیہم رعبہ منهم فی ان یسلوا اذا احتاجوا شرت الایۃ بسبب ادلتک (قرطبی ص ۳۳۰-ج ۳) سے تمہارے صدقہ سے اگرچہ تمہاروں کو فائدہ پہنچتا ہے مگر یہ فائدہ دینی اور فانی ہے ان سے اصل فائدہ تو تم انہما کے جب آخرت میں ان صدقات کا ثواب میں ملے گا۔ و ما تنفقون یہ لفظا خبر ہے کہ معنی یہی ہے یعنی تم اللہ کی رضا جوئی کے سوا کسی اور غرض سے نہ دیتا ہو اور دینہ کے لئے خیرات مت کرو۔ الثانی انہ ہذا ان کلمات ظاہرہ خبر الا ان معنایہ ای لا تنفقوا الا ابتغاء وجه الله (کبیر ص ۵۲۳-ج ۲) و ما تنفقوا ای یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے اور اس میں انفرادیت کی ترغیب ہے مطلب یہ کہ انفرادیت سے تمہارا خرچ کیا ہوا مال بنگل نہیں جائے گا بلکہ تمہیں اس کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا اور تمہاری ذمہ داری بھی نہیں ہوگی۔

۲۰ للفقراء مند و حذف کی خبر ہے۔ ای ہذا الصدقات للفقراء (مدارک ص ۱۰۷-ج ۱) یعنی ان صدقات کے اصل مستحق تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ مراد مجاہدین اور طالبان جہاد دین ہیں۔ جنہیں دین کے کاموں سے اتنی فراغت نہیں ملتی کہ وہ خود روزانہ کی کمیس۔ اصل میں یہ آیت اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ یہ کم و بیش تین سو فقراء مجاہدین تھے جن کا کوئی کاروبار نہیں تھا۔ یہ لوگ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور علم دین حاصل کرتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے۔ بحسبہم الجاہل یہ فقراء و محتاج مجاہد اور طالب علم چونکہ گداری نہیں کرنے اور لوگوں سے بھیک نہیں مانگتے، اس لئے جو لوگ ان کے حال سے واقف نہیں ہیں وہ انہیں دولت مند سمجھتے ہیں۔ تعزیرہم بسببہم۔ یہاں کے معنی ملامت اور نشانی کے ہیں۔ اور الخاف کے معنی ہیں اصرار اور الحاح یعنی مانگنے میں ضد کرنا اور لئے بغیر طلب یہ ہے کہ ان کی عقلی ان کے چہرے کی ظاہری حالت۔ ان کی عاجزی اور انکساری سے معلوم ہو سکتی ہے بڑا وہ کسی سے گزارش سوال نہیں کرتے۔ الخاف۔ سوا کا حذف کی صفت ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ الحاح و اصرار سے سوال نہیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ضرورت بغیر الحاح سوال کیا جائے تو جائز ہے مگر یہاں کہ سورۃ توبہ کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے لَا عَلَى الدِّينِ إِذَا مَا أُولَئِكَ يَخْلِفُ قُلْتُ لَا أَجِدُ

موضح قرآن ۱ یعنی منت قبول کی تو واجب ہو گئی۔ اب ادا نہ کرے تو گنہگار رہے۔ نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیے۔ مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے نفل شخص کو دوں تو مختار ہے۔ ۱ اگر نیت دکھاوے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے اور دوس کو شوق آوے اور چھی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرمادے

فتح الرحمن ۱ یعنی بسبب اشتغال بمجاہد کسب کروں فی تواتر ۱۲

یہ کتاب کیلئے دوسری ہدایت ہے یعنی اگر کتاب سے ایسی تحریر لکھنے کو کہا جائے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ یہاں یہ ہدایت فرمائی کہ تحریر لکھوانے کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس نے دوسرے کا قلم دینا ہو، کیونکہ یہ تحریر نیز لفظ اقرار ہے اور اقرار اسی کی طرف سے ہوتا ہے جس کے ذمہ کچھ واجب الادا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی یقین فرمادی کہ جس کے ذمہ حق ہو۔ دستاویز لکھوانے وقت اسے خدا غوثی سے کام لینا چاہیے اور جتنا اس نے دوسرے کا دینا ہے وہ صحیح صحیح لکھنا چاہیے اور اس میں ذرہ برابرٹی نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے ذمہ حق ہو اگر وہ کم فہم ہو یا بہت بوڑھا ہو یا کسی اور وجہ سے دستاویز لکھوانا مشکل ہو مثلاً گونا گوار یا زبان نہ جانتا ہو وغیرہ تو پھر اس کی طرف سے اس کا ولی عدل وانصاف سے دستاویز لکھوانا صاحب حق کے حوالے کرے ۵۲۔ یہاں شہادت کے احکام بیان فرمائے ہیں یعنی مذکورہ بالا معاملہ میں تحریر پر دو گواہ بھی بنا کر آیت میں خطاب نمونوں کو ہے اور ایمان والوں کو لکھنا ہے کہ وہ اپنے مردوں میں سے دو گواہ منتخب کریں اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ گواہوں کا مسلمان ہونا بالکل مرد اور آزاد ہونا شرط ہے و فی ذکر الرجال مضافاً الی ضمیر المخاصین دلالة علی اشتراط الاسلام والبلوغ والذکر فی الشاہدین والحق یہ کہ المتباہرین الرجال الکاملین (روح ۳ ج ۳۵)

البقرة ۲

۱۳۶

تلک الرسالۃ

إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

اس کی میعاد تک ۵۳۔ اس میں پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کو

تَدِيرُ وَنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا

اور ذمہ دیک ہے کہ بڑے میں نہ پڑو ۵۴۔ مگر یہ کہ سودا ہو یا حقوں ہاتھ

وَأَشْهَدُ وَإِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا

اور گواہ کو سب کو جب تم سودا کرو ۵۵۔ اور نقصان نہ کرے لکھنے والا اور نہ

شَهِيدٌ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا

گواہ اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو

اللَّهُ وَيَعْلَمِ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۵۶

اللہ سے اور اللہ تم کو سب کچھ جانتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ۵۶۔ اور اللہ

كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ

تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو کرو

مَقْبُوضَةً فَإِنْ مِنْ بَعْضِكُمْ بَعْضًا فُلْيُودِ

ہاتھ میں رکھنی چاہیے ۵۷۔ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے کہ پورا ادا

الَّذِي أَوْثَقَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا

کرے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو سب سے اس کا

تَكْتُبُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُبْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ

مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص اس کو چھپا دے تو بیشک گناہگار ہے

قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۵۸

دل اس کا ۵۸۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو

منزل ۱

استحبابی ہے دلائل و کتابت ولا شہید یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔ دستاویز لکھنے والے اور گواہ کو اس سلسلہ میں تکلیف نہ دی جائے مثلاً اگر کوئی کاتب یا گواہ کسی مجبوری کی بنا پر یہ خدمت انجام دینے سے قاصر ہو تو اسے اس پر مجبور نہ کیا جائے یا کاتب اور گواہ کو بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ تم نے یہ معاملہ کیوں لکھا یا تم نے اس بارے میں کیوں گواہی دی ۵۹۔ اگر تم ایسا کرو گے اور دوسروں کو ضرر پہنچانے سے باز نہیں رہو گے تو یہ تمہاری طرف سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہوگی اسلئے تم اللہ کے احکام کے بارے میں اس سے ڈرتے رہو اور یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ تمہیں احکام دین سکھاتا ہے اور اس کا اسے حق پہنچتا ہے کیونکہ

موضح قرآن ۸ اس آیت میں دو چیز کا تعقیب فرمایا ایک تو مدسے کے معاملہ کو لکھ رکھنا کہ اس میں چھپنے نہ ہو اور اپنے تئیں شہرہ نہ پڑے اور شاہد کو لکھ کر یاد آوے۔ دوسرے یہ کہ شاہد کو لینا ہر معاملہ پر دومر دیا یک مرد اور دو عورتیں جنہو ہر کوئی پسند کرے اور تعقیب فرمایا کو نویندہ اور شاہد نقصان کسی کا نہ کریں جو حق واجب ہے سو ہی ادا کریں اور لکھنے میں جو دین والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اس کا کوئی بزرگ کہے اگر اس کو عقل نہ ہو۔

۳ ج ۳۵ ای من رجال المؤمنین والحق یہ کہ المتباہرین الرجال الکاملین (روح ۳ ج ۳۵) الاسلام (مارک ص ۹۱ ج ۱) اگر گواہی کیلئے دومر و میرزا آسکیں تو ایک مرد کیساتھ ایسی دو عورتوں کو گواہ بنایا جائے تو قابل اقامہ ہوں۔ عورتوں پر چونکہ نسیان غالب ہوتا ہے اسلئے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلاوے۔ شہداء کا لفظ یہاں عام ہے اور جو لوگ کسی معاملہ میں گواہ بن چکے ہوں یا انہیں گواہ بننے کیلئے کہا جائے دونوں کو شامل ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ اذما دعوا لاداء الشہادة او لتقبلها (روح ۳ ج ۳۶) مطلب یہ ہے کہ اگر گواہوں کو گواہی دینے کیلئے یا کسی معاملہ میں گواہ بننے کیلئے بلایا جائے تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہیے ۵۹۔ مکتوبہ میں ضمیر مفعول دین یا قی کی طرف راجع ہے اور ضمیر او کبیرا دونوں اس سے حال ہیں یعنی دین اور احوال کا معاملہ ہر حال میں لکھ لیا کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا شخص سستی کی وجہ سے اس میں کوتاہی نہ کرو انی اجلہ میں الی معنی میں ہے یعنی تحریر میں ادا رہتی کی آخری مدد بھی لکھو ۶۰۔ ذالک سے لکھنے کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے معاملہ کو لکھ لیا زیادہ سے زیادہ قرین انصاف ہے اور اس طرح گواہی بھی ہر قسم کے رد و بدل سے محفوظ رہے گی اور معاملہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہے گا الا ان تكون تجارة حاضرة یہ ماقبل سے استثناء ہے۔ پہلے بیان فرمایا کہ اگر کسی لین دین کے معاملہ میں قیمت یا مبیع احوال ہو تو اس کے متعلق ایک دستاویز لکھ لیا یہاں فرمایا کہ اگر سودا دست بہ دست ہو اور کوئی چیز احوال رہے ہو تو پھر لکھنا ضروری نہیں۔ اہم حاکم کے علاوہ باقی قراء نے تجارت کو مرفوع پڑھا ہے اس صورت میں کاتب نام ہوگا اور تجارت اس کا فاعل ہوگا۔ اہم حاکم کی قراءت میں تجارت منصوب ہے اور کون کی خبر ہے اس کا حکم اس میں غیر مترتب ہے جس کا مرجع قراء کے نزدیک تجارت مؤخر ہے بعض کے نزدیک اس کا مرجع معاملہ ہے جو سیاق کلام سے معلوم ہے (روح ص ۶۱ ج ۳) فقال !شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ الضمیر یجوز الی اجمع والتمن جمیعاً و حصل التجار علیہا بتقدیر ذات ای الا ان تكون ذات البیع تجارة حاضرة ۶۱۔ بعض مفسرین نے اس حکم کو معاملہ بالذین خصوص کیا ہے اور بعض نے اسے عموم پر عمل کیا ہے ہر حال یہ حکم جمہور کے نزدیک

ساقیہ پر پڑتی دین مکتبی ۱۰

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدُّوْا كَمَا فِي أَنْفُسِكُمْ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے شے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے ہی بات

أَوْ تَخْفَوْهُ لِحَاسِبِكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ

یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اگر تم سے اللہ چھپنے کا جس کو چاہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

أَمَّا الرُّسُلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَ

ان پر رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور

الْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَكِتَابِهِ

مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اس کی کتابوں کو

وَرُسُلِهِ لَا تَفْرِقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ قُفْ وَقَالُوا

اور اے رسولوں کو کہتے ہیں ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیروں میں سے ہٹا اور کہہ اے

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا

اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی سے کہ اگر جھوٹا اس کی گواہی دے گا اس نے کیا اور اسی پر پڑتا

مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا

ہے جو اس نے کیا۔ اے رب ہمارے نہ بڑھو ہم کو اگر بھولیں یا جو گنہگار ہیں

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا أَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ

اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے

مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ

لوگوں پر شے اے رب ہمارے اور نہ اٹھانا جسکی ہم کو طاقت نہیں ہے

منزل

وہ دین دنیا کی تمام مصلحتیں بخوبی جانتا ہے۔ شے یعنی اگر حالت سفر میں کسی سے معاملہ بالبدین کرو (ادھار خرید و فروخت کرو) اور دستاویز لکھنے والا نمل کے تو حیرت کے ذمہ داری ہے اس سے کوئی چیز مثلاً زیور وغیرہ رہن رکھ لو تا کہ تمہیں اطمینان ہو جائے اور حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے دھنی کے بعد متناسب سے اللہ محذوف ہے یہاں سفر کی قید اتفاق ہے احترازی نہیں ہے کیونکہ سفر میں بہ احتمال قوی ہے کہ کاتب میرزا آگے اسلئے رہن رکھنا حالت سفر سے مخصوص نہیں بلکہ حالت حضر میں بھی جائز ہے اسی طرح اگر لکھنے والا بھی مل جائے تو بھی رہن رکھنا اور لینا جائز ہے انفق الفقہاء الیوم علی ان الدھن فی السفر والحضر سواء و فی حال وجود الکاتب وعدمہ (کبریہ ۵۵۸ ج ۲) شے امانت سے یہاں وہ حق مراد ہے جو دیون کے ذمہ واجب الادا ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے کو امین سمجھ کر اس سے ادھار خرید و فروخت کرتا ہے اور اس سے کسی قسم کی دستاویز نہیں لیتا نہ کسی کو گواہ بناتا ہے اور نہ ہی کوئی چیز بطور رہن اس سے لیتا ہے اپنے پاس بلکہ اسکی امانت و دیانت پر اعتماد کرتے ہوئے معاملہ کرے تو دوسرے شخص پر لازم ہے کہ وہ اسکا حق ادا کرے اور خدا سے ڈرے نہ اس کے حق میں کمی کرے اور نہ ادا کرتے میں ٹال ٹول سے کام لے الذی اتقن خلیوۃ کا فاعل اور امانتہ اسکا مفعول ہے۔

شے یہ گواہوں کیلئے ہدایت ہے کہ جب وہ کسی معاملہ میں گواہ بن جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح صحیح گواہی دیں اور اسکا کوئی جھوٹا کھپا کر یا اس میں ترمیم کر کے کسی کو نقصان نہ پہنچائیں جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کوئی معمولی گناہ نہیں کرتا بلکہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شخص کا

سراغدار
میں تقریباً
دابلہ ۱۲

کادول مجرم ہے کیونکہ جنگ دل میں کسی فعل کا ارادہ پیدا نہ ہوا سوت تک اعتنا سے کوئی فعل سرزد نہیں ہو سکتا اور دل چونکہ تمام بدن کا مدبر اور بادشاہ ہے اسلئے اسکا جرم بھی بہت بڑا ہوگا۔ لکنہ اشرف الاجزاء اور دیکھا دیکھلہ اعظم من افعال سائر الجوارح فیکون فی الکلام تنبیہ علی ان الکتمان عن اعظم الذنوب (روح ص ۶۳ ج ۳) اللہ تعالیٰ تمہارے فعل سے بے خبر اور واقف ہے وہ تمہارے ارادے کو بھی جانتا ہے اسلئے وہ ضرور تمہارے اعمال کی تمہیں جزا دیگا یہاں پر امور انتظامیہ کا بیان ختم ہو گیا اب آگے توجید پر چلتی دلیل عقلی پیش کی گئی ہے۔

سریعاً اس کو
توجید پر چلتی دلیل
عقلی پیش کی گئی ہے

توجید پر چلتی عقلی دلیل

اس سے پہلے سورت کے مختلف حصوں میں تین دفعہ دہرائی توجید مذکور ہو چکا ہے اور ہر جگہ اسے عقلی دلائل سے مدلل کیا گیا ہے دعویٰ توجید کو بار بار دہرانے کی وجہ بھی مذکور ہو چکی ہے یہاں سورت کے آخری رکوع کی ابتداء میں دعویٰ توجید عقلی دلیل پیش کی گئی ہے شے یہ ایک ایسا جامع جملہ ہے کہ یہ ساری کائنات کو شامل ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں ہوتی اور اللہ خبر ہے جسے افادہ حصر کیلئے مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے یعنی ساری کائنات پر تمنا اللہ ہی کا قبضہ ہے اور ہر جزا اسی ہی کے تصرف و اختیار میں ہے اور انہیں کوئی اسکا شریک نہیں ہذا عبادت بھی اسی ہی کو اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارو شے یہاں ما سے مراد اعتقادات اختیار کیا کر و سادس کیونکہ ابداء اور اختفا دونوں میں اختیار فاعل کو دخل ہے اور وسادس خود بخود دل میں آنے میں فاعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اسلئے وسادس پر کوئی مؤخذہ نہیں کیونکہ وہ اس آیت کے تحت داخل ہی نہیں ہیں فیحضرہا یتنآ الخ۔ محاسبہ کے بعد جسے وہ چاہے گا محض اپنے فضل احسان سے معاف کر دے اور جسے چاہے گا قانون مدل و حکمت کے تحت

۳ مسئلہ توجید
ماننے کے بعد
سے دعا مانگنے
کے طریقے
تعلیم ۱۲

ترتیباً اس سورت جلیلہ میں اللہ تعالیٰ توجید و رسالت نماز، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، جہاد، اتفاق اور حرمت، ربا وغیرہ احکام بیان فرماتے ہیں اب سورت کے اختتام پر ارشاد فرمایا کہ خدا کا پیغمبر اور تمام مومنین ان احکام

موضع قرآن و یہاں سے معلوم ہو کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہو گا یہ سنکر اصحاب نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو۔ بلکہ قبول رکھو اور اللہ سے مدد چاہو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لاتے اور قبول کیا۔ اللہ کے ہاں یہ بات پسند ہوتی تب اگلی دو آیتیں آئیں۔ ان میں حکم آیا کہ مقدور سے یا ہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال کرے گناہ کا اور عمل میں نہ لائے

فتح الرحمن ۱۲ یعنی اگر تم نفاق و اخلاص و حدود نصیحت و دل آن از تم حدیث نفس ۱۲ و ۱۳ یعنی بعض را معتقد بعض را منکر فی ہاشم ۱۲

کو دل وہاں سے تسلیم کر چکے ہیں۔ اور علی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہیں آگے اسکی تدفیل ہے بھل امن باللہ و ملککته و حکمتہ الخ خدا کا پیغمبر اور سارے کے سارے مومن خدا کی توحید پر ایمان لائے ہیں۔ خدا کے فرشتوں، اسکی کتابوں اور اسکے تمام رسولوں کے برحق ہونے پر بھی ایمان لائے ہیں۔ رسولوں کے درمیان تفریق کی نفی سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام رسولوں کو مانتے ہیں ایسا نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں جس طرح عیسائیوں نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور پیروؤں نے آپ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی انکار کیا ﷺ قالوا کا عطف امن پر ہے پہلے انکے ایمان کا ذکر فرمایا۔ یہاں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا تذکرہ کیا۔ وہو حکایتہ لامتناسلہم اکادامہ والنواھی اشحکایہ ایمانہم (روح ۶۸ ج ۳) سمعنا کے معنی اجبنا کے ہیں اور غفر انکے سے پہلے طلبنا فعل ممدون ہے فالذہ البشیر رحمہ اللہ تعالیٰ بعض مفسرین نے اغفر ممدون مانا ہے یعنی وہ سب زبان سے اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم نے تیرے تمام احکام قبول کئے اور تیری محفل اطاعت

تلک الرسالہ ۳ ۱۳۸ ال عمران ۳

وَاعْفُ عَنَّا ذُنُوبَنَا وَاعْفُ لَنَا ذُنُوبَنَا وَارْحَمْنَا ذُنُوبَنَا أَنْتَ مَوْلَانَا

اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تویی ہمارا رب ہے

فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۸۹﴾

مدد کر ہماری کافروں پر

سُورَةُ الْاٰنْشُرَاتِ مَدَنِيَّةٌ رَّوَاهُ فَا نَا اَبِي وَ عَشْرُونَ كُوْنَا

سورۃ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اس میں سو آیتیں ہیں اور بیس رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو ہے مددہرمان نہایت رحم کرنے والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿۲۹۰﴾ نَزَلَ

سہ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھانے والا آماری

عَلَيْكَ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

تجہ پر کتاب سچی سہ تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی اور

أَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿۲۹۱﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى

اتارا توریت اور انجیل کو اس کتاب سے پہلے لوگوں کی

لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ﴿۲۹۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

ہدایت کے لئے اور امارے فیصلے سے بے شک جو منکر ہوئے

بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۲۹۳﴾ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ

اللہ کی آیتوں سے انکے واسطے سخت عذاب ہے۔ اور اللہ زبردست ہے

ذُو انْتِقَامٍ ﴿۲۹۴﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْعَلُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

بدل لینے والا سہ اللہ پر جیسی نہیں کوئی چیز زمین میں

وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿۲۹۵﴾ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ

اور نہ آسمان میں سہ وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس

منزل

سج ۸

کا عہد کیا اور ہم تجھ سے معذور گذری درخواست کرتے ہیں اور اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر ہم نے تیرے سامنے حاضر ہونا ہے ﷺ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عام قانون ہے کہ وہ کسی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور اس سے ایسے احکام کی تعمیل کا مطالبہ نہیں کرتا جو اسکی طاقت سے باہر ہوں۔ اس سورت کے تمام احکام انسان کے دائرہ قدرت میں داخل ہیں اور اس میں کوئی ایسا حکم نہیں جس کی تعمیل انسان کیلئے ناممکن ہو کیونکہ تمام مومنین ان احکام کو دل و جان سے قبول کر کے انہیں علی زندگی میں اپنا معمول بنا چکے ہیں دعا دعا کسبت و علیہا ما اکتسبت یہ ایک دوسرا قانون ہے کہ ہر آدمی کو اسکے اپنے ہی نیک اعمال کا نفع پہنچے گا اور ہر شخص اپنے ہی بد اعمال کی سزا پائے گا ﷺ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بھی قالوا کے تحت داخل ہے اور مومنین کی بقیہ دعاؤں کی حکایت ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دعا کی تعلیم ہے اور اس سے پہلے تو لوگوں کو معذرت ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو تعلیم دے رہا ہے کہ اس طرح دعا مانگا کرو۔ اور زبان سے یہاں ترک اور خطائے عصبیان مراد ہے۔

لرأد من الاول للترك..... والمراد من الثاني العصيان روح جہنم والقول المأني في تفسير النسيان ان الميل على التورك (كبر شيئہ) كذا في مشكل رونا للہ یعنی اے اللہ اگر ہم سے عہد آیا خطا تیری مافرمانی ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہ فرما مومنین کی پہلی دعا ہے جس میں گناہوں کی مغفرت کی درخواست ہے۔ ﷺ اس سے مراد وہ احکام ہیں جو شکل ہوں اور جنہیں انسان مشقت سے برداشت کر سکے والاملا دہہ انکالیف الشاقۃ (روح ۲۹۳ ج ۳) ابوالسعود ص ۵۵ ج ۲) جس طرح یہودیوں پر تھے شلا مال سے چوتھا حصہ زکوٰۃ دینا اور ناپاک کپڑے کا پانی سے پاک نہ ہونا وغیرہ قال المنسوخ ان اللہ تعالیٰ امر ہم باحداربع امورالہم فی الزکوٰۃ ومن اصاب ثوبہ نجاستہ امر بقطعہا الخ (کبریٰ ص ۵ ج ۲) ﷺ یہ دونوں کی تیسری دعا ہے اور اس میں درخواست کی گئی ہے کہ انہیں ایسی مصائب اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے جو انکی طاقت و رباط سے بڑھ کر ہوں۔ واعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا الخ یہ آخری دعا ہے مومنین ایک طرف اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اللہ سے معذور و درگزر کی التجا کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ سے اسکی رحمت مانگتے ہیں مشرکوں اور کافروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اسباب ہتھیار کرنے کے بعد محض اللہ کی رحمت اور اسکی مدد پر اعتماد کرتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی تفسیر ختم ہوئی والحمد للہ الذی بنحمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم و علی جمیع عبادہ الصالحین۔

سورة بقرہ میں آیات توحید

۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ مَطْبَاطِئًا ۝ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَجَاءَ بِهِ نَبَاتٌ خَضِرٌ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَا مِنْهُ حَبًّا وَنَبَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا فِيهِ جِبَالًا سَاجِدًا لِلْعَذَابِ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ زُجْجًا ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ مَطْبَاطِئًا ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا يَحْكُمُهُمْ ۝ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ ۝ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اسْمَاءٍ مَّا فَاخْرَجَ بِهِ مِنَ الشَّرَابِ مِنْ قَالِكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَدَاًا اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (۳۰) دعویٰ توحید پر دلیل عقلی۔

۲۔ کَیْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ مِیْتُمْ ثُمَّ يُحْيِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُونَ۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ رِیْعًا ثُمَّ اَسْتَوٰی اِلَی السَّمَاوَاتِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ یَعْلَمُ غُیُّیَّیْهِ (۳۱) متعلق بدلیل عقلی

سَمَّا تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَخْلُقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا لَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَلٰیٍّ وَلَا نَصِیْرٍ (۳۲) متعلق بدعویٰ توحید

۳۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّہٗ قَانِتُوْنَ۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا اقْتَضٰ اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (۳۳) ۵۔ اَمْ کُنْتُمْ شُرَکَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ قَالُوا لَنَعْبُدَ اللّٰهَ وَآلَہٗ اَبَآئَکَ اِنْہُمْ وَاَسْمَٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ الْہٰٓقَ اَحَدًا وَاٰدَمَ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (۳۴) (۱۶۷)

۶۔ صِبْغَہٗ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَہٗ زَوَّجْنٰ لَہٗ عِیْسٰی وَنَکَحْنٰ لَہٗ مَرْیَمَ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ (۱۶۸) ۷۔ وَلِلّٰهِ کُلُّ دَالٍ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِخْتِلَافِ الْاَیْلِ وَالنَّجْمِ وَالْقَلْبِ الَّتِیْ تُجْرِیْ فِی الْبَحْرِ یَمَٰیْنُفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاحْیَاہُ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ سَوَّآءٍ لِّیَعْرِیْفَ الرِّیْحَ وَالنَّجَاطَ الْمُسْتَحْیٰی بَیْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا یَبِیْءُ الْقَوْمَ یَعْقِلُوْنَ (۱۶۹) ۸۔ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَہٌ وَلَا نَوْمٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہُمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُودُہٗ حِفْظُہُمَا وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَا تَاْکُرَ اَفَیْ الدِّیْنِ قَدْ تَبٰیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغٰیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدْ اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۱۷۰) ۹۔ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَنْ تُبَدَّ وَآمَآءٌ اَنْفُسُکُمْ اَوْ تُخَفَّوْہُ یَحْسِبُکُمْ بِہِ اللّٰہُ مُتَعَبِّرٌ لِّسَنَیْشَآءٍ وَیَعْدُبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۷۱) توحید پر دعویٰ عقلی دلیل

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

نام | اس سورت کے چوتھے رکوع میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام سورہ آل عمران رکھا گیا ہے۔

شان نزول | مفرین نے لکھا ہے کہ بخوان کے نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو اپنے ساتھ چیدہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ وفد میں تین آدمی سرکردہ تھے یعنی عاتق، عید اور ابوہریرہ۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مجاہدے لگے اور کہا کہ وہ اللہ کے ولد اور نائب ہیں اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام ہمارے معبود ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا رب تو زندہ جاوید اور سارے جہان کا نگہبان اور رازق ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پریشہ نہیں اور وہ ماں کے رحم میں اپنی مرضی کے مطابق کچھ کی شکل بنا رہا ہے، وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا ان صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پائی جاتی ہے جب ان صفات میں سے کوئی صفت بھی ان میں نہیں تو پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں اس پر سورہ آل عمران کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں (مازن: ج ۱ ص ۲۶۶ وحاشیہ شاہ عبدالقادر)

سورہ آل عمران کو سورہ بقرہ سے تین طرح کا ربط ہے۔

ربط | ربط اول (نامی) سورہ فاتحہ میں اِیَّاكَ فَعْبُدْ وَاِیَّاكَ فَتَسْتَجِبْ سے اتر لیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کو پکاریں اور صرف اسی ہی سے حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب مدد مانگیں سورہ بقرہ میں گائے کی عبادت اور تعظیم سے نفرت دلائی اور سورہ آل عمران میں یقین فرمایا کہ اللہ کی عبادت اور پکاریں اللہ کے نیک بندوں کو شریک نہ کریں جس طرح نصاریٰ نے آل عمران کی عبادت کی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کو الہ بنا دیا۔ ربط دوم۔ سورہ بقرہ کے آخر میں فَاَنْصُرْنَا عَلٰی الْکَافِرِیْنَ سے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی۔ سورہ آل عمران میں بتایا کہ کون سے کفار ہیں جنکے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہوا ہے یعنی اس سے مراد مشرکین ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ کے بندوں کو مالک مختار سمجھ کر مصیبتوں میں پکارتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو معبود سمجھتے اور انکو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔ ربط ثالث۔ سورہ بقرہ میں قرآن مجید کے تمام مضامین کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے اور سورہ آل عمران میں ان میں سے چار زیادہ اہم مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ اول۔ توحید جسکے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کا رد بھی کیا گیا ہے اور زیادہ زور مشرک اعتقادی کی نفی پر دیا گیا ہے۔ دوم۔ رسالت یعنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، سترم جہاد فی سبیل اللہ اور چہارم۔ انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا

اس سورت کے خلاصہ مضامین کی دو تقریریں ہیں۔

خلاصہ مضامین | تقریر اول۔ اس سورت میں مشرکین نصاریٰ کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ انہیں کچھ شبہات توحید کے بارے میں تھے اور کچھ رسالت کے بارے میں۔ توحید کے متعلق انکے دلوں میں پانچ شبہات تھے

شبہات متعلقہ توحید

پہلا شبہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں روح اللہ، کلمہ اللہ اور ابن اللہ (کامی اللہ) کا لفظ (الحزن ص) وغیرہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہے اور وہ اللہ کے نائب ہیں۔ اللہ نے ان کو تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ اس لئے ان کو پکارنا چاہیئے۔

دوسرا شبہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست اور چمکا ہوا کر دیتے تھے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے بیٹے کے بے جان پتلے میں چھونک مار کر اسے جاندار بنا دیتے اور گھر میں رکھی ہوئی چیزیں تباہ دیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ متصرف و مختار کارساز اور غیب دان تھے۔

تیسرا شبہ میں اپنے بڑوں کی کچھ ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا اور اسی وجہ سے ہمارے اکابر ان کو پکارتے تھے جو تھنا شبہ۔ حضرت مریم کے پاس ہر وقت بے موسم کے پھل موجود رہتے تھے حالانکہ انکو کوئی لاکر نہیں دیتا تھا تو اس سے معلوم ہوا وہ خود صاحب اختیار و تصرف تھیں اور جب چاہتیں بے موسم کے میوے حاصل کر لیتی تھیں اس لئے حاجتوں اور مشکلوں میں انہیں مدد کے لئے پکارنا چاہیے۔

پانچواں شبہ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر میں انکے انتہائی بڑھاپے کے زمانے میں بیٹا پیدا ہوا جب کہ انکی بیوی صاحبہ بھی ولادت کے قابل نہ تھیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اختیار اور تصرف حاصل تھا اور وہ کار ساز تھے جبھی تو بے موسم بیٹا پیدا کر لیا۔

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ ھُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ مِنَ الْآيَاتِ میں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تائید و حمایت کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تائید سمجھیں نہ آئے تو ان میں زیادہ بحث و کرم کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہذا ایسے موسم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح نبی اسرائیل سامری کے پچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے الہ سمجھنے لگے تھے مگر اللہ نے انکو اس میں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَذْلَلِيْوْهُمْ اَلَا يَرٰوْنَ اَنَّهُمْ هُمْزًا لَا يَخْلَعُوْنَ (طہ ۴۴)

دوسرے شبہ کا جواب۔ رکوع ۵ میں اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُكُمْ بَایۃً مِّنْ مَّرْکَبُکُمْ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِّنَ الطَّیْرِ مِمَّا یَفْعَلُ فِیْہِ فِیْکُمْ لَیْسَ اَبَیْذُنِ اللّٰہِ الخ سے اس شبہ کا جواب دیا کہ مٹی سے پرندہ پیدا کرنا۔ مادر و اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور بعض غائب چیزوں کی اطلاع دے دینا یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے معجزہ کے طور پر تھا۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قدرت اور طاقت کو کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ معجزات محض اللہ کے حکم سے اور انکی قدرت سے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں انکا ظاہر کرنا انکے اختیار میں نہیں ہوتا یہاں پہلے چار کاموں کے ساتھ باذن اللہ کی قید لگائی اور پانچویں کے بعد فرمایا اِنِّیْ فِیْ ذٰلِکَ لَآیَۃٌ لِّکُمْ مَّطْلُوب یہ کہ سارے کام محض اللہ کے حکم سے بطور معجزہ ظہور پذیر ہوئے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدرت کو دخل نہیں تھا۔

تیسرے شبہ کا جواب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنی قوم سے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَرِّیْ ذَرِّیَّتُکُمْ خَاطِبُہُ (۵) یعنی میرا اور تمہارا رب اور کار ساز اللہ ہے لہذا اسی کی عبادت کرو اور اسی ہی کو پکارو۔ اس کے بجائے انہوں نے اپنی قوم سے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں تمہارا رب اور کار ساز ہوں لہذا جو شخص خود اللہ کو اپنا کار ساز مانتا ہو وہ اوروں کا کار ساز کس طرح بن سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ یہود ان کا دین قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ شرارت اور دشمنی پر آمادہ ہو چکے ہیں تو اعلان فرمایا کہ مَن اَنْصَارِیْ اِنِّیْ اللّٰہُ یعنی اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے اگر وہ خود کار ساز اور مالک و مختار ہوتے تو اس طرح اپنے بچے کا اظہار نہ فرماتے۔

چوتھے شبہ کا جواب۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے شر سے بچانے کے لئے فرمایا اِنِّیْ مَنَّ فِیْکُمْ وَ مَرَّ اِغْلَظْ اِنِّیْ (۶) تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ ان کے شر سے محفوظ رہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار اور قبضہ میں نہ تھا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ مالک و مختار اور تصرف و کار ساز نہیں تھے اور نہ ہی ان کو پکارنا جائز ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب۔ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّوْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ تَاٰیٰتُہُمْ کَمَا یُلْقِیْ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸) اس میں تیسرے شبہ کا جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان اور بشر کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر اسے کتاب و حکمت عطا کرتا اور اسے دعوت توحید کو عام کرنے کا حکم دیتا ہے تو مجرب و نالکھن ہے کہ وہ پیغمبر اپنی رسالت و نبوت کے تقاضوں اور اللہ کے احکام کے خلاف توحید کی اشاعت و تدریس کی بجائے شرک کی تلقین تبلیغ فرمانے لگے اور اللہ کی عبادت اور پکار کی بجائے اپنی عبادت اور پکار کی تعلیم دینے لگے اسلئے جو شرک کی کلمات اللہ کے بچے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں اور عیسائیوں کے گزشتہ علماء اور ان کے بڑے بڑوں کا افتراء ہیں حضرت مسیح علیہ السلام ان سے بری ہیں۔

پچوتھے شبہ کا جواب۔ قَالَ لَیْمُوْنِمْ اِنِّیْ لَکَ ہٰذَا مَا لَکَ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (۹) حضرت مریم صدیقہ کے پاس بے موسم کے میروں کا موجود ہونا ان کے قبضہ و اختیار میں نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا طر سے حضرت مریم کے لئے اظہار کرامت کے طور پر بھیج دیتا تھا۔

پانچویں شبہ کا جواب۔ هٰذَا لَدَعَا ذِکْرِیْ تَاٰیٰتِہٖ تَاٰیٰتِہٖ مَا دَسَّخَ بِاَلْحَبَشِیِّ وَ الْاَبْکَاسِ (۱۰) حضرت زکریا علیہ السلام نے تو بیٹے کیلئے اللہ سے دعا اور التماس کی تھی اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو بیٹا عطا کیا اس میں ان کو کوئی اختیار اور تصرف حاصل نہیں تھا۔

ان پانچوں شبہات کے دو شرک جواب بھی دیے ہیں۔ اول۔ اِنَّ اللّٰہَ اَصْطَفٰی تَاٰیٰتِہٖ لَدَعَا ذِکْرِیْہٖ لَدَعَا ذِکْرِیْہٖ بَعْضُہَا مِنْ بَعْضِہٖ (۱۱) تمام حضرات بلاشبہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے لیکن معبود بننے کے لائق نہیں تھے کیونکہ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور مخلوق تھے لہذا جو خود اپنے وجود میں دوسروں کا فتاح ہو دوسرے کا حاجت روا اور کار ساز کس طرح بن سکتا ہے۔ دوم۔ وَ اللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۱۲) سمیع کل شئی (سب کچھ سننے والا) اور عَلِیْمٌ کل شئی (سب کچھ جاننے والا) صرف اللہ ہی ہے یہ حضرات ان صفات سے محض نہیں ہیں لہذا وہ اللہ اور معبود بننے کے لائق بھی نہیں ہیں کیونکہ معبود کے لئے ان دونوں صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ بیان بالا سے معلوم ہوا کہ نصاریٰ زیادہ زور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دیتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی الوہیت کی نفی پر زیادہ دلائل قائم فرمائے ہیں۔

شبہات متعلقہ رسالت

مشرکین عرب کی طرح مشرکین نصاریٰ کو اصل ضد تو مسلمان توحید سے تھے اسلئے انکے انکار کیلئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت طعن کرتے اور اس میں شبہات پیدا کرتے تھے چنانچہ نصاریٰ اور مشرکین نے آپ کی رسالت میں شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ۔ پہلے انبیاء علیہم السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر انہیں نے اسے حلال کر دیا ہے یہ تو پہلے نبیوں کی مخالفت کرتا ہے اس لئے سچائی نہیں ہے۔

دوسرا شبہ۔ قدیم سے بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ چلا آ رہا ہے مگر اس نبی نے تمام انبیاء کا قبلہ چھوڑ کر ایک نیا قبلہ بنالیا ہے۔

تیسرا شبہ۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں شکست ہوئی اور انہیں شدید جانی اور مالی نقصان ہوا اگر یہ پیغمبر ہوتا اور یہ مسلمان سچے دین پر ہوتے تو کیوں شکست کھاتے اور مارے جلتے

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ مَکَلُ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنیِّ اِسْرَآئِیْلَ مَا دَامَ کَانَ مِنَ الْمَشْرِیِّ (۱) نصاریٰ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ پہلے انبیاء پر اونٹ کا گوشت حرام تھا نبی اسرائیل کے لئے کھانے کی

تیسرے شہر کا جواب۔ (۱۳) تَاَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (جنگ احمدیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح دی جیسا کہ ارشاد ہے) وَلَقَدْ هَدٰىكُمْ اللّٰهُ وَغَدَاةُ اِحْسٰوْهُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لٰكِنَّ اِنَّ سَے اِيْكَ غَلٰطِيْ سَرُوْهُنَّۙ جِس کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل کر دی گئی۔ اس لئے یہ وقتی شکست مُضْ اِتِلَا اور امتحان کے لئے مَقْی ورنہ جنگ بدر میں باوجود اس کے کہ مسلمان کافروں کی نسبت تعداد میں بہت تھوڑے تھے اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ان کو کافروں پر فتح دی۔

سورہ آل عمران میں چار مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد اور (۴) انفاق۔ ابتداء سورت سے آیات مَرُكُم بِالْكَفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (ع ۸) تک توحید کا بیان ہے اور وَرَوَدُ اَخَذَ اللّٰهُ مِنْتَآ اَلْبَيْتَیْنِ (ع ۹) سے فَقَدْ هَدٰی اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (ع ۱۰) تک رسالت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقٰیہ (ع ۱۱) سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۱۹) تک جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کیا گیا ہے شروع میں ترغیب الی الجہاد ہے اور جہاد کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے۔

پھر دِلّٰہُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ میں مضمون توحید کا بالا جمال اعلیٰ ادا کیا گیا ہے اور رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ (ع ۲۰) میں مضمون رسالت اور فَاذْكُرُوا الَّذِيْنَ هَلَجَرُمْ دَاوُدُ اُخْرِجُوْا اِلٰی نَحْنُ میں جہاد اور اِنْفَاق کا اجمال ذکر دہرایا گیا ہے۔

پھر آخری آیت میں چاروں مضمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَعَمَّدُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ وَأَسْبِغُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ وَأَسْبِغُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ** اور اسی طرح تیسری آیت میں چاروں مضمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَعَمَّدُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ وَأَسْبِغُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ وَأَسْبِغُوا رءُوسَكُمْ وَأَسْبِغُوا أَعْيُنَكُمْ**

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سورت میں نصاریٰ کے شرک و عبادت کی تردید کے ساتھ ساتھ یہ بات توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

دوسری بار | مَہرِ شَہِدِ اللہ اِنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ تَاہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۶۷) میں مضمون توحید بیان کیا گیا ہے اس جگہ توحید پر تین دلائل تقلید پیش کئے گئے ہیں۔ دلیل تقی کتب سابقہ سے شَہِدِ اللہ سے اسی طرف اشارہ ہے ۱ شَہِدِ اللہ فی الکُتُب السَّالِفۃ اَنہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنی اللہ نے پہلی کتابوں میں گواہی دی ہے (بیان کیا ہے) کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ دلیل تقی فرشتوں اور دلیل تقی انبیاء سابقین اور علماء ربانین سے وَ اُولَآءِ اَلْعٰلَمِیْنَ میں اسی کا بیان ہے۔

تقریری مار

جو تھی بار | اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓ اٰدَمَ ۚ وَ اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ (۴) تک میں جو تھی بار توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی اگرچہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے ہیں لیکن معبود یا حاجت روا کرنے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ خدایتے بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ وہ مخلوق ہیں اور ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اس لئے وہ خود محتاج ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق نہیں ہیں نیز سمیع ہر شے (سب کچھ سنتے والا) اور علیم ہر شے (سب کچھ جاننے والا) بھی اللہ ہی ہے وہ نہیں ہیں۔

یا نچوں بار

پھر آخر میں دِلّہ مُلکُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (ع ۱۹) میں مضمون توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔

چھٹی مار

دوسرا شب یہ تھا کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے اگر کافر اللہ کو ناپسند ہوتے تو ان کو اس قدر دولت کیوں دیتا۔ ثرین للناس حبُ المشقّوات من البشائر الخ (۳۷) سے اس کا جواب دیا کہ یہ محض چند روزہ ٹھاٹھ اور ماضی زیب و زینت ہے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو اللہ کے یہاں ہیں اور صرف انہیں لوگوں کو ملیں گی۔ جہنہوں نے ایمان کے بعد شرک نہ کیا اور اعمال صالحہ بحال لائے۔ اس کے ضمن میں دنیا دار عالموں اور پیروں کے مستحق توجہ کو نہ ماننے کی وجہ بھی فرمادی کہ وہ چند روزہ دولت سے فریب خوردہ ہو گئے ہیں اور توحید کو کھوٹ بیٹھے ہیں۔ دوسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ

اَوْفُوا الْكَيْتَ اِیٰ حٰجِبِ وَلَا تُلْ عَلٰی قَلْبِیْكَ سَیِّئًا مِّنْ عَمَلِیْكَ اِسْمٰیہ علیہ السلام نے بھی مسئلہ توحید بیان کیا اور اللہ کو بھی یہی توحید والا دین اس کو پسند ہے پھر اس سے اہل کتاب کے عالموں نے محض خدا اور عباد کی وجہ سے اختلاف کیا اور اس کے خلاف لکھ گئے اور اب پچھلے ان کی عبادتیں دیکھ کر دھوکے میں مبتلا ہو رہے ہیں تیسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا کہ جب مسئلہ توحید، مخالفت صرف صدی اور صد کے باقی عالموں ہی نے کی ہے تو ان سے پورا پورا باریکٹ کیا جائے اور مسلمان ایسے باغیوں اور گمراہوں سے دوستی نہ کریں۔ چنانچہ فرمایا لَا یَخْذُ الْکُفْرَ مَالًا یَخْذُ الْکُفْرَ مَالًا یَخْذُ الْکُفْرَ مَالًا

اے بعد قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواہ بیننا و بینکم الخ (ع ۸) سے اہل کتاب کو توحید کی حق دہی۔ پھر اہل کتاب کے پانچ شکوے ہیں۔
 پہلا شکوہ: قل یا اھل الکتاب لم تخافون فی امیر اھلکم تا وما یھینون الا انفسھم وما یشترون (ع ۸) دوسرا شکوہ: یا اھل الکتاب لم تکفروا یا یت اللہ ما واکلمون
 الحق و انتم تعلمون (ع ۸) تیسرا شکوہ: و ماتت طایفۃ من اھل الکتاب امنوا بالذی تا و اللہ ذو الفضل العظیم (ع ۸) چوتھا شکوہ: و من ان تامنہ یغطاہ یریدہ ایت
 ما و لھم عذاب الیم (ع ۸) پانچواں شکوہ: و ان منھم لفریقۃ یقایلون انیسھم بالکتاب تا و یقولون علی اللہ الکذب و لھم یعلمون (ع ۸)
 اس کے بعد ماکان لبس ان تو بیہ اللہ الکتاب تا ایا منکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (ع ۸) میں توحید سے متعلق تیسرے شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 سے کچھ ایسے کلمات تھے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یار نہا چاہیے۔ جواب دیا کہ یہ ان پر متبہا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا پیغمبر شرک کی تعلیم دے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ (۹۷) سے رسالت کا مضمون شروع ہوتا ہے وہ رسول آگیا جو پہلے انبیاء کی دعوت توحید کی تصدیق کرتا ہے اور جس پر ایمان لانے کی تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو تلقین کی تھی۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ اور اس کی دعوت یعنی توحید کو مانو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ (ع ۱۰) ایمان کے درجہ کمال کو تم اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم مشقہ توحید کو نہ مان لو اور اس کی خاطر اپنی محبوب ترین دنیاوی ریاست، نشان و شریک اور گدیاں نہ چھوڑ دو۔ اس کے بعد کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ سے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَرَكِ یعنی تک میں رسالت سے متعلق پہلے شہ کا جواب ہے۔ اور اِنْ اَدَّيْتُمْ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ سے دوسرے شہ کا جواب دیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَتَّى تَقْضِيَهُ دَعَاۗهُ ۖ ۱۱ سے آخر تک جہاد فی سبیل اللہ اور اس کے ساتھ ساتھ اتفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم مذکور ہے ابتدا میں جہاد کی ترغیب ہے اس کے بعد چار دفعہ جہاد کا اور چار دفعہ اتفاق کا ذکر ہے۔

روکوع الیٰ مذکورہ بالا آیت سے وَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ شَرِّجَمٍّ (ع ۱۳) تک مضمون جہاد ہے اور بَاقِیَ الدِّینِ اَمْثُوْلًا تَاْکُلُوْا الرِّبْوَا (ع ۴۱) سے وَهْدًى وَمَوْعِدَةً لِلْمُسْتَقِیْنِ (ع ۱۴) تک مضمون لُفَات کا ذکر ہے کہ اپنا رویہ سود میں نہ رکھا بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ میر کو کاتھنوا کلاخن نو او انتم الاعلون (ع ۱۵) سے وَاِنْ قَوْمٌ مُّؤْمِنُوْنَ اَوْ تُشْقَوْا فَلَئِنَّ اجْرَ عَطِیْمٍ (ع ۱۸) تک جہاد کا ذکر ہے اور اسکے بعد وَلَیَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یُبْتَغُوْنَ بِآَنْهِمُ اللّٰهُ سَعَاءٌ وَّیَالِیْسَتْوَ الزُّبُرُ الْکَثِیْبَةُ الْمُنِیْرُ (ع ۱۸) تک اتفاق کا مضمون مذکور ہے اسکے بعد كُلُّ نَفْسٍ ذَا رِقَابَةٍ اُمُوْتُ الْاَیَّامِ اور لَتَنُتُوْنَ فِیْ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ الْاَیَّامِ (ع ۱۸) میں جہاد اور اتفاق کی طرف اشارہ ہے۔ مضمون جہاد کے سلسلے میں مشرکین اور نصاریٰ کے ایک شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اگر یہ پیغمبر سچا ہوتا اور مسلمانوں کا دین خدا کا پسندیدہ دین ہوتا تو جنگ احد میں ان کو شکست نہ ہوتی اس شبہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ وَ اذْعَدُوْا مِنْ اَهْلِکَ الْخ (ع ۳) میں فرمایا کہ اللہ نے کب مسلمانوں کو چھوڑا ہے۔ جنگ احد میں دو قبیلے ہمت مارنے کا ارادہ کر رہے تھے تو اللہ نے ان کی امداد فرمائی اور انکے دلوں سے وہ غلط ارادہ محو ہو گیا اور انکے دلوں میں اخلاص اور ہمت پیدا ہو گئی اور پھر جنگ بدر کا واقعہ دیکھ لو اس میں قتل عدو قتل سامان کے باوجود اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور انکو فتح دی۔ پھر فرمایا اِنْ یَسْتَفْکِرُوْا فَحَقَّقْ دَمَسَ الْقَوْمِ خَرَجَ مَشْلُوْا (ع ۱۲) جنگ احد میں اگر مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ تو یہ کوئی بڑی بات ہے۔ کافر بھی تو جنگ بدر میں اتنا بڑا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اسکے بعد اصل جواب دیا کہ وَالْفَتْوَحَصَدَ قَلِمُ اللّٰهُ وَعَدَهُ اَذْ حَسُوْهُمْ فَاَدْخِلُوْهُمْ (ع ۱۶) یعنی اللہ نے مسلمانوں کو فتیاب کرنے کا وعدہ پورا فرما دیا تھا۔ چنانچہ مسلمان کافروں کو کاٹ کاٹ کر چھینک رہے تھے حتیٰ اذا قَتَلْتُمْ وَمَنَا رَغْمٌ فِی الْاَعْمُرِ وَ حَصِیْتُمْ دِیَانَتِکُمْ کہ مسلمانوں سے ایک غلطی ہو گئی کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مورچہ چھوڑ دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح شکست میں بدل گئی تھی۔ اِسْمَ قَتَلْتُمْ عَنْهُمْ وَیَبْتَئِلُکُمْ اور یہ بعض مسلمانوں کے امتحان اور ابتلا کے لئے تھا۔ اِسْمَ کہ ان کا دین سیما نہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ غلطی معاف کر کے وَفَقَدْ عَضَّا عَنِکُمْ کاسر فیلیٹ فرما دیا۔

[illegible]

آخری پیغمبر آچکا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا لایا ہوا پیغام توحید مان لو اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی عبادت اور بکار چھوڑ دو۔ آخری پیغمبر کے ساتھ مل کر اشاعت توحیدی خاطر شکرین سے جہاد کرو۔

ذکر مضمون توحید بارہ اول | اس پر کلام سورہ بقرہ میں لکھ چکا ہے۔ اللہ لا الہ الا هو۔ یہ دعویٰ توحید ہے۔ الحی البقیوم مبتداً عنون کی خبر ہے مدارک ج ۱ ص ۱۱۳ یہاں سے لے کر الحزب الحکیم تک۔ دے توحید کی پہلی دلیل ہے۔ جو تین ضمنی دلیلوں پر مشتمل ہے۔ (۱) دلیل وحی (۲) دلیل نقلی اور (۳) دلیل عقل۔ پہلی دونوں دلیلوں کا ذکر اشارۃً ہے اور تیسری کا صراحتاً۔ اسے یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا یہ دعویٰ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وحی ربانی کے تابع ہے۔ اللہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں آپ کو یہ دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ مسئلہ

اپنی آخری کتاب حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی کہ یہ دعویٰ توحید کو مدلل بیان فرماتے کہ بعد اٹھ ماہوں کیلئے تعزلیف اخروی ہے یہ عقلی دلیل ہے معبر و اول متعین صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو ہر چیز کو جانتا ہو اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ ہو اور وہ قادر مطلق ہو اور ہر کلام الہی قدرت کے تحت داخل ہو اس آیت میں پہلی شق بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اس کے علم غیب سے باہر نہیں اس کے برعکس حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام میں یہ صفت موجود نہیں تھی اس لئے وہ معبود و متعین نہیں بن سکے۔ ھُوَ الَّذِیْ یُبْصِرُ کُفْرَکُمْ یہ عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے جس میں دوسری شق کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے کہ ماں کے پیٹ میں اپنے انبیاء سے بچے کی صورت بن کر رہتا ہے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ عمرہ علیہما السلام تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تھے بلکہ انہی صورتیں تھیں اللہ ہی نے انہی ماؤں کے رحم میں بنائی تھیں اس لئے وہ معبود و متعین نہیں بن سکتے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ دلیل عقلی کا نتیجہ ہے نتیجہ کا بیان صراحت سے فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تقریب نام ہے اور دلیل دلوں کے عین مطابق ہے

نصاری کے شبہ کا جواب

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں توحید و رسالت سے متعلق بعض شبہات تھے جنہیں ایک ایک کر کے اس سورت میں دور کیا گیا ہے۔ انکا پہلا شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روح اللہ ﷻ ظنہ اللہ ابن اللہ جیسا کہ انجیل میں ہے اور اس قسم کے اور کئی الفاظ وارد ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے جسکی بنا پر وہ اللہ کے نائب ہیں اور اللہ نے انکو عیب والی اور جت روائی کے خصوصی امتیارات دے رکھے ہیں چنانچہ اگلی آیت میں اٹکے اسی شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اے میں شک نہیں کہ یہ کتاب تو خدا ہی نے نازل کی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو متعلق روح اللہ اور ظنہ اللہ کے الفاظ موجود ہیں مگر اسکی آیتیں اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے دو قسم کی ہیں ایک حکم و ممتناہہ مجرم تو وہ ہیں جنکا معنی متفق علیہ اور مقبوم معقول اور قابل فہم ہو اور ممتناہہ وہ ہیں جنکی تاویل مختلف فیہ ہو اور انکا ظاہر فہم سے بالا ہو مثلاً حرق مقلعات و رد اللہ و روح اللہ اور ظنہ اللہ و وہ المحکات ہی المتفق علی تائیدہا

والمحقق معاهد المتنبہات ہی المختلف فی تادیلہا (المعصر من مختصر مثل الآثار الحمادی ج ۲ ص ۱۶۴) حق اُمّ الکتب یعنی کتاب کی اصل اور مرکزی حصہ اور احکام کا مخیر می محمات ہیں احکام انہیں سے ثابت ہونگے نہ کہ متنبہات سے بلکہ متنبہات کا مفہوم ممکنات کی روشنی میں متعین کیا جائے گا۔ اے اہلہ والحدۃ ذیہ یرد الیہا غیرہا (روح ج ۲ ص ۸۷) شے ذیل سے دل کی کمی، حق سے روگردانی اور ہوائے نفس کی طرب و بلبلا

موضح قرآن ۱۔ اس سورت میں نصاریٰ کو سبھانا منظور ہے۔ کہ حضرت مریم کو خدا کی عورت کہتے اور حضرت یسے کو خدا کا بیٹا اور وہ بیٹے تھے۔ اس پر کہ الشکی ہر بانی کے افغانا نئے حق میں سے تھے ایسے کہ بندگی سے زیادہ تہہ چاہیں۔ اس واسطے اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں۔ جنگے معنی صاف نہیں کہتے تو جو گراہ ہو۔ اگے معنی عقل سے لکے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے۔ جو کتاب کی جڑ ہے۔ اس کے موافق سمجھ پاوے تو سمجھے اور جو نہ پاوے تو اللہ پر حیلوڑے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے۔

تلك الترسيل ٣ ١٢٢ آل عمران ٣

يَشَاءُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾ هُوَ الَّذِي

طرح چلے۔ کسی کی بندگی نہیں آئے سوا ازبردست ہے علمت والا وہی ہے جس نے

أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

آمارى تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں عجم یعنی ان کے معنی واضح ہیں وہ اصل

أَمْ أَلِکِتَبَ وَأَخْرَ مُتَشَبِهَاتٍ فَأَمَّا الَّذِینَ فِی قُلُوبِهِمْ

یہ کتاب کی اور دوسری ہیں مثلاً یہ جتنے معنی معلوم یا تعبیر نہیں کئے سو جتنے کے دونوں میں

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

وَاِتَّخَا تَاوِيلًا وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ اِلَّا اللّٰهُ م وَ

اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور

الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ

مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لاتے ۔ سب ہمارے رب کی

عِنْدَ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّأَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٠﴾ رَبَّنَا

لا تَزِرْ قُلُوبُنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ

سے رحمت تو ہی سب کچھ دینے والا ہے اللہ اے رب تو
حَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا

جمع کر نیوالا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں

خُفِّ السَّعَادَةِ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ

کرتا وعدہ الے بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے

مازلہ

مراد ہے۔ اسی جیل عن الحق الی الاھواء (الوسعود ج ۲ ص ۶۱) فقرہ سے مراد شر و فساد ہے یعنی جن لوگوں کے دل حق سے متنفر اور باطل کی طرف مائل ہیں وہ محکمات کو چھوڑ کر مشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جس سے انکا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا کریں۔ وہ مشابہات کے اصل مفہوم کی کرید میں لگ جاتے ہیں۔ جب انکا اصل مفہوم حاصل نہیں کر پاتے تو مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہ جلیلہ ترین کی خیر سے حال ہے یعنی یہ بد باطن لوگ مشابہات کا اصل مفہوم معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ مشابہات کا صحیح علم تو صرف خدا کو ہے انکو اور کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ انکا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے۔ وہاں علم تاویلہ اللہ پر وقت لازم ہے۔ اور اس کے بعد جملہ مشابہات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ ابن عباس، عائشہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابی بن کعب، عمر بن عبدالعزیز، عروہ بن الزبیر، امام مالک، ابو عبیدہ، کسائی، افرار اور اخفش وغیرہم سے منقول ہے۔

تلك الرسل ۳ ۱۴۴۲ ال عمران ۳

عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۖ كَذَّابٌ أَبِ آلٍ فِرْعَوْنَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ كَذَّابٌ بَوَّابُ بَابِنَا ۖ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَخِرُونَا ۖ وَتَحْشَرُونَ إِلَهُهُمْ ۖ وَبِئْسَ الْهَادِ ۖ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فَعَّتَيْنِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقَاتُ ۖ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَأَخْرَىٰ كَافِرًا ۖ يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأَى الْعَيْنُ ۖ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بَصْرَةَ مَنْ يَشَاءُ ۖ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِ الْأَبْصَارِ ۖ زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ۖ

اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے کے اور چاندی کے

منزل ۱

المختزلة قول ابی علی الجبائی وهو المختار عندنا (کبریٰ ج ۲ ص ۴۱) هذا قول ابن عمر ابن عباس وعائشة وعروة بن الزبير وعمر بن عبد العزيز وغيرهم مذهب الكسائي والافرنج والفرج وادبي عبيد وغيرهم وروى ذلك عن ابن مسعود وادبي بن كعب (ترجمہ ج ۲ ص ۱۶) یہی خفیہ کاسک ہے اور یہی رائے ہے۔ وہو الذی ذهب الیه الحنفیہ ورجح الشافعی (امی الوقت علی الا الله) بانہ مذهب الاكثر من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وانا تابعين واتباعهم خصوصاً اصل السنة وهو اصح الروايات عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه (روح ج ۳ ص ۸۴) وہ تو راغبین کا حال تھا اب انہیں کا حال بھی سن لیجئے۔ راستہ فی العلم وہ لوگ ہیں جو علم دین میں خیر کا دار اور فہم سلیم اور طبع شریف کے مالک ہیں وہ مشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ یہ مشابہات اللہ کی طرف سے ہیں اور ان سے اللہ کی مراد برحق ہے راستہ فی العلم زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ مشابہات کو محکمات کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر محکمات کی روشنی میں انکا کوئی مفہوم نہ آئی سمجھ میں آجائے تو محکمات کی طرح اس پر بھی عمل کر لیتے ہیں لیکن اگر کوئی مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو پھر خاموش ہو جاتے ہیں اور صرف ایمان بالمشابہات پر ہی اتکا کرتے ہیں اور ان میں سے انکا کوئی مفہوم متعین کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ فاضل الحق بیرون المشابہ الی عالمہ ثم یلتصقون تأویلہ من العلم الذی هو ام الکتاب فان وجدوا فیہ علو ابہ کما عملوا بالحق فان لم یجدوا انقصوہم لیس یقاروا ذوالی ذالک الا یسان بہ ولا استجلوا فیہ انفسون المحرم استعمالہا فی غیرہ فکیف بہ (المعتصم من محضر مشکل الآثار للعلل ج ۲ ص ۱۶۵) اور لفظ روح اللہ اور کلمہ اللہ بھی چونکہ مشابہات میں سے ہیں اس لئے انکا صحیح مفہوم خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں نہیں تحقیق سے جیسا کہ ابن عمر نے جو ان الفاظ کا مفہوم سمجھ رکھا ہے اور جسکی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود اور الہ مقرر کیا ہے یہ سب انکی کج روی اور کور باطنی کا نتیجہ ہے۔ وہاں یہ کہتے ہیں کہ لا اولوا الاکباب نصیحت صرف وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جن کی عقلیں سلیم اور جتنے ذہن صاف ہوں۔ اس سے

مراد کفر

مراد کفر

مراد کفر

مراد کفر

راغبین فی العلم کی مدح و ثناء کی طرف اشارہ ہے اللہ یہ راغبین فی العلم کی دعا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم مشابہات پر ایمان لائے اور انکے صحیح علم کو تیرے حوالے کیا اور انہیں و تمہیں سے ان پر لائے ذنی سے و تبتاب کیا اے اللہ ہمیں ہدایت کی اسی راہ پر قائم رکھنا اور ہمارے دلوں کو باطل کی طرف مائل نہ کرنا اور اپنی رحمت سے دستگیری فرمانا۔ اللہ یہ بھی راغبین کی دعا ہے کہ جنت ہے۔ اس میں اعتراف ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اور اللہ تعالیٰ تمام بنی آدم کو حشر میں جمع کرے گا۔ اور سب حساب لیگا۔ اللہ کے نیک بندے ہر وقت فکر آخرت میں لگے رہتے ہیں اور خدا کے سامنے حساب و کتاب کے نفاذ سے ہر وقت توراں اور لڑاں رہتے ہیں۔ اللہ یہاں لوگوں کو شہ کا مغلول جواب دینے کے بعد دینی اور اخروی تحذیف سنا کر ان کے معقول اور واضح دلائل کے بعد بھی اگر تم اپنی ضد پر قائم رہو گے اور اللہ کی توحید کی واضح آیات کا انکار کرتے رہو گے تو قوم فحشوں کے سے ہلائی

موضح قرآن و یعنی جنگ بد میں جس کا قصہ سورہ انفال میں ہے مسلمانوں کا فریقین برابر تھے۔ پیر اللہ وہی برابر رکھتا تھا کہ خوف نہ کھادیں۔ پیر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس سے چاہئے کہ سب کا فریعت پڑیں۔

وَالْحَيْلِ الْمُسَوِّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَلِكَ

اور گھوڑے نشان لگاتے ہوتے اور مویشی اور کھیتی ۲۰ یہ فائدہ

مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَ أَحْسَنِ الْمَآبِ

اٹھاتا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے ۲۱ اچھا مکان

قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا

کہہ دے کیا بتاؤں میں تم کو اس سے بہتر ۲۲ پرہیزگاروں کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اپنے رب کے ہاں جنت ہے جن کے نیچے جاری ہیں نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاجٌ مُكْهَرَةٌ وَرِضْوَانٌ

بیشمار رہیں گے ان میں اور عریں ہیں ستھری اور رضامندی

مَنْ اللَّهُ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ ۚ الَّذِينَ

اللہ کی ۲۳ اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے وہ جو

يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّكَ أَمْسَا فَأَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لاتے ہیں سو بخش دے ہم کو گنہ ہمارے

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ

اور بجا ہر کو دوزخ کے عذاب سے ۲۴ وہ صبر کرنے والے ہیں اور

وَالْقَانِتِينَ وَالْمُتَّقِينَ ۝ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالسَّجْدِ

اور سجدہ کرتے والے ہیں اور خوجہ کرنے والے اور گنہ بخشانے والے بھی رات میں ۲۵

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم

الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

والوں نے بھی وہی حاکم انصاف کا ۲۶ کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے

منزل ۱

۱۲ بشارت
۱۳ بشارت
۱۴ بشارت

۱۵ ذکر مضمون
۱۶ توجہ دہ
۱۷ توجہ دہ
۱۸ توجہ دہ

کے لئے تیار ہو جاؤ جنہیں دنیا میں عذاب نوق سے ہلک کیا گیا اور آخرت میں بھی سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور جب اللہ کا عذاب آپہنچے گا۔ اس وقت مال و دولت اور اولاد و انصار کام نہیں آئیں گے ۱۲۔ جو لوگ توبہ کے دلائل واضح اور براین قاطعہ کے باوجود آیات الہی کا انکار کریں، توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کریں، غیر اللہ کی عبادت کریں اور حاجات و مشکلات میں غیر اللہ کو پکاریں۔ انہی سزا اسکے سوا کیا ہے کہ وہ جہنم کا اندیشہ ہونگے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے ۱۳۔ کذاب ال فرعون بتداخذوت کی خبر ہے۔ ۱۴۔ ابھم کذاب ال فرعون اور داب کے معنی مال کے ہیں یعنی تکذیب و انکاریں ان کافروں کا حال اور وہ یہ بالکل وہی ہے جو فرعونوں اور ان سے پہلے کافروں کا تھا۔ اس طرح عذاب میں بھی ان کا وہی حال ہوگا جو ان کا ہوا۔ داب ہولا، الکفرة فی تکذیب الحق کذاب من قبلہم من ال فرعون وغیرہم مدارک ۱۵۔ اے حال ہولا فی الکفر و استحقاق العذاب کمال ال فرعون (روح۔ ج ۳۔ ص ۹۳) ۱۶۔ یہ ان کے داب اور حال کی تفسیر ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے انہیں ان کے جرائم کی وجہ سے مثلاًئے عذاب کر دیا اور ایسے لوگوں کیلئے عذاب کا عذاب بہت سخت ہے۔ آیات سے مراد یہاں کتب الہی کی آیتیں ہیں یا مراد اللہ کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے دلائل ہیں۔ والمراد بالآیات اما المتلوی کتب اللہ تعالیٰ او العلامات الدالۃ علی توحید اللہ تعالیٰ وصدق الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (روح۔ ج ۳۔ ص ۹۳) بحر۔ ص ۲۔ ص ۳۹۰۔ بختم ان یرید آیات التلوۃ و ختم ان یرید آیات المنصوبۃ للذات علی الوحدانیۃ (قرطبی ج ۲۔ ص ۲۳) ۱۷۔ یہ تحریف دینی کا ایک نمونہ ہے۔ اس میں کفار کی مصلوبیت اور ان کا سختی عذاب ہونا بیان کیا گیا ہے ۱۸۔ یہ ماقبل کا تکرار ہے اور قل کے تحت داخل ہے اور اس جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلہ میں بہت کم تھی مگر مسلمانوں کے رعب اور انکی بیعت کا یہ عالم تھا کہ کافروں کو مسلمان ہونے سے دو گنا نظر آتے تھے۔ مسلمانوں کا کافروں کو دو گنا نظر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مسلمانوں کی بیعت بٹھانے کے لئے اس کا اظہار فرمایا۔ اس آیت سے جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے متعلق ارشاد فرمایا فتنۃ تقاض فی سبیل اللہ یعنی وہ ایک ایسی جماعت تھی جو محض اللہ کے دین کی خاطر لڑ رہی تھی، اللہ کی طرف سے دینے والے اخلاص اور ایمان کامل کی زبردست شہادت ہے ۱۹۔ اللہ تعالیٰ جسکی چاہے ظاہری اسباب کے بغیر بھی مدد کر سکتا ہے جس طرح بدر میں مسلمانوں کی مدد کی اور انہیں کفار پر غلبہ عطا کیا حالانکہ تعداد اور ظاہری اسباب میں وہ مسلمانوں سے قریباً وہ تھے۔ اس واقعہ میں عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لئے کافی عبرت ہے اسلئے اسے یہود و اہل تم اس واقعہ سے عبرت حاصل کر دو اور اب بھی موقع ہے تکذیب و انکار سے باز آجاؤ اور اسلام قبول کر لو۔ ۲۰۔ یہ عیسائیوں کے علماء اور گندی نشینوں کے مسلک توحید کو زمانے کی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے مسلک توحید کو مان لیا تو یہ ساری شان و شوکت جاتی رہتی ہے اور سونے چاندی کے برہیز خزانوں سے غروم ہوتا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کے بہت سے مولوی اور گندی نشین بھی حق بیان نہیں کرتے کیونکہ اس طرح دینی قحاطھ اور اندھی آمدنی ہاتھ سے جاتی ہے۔ نیز اس میں ایک شبہ کا جواب بھی ہے۔ شبہ یہ ہے کہ اگر مشرکین ہمنو اس وقت

عذاب ہیں تو انکے پاس اس قدر دولت کیوں ہے۔ تو اسکا جواب دیا گیا کہ دنیا کی دولت چند روزہ اور بالکل حقیر چیز ہے۔ اسکی وجہ سے تمہیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ جیسے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یغرنک نقیب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل (آل عمران ع ۲۰) نیز ارشاد ہے۔ و اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب و لہو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثرفی الاموال و الادلاد (حدید ع ۳) ذالک متاع الحیوة الدنیا۔ یہ مذکورہ چیزیں تو دنیوی زندگی کا ایک حقیر سامان ہے۔ دائمی راحت اور حسن انجام صرف اللہ کی رضا جوئی میں ہے۔ ومعنی الآیۃ تعلیل الدنیا و تحقیرہا و التوفیق فی حسن المرجع الی اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ (قرطبی ج ۲۔ ص ۳۷) ۲۱۔ یہ ماقبل ہی کی تقریر تکرار ہے۔ دنیوی سامان اور فانی منافعی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ آخرت کی نعمتیں اور جنت کے منافع۔ کیفیت و کمیت کے اعتبار سے نیز دوام و بقا کے اعتبار سے دینی ساز و سامان کے کہیں بڑھ کر ہیں۔ انہ تعالیٰ لماعد و نعم الدنیا بین ان منافع الآخرۃ خیر منها (کیر۔ ج ۲۔ ص ۹۲) ذالک اشارہ مذکورہ ساز و سامان فتح الرحمن ۱۔ ازینجا خدا تعالیٰ شروع فرماید در مظاہر اہل کتب و ورثیات ایشان و تعداد و تحریفات ایشان و این قصہ قد است نا قولہ و ارمذوت من ہلک ۱۲

قل لك الرسل ٣

محنت ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

مرکز تحقیق

موضح قرآن و۔ اُن پڑھے کہتے تھے عوب کے لوگوں کو کہ ان کے پاس اعلیٰ پیغمبروں کا علم نہ تھا۔
فتح الرحمن و۔ یعنی حقیقت حال دانستند ۱۲۔

العمرون ۳

منزل ۱

موضع قرآن ۱۔ یہ ذکر یہود کا ہے کہ قبیضہ میں اسی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کھائے گئے جھوٹ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم میں اگر کوئی بہت بڑا گناہ کا رہی ہو گا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاسے گا

۳۳ اولیٰ کا اشارہ مذکورہ صفات شیعہ (کفر بآیات اللہ، قتل انبیاء علیہم السلام و قتل امرئین بالقسط) کے حاملین کی طرف ہے۔ اور دنیا میں اعمال کے لیے نتیجہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں وہ ان تمام حقوق سے محروم رہیں۔ جبکہ ایک مسلمان مستحق ہوتا ہے مثلاً مال و جان کی حفاظت اور استحقاق مدح و غیرہ اور آخرت میں اعمال کے ضائع ہونے کا بھرم ہے کہ آخرت میں انکے اعمال بے اثر ثابت ہونگے۔ اور دفعہ مذاب اور طلب ثواب کا سبب نہیں بن سکیں گے۔ اسی اولیٰ کا لفظ المحضون بتلک الصفات الشیعۃ الذین بطلت اعمالہم و سقطت عن حیث الاعتیار و خلیت من الثمرۃ فی الدنیا حیث لم یحققن و ما نھم و اموالہم و لم یستحقوا بھا مدحا و ثناء۔ و فی الآخرۃ حیث لم یفلح عنہم العذاب و لم ینالوا ایضا الثواب (روح ج ۲ ص ۱۰۹) ۳۳ اس آیت میں اہل کتاب کے غایت ترو اور انکی انتہائی سرکشی کا شکوہ کیا گیا ہے یعنی اللہ کی کتاب سے انھیں کوکے گمراہ اور ضدی توہیوں کی عبادتوں سے ناسک کرتے ہیں الذین اتوا انبیاء من الکتاب سے اہل کتاب کے عالم راہ ہیں۔ اور کتاب اللہ سے مراد تورات و انجیل ہے و کانوا یرعون الی حکم التورۃ و الانجیل و کانوا

مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ لَا يَتَّخِذُ
زندہ سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار و مل نہ بنادیں
الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ
اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے تعلق مگر اس حالت
تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ
میں کہ جو تم سے بھاؤ ہے اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور
إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۲۸ قُلْ إِنْ تَخْشَوْنَ مَا فِي صُدُورِكُمْ
اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۲۸ تو کہہ اگر تم سے بھاؤ ہے اپنے ہی بات
أَوْ تَبْدُوهُ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو اللہ اور اسکو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو
فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ تَجِدُ
کہ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن موجود
كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۲۹ وَمَا عَمِلَتْ
پادے کا ہر شخص جو کچھ کرے اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کرے
مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۳۰
ہے اس نے برائی سے آرزو کرے کہ کچھ میں اور اس میں فرق پر جاوے دور کا
وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۳۱
اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ تم سے تم سے اللہ

یہاں حضرت ابوبکر (۶۳۴ء) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دین اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ تمہارا دین کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں جو شرک و باطل سے بیزار اور توحید کے داعی اور پرستار تھے اس پر وہ کہنے لگے کہ وہ تو یہودی تھے تو آپ نے فرمایا کہ تورات لاؤ اور اسی سے اس کا فیصلہ کرو گھر وہ اس پر تیار نہ ہوئے اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے (قرطبی ج ۲ ص ۵۰) ۳۳ ذالک کا اشارہ توری اور اعراض کی طرف ہے جو توری کے ضمن میں مذکور ہے یعنی کتاب اللہ کے قیض سے اعراض اور روگردانی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ انہیں صرف چند دنوں کے لئے عذاب دیا جائے گا۔ اسلئے خدا کی نافرمانی اور کتاب اللہ سے روگردانی کا جرم ان کی نگاہوں میں بالکل معمولی چیز ہے۔ وَغَرَّهُمْ فِي ذُنُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ نیز ان یہودیوں کے ضدی اور معاند مولویوں اور پٹنوں نے جو کچھ کھڑی باتیں اور اپنی شرک و عبادتیں دین کا جزو بنا رکھی تھیں انکی وجہ سے وہ دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے کہ چونکہ ہم اللہ کے لاڈلے اور چینی ہیں اسلئے ہمیں ہمارے گناہوں پر معمولی سی گرفت ہوگی۔ اسی غم اخزاء ہم علی اللہ و ہو فو لھم عن ابناء اللہ و احبابہ فلا یعدنا بذنوبنا الامدة بسيرة (مدارک ج ۱ ص ۱۱۸) ۳۵ یہ ان فریب خوردہ یہودیوں کے لئے اخروی تکلیف ہے۔ لیوم میں لام معنی فی ہے (قرطبی ج ۲ ص ۵۰) روح ج ۲ ص ۱۱۲ یعنی دنیا میں تو وہ کتاب اللہ کی طرف آنے سے انکار کر رہے ہیں اور جہوئی آرزوئ سے دل بہلا رہے ہیں مگر اسوقت ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان سب کو ایک ایسے دن میں جمع کریں گے جس کی آمد میں کوئی شک نہیں اور انکی آرزوئ کے علی الرغم ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا دی جائیگی اور اپنے ذاتی اعمال صالحہ کے بغیر بزرگوں سے انتساب کسی کام نہیں آئے گا۔ اور وہاں کسی پر غم بھی نہیں ہوگا۔ کسی کے اعمال صالحہ کی جزا میں کمی کی جائے گی اور نہ کسی کے گناہوں کی وجہ سے اس میں اضافہ کیا جائیگا اور نہ کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا دی جائے گی۔

ذکر توحید بار سوم

۳۶ قُلِ اللَّهُمَّ جِب دلائل قطعیہ و قطعیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں تو اب اسکا ثبوت بیان فرمایا کہ غائبانہ حاجات میں صرف اللہ

ہی کو پکارا اور پکارتے وقت یوں کہا کہ اے اللہ ان صفات کے مالک میری نلون حاجت پوری کر۔ اللھم غلیل اور سینو اور بصرہ کے غریبوں کی رائے میں اصل میں یا اللہ تمہا۔ حرف ندا کو حذف کر کے اس کے عوض میں یہ مکر شدہ غفر کا آخر میں اضافہ کر دیا گیا۔ فلیک اللہ اللہ۔ امام معبود اور نہ حاجت کے نزدیک یہ اللہ کی صفت ہے اور اسی لئے منسوب ہے کیونکہ مکرر مذکور مفرد میں علی الضم کی صفت جب مضان ہو تو وہ منصوب ہوتی ہے و انتصاب مالمش علی الوصفیۃ عند المبرد و المزاج (روح ج ۲ ص ۱۱۳) بکیر ج ۲ ص ۱۱۳ اور مددک بعض مہم سے کامل قدرت و اختیار اور مکمل غلبہ و اقتدار مراد ہے تو مالک الملک کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی متصرف اور

موضع قرآن و یعنی یہود جانتے ہیں کہ جو اول ہم میں بزرگی تھی وہی ہمیشہ رہے گی۔ اللہ کی قدرت سے غافل ہیں وہ جس کو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے اور کاملوں میں سے جاہل اور جس کو دنیا چاہے بے حساب دیوے۔ فتح الرحمن۔ ۱۔ مترجم کوید و امر این دعا بشارت است بمغلوب شدن کافران واللہ اعلم ۱۲

ہر قسم کے اختیار و اقتدار کا واحد مالک ہے تمام تصرفات اور اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ خدا کا مالک ہو مالک الحقیقی المتصرف بامشا، کیف شفاء
ایجاد و انعدام و احوال و اماتہ و تعذیب و انابہ من غیر متدارک و لامانع (روح ج ۳ ص ۱۱۳) جب یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک مالک علی الاطلاق ہے تو اس کے بعد
کچھ تصرفات کا ذکر کیا۔ بخیر اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تَوَفَّى الْمُلُكُ مَنْ تَشَاءُ۔ یہ جملہ مع معطوفات منادی سے حال ہے۔ کیونکہ منادی معنی مفعول ہوتا ہے۔ یا یہ جملہ مع معطوفات منادی کی صفت ہے اور جملہ (جو
اگرچہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے، جب کسی مفرد معروض کے ساتھ مخصوص ہو تو وہ معرفہ کے حکم میں ہوتا ہے اور معرفہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ کما فی الرضی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اور یہاں
ملک سے مراد حکومت و سلطنت ہے مطلب یہ ہے کہ توجہ چاہتا ہے۔ دنیا کی حکومت دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جیسا کہ آئے دن حکومتوں میں رد و بدل اور انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے
الحین مبتدأ مؤخر ہے اور اس میں الف لام استعراق کے لئے ہے بیدار خبر مقدم ہے تاکہ حصہ اور تخصیص کا فائدہ دے اور یکدہ سے یہاں قدرت اور قبضہ مراد ہے یعنی ہر قسم کی خیر اور بھلائی صرف
تیری ہی قدرت اور صرف تیرے ہی قبضہ و اختیار میں ہے اور تصرف علی الاطلاق تو ہی ہے تیرے سوا کوئی مالک و مختار قادر و کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ تعریف الخیر للتخصیص و تقدیم
الخیر للتخصیص ای بقدرتک الخیر کلہ لاجب قدرۃ احد من غیرک تنصرف خیرہ قبضاً و بسطاً حسبما تقتضیہ مشیتک۔ (ابو السعد ج ۲ ص ۶۴) یہ بھی مع معطوفات منادی
سے حال یا اس کی صفت ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے سے دن رات کا چھوٹا ہونا مراد ہے۔ مثلاً اگر رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جائے جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے تو دن بڑا
ہو جاتا ہے اور اگر دن کا کچھ حصہ رات میں شامل ہو جائے تو رات بڑی ہو جاتی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور حسن وغیرہم سے منقول ہے اسی اندر داخل مانع من احدھما فی الآخر الخ (قرطبی
ج ۴ ص ۵۴) اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے لیل و نہار کا اختلاف اور رات دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا مراد ہے۔ و تخرج الخ من المیت حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ زندہ سے مراد مومن اور مردہ سے مراد کافر ہے اور مطلب یہ ہے کہ
وہ مومن سے کافر کو کافر سے مومن پیدا کرتا ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام سے کنعان اور آذر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یخرج المومن من الکافر کابراہیم من اذر و الکافر من المومن مثل کنعان من نوح علیہ السلام
(کبیر ج ۲ ص ۴۳۳، قرطبی ج ۴ ص ۵۴) اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مردہ سے مراد لطفہ اور اندھے سے مراد جاندہ سے ملکتے ہیں اور زندہ سے مراد جاندہ میں جو لطفہ اور اندھے سے پیدا ہوتے ہیں (کبیر قرطبی
وغیرہ) و تَرَزُّقُ مَنْ تَشَاءُ یَغْنِیْ حِسَابِہٖ یہاں تک صفتیں تمام ہوئیں اور مقصود باندہ مخدود ہے ای اقص حاجتی یعنی ای مالک الملک الخ میری ہر حاجت پوری کرے اس آیت
میں مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلقی کا حکم دیا جا رہا ہے۔ پہلے بیان فرمایا کہ مالک الملک، معز و مذل اور فاد و مذل صرت اللہ ہی ہے اس لئے اسی پر بھروسہ رکھو اور ان کافروں کی پرواہ نہ کرو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں
کہ یہود و نصاریٰ جو محض ضد و عناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے اور اسلام قبول نہیں کرتے چنانچہ وہ بخوان یا وجود بے دلیل ہونے کے شرک پر اڑ رہا اور یہودیوں کو کتاب اللہ (تورات) کے فیصلہ کی طرف بلایا گیا، مگر وہ محض
ضد کی وجہ سے تورات کا فیصلہ ماننے سے بھی انکاری ہو گئے اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے ہر قسم کے دوستانہ تعلقات منقطع کریں۔ ۳۹ یہ مومنوں کے لئے زجر ہے یعنی جو مسلمان ان کافروں سے دوستی رکھے گا۔
خدا کی دوستی کا رشتہ اس سے منقطع ہو جائے گا اور خدا کی جماعت میں اس کا شمار نہیں ہوگا ای فیلس من حزب اللہ و لا من اولیائہ فی شئ (قرطبی ج ۴ ص ۵۴) کافروں سے معاملات اور دوستی
و کسی صورت میں جائز نہیں البتہ اگر ان سے جان کا خطرہ ہو یا اس کے علاوہ کسی بیماری یا نقصان کا اندیشہ ہو تو ظاہری طور پر میل ملاقات اور خاطر مدارت میں کوئی حرج نہیں ۳۵ اس لئے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی سے باز رہو ۳۶ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ سے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اگر تم خفیہ طور پر ان کافروں سے تعلقات رکھو گے تو یہی اس کے علم میں ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی تمہیں اس کی سزا
دے دے۔ وَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ یہ مآمل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے تمام معلومات اور حقائق پر مجاہدی اور ہر چیز پر قادر بھی ہے اس لئے وہ کافروں سے تمہاری پیروی
دوستی کو جانتا اور اس پر سزا بھی دے سکتا ہے۔ ۳۷ ایم کا عامل تَوَدُّ ہے جو بعد میں آ رہا ہے اور یہ تحریف اخروی ہے۔ تَوَدُّوْنَ بَيْنَهُمَا بَيْنَهُمَا اَمَدًا الْجَحِیْدُ اقامت کے دن جب ہر
آدمی کے نیک اور برے اعمال اس کے سامنے کر دیئے جائیں گے اور اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو ہر آدمی تنا کرے گا کہ کاش! اس کے اور اس کے بد اعمال کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا اور وہ ان کو نہ دیکھ
پاتا۔ فیکون الضمیر فی بینه عامداً اعلیٰ ما عملت من سوء (بحر ج ۲ ص ۲۴) ۳۸ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بین رحمت اور مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے
عذاب سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اس کی نافرمانیوں سے باز رہیں اور اس کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی ہے ۳۹ یہ فان اللہ لا یحب الکفرین تک تحریف علی سبیل
الترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ مسلمانوں سے کہہ دیں کہ کافروں سے دوستی مت کرو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو اپنی محبت کا مرکز بنانا اور اللہ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اگر پیغمبر کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں شامل ہو جاؤ گے اور کافروں کا انجام سب سے بدتر ہوگا۔ یُحِبُّکُمْ اللہ یہ امر کا جواب
ہے۔ یعنی جب تم میری اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے گا اور تم سے محبت کرے گا۔ وَ یَخْضِرْ لَکُمْ ذُنُوبَکُمْ ذِہِہِ یُحِبُّکُمْ پرمحطوف ہے۔ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۵
لیکن اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا اور انہیں اپنے انعام و اکرام سے نہیں نوازتا۔

ذکر توحید بار چہارم

۳۵ ذریعۃ الین سے بدل یا حال واقع ہے۔ نصب علی البدلیۃ من الآلین ادا الحالیۃ منہا (روح ج ۳ ص ۱۳۲) یہود و نصاریٰ اس شبہ میں گرفتار تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو
باقی مخلوق سے منتخب کر کے سب سے اونچا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں خاص خاص اختیارات بھی عطا کئے ہیں چنانچہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
کارساز اور معبود سمجھ کر پکارنا اور پوجنا شروع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام باوجود علم و مرتبہ اور رفعت شان کے انسان اور بشر تھے اور باہم ایک دوسرے کی اولاد و
نسل تھے اور اپنی پیدائش اور بقائیں محتاج تھے۔ اس لئے وہ معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ ان نصاریٰ بخران لمعاغلوا فی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و جعلوہ ابن اللہ سبحانہ و
اتخذوہ السہانزلت ردا علیہم و اعلاما لہم بانہ من ذریعۃ البشر المنقبین فی الاطوار المستحیلۃ علی اللہ (روح ج ۳ ص ۱۳۰، بحر ج ۲ ص ۲۳۴) وَ اللہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ
۵ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جن بزرگوں سے متعلق معبود ہونے کا شبہ تھا اسے وہ طرح سے رفع کیا گیا۔ اول اس طرح کہ یہ حضرات باہم والد و مولود ہیں۔ دوم۔ یہ حضرات ہر چیز کو جاننے اور سننے
والے نہیں ہیں۔ سبب بکل شئ اور علیم بکل شئ صرت اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے وہی معبود برحق ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ ۳۶ مینائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ
حضرت مریم صدیقہ کو بھی معبود مانتے تھے۔ انہیں شبہ اسلئے ہوا کہ یحییٰ میں بے موسم کے پھل ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔ تو اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کو کچھ مافوق الاسباب اختیار حاصل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے
اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ دیکھو تو وہی حضرت مریم کتنی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئیں اور کس طرح ان کی پرورش کی گئی بھلا جو اپنی پیدائش اور پرورش میں دوسروں کی محتاج ہو وہ کس طرح معبود بن سکتی ہے۔

جب حضرت مریم کی والدہ امید سے ہوئیں تو انہوں نے نذرمانی کر اے اللہ میرے بچے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیری عبادت اور تیرے گھر کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ لہٰذا میں لام تعین کے لئے ہے واللام من لدك فتعین والسرادخلدعنة بنیک۔ (روح۔ ج ۳ ص ۱۲۳) ومعنی ایک ایسی عبادتِ نیک (قربانی ج ۴ ص ۶۶) ان کی شریعت میں اس قسم کی نذر ماننا جائز تھا۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تو انہیں اقسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگیں کہ یہ تو لڑکی ہے اب میں اپنی نذر پوری نہیں کر سکتی اگر لڑکا ہوتا تو اسے تو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جاتا۔ کیونکہ اسرائیلی شریعت میں لڑکی سے یہ خدمت نہیں لی جاسکتی تھی۔ یہ جہد معترضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حضرت مریم کی والدہ کا مقولہ نہیں ہے یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اس لڑکی کی جگہ اگر لڑکا پیدا ہوتا تو وہ اس لڑکی کے برابر نہ ہوتا کیونکہ جو اسرائیل اور اس لڑکی سے وابستہ ہیں۔ وہ اس کے لڑکا ہونے کی صورت میں مفقود ہوتے۔ وایس الذکر الذی طلبت کالانشی التی وهبت لها والام فیہما للجدد (دارالکتاب ج ۱ ص ۱۲۳)

أَبِي عَمْرٍو ٣

150

تلك الرسل ٣

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٣١ قُلْ

اور معنی گناہ تہا رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف تو کہہ

أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

عمر مارتو اللہ کا اور رسول کا ﷺ اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں

الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ

ہے کافروں سے قتال۔ بیشک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ

إِبْرَاهِيمَ وَالْعِزْرَنَ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٢﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا

کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے **ف** س بحر اولاد تھے ایک دوسرے

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٣﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ

۴۵ اور اللہ نے ابراہیمؑ کو
حب کہا

عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا

۲۔ کہ اے رب میں نے نذر کیا تیسرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد

فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا

رکھ کر سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا اور جاننے والا ﷺ ہی بھرجب

وَضَعَهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّي وَضَعْتُهَا اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

۳۴ اور اللہ کے محبوب

مَا وَضَعْتُ وَلَيْسَ الذِّكْرُ كَالْمُنْثَىٰ وَإِلَىٰ سَمْعَتِي

معلوم ہے جو کہ اس نے خنا اور بیٹا نہ محو جیسی وہ بیٹی شمعہؓ اور میں نے اس کا

مَرْيَمَ وَآلِهَا عِذًّا مُبَرَّكًَا ۚ وَذَرِيتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

نام رکھامیں اور میں تیری پناہ میں دینی ہوں اسکو اور اس کی اولاد کو شیطان مدد دے

الرَّجِيمُ ۝۳۶ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ ۖ وَأَنْبَتَهَا

بھڑھرتول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول فرما اور پھر خدا

منزل

موضع قرآن۔ و معنی کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے نہ جس طرح اہل بیگناہ اور اس کی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے اور بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہوا اور گناہ پر نہ پکڑے اور خیالات عبت ہیں ہا یعنی بندے کی محبت یہی کہ شوق سے اللہ کے کام پر اور حکم پر دوڑے اب آگے سے مذکور ہے کہ اللہ نے حضرت مریم کو اور حضرت یسعیؑ کو محبت کے باپ ہونے کے لفظ فرمائے ہیں۔ سو محبت اللہ کی بندوں پر تو وہی ہے جو حسن چلے اور پسند آئے لفظ اکثر مقربوں کو فرمائے ہیں ایسے لفظوں سے شبہ نہ کھانا چاہیے۔ و عثمان حضرت موسیٰؑ کے باپ کا نام بھی ہے اور حضرت مریم کے باپ کا نام بھی ہے شاید یہاں یہی منظور ہے۔ اس امت میں دستور تھا کہ بعضے لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ کی نیاز کرتے پھر تمام عمر ان کو دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ مسجد میں وہ عبادت کیا کرتے عثمان کی عورت کو حمل تھا اس نے آگے سے یہی مذکور رکھی و یسعیؑ میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو بہتر معلوم ہے اور بیانا ہم بھیس دے دے باقی اس کا کلام ہے وہ نا امید ہوئی کہ میری مذہب پوری نہ پڑی کیونکہ دستور لڑکی کے نیاز کرنے کا نہ تھا۔ فتح الرحمن۔ مترجم گوید کہ نصاریٰ یا حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و رباب عیسے علیہ السلام کشف کو خود بخود حق سبحانہ و تعالیٰ اس آیت نازل ساخت بعد از نزول آیتا نصاریٰ را باطلہ دعوت کو مذہب ما جاحر شدہ جزیہ قبول نمودند العالم ۱۲۔ یعنی دختر خدمت بیت المقدس رانی شاید ۱۲۔

حضرت مریم اپنے اختیار سے بے موسم کے پہل حاصل کر لیتی تھیں۔ ۳۵ اللہ کو یہ قدرت اور اختیار حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے بلا حساب فراخی سے روزی عطا کرے اس میں کسی فرد بشر کو اختیار حاصل نہیں حضرت مریمؑ پر غیر نہیں تھیں بلکہ اولیاء اللہ تھیں۔ اسلئے بلا واسطہ بشر اس عجیب و غریب رزق کا اللہ کی طرف سے انکے پاس آنا انکی کرامت تھی۔ یہ آیت کرامات اولیاء کے حق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ استدلال بالآیت جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لانبیۃ لہا علی المشہور و ہذا ہوا الذی ذہب الیہ اہل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذالک المحتولۃ (روح، ج ۳ ص ۱۴۰)

ایک شبہ کا جواب: ۳۶ حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں ایسی عمریں بچے کے پیدا ہونے سے جس میں عادیہ بچہ پیدا نہیں ہو سکتا عیسائی اس شبہ میں پڑ گئے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو کچھ تصرف اور اختیار حاصل تھا جس کی وجہ سے ان کے یہاں بڑھاپے میں بیٹا پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی ترویج فرمائی۔ ہنالک نظر ہے زمان اور مکان دونوں کے لئے یہاں مکان کی طرف اشارہ ہے یعنی جب حضرت زکریا

علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس بے موسم کے یوسے دیکھے تو وہیں اللہ سے دعا کی اور خیال کیا کہ جو اللہ مریم کو بے موسم کا بھل دے سکتا ہے وہ مجھے بھی اس بڑھاپے میں فرزند عطا کر سکتا ہے (روح، ج ۳ ص ۱۴۴) اس سے معلوم ہوا کہ انکے تصرف و اختیار میں تو کچھ نہیں تھا۔ بیٹے کے لئے تو وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ اسلئے وہ مالک و مختار یا متصرف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ یہ بھی انکی دعا ہی کا حصہ ہے حرف تاکید اور جملہ اسمیہ لاکر حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے اقرار کیا اے اللہ دعائیں قبول کرنے والا اور آرزوئیں بر لانے والا صرف تویی ہے تیرے سوا اور کوئی حاجت روا اور مشکک نہیں۔ جملہ جو اس طرح اللہ سے التجار کرے وہ کس طرح مجبور اور کار ساز ہو سکتا ہے ۳۷ خاتم النبیین

۳۸ شبہ متعلقہ حضرت مریمؑ کے پاس ۱۲

۳۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۳

۴۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۴

۴۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۵

۴۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۶

۴۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۷

۴۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۸

۴۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۱۹

۴۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۰

۴۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۱

۴۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۲

۴۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۳

۵۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۴

۵۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۵

۵۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۶

۵۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۷

۵۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۸

۵۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۲۹

۵۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۰

۵۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۱

۵۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۲

۵۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۳

۶۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۴

۶۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۵

۶۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۶

۶۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۷

۶۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۸

۶۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۳۹

۶۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۰

۶۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۱

۶۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۲

۶۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۳

۷۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۴

۷۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۵

۷۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۶

۷۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۷

۷۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۸

۷۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۴۹

۷۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۰

۷۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۱

۷۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۲

۷۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۳

۸۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۴

۸۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۵

۸۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۶

۸۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۷

۸۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۸

۸۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۵۹

۸۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۰

۸۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۱

۸۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۲

۸۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۳

۹۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۴

۹۱ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۵

۹۲ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۶

۹۳ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۷

۹۴ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۸

۹۵ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۶۹

۹۶ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۷۰

۹۷ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۷۱

۹۸ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۷۲

۹۹ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۷۳

۱۰۰ شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس ۷۴

ال عمران ۳

۱۵۱

تلک الرسل ۳

نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ط كَلَّمَادَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکریا کو جس وقت آئے اس کے پاس زکریا

الْمِحْرَابِ وَجَدَ عِنْدَهَا رِضْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنْتِ

حجرے میں پائے اس کے پاس کچھ کھانا اے مریم کہاں سے آیا

لَكَ هَذَا اَقَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ

تیرے پاس یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے اللہ رزق دیتا ہے جس

يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۵ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ

کہا ہے بے حساب ۳۵ وہیں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيعُ

اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ ۳۶

الدُّعَاءِ ۝۳۶ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي

دعا کا ۳۶ پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑے تھے نماز میں

الْمِحْرَابِ اَنْ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مُّصَدِّقًا لِّكَلِمَةٍ

حجرے کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے بچے کی ۳۷ جو گواہی دے گا اللہ کے

مِنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّابْنًا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۳۷

ایک حکم کی مملکت اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاوے گا اور نبی ہوگا صالحین سے ۳۷

قَالَ رَبِّ اَنْتِ يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ

کہا اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اور

اَمْرًا اَنْتِ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۳۸

عورت میری بانجھ ہے ۳۸ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے ۳۸

رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ط قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ

اے رب مفرد کر میرے لئے کچھ نشانی مملکت کہا نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بات کرے گا تو لوگوں سے

منزل

مراد لیا ہے۔ چنانچہ وہ سب سے پہلے حضرت جیسے علیہ السلام پر ایمان لاتے اور اس بات کی تصدیق کی کہ وہ کلمہ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ وارید ہذا التصدیق الایمان وهو اذن من امن بعیسیٰ علیہ السلام

موضع قرآن ۱۵۱ فانی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ لڑکی ہے اللہ نے یہی نیازیں قبول کی انکو سمجھ میں نہ جاوے لے مٹی سمجھ کے بزرگوں نے پہلے کہا کہ لڑکی کا رکنا دستور نہیں جب اسکا خواب سنا تب قبول کیا اور حضرت زکریا کی عورت انکی خالہ تھی۔ وہی رکھنے لگی انکے واسطے الگ مسجدیں ایک حجرہ بنایا۔ وہی کورہ وہاں عبادت کرتیں۔ رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ چھلے جاتے ان سے یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم میرہ خدا کے یہاں سے آیا تب حضرت زکریا جو ساری عمر اولاد سے نا امید ہوئے کہ شاید میرہ بے موسم ہو کبھی نپے اسی جگہ اولاد کی دعا کی ۱۵۱۔ گواہی دے گا اللہ کے حکم کی پنے مسیح کی جو حضرت جیسے پیدا ہوئے۔ حضرت یحییٰ لوگوں کو آگے سے خبر دیتے تھے حضرت جیسے کو اللہ نے خطاب دیا ہی اپنا حکم لینے محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی میرہ زمانہ در تابستان و میوہ تابستان و زمستان ۱۲۰۱ یعنی عیسیٰ علیہ السلام را با و در ۱۲۰۲ یعنی نشان محل آں فرزند ۱۲

تلك الرسل

سربواب نشہ
متعلق حضرت میس
علیہ السلام ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک جگہ پر
کی تھی جو میری طبیعت اور دل کی تھی۔ یہ جگہ ہے کہ میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر وہ
نقصان قدرت پر دلالت کرتی ہیں، پھر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ جو نقصان
دریافت کرتے ہیں، جو نقصان علم کی دلیل ہے۔ اس لیے وہ جو نقصان و متعاقب
بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۱۷ حضرت یونس علیہ السلام چونکہ قدرت مملوئی
سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور بغیر بچپن میں ہی بائیں بھیجی کی تصدیق اور پھر
جب بڑے ہوئے تو ان کے ہاتھوں پر بڑے عجیب و غریب معجزے ظاہر
ہوئے مثلاً مٹی کے پرندے میں جان ڈالنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو
تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور لوگوں کو ان کی پوشیدہ باتیں بتانا۔ تو
ان تمام چیزوں سے یہود و نصاریٰ کے دلوں میں مختلف شبہات پیدا ہوئے

وضع قرآن **ف** پھر جب حضرت یحییٰ ماں کے پیٹ میں پڑے تو حضرت زکریا کی تین روزہ سی حالت رہی کہ آدمی سے کلام نہ کر سکے اسوقت انکی عریک کم سو برس کی تھی اور انکی عورت کی عمر دو کم سو اور انہی دونوں میں حضرت مریم کے پیٹ میں حضرت یحییٰ پیدا ہوئے ۱۲ مندرجہ اللہ تعالیٰ **ف** مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا تو سب لگے چاہئے کہ ہم پائیں مریم کو فیصل اس پر ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے لکھتے تھے بھتے پانی میں ڈال سب کے قلم بھاؤ پر رہے اور حضرت زکریا کا قلم اٹا اور بہات ان ہی کی طرف اٹکا پانا عطر ۲۱ مندرجہ اللہ **ف** حضرت یحییٰ کی بشارت پہلے نبیوں نے دی تھی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے نبی المرسل کا ودع ہوگا مسیح کے معنی جسکے ہاتھ نکلنے سے ہمارے چھ ہوں یا جسکو کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے سو حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اور یہود انکو نہیں مانتے جب یہود میں وجاہ پیدا ہوگا وہ آپ کو مسیح کہے گا یہود اس کو مسیح جانیں گے ۱۲ مندرجہ اللہ **ف** یعنی ہدایت کی باتیں سکھادے گا لوگوں کو سو وہ باتیں حضرت یحییٰ نے ماں کی گود میں کہیں یا نبی ہو کر کہیں ۱۲ مندرجہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن **ف** یعنی قرہ می انداختند ۱۲

میں دیوں نے حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں زبانِ حق دراز کی اور ان پر مبارک فرمائی تھیں۔ دوسری طرف عیسائیوں نے افراط سے کام لے کر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو باوقی الاسباب قدرت اور تصرف و اختیار کا مالک قرار دیا اور انہیں حاجات اور مشکلات میں پکارنے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ نصاریٰ کے لیے تمام شہادتیں دور فرمائیں۔ پہلے حضرت مریم صدیقہ کی عظمت اور پاکدامنی کی تہنات دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش محض قدرتِ خداوندی سے بغیر باپ کے ہوئی ہے اور حضرت مریم صدیقہ عقیقہ اور پاکدامن ہیں۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ تمام معجزے محض اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ان کے جلوہ میں ان کے تصرف اور اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ ان کے ضمن میں حضرت مریم کی اہمیت کی بھی ترمیم فرمادی۔ اصطفتک تجھے باقی تمام تمام بیت اللہ پر فوقیت دی اور خصوصی خوبیوں سے تازہ فرمایا۔ وطرہا لکھ اخلاتی ذمیرہ عادات نبیہ وکفر و معصیت یا حیض و نفاس وغیرہ سے پاک رکھا و اصطفتک علی نساء العالمین یہاں نساء العالمین سے حضرت مریم کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اس زمانہ کی عورتوں پر فوقیت اور بزرگی عطا کی اسلئے اس سے ان کا حضرت زکریا اور ابراہیم حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہن سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ واصل فی روح المعانی ج ۳ ص ۴-۵-۶ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم اللہ کی طرف سے اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے آگے رکوع اور سجدہ کرنے پر بلوے تھیں لہذا وہ مجرورہ اور انہیں ہو سکتی ۱۳۳ یہ مجرورہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ واقعات جو آپ بیان کر رہے ہیں یہ سب سینکڑوں برس پہلے کے ہیں۔ ان واقعات میں آپ جو وہ نہیں تھے لیکن اس کے باوجود آپ ان کی صحیح صحیح تفصیلات بیان فرما رہے ہیں۔ لہذا یہ اس بات کی قین دہل ہے کہ یہ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں اور آپ اللہ کے پیچھے نبی ہیں۔ فیر دلالت علی نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جیٹ اخیر من قصہ نہ کر یا و مریم ولم یکن قرۃ العین و صدقہ اهل الکتاب بذلک (قرطبی ج ۴ ص ۸۵) حضرت مریم کے والد چونکہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال پیدا ہوا تو بیکل سیاقی کے تمام خدام باہم جکڑنے لگے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضرت مریم کی کفالت اس کے پرہیزگار چنانچہ اس جکڑے کو قروے ذریعے لے لیا۔ آخر وہ ڈالنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ہر مدعی اپنا پتہ لائے ان سب قتل کو کہتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے۔ جس کا تم بھڑا ہے اور پانی کے ساتھ نہ ملے اسے کفالت کا حقدار قرار دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس طرح قرۃ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پڑا۔ (قرطبی ج ۴ ص ۸۶) بعض نے لکھا ہے کہ جو حقدار ہوگا اس کا نام پانی کے بہاؤ کی مخالفت سمیت کو حرکت کرے گا دیکھو ج ۲ ص ۶۴ ہر حال یہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو انسانی شکل میں حضرت مریم کے پاس بیٹھنے کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری سننے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری سننے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری سننے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری سننے کے لئے بھیجا

کیونکہ وہ باپ کے بغیر ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی شان والا اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا۔ ۱۵۷ یہ بھی فرشتے کا کلام ہے یعنی وہ پیر شیر خوار کی کے زمانہ میں بھی باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی اور صالحین میں سے ہوگا شیر خوار کی کے زمانہ میں باتیں کرنا تو ایک معجزہ تھا۔ اسلئے اس کا ذکر کرنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے مگر بڑھاپے میں باتیں کرنا تو کوئی کمال نہیں مگر اس کے ذکر کی افویہ جو ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مٹی تیس برس کی ہوئی اس وقت اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھایا چنانچہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور ان کا کہوت میں باتیں کرنا ابھی باقی ہے کیونکہ کہوت چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے وہ آسمان سے اتریں گے اور دوبارہ زمین پر آکر چوبیس سال زندگی بسر کریں گے اور اس طرح کہوت میں باتیں کرنے کا خلائی وعدہ پورا ہوگا۔ وعلی ما ذکر فی سن الکملۃ یروا بکلیہ علیہ السلام کھلا تعلیمہ لہم کذا الکر بعد نزولہ من السماء و یسلو غہ ذالک امن بنا علی ما ذہب الیہ سعید بن المسیب و زید بن اسلم وغیرہما انہ علیہ السلام دفع الی السماء و ہوا بن ثلاث وثلثین سنۃ و اند سینزل الی الارض و یمنی حیاتیہا اربعاً و عشرين سنۃ کما رواہ ابن جریر بن جیمہ در روح ج ۳ ص ۱۱۶، کیر ج ۲ ص ۶۴، قرطبی ج ۴ ص ۹۰) ویکم الناس فی المہد و کھلاقا (ابن زید) رفعہ اللہ الیہ قبل ان یکون کھلاقا و سینزل کھلا ابن جریر ج ۳ ص ۱۸۴) یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دفع الی السماء کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت کے بطلان پر نص صریح ہے کہ اس سے ان کے تغیر احوال کا پتہ چلتا ہے بظاہر ان کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ طفل ہونا اور کھل ہونا وغیرہ اور جو ذات اس قدر شیر اور انقلاب زمانہ سے متاثر ہووے مجرورہ اور الہیہ کے لائق نہیں جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ المراد منہ بیان کونہ متعلی فی الاحوال من الصبا الی الکھولۃ و التخییر علی الالہ تعالیٰ محال و المراد منہ الرد علی وفدجران فی قولہم ان عیسیٰ کان الہا دیکر ج ۲ ص ۶۴، ۱۵۷ حضرت مریم چونکہ ابھی کنواری تھیں۔ اور نہایت ہی عقیقہ اور پاکدامن تھیں، اسلئے یہ خوشخبری سن کر تعجب اور حیرت سے بوس کر مجھے تو کسی مولے جھوٹا نہ ہوگا۔ ۱۵۸ اس پر فرشتے نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ظاہری اسباب کے بغیر جو چاہتا ہے پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کام کے مکمل ہو جانے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ ذیجملہ الکتبۃ و الحکۃ و الشورۃ و الایحیۃ ۵ یہ بھی فرشتے کا مقلوہ ہے اور بیشتر کتب پر معطوف ہے۔ فرشتے نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ اس ہونے والے بچے کو کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کا علم دے گا۔ یہاں کتاب میں الف لام کا جھک ہے اور اس سے قرآن مراد ہے۔ اور حکمت سے منن رسول اللہ یا پختہ باتیں مراد ہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت قرآن و سنت کا علم ان کو اللہ کی طرف سے وہی طور پر عطا ہوگا۔ و سؤل الی جی لا سؤل آجیل۔ رسول کا حامل ناصب محذوف ہے اسی جھک رسول کا درجہ ج ۳ ص ۱۶۶) انی میں رسولاً عامل ہے۔ یعنی وہ بھیجی نبی اسرئیل کی طرف رسول ہوگا اور ان سے تجھے لگا کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس اپنی صداقت کی نشانیاں لے کر آیا ہوں۔ ۱۵۹ یہ انی قد جنتم سے بدل ہے اور اذن اللہ سے مراد امر اللہ ہے اور یہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل شروع ہوتی ہے ان کا ایک معجزہ تھا کہ وہ مٹی سے ہندے کی شکل بنا کر اس میں دم کو دیتے تو وہ زندہ ہو جاتا۔ ہاؤن اللہ کا اضافہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مٹی کے بت کا زندہ ہونا یہ محض اللہ کے حکم سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس میں کوئی تصرف یا اختیار نہیں تھا۔ و المراد بامر اللہ و اشامہ ذالک الی ان احیاء من اللہ تعالیٰ و لکن بسبب النفخ و لیس ذالک لخصر صیۃ فی عیسیٰ علیہ السلام الخ (روح ج ۳ ص ۱۶۸) ۱۵۹ یہ انی پر معطوف ہے۔ اگر اسے کہتے ہیں۔ جو مال کے پیٹ سے ہی اندھا پیدا ہوا ہو اور ابرص کو مٹی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے۔ جب ان کے پاس کوئی علاج کے لئے آتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا۔ اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھی دعا سے دعا مانگتے اور یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کاموں کا اختیار نہیں تھا۔ اسلئے وہ الہ اور مجرورہ نہیں تھے۔ وکان یدلوہم بالدعاء الی اللہ تعالیٰ بشرط الایمان (روح ج ۳ ص ۱۶۹) ۱۶۰ یہ بھی ان کا معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو نبوت دیتے تھے کہ وہ کیا کھاتے ہیں۔ اور کیا کھچھاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے انہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود غیب نہیں جانتے تھے۔ ۱۶۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ معجزات دیکھا کر اپنی قوم سے کہیں گے کہ اگر ایمان لانا چاہو اور میری تصدیق کرنی چاہو تو میری معجزات میری رسالت و نبوت کی بہت بڑی دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ عارف عادت اور پیغمبر کے سوا کسی جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ ۱۶۲ مصداقاً کا عطف رسول پر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ تورات کی تصدیق کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ تورات خدا کی کتاب ہے اور اسکی تعلیمات پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ و کاحل کلمۃ نبی حرم علیکم تورات کے بعض احکام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے مسوخ بھی کئے گئے مثلاً کئی چیزیں جو تورات میں حرام تھیں حلال کر دی گئیں۔ و جئتکم بابایۃ من ربکم۔ مذکورہ و لائل میری نبوت و رسالت پر کافی ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈرو۔ میرا انکار نہ کرو اور میری اطاعت کرو۔ ۱۶۳ اور میرے ان حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزات سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا اور مجھے متصرف و مختار اور کارساز نہ سمجھ بیٹھا میں خدا کا شریک نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں جو خدا سے واسطہ تبار پروردگار ہے۔ وہی میرا پروردگار اور کارساز ہے۔ اسلئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو اور میری مطاعت کرو اور میری راہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ ۱۶۴ یہاں کلام میں اندماج ہے یعنی غلام سے پہلے کچھ عبارت محذوف ہے اھی فوالد عیسیٰ کا بشریہ و بیح قوہ المرسلۃ۔ یعنی جس حضرت عیسیٰ علیہ السلام حسب نبوت پیدائے ہوئے اور کچھ اور تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دیدیا تو یہودیوں نے ان کے عقائد کو حد و بعض

تلك الرسل

کتاب کو جو تورات ہے ملے اور اس واسطے کہ حلال کمروں میں کو بعضی

یہ دیکھو
رسولہ "۱۲"

منزل ۱

موضع القرآن۔ ۱۔ حضرت عیسیٰ کو نوریت اور ہر کتاب بغیر پڑھے آئی تھی۔ اور یہ سب معجزے ہوتے تھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ولما علم الله ان من الناس من يخطر بباله ان الذي رفع الله هوروحه لا جده ذكركه هذا الكلام ليدل على انه عليه الصلوة والسلام رفع بقامه الى السماء بروحه وبكده
(الفتح الكبير ج ۲ ص ۹۸۹)

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھانے جانے کی صریح اور واضح دلیل ہے اس کے علاوہ اور کئی آیتوں میں بھی اس کی صراحت ہے اور نزول مسیح کے بارے میں حدیثیں تو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسا کہ امام ابن جریر اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ قال ابو جعفر اولى هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال معنى ذالك ان قابضكم من الارض ورافعكم الى السماوات الاحبار
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ينزل عيسى بن مريم فيقتل الوجود في الارض - الخ (ابن جرير ج ۳ ص ۱۸۴) چنانچہ ایک مرفوع روایت میں ہے جسے حضرت ابو ہریرہ

روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم ضرور بالصورۃ تم میں حاکم عادل بن کرنازل ہوں گے الخ۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ابن سعید بن المسیب سمع ابا ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل خيمكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب و يقتل المحنزين ويضع الحنيفة الخ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۶) ج ۱ ص ۳۳۶ ج ۱ ص ۳۹۰) یہ روایت حدیث کی تمام متداول کتابوں میں موجود ہے۔ نزول کے بارے میں کتب حدیث میں جتنی بھی روایتیں موجود ہیں ان سب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی صراحت موجود ہے کسی ایک روایت میں بھی قیل عیسیٰ کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں اور نہ ہی صحابہ کرام تابعین اور تابعات تابعین کے کسی اثر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر آیا ہے۔ بلکہ صحابہ اور تابعین سے حیات مسیح تواتر کے ساتھ ثابت ہے حضرت ابن عباس سے جو متوفیک کا معنی متیک بخاری میں منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت منقطع ہے اور اس کے مقابلہ میں حضرت ابن عباس سے جو روایت صحت کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے چنانچہ علامہ قرطبی رقمطراز ہیں۔ والصحيح ان الله تعالى دفعه الى السماء من غير وفاة ولا فوم كما قال الحسن وابن تيمية وهو اختيار الطبري وهو الصحيح عن ابن عباس وقالا الفتحا كذا في ج ۲ ص ۱۰۰ ثانياً اگر روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس کا مفہوم یہ نہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس صریح میں آیت میں تقدیم و تاخیر ہو گئی کیونکہ واقعہ وقوع کے لئے آتی ہے ترتیب لازم نہیں اور مطلب یہ ہو گا کہ تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور میرے آخر زمانہ میں زمین پر اتار کر تجھے موت دینے والا ہوں۔ جیسا کہ حضرت قتادہ سے منقول ہے۔ عن قتادة قال هذا من المقدم والمؤخر اى دفعك الى وموتوك (روح - ج ۳ ص ۱۴۹)

اس سے پہلے نزول
ہوے یعنی الحقد
حضرت عیسیٰ علیہ
السلام پر ہونے
اپنی قوم کو توفیق
کی دولت دی

۱۳۳
۱۳۳

تلك الرسل ۱۵۵
الذي حرم عليكم وجئتكم باية من ربكم
فاسقوا الله واطيعون ۵۸ ان الله رزى وربكم
فاعدوا له هذا صراط مستقيم ۵۹ فلما احسن
عيسى منهم الكفر قال من انصاري الى الله
قال الحواريون نحن انصار الله امنا بالله
واشهد باننا مسلمون ربنا امنا بما انزلت
واستبعضنا الرسول فاكتمنا مع الشهداءين ۵۳
ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين ۵۴
اذ قال الله لعيسى راني متوفيك ورافعك الى
ومطهرك من الذين كفروا وابعاء الذين
اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة
تاليج ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک

منزل ۱

موضع قرآن۔ حضرت عیسیٰ کے وقت تورات میں سے کئی حکم جو مشکل تھے۔ جو توف ہونے باقی رہی تورت کا مکمل تھا۔ ۱۲ مرتبہ اللہ تعالیٰ وحی حضرت عیسیٰ کے بارہ بار کا خطاب تھا جواری۔ جواری اصل کہتے ہیں دھوبی کو۔ ان میں پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے لگا دوں وہ انکے ساتھ ہوتے اس طرح سب کا یہی خطاب ٹھہر گیا۔ فلما اس آیت کے معنی یہ کہ حضرت عیسیٰ اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے۔ جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کرے گا چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے جو ایوں کے ہاتھ سے فیرون کو دین پہنچا۔ اب تک بنی اسرائیل انکے دین میں کم ہیں ۱۲ منہ صلی ہو کے عالموں نے اس وقت کے بادشاہ کو کہا کہ یہ شخص طحہ ہے تورت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اس لئے لوگ سمجھے کہ ان کو کپڑا دیں جب وہ پہنچے حضرت عیسیٰ کے بارے میں کہ اس نے بتایا میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پچھلائے پھر سو فی پرچہ جایا ۱۲ منہ

فتح الرحمن۔ فتح القصد این بشارت در حق عیسیٰ علیہ السلام حتمی شد و یہود را بدین خود دھوت نمودند ۱۳۔ یعنی با کافراں ۱۲

تلك الرسالة ١٥٦ آل عمران

پھر میری طرف سے تم سب کو بھیجنا پھر فیصلہ کروں گا تم میں جس بات میں تم

ف سودہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا

سخت عذاب دنیا میں اور آہستہ میں اور کوئی نہیں

ان کا ہر دکھار ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک

کئے یہ وہ ان کو پورا دے گا ان کا حق اٹھ اور اہل کو خوش نہیں آئے

بے امان یہ پروردگار سنا ہے میں ہم تجھ کو آیتیں اور

بیان تحقیق ۸۶ عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک

جیسے مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا

وہ ہو گیا تاسف کن وہ ہے جو میرا رب ہے

لائے والوں کے لئے چھ برسوں کے لئے جس کے لئے اس کے لئے

کہ اپنی سرے پاس جبر پھی لو لو کہدے او بلا دیں ہم اپنے بیچ

سید
مکرم الدین دیوبند
خزوعی برائے
مکرمین ۱۲
برائے بشارت
برائے مومنین ۱۲

۳۳ مہتمم مقررہ
برائے صداقت
آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ۱۲

موضع قرآن و حضرت یسے کے تابع اول انصارے غے اب مسلمان ہیں۔ سو ہمیشہ یہودی پر غالب رہے ۱۲ مندرجہ اللہ تعالیٰ و نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت مجھڑے کر یسے بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے کے کر لکروہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تھیں مذاپ بیٹے کو باپ نہ ہونو کیا عجیب ہے ۱۲ مندرجہ

۳۵ یہ سابقہ شبہ کے جواب کی تکمیل ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کام قدرت خداوندی کے سامنے مشکل یا عجیب ہے ان کی پیدائش قدرت خداوندی کا ایک نمونہ ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ماں اور باپ دونوں کے بغیر قدرت خدا کا نمونہ تھی جس طرح حضرت آدم کی پیدائش محض اللہ کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہوئی اسی طرح حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ ۳۶ الحق خبر ہے اور اس کا مبتدا ہو محذوف ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کی طرح محض ہماری قدرت کا ملکہ بغیر باپ کے پیدا ہونے سے تھے اور انہیں تھے اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پاکباز عورت تھی یہ سب حق ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اس کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کے نظریات غلط اور باطل ہیں مثلاً نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ معبود اور کار ساز ہیں اور یہودیوں نے حضرت مریم کو زانیہ تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے خیالات کا ابطال فرمایا قال ابو مسلم المراد ان هذا الذي انزلت عليك هو الحق من خبر عيسى عليه السلام لا ما قالت النصارى واليهود فانصارى قالوا

ان مریم ولدت الہا والیہود من امری علیہا السلام بالانک وکبریٰ ۲

۳۵ فیہ کی خبر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے الوصیت مسیح کو

دلائل قطعیہ سے باطل کرنے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے

فرمایا کہ حضرت مسیح کے الہ معبود نہ ہونے اور اللہ کا بندہ اور رسول ہونے

کے قطعی اور یقینی دلائل کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر وہ فرمان الوصیت

مسیح کے بارے میں آپ سے اختلاف اور جھگڑا کریں تو آپ انہیں مباہلہ

کا چیلنج کریں کیونکہ دلائل سے تو مسند واضح ہو چکا ہے اور ان سے کہیں کہ تم

بھی اپنی عورتوں اور بچوں کو لے آؤ اور ہم بھی لے آتے ہیں۔ اور پھر ماجری آؤ

خشر سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں لیکن وفد خیران کے

پادری اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ سچے رسول ہیں اور آپ کے مقابلہ میں

مباہلہ کرنے سے وہ تباہ ہو جائیں گے اسلئے وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے اور آپ

سے صلح کر لی۔ یہ آیت مباہلہ کے نام سے مشہور ہے جس کا شان نزول اور مصحح

مفہوم اوپر بیان کیا جا چکا ہے شیعہ حضرات ازل تو قرآن مجید کو معصیت مانتے ہی

نہیں بلکہ اس میں بیسیوں غلطیاں اور خامیاں نکالتے ہیں اور اگر مانتے ہیں تو

خواہ مخواہ قرآن کی آیتوں سے کھینچ کر ان کو کلام نبوی کہتے ہیں۔ چنانچہ آیت مباہلہ سے بھی

خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ آیت مباہلہ سے بھی

شیعوں نے حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں جب

یہ آیت نازل ہوئی اسوقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی حضرت فاطمہ اور حسین کو ساتھ لیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انفسا سے

حضرت علی اور انبائنا سے حضرات حسین اور انبائنا سے حضرت فاطمہ اور

تو معلوم ہوا کہ حضرت علی نفس رسول ہیں اور نفس رسول کی موجودگی میں اور

کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

۳۶ جواب۔ یہ شیعہ کی طرف سے ایک سرسبز غلطی ہے اور اس آیت سے

ان کا استدلال اڑھٹا ہوا باطل ہے۔ اول اسلئے کہ ان کا استدلال اس آیت سے

نہیں بلکہ ایک روایت سے ہے کیونکہ روایت کو ساتھ ملائے بغیر ان کا مطلب

آیت سے نہیں مل سکتا بلکہ آیت میں اس طرف ادنیٰ سا اشارہ بھی موجود نہیں۔

دوم اسلئے کہ انفسا سے صرف حضرت علی کو مراد لیا یہ مغربین کی تفسیرات کے

مخلاف ہے۔ بلکہ اس سے خود حضور علیہ السلام کی ذات یا آپ کے ساتھ

حضرت علی اور دوسرے مسلمان مراد ہیں چنانچہ غریبی فرماتے ہیں۔

ال عمران ۳

۱۵۷

تلک الرسل ۳

وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَكُمْ وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ

اور تمہارے بچے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور

انفسکم فقد تبہل فنجعل لعنت اللہ علی

تمہاری جان پھر ایسا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان

الکذبین ۱۱ اِنَّ هَذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا

پر جو جھوٹے ہیں حق یہ بیشک یہی ہے بیان سچا ۱۱ اور کسی

مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

کی بندگی نہیں ہے سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے نہ بدست

الْحَكِيمُ ۱۲ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

حکمت والا ۱۲ پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے ۱۲

قُلْ يَا هَلْ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا

تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں

وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ

اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم عمرہ اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا

شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ

کسی کو اور نہ بناوے کوئی کسی کو رب سوائے

دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا

اللہ کے ۱۳ پھر اگر وہ قبول نہ کریں یہ تو کہہ دو گواہ رہو

بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۱۴ يَا هَلْ الْكِتَابِ لِمَ

کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں ۱۴ اے اہل کتاب کیوں

تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَةُ

جھگڑتے ہو ابراہیم کی بابت میں اور توریت

مازل

لاسلم ان المراد بانفسنا لا مبریل المراد نفسه الشریفہ صلی اللہ علیہ وسلم (ج ۲ ص ۱۹۲) اور معالم میں ہے عنی نعمہ وعلیہ رضی اللہ عنہ والعرب تسمی ابن عم الحنن نفسه لکما قال اللہ تعالیٰ ولا تفرقوا انفسکم بربید اخوانکم وقیل هو علی الاععم لجماعة اهل الدین۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ حضرات چونکہ آپ سے ملحقہ گھر میں رہتے تھے اسلئے مباہلہ میں ان کو شریک کرنے کے لئے آپ نے ان کو اپنے گھر ملائے

موضع قرآن و اللہ تعالیٰ نے علم فرمایا کہ نصاریٰ اس قدر سمجھائے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی تم میں جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لے کر گئے ان نصاریٰ میں چو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول رکھا۔ ۱۲ م ۳ فتح الرحمن۔ ۱۔ یعنی یعنی گفتم یہودی بود و یعنی نقد نصاریٰ بود ۱۲

تلك الرسل ٣

اہلِ کتاب کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو ۵۹ اور

فتح الرحمن (یعنی در مسائل مخصوصه و تورات اختلاف کرده تا باین مخصوصه چیرسد ۱۲) و مترجم گوید خیف از آن می گویند که استقبال که هر کس در حج میگذارد و وقتش نماید و از جنابت غسل کند حاصل آنکه نام کسی بود که بیشتر لعبت یا همی متدین باشد ۱۴

اور یہی اپنے عالموں اور درویشوں کی خوش ساختہ تعلیمات اور تحریکات کو مانیں، اسی لایطیع احبارنا فیما احدثوا من التحقیر والتحقیل (مدارک ج ۱ ص ۱۲۶) نصاریٰ میں چونکہ یہ تینوں باتیں موجود تھیں اسلئے ان تینوں کا ذکر کیا۔ وہ خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کے سوا مسیح کی عبادت بھی کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے۔ فیجدون خبر اللہ وهو المسیح وبیشرون بہ غیرہ (دکبریہ ج ۲ ص ۷۴) نیز وہ اپنے مولیوں اور پیروں کو سلال و حرام کا مختار سمجھتے تھے اور مذرونیان اور سجدوں سے ان کی عبادت بھی کرتے تھے۔ انہم اتخذوا احبارہم ورجالہم ابابا من دون اللہ فیدل علیہ وجہ احدھا انہم کانوا یطیعونہ فی التحقیر والتحقیم والثانی انہم کانوا یسجدون لاحبارہم (دکبریہ ج ۲ ص ۷۵) بالکل اسی طرح جس طرح آجکل بدعتی لوگ اپنے مولیوں اور پیروں کی ہر بات پر وحی کی طرح ایمان لاتے ہیں اگرچہ وہ کتاب و سنت کے صریح خلاف ہو۔ لیکن اگر یہود و نصاریٰ اس دعوت توحید کو قبول نہ کریں تو پھر آپ ان سے کہیں کہ اچھا تم اس بات کے گواہ ہو کہ تم تو مسلمان ہیں اور اللہ کی خالص توحید کو دل و جان سے ظاہر و باطناً ماننے والے ہیں۔

باتیخ شکوے

۹۱۔ پہلے عقلی اور عقلی دلائل سے توحید کا اثبات فرمایا اور ساتھ ساتھ عیسائیوں کے شبانہ مشغلہ توحید کا ازالہ کیا۔ اب یہاں سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے بیان فرمائے ہیں۔ پہلا شکوہ: یہود و نصاریٰ آپس میں جھگڑتے تھے اور ہر ذوقی دعوے کرتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے۔ یہود و نصاریٰ یہ پراپیٹڈ بھی کرتے تھے کہ ہمارا دین سچا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ دین اسلام سے متغیر ہو جائیں جب مسند توحید لالہ واضح ہو گیا اور اہل کتاب کو اس کے نہ ماننے پر مبارک چیلنج بھی دیدیا گیا تو اب انہوں نے اسلام کے خلاف یہ پراپیٹڈ شروع کر دیا کہ ان کا دین ابراہیمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا کہ وہ انکی غلط پروپیگنڈے سے ہوشیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے دعوے کی تردید کی ہے اور اہل کتاب فرمایا کہ تم کتاب کو تم اپنی غلط پروپیگنڈے اور نصرا نیت کی بنیاد قرار دیتے ہو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد نازل کی گئی اسلئے یہ نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے۔ ۹۲۔ یہاں اہل کتاب کی حماقت کا مزید اظہار فرمایا کہ پہلے تو تم حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں جھگڑتے تھے لیکن خیران کے بارے میں تو تمہیں کچھ ناقص سا علم تھا۔ لیکن اب یہ کیا حماقت ہے کہ تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا حالانکہ تمہیں ان کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ واللہ یعلم و انتم لا تعلمون ۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں تم بالکل بے خبر ہو اور اللہ تعالیٰ کو ان کے دین کا خوب علم ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ کا اس بارے فیصلہ سن لو ۹۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ توحیف سلم تھے اور مشرک بھی نہیں تھے۔ یہاں نفی اس یہودیت اور نصرا نیت کی ہے جس کے مدعی یہود و نصاریٰ تھے کیونکہ ان لوگوں نے تورات و انجیل کو عرف اور دین موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو نسخ کر کے اسکی اصلی شکل بالکل بگاڑ کر رکھ دی تھی اور مشرک بدعت کو دین کا حصہ بنا ڈالا تھا البتہ اصل دین جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے پیش کیا تھا وہ سرسروین اسلام اور توحید پر مبنی تھا جو موجودہ یہود و نصاریٰ کو اس اصل دین سے سخت و خفی تھی جس طرح آجکل کے غلط کار عالموں اور

مسند درویشانہ

مسند قمرانہ

مسند خواب از قول یہود ۱۲

مسند یہود کے دوسرے مفرد کی تردید

ال عمران ۳

۱۵۹

تلک الرسل ۳

يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۙ

یہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کے کلام کا

وَأَنْتُمْ كُشْهَدُونَ ۙ

اور تم قائل ہو کہ اے اہل کتاب کیوں

تَكْلِبُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ

تلاش کرتے ہو بیچ میں جھوٹ اور چھپاتے ہو سچی بات

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۙ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ

جان کر کہ اور کہا جیسے

أَهْلِ الْكِتَابِ امْنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ

اہل کتاب نے مان لو جو کچھ انہما پر

آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاکْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ

دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید وہ

يَرْجِعُونَ ۙ وَلَا تَتَّبِعُوا إِلَّا مَن تَبِعَ

پھر جاویں اور نہ مانیں مگر اسی کی جو چلے

دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ

تمہارے دین پر کہہ دے کہ بیشک ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے

أَنْ يُؤْتِيَ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيْتُمْ أَوْ يَحْجُوكُمْ

اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اور کسی کو بھی کیوں مل گیا جیسا کچھ تم کو ملا تھا یا وہ غالب

عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

کیوں آگے تم پر پ کے آگے تھے تو کہہ ڈالو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دیتا ہے

ما نزل

پیروں نے اصل دین کو بگاڑ کر اس میں نئی نئی من گھڑت باتیں داخل کر ڈالی ہیں۔ یہودیت اور نصرا نیت کی نفی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین حقیقی بیان فرمائی ہیں اور تینوں سے یہود و نصاریٰ کے دعوے کی تردید و تکذیب ہوتی ہے اول یہ کہ وہ خفیہ تھے یعنی ادیان باطلہ اور عقائد فاسدہ سے الگ تھے۔ دوم یہ کہ وہ مسلم تھے یعنی خدا کی توحید کے معتقد اور احکام خداوندی کے فرمانبردار تھے۔ سوم یہ کہ وہ مشرک نہیں تھے۔ خفیہ اسی مانعاً عن العقائد الزائفة مسلمانوں منقاد الطاعة الحق او موحد الان الاسلام یرد بحق التوحید ایضاً (روح ج ۳ ص ۱۹۵) اور مشرکین سے مراد یہود و نصاریٰ ہی ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو خدا کے نائب سمجھتے تھے اور انہیں پکارتے تھے۔ کانہ اراد بالمشرکین الیہود و النصاریٰ لا مشرکین بل عیسوی و المسیح (مدارک ج ۱ ص ۱۲۷) و قیل ارادہم الیہود و النصاریٰ لقول الیہود عزیر ابن اللہ وقول النصاریٰ ول یعنی تورات کے قائل ہو پھر اسی کے خلاف کہتے ہو ۱۲ مزمع اللہ تعالیٰ و۔ تورات کے بعض حکم تو موقوف ہی کر ڈالے تھے۔ غرض کے واسطے اور بعض آیتوں کے معنی پھیر ڈالے تھے اور بعض چیز چھپا رکھی تھیں۔

موضع قرآن ہر کسی کو خبر کرتے تھے جیسے بیان پیغمبر آخر الزماں کا منہ اللہ تعالیٰ

المسیح ابن اللہ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً (روح ج ۳ ص ۱۹۶) بعض نے کہا ہے کہ مشرکین سے مشرکین ۲ مراد ہیں کیونکہ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دین ابراہیم پر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انکے دعوئی کی بھی تردید فرمادی کہ تم مشرک ہو ابراہیم مشرک نہیں تھے اسلئے تم کس طرح انکے دین پر مبرکتے ہو۔ اسی عہدۃ الاحتمام کا لعرب الذین کانوا یبدعون انہم علی دینیہ (روح ج ۳ ص ۱۹۵) انکے دعوئی کی تکذیب کے بعد فرمایا کہ ابراہیمی ہونے سے زیادہ قریب ہونے کا صرف وہی لوگ حق رکھتے ہیں جو انکے دین کے صحیح متبع تھے اسی طرح پیغمبر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں۔ کیونکہ یہ سب ان کی بات کے متبع ہیں۔ وَاللّٰهُ وَیَیُّ الْمُوْدِنِیْنَ ۝ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار اور ناصر ہے اہل باطل کی ریشہ دوانیوں سے دنیا میں انہیں محفوظ رکھے گا بشرطیکہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں کیونکہ اللہ کی ولایت اور نصرت و اعادہ و صفایان سے منتفی ہے ۹۵

ال عمران ۳

۱۶۰

تلك الرسل ۳

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ

جس کو چاہے اور اللہ بہت کھنکھائش والا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ وَمَنْ

جس پر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے

أَهْلَ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنَهُ بِقِنطَارٍ

اہل کتاب میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے

يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنَهُ بِدِينَارٍ

دھیرمال کا تو ادھر دے گا اور بعض ان میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت

لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ۝

رکھے ایک اشرفی تو ادھر کریں مجھ کو مگر جب تک کہ تو رہے اس کے سر پر کھڑا

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّينَ

یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم پر اُمی لوگوں کے حق

سَبِيلٌ ۝ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ

بینے میں کچھ گناہ ۱۲ اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

يَعْلَمُونَ ۝ بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَاتَّقَى

جانتے ہیں ۱۳ کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور وہ پرہیزگار ہے

فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے ۱۴

كَشَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر

فَلَيْلَاطُ أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

سامول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں

منزل ۱

برگشتہ کرنے کی کوشش میں مصروف تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا کر اپنے دین پر لے آئیں۔ اسی لئے وہ یہ غلط پروپیگنڈا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے ۹۶ لیکن مسلمانوں کو تو وہ اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلئے اپنا ہی نامہ اعمال سیاہ کر کے اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور انکی نادانی کا یہ عالم ہے کہ اس کا انہیں شعور تک نہیں ۹۷ دوست! شکوہ اہم رازی فرماتے ہیں کہ پہلے اس طائفہ کا ذکر کیا جو جاہل اور نادان تھا۔ اب یہاں ان طائفہ اہل کتاب کو مخاطب فرمایا جو اللہ کی آیات کو جانتے تھے جو تورات میں موجود تھیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ولایت کرتی تھیں۔ علامہ آوسی فرماتے ہیں کہ آیات سے تورات و انجیل کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام اور توحید ہے۔ ثم تفضل بنیانی فکتب من ان الدین عند اللہ الاسلام و انتم تشناهدون ذالک (روح ج ۳ ص ۱۹۹) یعنی جب تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہو کہ توحید حق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا سپہا پیغمبر ہے تو پھر دیدہ و آنسو کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو ۹۸ اس کے منی چھپانے اور غلط کرنے کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اپنی باطل باتوں اور تحریفوں کے ذریعے حق بات (توحید) کو کیوں چھپاتے ہو نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر جو تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ اس پر کیوں پردہ ڈالتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں ۹۹ تبشر شکوہ طائفہ اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں۔ اور آئمہ میں ایمان لانے سے مراد بطور نفاق اہل ایمان ہے اور الذین آئموا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مراد ہیں۔ وجہ انہما سے دن کا پہلا حصہ اور آخر انہما سے دن کا آخری حصہ یعنی شام مراد ہے۔ یہودی اسلام کی بڑھتی ہوئی نشان و شوکت دیکھ کر حسد و بغض سے جل اٹھے تھے اور عیسائے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے اور اسلام کا دقتار انکے دلوں میں کم کرنے کے لئے اجتماعی مضمحل تیار کیا اور اس منصوبے کے کرنے دھرتے یہودی کے بڑے بڑے عالم تھے چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت ظاہری طور پر زبانی زبانی اسلام

۱۲ یعنی جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ سراسر جھوٹ ہے ۱۳ ۱۴

موضع قرآن ۱۵ یعنی یہودی نے آپس میں شورت کی کہ تم صبح کو جا کر ظاہر میں مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر جادو تو شاید مسلمان بھی پھر جاؤ جس جاتیں کہ یہ لوگ مصنف تھے کو اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں آئے تھے پھر کچھ ایسی ہی غلطی پائی کہ پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے برگشتہ نہیں کر لیو مگر اپنے دین والوں کی بات تاکسی کے دل میں رہے اسلام نہ آجائے سو اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب کھول دیا ورنہ کیا کہ تو کہہ ہدایت دی ہے جو اللہ دے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہو گا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی نبی اسرائیل میں تھی اب اور فرقے میں کیوں ہوئی یا دین کی مددگاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہو لایہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہا دیا کیسی کا حق نہیں ۱۶ منہ رحمہ اللہ ۱۷ یہ اللہ صاحب مسلمانوں کو نشانہ ہے کہ جس کی نیت یہ ہے کہ پرایا حق کھانے کو یہ مسلمان لیا کہ ہم کو یہودیوں والوں کی امانت میں خیانت کرنی روا ہے ان کی بات دین کے مقدمہ میں کیا نہ ہو سکے ہمارے ہاں بھی کافر جہلی کا مال زور سے لینا روا ہے لیکن امانت میں خیانت روا نہیں ۲۰ منہ رحمہ فتح الرحمن ۱۸ یعنی مادہ ابراہیم یوحنا کہ ہم دین مابینستہ تو اخذہ نخواستہ شد ۱۳

وَلَا يَكْلَمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ

اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے

الْقِيَامَةِ وَلَا يَزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب

أَلِيمٌ ۝ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُنَ أَلْسِنَتَهُمُ

ہے دردناک جگہ ۵۔ اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں

بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُمْ مِنَ

کتاب تاکر تم سمجھو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں

الْكِتَابِ ۖ وَيَقُولُونَ هُمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَ

کتاب میں سے کہتے ہیں اور اللہ کا کہا ہے

مَا هُمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

وہ نہیں اللہ کا کہا ہے اور اللہ پر جھوٹ بولتے

الْكُذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ

اچھا نہ بد جان کر اللہ کی بشارت کا کام

لِبَشِيرٍ أَنْ يَبُوءَ بِهِ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت

وَالشُّبُهَةَ ثُمَّ يَقُولُ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا

اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے

لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ

ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن میں یوں کہ تم اللہ والے ہو جاؤ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَمَا

بجسے کہ تم سمجھتے تھے کتاب اور جسے

منزل ۱

قبول کر لیا کریں اور شام کو دین اسلام سے بیزاری کا اعلان کر دیا کریں اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اپنے علماء سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ دین (عیاضاً باللہ) سچا نہیں اس لئے ہم نے اس کو چھوڑ کر پھر سے اپنا پہلا دین قبول کر لیا ہے نیز وہ کہتے سارا دن اس پیغمبر کے پاس گزرا ہے پیغمبروں اور دیوبندوں کی بے ادبی کے سوا اس سے اور کچھ نہیں سنا وہ صاف کہتا ہے کہ نبی اور ولی نہ کارساز ہیں نہ حاجت روا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب ہم اسلام کو چھوڑ کر اس کے بارے میں مذکورہ بالا دیکھا کس دینگے تو مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوگا کہ جب پہلی کتابوں کے اتنے بڑے عالم اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ دین سچا نہیں۔ اس طرح مسلمانوں میں بھی اسلام سے بیزاری اور بغض پیدا ہو جائے گی اور اسلام کی ترقی رک جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو غیب و شہادت کا جاننے والا ہے اس نے مسلمانوں پر یہودیوں کا یہ منصوبہ شکست کر کے اسے ناکام بنا دیا۔ ومعنی الآية ان اليهود قال بعضهم لبعض انظرنا اول النهار ثم اكلوا اباة اخره فانكم

اذا فعلتم ذلك ظهر لمن يتبعه رتياب في دينه فيجحدون عن

دينه الى دينكم ويقولون ان اهل الكتاب اعلم به منا وطمس

ت ۴ ص ۱۱۱ قال الحسن والسدي نواطة اثنا عشر رجلاً من اجداد

يهود خيبر وقرى عربية وقال بعضهم لبعض ادخلوا في

دين محمد اول النهار بالسا ن دون الاعتقاد واكفروا آخر

النهار وقولوا انا نظرنافي كتبنا وشناورنا علماءنا فوجدنا محمداً

ليس بذاك وظهرونا كذبه وبطلان دينه فاذا فعلتم ذلك

شك اصحابه في دينهم فقالوا انهم اهل الكتاب وهم اعلم به فيجحدون

عن دينهم الى دينكم (روح ۳ ص ۲۰۰) شہد یہ بھی ان مقصود بازار

یہودی ہیں کہ قول ہے البتہ قل ان الہدی ہدی اللہ جملہ معترضہ ہے

جو قول یہودی کا جواب ہے اور ان یونانی جملہ استہمامیہ ہے اور معجزہ استہمام

مخدوم ہے۔ اصل اَنْ یُوْتٰی تھا جیسا کہ ابن کثیر کی قرات میں ہے لیکن

یہ استہمام انکاری ہے۔ اور اوجھا جو کہ یونانی پر محض ہے

مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے آپس میں طے کیا کہ ظاہری طور پر اسلام کا

انہار تو مسلمانوں کے سامنے کر دینا لیکن صدق دلی سے اس کو نہ ماننا اور نہ ہی

اپنے دین کے متبعین کے علاوہ کسی کی یہ بات ماننا کہ تمہارے دین کی طرح

کسی اور کا دین ہے یا تمہاری کتاب کی طرح کسی اور دین والوں کے پاس

بھی کوئی سچی کتاب ہے یا یہ کہ کسی دوسرے دین والے خدا کے پاس تم پر

قیامت کے دن دلیل اور حجت سے غالب آجائیں گے قال التیج رحمہ

اللہ تعالیٰ والاوی ان یقال ان قولہ لا تو منوا مقولہ اہل

الکتاب وقولہ تعالیٰ قل ان الہدی جملہ واقعتہ بین کلامہم

وان یوتی بجذہ ہمزۃ الانکار مقولہ الیہود دللہ یہ

یہودیوں کے قول کی تردید ہے یہودیوں نے جو یہ فرض کر رکھا تھا۔ کہ

رسالت و نبوت بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے انکے علاوہ اور

کسی قوم میں نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اللہ کی کوئی کتاب نازل

ہو سکتی ہے۔ اصل میں یہودیوں کے مولیوں اور گدی نشینوں نے بنی یلم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا یہ ایک بہانہ تراشا تھا۔ اصل عند تو انکو سکھ

توحید سے تھی کیونکہ اس سے ان کی گدیوں اور آمدنیوں پر زبردستی تھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے انکے اس خیال کا ابطال فرمایا کہ فضل و رحمت کے خزانے

جن میں رسالت و نبوت بھی شامل ہے۔ سارے کے سارے خدا کے قبضے میں ہیں وہ ان میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اس کی رحمت صرف بنی اسرائیل ہی سے مخصوص نہیں اسکی رحمت نہایت وسیع اور بے پایاں

ہے جسے وہ اپنی رحمت کے کسی عطیہ کا مستحق سمجھتا ہے اسے اس سے نواز دیتا ہے۔ شہد چوتھا شکوہ یہودیوں میں دوئم کے لوگ تھے کچھ دیانتدار اور امین جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے دوسرے ساتھی جو مکان

موضع قرآن۔ ول یہودیوں صفت تھی کہ ان سے اللہ نے قرار لیا تھا اوتئیں دی تئیں کہ برنہ کے مددگار رہو پھر فرض دنیا کے واسطے پھر گئے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے وہ بنا ملنے کے واسطے اسکا ہی حال ہے۔

۱۲ مذر رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی بن پرموں کو دعا دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے۔

فتح الرحمن۔ یعنی تکلف از خود چیز می نوشتہ در کتاب غلط ساختہ ہی خواند ۱۲

ہو چکے تھے اور جو لوگ یہودیت پر قائم تھے وہ پہلے درجہ کفایت اور بددیانت تھے۔ پہلے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ اس قدر امین ہیں کہ اگر دولت کا ڈھیر بھی ان کے سپرد کر دیا جائے تو وہ اس میں ایک پائی کی خیانت نہیں کریں گے اور پوری امانت واپس کر دیں گے لیکن اس کے برعکس دوسرے گروہ کی بددیانتی اور خبط مال کا یہ عالم ہے کہ اگر صرف ایک دینار ہی ان کے حوالے کر دیا تو وہ اسے بھی ہضم کر جائیں گے۔ اور واپس کرنے کا نام نہیں لیں گے ہاں اگر آپ ان کے سر پر چڑھے رہیں تو امانت واپسی کی امید ہو سکتی ہے ان پر کھڑے رہنے سے بار بار تقاضا کرنا مراد ہے۔ یہ جمل بھی ایسے مقصوب ہیں اور گدی نشین موجود ہیں اگر انکو کسی طریقے سے توجید پرستوں کا مال ہاتھ آجائے تو اسے ہضم کر جائیں اور واپس کرنے کا نام تک نہیں لیں۔ **سنتہ** امین۔ امی کی جمع ہے اور وہ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے۔ ام القریٰ کہہ کا نام ہے اور امین سے یہاں عرب کے لوگ مراد ہیں۔ اس بددیانت خیانت اور بد معاملگی کی وجہ وہ یہ بیان کرتے کہ عوب کے لوگوں کے جوا مال ہمارے ہاتھ لگ جائیں انہیں خرد برد کرنے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں اور نہ عتاب ہے۔ بلکہ ہمیں اسکا پورا پورا حق ہے اسی سے عینا فیما اصناف

ال عمران ۳

۱۶۲

تلك الرسل ۳

كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ

تَتَّخِذُوا الْمَلِكَةَ وَالسَّبْيَ أَرْبَابًا أَيَا تُقْرَمُونَ

بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَإِذْ

أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ السَّبْيِ لَمَّا آتَيْتُكُمْ

مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَكُلَّ

لِتَنْصَبُوا لَهُ طَائِفًا مِّنْكُمْ وَأَخَذَتُمْ

عَلَيْ ذَلِكَ مِيثَاقَهُ قَالُوا أَقْرَبُ نَاطِقًا

قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ

منزل ۱

من اموال العرب عتاب وخزم دروج ۳۰ ج ۳ ص ۲۰۲ اور پھر ان کے ساتھ یہودیوں کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ یہ حکم ان کی کتاب تورات میں موجود ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے انکو اس طرح لوگوں کا مال خرد برد کرنے کا حکم دیا ہے اس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جسے اللہ تعالیٰ نے امت کے اگلے حصے میں بیان فرمایا ہے **سنتہ** یعنی ان کا یہ دعویٰ کہ یہ حکم اللہ کی کتاب تورات میں موجود ہے سراسر جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور پھر ان ظالموں کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ بات تورات میں نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود جان بوجھ کر عداوت خدا پر افرا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ناجائز طریقہ سے کسی کا مال کھانا ان پر بھی حرام کیا تھا۔ اسی وقد اختلفوا هذه المقالة وانتكوهما بهذه الضلالة فان الله حرم عليهم اكل الاموال الاجفها وانما هم قوم بهت (ابن کثیر ج ۱ ص ۳۷۷) **سنتہ** کو بجلی ماقبل کی نفی کے لئے ہے۔ یہودیوں نے کہا تھا کہ امین کے اموال میں ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں تو اس کا رد فرمایا کہ کیوں نہیں۔ تو ذمہ داری تو ہر شخص پر عائد ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی سے کوئی عہد کرتا ہے تو اس کی پابندی اس پر لازم ہے لہذا جو شخص اپنے عہد کی پابندی کرے اور خدا سے ڈرے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ غلامیہ یہ کجس طرح تم نے سمجھ رکھا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یوں ہے۔ **سنتہ** تحویف اخروی عبد اللہ سے مراد ایمان و اطاعت کا عہد یہ عہد کئی پروردگار خودی ہے یعنی جو لوگ دنیا کے معنی سے مفاد کی خاطر اللہ کے عہد اطاعت اور آپس کے حلفی معاملات کی پرواہ نہیں کرتے، اللہ سے کئے ہوئے عہد اور بندوں سے طے شدہ معاہدوں کو توڑتے ہیں۔ آخرت میں ان لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے ایسے عہد اور معاملت میں پر دنیا کے خفیہ مفاد کو ترجیح دی اور ایفاء و حفاظت کی صورت میں جو آخرت کا اجر و ثواب ان کیلئے مقدور تھا اس سے محروم ہو گئے **سنتہ** قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے خطاب نفی سے محبت اور اس کی نگاہ رحمت سے بھی محروم رہیں گے اور اس کے معفو عام سے بھی کوئی حصہ نہیں پائیں گے۔ اسلئے وہ گناہوں کی نجاست اور گناہوں کی سے پاک نہیں ہو سکیں گے اور تا جہنم کا دردناک عذاب پائیں گے۔ **سنتہ** پانچواں شکوہ ان ثنائین اہل کتاب میں ایک سچا معصیت یعنی ان کے علماء کی جماعت، ایسی بھی تھی جو اللہ کی کتاب میں تحریف کرتی تھی اور اپنی گھڑی ہوئی عبارت کو تورات سے ملا کر اس طرح پڑھتی تھی کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ سب کچھ خدا کی کتاب ہی سے چڑھ رہے ہیں۔ من اهل الكتاب الخائنین لجماعة بلون السنتهم بالكتب المحيرون

موضع قرآن۔ وایہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اللہ کی ہم تو آگے سے اسی کی بندگی کرتے ہیں۔ مگر وہ جانتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نبی کرے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر مسلمان بنائے پھر کیونکر ان کو یہ بات سکھا دے مگر تو یہ کہنا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا چڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں وہی کہاں حاصل کرو ۱۲ منہ بعد اللہ تعالیٰ اللہ نے فرمایا نبیوں کا یعنی نبیوں کے متقدمین بنی اسرائیل سے قرار لیا۔ ۱۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الرحمن ۱۷ یعنی آدم بنی آدم پہلیان گرفت برائے پیغمبران ۱۲

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

کوئی آسمان اور زمین میں ہے طوعاً سے یا لاچارگی سے اور

إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ أَمَّا بِاللهِ وَمَا

اسی کی طرف سب پھر جائیں گے ۱۳ قُلْ اَمَّا بِاللّٰہِ اور جو کچھ

أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اترا ہم پر اور جو کچھ اترا

وَأِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْإِسْبَاطِ

اور اسماعیل پر اور اسماعیل پر اور یعقوب پر اور ابراہیم پر

وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالرَّبِّيُّونَ مِنْ

اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو ان کے پاس

رَبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ زَوْجًا

پروردگار کی طرف سے ۱۴ ہم جدا نہیں کرتے ان میں کسی کو ۱۴ اور ہم اسی

لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿١٤﴾ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ

کے مسلمان ہر دین میں اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے

دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ

اور کوئی دین سوا اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں

مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللهُ قَوْمًا

خواب ہے ۱۵ کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے لوگوں کو

كَفَرُوا وَابْعَدَ إِيْمَانَهُمْ وَشَهِدُوا أَنَّ

کافر ہو گئے ایمان لاکر اور گواہی دے کر کہ بیشک رسول

الرَّسُولُ حَقٌّ وَحَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللهُ

سچا ہے اور آئیں اللہ کے پاس نشانیاں روشن ۱۶ اور اللہ

مزل

قالہ مجاہد (روح ۳۰ ص ۲۰۴) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء اہل کتاب نے خود ساختہ اعتقادی مسائل اپنی طرف سے اللہ کی کتاب میں درج کر دیئے تاکہ سننے والا سمجھے کہ یہ سب اللہ کی کتاب کا ہے یا سب اسی طرح جیسا کہ آجکل کے شرک پسند مولوی شریک عقائد کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ سب کچھ قرآن میں لکھا ہے۔ ۱۳ علماء یہود و نصاریٰ کبھی تو اپنی بنائی ہوئی عبارتوں کو تورات و انجیل کی آیتوں سے اس طرح غلط فہم کر کے پڑھتے کہ سننے والا سمجھے کہ یہ سب اللہ کی کتاب کی آیتیں ہیں جس کا پہلے ذکر فرمایا اور کبھی اپنی من گھڑت عبارتوں اور خود ساختہ شریک عقیدوں کے متعلق صاف صاف کہہ دیتے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اسی کو یہاں بیان فرمایا۔ ویقولون مع ما ذکر من الحی والتخلف علی طریقہ النصرة علی التوریتہ والتعلیل الخ ذالہ السورۃ ۲ ص ۲۱ ع ۲۰ روح ۳ ص ۲۰۵ جیسا کہ آجکل مشرک لوگ نفل لا املک لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب میں بالذات کی قید لگا کر کہتے ہیں کہ یہاں ذاتی اعتبار اور ذاتی علم غیب کی نفی ہے ۱۳ یہ تحریف اور کذب و افتراء کسی قلم نگار کی بنا پر نہیں بلکہ وہ علماء قصداً یہ کارروائی کر رہے ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل کو بدل دیا تھا اور ان میں اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی عن ابن عباس ان الآیۃ نزلت فی الیہود والنصارى جیسا ذالک انہم حرفوا التوراة والانجیل والحفوا بکتاب اللہ ما یس منہ (معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۲)

ایک شبہ کا جواب

اللہ نصاریٰ بخوان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود انہیں فرمائے ہیں کہ ان کو رب بنالیا اور انکی عبادت کرنا اور ان کو پکارنا جیسا کہ آجکل کے یہودی پرست حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حضرت عیسیٰ اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف سے صفائی دے دی۔ ان نصاریٰ بخوان کا تو ایقولون ان عیسیٰ اہم ان یتخذوا رباً فقال اللہ تعالیٰ رد اعلم ما کان للبشر الخ معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۲ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کتاب اور نبوت عطا کرے اور اسے علم فہم سے نوازے تو اس سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تو اسے صحیح توحید کی دعوت دینے کے لئے اور وہ لگ جائے اپنی عبادت کی دعوت دینے میں یہ ایک ناممکن بات ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کچھ ایسی صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ وہ الوہیت اور بوجہت کا دعویٰ نہیں کر سکتے ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام موصوفون بصفات لا یجس مع تلك الصفات (اعداد الالبیۃ والربوبیۃ ۱ لم ذکر ج ۲ ص ۲۳) وَلَکِنْ کُنُوْا ذٰکِرًا تٰتِبٰیۡنَ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی بندگی اور عبادت کی طرف بلائے بلکہ ہر پیغمبر لوگوں سے یہی کہے گا کہ تم سب اللہ والے بن جاؤ اللہ کے دین کو مانو اور اس پر عمل کرو چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو یہی تلقین کی تھی ۱۳ یہ کونوا سے متعلق ہے یا بسببہ اور تم مصدر یہ ہے یعنی تم لگاتار اللہ کی کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس میں لگے رہتے ہو اسلئے تمہیں تو ہر حال میں باطل و شرکیہ عقائد سے بچنا چاہیئے اور صرف خدا سے واحد کی عبادت کرنی چاہیئے۔

۱۴ یعنی جس طرح خدا کا کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت نہیں دے سکتا اسی طرح وہ اللہ کے سوا دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی پکار اور عبادت کی تلقین و تبلیغ بھی نہیں کر سکتا۔ ۱۵ استفہام تعجب اور انکار کیلئے ہے یعنی یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جب تم توحید کا اقرار کر چکے ہو تو کوئی پیغمبر تمہیں کفر اور شرک کرنے کا حکم دے اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کو (خواہ وہ پیغمبر ہو یا فرشتہ) خدائی صفات میں شریک ماننا۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنا اور عبادت میں پکارنا کفر ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی طرف شریک عقائد کی نسبت کے بارے میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع قاعدہ بیان فرمایا جو حسب ذیل ہے یہ تو ناممکن ہے کہ قرآن مجید یا اللہ کی کسی دوسری کتاب میں اللہ کے کسی نیک بندے کی طرف کوئی شریک عبارت منسوب ہو کیونکہ اللہ کی تمام کتابیں مسطور توحید بیان کرنے کے لئے نازل ہوئیں اور سب میں مسطور توحید کے خلاف کوئی چیز نہیں

ہاں اگر کوئی عبارت متشابہات میں سے ہو تو اسکا علم پہلے گزر چکا ہے کہ اسکا مطلب محکات کی روشنی میں بیان کیا جائے اگر اس طرح بھی اسکا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو اس کا علم خلو کے سپرد کیا جائے اور اگر ایسی شریک عبارت قرآن یا آسانی کتاب کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں منسوب کی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جس نیک بندے کی طرف وہ عبارت منسوب کی گئی ہے حقیقت میں وہ نیک ہے ہی نہیں اسلئے وہ عبارت مردود ہے۔ دوم یہ کہ وہ بندہ ذوقی بزرگ اور نیک ہے اسلئے اب یا تو یہ کہا جائیگا کہ اس شریک عبارت کی نسبت اس نیک بندے کی طرف صحیح نہیں شرک پسند لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے لہذا وہ عبارت قابل رد ہے۔ جس طرح حضرت سید عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک شریک تصدیق منسوب کر دیا گیا ہے جو قطعاً حضرت شیخ کا نہیں ہے اور اگر اس عبارت کی نسبت اس بزرگ کی طرف صحت سے ثابت ہو جائے تو اس عبارت میں مناسب تاویل کر کے کتاب و سنت کے مطابق اس کا مطلب بیان کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ عبارت قابل تاویل بھی نہ ہو اور اسکا کوئی صحیح مطلب نہ مل سکے تو اس عبارت کو بھی رد کر دیا جائے گا اور سمجھا جائیگا کہ یہ بات اس بزرگ کی زبان سے غلط حال میں صادر ہوئی ہوگی جو احکام شریعہ میں حجت نہیں۔ یہاں تک توحید کا بیان

نہا آگے رسالت کا بیان ہے۔

حصہ دوم

سازیم
تولید افروزی

۱۱۶ حصہ اول میں توحید کو عقلی اور نقلی دلائل سے واضح کیا گیا اور ساتھ ہی توحید سے متعلق اہل کتاب کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ اب یہاں سے حضرت فاطمہ الزہراء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اثبات شروع ہوتا ہے آپ کی صداقت کے دلائل کے ساتھ ساتھ ان تمام شبہات و اعتراضات کا ازالہ بھی کر دیا گیا ہے۔ جو اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرف سے آپ کی رسالت پر وارد کئے جاتے تھے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو حضرت فاطمہ الزہراء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی پیشگوئی کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آخر الزمان پیغمبر پر ایمان لائے یعنی اسے اللہ کا چنا ہوا مانے اور اپنی امت کو اس کی آمد کی اطلاع دے اور انہیں علم دے کہ اگر وہ اس کا زمانہ پائیں تو اس پر ایمان لائیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک برج قول یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد نبوت ملنے کے ساتھ ساتھ لیا گیا۔ یہ عہد و میثاق آپ کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے چنانچہ اہل کتاب کے سامنے پہلے اسے ہی پیش فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانے کا عہد تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں سے لیا گیا۔ سوائے اہل کتاب تو رات و دن آپ میں تمہارے پیغمبروں سے بھی یہ عہد لیا جا چکا ہے اور تورات و انجیل پر ایمان لانے کا دعویٰ کر کے تم بھی اس پیغمبر پر ایمان لانے کا عہد کر چکے ہو وہ مجھ کو پیغمبر اب آچکا ہے۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ اور ہر طریق سے اس کی نصرت اور مدد کرو۔ ۱۱۷ ائمہ کے لغوی معنی بوجھ کے ہیں اور مراد اس سے عہد ہے۔ ائمہ و ائمہ سے انبیاء علیہم السلام کا اپنا اقرار مراد ہے اور اخذ تم علی ذاکم اصری سے امتوں سے عہد لینا مراد ہے۔ معنا ہل اخذتم علی ذاکم اصری علی الامم والاصر بکسر الهمزة السجدة ۲۰۳ ص ۳۷۰

چونکہ انبیاء علیہم السلام کی تبعیت میں ان کی امتوں سے بھی لیا گیا تھا۔ اسلئے یہاں احوال کرنے والوں اور عہد توڑنے والوں سے انہیں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ عہد شکنی کبیرہ گناہ ہے جس کا صدور انبیاء علیہم السلام سے ناممکن ہے۔ ۱۱۸ دین اللہ سے یہاں دین اسلام مراد ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام سے جس آخری پیغمبر علیہ السلام کے متعلق عہد لیا گیا تھا۔ اب وہ آچکا اور اس نے بھی اللہ کا وہی دین پیش کیا ہے جو ان سے پہلے تمام انبیاء نے پیش کیا تھا تو معلوم ہوا کہ دین اسلام تمام انبیاء سابقین کا متفق علیہ دین ہے ان کے علاوہ زمین و آسمان کی ساری مخلوقات خواہ وہ جاندار ہو یا غیر جاندار اور خواہ وہ ذی عقل ہو یا غیر ذی عقل سب دین اسلام ہے جب تمام انبیاء علیہم

ال عمران ۳

۱۶۴

تلاک الوصل ۳

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۶۷ وَلَئِكَ جَزَاءُ هُمُ

راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ۱۶۷ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے

أَنَّ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ وَالنَّاسِ

کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور خوشناتوں کی اور لوگوں کی

أَجْمَعِينَ ۱۶۸ خُلِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

سب کی ۱۶۸ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا ہوگا ان سے

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۱۶۹ إِلَّا الَّذِينَ

عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے ۱۶۹ مگر جنہوں نے

تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ

توبہ کی اس کے بعد اور نیک کام کئے تو بیشک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۷۰ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ

غفور رحیم ہے ۱۷۰ جو لوگ منکر ہوئے مانتے مان کر

شَرَّازِدَادُوا كَفَرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَهُمْ وَ

پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہ ہوگی ان کی توبہ ۱۷۱ اور

أُولَئِكَ هُمُ الصَّاكُونَ ۱۷۱ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَوْمَاتُوا

وہی ہیں گمراہ ۱۷۱ جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلٌّ

کافر ہی ۱۷۱ توبہ ہرگز قبول نہ ہوگا اسلئے کسی ایسے سے زمین بھر

الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَى بِهِ ۱۷۲ أُولَئِكَ

کرسونا ۱۷۲ اور اگرچہ بدلا دیسے اس قدر سونا ان کو

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ۱۷۳

عذاب دردناک ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار ۱۷۳

منزل

موضع قرآن۔ یعنی یہ وہ پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ تمہاری حق ہے جب ان سے مقابلہ ہوا تو منکر ہوئے اور بڑھتے گئے انکار میں یعنی انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی یعنی انکو توبہ کرنا نصیب ہی نہ ہوگا کہ قبول ہو ۱۲۷ مزہ اللہ تعالیٰ فتح الرحمن ۱: یعنی اصرار کرو نہ تا وقت غوغا ۱۲

موضع قرآن۔ یعنی یہ وہ پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ تمہاری حق ہے جب ان سے مقابلہ ہوا تو منکر ہوئے اور بڑھتے گئے انکار میں یعنی انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی یعنی انکو توبہ کرنا نصیب ہی نہ ہوگا کہ قبول ہو ۱۲۷ مزہ اللہ تعالیٰ فتح الرحمن ۱: یعنی اصرار کرو نہ تا وقت غوغا ۱۲

الفدية بيننا أيضا انه لا خلاص لهم عنه بسبب النصرة والاعانة وانتفاعه الخ (كبري ٢ ص ١١٤)

نفلہ یہ خطاب بھی حسب سابق اہل کتاب ہی سے ہے اور اس سے انہیں اسلام لانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور پھر سے ایمان و تقویٰ کا وہ درجہ مراد ہے جس کے حاصل ہونے پر آدمی اہل کفر کے ذمہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے ان الا براد فی علیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ مانجبتوں سے دینی ریاست و دولت اور ظاہری شان و شوکت مراد ہے۔ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تک تم اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب چیز کی قربانی نہیں دو گے۔ یعنی دینی شان و شوکت اور ریاست کو نہیں چھوڑو گے۔ اس وقت تک حقیقت خیر اور اصل تقویٰ کو نہیں پاسکو گے اس لئے ان دینی منافع کو چھوڑ کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کی نصیحت پر عمل کرو۔ اور منکر توحید کو مانو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر مکتبیؒ کہتے ہیں یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بہت درجہ ہے اور ثواب جہیز میں ہے شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے فرمائی کہ ان کو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے ہٹانے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے۔ جب تک

۱۱۱ عمران ۳

۱۶۶

لن تنالوا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا

ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کر دو اپنی پیاری چیز سے کچھ اور جو

تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۙ ۹۲ ۙ كُلُّ

چیز جو خرچ کر گئے سو اللہ کو معلوم ہے ۱۳۱ ۙ سب

الطَّعَامِ كَانَ حِلاَّ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا

کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر وہ جو

حَرَّمَ إِسْرَءِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنْزَلَ

حرام کر لی تھی اسرائیل نے اپنے اوپر تو ریت نازل ہونے

التَّوْرَةِ مُقْلٌ ۚ فَاتَّبِعُوا أَمْرًا تَوْرَةً فَاتَّبِعُوا هَٰذَا ۚ إِنَّ

۱۳۲ ۙ تو کہہ لاؤ تو ریت اور پڑھو اگر

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ ۹۳ ۙ فَمَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

۱۳۳ ۙ ہو مگر سچ کہے پھر جو کوئی جوڑے اللہ پر جھوٹ

مَنْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۙ ۹۴ ۙ فَمَنْ

اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف ۱۳۴ ۙ تو کہہ

صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا

سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک ہی کاہنوں کا تھا اور

كَانَ مِنَ الْمَشْرُكِينَ ۙ ۹۵ ۙ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ

۱۳۵ ۙ بیشک سب سے پہلا گھر جو مقبرہ ہوا

لِلنَّاسِ لَكَذَٰلِكَ مَبْرَأًا ۚ وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۙ ۹۶ ۙ

لوگوں کے واسطے ہی ہے جو کہ میں ہے۔ برکت والا اور ہدایت جہاں کے لوگوں کو ۱۳۶ ۙ

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ

اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم ۱۳۷ ۙ اور جو کوئی اس کے اندر آیا

منزل ۱

دینی چھوڑیں اللہ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پائیں ۱۳۱ ۙ اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کر گئے خواہ وہ محبوب ہو یا غیر محبوب بہر حال اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ اس کے مطابق اس کی جزا دے گا باقی رہا ضرر کا ل کا اعلیٰ درجہ تو وہ صرف محبوب ترین چیز ہی کی قربانی سے حاصل ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب الامام ابو نعیم الحافظ (رحمہ اللہ)

نبہات متعلقہ رسالت

۱۳۱ ۙ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جسے معنی میں عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے اصحاب و زبان یعنی ان کے مولوی اور پیر اور کافرانہ عقائد میں حضرت عیسیٰ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نئے نئے اعتراضات سوچتے رہتے اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اور پھر سے تو مت ابراہیمی کا متبج ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اندر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخالفت ہے۔ کیونکہ یہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے۔ حالانکہ ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی طرح یہ پیغمبر اور پھر سے تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنا اندر سے سب کا مخالفت ہے چنانچہ اس نے انبیاء دینی اسرائیل کے قبل بیت المقدس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کو اپنا قیام بنا لیا ہے حالانکہ بیت المقدس خانہ کعبہ سے بھی پہلے کا ہے اس لئے اس لحاظ سے خانہ کعبہ سے افضل اور بہتر بھی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اعتراض کا جواب دیا کہ یہود کا کہنا سراسر غلط اور ان کا دعویٰ باطل ہے کھانے کی جن چیزوں کے بارے میں یہودی جھگڑتے ہیں اور انہیں ملت ابراہیمی میں حرام بتاتے ہیں وہ ساری کی ساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب میں حلال تھیں اور ان کے بعد بنی اسرائیل کیلئے بھی بدستور حلال ہی ہیں البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق المسار ایک بیماری کی وجہ سے اہلیاء نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اونٹ کا گوشت نہ کھایا کریں چنانچہ وہ اسی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور یہ پرہیز بعض بیماری کی وجہ سے تھا کہ حرمت شرعیہ کی وجہ سے اشعار علیہ الاطباء یجوزنا بہ فعل ذالک باذن اللہ اشعار علیہ السلام اور یہ سب کچھ نزول تورات سے پہلے ہوا۔ اگر ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا تو اس کا ذکر تورات میں ضرور ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزیں یہودیوں پر بطور رستہ حرام کر

۱۳۱ ۙ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جسے معنی میں عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے اصحاب و زبان یعنی ان کے مولوی اور پیر اور کافرانہ عقائد میں حضرت عیسیٰ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نئے نئے اعتراضات سوچتے رہتے اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اور پھر سے تو مت ابراہیمی کا متبج ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اندر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخالفت ہے۔ کیونکہ یہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے۔ حالانکہ ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی طرح یہ پیغمبر اور پھر سے تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنا اندر سے سب کا مخالفت ہے چنانچہ اس نے انبیاء دینی اسرائیل کے قبل بیت المقدس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کو اپنا قیام بنا لیا ہے حالانکہ بیت المقدس خانہ کعبہ سے بھی پہلے کا ہے اس لئے اس لحاظ سے خانہ کعبہ سے افضل اور بہتر بھی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اعتراض کا جواب دیا کہ یہود کا کہنا سراسر غلط اور ان کا دعویٰ باطل ہے کھانے کی جن چیزوں کے بارے میں یہودی جھگڑتے ہیں اور انہیں ملت ابراہیمی میں حرام بتاتے ہیں وہ ساری کی ساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب میں حلال تھیں اور ان کے بعد بنی اسرائیل کیلئے بھی بدستور حلال ہی ہیں البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق المسار ایک بیماری کی وجہ سے اہلیاء نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اونٹ کا گوشت نہ کھایا کریں چنانچہ وہ اسی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور یہ پرہیز بعض بیماری کی وجہ سے تھا کہ حرمت شرعیہ کی وجہ سے اشعار علیہ الاطباء یجوزنا بہ فعل ذالک باذن اللہ اشعار علیہ السلام اور یہ سب کچھ نزول تورات سے پہلے ہوا۔ اگر ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا تو اس کا ذکر تورات میں ضرور ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزیں یہودیوں پر بطور رستہ حرام کر

موضع قرآن دینی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے اور ثواب جہیز میں ہے شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے فرمائی کہ ان کو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے ہٹانے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے جب تک وہ دینی چھوڑیں اللہ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پائیں ۱۳۱ ۙ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جسے معنی میں عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے اصحاب و زبان یعنی ان کے مولوی اور پیر اور کافرانہ عقائد میں حضرت عیسیٰ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نئے نئے اعتراضات سوچتے رہتے اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اور پھر سے تو مت ابراہیمی کا متبج ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اندر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخالفت ہے۔ کیونکہ یہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے۔ حالانکہ ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی طرح یہ پیغمبر اور پھر سے تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننے کا دعویٰ کرنا اندر سے سب کا مخالفت ہے چنانچہ اس نے انبیاء دینی اسرائیل کے قبل بیت المقدس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کو اپنا قیام بنا لیا ہے حالانکہ بیت المقدس خانہ کعبہ سے بھی پہلے کا ہے اس لئے اس لحاظ سے خانہ کعبہ سے افضل اور بہتر بھی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اعتراض کا جواب دیا کہ یہود کا کہنا سراسر غلط اور ان کا دعویٰ باطل ہے کھانے کی جن چیزوں کے بارے میں یہودی جھگڑتے ہیں اور انہیں ملت ابراہیمی میں حرام بتاتے ہیں وہ ساری کی ساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب میں حلال تھیں اور ان کے بعد بنی اسرائیل کیلئے بھی بدستور حلال ہی ہیں البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق المسار ایک بیماری کی وجہ سے اہلیاء نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اونٹ کا گوشت نہ کھایا کریں چنانچہ وہ اسی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور یہ پرہیز بعض بیماری کی وجہ سے تھا کہ حرمت شرعیہ کی وجہ سے اشعار علیہ الاطباء یجوزنا بہ فعل ذالک باذن اللہ اشعار علیہ السلام اور یہ سب کچھ نزول تورات سے پہلے ہوا۔ اگر ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا تو اس کا ذکر تورات میں ضرور ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزیں یہودیوں پر بطور رستہ حرام کر

فتح الرحمن ۱۱ منہج گویہ یہود و حضرت بنیامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی و دعویٰ ملت ابراہیم کی تھی اور وہ اللہ نے فرمایا کہ نبی جس میں اب لوگ کھاتے ہیں ابراہیم کے وقت حلال تھیں جب تک تو ریت نازل ہوئی تو ریت میں خاص بنی اسرائیل پر حرام ہوئی میں مگر ایک اونٹ تو ریت سے پہلے حضرت یعقوب نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی ان کی تبعیت سے انکی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اس قسم کا سبب یہ تھا کہ ان کو ایک مرض ہوا تھا۔ انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت عبادت کی چیز ہو وہ چھوڑ دوں انکو یہی گوشت بہت بھلا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔

فتح الرحمن ۱۱ منہج گویہ یہود و حضرت بنیامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی و دعویٰ ملت ابراہیم کی تھی اور وہ اللہ نے فرمایا کہ نبی جس میں اب لوگ کھاتے ہیں ابراہیم کے وقت حلال تھیں جب تک تو ریت نازل ہوئی تو ریت میں خاص بنی اسرائیل پر حرام ہوئی میں مگر ایک اونٹ تو ریت سے پہلے حضرت یعقوب نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی ان کی تبعیت سے انکی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اس قسم کا سبب یہ تھا کہ ان کو ایک مرض ہوا تھا۔ انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت عبادت کی چیز ہو وہ چھوڑ دوں انکو یہی گوشت بہت بھلا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔

۱۱ ۙ یعنی نقشہ کردہ نگار شدہ ۱۱

لن نزالوا ۴

علم مان سٹے اور ان کو بڑا عذاب ہے

منزل ۱

میں نے یہ بھی دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت اور نفع کے لیے جو کچھ چاہا وہ سب ہی عطا کر دیا۔

تبر بعلوم اور
تجارت و معاش
میں دلچسپی رکھنے کا حکم
معاذہ ذیل میں
۱۲

فتح الرحمن ص ۱۵۱ اوس دختر راج و عرب سعدیه و عقبه و عرب و عجم با یکدیگر دشمنی داشتند ۱۲ ص یعنی تفرق در اصول دین حرام است که جمعی محسنی بی یابند و جمعی شیعه و علی بن ابی القیاس ۱۳ ص یعنی واجب بالاختیار است که جمعی با مرصوف و تنبی از ملکوفی بمانند ۱۲ ص یعنی مانند سب و دواضای مشوید که نهنگلو چند فرقه گشتند ۱۲

رج بجا نہ لایا اس نے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑا اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی عبادت کی ضرورت نہیں وہ ان کی عبادت و طاعت سے مفتی ہے۔ ۱۴۱ھ پہلا اہل کتاب کے شبہات کا جواب دیا۔ اب یہاں سے انہیں رخصت فرمایا۔ اسے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ تمہیں تمہاری باعالمیوں پر پوری پوری سزا دے گا۔ اور اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ کے علماء و ماہرین جیسا کہ حضرت حسن سے مروی ہے۔ قال الحسن علیہ السلام اہل الکتاب الخ رکیہ ص ۱۴۲

۱۴۲ھ سبیل اللہ سے مراد توحید اور دین اسلام ہے جو لوگ دین اسلام کو قبول کر لیتے تھے یہود و نصاریٰ کے علماء مختلف جہلوں اور بہانوں سے ان کے دلوں میں شبہات ڈال کر انہیں اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس پر ہلاکت فرمائی وہو الاسلام وخالوا یسعون من اداہ الدخول فیہ یبھضون وھل وھلک بہ ۱۴۳ھ وکانت صدھم عن سبیل اللہ یاتقوا الشیہ والثلوث فی قلوب الصنفۃ من المسلمین

لن تنالوا

۱۶۹

ال عمران ۳

تَبَيُّضُ وُجُوهِ وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ

سُودَّتْ وُجُوهُهُمْ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

فَذُقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا

الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ

فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ

بِالْحَقِّ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِلٰی اللّٰهِ تُرْجَعُ

الْاُمُورُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِّلنَّاسِ

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَ

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَكُوفُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَکَانَ

خَيْرًا لَّهْمْ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَاَكْثَرُهُمْ

بہتر تھا ۱۴۳ھ کہ تو ان میں سے ہیں ایمان پر اور اکثر ان میں

ملزول

الخ رکیہ ص ۱۴۳ تبخونہا میں تمہیں منسوب بسبیل اللہ

کی طرہت راجح ہے اور اس سے پہلے لام مذکور ہے۔ تطلبون

لہا فخذت اللام مثل واداکا لہم (قرطبی ص ۱۵۱)

ای تبخون لہا روح ص ۱۵۱ طوح سے سڑ جان اور حق سے

انحراف مراد ہے اور دانہ تم شہداء تصدوت یا تبخون کے

فعل سے حال ہے مطلب یہ ہے کہ تم دین اسلام بٹل کرنا چاہتے ہو اور تمہیں معلوم

ہے کہ تورات و انجیل میں جس آخری نبی کی بناوت ہے وہ یہی ہے

جس کو آج تم بٹل کر رہے ہو۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ دین اسلام

ہی دین حق ہے۔ اور توحید قائم انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ اس

لئے تم جان بوجھ کر لوگوں کو دین اسلام سے کیوں روکتے ہو۔ اور ان

کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈال کر انہیں اسلام اور توحید سے

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں بدگمان کرتے ہو۔

وانتم شہداء ان فی التورۃ مکتوبات دین اللہ الذی

لا یقبل غیرہ الاسلام وان یدفع عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(قرطبی ص ۱۵۱) ای جیت تفعولت ہذا وانتم علماء عارفون

بتقدم البشارۃ بصلی اللہ علیہ وسلم مطلقون علی صیۃ

نبیہم روح ص ۱۵۱ ۱۴۳ھ یہودیوں کے عالم اور یہ نفیر لمانوں کے

دلوں میں شبہات پیدا کر کے انہیں توحید اور دین اسلام سے بڑھنے

کرنے کی کوششوں میں ہر وقت لگے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان

کے اعتراضات اور شبہات کا جواب دے کر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی

بشارت انوی

دین توحید حق
بشرہ اور تنبیہ
علی الجہاد

بشارت توحید
اور تنبیہ شرک
جاری دلچسپی
ترغیب ۱۲

مناذرتوح توحید
الی التوحید ۱۲

کو دور کرنے کے لئے تم میں اللہ کا رسول بھی موجود ہو اور پھر تم اہل کتاب کے جہانے میں آ کر دین اسلام سے پھر جاؤ ایک نغمہ بریلوی صاحبان اس آیت سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں

کیونکہ ذیلک شہود یعنی اللہ کا رسول تم میں موجود ہے اس خط نظام مسلمانوں سے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام آج بھی ہر جگہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں موجود اور حاضر و ناظر ہیں۔

جواب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا مایق و سابق تبارک ہے کہ اس کے مخاطب حضرات ہی ہر کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کو اللہ نے براہ راست یہ احکام دیتے ساری امت مخاطب نہیں اور اگر فریق کر

موضع قرآن کا معلوم ہوا کہ یہ منہ ان کے میں جو مسلمان ہیں کنز کرتے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ خلافت اسلام رکھتے ہیں سب فرقے گمراہ ہیں حکم رکھتے ہیں و یعنی جہاد اور امر معروف کا جو حکم فرمایا

یہ علم نہیں خلق پر اس میں ان کی تربیت ہے و یعنی جہاد میں خلق کی جان و مال تلف ہو تو مالک کے حکم سے ہے سب چیز مال اللہ کا ہے

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی مقرر کردہ شدہ ۱۲

[illegible]

حصہ دوم

یہ یقین امور پر مشتمل ہے، (۱) جہاد کا، (۲) اتفاق (۳) جہاد سے متعلق ایک شبہ کا جواب۔ ابتداء میں بیابنا الدین اصطواللہ (۱۱۷۰ھ) سے ابن اللہ بن علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب۔ (۱۲) تک ترغیب الی الجہاد کا بیان
کافروں کی طرف سے یہ نتیجہ کیا گیا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو جنگ احده میں شکست ہوئی اور انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر واقعی وہ سچا پیغمبر ہوتا تو اس کو شکست نہ ہوتی اور نہ ہی
اسے نقصان اٹھانا پڑتا۔ آگے چل کر اس کا تفصیلی جواب فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے تو حسب وعدہ فتح دے دی تھی لیکن مسلمانوں سے کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے مورچہ چھوڑ دیا۔ اور ان کی فتح وقتی شکست سے
بدل گئی۔ **۱۱۷۰ھ** یہ نتیجہ ہے اس میں حکم دیا کہ تم غزوہ بدر میں اللہ سے ڈرو اور اس کے تمام احکام کی پیروی کرو اور مرتے دم تک توحید اور دین اسلام پر قائم رہو اور صرف اللہ کی عبادت کرتے رہو
اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ای مخلصون لغو سکھم للہ عزوجل لا تجحدون فیہا شریکۃ سواہ اصلا روح صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ جب تک دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور زمین میں توحید اور دین اسلام کو زندہ
رکھنے کی سچی ترغیب نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی جہاد پر آمادہ نہیں ہو سکتا **۱۱۷۱ھ** جعل اللہ (اللہ کی رحمت) سے مراد یہاں قرآن ہے، صبیح کریم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے عن ابن
مسعود الخذری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ هو جعل اللہ الحمد ودمت السماء الی الارض (ابن جریر ص ۱۲۱) اور مقام کے معنی تسک اور مضبوطی سے پکڑنے کے ہیں مطلب یہ
ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان پر مضبوطی سے قائم رہو ولا تقروا جس کتاب اور دین حق پر نہیں قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے علیحدگی مت اختیار کرو ولا تقروا
عن الحق الذی امرکم بالاعتصام بہ (روح ص ۱۲۱) یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہو شقاق و عداوت سے پرہیز کرو۔ **۱۱۷۲ھ** عن المعاداة والمعاهدة فانهم كانوا فی الجاہلیۃ
مواقبین علی المحاربت والمنازعة فنهاهم اللہ عنہا (کیر ص ۱۲۱) کیونکہ جب تک آپس میں اتفاق اور ہم آہنگی نہیں ہوگی اس وقت تک جہاد میں کامیابی نہیں ہو سکتی **۱۱۷۳ھ** اس آیت میں اسلام
سے قبل زمانہ جاہلیت کی باہمی عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے زمانہ کفر کی عداوت اور مڑاویاں جو پشت پناہی سے چلی آ رہی تھیں اسلام کی برکت سے وہ یکسر ختم ہو گئیں۔ انصار کے دو قبیلے خزرج
اور اوس تھے ان کے مابین کئی پشتوں سے جنگ و جدال اور قتل و خون کا سلسلہ چلا آ رہا تھا جب ان دونوں قبیلوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کی دشمنی ختم ہو گئی۔ جنگیں موقوف ہو گئیں اور آپس میں مہربانیوں
کی طرح محبت اور الفت سے رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کی پرانی عداوت کا ذکر کر کے اسلام کے ذریعے محبت و الفت پیدا کرنے کی نعمت کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انہیں اس نعمت کی قدر کا اچھی
طرح احساس ہو سکے۔ اور یہاں نعمت سے مراد اسلام ہے جس کی برکت سے محبت اور الفت پیدا ہوئی امر لئلا یبدل کبر نحدہ واعظمہ الاسلام واستبے نبیہ محمد علیہ السلام فان بہ
ذات العداوة والفرقة وكانت الحجة والافقة (قرطبی ص ۱۲۱) **۱۱۷۴ھ** شفا کے معنی کفار سے ہیں اور حفرة من النار سے مراد جہنم ہے وہ لوگ جو ہمک پہلے مشرک تھے اس لئے وہ جہنم کے کنارے
پر کھڑے تھے صرف مرنے کی دیر تھی مرنے ہی جہنم میں پہنچ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے نعمت اسلام سے ان کو مالا مال کر دیا اور اس طرح انہیں جہنم سے بچا لیا۔ اے جہنم علی طرقت حفرة من جہنم
اذ لم یحین بینکم و بینہا الاموت (روح ص ۱۲۱) وکنتم مشقین علی ان تقووا فانکم تار جہنم لما کنتم علیہ صحت الکفر فانکم تار جہنم منها یا اسلام (مدارک ص ۱۳۱) اللہ تعالیٰ نے یہاں صحابہ کرام
کو منیٰ طلب کر کے ان پوچھتوں کا ذکر فرمایا ہے ایک دینی یعنی دنیا میں باہمی محبت و اتفاق کا پیدا ہونا اور دوسری اخروی یعنی آخرت میں جہنم سے نجات پانا۔ فاسئدہ اس آیت سے صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے دشمنان صحابہ نے مشہور کر رکھا ہے کہ ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی تھی لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ اسلام لانے
کے بعد صحابہ میں عداوت اور دشمنی باقی نہیں رہی تھی بلکہ ان میں محبت اور الفت پیدا ہو گئی تھی وہ آپس میں مہربانی سمجھائی ہو گئے تھے۔ اور دوسرا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ انہیں جہنم کی آگ سے بچا
کر جنت کا مستحق بنا دیا گیا ہے۔ **۱۱۷۵ھ** فذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء **۱۱۷۶ھ** فقط خیر عام ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کو شامل ہے اس لئے تعمیم کے بعد تخصیص ان
دونوں کاموں کی اہمیت اور مزید فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ معروف ہر وہ کام ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور منکر وہ کام ہے جو ان کے مخالف ہو۔ المعروف ما وافق الکتاب والسنة
والمعتکف والمعاہد (مدارک ص ۱۳۱) پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان اور تقویٰ کے ذریعے اپنی اصلاح کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا کہ اپنی اصلاح کے بعد اب دوسروں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ **۱۱۷۷ھ** انتقل
الی مخاطبۃ المؤمنین اصحاب اولیاء بالتقوی والایمان ثم امرهم بالسعی فی المقاء الخیر فی الامیات والطاعة (کیر ص ۱۲۱) اور مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو سلسلہ تمہارے
اندر جاری ہے اسے قائم رکھو یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے یہ مطلب نہیں ہے کہ اب یہ سلسلہ شروع کرو کیونکہ یہ سلسلہ تو پہلے سے موجود تھا۔ بقریۃ کنتہ خبیۃ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں مسلمانوں
پر فرض ہے ان کی ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کی باتوں کا خیال رکھنے کو تاکہ دین کے خلاف کوئی کچھ نہ کرے جو اس پر قائم رہیں۔ وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے۔
موسیٰ بدین خذو اور عیسیٰ بدین خذو یہ راہ مسلمانوں کی نہیں۔ **۱۱۷۸ھ** یہاں حصر فلاح کا ل کے اعتبار سے ہے نہ کہ فلاح مطلق کے اعتبار سے اسی ہم الاختصاص یا فلاح الکامل (مدارک ص ۱۳۱)
۱۱۷۹ھ یہ مسلمانوں کے لئے زجر ہے اور ساتھ ہی اخروی توبہ ہے۔ اصلاح احوال کا حکم دینے کے بعد دوبارہ تفرق و اختلاف سے منع فرمایا اور اختلاف کی صورت میں عذاب اخروی کی دہمکی دی
تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اتفاق اور محبت کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور میدان جنگ میں ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کر سکیں۔ تفرق و اختلاف اور اختلاف کو بعض مفسرین نے ایک ہی معنی میں لیا ہے۔ اور ذکر لفظ کو

تاکید پر محمول کیا ہے۔ اور اختلاف سے توحید باری تعالیٰ اور دیگر اصول دین میں اختلاف مراد ہے اور بعض مفسرین نے تفرق تو اسے باہمی عداوت اور اختلاف سے مذہبی اختلافات مراد لئے ہیں۔ اختلافوا
فی التوحید والتنزیہ والحوال المحاذیل دھذا معنی تفرقوا دکر رہ لٹا کید وقیل التفرق بالعداۃ والاختلاف بالبدیۃ رد ج ۲ ص ۲۱۲) اور الدین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے
توحید اور دیگر اصول دین میں اختلاف کیا۔ وہم ایہود و نصاریٰ فانہم اختلوا و تفرع عنہم بعضا (سارک ص ۱۳) یعنی ایہود و نصاریٰ نے قول جمہور المفسرین (تقریبی ص ۱۱) اور نبیات سے
تورات و انجیل کی وہ صریح اور واضح آیتیں مراد ہیں جن میں دین اسلام، توحید، صداقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور جن کے بعد انہیں کسی قسم کا اختلاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔
من بعد ما جاءہم فی التورۃ والانجیل تلك النصوص الظاہرة الخ (کبیر ص ۲۲) واللہ اعلم عذاب عظیم ہ اولیٰک سے انہی اختلاف کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے یعنی جن لوگوں نے
دین میں اختلاف و تفرق ڈالا ہے ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اس طرح اس میں مسلمانوں کے لئے زجر ہے ۱۵۴ یم معذوب علی الظرفیۃ ہے اور عذاب عظیم سے متعلق ہے انتہ تصب علی انظوت
والتقدیر ولہم عذاب عظیم فی هذا اليوم الخ (کبیر ص ۲۲) یعنی یہ عذاب اس دن میں ہو گا جس میں کچھ چہرے سفید اور نورانی ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور وہ قیامت کا دن ہے۔
جس میں مومنین کے چہرے جگمگا رہے ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور یہ اس لئے ہو گا تاکہ میدان حشر میں ہر شخص مومن اور کافر سجد اور شقی اور نیک بخت اور بد بخت کو ان
علامتوں سے پہچان لے۔ والحقۃ فی بیات الوجہ وسوادھا انت اهل الموقف اذا راہا ف رجد المؤمن عرفھا انت من اهل السعۃ واذا راہا سواد وجہ الکافر عرفھا انت
مت اهل الشقاۃ (عازن ص ۳۲) یہاں دونوں گروہوں کے انجام کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور انھیں قسم سے پہلے فیقال لہم محدوت ہے ۱۵۵ العذاب سے عذاب
محدود مراد ہے یعنی وہ عذاب جو صفت عظیم سے متصف ہے حد و قوا میں تفسیح یہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے اور اس کا نتیجہ ہے اور
یہاں پ سبب ہے مطلب یہ کہ یہ عذاب ان کے کفر و انکار کا نتیجہ ہے ان پر ظلم نہیں ہے ۱۵۶ یہ مومنوں کے لئے خوشخبری ہے اور رحمتہ اللہ سے مراد جنت ہے جنت کو لفظ رحمت سے تعبیر فرمانے میں
اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اگرچہ تمام عمر عبادت الہی میں بسر کر ڈالے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو آخرت میں جو انعام اسے ملے گا۔ وہ محض اس کی رحمت اور اس کے فضل سے ملے گا۔
وانما عبوت ذالک بالرحمة اشعایات المؤمنات استغنی عنہ فی طاعة اللہ تعالیٰ فاندلایات مایات الا برحمتہ تعالیٰ (روح ص ۲۲) ہم فیہا خلدتہ اور وہ جنت
میں ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں موت آئے گی اور نہ جنت اور اس کی نعمتوں پر فنا آئے گی۔ فی جنتہ د کرامتہ خالدت یا قوت (تقریبی ص ۱۳۹) ۱۵۸ تک سے گذشتہ آیات کی طرف اشارہ ہے
یعنی یہ آیتیں ہم آپ پر اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے نازل کرتے ہیں ای نکشف ما الامر علیہ فی الدنیا والاخرۃ (ابن کثیر ص ۲۹) پہلے کفار کے لئے سخت سزا کا اعلان تھا۔ اس لئے ساتھی
اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے۔ وہ بلا وجہ کسی کو سزا نہیں دیتا وہ حاکم عادل ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ مالک دنیا و آخرت پر قادر ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس لئے اسے اپنی مخلوق پر ظلم کرنے
کی کیا ضرورت ہے ۱۵۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس میں بار مجرور کی تقدیم افادہ حصر کے لئے ہے یعنی زمین و آسمان کی ساری کائنات صرف اللہ ہی کی ہے، ساری کائنات کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا
اور وہی سرچیز کا مالک ہے اور سرچیز میں تصرف اور تصرف ہے ای لہ سبحانہ وحدہ ما فیہا من المخلوقات ملکا و خلقا و تعویلا (روح ص ۲۲) ۱۶۰ تمام معاملات کا فیصلہ اور تمام امور کا انجام خدا
کے نامہ میں ہے جب زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور معرف و مختار اللہ ہی ہے تو پھر وہی عبادت اور لپاک کے لائق ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور ضرورتوں اور ہستیوں
میں صرف اسے ہی لپاک و قال الشیخ۔ اس میں تشبیح علی الجہاد ہے۔ یعنی سب کچھ خدا ہی کے قبضہ میں ہے اور فتح و شکست اس کے اختیار میں ہے۔ تو پھر اس پر مجبور نہ کرتے ہوئے کفار کے جہاد کر دو
اور ہمت نہ مارو۔ وہ مزور نہیں فتح دے گا ۱۶۱ للناس خیرا منہم سے متعلق ہے جیسا کہ ابن عباس، ابو ہریرہ، مجاہد، عطاء، عکرمہ اور ربیع رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ یعنی خیر الناس للناس
والمعنی انہم خیر الامم والنفع للناس (ابن کثیر ص ۲۳) یعنی تم ایک ایسی امت ہو جو سب امتوں سے بہتر ہو اور تمام امتوں سے بڑھ کر لوگوں کے لئے معبود اور نفع رسا ہو۔
حضرت شیخ فرماتے ہیں یہاں غلظتو اعلیٰ ذالک محدوت ہے یعنی تم اسی پر قائم رہو اور تمہارا شیوہ یہ رہے کہ توحید بیان کرتے رہو اور توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد میں مصروف رہو ۱۶۲
بہ جملہ نعر ہے اور اس میں امت مسلمہ کے افضل اور خیر الامم ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔ ہذا کلام مستأنف والمقصود مستہ بیان علت ذلک الحیرۃ دھو قہم خیرا منہ (عازن ص ۲۲) اس آیت
میں معرفت اور شکر کے اگرچہ بعض مفسرین توحید اور شکر مراد دیا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دونوں لفظوں کو عموم پر محمول کیا جائے اور معرفت سے وہ تمام نیک کام مراد ہوں جو شرعاً معروف اور جائز ہوں
اور شکر سے مراد تمام انکار اور المنکر العوم (بحر ص ۲۲) اور المبادی ومن المعروف الطاعات ومن المنکر المعاصی النی انکرھا الشروع (روح ص ۲۲) اس طرح توحید سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا
نیک کام معروف میں داخل ہے اور شکر سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا منکر کا فردے موجودہ زمانہ کی نئی تہذیب نے اب تھے انڈے دیکر شکرات میں اضافہ کر دیا ہے مثلاً سینما تھیٹر ناچ گھر، جم خانے،
منزب خانے، سیونک سکول، فوٹو اسٹوڈیو وغیرہ سب شکرات کے اڈے ہیں۔ اور ان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب شکرات ہیں اور ان سے منع کرنا علماء و علما وقت پر فرض ہے۔ جن مفسرین نے معرفت اور
منکر کو توحید اور شکر سے مخصوص کیا ہے انہوں نے معرفت اور شکر سے فرد کمال کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایمان چونکہ تمام امتوں میں مشترک تھا اور اس امت کی خصوصیت امر بالمعروف اور نہی عن
المنکر تھی اس لئے اس خصوصیت کو ذکر میں ایمان پر مقدم کیا نیز اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگرچہ بعض پہلی امتوں پر بھی فرض تھا لیکن امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
کو اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو نظام عطا فرمایا ہے وہ پہلی امتوں کی نسبت ہر لحاظ سے کامل و مکمل اور جامع ہے اور اس کا دائرہ عمل انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے مقدمات
سے لے کر اعمال تک اور اخلاقیات و معاشیات سے لے کر سیاسیات تک تمام شعبوں کی تنظیم و اصلاح کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی ہے اور اسے خبردار کیا گیا ہے کہ دنیا میں نظام حق کو قائم رکھنے اور اسے چلانے
کے لئے شریعت حق کا اتباع کیا جائے اور کوئی قدم اس کے خلاف نہ اٹھایا جائے۔ اہمیت میں مطلب تو اگرچہ صحابہ کرام سے ہے مگر بقریۃ علت اس سے ساری امت مراد ہے قالہ الزجایح قولہ
مختلجہ امۃ الخطاب خیرہ مع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکنہ عام فی کل امت الخ (عازن ص ۳) اور ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ دل و جان سے اس کی ہستی کا یقین کیا جائے اور
بلا شرکت خیرے اس کی حاکم الطاعت اور عبادت کی جائے اور اس کے دئے ہوئے نظام حیات کے سامنے سرانقیہ و ختم کر دیا جائے۔ ای و نقد قوت باللہ و تخلصت لہ التوحید والعبادۃ
(عازن ص ۳) ۱۶۳ یہ اہل کتاب کے لئے اس دین کو قبول کرنے کی توجہ ہے۔ جس کی وجہ سے اس امت کو باقی تمام امتوں پر افضلیت کا درجہ ملا یعنی اہل کتاب ایمان لے آئیں اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کریں تو یہ دنیوی و دینی اور ثنائی و ثنوی کے مقابلہ میں ان کے لئے دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہت بہتر اور مفید ہو گا۔ کیونکہ ایمان لانے کی صورت میں
ایک طرف تو وہ افضل امت میں شامل ہو جائیں گے اور دوسری طرف آخرت میں اجر عظیم اور ثواب جزیل کے مستحق ہوں گے اور ان میں جو علماء ہیں ان کو عوام پر دنیا میں دینی بیاد و ربیاست بھی حاصل
رہے گی۔ دلوۃ منہا حصلت لہم ہذہ الریاست فی الدنیا مع الثواب الحظیم فی الآخرۃ فکانت خیرا لہم مما اقتضوا ید (کبیر ص ۲۲) ۱۶۴ یہ جملہ متلفز ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ

اہل کتاب کے کچھ ذی علم اور صاحب فہم ایمان لائے ہیں جیسا کہ یہودیوں میں سے عبد اللہ بن سلام ان کے بھائی اور ان کے دوسرے ساتھی اور عیسائیوں میں سے یحییٰ بن حاتم وغیرہ لیکن ان کی اکثریت کفر پر ہے اور وہ تورات و انجیل کی ان آیتوں سے جن میں آخری پیغمبر ایمان لانے کے احکام ہیں روگردانی پر تھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو ایمان لائے ہیں۔ منکرین کو ان سے غیرت حاصل کرنی چاہیے۔

نہ یصرون ولا اذی بہ ترغیب الی الجہاد ہے، اذی مزر کے مقابلہ میں بلکہ اور معمولی سی تکلیف کو کہتے ہیں۔ الاذی بمعنی انصر الیسیو روح ص ۲۱۱ اور اس سے مراد لگائی گھرج طعن و تشنیع اور دھمکی وغیرہ ہے۔ الاذی اصطلاحاً اعلیٰ اذی بقولہ سے طعن فی الدین اور تہدید اور تحذیر ذالک و مدارک ص ۱۳۱ یعنی اہل کتاب تم کو مالی یا جانی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی انہیں تم پر غلبہ حاصل ہو سکے گا۔ پس زیادہ سے زیادہ وہ تمہارے خلاف زبانی یہودیہ کیڈل اھڑا اور اللہ کی آیتوں کی تکذیب و تحریف کرتے رہیں گے۔ یعنی کذبہم و تعریفہم و بھتہم لا انا

ال عملان ۳

۱۶۲

لن تنالوا

تکون لهم الخليفة اقرطبي ص ۱۶۲ یہ صاف بل لا تنتم

ہے۔ مسلمان مہاجرین کو اللہ تعالیٰ انہیں ن دلا دیا کہ اہل کتاب تمہارا کچھ نہیں بلکہ ٹھیکس گے راول تو وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے ہی نہیں اور اگر کبھی جرات کر کے مقابلہ میں آجی گئے تو شکست کھا کر پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگ نکلیں گے اور مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے نہ لا ینصرون مغلوب اور شکست خور وہ ہونے کے بعد پھر انہیں کبھی نصرت و غلبہ اور شکوت و قوت حاصل نہیں ہوگی ای انہم بعد صبر و درتہم تمہارے لا یحصل لہم شکوت و لا قوت البتہ کہ صبر ص ۱۱۱ یا مطلب یہ ہے کہ جن مشرکین عرب کی مدد پر ان کو اعتماد ہے شکست کی صورت میں کوئی ان کی مدد نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی منافقین ان کی مدد کو پہنچیں گے۔ یہ پیش گوئی حوت بھرت صحیح نقلی اہل کتاب نے ہر معرکہ میں شکست کھائی۔ اور میدان میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وکل هذه الاخبار وقعت كما أخبر الله عنها فان اليهود لم یقاتلوا الا انهم مودعا اقدموا علی محاربة وطلب ریاستہ الاخذوا الخ کبر ص ۱۶۲ جلد کے معنی عہد اور ذمہ کے ہیں والجلد العهد والذمہ مدارک ص ۱۳۱ جلد من اللہ سے مراد عقد و موداعہ جزیہ ہے اور جلد من الناس سے لوگوں کی طرف سے امانت نفس اور حفاظت مال وغیرہ کا عہد مراد ہے۔ ای بذمۃ من اللہ و هو عقد الذمۃ لہم و ضرب المجزیۃ علیہم والنظام احکام الملل و جلد من الناس ای امانت منہم لہم کما فی المہادات والمعاهد الخ راہ کثیر ص ۱۳۱ حاصل یہ کہ یہودیوں پر ذمت و رسوائی مسلط کر دی گئی ہے سادہ معبران کا مال اور ان کی جان بے وقعت ہیں اور سوائے دو صورتوں کے نہ ان کا مال و جان محفوظ ہے۔ اور نہ ہی ان کو عزت اور وقار کی زندگی نصیب ہے۔ اول یہ کہ وہ کسی مسلم حکومت کے ذی بن کریں ان کو جزیہ ادا کریں اور اس طرح وہ حقوق ذمہ حاصل کر لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی

میں شکست لائے
یہودی اہل کتاب

الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ یَضُرَّوْکُمْ اِلَّا اَذٰی طُرٰن یُقَاتِلُوْکُمْ

ما فرمان ہیں م ۱۶۲ وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا کرتا زبان سے سدا در اگر تم سے لڑیں گے

یُوْلُوْکُمْ اِلَّا دُبَارَکُمْ ثُمَّ لَا یَضُرُّوْنَ ۝ ضُرِبَتْ

تو پیٹھ دیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی ماری گئی

عَلٰیہُمُ الدَّلٰلَةُ اَیْنَ مَا تَقِفُوْا اِلَّا بِجَبَلٍ مِّنَ اللّٰهِ

ان پر قوت جہاں دیکھے جائیں سوائے دستِ اویز اللہ کے

وَجَبَلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءٌ وَیَغْضَبُ مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور دستِ اویز لوگوں کے م ۱۶۲ مٹ اور کیا انہوں نے عفتہ اللہ کا

ضُرِبَتْ عَلٰیہُمُ الْمَسْکِنَةُ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا

لازم گردی ان کے اوپر حاجت مند م ۱۶۲ یہ اس واسطے کہ وہ اللہ کا

یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ

کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو

حَقِّ ذٰلِکَ مِمَّا عَصَوْا وَکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ لَیْسَ وَاوْفٰوْا

ناحق م ۱۶۲ یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حدود سے نکل گئے م ۱۶۲ وہ سب

سَوَآءٌ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ یَّتِلَوْنَ

برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں

اٰیٰتِ اللّٰهِ اِنَّآءَ اللَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ۝ یَوْمِنُوْنَ

گم تیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں م ۱۶۲ ایمان لائے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور

یَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرِ ط وَ

منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر م ۱۶۲ اند

منزل ۱

دوسری قوم سے دوستی اور نصرت و مدد کا کوئی معاہدہ کر لیں اور اس طرح ان کو زندگی میں کچھ جین نصیب ہو جائے ان دونوں صورتوں کے سوا دنیا میں نہ ان کی کوئی خود مختار حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کا مال و جان محفوظ ہو سکتا۔ آج اگر دنیا کے ایک مختصر حصے میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے تو حقیقت میں اس کا اپنا کوئی وجود نہیں وہی جلد من الناس کے تحت امریکہ کے مہارے جی رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے۔ اسرائیلی حکومت کا وجود معرب کے ان سیاسی جوئے بازوں کے اپنے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں م ۱۶۲ یہ ان کی بد عملیوں

موضع قرآن م یہ امت ہر امت سے بہتر ہے اسی دو صفت سے امر معروف یعنی جہاد اور ایمان یعنی توحید کا تفسیر اس قدر اور دین میں نہیں ہے م سوائے دنیاوی یہودیہ میں کہیں اپنی حکومت سے نہیں رہتے بغیر دنیا و دنیا دار کے کہ بعضی زمین تو ریت کی مثل میں لاتے ہیں اس کے ٹھیلے سے پڑے ہیں اور بغیر دین و دین لوگوں کے یعنی کسی ریت میں اس کی پناہ میں پڑے ہیں۔

فتح الرحمن م یعنی بسبب زبان و رازی ۱۲ م یعنی مگر بعد و ذمہ ۱۲ م یعنی آنا کہ از ایشان مسلمان شدہ اند ما عبد اللہ بن سلام ۱۲

أُولَٰئِكَ مِنَ الصَّٰلِحِينَ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ
 وہی لوگ نیک بخت ہیں اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام
فَلَنْ يَكْفُرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ إِنَّ الَّذِينَ
 اس کی ہرگز نافرمانی نہ ہوگی ۱۴۱ اور اللہ کو خبر ہے ہر سزاخواروں کی ۱۴۲ وہ لوگ جو
كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ
 کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کے مال اور نہ اولاد
مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
 اللہ کے آگے کچھ نہ ہوگا اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اس آگ
خَالِدُونَ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيٰوةِ
 میں ہمیشہ رہیں گے ۱۴۳ جو خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی
الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ
 میں اس کی مثال جیسے ایک ہوا کہ اس میں سو ہالا جا لگی کھیتی کو اس قوم کی
ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَاهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَ
 کہ انہوں نے اپنے حق میں برا کیا تھا پھر انکو تباہ کر گئی ۱۴۴ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن
لَكِن أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
 وہ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں ۱۴۵ اے ایمان والو نہ
تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ بِإِلَٰهٍ
 بناؤ بھیدی کسی کو نہ اپنوں کے سوا ۱۴۶ وہ کسی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں
وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
 انہی خوشی ہے تم جس قدر تنگ ہیں رہو نکلی پڑے دشمنی ان کی زبان سے ۱۴۷
وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ كُِبْرُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ
 اور جو مخفی ہے ان کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے ہم نے تم کو

منزل ۱

کی سزائے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے یعنی ان بد اعمالیوں کی وجہ سے وہ غضب الہی کے مستحق ہو چکے ہیں اور دنیا میں ان پر غضب الہی کا ظہور ابدی ذلت اور رسوائی کی صورت میں ہو چکا ہے وہ جہاں
 کہیں بھی ہیں ذلیل و خوار اور دوسروں کے محتاج ہیں۔ مسکنۃ سے اکثر مفسرین نے جزیہ مراد لیا ہے جو ذلت و رسوائی کی علامت ہے والک تزدن حملوا المسکنۃ علی الجزیۃ وھو قولہ المحن
 (یعنی رکبہ ص ۳۳) اور بعض نے اس نقطہ کو فقر و فاقہ دیکھتی پر محمول کیا ہے یہودیوں میں جو مالدار ہیں وہ مدد دے چند ہیں اور ان کی اکثریت فقر و فاقہ زد تھی یہی متنبہ ہے اور جو مالدار ہیں وہ بھی اپنا غنا ظاہر
 نہیں کرتے فہم فی الغلاب مساکین و قلمایو جید یہودی بظہر الحق ردح ص ۲۹) ۱۴۱ ذالک سے مذکورہ سزاؤں کی طرف اشارہ ہے اور آیات سے نورات کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں
 مسکو توحید کا بیان تھا۔ اور جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ولایت کرتی تھیں (روح ص ۲۹) یعنی ان کو مذکورہ سزائیں اس لئے دی گئیں کہ ایک توحید اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے
 دوم اس لئے کہ وہ اللہ کی توحید بیان کرنے والے پیغمبروں کو بیدار
 سے قتل کیا کرتے تھے ۱۴۲ ذالک سے کفر اور قتل بانیہ کی طرف
 اشارہ ہے مطلب یہ کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور انبیاء علیہم السلام
 کو قتل اس لئے کیا کرتے تھے کہ خدا کی لگاتار نافرمانی اور اس کی سب
 حدود شکنی کی وجہ سے ان کے دل سیاہ اور سخت ہو چکے تھے کفر و
 عصیان ان کی طبیعت نامین بن چکی تھی۔ اور مدد و عیاد کی وجہ سے
 ان کے دلوں پر ہر جباریت ثبت ہو چکی تھی اس لئے ایمان و اطاعت
 کی توان سے توقع ہی نہیں تھی۔ ان سے اگر مدد ہو سکتے تھے۔ تو
 کفر و عصیان اور قتل انبیاء ایسے برے افعال اور عظیم جرائم ہی تھا
 ہو سکتے تھے لیسوا سوء حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
 جب قوموں پر خدا کا غضب آتا ہے تو ان کا ہر ہر فرد بدکار نہیں
 ہوتا بلکہ ان میں بعض نیکو کار بھی ہوتے ہیں اور ان نیکو کاروں کے
 ڈھیروں میں کوئی کوئی سچا موتی بھی ہوتا ہے یہی حال اہل کتاب
 کا تھا۔ جہاں ان کے عاملوں، پیروں، درویشوں اور سچا دلہنیوں
 کی اکثریت دنیا دار، فلفط کار اور حق پوش تھی وہاں ان میں خال
 خال خدا سے ڈرنے والے تھے۔ حق کہنے اور توحید بیان کرنے والے عالم
 بھی موجود تھے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہود کے باطل پرست اور شرک
 پسند عاملوں کی شرارتوں اور ان کی سزاؤں کا ذکر فرمایا اب یہاں
 سے یہود کے ان عاملوں اور پیروں کا ذکر شروع ہوتا ہے جنہوں
 نے دین توحید یعنی اسلام قبول کر لیا تھا اور پھر توحید کی تبلیغ و
 اشاعت بھی کرتے تھے اور خود بھی توحید پر قائم تھے چنانچہ فرمایا کہ
 اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی موجود
 ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور دین
 توحید (اسلام) کو قبول کر کے نہ صرف خود اس پر قائم ہیں بلکہ دوسروں
 کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرمی
 سے حصہ لے رہے ہیں۔ ۱۴۱ یہ استیفاء لیسوا سوء کا بیان
 ہے، امتہ قائمۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ توحید اور دین اسلام پر ثابت
 قدم ہیں، ان کا ایمان نہایت مضبوط ہے، ان کے دل شک و اضطراب
 سے خالی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی پر قائم ہیں۔

تجوید ازادی
 بولے مشرکین
 بال کتاب ۱۲

مشرکین کمال
 خرچ کرنا متا
 ہے اور شرک کا
 جواب ۱۲

مشرکین نے
 اپنے مشرکین سے
 اول دینی امت
 رکھو ۱۲

انھا ثابتۃ علی التمسک بالمدین الحق ملازمۃ لہ غیر مضطر بہ فی التمسک بہ (کیر ص ۳۳) اے امتہ مستقیمۃ علی طاعة اللہ تعالیٰ ثابتۃ علی امرہ الخ (روح ص ۳۳)
 اور یتلوت آیات اللہ الخ قال الشیخ ای ببینوت التوحید ویجدون للہ خاصۃ یعنی وہ توحید بیان کرتے اور صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں یا اس سے کثرت نماز کی طرف اشارہ
 ہے۔ یعنی وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہ لیسجدون یتلوت کی ضمیر سے مال ہے اور لیسجدون کے معنی یصلون کے ہیں کیونکہ تلاوت
 موضع قرآن ہے یہودیوں پر پانچ سات آدمی حق پرست تھے وہ مسلمان ہو گئے ان کے سردار عبد اللہ بن سلام تھے جن تعالیٰ ہر جگہ اہل کتاب کی خدمت میں سے ان کو کال لیتا ہے یہی انہیں کا مذکورہ تھا۔ ۱۴۱ یعنی جہاں
 خرچ کیا اور اللہ کی رضا بہت دیا آخرت میں وہ دیا نہ دیا ہر ایک ہے
 فتح الرحمن ملہا مل آنت کہ صدقات ایشان جیٹ میثود ۱۴۲ یعنی از غیر مسلمانان ۱۲

سجدے میں نہیں ہوتی۔ اور نماز سے بچد کی نماز یا نماز مشاء مراد ہے۔ وعبر بالصلوة فی ساعات اللیل عن التهجید بالقراءات (بحر ص ۳۹) عبر بالسجود عن الصلاة لات التلاوة لا تكون فی السجود وقیل ہی صلاة التهجید وقیل ہی صلاة العشاء الخ (خازن ص ۳۹) ای یقیمون اللیل دیکتھون التهجید وتیلون القراءات فی صلواتہم (ابن کثیر ص ۳۹) ۱۷۵ لے مومنین اہل کتاب کی مزید مدح اور تعریف فرمائی کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ٹھیک ٹھیک مشرعتیں مصطفویہ کے مطابق ایمان لاتے ہیں اور اپنے گذشتہ مشرکیت کا ثبوت انبیا بنیت مسیح اور عزیز سے ثابت ہو چکے ہیں نیز اپنے سابقہ تصور آخرت سے بھی دستبردار ہو چکے ہیں۔ کیونکہ پہلے وہ آخرت میں شفاعت قہری کے قائل تھے۔ وذلک لان اہل الکتاب فیہ شرک ویصفون ایوم الاخریہ ویصنعہ المؤمنون (خازن ص ۳۹) اور پھر صرف یہ نہیں کہ خود ہی ایمان لا کر نیک اعمال میں مصروف ہو گئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایمان اور اعمال نیک کی دعوت دیتے اور کفر اور شرک سے ان کو منع کرتے ہیں اور رعنا نے الہی کی خاطر اس کی طاعت اور بندگی میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں واذن من الصالحین یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ مذکورہ بالا صفات جلیلہ سے منصف ہیں اللہ کے نزدیک ان کا شمار نیکو کار لوگوں میں ہے ای ص حیلۃ الصالحین الذین صلحت احوالہم عند اللہ عزوجل (خازن ص ۳۹) یہاں تک تو ان کی مدح و ثنا تھی آگے ان کے اعمال صالحہ کی جزا کا ذکر ہے ۱۷۶ ایمان لانے کے بعد اب وہ جو بھی نیک عمل بجا لائے اس کے اجر و ثواب سے وہ محروم نہیں رہیں گے بلکہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اور ان کا سابقہ کفر اور ان کے گذشتہ برے اعمال اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ ای لمن یمحوا الذبۃ التینۃ (روح ص ۳۹) وما تفعلوا من خیر فمیں تجدد انوار بدلیے لیکر مکہ و نجد و ذون علیہ (قرطبی ص ۳۹) واللہ علیہما یلقین برہین کا لوگ اللہ سے چھپے ہوئے نہیں ان کی نیکی اور پرہیزگاری کی ضرورت جزا دے گا۔ اس میں متیقن کئے لئے اخروی جزا کا وعدہ ہے۔ وصعق علیہم بہم انہ مجازیہم علی تقوا ھو صفی ذالک وعد للمتقین ووعید للمضطربین (بحر ص ۳۹) ۱۷۷ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنین اہل کتاب کا ذکر فرمایا ان کی خوبیاں گناہیں اور انہیں انبیا اخروی سے نوازا اب یہاں سے کفار اہل کتاب کا ذکر کر کے انہیں اخروی تنزیل فرمائی۔ قال مقاتل لما ذکر تعالیٰ موہنی اہل الکتاب ذکر کفارہم وھو قولہ الذین کفروا (قرطبی ص ۳۹) اور کفار اہل کتاب سے یہاں ملو عام ہے خواہ عوام ہوں یا خواص مریدین اور متبعین ہوں یا ان کے علماء و سجادہ نشین اور متبعین جس طرح مریدین اپنے پیروں اور سچاؤ نشینوں پر ترجیح کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں نذرانے اور شہینیاں پیش کرتے اور ان نذرانوں کے ذریعے اپنے پیروں سے آخرت میں نفع کی امید رکھتے ہیں اور اس توقع میں رہتے ہیں کہ ان نذرانوں اور نذرانوں کے عوض ان کے پیر۔ قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے اور خدا کے عذاب سے ان کو بچھڑائیں گے اسی طرح پیر اور سجادہ نشین بھی دنیا میں بزم خرد اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ مثلاً ہزاروں کے مزارات اور ان کی خانقاہیں تعمیر کرتے ہیں، مریدوں اور مزارات پر نذرانے لانے والوں کے لئے سراپیں بنواتے اور نگر جاری کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودیوں کے ان یودیوں اور سیمائیہ نشینوں اور اسی طرح ان کے مریدوں کا اس طرح دنیا میں دولت خرچ کرنا بالکل بیکار ہے اس کا ان کو سہر و فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ اتفاق اور دوسرے اعمال صالحہ کا آخرت میں مفید اور نفع بخش ہونا ایمان خالص اور توحید پر موقوف ہے اور شرک اور کفر میں تہمک ہیں۔ ۱۷۸ لہذا انجام کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ خود ہی انہیں ان کے کفر و شرک پر قائم رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس آیت سے محترمہ کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ فساق المومنین مخلد فی النار ہوں گے۔ کیونکہ اذ ذلک اصحاب النار کی ترکیب مفید حصرت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف کفار ہی ایسے جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اس سے کبھی نہیں نکلیں گے تو معلوم ہوا کہ انہیں گنہگار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے۔ ولما افادت ھذا الکلمۃ معنی المحرثات الخ (خازن ص ۳۹) ۱۷۹ ھو کے معنی شدید سردی کے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے العصر البور والشدید (قرطبی ص ۳۹) روح ص ۳۹) کبر ص ۳۹) اور ظلموا انفسہم میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے شرک اور کفر و عصیان کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور ہلاکت و تضرع کے مستحق ہوئے ظلموا انفسہم بالکفر والمعاصی ومن حق اللہ تعالیٰ فیہ (محکم و خازن ص ۳۹) حضرت شیخ کی تفسیر کے مطابق اتفاق سے یہاں یہودیوں کے پیروں کا مریدوں پر اور مریدوں کا پیروں پر ترجیح کرنا مراد ہے نفقۃ الیہود علی علماء کھداجامع البیان ص ۳۹) پہلے گذر چکا ہے کہ آخرت میں کفار کو ان کے مال و مال سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا تو یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ اگر کفار دنیا میں اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کر ڈالیں تو شاید آخرت میں اس کا انہیں ثواب مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہ کا ازالہ فرمادیا کہ کافروں کا دنیا میں صدقہ و خیرات کرنا اور نیک کاموں میں اپنی دولت کو لگانا اجر آخرت کے اعتبار سے بالکل بے سود ہے آخرت میں انہیں اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے عند اللہ مقبول اور باعث اجر و ثواب ہونے کے لئے ایمان اور اخلاص توحید شرط ہے اور کفار اس سے محروم ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں۔ کافروں کی خیرات کے بے سود ہونے کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی آسان مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے جس طرح کافر اور شرک قوم کی سرسبز و شاداب کھیتی ہو رہی کہ انہوں نے اسے برف اور پالے سے محفوظ رکھنے کا کوئی انتظام نہ کیا ہوا اور وہ اس کی شادابی کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں۔ اور اس کی پیداوار کے بارے میں بہت پر امید ہوں کہ اچانک ہوا کا طوفان آجائے جس میں شدت کی سردی اور برف اور پالاسی اور اس مہلکی کھیتی کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دے اور کھیتی والے کھت افسوس مٹے رہ جائیں اور ان کی اس کھیتی سے غلہ اور دیگر منافع حاصل کرنے کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں بالکل یہی حال کفار کی خیرات کا ہے جس طرح ان کھیتی والوں کو اس کے نفع کی بڑی امید تھی مگر طوفان باد و برف نے ان کی امیدوں پر پانی بھیر دیا اسی طرح کافر دنیا میں رفاہ و عمارت کے کاموں میں اور دیگر کارنامے خیر میں اپنی دولت خرچ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اگر واقعی قیامت آنی والی ہے تو انہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ لیکن کفر و شرک کی وجہ سے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں مثلاً نفقۃ الکافرین فی بطلانہما و ذہابہما و عدم متفحہما کمثل ذرۃ اصیہ ریۃ باردۃ و اناس فاحرقۃ و اھلکۃ فلم یستفیع اصحابہ بشئ بعد ما کانوا یرجون فائدتہ و نفعہ (قرطبی ص ۳۹) مثال میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی کھیتی کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ کافروں کی خیرات کی ایسی چیز سے تشبیہ مقصود تھی جو بالکل تباہ و برباد ہو چکی ہو اور یہ بات صرف کافروں کی کھیتی ہی میں پائی جاسکتی ہے کیونکہ دنیا میں تو وہ اس کے منافع سے محروم ہو ہی گئے آخرت میں بھی انہیں اس کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ لیکن مسلمان کے دنیا میں مالی نقصان کا معاملہ اس سے جدا کا ہے دنیا میں مالی نقصان کی وجہ سے اگرچہ وہ اس کے فوائد و منافع سے محروم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس نقصان کے عوض آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا۔ کبر ص ۳۹) ۱۸۰ ان کے نفقات و صدقات کو اللہ تعالیٰ نے باطل اور مردود کر کے ان پر ظلم نہیں کیا یہ ان کی اپنی ہی بے راہ روی کا نتیجہ ہے کیونکہ انہوں نے ایمان و طاعت اور توحید خالص سے اعراض کیا جو صدقات اور دیگر اعمال کے قبول ہونے کی شرط اولین ہے اور شرک و ظہیان اور کفر و عصیان کی راہ اختیار کر لی جو غضب الہی کی طرف لے جاتی ہے۔ لات عملہم لبدیک للہ وھم بالوجدانیتۃ و انوث و لامرہ متبعون و درسدہ مصدقون بل کات ذالک منھم ھم بد مشرکوت و لامرہ مغالغون و درسدہ مکنون بعد تقدم مشہ الیہم ان لا یقبل عملہم عامل الامع اخلاص التوحید لد الخ (ابن جریر ص ۳۹) ۱۸۱ یہ آیت مومنین کے لئے نازل ہے اس میں ماقبل سے نزل کر کے فرمایا کہ اجر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے رہو اور غیر مسلموں سے پوشیدہ اور گہری دوستی بھی مت رکھو قال الشیخ بطائتہ کے معنی راہ و دوست یعنی جس کے

سائے آدمی اپنے تمام لی اندر ذاتی راز کہہ ڈالت و بطانتہ الرجل خاصتہ الذین یسبیطون امرہ (قرطبی ص ۱۱۴) اسلام سے پہلے انصار کے بعض نبیلوں کے کچھ قریب و حواری کی بنا پر اور کچھ ماہین القباہی معاہدات کی بنا پر یہود سے دوستانہ تعلقات تھے یہ تعلقات اسلام کے بعد بھی انصار نے بدستور قائم رکھے ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ دارالاسلام بن گیا۔ اور اسلام دن بدن ترقی کرنے لگا تو ان یہودیوں نے انصار سے دوستانہ تعلقات سے صاحبزادہ اٹھاتے ہوئے اندر ہی اندر کھانوں کے خلاف ریشہ دو انیاں شروع کر دیں ظاہری طور پر مسلمانوں کے گہرے دوست بنے ہوئے تھے لیکن دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت عداوت رکھتے تھے اور مسلمانوں سے ان کے پوشیدہ راز حاصل کر کے کافروں کو پہنچاتے رہتے اور ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صورت حال سے آگاہ فرمایا اور ان کو یہودیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے روک دیا۔ قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یوصلون الیہود لما بینہم من القرابۃ و الصداقۃ و الحلف و الجوار و الرضاع فانزل اللہ عزوجل ہذہ الایۃ و فہما ہم عن مباہلتہم یخوف الفتنۃ (خازن ص ۳۴) لایالونکم خیالاً خیال کے معنی فساد اور شرارت کے ہیں۔ یعنی یہ یہودی اگرچہ ظاہری تعلقات کی بنا پر تمہارے خلاف جنگ میں علامتہ شریک نہیں ہوں گے لیکن خفیہ طور پر تمہارے خلاف کمر و فریب اور سازشیں کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے ۱۷۵ ظاہر میں تو وہ تمہارے جانی دوست بنے ہوئے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں لیکن ان کی ولی آرزو اور خواہش یہ ہے کہ تمہیں کوئی فائدہ اور آرام و راحت میسر نہ ہو اور تم سخت تکلیف اور مشقت میں مبتلا رہو ان کی دلی عداوت اور اور ان کا اندر دنی بغض و حسد ان کی زبانوں سے کئی بار ظاہر ہو چکا ہے چودہویں آیت پر اپنے بعض غصہ مند جذبات کو چھپانے کی کوشش کرتے لیکن شدت عداوت کی بنا پر بعض دفعہ غیر اعتداری اور غیر شعوری طور پر ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی خفیہ عداوت ظاہر ہو جاتی ہے اس کا یہ زبان سے تو وہ کھل کر عداوت و تکذیب کا اظہار نہیں کرتے ان کی باتوں سے جو بغض و عداوت کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اس عداوت اور بغض و حسد کے مقابلے میں بہت کم ہے جو تمہارے خلاف ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ یعنی من العداۃ و الغیظ اکبرای مساقیظہ و نہ (خازن ص ۳۴) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے عالموں اور پیروں کے جو حالات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں وہ آج کل کے علماء و سودا و پیران بیاہ کا پر پوری طرح تطبیق میں طرح ان آیات کا حاصل آسان ہو جاتا ہے ۱۷۶ کفار سے ترک موالات کے بارے میں ہم نے کھلے الفاظ میں اپنے احکام دے دیئے ہیں اور وہ آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں جن میں کفار کی دوستی سے روکا گیا ہے اک اظہر من النجۃ الدالۃ علی النفی عن موالات اعداء اللہ فحال در سولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در روح ص ۱۱۳) یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان یہودیوں کے بغض و عناد اور حسد و عداوت کی نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ ان کو نوراً پرانچان لو اور ان سے علیحدہ رہو۔ اذ قد اظہر من النجۃ الدالۃ علی الواضحات الیٰ یتیمینہا الذی من العداۃ و روح ص ۱۱۳) قومی اور ملی دشمنیوں سے دوستانہ تعلقات سیاسی نتائج کے لحاظ سے بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں بعض اوقات دشمن کو کئی گیدی لاروں کا پتہ چل جاتا ہے جس سے کئی اہم جنگی اور دوسرے تعمیری منصوبے ناکام ہو جاتے ہیں۔ جنگ جتنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی خفیہ جنگی تدبیروں کو دشمن کی رسائی سے بلا تڑکا جائے۔ یہ وقت جو تم مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کا مختار ہے مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا تاکہ وہ محتاط رہیں ۱۷۷ کتاب میں لام جس کا ہے اور اس سے تمام آسمانی کتابیں ہیں اور خیر غائب سے منافقین یہود و ملوثین یہ مسلمانوں کی نیکدلی اور یہودیوں کے دوائی بغض و عداوت کا بیان ہے مطلب یہ کہ تم تو ان سے دوستی بھی رکھتے ہو اور تمام آسمانی کتابوں کو جتنی کثرت اور انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ تم سے دوستی اور محبت تو نہ کرنا وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر بھی ایمان نہیں رکھتے حاصل یہ کہ وہ تمہارے ساتھ کسی وجہ میں اس اور محبت نہیں رکھتے ۱۷۸ بعض انا ملے یعنی انگلیں کا ٹٹا یہ ایک محاورہ ہے اور اس وقت بولا جاتا ہے جب آدمی شدت غیظ سے دیوانہ ہو رہا ہو اور غصے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا ہو۔ والعرض عبارت عن شدۃ الغیظ مع عدم القدرۃ علی الصفاۃ (قرطبی ص ۱۱۳) یہاں ان کے نفاق کا بیان ہے مطلب یہ کہ ان سے دوستی اور خیر خواہی کی امید بالکل بیکار ہے کیونکہ ان کے دلوں میں کفر و عناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر منافقانہ ہے تمہارے سامنے تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو تمہارے خلاف شدت غیظ و غضب سے دانت پیستے ہیں مسلمانوں کی شوکت و کثرت اور اسلام کی ترقی انہیں ایک آگہ نہیں بھاتی مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کچھ کر بھی نہیں سکتے اس لئے شدت غیظ سے بھلا اٹھتے ہیں طلحی اذ احلا بعضہم بعض اظہر واشدۃ العداۃ و شدۃ الغیظ علی الموصیۃ حتی تبلغ نذک الشدۃ علی بعض الانامل الخ (کسیر ص ۱۱۳) ۱۷۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا ہے کہ آپ منافقین سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے مجید جانتے اور اس نے تمہارے اندر دنی کبیر اور بغض کی ہم کو اطلاع دے دی ہے باقی تمہاری یہ خواہش کہ اسلام مغلوب ہو جائے اور مسلمان ناکام ہو جائیں۔ یہ کبھی پوری نہیں ہوگا تم مثلاً شدت غضب میں مرتے رہو۔ ۱۸۰ خطاب مسلمانوں سے ہے اور اس میں اسلام کے خلاف منافقین کے بغض و حسد اور کبیر پروری کا مزید بیان ہے یعنی ان کی عداوت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ تمہاری خوشحالی اور تمہارے نفع کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے اگر تمہیں دشمنوں پر نفع حاصل ہو جائے یا تم پر خوشحالی کا دور آجائے تو اس سے ان کے دل رنجیدہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے یا تم مشقت میں پڑ جاؤ تو اس سے انہیں بہت خوشی ہوتی ہے ان تمام آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والوں کے خلاف بن لوگوں کی کینہ پروری اور ان کے بغض و عداوت کا یہ حال ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو اپنا راز دار بنا یا جائے خصوصاً جب کہ جہاد کا معاملہ درپیش ہو جس پر مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی مصلحتی کا مدار ہے والمحق فی الایۃ ان من کانت ہذہ صفتہ من شدۃ العداۃ و الحقد و القرح بنزول الشدۃ علی المؤمنین لیکن اهلالات یتخذ بطلانہا کاسیما فی ہذا الامم الجسیم من الجہاد الذی ہو ملاک الدنیا والآخرۃ (قرطبی ص ۱۱۳) ۱۸۱ یہاں مسلمانوں کو صبر و تقویٰ کی تلقین فرمائی۔ فرمایا کہ دشمنوں کے کمر و فریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رہنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ تم صبر و استقلال سے کام لو۔ ان کی طرف سے تمہیں تو تکلیفیں دی جاتی ہیں انہیں برداشت کرو۔ دین اسلام پر قائم رہو۔ اور خدا کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا نافرمانی سے بچو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی کمر و فریب چالوں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ان چند کلمات میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کامیابی حاصل کرنے اور دشمنوں کے کمر و فریب سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ دوزیر اصول بیان فرمائے ہیں ایک استقلال دوم خدا کا خوف ہذا تعلیم من اللہ و ما شادای ان یتعنات علی کید العداۃ و الصبر و التقویٰ (مدارک ص ۱۱۳) ان اللہ بما یعملون محیط ہ منافقین جو کہہ رہے ہیں وہ اللہ کے علم میں ہے اس لئے وہ اپنے کرتوتوں کی سزا ضرور پائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تسلی دی ہے اور منافقین کو عذاب اخروی کی تحویف فرمائی ہے۔ ۱۸۲ اب یہاں ہے جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ والیجہود علی انہا غزوۃ احد (قرطبی ص ۱۱۳) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا تعلق ان تفسیر ذوالالح سے ہے یعنی اگر تم ہمت و استقلال و صبر و استقلال سے کام لو گے تو کافر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آگے صبر و تقویٰ کے نتائج اور اس کے لئے دو نمونوں کا بیان ہے۔ جنگ بدین مشرکین کو مسلمانوں کے انصاف و انتہائی دولت و رسوائی کے شکست اٹھانا پڑی۔ ان کے سرسوار اور جنگجو بہادر قتل ہو گئے اور سرگرفتار ہو کر مسلمانوں کے قیدی ہوئے مالی نقصان اس کے علاوہ تھا اور ذلت و رسوائی اتنی ہوئی کہ کسی کومرہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اب وہ شکست خوردہ مشرکین انتقامی جنگ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ واقعہ بدر سے ایک سال بعد رستمہ کے اوخر میں جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اب ان کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زہ پوش دو سو گھڑ سوار اور باقی شترسوار تھے۔ اور ان کا کوئی لڑاکا خالی ہاتھ نہ تھا۔ مشرکین چونکہ جوش انتقام میں دیوانے ہوئے جا رہے تھے اس لئے تمام قبیلوں کے سرداروں نے بھی جنگ میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا حدیث کہ مشرکین کی عورتوں نے بھی اس جنگ میں شرکت کی جہاں اونٹوں کو کھینچنا مقصود تھا۔ ان کے مرنے کا گارنہ جو ان کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہی تھیں اور مسلمانوں کے ساز و سامان

اللہ کی طرف سے جو کچھ فرمایا ہے اس کی نگرانی میں ہے اور یہی سبب ہے کہ اللہ نے ان کو اس میں لائے اور ان کو محض غادی و ساعی خیال کرے اور یہی حقیقی صفت خدا کو جانے والے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ ان نصیب و انتقام کا دوسرا نمونہ ہے یعنی صبر و تقویٰ اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نائیب علی اور نصرت آسمانی کے سامان ہم پہنچ جاتے ہیں چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر ایسا ہی ہوا ائمہ قہر میں بہت قبل تھے اور سامان جنگ بھی بالکل معمولی تھا۔ اذلہ ذیل کی جمع ہے جس کے معنی حقیق اور پست کے ہیں یعنی قہر اور سامان کی قلت کے باعث ہی ماکہ اعلیٰ من الضعف و قلۃ السلاح و المال و المکون (بحر ص ۴۴) اسی بقلۃ الحدود و السلاح و رجام الدیان دس چنانچہ مسلمانوں کی کل تعداد ۳۱۳ تھی اور پوری فوج کے پاس سواری کے لئے صرف دو گھوڑے اور سترادس تھے اور تلواریں بھی صرف تھیں اور باقی سامان جنگ بھی نہایت قلیل اور نامافی تھا لیکن اس سے سروسامانی کے باوجود انہوں نے بہت نہ باری اور نہ ہی صبر و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علی مدد اور نصرت بھی فرما آئی۔ بدر کا واقعہ یاد دلانے والا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے نصرت فرمائی اور تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم فرمائی ہے نیز اس میں کافروں کے شبہ کے جواب کی طرف بھی اشارہ ہے کافروں کا شبہ یہ تھا کہ جنگ احدهم مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انہیں نقصان اٹھنا پڑا اگر اسلام سب سے دین ہوتا تو اس کے ماننے والے کیوں اس طرح ذلیل ہوتے یہاں اشارہ فرمایا کہ اگرچہ دنیا میں فتح و شکست عداوت کا معیار نہیں فتح کی مثال کتبوں کے ڈول کی سی ہے کبھی کسی کے ہاتھ کبھی کسی کے ہاتھ اس لئے اے ایمان والو! احدی و قتی شکست سے دلگیر اور افسردہ خاطر نہ ہونا اگر احادیں ایسا ہو گئی ہے تو ہوا کیا جنگ بدر میں جب کہ تم بالکل بے سروسامان تھے کیا اس وقت میں نے تم کو فیسی اور اسے منظور و مقرر نہیں کیا تھا اس شبہ کا اہل جواب آگے آ رہا ہے۔ ۱۹۰ یعنی تقویٰ اور خوف خدا سے شکرگزاری کے جذبہ کو تقویت پہنچتی ہے اور شکر گذاری ایک ایسا مبارک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۱۹۱

لن تنالواہم ۱۷۷ ال عملن ۳

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۷۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرِ وَ أَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ﴿۱۷۳﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثِ آلاَفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُزْلَلِينَ ﴿۱۷۴﴾ بَلْ لَّانْ تُصْبِرُوا وَاتَّقُوا وَيَا شَوْكَةَ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلاَفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿۱۷۵﴾ وَمَا جَعَلَ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ نَسْأَلُكَ اللَّهُ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿۱۷۶﴾ وَلِتُطَبِّقَ قُلُوبُكُمْ بِهِ ط وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۱۷۷﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا كَافِرِينَ ﴿۱۷۸﴾

منزل ۱۷۷

۱۹۲ اس کے بعد جب یہ خبر پھیلی کہ پانچ ہزار سپاہیوں کی ہولناک شکست ہو چکی ہے تو مسلمان اس خبر سے ذرا دلیک ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مزید موضع قرآن ص ۱۷۷ حضرت کے سے مدین میں آئے اس کے ایک برس پہلے یعنی بعد جنگ بدر ہونے کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے فتح دی مسلمانوں کو مختصر آوی کا فرار سے گئے اور شتر اسیر آئے۔ اگلے سال کافرجہ سو کر مدینے پر چڑھا آئے حضرت نے مسلمانوں سے مشورت کی اکثر کہتے تھے کہ ہم شہر میں رہیں گے حضرت کی مرضی بھی یہی تھی اور بعض کہتے تھے کہ یہ عار ہے۔ بلکہ ہم میدان میں مقابل ہوں گے۔ آخر یہی مشورت قبول ہوئی جب حضرت شہر سے باہر چلے عبداللہ ابن ابی کافرقہا مدینے کا ماکہ وہ بھی شریک جنگ تھا نہ خویش ہو کر پھر گیا کہ ہمارے قوی پر عمل نہ کیا اور اس کے ہکالے سے دو قبیلہ انشاؤ کے بھی پھر چلے آجراں کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ پر توکل چاہیے اعانت حکم میں اندیشہ نہ کریے۔

فتح الرحمن ص ۱۷۷ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نصرت دے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں ۱۷۷ یعنی خود راہ سچاں خود راہیک آراستہ ۱۷۷

۱۷۷ یعنی خود راہ سچاں خود راہیک آراستہ ۱۷۷

لن نمنّا لولا ۴

۱۲ مای ۱۳۰۴

مَنُور

اللہ نے ان کو بھیلنے کی توفیق دے دی۔ اسی طرح جو مسلمان جنگ اس میں بیٹھ بھر کر جھاگ نکلے تھے اور عین فتنہ ہو گئے تھے۔ وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ذکرہ اللہ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ بقاوت و انکار کے جذبہ کے تحت خدا کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ اسلام اپنی سے ذہول اور وعیدِ اخروی سے غفلت کی وجہ سے ان سے محبت کا ارتکاب سوچتا ہے۔ مگر جو نبی ان کو خدا کا حکم اور اس کی وعید یاد دلاتی ہیں وہ فوراً نادام سوچاتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ **مسئلہ** یہ جید معرِفہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تفسیر فرمادی کہ اللہ کے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی ولی اور نہ کوئی فرشتہ اس لئے اللہ کے سوا کسی کے سامنے گناہ کی معافی کی درخواست نہ کی جائے۔ وَلَمْ يَصْرُوعِ عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ یعنی جب ان کو اپنی غلطی کا احساس پہنچتا ہے **موضع قرآن** یعنی کافروں کا مقابلہ نبیوں سے قدیم دستور سے ہر ملک کی خبر تحقیق کرو تو جو مانو کہ اول غیبیوں پر بھی تکلیفات گذری ہیں۔ آخر تھکھٹلاتے والے خراب ہوئے جبکہ احادیثِ سننِ مسلمان کا مل شہید ہوئے اور لہذا ان کی گڑبڑی اس واسطے حق تعالیٰ کی نصرت سے فرماتا ہے۔

توبہ قرآن پیمان ہو کر خدا سے انتقام کرتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اصرار یہ ہے کہ انسان بار بار گناہ کرے اور دل سے ہر دھاریوں کہے کہ اچھا اب کرنا کہ گناہوں کی توبہ کر لوں گا والا صراط جو التسولیت والتسولیت ان يقول التوب غدا (قرطبی ص ۳۱۶) تو اس اصرار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور وہ اسی طرح گناہوں میں موشی دنیا سے چلے جاتا ہے۔ یہ دونوں فریقوں کے لئے مشترکہ آخری بشارت ہے کہ ان کو گناہوں کی معافی مل جائے گی۔ اور بطور انعام جنت کی پریشانی اور دائمی زندگی نصیب ہوگی اس معافی نامہ میں وہ تمام مسلمان بھی داخل ہیں جن سے جنگ احد میں مختلف لشکروں میں غلبہاں اور کوتاہیاں سرزد ہو گئی تھیں۔ یہ تخریب دنیوی ہے اور سنہ ۶۰۰ سے مراد گذشتہ مکہ میں کے واقعات ہیں ای وقتاً فی الامم (المکذبة اموج ص ۳۱۶) یعنی اللہ کی توحید اور خدا کے پیغمبروں کو بھٹکانے والوں کی تباہی و بربادی کے کئی واقعات تم سے پہلے وقوع پذیر ہو چکے ہیں ان سے اندازہ لگا لو کہ مکہ میں کا کیا حشر ہوا اس سے مسلمانوں کو گناہوں میں اشتغال سو خواری، میدان جنگ میں بزدلی دکھانے اور امیر کی اطاعت سے سرتابی کرتے وغیرہ سے بچنے اور طاعات، مثلاً جہاد، انفاق، اطاعت امیر وغیرہ، بجالانے کی ترغیب دینا مقصود ہے (روح ص ۳۱۶)۔

۱۸۰۰ کا اشارہ قرآن کی طرف ہے قال الحسب وقتا وابت جریح والربیع الاشارة الى القرأت (بجرح ص ۳۱۶) قرآن کی صفت بیان کو تمام لوگوں کے لئے عام کیا۔ اور ہدایت و موصلت کو متقیوں سے مخصوص کر دیا کیونکہ یہ قرآن اعلان و اظہار اور بلاغ و بیان تو تمام دنیا کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت اور ہند و نصیحت سے نفع صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ اللہ کی طرف انابت کریں اور صند و عداوت سے بچیں یا ہذا سے پہلے تمام مذکورہ واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۸۰۰ یہاں پھر مضمون جہاد کا اعادہ کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ رکوع ۱۸ میں فلکم اجر عظیم تک چلا گیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تشبیح علی الفضل اور ترغیب الی الجہاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو جنگ احد کے نقصانات کے بارے میں تسلی بخشی ہے اور انہیں صبر و استقامت کی تلقین فرمائی ہے۔ من اھم دستلاھما ما للھدیوم احد من القتل والجراح وحتلھما علی قتال عدوھم ونھاھما عن العجز والفسل (قرطبی ص ۳۱۶) لاکھنوا دھت سے ہے جس کے معنی کمزوری دکھانے کے ہیں یعنی اسے ایمان والوں دشمن کے مقابل میں کمزوری اور ہزولی منت دکھاؤ اور احد میں جو کچھ ہو چکا اب اس کا غم اور افسوس بھڑو دوا دیا دلو اور یاد رکھو اگر تم ایمان کے تمام تقاضے صحیح معنوں میں پورے کرو گے تو دنیا میں ہمیشہ سر بلند اور غالب رہو گے اور دنیا کی کوئی طاقت تم کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکے گی۔ بل اگر کبھی وقتی طور پر شکست بھی ہو گئی تو وہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوگی۔ ۱۸۰۰ یہ جہاد سے متعلق مذکورہ شبہ کا علی سبیل الترقی جواب ہے اور القوم سے مشرکین مراد ہیں۔ اور نقد من القوم ہوائے محدودیت کے قائم مقام ہے مثلاً غلام ترزا یعنی اگر احد میں تم نے مشرکین کی طرف سے زخم کھائے اور شکست اٹھائی ہے تو اس کا غم مت کرو وہ بھی توبہ میں تمہارے ہاتھوں شکست کھا چکے ہیں مگر احد میں تم کو شکست ہوئی توبہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی یہ بھی ممکن ہے کہ جرات سے مخدوم فلا تفصحو (بجرح ص ۳۱۶) مدارک ص ۳۱۶ یعنی اگر احد میں تم کو شکست ہوئی ہے تو تم اس سے شکست خاطر ہو جاؤ اور زائدہ کے لئے جہاد میں کمزوری دکھاؤ تم دیکھتے نہیں کہ بدر میں مشرکین کو تمہارے ہاتھوں بری طرح شکست ہوئی مگر اس کے باوجود وہ کمزور نہیں ہوئے اور احد میں تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے لاؤ لشکر لے کر پہنچ گئے۔ جنگ احد میں ستر مسلمان شہید اور ستر زخمی ہوئے تھے۔ ۱۸۰۰ ویلھم میں وادھا طر ہے۔ اور اس کا معطوف علیہ جزوف ہے۔ ای یکون کیت ذکیت ویلھم الخ اور معطوف علیہ جزوف اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ مداخلت ایم سے مقصد صرف کھرے کھوٹے کا اظہار نہیں نہیں۔ بلکہ اس میں آمد بھی کئی مصلحتیں ہیں (بجرح ص ۳۱۶) لیکن حضرت شہداء ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ وادھا طر ہے اور یلھم باقبل کی علت ہے۔ اور یلھم یلھم معطوف ہے اور علم سے یہاں اظہار اور تمیز مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ازل ہی سے سب کو جانتا ہے اور شہداء سے شہداء احمد مراد ہیں واسوا بھم شھداء اء احد کما فاء الحسب وقتا وابت اسحق روح ص ۳۱۶) حاصل آیت یہ ہوا کہ ہم فتح و شکست کو تمہارے دشمنوں کے درمیان اس لئے کھاتے ہیں تاکہ مومنوں اور منافقوں کو ظاہر کر کے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ کر دیں اور خوش قسمت مومنوں کو درجہ شہادت سے سرفراز کریں۔ ای لیبر اللہ الذین اصوا فیہم الموصت من المتافق ویخذھنک شھداء یکرم اقواھما بالشھادۃ (معالم ص ۳۱۶) واللہ لا یحب الظلمت یعنی ان کافروں ظالموں کی وقتی فتح سے ان کے حق پر ہونے کا تو کسی کے دل میں دوسرہ بھی نہ آئے اللہ تعالیٰ تو ان کو پسند ہی نہیں کرتا۔ کافروں کی یہ پہلگی کامیابیاں تو اللہ کی ملکوتی مصلحتوں کے تحت رہتا ہو رہی ہیں۔ ۱۸۰۰ یہ بھی یلھم پر معطوف ہے فہمیں کے معنی ہیں خالص کرنا اور یہاں مراد ہے گناہوں سے پاک وصاف کرنا اور محض سے مراد مٹاؤ اور فخر کرنا ہے یعنی فتح و شکست کے اسٹ پھر کرتے ہیں ایک مصلحت یہ بھی ہے تاکہ ایمان والوں کو گناہوں کی مہل سے پاک وصاف کیا جائے اور کافروں کا استیصال کر کے ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر فتح کافروں کی ہو تو اس سے مومن اور منافق میں امتیاز ہوتا ہے۔ اور مسلمان مقتولین شہادت کا درجہ پاتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور اگر فتح مسلمانوں کی ہو تو اس سے کافروں کا استیصال ہو جاتا ہے یعنی ان کا انت الدولۃ علی المومنین نلتیمیزد الاستشھاد والتمیج وانت کانت مل الکا قریت فلقھم دھم (اناس ہم ردارک ص ۳۱۶) ۱۸۰۰ ترغیب الی الجہاد کے بعد مومنوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور علم سے یہاں بھی یہ تصور اظہار اور تمیز مراد ہے اور خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے احد میں کمزوری دکھائی اور شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے یہاں فتح و شکست کے اسٹ پھر کا اصل مقصد بیان کیا گیا ہے جو مداخلت کی مذکورہ تینوں علتوں کا نتیجہ ہے۔ خطاب لھنھم یمیت یوم احد وھو کلام مستغف لبیان ماھی القایۃ القصوی من المداولۃ والینجۃ لما ذکر من العلل الثلث الاولی (روح ص ۳۱۶) یعنی تم احد کی شکست و ریخت اور جراحات سے اس قدر کیوں دلگیر ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جنت کے اعلیٰ درجات اسلام و امتحان، میدان جنگ میں کشت و خون اور صبر و استقامت کے بغیر ہی حاصل کر لو گے ہرگز نہیں بلکہ تم کو بڑے بڑے مشکل اور دشوار امتحانات سے گذرنا ہوگا میدان جنگ میں بہت و استقلال سے محض اللہ کی رضا کی خاطر اور توحید کو سر بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا۔ اور پھر جہاد میں تمہارا مالی نقصان بھی ہوگا۔ تمہیں زخم بھی آئے گا اور احباب و اقارب کی شہادت کا صدمہ بھی اٹھانا ہوگا۔ ۱۸۰۰ ان تلقوہ اور سائیتوہ میں غمیز صوب الموت کی طرف راجع ہے اور الموت سے موت شہادت مراد ہے۔ الم اء الموت ہنا الموت فی سبیل اللہ نخالی دھ الشھادۃ (روح ص ۳۱۶) اس آیت میں روئے سخن ان مسلمانوں کی طرف ہے جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور بعد میں اس غیر حاضری پر سخت نادم ہوئے اور تمنا کرنے لگے کہ ان کو اب ہمیں اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ملے اور ہم بھی شہادت کی سعادت عظمیٰ حاصل کر لیں، لیکن جب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں اپنی تنہائے شہادت پر اور کرنے کا موقع دیا تو ان میں سے بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ثابت قدم نہ رہ سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زبر و عقاب فرمایا کہ تم تو شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا کرتے تھے لیکن جب اللہ نے تم کو موقع دیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے اس کا محاسبہ کر لیا تو میدان چھوڑ بھاگے قالایۃ عتاب فی حق من انھم لا یمادکات منھم حمل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الخندق من المدینۃ (قرطبی ص ۳۱۶) ۱۸۰۰ یہ بھی مومنین کے لئے زجر ہے۔ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبر کی امارت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ لشکر کی پشت پر متعین فرمایا تاکہ دشمن چھپے سے اگر حملہ کر سکے۔ اور ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست وہ ہر حال میں اسی جگہ ٹھہریں اور یہاں سے ہرگز نہ ہٹیں اور ہر جنگ شروع ہو گئی اور حضور عبدالسلام اور صحابہ نے مشرکین پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ سب بھاگ نکلے جب تیر انداز دستہ نے دیکھا کہ میدان مشرکین سے خالی ہو چکا ہے اور مسلمان عقباب ہو کر مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہماری فتح ہو چکی ہے اس لئے

اب یہاں بھڑے رہنے کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ اپنے امیر کے روکنے کے باوجود مورچہ چھوڑ کر میدان کی طرف پلے اور بال غیبت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے حضرت جندبہ انداز حضرت عبداللہ بن جبر کے ساتھ باقی رہ گئے چنانچہ جب سپاہ مشرکین کے دائیں بازو کے امیر خالد بن ولید نے دیکھا کہ مسلمانوں کی لپٹت خالی ہے تو اڑھائی سو سواروں کے دستے سے فوراً چلے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور عبداللہ بن قیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں نے جھنڈا اٹھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہانے کے لئے سامنے ہو گئے اور ابن قیس شہید ہو گئے ابن قیس نے بھاگا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا ہے اس لئے چار گھبراہٹ میں نے قتل کر دیا اس پر امیر بنو نضیر نے منبر آواز سے پکار کر کہا کہ محمد قتل ہو گئے جگہ چھوڑ بیٹھا کہ اگر مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئیں کچھ ان میں سے بھاگ نکلے اور کچھ مشرکین سے صلح کی سوچنے لگے اور اس اقوام سے منافقین نے فائدہ اٹھایا۔ اور بعض منجبت ایمان مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر محمد قتل ہو گئے ہیں تو تم اپنے پہلے دین میں واپس آ جاؤ ورنہ انک انصاف نہیں۔ ذلہ الضعفة المسلین

لن تنالوا

۱۸۲

ال عملان ۳

قَرَحُ مَثَلُهُ ۖ وَتِلْكَ الْآيَاتُ مُنْذِرَاتٌ لِّهَآبِئِنَّ

زخم ایسا ہی ہے جیسے اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان

النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ

لوگوں میں اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے تم

مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝

ہم سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظالم گریبانوں سے لے

وَلِيُخَيِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّقَ الْكَافِرِينَ

اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور منافقوں کو

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

کہ تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ الصَّابِرِينَ ۝

اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم جنہیں کیا ثابت رہے دائرہ کو

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمُوتُونَ الْمَوْتِ مِنْ قَبْلِ أَنْ

اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے

تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَآيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

سوا دیکھ بیاتم نے اسکو تمہارے سامنے

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

اور محمد تو ایک رسول ہے جو پہلے اس سے پہلے بہت

الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى

رسول پر کیا اگر وہ مر گیا یا مار گیا تو تم پھر جاؤ گے

أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَكُنْ

الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا اٹھے پاؤں تو جبر کرے

منزل ۱

میں واپس آ جاؤ ورنہ انک انصاف نہیں۔ ذلہ الضعفة المسلین
ان کات محمد قتل فالحقوا بدمیکم دیکھو اس پر بعض
انصاریوں نے ان سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں
تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہوا۔ اسی مفہود اور مشن کی خاطر لڑو
ہم کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے رہے یعنی دین اسلام اور رب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خدا نہیں ہیں کہ ان پر موت نہ آئے بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور موت تو ہر
جاندار کے لئے مقدر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ تو کیا اگر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم دین اسلام
کو چھوڑ کر پھر سے پہلا دین قبول کر لو گے یا آپ سے پہلے بھی تو ہزاروں
پیغمبر گزرے ہیں لیکن جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کی
امتوں نے ان کی وفات کے بعد ان کے دین کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ ان
کے بعد بھی انہیں کے ایمان پر قائم رہے حاصل یہ کہ پیغمبر کی وفات
سے اس کا دین ختم نہیں ہو جاتا۔ اور یہ باطل ہو جاتا ہے کہ یہاں تک
اس نبی اللہ کے باوجود اگر کوئی دین اسلام سے پھر جائے تو وہ خدا
پر نہیں بھروسہ کرے گا اور یہی اس کے امتداد سے قسب اسلام اور
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کچھ اثر پڑے گا۔ بلکہ اس
سے وہ اپنی ہی ممانعت خراب کرے گا۔ بل بضر نفسہ دیغیرھا
للعقاب بسبب المناقضة واللہ تعالیٰ لا تمنعہ الطاعة ولا
تضرہ المعصية فعنا وقرطبی ص ۱۱۱) ویجوزی اللہ الشاکرین
اور جو لوگ نعمت اسلام کی قدر کریں گے اور دین توحید پر قائم اور یومین
ثابت قدم رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عمدہ جزا دے گا۔ الذین
لم یقلبو اوسماھم شاکرین لانھم شکر و انعمۃ لاسلام
نیما فعلوا ارمادک ص ۱۱۱) ۱۵۱ پھر مضمون جہاد کا اعادہ ہے
یہاں سے واللہ یحب المحسنین تک مختلف طریقوں سے ترغیب
الی قتال ہے۔ هذا معنی علی الجہاد و اعلام ان الموت
لا یدمنہ اقرطبی ص ۱۱۱) یعنی موت کے ڈر سے جہاد مت ترک
کر دو کیونکہ موت تو ہر حال میں اپنے مقررہ وقت پر آئے گی خواہ تم
گھر ہی کیوں نہ بیٹھے رہو اس لئے پھر بہتر یہی ہے کہ تم خدا کی راہ

ملاک و دی دھن
دین کو یومین کیلئے
دین

۱۸۲

میں لڑنے ہوئے مارے جاؤ اور رتبہ شہادت حاصل کرو ۱۵۱ جہاد کرنے سے گھٹے میں کوئی بھی نہیں رہتا کیونکہ موت تو ہر حال میں آکر رہے گی۔ خواہ گھر بیٹھا رہے یا جہاد میں شریک ہو۔ جہاد اگر کسی
کی فرض ثواب دنیا یعنی مال غنیمت ہو تو اسے اس سے جو اس کا مفاد ہے مل جاتا ہے اور کسی کی فرض محض اللہ کے دین کو سربلند کرنا اور آخرت میں اجر و ثواب پانا ہو تو اللہ کے یہاں اس کی بھی کمی نہیں اس
آیت میں تیر اندازوں کے قتل سے تعریف ہے جنہوں نے مال غنیمت کی خاطر اپنا مورچہ چھوڑا نیز ان لوگوں کی مدح ہے جو مورچہ پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ و هذا انما بعض ما
تختلفہما انما لکم یوم احد موت مصاحفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... و اشارۃ الی ص ۱۱۱) اثباتین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روح ص ۱۱۱) و منجہ
اشاکم بین جنگ احد میں جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے فرائض سے غافل ہو کر مال غنیمت کی طرف مائل نہیں ہوئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مزید انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے اور جزا کی ایت کی غنیمت
موضح قرآن ۱ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملتا تھا اور یومین اور نانی کا پرکھنا منظور تھا اور مدح دینا۔ اس واسطے اتنی شکست ہوئی نہیں۔ تو اللہ کا فرد سے راضی نہیں۔

کو ہم چھوڑ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ان کی جزا اس قدر بڑی ہے کہ اس کا اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ و سنجی الخ المہم الذین شکرنا اللہ فلهما یصلحہم شئ من الجہاد (مدارک ص ۱۸۱) اے یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے مخلص اور بہادر مجاہدین کی ہمت و شجاعت اور ان کے عزم و استقلال کا ذکر کے ذریعہ امتیاز انداز سے مسلمانوں کو غیرت و جرات دلائی ہے اور انبیاء سابقین کے متبعین کی طرح ثابت قدم رہنے کی تلقین کی ہے۔ ومعنی الایۃ تشبیح المؤمنین والامہاب بالامتداد بہت تقدم مت خیاس اتباع الانبیاء (قرطبی ص ۱۸۱) ہر بیوی کی جمع ہے جو سب کی طرف منسوب ہے اور اس سے انبیاء علیہم السلام کے مخلص اللہ والے اور فرمانبردار لوگ مراد ہیں والیہیون المؤمنون (مدارک ص ۱۸۱) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ لقب کی طرف منسوب ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں اور یہی وہی معنی مطلق جماعت کثیرہ یا دس ہزار افراد پر مشتمل جماعت کے ہیں تو اس طرح مہیتوں کے معنی ہوں گے بہت سی جماعتیں یا ہزار ہا افراد پر مشتمل جماعتیں والیہیون الکثیرۃ... وقال آیات بن تغلب (الربی عشرۃ الاثرت قرطبی ص ۱۸۱) صا ہوتا انہوں نے جہاد کی مشقتوں اور تکلیفوں کے پیش نظر بزدلی نہیں دکھائی وہاں ضعیفوا یعنی ہست اور کمزور نہیں ہوئے وہاں استقامت اور دشمن کے سامنے ہلکے نہیں نہ صلح کے لئے اور نہ اس کا دین قبول کرنے کے لئے... و ما جئنا... و ما فتور اعت الجہاد... و ما خضعوا لحد و ہم

(روح ص ۱۸۱) واللہ حب الصبرین اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔ ہر اس کی راہ میں اس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور صبر و استقامت دکھائیں ۱۸۱۔ یہ ماقبل کا تتمہ اور تائید ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں کے جان نثار مجاہدین جہاد میں سستی بزدلی اور کمزوری دکھانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح صبر و استقامت کی دعائیں اور گناہوں کی معافی کے لئے درخواستیں کیا کرتے تھے اس لئے تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ۱۸۲۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقلال کے عوض اور ان کی دعا و درازی کی بنا پر ان کو دنیا کی جزا یعنی فتح و نصرت اور مال نعمت ابھری اور آخرت میں بھی ان کو اجر جزیل ثواب جہیں اور جنات نعم عطا کرتے کا فیصلہ فرمایا اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے اخلاص نیت اور احسان عمل کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ مخلص اور محسن لوگوں کو پسند فرماتا ہے ۱۸۳۔ یہ مومنوں کو کافروں کے اتباع سے رنج ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ الذین کفروا سے مشرکین مراد ہیں جو مسلمانوں کو شرک کی طرف بلاتے اور ان کو جہاد میں شریک ہونے سے روکتے تھے قال اللہ

ہم ابوسقبات واصحابہ من عبادة الاوثان (بقرہ ص ۱۸۱) یعنی اسے ایمان والو مشرکین کی اطاعت مت کرو اور جہاد میں سستی اور کمزوری مت دکھاؤ یا۔ الذین کفروا سے وہ منافقین مراد ہیں جنہوں نے شکست احمد کے وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ اپنے آبائی دین میں واپس آ جاؤ و قال علی رضی اللہ عنہ یعنی المنافقین فی قولہم للہ منین عند اللہ یمتہ امن جعوا الی اخوانکم و ادخلوا فی دینکم (معاہم ص ۱۸۱) یعنی اگر تم ان منافقوں کی بات مان لو گے تو وہ تمہیں پھر کفر و شرک کی طرف دھکیل دیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دنیا اور آخرت کی شہ و سعادت سے محروم ہو جاؤ گے اور یہ سب سے بڑا خاف

یہ ۱۸۴۔ یہ مشرکین اور منافقین تمہارے خیر خواہ تھیں یہیں یہیں کیسی آڑ سے وقت میں تمہارے کام نہیں آئیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ جو تمہارا دوست اور بہترین ناصر و مددگار ہے۔ جو کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور جو زندہ جاوید ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں کمزوری دکھاتے اور نصرت و یاری اور پناہ جوئی کے لئے غیروں کی طرف جھکتے ہو ان آیتوں کا شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن ان کا حکم قیامت تک کے لئے عام ہے اگر مسلمان کسی بھی زمانے میں کفار و مشرکین کی اطاعت کریں گے اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہبی معاملات، ملی اور سیاسی مسائل، معاشی اور معاشرتی امور میں غیر مسلموں کی تقلید کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلام سے بالکل بیگانہ ہو جائیں گے۔ نام اسلام کا ہوگا مگر کام سارے کا قرآن ہوں گے جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ۱۸۵۔ یہ آیت ماقبل کا تتمہ ہے المرعب خوف و ہراس بامیں باء سبب ہے اور جبہ میں منبر و سرے مای کی طرف راجع ہے جو معبودان باطل سے گناہ ہے۔ اور اس کا معنی محذوف ہے ای تمہیں جو دہشتہ سلطانا حجت اور دلیل حجتہ دیبا انداز و دبھانا (قرطبی ص ۱۸۱) یعنی کافروں کی اطاعت مت کرو اور کمزوری مت دکھاؤ تمہارا ہی مدد کریں گے اور دیکھو ہم بھی ان مشرکین کے دلوں پر تمہارا دمب اور خوف مسلط

کئے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بزدلانہ انداز میں شکست کھا کر ہجرت نکلیں گے اور یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے ساتھ اس کی عبادت میں ایسے مجبور و ملوث ہوئے اور غلبانہ دعا و دیکار کے لائق ہوتے ہیں اللہ نے کوئی دلیل اور حجت نازل نہیں فرمائی یعنی ان کی بزدلی اور خوف و ہراس کی وجہ اور علت شرک ہے کیونکہ شرک کا افتادہ اور بھروسہ غیر اللہ کے کمزور ترین سہاروں پر ہوتا ہے اور کمزور سہاروں پر قائم ہونا ان کی نفسیاتی اور فکری طور پر ہمیشہ خوف، کمزوری اور بزدلی ہوتا ہے۔ اور یہ ان کا مطلب کا واقعہ عین جنگ امد میں نہایت مجربانہ طریقے سے پیش آیا۔ امد میں جب مشرکین نے تیر انداز

۱۸۶۔ یہ غلطی سے فائدہ اٹھا کر سچے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے شہید ہونے کی افواہ پھیل دی۔ اس پر مسلمان بدول ہو کر منتشر ہو گئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ ثابت قدم رہی اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو آواز دی جب ان کو پتہ چلا کہ آپ تو زندہ ہیں اور شہید نہیں ہوئے تو سب واپس آ کر آپ کے گرد جمع ہونے لگے اس وقت مشرکین کے دلوں پر مسلمانوں کا اس قدر رعب چھایا کہ سب میدان چھوڑ بھاگے حضور علیہ السلام نے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا چنانچہ مسلمان مجاہدین نے حمراء الاسد (ایک بکر) تک مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان اکفکار لما استولوا علی المسلمین و ہن صرہم اوقع اللہ الرعب فی قلوبہم فترکوا ہم و خذوا منہم من غیر سبب (بقرہ ص ۱۸۱) دیش متوی الظلمین، دنیا میں تو ان کو تمہارے ہاتھوں ذیل

کمروں ہی کا۔ آخرت میں بھی ان کے لئے بدترین ٹھکانا ہے یعنی جہنم ۱۸۷۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ امد کی ہنگامی شکست کی وجہ سے دشمنوں نے مسلمانوں کے سامنے جس شہ کا اظہار کیا اور جس کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ دوسرہ پیدا ہوا کہ واقعی اللہ نے تو ہمیں مدد اور نصرت کا وعدہ دیا تھا۔ تو پھر ہمیں شکست کیوں ہوئی قال خاص من اصحابہ من این اصابتا ہذا و قد وعدنا اللہ النصرا (مدارک ص ۱۸۱) اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کا اصل جواب ارشاد فرمایا ہے اور مسلمانوں کی اس ہنگامی شکست کی اصل وجہ بیان فرمائی ہے اس سے پہلے وہ وعدہ اس شہ کا جواب گز چکا ہے ہے جس کا حاصل صرف نسل اور دلاسا ہے۔ صدق راست کر یعنی سچ کر دکھایا اسی حتم (مدارک) جس کا ثناء اور ثناء کرنا۔ باذنہ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی طرف سے اسباب کی آسانی سے ای بتیسیرہ و توفیقہ

(روح ص ۱۸۱) اور وعدہ سے مراد نصرت و امد کا وعدہ ہے جو ان تصبروا و استقوا الخ (۱۸۲) میں مذکور ہے یعنی اللہ نے تو اپنے وعدہ کے مطابق تمہاری مدد کی اور تمہیں ہمت اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ یہ اللہ کی مدد اور اس کی طرف سے ہمت افزائی ہی کا اثر تھا کہ تم جنگ میں مشرکین کو کاٹ کاٹ کر پھیر کر رہے تھے۔ اور کشتوں کے پتے دکھاتے تھے ۱۸۸۔ یہ شکست کی اصل وجہ کا بیان ہے حضور علیہ السلام نے عبداللہ بن جبر کی سرکردگی میں ۵۰ تیر اندازوں کا دستہ ایک گھاٹی میں متعین فرمایا تھا جب مسلمانوں کی فتح ہو گئی تو ان تیر اندازوں میں اختلاف و رائے ہو گئی اکثر نے کہا اب ہمارا یہاں ٹھہرنا ضروری نہیں کیونکہ ہماری فتح ہو چکی ہے۔ میر دستہ اور تقریباً دس اور سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں یہیں کھڑے رہنے کا حکم ہے اس لئے اپنے مورچہ کو مستحضر ہو کر دیکھو لیکن وہ زبانے اور حضور علیہ السلام کے حکام نبی اپنے امیر کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے گھاٹی چھوڑ کر چلے گئے اور مال غنیمت سیتے میں مصروف ہو گئے ہاتھیوں مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست مطلب یہ کہ اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ یہاں تک کہ تم نے اپنا محبوب مقصد یعنی فتح نہ

ظفر پایا بلکہ اس کے بعد تم نے کمزوری ہمت کا ثبوت دیا اور میرے پیچھے حکم کی تعمیل میں جھگڑنے لگے اور آخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم امیر کی خدمت و رزی کی اور درہ چھوڑ دیا اور نتیجہ میں تباہی و تباہی شکست میں بدل گئی حاصل یہ کہ جو کچھ تمہارا محض تمہاری اپنی غلطی کی بنا پر ہوا۔ اللہ کے وعدہ نصرت میں کوئی متخلف نہیں ہوا۔ ۱۸۹۔ یہ ان مومنوں کے لئے زجر و عذاب ہے۔ جنہوں نے صلح مال کی خاطر درہ چھوڑ دیا اور جو اپنے امیر کے ساتھ ثابت قدم رہے اور محض ثواب آخرت کی خاطر اس درہ پر رہی اپنے امیر کے ہمراہ حمراء و مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے حسن صلیع کی طرف اشارہ ہے

التي تتناولها

۱۲

۲۲۶
اذا ظفرت صرف فکر سے متعلق ہے اذ تصعدون متعلق بصر فکم

۹۸ (الو السعد ص ۹۸) اصعدون جب تم وادولہ میں سے ہو کر جنگ
کی کوشش کر رہے تھے۔ قرطبی ص ۳۳۱ التلویح۔ کس سے ہے جس کے

معنی گردن مسوڑ کر اور ہر ادھر دیکھنے کے ہیں۔ فی اخر لکھ دیجئے سے یہ سنو کہ مت دما نکمہ (ترج ص ۹۱) جب اللہ تعالیٰ تم کو کافروں سے پھیر کر

منہزم کر دیا تو تمہارا یہ حال غمناک۔ تم بدعوا سی کسے عالم میں مبدان سے وادیوں میں بھیجاگ رہے تھے اور خوف و ہراس کی وجہ سے ادھر

اور گردن موڑ کر کسی طرف نہیں دیکھتے تھے اور خدا کا رسول نہیں سمجھے
سے دایس بلکہ بائیں تھا۔ اس میں بھاگنے والوں کے لئے دو بڑے دست زحر آور

نوحیہ ہے مگر خدا کا رسول جسے حکم کی تعمیل تم پر فرض تھی وہ تمہیں بلا رہا تھا لیکن تم سیدھے مچھانگے جا رہے تھے ۲۸۔ علم اول سے مراد نقل و

ہر ہمت کا علم ہے اور علم ثانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج مراد ہے جو مسلمانوں کی وجہ سے آپ کو اٹھانا پڑا۔ اے انا بکرمہ عباسیہ

غَمِ اَذَقْتُمُوهُ مِنْ سَؤْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضِا كَلِمَ
لَهُ وَمَخَالَفَتِكُمْ اَمْرًا (روح ۹۷) لِكَيْلَا اُكْرَا تَاكِمَ مَعَهُ

متعلق ہو تو بظاہر مضبوط غیر مرتب سا ہو جاتا ہے کیونکہ علم کی جزائیم
 کے دنیا حزن کا سبب تو بن سکتا ہے نہ کہ عدم حزن کا اس لئے

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ گلیلہ انا یکم سے متعلق نہیں بلکہ اس کا متعلق
مخبروت ہے اے! خبر کمہ بنہ الک الحمد کو اس کیلئے سمجھنا

انچ اوپر یہاں پہلی تمام سچیں بیان کرنے کی وجہ بتائی ہے مطلب یہ کہ ان تمام مذکورہ واقعات کی اطلاع تم کو اس لئے دے رہا ہوں تا

کہم فوت شدہ مشافح اور جو کھلی غیبت کم کہتے ہیں ان پر فسوس اور غم نہ کرو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں

ایں پسند و ادن میراے است لہذا اند و بنات لستید۔ اللہ باریے

موضع قرآن اس جنگ احدیں یعنی مسلمان کامل بھی بہت ہوتے

نے حضرت کو نہ دیکھا یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہدیبیار ہوئے
 تھے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اس سے اشارت نکلتی ہے کہ حضرت

صہدق ہونے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو ماما قلند یعنی تیرہ لوگ دیئے

يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٢٢﴾ وَمَا

كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَتَبَ مُوَجَّلًا

کوئی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے۔ لکھا ہوا ہے ایک وقت ۱۲۵ھ

وَمَنْ يُرِدْ شَوَابَ الدُّنْيَا فُوتُهُ مِنْهَا وَ مَنْ

اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیوینے ہم اسکو دیتا ہے ۵۷۱۶ اور جو

یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا کیا ہے۔ یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا کیا ہے۔ یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو عطا کیا ہے۔

احسان ماننے والوں کو اللہ بہتہ نہیں دے گا جن کے مہر کوہ لڑے ہیں بہت خدا کے

طالب پھر نہ مارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں آدھ نہ

وما صنعوا وما اسكنوا والله يحب الصابرين
مست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں ۱۷۱ اللہ اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں کو

اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش

ذُخُوبُنَا وَإِسْرَافُنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبَّتْ أَقْدَامُنَا

وَأَنصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّهَمُوا اللَّهَ

اور مدد سے ہم کو قوم کفار پر ۱۲۵ یہودیہ اللہ نے ان کو

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَحُسْنُ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ

منزل ۱

منزل

تو غیب فی الطاعة و ترهب عن المعصية مدارک ص ۱۸۱، امتناع سے بدل سے سب مسلمانوں کے شکر میں سجدہ رنج گئی جو مخلص مسلمان میدان میں جانی جیتے ان سب کو غنیمت قرار دے ہو گا۔

موضع قرآن ۱۱ اس جنگ احدی میں یعنی مسلمان کامل بھی بہت ہتھے تھے اس واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں لپکارا کہ محمد کو مار آیا اور حضرت کے زخم سے خون بہت گیا تھا صفت اگر گڑھے میں گرے تھے مسلمانوں

ہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم نہ ہو اس سے اشادات نقلی ہے کہ حضرت کی وفات پر بیٹھے لوگ پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے انکو بڑا ثواب ہے اسی طرح سب کا بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بے رحم و بے رحمی سے مارا قتل کیا جو لوگ دین برائے رہیں گے اور کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی ملے گی جو کوئی اس نعمت کو قدر کرے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرے گا وہ میرا قاتل ہے۔

اور وہ کھڑے کھڑے ہی اذیتیں لگے۔ اور ان کے ہاتھوں سے تلواریں جھوٹ جھوٹ کر زمین پر گر گئیں۔ عین لڑائی اور جنگ مہم کا زمانہ میں نبیؐ کا آجانا یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ تھکے مارے، تڑپوں سے چور اور سبے ہوئے مجاہدین کے دلوں سے خوف و ہراس کا اثر کا فوراً ہو گیا اور وہ تازہ دم ہو کر از سر نو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ طائفہ مشکمہ یغموہ کی تمام سالانہ طاری نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف مخلص مؤمنین پر ات ہذا الطائفۃ ہم المؤمنون الذین کانوا علی البصیرۃ فی ایمانہم رکبہ صبیحہؑ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے انعام و احسان کا ذکر فرمایا کہ کس طرح اس نے شکست و خذلان کے بعد دوبارہ فتح عطا کی اور کس طرح ان کے خوف و ہراس کو سکون و اطمینان سے تبدیل کیا۔ جو لوگ صادق الایمان تھے ان پر عین معرکہ جنگ میں غمزدگی ڈال دی جس سے خوف و ہراس جاتا رہا۔ ۲۳ اس طائفہ سے منافقین مراد ہیں اجمع المفسرون علی ان ہذا الطائفۃ ہم المنافقون رکبہ صبیحہؑ قتد اہمہم انفسہم ان کو تو پس اپنی جانوں کی نگر تھی۔ نہ اسلام کی فکر تھی، نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا اور نہ مسلمانوں کا کیونکہ یہ لوگ تو اسے ہی مال غنیمت کی خاطر تھے نہ اسلام کے لئے غیر الحی حلاوت حقیقت اور ایسا لگن جو خدا کے شایان شان نہ ہو یقیناً باللہ غیبا لفظ الحق الذی یجب ان یظن بہ (کبیر ص ۱۱۱) اظن الجاہلیۃ یہ شعول مطلق ہے، تنبیہ کے لئے یا ماقبل سے بدل ہے اور لفظ جاہلیت محاورہ قرآنی میں اسلام سے پہلے کفر و شرک کے لئے استعمال ہوا ہے اہل اخصاص پر تو ملی سی مبتدع طاری کردی جو ان کے لئے زوال خوف اور ثبات و استقامت کا باعث ہوئی لیکن منافقین اس رحمت نفاس سے محروم رہے اس لئے ان کی گھیرا ہٹ اور بزوری بحال رہی اور گئے وہ اپنے کفر و نفاق کا اظہار کرنے اور اللہ کی ذات مشرک و صفات سے متعلق ایسی بیگمیاں کرتے گئے جو ہر اس کی شان پر پایاں کے خلاف اور بالکل دور جاہلیت کے مشرکوں اور جاہلوں کے خیالات و باطل سے ملتی جلتی تھیں مثلاً وہ یہ گمان کرنے لگے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے تائب و نصرت اور فتح و ظفر کا وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے ای یظنوت ان اخلافت وعدا لنبیہما حاصل اروح ص ۱۱۱ ۲۳ وہ تو ان کے باطن کا حال تھا۔ اب ظاہر کا حال بھی من لو استفہام انکار کے لئے ہے اور امر سے فتح و نصرت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جس فتح و نصرت کا محمدؐ سے وعدہ کرتا ہے وہ ہرگز نہیں آئے گی۔ المعنی یقول لیس لنا من انطق الذی وعدنا نبیہ محمد شئی (قرطبی ص ۲۳) یا استفہام اپنے اصل پر ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ منافقین بطور سوال نبی زندانہ حضرت علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ حضور! جس فتح و نصرت کا اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کیا وہ آئے گی؟ یقول الحاضر من متہم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی موتہ الاستیلاء ہلے نامت ام اللہ تعالیٰ وعدہ بالنصر شئی روج ص ۱۱۱

ال عمران ۳

۱۸۵

لن تسالواہم

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا
الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا
خِيسَرِينَ ﴿١٣٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ
النَّصِيرِينَ ﴿١٤٠﴾ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
الرَّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَهُمْ بِهِ سُلْطَانٌ
وَمَا وَهُمْ بِالْأَوَّلِينَ ﴿١٤١﴾ وَلَقَدْ
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِأَرْضِهِ بَحْتِ
إِذَا فُتِنْتُمْ يُنَازِعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّنْ
بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تَحِبُّونَ مِّنْهُم مَّن يَشْرِي الدُّنْيَا
وَمِنْكُمْ مَّن يَشْرِي الدُّنْيَا بِأَخْزَاةٍ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ
لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ

مزل

بیل و ن لك ان کی یہ ساری نیا زمینیاں اور جاہلوں کی محض منافقانہ ہیں وہ اپنے دلوں میں ایسی ایسی باتیں چھپاتے ہوئے ہیں جن کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے ۲۳ یہ ماقبل سے بدل ہے یا سوال مفید کا جواب ہے۔ اور منافقین جو کچھ اپنے دلوں میں چھپاتے پھرتے تھے اس کا بیان ہے والحمد للہ اما بدل من یخفون اذ استأذنت دوحا باعن سؤاله نشأ ما قبلہ کا نہ قبل ما الذی اخفوه؟ فقیل ذلک (روح ص ۱۱۱) اور الام سے وہی فتح و نصرت کا وعدہ مراد ہے منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے وعدہ و فیہ نہیں اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موضح قرآن د یعنی اس جنگ میں جو مسلمانوں کے دل کو لٹے تو کافروں نے اور منافقوں نے وقت پایا لینے الزم دینے لگے۔ بعضے خبر خواہی کے لئے ہیں بعضے بھولنے لگے تاکہ ان پر دلیری نہ کریں۔ حتیٰ تا لی خبر دار کرتا ہے کہ دشمن کافر بہ نہ کھاؤ۔ مگر یعنی وہ چور ہیں خدا کے اور چور کے جی میں ڈر ہوتا ہے اس واسطے اللہ کے دل میں ہیبت ڈالے گا۔

لن نغالبواهم

گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر کھ دیا تھا مارا جانا

مرتب جواب شد.

فتح الرحمن مد بعثي دارا اختيار مست و تيسر ما كان في كسر

وہم پر ہے کہ اترے جوں کہ دیکھنا سائے آئے۔

آمادہ کرنے کا شیطان کو بھی موقع مل جاتا ہے یعنی جنگ احد میں جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے انکے کسی پیچھے گنہ کی شامت سے شیطان نے ان کو بکا پھیل کر ان کے قدم ڈنگا دیئے اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ اس سے چند آیتیں پہلے بھی اللہ نے ان مومنین کے لئے معافی کا اعلان فرمایا ہے اب ان کی مزید تسکین و تشفی کے لئے دوبارہ معافی کا اعلان فرما دیا اللہ کا فضل و کرم اور اس کی شفقت و رحمت سے بھرپور الفاظ کے ساتھ تیر اندازوں یا میدان سے ہٹنے والوں سے جو تعرض ہوئی اس پر صرف تنبیہ فرمائی اور اس کی پاداش میں کوئی تنہا کن شکست بھی نہیں دی۔ اور پھر ان کا قصور بھی ایسا معاف فرمایا کہ آخرت میں اس پر ان کو کوئی وار و گھیر نہیں ہوگی اس لئے اب اس قصور کی بنا پر دنیا میں ان معاذ کرام یعنی اللہ انہم بطریقین و ملت کریمہ بھی کسی کو نہیں دے گا۔ جو لوگ اللہ سے اپنے گناہوں کی موضع قرآن و یعنی اول قرآن میں لکھا کہ کافر کو مار دے تھے اور وہ بھارت تھے اور ان کے قتل کے لئے کسی کو خوشی تھی مال کی وجہ سے کسی کو غلامی کی وجہ سے کسی کا نوں سے پیغمبر کے حکم سے کسی کو مار دیا کہ یہ کہ حضرت نے یہ اس آئی تیر انداز پہاڑی راہ پر گھر سے تھے قہمان کی کو باقی لشکر کو مارنے کا جب ان تیر اندازوں نے فتح و غلبہ دیکھا اچانک سے چلے آئے جنہوں نے کیا پر نہ مانا دیا دس آدمی راہ سے اس طرف سے کافر کے قتل پر پھانسی پر پڑی دوسری یہ کہ جب کافر جاننے کے مسلمان دور سے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے لئے قہر علی آئی تاکہ اسے سزا دے

معافی مانگ لیتے ہیں اللہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور آخرت میں ان پر مواخذہ نہیں فرمائی گئی اور جو حرم اور گنہگار اس سے معافی نہیں مانگتے ان پر فوراً گرفت نہیں فرماتا بلکہ انہیں توبہ استغفار کا موقع دیتا ہے ۲۳۵۔ الذین کفروا سے منافقین مراد ہیں وہم المنافقون کعید اللہ بن ابی ذہبہ روح ص ۹۹، لاخوانہم میں لام بمعنی فی ہے اور اتوا ان سے یہاں مذہبی بھائی مراد ہیں یعنی منافقین اور اگر آخرت سے نسبی ثبوت مراد ہو تو اس میں وہ غلط مومنین بھی شامل ہوں گے جو ان کے ہم نسب تھے ای تی حق اخوانہم فی النسب اور فی المناقاة مدارک ص ۱۱۱، اس آیت سے ۱۷۱ الی اللہ تختہ و تہ تک ایمان والوں کو خطاب ہے اور اتوا ان منافقین کی طرح ہونے سے روکا گیا ہے جن کا تقدیر پر بھی ایمان نہیں تھا اور وہ اپنے ان مذہبی بھائیوں (منافقوں) یا اپنی بھائیوں (مسلمانوں) کے حق میں جو کسی تجارتی یا دوسرے سفر میں مر گئے یا کسی غزوہ میں شہید ہو گئے یوں کہتے تھے کہ اگر یہ ہمارے بھائی سفر پر نہ جاتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوتے تو موت اور قتل سے بچ جاتے اور زندہ رہ کر خوب مرنے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب فرمایا کہ نبی اور معیت تو میں خود ہوں موت و حیات میرے اپنے قبضہ میں ہے اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو گے تو وہاں بھی موت تمہیں اپنے معین وقت پر آکر دبوچ لے گی اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر قیاد ہے کہ وہ جس کو جہاں چاہے مارے اور پھر اللہ کی راہ میں اور پھر جہاد کرتے ہوئے مرجاتا تو سراسر اللہ کی رحمت و مغفرت کا موجب ہے ان آیتوں میں خطاب مومنوں سے ہے لیکن اس کے ضمن میں منافقوں کو زجر بھی کیا گیا ہے ۲۳۹۔ لیجعل میں لام عاقبت کا ہے اور قیاد سے متعلق ہے ای قیاد ذالک داغعتقد والیکون ذالک حسرت فی قلوبہم مدارک ص ۱۱۱، یعنی ان منافقوں نے مذکور بالا بات کہی کہ اگر وہ گھر رہتے تو نہ مرنے اور نہ مارے جاتے اور دل میں بھی یہ اعتقاد جمایا کہ واقعی گھر میں رہنا موت اور قتل سے بچا سکتا ہے تو اس اعتقاد کا نتیجہ اور انجام یہ ہو گا کہ ان کے دلوں میں حسرت و افسوس اور ندامت و پشیمانی پیدا ہوگی اور اس سے ان کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچے گی والا شناسوا فی القول لکن باعتبار ما فیہ من الاعتقاد واللام لام العاقبة (روح ص ۱۱۱) اور اگر لام کا متعلق محذوف مانگیں یعنی الحق اللہ ذالک الاعتقاد فی قلوبہم تو اس صورت میں لام عاقبت کا نہیں بلکہ تعلیل ہوگا ۲۴۰۔ یہ منافقوں کے قول مذکور کا رد ہے نہ سیرت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے سفر و حضر کو اس میں کوئی دخل نہیں وہ جب چاہے مقرر اور مجاہد کو زندہ سلامت واپس لے آئے اور جب چاہے گھر میں بیٹھے بٹھائے اور جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کو قتل یا جلا کر مارتے ۲۴۱۔ لکن تلتئم کی جزا محذوف ہے یعنی فلا تخرنوا اور لمعفرة الحج جزا محذوف کی علت ہے اور یجمعون کی ضمیر الذین کفروا کی طرف راجع ہے کفرا لہ منافقین چونکہ دنیا کے بندے تھے ان کی ساری دلد و دھوپ اس صرف دینوی فوائد کے لئے تھی اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوں اور وہ دنیا میں رہ کر خوب مرنے کریں سفر میں مرنے والوں اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں

۱۸۷

۱۸۷

لن تنالوا

مَصَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ

اپنے بڑاؤ پر ملے اور اللہ کو آزماتا تھا جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

وَلِيَحْصِلَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور صاف کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے ۲۳۲۔ اور اللہ جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ

دلوں کے پیچھے ۲۳۳۔ جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے

يَوْمَ التَّلَافُ الْجَمْعِ إِنَّهَا اسْتَزَلَّوْا

جس دن لڑیں دو ۲۳۴۔ فوجیں سو ان کو بہکا دیا

الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۚ وَلَقَدْ عَفَا

شیطان نے ان کے گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا

اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا

اللہ اللہ بخشنے والا ہے حق کریمالات ۲۳۵۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

ایمان والو تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے اور

قَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا خُورَانُهُمْ ۚ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ

کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کو نکلیں ملک میں

أَوْ كَانُوا غَزًى لِّوَكَايَتِنَا ۖ عِنْدَنَا مَا شَاءُوا

یا ہوں جہاد میں اگر رہتے ہمارے پاس تو نہ مرتے

وَمَا قَتَلُوا ۚ لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي

اور نہ مارے جاتے ۲۳۶۔ تاکہ اللہ ڈالے اس گمان سے افسوس

قُلُوبِهِمْ ۚ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَاللَّهُ بِمَا

ان کے دلوں میں ۲۳۷۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ

منزل ۱

موضع قرآن اس نکتہ میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو بٹنا تھا ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان پر اونگھ آئی اس کے بعد رعب و دہشت دفع ہو گئی اور انہی دیر حضرت کو غشی رہی پھر جب ہوشیار ہوئے سب نے حضرت پاس جمع ہو کر پھر لڑائی قائم کی اور سست ایمان دے کہنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ نہیں پھر یہ مسمیٰ کہ اس نکتہ کے بعد کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگاڑ چکا یا یہی کہ اللہ نے چاہا سو کیا ہمارا کیا اختیار اور نیت میں یہ معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جواتے لوگ مرے اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کا جواب فرما دیا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حکمت منظور تھی تا صدق اور منافق معلوم ہو جاویں۔ ۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا۔

کے بارے میں ان کا ذکر ہے قول جہاں ان کے باطنی خیالات اور قلبی رجحانات کو طشتِ ابرہہ بام کرتا ہے وہاں اس سے بھی ممکن تھا کہ کہیں مسلمانوں کے دلوں میں کم ہمتی یا جہاد سے جی چرانے کا دوسرا پیدا ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب فرمائی اور اللہ کی راہ میں ان کو جو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں ان کے بارے میں ان کی تسلی اور تسخیر فرمادی و فیہ ترغیب المؤمنین فی الجہاد... فَنَحْنُ بِنْفِ لِهْمٍ وَتَسْلِيَةٍ مَّا اَصَابَهُمْ سَبِيلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اِثْرًا بِطَالِ مَاعَسَىٰ اَنْ يَّبْطِلَهُمْ عَنْ اَعْلَاءِ كَلِمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی رُوحٌ صٰلِحٌ اٰتٰىهُمُ اِلٰهِيًّا اِیْمَانٌ دَالٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لِهْمٌ مِّنْ اللّٰهِ رَہِیْمٌ جہاد کرتے ہوئے مارا جائے یا کسی اور دینی کام میں موت طبعی سے مر جائے تو فہم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی رحمت و مغفرت ان نفسانی خطو خطا اور غلوکنا منافع سے کہیں بہتر ہے جن کو حاصل کرنے میں یہ کفار اور منافقین دن رات مصروف ہیں ۲۳۷ اگر فہم طبعی موت مر جائے یا اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو تمہارے لئے خوف و ہراس کی

ال عمران ۳

۱۸۸

لن ننا الواس

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۱۵۶ وَلَیْنُ قُتِلْتُمْ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ

تمہارے سب کام دیکھتے ۲۳۷ اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں

اَوْ مِتُّمْ لِمَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٍ خَیْرٌ مِّمَّا

یا مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی اسکی بہتر ہے اس چیز سے جو وہ

يَجْمَعُونَ ۱۵۷ وَلَیْنُ مِّتُّمُ اَوْ قُتِلْتُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ

جمع کرتے ہیں ۲۳۸ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کے آگے

تُحْشَرُونَ ۱۵۸ فِیْمَا رَحِمَہُ مِنَ اللّٰهِ لَیْنُ لَّہُمْ

انکے ہونگے سب ۲۳۹ سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل ملکبان کو

وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نُفِضُوْا مِنْ

اور اگر تو سوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جائے تیرے پاس

حَوْلِكَ مَا عَفُفَ عَنْہُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَہُمْ وَ

سے ۲۴۰ سوتوان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور

شَاوَرُہُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلٰی

ان سے مشورہ لے کام میں ۲۴۱ پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو بھروسہ

اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ۱۵۹ اِنْ یَنْصُرْکُمْ

اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے ۲۴۲ اگر اللہ تمہاری مدد

اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُ لَکُمْ فَمَنْ ذَا

کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا محنت

الَّذِی یَنْصُرْکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلٰی اللّٰہِ فَلِیَتَوَكَّلِ

جسے جو مدد کرے تمہاری اس کے بعد ۲۴۳ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۶۰ وَمَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغْلٰظَ وَمَنْ

مسلمانوں کو اور نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپائے ۲۴۴ اور جو کوئی

منزل ۱

کوئی دوسرا نہیں کیونکہ تم موت اور فتنے کے بعد خدا کے غفور و رحیم کی یادگار

کا آخرت میں خدا کی رحمت و مغفرت کے امیدوار صرف تم ایمان والے

ہو کفار و مشرکین اور منافقین آخرت میں رحمت و مغفرت کے بھارتے

خدا کے غضب و عقاب کا سورد بنیں گے یا یہاں اللہ کے آسمان

سے بیان تک خطاب ایمان والوں سے لیکن اس سے منافقین کا

ذبح بھی مقصود ہے ۲۴۵ یہاں سے علی اللہ فلیتوکل المؤمنون

”مک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے نہما میں ہا زائدہ تاکید

کے لئے لایا گیا ہے جنگ احزاب میں جن صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نہایت ہی مشفقانہ سلوک فرمایا

اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے نیک سلوک کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا

کہ آپ کا یہ سلوک محض اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ

ہی نے آپ کے دل میں اتنا ظہر یا کر کے آپ ان سے رفق اور مہربانی کا

سلوک کریں اگر اس موقع پر آپ ان صحابہ کا سختی سے ٹوٹتے اور

ورشتی سے پیش آتے تو ان کے دل ٹوٹ جاتے اور ان کے دلوں میں

نفرت کے جذبات اٹھ اٹھتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ آپ سے

علیحدہ ہو جاتے اند علیہ السلام ماس فقہت نوبی یوم احد

ولہ یعنفہم بین الوب تعالیٰ اند اما فعل ذالک یوفیق

اللہ تعالیٰ ایما و تفریقی ۳۴۶ فقط بد زبان غلیظ القلب سوت

دل ۲۴۷ صحابہ کرام سے مزید رحمت و شفقت سے پیش آنے کی تھی

قرآنی کہ ان سے جو غلطی ہوئی اس سے آپ بھی درگزر فرماتے اور اللہ

بیشاں است ۱۲

۲۴۶

اور ہر دوسرے محض اللہ پر ہونا چاہیئے نہ کہ اسباب و ذرائع پر اور مشوروں پر یعنی اذ احصل السائق الشاکد بالمشورۃ فلا یجب ان یقع الاعناء علیہ بل یجب ان یکون الاعتماد علی اعانتہ اللہ و تشدیدہ و عصمتہ الخ (کسب رح ۳۴۸) کیونکہ اسباب میں تاثیر پیدا کرنا اور باہمی صلاح و مشورہ سے سوچنی ہوئی تدبیروں اور سکیموں کو کامیاب کرنا اور مفاد و حاجات کو بر لانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لا تد بجماعہ السنن لا قوم و الملجأ الا عظمہ الذی لا توثر الا سباب الایہ و لا تنقصی الحاجۃ الا عند ما یسر روح حیثہ اس لئے جنگ و قتال سے پہلے تمام ممکنہ اسباب مہیا کرنے اور باہمی مشورہ کرنے کے بعد کامیابی کے لئے محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ کر کے میدان جنگ میں کود پڑنا اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ سے کہ کیونکہ جو لوگ ظاہری اسباب مہیا کرنے کے بعد اللہ کا موضوع قرآن و یعنی نیک کام پر نکلے یا مارے گئے تو نکلے پر فانی نہ کرے اس میں انکار آتا ہے تقدیر کا اور آخرت کا فائدہ نہ دیکھنا دیکھنے کے لئے کو عزیز رکھنا یہ سب نصرت ہے کہ کافروں کی فائدہ

حضرت کا دل مسلمانوں سے خفا ہو گیا اور چاہا کہ اس سے انکی مشورت نہ لے لیجئے جو حق تعالیٰ کے اشارت کی اور فرمایا کہ اول مشورت لینی بہتر ہے جب ایک بات چھپ چکے تو پھر پس پیش نہ کرے

اٹھائے ہوئے حالتِ خداوندی میں حاضر ہو گئے یا نہیں یہ کما حقہ ہے اور انتقام انکاری ہے یعنی جو شخص اپنے ہر قول و فعل میں رضائے الہی کا طالب و متلاشی ہے جیسا کہ ہر پیغمبر کی شان ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو غضب الہی کا مستحق ہو کر حتمی ہو چکا ہو جیسا کہ عاقبتِ ادرود کے خرمیوں کا حال ہے مطلب یہ کہ یہ دونوں ایک جیسے نہیں ہیں تو پھر یہ کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر جس کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الہی کی طلب ہو وہ حیثیت اسے جرم کا ارتکاب کرے جو براۓ غضب الہی اور عذاب خداوندی کا موجب ہے ھَمْدٌ سَاجِدٌ عِنْدَ اللَّهِ کے یہاں ان کے درجات مختلف ہیں جو لوگ اللہ کی رضا پر چپے والے ہیں ان کے انعام و اکرام اور درجات مہربانیت یوں گے اور جو راہ حق کی مخالفت کر کے غضب خداوندی کے خریدار ہوئے ان کے لئے ذلت در سوائی اور درجات میخو نہایت ہوں گے اس طرح یہ آیت اخروی بشارت اور تنویہ پر بھی مشتمل ہے ھَمْدٌ دَسَّحَتْ لَیْسَ بِمُجِبِّیْ حَتّٰی كَا حَمَلٍ ھَمْدٌ بِرَبِّهِمْ نَحْنُ اس لئے یا ھَمْدٌ سے پہلے لام مقدّر ہے یا دَسَّحَتْ سے پہلے ذُو ذُو۔ ای ھَمْدٌ ذُو درجات

ای منازل وَ هَذَا صَعْنُ قَوْلِ مَا هَدَى السُّدَّ لَهُمْ وَ رَجَاتِ (روح معنی) ھَمْدٌ یہ بھی وَمَا لَا تَنْبَغِي أَنْ يَخْلُقَ هِيَ سے متعلق ہے۔ یعنی پیغمبر کی بعثت تو اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین نعمت اور اس کا عظیم احسان ہے جو اس نے مؤمنین پر فرمایا ہے اس لئے نہیں تا بس نعمتِ عظمتی کا شکریہ ادا کرتا اور اللہ کے پیغمبر کا اتباع کرنا چاہیے نہ کہ اس قسم کی غلط باتیں پیغمبر کی ذات کی طرت منسوب کرنے لگو جنہو علیہ السلام کی بعثت اگرچہ سارے جہان کے لئے بہترین نعمت تھی لیکن اس نعمت سے فائدہ اٹھانے والے چونکہ صرف کونین ہی ہیں اسلئے نکاح ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ اور پھر بمن النفسہ کا اناذہ کیسے اپنی مزید رحمت و شفقت کی طرت اشارہ فرمایا۔ رسول کی بعثت بھی اللہ کی رحمت اور رحمت تھی کیونکہ اس کے ذریعے انسان آخرت کی ابدی آرام و چین کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر رسول انسانوں ہی کی جنس سے مبعوث فرمانا جب اس کی مزید شفقت اور رحمت ہے محبتس ہونے کی وجہ سے وہ شوق و تکلیف اس سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں نیز اس صورت میں پیغمبر کی طبیعت خواہشیں اور فطری ضرورتیں دوسرے انسانوں سے ملتی جلتی ہونگی اس لئے اس کی زندگی ان کے لئے اسوۂ حسنہ بن سکے گی، اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں ہی کی جنس سے تھے۔ ارادیکہ المؤمنین کلہم وصحتی من أنفسہم اتہ واحد منهم و بشر مثلہم (فقہی ج ۴ صفحہ ۲۵۱) آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تین مصنفیتیں بیان فرمائی ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں انہیں رسالت کے تین قرائن کہہ دیجئے۔ اول یہ کہ وہ لوگوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کے الفاظ پڑھ کر ان کو شانتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ ماننے والوں کی علمی تربیت کرتے ہیں اور اخلاق رفیعہ، عقائد باطلہ اور اعمال سیئہ مثلاً شرک و کفر اور ایاتی زعم و رواج سے ان کے ظاہر و باطن کو پاک کرنے میں۔ سوم یہ کہ وہ ان کو کتاب اللہ کے مطالب و معانی اور اس کے اسرار و رموز سکھاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیوٹی صرف یہی نہیں تھی کہ آپ اللہ سے کتاب حاصل کر کے لوگوں کو پڑھائیں اور اس پر عمل کریں حبیب کہ شکر بن حدیث کا خیال ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اللہ کی کتاب کو پڑھ کر لوگوں کو رہنما بنا کر کتاب اللہ کے اسرار و معانی ان کو سمجھانا اور کتاب اللہ کی تعلیمات کے مطابق ان کی علمی تربیت کرنا یہی پیغمبر علیہ السلام کے فرائض میں سے ہے اور یہ تمام فرائض اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کے اسلوب بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہم نے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا نعمات سے متصف اور مندرجہ بالا فرائض کا ذمہ دار بنا کر صحیفہ قرآن کا انداز بیان اس خیال کی تزیید کرتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا کام اپنے طور پر یا لوگوں کی درخواست اور تمغین کی بنا پر سر انجام دیتے تھے جیسا کہ پروفیسروں کا علم ہے

فائدہ :- اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تین صفیں بیان کی گئی ہیں ان کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہ راست اور باواسطہ تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس نفیس ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ ان کو کتاب اللہ کے اسرار و معارف سمجھائے اور ان کا تزکیہ فرمایا تو اس آیت میں جس طرح حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم کے فضائل و مناقب اور ممدوحان میں بیان کئے گئے ہیں اسی طرح اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی بہت بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزہت یافتہ اور اخلاق رفیعہ اور اخلاص و مہمہ سے منظر و منظر کی تھے۔

آخر میں وہ ان کا تواضع قبل یعنی صلہ صیت کی جامع تعبیر سے اس ناپاک ماحول کی تصویر بھی پیش فرمادی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی بغت سے پہلے وہ لوگ گھلی گھرا ہی میں تھے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ سے بٹھکے ہوئے تھے ان کے اکثر عقائد و اعمال اور اخلاق و شغلات غلط تھے وہ لوگ انسان ہونے کے باوجود انسانیت سے کوسوں دور حیوانیت و بربریت سے قریب تھے اس ناپاک ماحول کے ذکر سے بعثت رسول کے احسان و عظیم کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے ۲۔ یہ مومنین کے لئے زہر ہے جنگ احد میں مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے اور وقتی طور پر ان کو شکست بھی ہوئی تو اس پر مسلمانوں نے جبر و استعجاب سے کہا کہ شکست کہاں سے آگئی ہم اللہ کے مسلمان بندے۔ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اس کی توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کریں و اے ہم مومنین ہمارے مدد قابل مشرک اور ہم میں خدا کا نبی موجود و پھر ہم سے اللہ کا وعدہ نفع و نصرت بھی لیکن ان سب باتوں کے باوجود پھر بھی شکست ہم کو اسی من آیت اصابعنا هذه الا نحن ام و اقلنا دحض نقائل فی سبیل اللہ و نحن مسلمون و فیما الذی وادعی و ہم مشرکون (قرطبی ج ۴ ص ۲) اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زہر فرمایا کہ جب تم پر مصیبت آئی یعنی احد میں تمہارے ستر آدمی مارے گئے تو تم بول اٹھے کہ یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آگئی حالانکہ تم کا فروع کو اس سے

سنن ترمذی کے قدس حضرت عند انفسکے مسلمانوں کو ان کی حیرت و استعجاب کا جواب دیا گیا کہ یہ شکست تہذیبی اپنی ہی ملی کو ناموسیوں کا نتیجہ ہے تم نے مرکز کو چھوڑ دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پروا نہ کی اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے ای انہا السبب لدیث خالف الرماۃ اہل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتکریم المکر و حرصوا علی الغنیۃ فعاقلہم اللہ تعالیٰ بذلک روح ج ۳ ص ۱۱۲) یوم النقی الحجوات جس دن دو جماعتوں کی ٹکڑ بھڑ ہوئی، اسے جنگ احمد مراد ہے اور اذن اللہ سے اللہ کے ارادہ اور اس کی قضاء و تدبیر کی طرف اشارہ ہے۔ پہلے فرمایا کہ احمد کی شکست تہذیبی اپنی ہی بعض عملی خامیوں کا نتیجہ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شکست کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے شخص اپنی اپنی شفقت و رحمت سے اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے فرمایا کہ احمد میں جو بدعتی شکست ہوئی تھی، اس کے بارے میں اللہ کا ارادہ اور فیصلہ ہی تھا کہ وہ واقع ہو گیا مگر اس میں کئی مصلحتیں پوشیدہ تھیں لکھنؤ ۱۳۵۷ء و دوسرا بعلہ پہلے بعلہ پر عطا ہوا ہے اور اس کا عطف بابت اللہ پر ہے از قبیل عطف سبب بر مسبب اور علم سے مراد اظہار ہے عطف علی باذن اللہ من عطف السبب علی المسبب دامہ ادر یظہر للناس وراثت لدیہم ایمان المؤمن روح ج ۳ ص ۱۱۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے انھیں مسلمانوں کی شکست کا قضاء و قدر میں اس لئے فیصلہ فرمایا کہ مخلص مومن اور منافق ظاہر ہو جائیں اور لوگوں کو محرم ہو جائے کہ کون لوگ مخصوص دل سے ایمان لائے ہیں اور کون لوگ منافق ہیں ۱۳۵۷ قیلہ لہم کا عطف منافقوں پر ہے یا سبب اتینا ہے اور ہم صغیرا لانہ منافقوں کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد عبد اللہ بن ابی اور اس کے وہ تین سوساٹھی ہیں جو احادیث مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے گئے جب وہ واپس جانے لگے تو عبد اللہ بن عمر بن حرام اور دوسرے مسلمانوں نے ان کو سمجھا بھجا کر واپس لانے کی کوشش کی اور ان منافقین سے کہا کہ واپس کیوں جاتے ہو؟ یہاں تمہارے ساتھ گئے بڑھو اور مقاتلوا فی سبیل اللہ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو سرینہ کرنے کے لئے مشرکین سے جہاد کرو اور لڑو اور اگر تم اللہ کی خوشنودی اور ثواب آخرت کے لئے نہیں لڑنا چاہتے تو کم از کم اپنے مالی و جان اور اپنے شہر سے مدافعت ہی کے لئے کافروں سے لڑو اور ادفعوا عن اہلکم و دبلکہم و دحلکم ان لہم نفاقا فی سبیل اللہ فقاتلوا (ابو السعود روح ج ۳ ص ۱۱۲) و قبل انہم خیر و ابعث ان یتقاتلوا لاخرۃ اولاد قح الکفار عن انفسہم دامہ الہم روح ج ۳ ص ۱۱۲) یہ منافقین

التي يتنافس فيها المتنافسون (روح ج ٢ ص ١٢١)

تحقیق حیات شہداء

حیات شہداء کے بارے میں قرآن مجید کی دو آیتیں ہیں ایک تو یہی زیر تفسیر آیت اور دوسری آیت سورہ بقرہ ۱۹۰ میں گزر چکی ہے یہاں فرمایا کہ شہداء کو مردے مت سمجھو اور وہاں فرمایا کہ ان کو مردہ مت کہو۔ حالانکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ شہداء قتل کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے ابدان عنقریب سے پرواز کر جاتی ہیں اور ان کے ابدان سے اس طرح جدا ہو جاتی ہیں کہ ان سے ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ علامہ بیضاوی کا قول آگے آ رہا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کرام کی دنیوی زندگی تو اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے اور روح کے بدن سے نکل جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ شہادت کے بعد حیات اور حیات حاصل ہوتی ہے وہ دنیوی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مختلف ہوتی ہے جب وہ دنیا میں زندہ تھے تو ان کی زندگی بھی دنیوی تھی یعنی روح اور بدن دونوں کے ملاپ سے وہ زندہ تھے لیکن موت سے دنیوی زندگی ختم ہو گئی اور برزخ کا زمانہ شروع ہو گیا اس لئے اب اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جائے گا اور یہ زندگی بلا مشارکت بدن عنقریب صرف روح کے لئے ہوگی یہ معاملہ چونکہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ برزخ عالم غیب کی چیز ہے اس لئے اس برزخی حیات کی کیفیت کے بارے میں عقل و فکر رائے اور قیاس سے کچھ کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس معاملہ میں نصوص کتاب و سنت سے جو کچھ ثابت ہو اس سے تجاوز کرنا جائز ہے۔ علامہ سید محمود اکو سی سورہ بقرہ میں دلکوت لانتش و ف کے تحت فرماتے ہیں۔ ای لا تمحسون ولا تدركون ما دالهم بالمستاع لانها مت احوال البرزخ التي لا يطلع عليها ولا طريق للعلم بها (الابوالوحی (روح ج ۲ ص ۲) حیات شہداء کی کیفیت کی طرف قرآن مجید میں تو چند اجمالی اشارات ہی ہیں تفصیل نہیں ہے مثلاً قرآن مجید میں اس طرف اشارہ ہے کہ قتل کے بعد شہداء کو جو حیات ملتی ہے وہ دنیوی نہیں بلکہ برزخی اور عالم غیب کی ایک حالت ہے۔ احياء عند ربهم عند ربهم سے اسی طرف اشارہ ہے وہ اپنے مہربان رب کے پاس اور عالم غیب میں زندہ ہیں۔ علامہ خازن لکھتے ہیں۔ احياء عند الله تعالى في عالم الغيب لانهم صاروا في الاخر (تفسير خازن ج ۱ ص ۱۸۱) قرآن مجید میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ شہداء اور عالم برزخ میں کھاتے پیتے بھی ہیں۔ حیات شہداء کی تفصیل کیفیت سے صحیح ترین وہی ہے جو خود صاحب وحی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کس طرح زندہ ہیں ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہ قتل ہو چکے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وہ اس طرح زندہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرنڈوں کے جسم عطا فرما کر ان کو جنت میں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں آتے جاتے اور سیر کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

وقال اخرون ارواحهم في اجوات طيور خضر وانهم يبرزون في الجنة ويأكلون وتنحون وهذا هو الصحيح من الاقوال لان ما صح به النقل فهو الواقع (قریبی ج ۳ ص ۱۲) اور علامہ ابو السعد
حقی امام واحدی سے نقل ہیں الامم فی حیاة الشہداء حاصل عن النبی علی اللہ علیہ وسلم من ان ارواحهم فی اجوات طيور خضر وانهم يبرزون ویأکلون بتنحون (ابو السعود ص ۱۲)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود سے آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا لایة کا مطلب پوچھا
تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا ارواحہم فی جوت طیر خضر لہا قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة
حيث شاءت ثم تادفع اى تلك القناديل الحديث (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۴، ابن ماجہ ص ۱۵، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص ۱۶، اسی طرح حضرت کعب بن مالک رضی
عنه سے روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ارواح الشہد اعنی طير خضر تعلق من ثمر الجنة او تنجي الجنة (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۹)
ابن ماجہ ص ۱۷، سنائی ج ۱ ص ۲۹۔ مطاہر امام مالک ص ۸۰، مسند احمد ج ۴ ص ۳۸۵) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصيب
اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجوات طيور خضر تؤدھار الجنة وتاكل من ثمارها وتأوی الی تناديل من ذهب فی ظل العرش الحديث (مسند رک حاکم ج ۲ ص ۲۹)
تفسیر ابن جریر ج ۴ ص ۱۶، مسند احمد ج ۲ ص ۱۲، ابوداؤد ج ۳ ص ۳۱) اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی ایک مرفوع حدیث مروی ہے ملاحظہ ہو۔ درمنثور ج ۲ ص ۹۵۔
ان حدیثوں کے الفاظ میں اگرچہ خفیف سا اختلاف ہے لیکن ما حصل سب کا وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے ان حدیثوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت سے شہداء کی برزخی
زندگی کی حقیقت بیان فرمادی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے بھی یہی کچھ منقول ہے اور اسی کو محققین مفسرین نے راجع اور صحیح قرار دیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس، کعب
الاحبار، عکرمہ سعدی کبیر، ابوالحالیہ قتادة، ربیع وغیرہم کے اقوال کے لئے ملاحظہ ہو۔ تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۱۴، ج ۴ ص ۱۵، ج ۲ ص ۹۔ حاصل کلام یہ کہ عالم برزخ میں شہداء کی
حیات کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ارواح کو پرندوں کی شکلیں عطا ہونی ہیں جن میں داخل ہو کر وہ جنت میں گھومتے پھرتے اور کھانے پیتے ہیں اور انکو عرش کے نیچے قنادیل میں بسیرہ کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ
طیوری اجسام مثالی ہیں۔ نہ کہ عنصری کیونکہ شہداء کے عنصری ابدان توقیروں میں مدفون ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات محض روحانی اور برزخی ہے جسمانی نہیں ان کے ابدان
قبور میں ہیں۔ لیکن ان کی ارواح طیوری قابلوں میں نعیم جنت سے متمتع ہو رہی ہیں۔ علامہ بیضاوی سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ ولكن لا تشعرون ما حالہم وهو تنبيه على ان حیوٰتہم لیست
بالجسد ولا موت، جنب ما یحبس بہ من الحیوانات وانماھی امر لا یدرك یا عقل بل بالوحی (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۱) لیکن تم نہیں جانتے کہ وہ کس حال میں ہیں اور یہ اس
امر پر تنبیہ ہے کہ ان شہداء کی حیات جسمانی نہیں اور نہ زندوں کی مانند ظاہری حواس سے محسوس قسم کی زندگی ہے اور نہ اس کا اور اک عقل سے ہو سکتا ہے بلکہ اس کی کیفیت کا اور اک صرف
وحی سے ہو سکتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں حیات شہداء بمعنی تعلق ارواح بابدانست بل ان تبقی لکی لذاتی کموقوف بآلات بدنیت نہ غفلتی الارواح بابدان سابقہ نہ بقای روح باوراک شعور
عزیزی ص ۶۵ یعنی حیات شہداء کا مطلب یہ ہے کہ وہ لذات چل کرنے کیلئے جن کا حصول آلات پر وقوف ہے ارواح ابدان ثانیہ سے متعلق ہو جائیں یہ مطلب نہیں کہ ارواح سابقہ (عنصری) ابدان سے متعلق ہو جائیں اور نہ یہ کہ روح کا
اوراک شعور باقی رہے

۱۹۳ حیات انبیاء علیہم السلام

اس دنیا سے آب و گل سے رحلت و انتقال کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کے لئے ایک ہی مقرر فرمائی ہے اور وہ ہے موت اور اس سے کسی فرد و بشر کو مفر نہیں جیسا کہ ارشاد ہے
 كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (انبیاء ۲) یعنی ہر جی موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ خواہ پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا خدا کے تمام پیغمبر باعز و باکبر موت نوش فرما چکے ہیں حضرات اور اس
 ایسا ہی اور حضرت علیہم السلام کے بارے میں تحقیق اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے اَمْ كُنْتُمْ شَكَّاءً اَوْ اِذَا حَضَرَ نَفْسَ الْيَتِيمِ الْمَوْتِ
 البقرہ ۱۶۷) کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب پر موت کا دنت آیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اِذَا حَضَرَ نَفْسَ الْيَتِيمِ الْمَوْتِ فَلْيَرْجُئِهَا اِلَىٰ يَوْمِ نَبَاٍ (مومن ۴) یہاں تک
 جب وہ فوت ہو گئے تم کہنے لگے کہ اب تو اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتِ مَا دَلَّهٖ عَلَىٰ مَوْتِهِ اِلَّا دَابَّةٌ اَلَا مَنْ مِّنْكُمْ
 مِّثْلُ شُعْبَا (سبا ۲) پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کر دیا تو ان (جنوں) کو اس کی موت کا پتہ کسی نے نہ دیا مگر مہلک کے کیرے تھے جو اس کے عصا کو کھانا بنانا اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بارے میں ارشاد فرمایا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّكَ مَمِيَّتٌ (نمرہ ۳) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ہو چکا ہے جیسا
 کہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صدمہ میں جا کر لڑکھائی کی شدت کو برداشت نہ کر سکے اور از خود درخت سے جو کرمان کرنے لگے خیردار کوئی یہ مدت کہے کہ حضور فوت ہو گئے
 ہیں۔ ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صورت حال دیکھی تو آپ نے تمام صحابہ کرام کے سامنے ایک مبلغ خطبہ ارشاد فرمایا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو من کان یعبد محمد اذ کان
 محمد اقد صات وصوت کان یعبد اللہ فان اللہ ہی لا یموت وقال انک میت وانہم میتون صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۵) تم میں سے جو شخص صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن سے کہ آپ تو فوت ہو گئے
 اور آپ پر موت وارد ہو چکی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ جاوید ہے اور یہ آیت بھی پڑھی بیشک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خطبہ دیا تو صحابہ کرام
 رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان کی کسی بات پر انکار نہیں کیا اور حضرت عمر نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی آپ وفات پا چکے ہیں چنانچہ تمام صحابہ کرام نے یہی چیز کہہ کر آپ وفات پا چکے ہیں آپ کے بعد اظہر کو قبر مبارک
 میں دفن کیا انحضرت موت سے کسی کو جھٹکا رہا نہیں تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام بنی آدم اسی دروازے سے گزر کر عالم برزخ میں پہنچے اور جو باقی ہیں وہ بھی اسی دروازے سے گزر رہے گئے اور موت کے معنی ہیں روح کا بدن مرقی
 سے نکل جانا اور اس سے جدا ہو جانا امام باغبان صفتہا فی اس آیت میں موت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے ہیں وفی قولہ کل نفس ذائقة الموت فبإشارة عن زوال القوة الحیویة ویاخذ الروح
 عن الجسد (امروہ ص ۲۹) یعنی موت قوت حیات کے زائل ہو جانے اور روح کے بدن سے جدا ہو جانے کا نام ہے۔ علامہ ابو عبد اللہ قرطبی لکھتے ہیں واصل الموت هو الوقت الذی فی معلومہ سبوح
 ان ما وج ۱) لہی تفاوت جسد (قرطبی ج ۳ ص ۲۸) اصل موت اس وقت کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جاندار کی روح اس کے بدن سے جدا ہو گئی علامہ سیوطی فرماتے ہیں قال العلماء الموت
 یس بعد من محض ولا خفاء الموت وانما هو انقطاع فخلق الروح بالبدن ومفارقة جسدہ وبقیة بنیہما وبقیة حال وانتقال من دار الی دار (شرح الصدور ص ۱۰) لکھتے ہیں علماء
 نے کہا ہے کہ موت عدم محض اور فنا و صرط کا نام نہیں بلکہ موت بدن سے نفقہ روح کے منقطع ہو جانے اور روح اور بدن میں جدائی اور پورہ حائل ہو جانے اور ایک دار دنیا سے دوسرے دار عالم برزخ
 کی طرف منتقل ہونے سے عبادت ہے اور علامہ سید محمود ابوسنی رفقہ ازہیں الاماتۃ بمعنی اخراج المروح وحبس الجیة (روح ج ۳ ص ۱۸) امانت کے معنی ہیں روح کا نکال لینا اور زندگی کا
 سلب کر لینا۔ اور پھر موت کی یہ کیفیت مذکورہ بالا مفہوم کے ساتھ ص ب کے لئے یکساں ہے اور تمام بنی آدم انبیاء علیہم السلام ہوں یا شہداء اور عامۃ المسلمین پر موت اخراج روح از بدن اور
 امانت روح از جسد ہی کے طریق پر وارد ہوتی ہے البتہ اعزاد واکرام اور تجتہ و تنزیل کا فرق ضرور ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام، شہداء اور دیگر مومنین سے قبض روح کا معاملہ علی حسب مراتب اعزاد و
 اکرام سے یک جاتا ہے اور کفار و مشرکین سے تنزیل و امانت کے ساتھ شہداء کے بارے میں تو پہلے گذر چکا ہے کہ ان کی رو میں ان کے ابدان غصہ سے نکال کر پرندوں کے مثالی قابیوں میں داخل کر دی
 جاتی ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ بھی ان کے ابدان طاہرہ سے نکال کر جدا کر لی جاتی ہیں چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت مستمرہ اور دستور تجارت کے مطابق
 اسی طرح واقع ہوئی کہ آپ کی روح طیبہ و طاہرہ آپ کے بدن مبارک سے نکالی گئی جیسا کہ خود آپ کا ارشاد ہے ان جمیع الانبیاء قبض اس واحکمہ ملک الموت وهو الذی سبقت فی روحی -
 (قرطبی ج ۳ ص ۲۸) یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحیں ملک الموت نے قبض کیں اور وہی میری روح کو بھی قبض کرے گا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ قبضہ اللہ ذاتہ اسے لیتا ہے میری روح
 صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۵) یعنی جب اللہ تعالیٰ آپ کی روح قبض فرمائی اس وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فی ہذی الروایۃ معنی ہذا انہما عند احمد بن حنبلہ انہما عند احمد بن حنبلہ انہما عند احمد بن حنبلہ
 قضاطیہ عنہما (فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵) اس روایت کو امام احمد نے بھی اس ارشاد کے ساتھ شہام سے بواسطہ تمام روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب آپ کی روح مبارک (بدن سے)
 نکلی تو ایسی خوشبو آئی کہ میں نے اس سے عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگی یہ خوشبو آپ کی روح طیبہ کی تھی۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اخرجت الیناء لثقتہ کساء وازار علیظا فقامت
 قبض روح البی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذیبت (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۸۵) حضرت عائشہ نے ہمیں ایک چادر اور ایک مٹا تھپندہ دکھایا اور کہا کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ ان دو چیزوں
 میں قبض ہوئی۔ باقی یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے ابدان سے نکلنے کے بعد کہاں رہتی ہیں اور ان کا مستقر کہاں ہے تو اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ عالم برزخ میں ان کی ارواح کو ان کے
 عنصری بدنوں کے منہ شکل اور مائل شک وکافور کے مثالی اجسام عطا کئے جاتے ہیں اور ان کا مقام و مستقر جنت کا اعلیٰ ترین اور سب سے اونچا درجہ اعلیٰ عین ہے ویسے جنت میں وہ جہاں چاہیں آتے جاتے اور
 جنت کے مہمبو سے تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی اور علامہ سید محمود ابوسنی امام نسفی سے نقل ہیں ارواح الانبیاء تخرج من جسدہا و تفسر مشد جسدہا مثل المسک والکافور و تفرک فی الجنة
 تکالی و تشرب و تشتم الخ (شرح الصدور ص ۱۰) یعنی انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے بدنوں سے نکل کر ان کے مائل شک وکافور کے
 جسموں میں منہ شکل ہو جاتی ہیں اور جنت میں کافور پتی ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن النجیم اور حافظ ابن رجب حنفی فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام فلا شد ان اس واحکمہ عند اللہ فی اعلیٰ علیین و قد ثبت
 فی الصحیح ان لہ کلمۃ تکلم بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ من قال اللہم الرفیق الاعلی روح ج ۱ ص ۱۸۵) شرح الصدور ص ۱۸۵) ان روایتوں اور عباراتوں
 سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ شہداء اور دیگر اموات کی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح بھی ان کے ابدان سے نکالی جاتی ہیں دوم یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے ابدان کے مائل شک وکافور کے مثالی
 اجسام دیئے جاتے ہیں سوم یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مستقر اعلیٰ عین ہے نہ کہ ان کے ابدان کیونکہ ان کے ابدان مبارک تو تہذیب و تمدن میں مدفون ہوتے ہیں لیکن دیگر اموات کے برعکس ان کو اللہ تعالیٰ
 نے یہ فیض اور شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے ابدان قبروں میں بالکل اسی طرح صحیح سالم رہیں گے جس طرح رکھے گئے تھے اور وہی ان کو نہیں کھائے گی ان کے ابدان کو محفوظ رکھنے کی اللہ کی طرف سے شہانت ہے

سائرهم عليهم السلام (روح ج ۲۲ ص ۳۸)

ایک اشکال

جیش ہوتی ہے اور تمہی قیامت سے پہلے وہ قبروں سے باہر نکلیں گے۔

اشکال کا حل

آلوسی فرماتے ہیں: عندی ان الحیاتی فی البرزخ ثابتة لکل من میرت من شہید و غیرہ و ان الارواح و ان كانت جواهر قائمة یا نفسها معايرة لهما یجس بہ موت البدن لکن

لَا مَاتَ مَوْتَ تَخْلُقَهَا بَسِيْدَاتٍ بَدْرَتْ خِيَّ مَعَايِرَ لِهَذَا الْبَيْدَاتِ الْكَلِيْفِ (روح ۲ ج ص ۳۱) یعنی میرے نزدیک پر خ میں ہر میت کو حیات حاصل ہے اور اے روح اگرچہ جو اس میں اور قائم با نفسہا میں اور اہلک

مخصوصہ کے مغایر ہیں لیکن اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ ارواح کا تعلق رزق حسی سے ہو جائے تو اس عنصری بدن کے مغایر ہواوردوسری جگہ فرماتے ہیں الارواح المقدسة قد اتفہمت مشقة و يجتمع بها الکمل

من العباد وقد مع الله عليه وسلم في موسى عليه السلام قائما يصل في قعره دراه في السماء وراه بطون يا ليت روح ج ٥٥ (٢٢) يا ليت روح ج ٥٥ (٢٢) يا ليت روح ج ٥٥ (٢٢)

میں اور کامل بندے ان سے ملاقات کرتے ہیں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر قریب میں قنارہ پر بٹھاتے دیکھا اور (شب معراج میں) انکو آسمان پر بھی دیکھا

اور انہیں خاصہ کعبہ کا طواف کرتے بھی دیکھا اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کے بارے میں آپ کا اپنا ارشاد ہے جس کی امام ابو یوسف نے مسند میں امام طبرانی نے کبیر میں تخریج کی ہے قال مثل فی النبوت

فصلیت یہود، مسیحی و ج ۳ ص ۱۲۱ و مظہری ج ۵ ص ۲۹۹) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میرے لئے مثالی احیاء میں حاضر کئے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔

لكن تمام هذه التوجيهات يقال ان المنظر ابيه هي اس واحهم قلعها مثلت له صلى الله عليه وسلم في الدنيا كما مثلت له ليلة الاسراء ارجاء اجد هم قهى في القوس

قال ابن السیر و غیرہ یجعل اللہ لروحہ مثلاً فییری فی البقعة كما ییری فی السموم (فتح الملهم ج ۳۲) یعنی حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے

اور ان کو اور حضرت یونس علیہ السلام کو بچا کرنے کی پوری توجہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے دیکھا وہ ان کی ارواحِ مطہیں تو شاید دنیا میں آپ کے لئے ان کو مثالی تخلیص دی گئی ہوں جیسا کہ شبِ محراب میں

انبیاء علیہم السلام کو آپ نے متناہی دیکھا لیکن ان کے ابدان عنقریب قبروں میں موجود تھے اور وہ قبروں سے نہیں نکلے اب ان منبر وغیرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی روح کو متناہی جسم عطا فرماتا ہے

اور وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتا ہے اسی طرح بیداری میں بھی نظر آتا ہے۔ اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں: **وَكُنَّا نَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءَ فِي لَيْلَةِ الْأَسْرَاءِ فِي السَّمَوَاتِ**

الصحیح الہدای فیہا الاسراج فی مثل الاحیاء (شرح الصدور منہا) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں و کھینچا تو اس کے متعلق صحیح بات

یہ ہے کہ وہاں آپ نے ان کی ارواح کو دیکھا تھا۔ جو تمہاری اجسام میں متمثل تھیں۔ اسی طرح اگر کسی خوش بخت انسان کو بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے تو

اکثر مصنفین یہ فرماتے ہیں کہ اس نئے آپ کے جسم مثالی کی زیادت کی ہے نہ کہ جسم عنصری کی بچانچہ امام غزالی فرماتے ہیں لیسب المر اذا نديى جسمه وید من ایل مثالا لما ذاك المثال التتباوى

بھا المعنی اللہ فی نفسہ، روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۱، اور شیخ علامہ الدین قزوینی فرماتے ہیں "وسا وہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم عالمی متوسط در عالم اجساد و ارواح انبات کردہ اند کہ انرا عالم مثال گویند الطبع از عالم اجساد و اکثرت از عالم ارواح و ظہور ارواح در صورت مختلفہ مبتنی بران ساختہ و ظہور جبریل علیہ السلام بصورت و جبریلکی و مثل اور مریم را بصورت بشری و متعلق از ان عالم میدارند و ناز علیہ جائز بود کہ موسیٰ علیہ السلام یا دجوان و استقرار در آسمان ششم شش و پیکر مثالی در تہمتش باشند و آنحضرت و اولادہم در مکان مشاہدہ فرمودہ و بعد از انبات عالم مثال جواب از مسائل کثیرہ بیرون آید و اشکالات بسیار بیان سحت جنت و رؤیت او در عرض حالت مثلاً منحل گردانستی کلام الشیخ (جذب القلوب ص ۲۸) موقیائے کرام عالم اجساد و ارواح کے درمیان ایک اور عالم تسلیم کرتے ہیں جسے وہ عالم مثال کہتے ہیں جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف لیکن عالم ارواح کے مقابلہ میں کثیف ہے اور ارواح کا نہایت شکلوں میں ظاہر ہوتا ان کے نزدیک اسی عالم مثال کے وجود پر مبنی ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت و جبریلکی کی شکل میں اور حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے بشری صورت میں متشہد ہونا ان کی قیاس سے ہے اور اس بنا پر یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے آسمان پر موجود ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر مثالی کے ساتھ قبر میں بھی متشہد ہو کر نماز پڑھ رہے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشب معراج میں ان کو دونوں جگہ دیکھا ہوا اور عالم مثال کا وجود تسلیم کر لینے سے بہت سے مسائل کا جواب نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات حل ہو جاتے ہیں مثلاً جنت کی وسعت کا بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں جنت کو دیوار کی عرض میں دیکھنا وغیرہ یہ سب عالم مثال کی چیزیں ہیں ا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مسدحات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں طویل بحث و تحقیق کے بعد اصل حقیقت کی طرح ترجمانی فرماتے ہیں "و حقیقت آنست کہ تحقیق مسدحات انبیاء علیہم السلام و غیر ایشان موقوف بہ معرفت این عالم است و تحقیق دیدن آنحضرت موسیٰ و یونس را علیہما السلام بمعرفت زمان و مکان روحانیات و تیز و فرق آنہا از زمان و مکان جسمانیات بتاخر تحقیق و موقیہ کردہ اند و دست و پدالنج از جذب القلوب ص ۳۹، اور حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کی عالم برزخ میں جیات کا مسئلہ اس عالم دعال مثال کی پہچان پر منحصر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت موسیٰ اور یونس علیہما السلام کو دیکھنے کی تحقیق روحانیات کے زمان و مکان کی معرفت اور محققین صوفیہ کے بیان کے مطابق جسمانیات کے زمان و مکان سے ان کے امتیاز ہی سے پائیکیل کو پہنچتی ہے

اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام کو کئی بزرگوں نے عالم بیداری میں دیکھا ہے تو چونکہ قول محقق اور ملک صحیح کے مطابق ان کی وفات ہو چکی ہے اس لئے صوفیائے کرام میں سے بھی بعض لاطین نے فرمایا ہے کہ خضر علیہ السلام کی رویت مثالی اور عالم مثال کی چیز ہے جسے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ نہیں جیسا کہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قزوینی اپنی کتاب تبصرۃ البتہ فی تذکرۃ المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ات وجود المحضر علیہ السلام فی عالم المثال روح ص ۳۱، فرعون پر یزقوں کی خمیر سے حال ہے اور فضل سے وہ انعام و اکرام مراد ہے جو شہادت کے بعد جنت میں ان کو عطا کیا گیا ہے جنت کی یہ خاص نعمتیں اور یہ اعزاز و اکرام چونکہ شہادت کی جزا ہے اس لئے نعمت شہادت بھی فضل میں داخل ہے۔ و هو فی الشہادۃ و ما ساق الیہم من الکرامۃ و التفضیل علی غیرہم موت اکونہما اجزاء مقرر بین معراجہم رتق الجنة و تعیمہا (ملک ج ۱ ص ۱۸۱) یعنی بہا اعطا ہوا موت الثواب و الکرامۃ و الاحسان و الافضال فی داس النعیمہ و حار ج ۱ ص ۲۴، مطلب یہ کہ درجہ شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں ان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے۔ وہ ان میں خوش و خرم ہیں۔ و کینستبشیر و ت الخ یہ یزقوں پر معطوف ہے اور الذین لم یلحقوا بہم سے وہ مجاہدین مراد ہیں جن کو یہ شہداء جہاد میں مصروف چھوڑ کر آئے تھے جب شہداء نے عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام و اکرام اور وہاں کی عیش و عشرت اور نعمتیں مقیم کو دیکھا تو انہیں مجاہدین کے حق میں بہت خوشی ہوئی کہ جب وہ شہادت پا کر وہاں پہنچیں گے تو ان کو بھی اسی اعزاز و انعام سے نوازا جائے گا۔ ہما الشہداء الذین یا تو نہم بعد من اخوانہما المؤمنین الذین ترکوہم بجاہدوت

فیستشہدوت فرحوا لانفسہم و ملت یفحق بہم من الشہداء اذ یصیرت الی ما صاروا الیہ من کرامۃ اللہ تعالیٰ (بحر ج ۲ ص ۲۸) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ الذین لم یلحقوا بہم میں تمام ایمان والوں کی طرف اشارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب شہداء عالم برزخ میں پہنچے اور اللہ کے انعام و احسان کا معاینہ کیا تو ان کو عین یقین حاصل ہو گیا کہ دین اسلام ہی دین حق ہے اس لئے ان کو تمام مؤمنین کے بارے میں خوشی ہوئی کہ اگر ان کا خاتمہ ایمان اور دین اسلام پر ہی ہوا تو ان کا انجام بہت عمدہ ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب جزیل حاصل کریں گے۔ الاشارة بالانتم المؤمنین لم یلحقوا بہم الی جمیع المؤمنین وان لم یلقوا و لکنہم لمانا لیلوا ثواب اللہ و دفع الیقین بات دین الاسلام ہذا الحق الذین یتیب اللہ علیہ فہم فرحت لانفسہم بما اتاہم اللہ من فضلہ مستبشرون و انت المؤمنین الخ (قرطبی ج ۳ ص ۲۸) یہ الذین لم یلحقوا بہم سے بدل الا انتمال ہے یا منصوب تبرع خاقص ہے اور اصل میں ثلایا بات لایھا اور یشہرون کے مقولہ کی جگہ واقع ہے (روح ج ۴ ص ۱۳) بہر صورت اس میں شہداء کی خوشی کا اصل متعلق بیان کیا گیا ہے یعنی شہداء کو زندہ مجاہدین یا قیامت تک ہونے والے تمام مؤمنین کے بارے میں خوشی اس لئے ہوگی کہ آخرت میں ان مجاہدین اور مؤمنین کو نہ کسی قسم کا خوف لاحق ہوگا اور نہ تم تو خوشی کا منشا مجاہدین اور مؤمنین کی ذوات و انتم خاص نہیں بلکہ ان کا نیک انجام اور آخرت کی شیم مقیم ہے۔ جوت دوسرا کا اطلاق آیتوں سے نقصان یا مستقبل میں نازل ہونے والی کسی ناپسندہ بات پر ہوتا ہے اور حزن و غم، گذشتہ نعمت کے فوت ہونے پر ہوتا ہے مطلب یہ کہ ان شہداء اور مؤمنین کو آخرت میں نہ تو قیامت کے احوال اور عقاب و عتاب کا ڈر ہوگا اور نہ ہی دنیا کی عیش و عشرت کے ماتھے سے جانے کا تم لاخوت علیہم فیما سیتہم من احوال القیامۃ و لا حزن لہم فیما سیتہم من نعیم الدنیا و کیر ج ۲ ص ۲۸، پہلے بیان فرمایا کہ شہداء کو اپنے بھائیوں (بعد میں شہید ہونے والوں یا کلمہ مؤمنوں) کے نیک انجام کی بنا پر انتہائی خوشی ہوگی اب یہاں ان کی اپنی خوشی کو بیان فرمایا ہے نعتہ من اللہ اور فضل سے وہ تمام نعمتیں اور اللہ کی وہ تمام نوازیں مراد ہیں جو عالم غیب میں شہداء پر ہوتی ہیں مثلاً جب شہید زمینوں سے گھالی اور خاک و خون میں ست پت ہو کر اپنی جان آفرین کے سپرد کرتا ہے اس وقت اس کے تمام گناہ و حل جاتے ہیں۔ اسے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے مامون و محفوظ رکھا جاتا ہے قیامت کے دن وہ فرع اکبر (سب سے بڑی گجر) اسے محفوظ رکھے گا۔ اسے عزت اور وقار کا تاج پہنایا جائے گا۔ اور اسے گنہگاروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وغیرہ ذلک (قرطبی ج ۳ ص ۱۲) اور ذات اللہ لا یضیع اجزا المؤمنین یہ نعتہ پر معطوف ہے قیامت کے دن یہ حقیقت بھی شہداء کی خوشی اور مسرت میں اضافہ کا باعث ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے کسی عمل کو اکارت اور آبیگاں نہیں فرماتا۔ بلکہ ان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بھی اجر و ثواب اور جزا و جلیل عطا فرما رہا ہے۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ آخرت کا اجر و ثواب کوئی شہداء ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام مؤمنین کے ان تمام اعمال صالحہ پر اجر و ثواب ملے گا۔ یعنی کما انہ تعالیٰ لا یضیع اجزا المؤمنین و الشہداء الذین انک لا یضیع اجزا المؤمنین (خازن ج ۱ ص ۲۸) الذین استجابوا سے ذو فضل عظیم تک مؤمنوں کے لئے اخروی ثبات ہے اور اس کے ضمن میں کفار کے لئے تحویل اخروی کی طرف اشارہ ہے الذین مبتدوا اور الذین تا اجر عظیم اس کی خبر سے اور استجابوا بمعنی اجابوا ای اطاعوا اللہ و اطاعوا الرسول و اولیہم باقتداء الاوامر روح ج ۳ ص ۱۲، یعنی انہوں نے اللہ کے رسول کے احکام کی تعمیل کی (قرآن) سے وہ چوٹیں اور جراتیں مراویں جو مسلمانوں کو جنگ امد میں آئیں۔ للذین احسنوا منہم و اتقوا جملہ خیر مقدم ہے اور احسن عظیم مرکب تو معنی مبتدأ مؤخر ہے۔ اور جملہ الذین استجابوا کی خبر ہے کما ص ۱۰ حسنوا انہوں نے پورے اخلاص باطن سے احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کی و اتقوا اور مخلصانہ اطاعت کے بعد معصیت اور نافرمانی سے اجتناب کیا۔ احسنوا فیما اتوا بہ من طاعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و اتقوا ارتکاب شئ من المنہیات بعد ذلک (کیر ج ۳ ص ۱۲) منہم میں من بعضیہ نہیں

بلکہ یہاں یہ ہے کیونکہ جنہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ سارے کے سارے محسن اور متقی تھے اس لئے یہ دو صفیں بیان کرنے سے علت مدح کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے یعنی الذین استجابوا لاس لئے لائق مدح ہیں کہ وہ محقق احسان اور اتقا سے متصف ہیں ذہب غیر واحد اف اتھا لیبیان المقصود من الجمع بین الوصفین المدح والتعلیل لا التفتید لاد الاستجابین کلہم محسنون ومتقون روح ج ۴ ص ۱۲۸ لاد الذین استجابوا للہ والرسول قد احسنوا کلہم واتقوا لاجلہم مدح ج ۱ ص ۱۲۸ روح ج ۳ ص ۱۲۸ حاصل مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے زخموں سے چور ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے کیونکہ وہ سارے کے سارے محسن اور متقی ہیں اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو جنگ احد سے دوسرے ہی دن پیش آیا تھا جب ابوسفیان اپنے شکست خوردہ ساتھیوں سمیت جنگ احد سے واپس جا رہے تھے

۱۹۶ سن ۱۴۱۰ھ ۱۱ جون ۱۹۶۷ء

وَيَسْتَشِيرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ
 اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے
 الْآخِوفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۴۰﴾ يَسْتَشِيرُونَ
 اس واسطے کہ نہ ڈریں نہ ان پر نہ ان کو نہ خوش وقت ہوتے ہیں
 بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلِهِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
 اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری
 الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۱﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ
 ایمان والوں کی ۴۱ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا
 مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ
 بعد اس کے پہنچ گئے تھے ان کو زخم جو ان میں نیک ہیں
 وَاتَّقُوا أَجْرَ عَظِيمٍ ﴿۴۲﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
 اور یہ بڑے گار اکتوبر بڑے ۴۲ جن کو کہا لوگوں نے کہ مکہ والے
 إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
 آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان ہمارے مقابلہ کو سو تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا
 إِيْمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۴۳﴾
 ایمان اور بڑے کافی ہے ہم کو اللہ اور خوب کار ساز ہے ۴۳
 فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلِهِ لَمْ يَسْسُ لَهُمْ سُوءُ
 پھر چلے گئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ نہ پہنچی ان کو برائی
 وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۴۴﴾ إِنَّمَا
 اور تابیع ہوئے اللہ کی مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۴۴ یہ جو ہے
 ذِكْرُ الشَّيْطَانِ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ
 سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سو تم ان سے مت ڈرو

تقریر

۱۲ ص ۸

تو مقام روحانی پہنچ کر ان کو خیال آیا کہ ہم نے غلطی کی ہے یہ نہیں آتا چاہیے تھا ہم نے ان کے ستر اکومی تو مار ڈالے تھے۔ بقیہ کا بھی صفا یا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی واپسی پر نام ہوئے اور دوبارہ واپس جا کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کسی طرح ان کے ارادے کی اطلاع مل گئی تو آپ نے بھی کافروں کو معذرت کرنے کے لئے انہیں راستے ہی میں جانے کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف وہی مجاہدین جائیں گے جو کل معرکہ احد میں شریک تھے چنانچہ آپ ستر آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ کافروں کی طرف روانہ ہوئے جب آپ مقام حمر او ال سد میں پہنچے۔ جو مدینہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے تو ابوسفیان اور اس کے لشکر کو اس بات کا علم ہو گیا جس سے ان کے دلوں پر لشکر اسلام کا رعب چھا گیا اور وہ بدول ہو کر واپس ہو گئے۔ کبیرہ روح۔ بحر ان کثیرہ غارن وغیرہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس ستر مجاہدین کو جو گذشتہ دن کی جنگ کے زخم خوردہ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خدا اور رسول کے احکام کی تعمیل کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسن اور متقی فرمایا اور ان کو آخرت میں اجر عظیم کی خوشخبری ت فی ۲۹۵ الذین قال لہما لایبدا لایبدا الذین استجابوا سے بدل ہے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ابوسفیان نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سال پھر بدر میں ہماری تہارہ جنگ ہوگی لیکن اس میں عداوت مقررہ سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں خوف اور رعب ڈال دیا۔ اور اس نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ ابوسفیان نے کچھ آدمیوں کے ذریعے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ ابوسفیان نے تو بہت بڑا جباری لشکر تیار کیا ہے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بالکل مستعد ہے اس سے اس کا موضوع قرآن و شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مردوں کو نہیں کھانا پینا عیش و خوشی بھی ان کو پوری ہے اور ان کو قیامت کے بعد ہوگی ۱۵ جب جنگ احد

۱۲ ص ۸

تمام ہوئی ابوسفیان سردار تھا۔ کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر لڑائی ہے اور حضرت نے قبول کر لیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر حرات کی فت ابوسفیان نے چاہا کہ حضرت وعدے پر نہ آئیں تو الزام انہیں پر ہے اور لڑائی سے خوف کھا یا ایک شخص مدینے کی طرف جاتا تھا۔ اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں اس طرف کی ایسی خبریں کیوں کہ وہ خوف کھا دیں اور جنگ کو نہ آئیں وہ شخص مدینے میں پہنچ کر کہنے لگا کہ کئے کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے مگر لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ جسے آخر بدر پر لگے تین روزہ کی تہارت کر کے نفع لے کر پھیر آئے اگلی آیتوں میں بھی یہی ذکر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۲۸ جو یہود اور مسلمانان و کفار باہم عہد بستہ کہ وعدہ کا اٹھال میان ایشان سال آئندہ سوق بلد باشد چون موسم سوق یکدیگر عداوت شخصی را فرستادند تا جمیع ایشان میان کردہ مسلمانان را دیر وقت اندازد باوجود آن جہاد از مسلمانان ہمارا حضرت بکند و بیدار میدند و ربات سود کا یافتند و بیچ یک از کفار از ہم ایشان شد و این عذر دہ بدر صغری میگویند خدا و مدح ایشان میفرماید ۱۲

مقصود یہ تھا کہ مسلمان اس خبر سے بدول ہو جائیں گے اور متقابلین نہیں آئیں گے۔ تو ان طرح اس پر وعدہ تعلق اور بزدلی کا الزام نہ آئے گا۔ لیکن جب مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی تو ان کے ایمان میں مزید جوش پیدا ہو گیا۔ ان کے ارادے اور مقصود ہو گئے اور اللہ پر ان کے توکل اور سب سے میں مزید تقوت اور پختگی پیدا ہو گئی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اسی پختگی ایمان اور ان کے عزم و توکل کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں وہ توکل جو اللہ لام عبد کے لئے ہے۔ پہلے ان سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہیں ابوسفیان نے بطور جاسوس مسلمانوں کے پاس بھیجا تھا اور دوسرے ان سے ابوسفیان اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔ رمدارک ج ۱ ص ۱۵۸، کیرج ص ۱۵۸، سید محمود اوسی اور کئی دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ احد سے دوسرے دن جب ابوسفیان دوبارہ بغرض جنگ واپس مسلمانوں کی طرف جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا اس وقت کسی نے اسے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھاری جمعیت کے ساتھ قہار سے تعاقب میں نکل پڑے ہیں تو وہ مہربان ہو گیا۔ ادھر قبیلہ عبدالغنیس کے چند سوار جو مدینہ جا رہے تھے ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دے دیا کہ تم نے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہم ان کو بالکل شکست کا عزم کر چکے ہیں جس کے جواب میں مسلمانوں نے سبحان اللہ و نعم ان لوکل کا نعرہ بلند کیا۔ اس صورت میں ان سے ابوسفیان کے وہ سوار مراد ہوں گے جو ابوسفیان کا پیغام مسلمانوں کے پاس لائے تھے ۳۶۶ فانقلبوا میں فاء عاطفہ ہے اور معطلوں علیہ عند موت ہے والمحق خراجا فانقلبوا (کیرج ص ۱۵۸) یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان بدر صغریٰ کی طرف ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق نکل پڑے اور خیر و عاقبت سے واپس آئے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی اور نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑا۔

۳۶۷ انبجوا روضات اللہ جب مسلمانوں کو شکر گناہ کی کثرت بخدا اور کثرت ساز و سامان کی خبر ملی تو انہوں نے کسی قسم کی کمزوری اور بزدلی کا اظہار نہ کیا بلکہ اللہ پر توکل اور بھروسہ کیا۔ اور اس کی رضا جوئی کو ہر چیز پر ترجیح دی اور جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ لہذا ان کے لئے کثرت و جملہ نعمتوں کا ثبوت ہوا تو ان کو اللہ و رضوانہ کا فیاض و مینا ملے۔ اجر عظیم (کیرج ص ۱۵۸) یہ جملہ مستفاد ہے اس میں شیطان کی شرارت و شیطنت کا ذکر فرمایا نیز ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ جس طرح اس موقع پر وہ شیطان کے پردہ پوشی سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ اس سے ڈرے ہیں اسی طرح آئندہ بھی وہ شیطان کے چیلوں سے متاثر نہ ہوں گے اور صرف مجھ سے ڈریں۔ ذالکہ میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور اشارہ اس پر دہکنا کرنے والے کی طرف ہے جو مسلمانوں سے کفار کی حجیت اور کثرت سامان کا ذکر کر کے ان کی ہمتیں پست کرتا چاہتا تھا۔ اور بخیر کا پہلا مفعول مخذول ہے اصل میں تھا یخوفکم اولیاءہ و روح ج ۱ ص ۱۵۸، کیرج ص ۱۵۸، اور اولیاءہ میں ضمیر الشیطان کی طرف راجع ہے اور اولیاءہ ہما الکفار ابوسفیان اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔

مرادنی بولے
یخافکم اللہ
علیہ وسلم

مراد تو یقیناً انہی
بولے کفار ۱۲

مراد جواب سوال
مفسد ۱۲

مراد دوسرے
سوال مفسد کا
جواب ۱۲

موضع قرآن فی یعنی وہ شخص جو خبر کہتا تھا۔ اس کو شیطان سکھاتا تھا۔ یعنی منافق لوگ کہ جہاں مسلمانوں کے چہرے آئیے اور کفر کی باتیں کرنے لگے وہ یعنی حق تعالیٰ مومن اور منافق اسی طرح جدا کرتا ہے اور غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو۔
فتح الرحمن برسلہ یعنی نصیحت الاسلام ۱۲

لن تنالوا
۱۹۷
ال عمران ۳

وَخَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۵۵ وَلَا يَخْزِيكَ

اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ ۵۵ اور غم میں نہ ڈرائیں تجھ کو

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنُيْضِرُّوا اللَّهَ

وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے۔ اللہ

شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِزْبًا فِي الْآخِرَةِ ۝

کچھ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو خاندہ نہ دے آخرت میں

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۵۶ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ

اور ان کے لئے عذاب بے بنیاد ہے ۵۶ جنہوں نے مولیٰ کفر کو ایمان

بِأَلْإِيمَانٍ لَّنْ يُضِرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ

کے بد سے وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور ان کے لئے عذاب ہے

أَلِيمٌ ۝۵۷ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ سُلَيْمٰنَ

ورہاک ۵۷ اور یہ نہ سمجھیں کافر کہ ہم جو ہمت دیتے ہیں ان کو کچھ

لَهُمْ خَيْرٌ لَّا نَفْسِهِمْ إِنَّهُم لِيَزْدَادُوا

بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو ہمت دیتے ہیں ان کو تاکہ ترقی کریں وہ غنہ میں

أَشْيَاءً وَلَهُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ۝۵۸ مَا كَانَ لِلَّهِ لِيَذَرَ

اور ان کے لئے عذاب سے خوار کرنے والا ۵۸ اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

کو جس حالت پر تم ہو جب تک کہ جدا نہ کر دے ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

پاک سے ۵۹ اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر کر دے غیب کی

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُجِيبُكَ مِنْ رُسُلِهِ مَنُ يَشَاءُ ۝۶۰

لیکن اللہ چاہتا ہے۔ اپنے رسولوں میں جس کو چاہے ۶۰

منزل ۱

مرعوب کرنا چاہتا ہے لیکن تم خدا پر بھروسہ رکھو اور جس طرح اس موقع پر تم نے استقامت اور جرات دکھائی ہے اور شیطان کے دوستوں سے مرعوب نہیں ہوئے اسی طرح آئینہ بھی کبھی ان سے خوفزدہ مت ہونا اور ہمیشہ خوفِ حق سے ڈرنا اور میرے احکام کی تعمیل کرنا کیونکہ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ لات الایمان یقتضی ان یؤثروا العبد خوف اللہ علی خوف غیرہ مدارک ۷، ۱۵۲، ۲۶۸ یہ سخت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کافروں کے لئے تھوہینِ آخروی ہے الدین بیا رعونت سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے جنگِ احد کے موقع پر اپنے قول و عمل سے کلمہ کھلا کفر کا اعتبار کر دیا تھا۔ والہ اوہامو مولیٰ المتاخفون من المتخلفین رابو السجود ج ۳، ۱۵۱ اور مسلمانوں کو معمولی سی شکستِ مہوئی اور عہدہِ علانیہ کفر میں جا پڑے اور انہیں مسلمانوں کو بھی ہلکانے لگے۔ یہاں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقین کے علانیہ کفر میں پڑنے پر غم کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن یہ مناسب نہیں کیونکہ کفرِ قبیح ہے اور اس پر حضور علیہ السلام کا تمکین ہونا آپ کی شانِ رحمت اور حسنِ علیہ السلام کے عین مطابق تھا۔ بلکہ یہاں آپ کو اس خوفِ پر غم کرنے سے منع فرمایا کہ یہ منافقین جو اب علانیہ کفر کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دوسرے کافروں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش نہ کریں اور انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ جیسا کہ انہما من یضربا اللہ شیئاً اس پر دال ہے والہ اولای یختر تک خوف ات یضربک دیمینوا علیک ویلک علی ذالک ایلاء قولہ تعالیٰ انہما من یضربا اللہ شیئاً رد ج ۳، ۱۵۱ انہما من یضربا اللہ شیئاً یہاں من یضربا کے بعد مضافِ محذوف ہے اے من یضربا بذالک ادبیاء اللہ البیتہ رابو السجود ج ۳، ۱۵۱ یعنی وہ اللہ کے دوستوں و حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے یہ مذکورہ نبی کی علت اور تسبیح کی تکمیل ہے۔ یہی اللہ ان لا یجعل لہم حظاً الاخرۃ یعنی ان کے کفر میں دوڑ دوڑ کر گرنے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت مہر ہے کہ دنیا میں وہ اپنے اہلِ ایمان سے خوب بیاہ کر لیں اور جو کچھ ان کے پلے میں ہے اس کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیا جائے اور آخرت میں ان کے لئے صرف عذابِ عظیم ہو اور اجر و ثواب میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اے حکمتہ فیہم اند یرید بشیئہ وقد رتہ ان لا یجعل لہم نصیباً فی الاخرۃ رابن کثیر ج ۳، ۱۵۱

۳۶۹ یہ آیت عام ہے اور تمام کفار کو شامل ہے الایۃ الاولیٰ فیمن نافت من المتظلمین والثانیۃ فی جمیع الکفار اذ علی العکس مدارک ج ۱ ص ۱۵۴

۱۔ ائٹھا علیٰ لہم میں مامصر دیر ہے اور وہ اپنے مامصر کے ساتھ تباہ و برباد ہو گیا اور خیر لا تسجد اسکی خبر ہے مامصر ما بعد ہا فی تقدیر المصلح والفقیر لا یحیت الذین کفروا املایٰ لہم خیر کبیر ج ۲ ص ۱۰ اور یہ جملہ لا یحیت کے دو معنوں کے قائم مقام ہے اور الذین کفروا اس کا قائل ہے والفعل مستند الی الموصول وان بما فی حینہا سادۃ صد معنویہ باب السور ج ۲ ص ۱۵ یعنی دنیا میں ہم نے کافروں کو زندہ رہنے اور عیش و عشرت میں منہمک رہنے کی ہمت دے رکھی ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری طرف سے یہ ہمت ان کے حق میں اچھی اور عمدہ نتائج کی حامل ہے بلکہ ائٹھا علیٰ لہم لیخداوا ائٹھا ان کو ہمارا ہمت جینا ایسے لئے خیر اور بہتر نہیں ہے یہ ہمت ان کو صرف اس لئے دی جا رہی ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ گناہ کر کے آخرت میں اپنے کیفر کو دل کو پہنچیں و لہم عذاب مہین اور وہ ذلت آمیز عذاب کے مستحق ہیں اور ان کفار کے لمبی عمر کے ساتھ کئی ہوں میں اضافہ ہونا اور ان کا ذلت آمیز عذاب کے مستحق ہونا یہ سب چیزیں ان کے کفر و فتناری کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جب ایک شخص سمجھ بوجھ کر بعض متعدد وعاد کی وجہ سے حق کا انکار کرتا ہے تو اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت ہوتا ہے ۱۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ سوال یہ تھا کہ مومنوں پر اللہ کی آدائیں کیوں آتی ہیں تو جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ مومن اہل منافق آپس میں ملے جلے رہیں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو مختلف آدائیں میں مبتلا فرمادیتا ہے تاکہ منافق ظاہر ہو کر مخلص مومنوں سے جدا ہو جائیں ما انتہ علیہ سے وہ حالت ملو ہے جس میں مخلص مومنین میں منافقین ملے ہوئے ہوں ص ۱۰ اختلاط المومنین والمنافقین رھا رک ج ۱ ص ۱۵۱) الخبیث سے منافق اور الطیب سے مخلص مومن مراد ہے منافق کو اس کے کفر و فتناء کی باطنی نجاست و غیبت کی بنا پر الخبیث فرمایا اور مخلص مومن کا قلب اخلاص اور نورانیت کی طہارت و نورانیت کی وجہ سے طیب و طاهر ہوتا ہے اور پھر باطنی طہارت کے ساتھ اسے عملی اور اخلاقی طہارت بھی حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے الطیب سے تعبیر فرمایا ۲۔ یہ ماقبل پر مخطوط ہے اور فیصلحہ میں خطاب مومنوں سے ہے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ خطاب عام ہے مومنوں اور کافروں سب کو شامل ہے والدولہ ادنیٰ یہ بھی سوال مقدس کا جواب ہے۔ مومنوں نے یہ خواہش فی ہر گز تھی کہ انہیں کوئی علامت دی جائے جس سے وہ مومن اور منافق میں پہچان کر سکیں۔ اہل المومنین سادات یعطوا علامۃ بفرقت بھابین المومن والمنافق فنزلت رد ج ۲ ص ۱۵۱) حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نہ تو ایسا کرے گا کہ مومنوں اور کافروں کو باہم ملا کر لے دے اور ان میں عداوت قائم نہ کرے بلکہ وہ ضرور منافقین کو مومنین سے جدا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا کہ تم کو غیب کا علم دے دے اور تم دل کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہو جاؤ اور اس طرح مومن اور منافق کو پہچان لیا کرو بلکہ تمہارے لئے ایک ہی صورت ہے کہ امتحان و اجتہاد اور تکلیف و محنت کے ذریعے بطور استدلال تم مومن اور منافق میں امتیاز کر لو جیسا کہ احادیث واقع ہو یا محشر المومنین اے مالکات اللہ یبعین لکم المنافقین حتی تعرفنہم ذلک ۱۔ ہذا ذلک لکم بما تکلیف والحقۃ وقد ظہر ذالک فی یوم احد فانت المنافقین تعلموا و اظہر ذالک اثباتاً (قرطبی ج ۲ ص ۱۸۹) باقی رہا اطلاع علی الغیب کے ذریعے مومن و منافق میں امتیاز کرنا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بعض رسولوں کو منتخب کرتا ہے اور بذریعہ وحی ان کو اطلاع دیتا ہے۔

تحقیق مزید | جہاں تک آیت کے نفس مفہوم کا تعلق تھا وہ تو اوپر بیان ہو چکا ہے اب یہاں اہل بدعت کے ایک مخالف کا رد مقصود ہے مبتدعین اس آیت سے سخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لئے کئی علم قیہ ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں الغیب میں الف لام استعراق کیلئے ہے اس آیت میں غیر انبیاء سے الغیب یعنی کئی قیہ کی نفی کی گئی ہے اور پھر لکن سے برگزیدہ رسولوں کے لئے الغیب یعنی کئی قیہ کو ثابت کیا گیا ہے لیکن یہ استدلال کئی وجوہ سے باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ الف لام بلاشبہ استعراق کے لئے بھی آتا ہے لیکن یہ اس کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہے اور الف لام عہد خارجی میں اصل اور حقیقت ہے چنانچہ علامہ مفتاح زانی فرماتے ہیں التعریف لا یلزم ان یکون للاستعراق بل العہد هو الاصل والقریب من الایضی لام تعریف کے لئے ضروری نہیں کہ وہ استعراق کے لئے ہو بلکہ اصل تو عہد خارجی ہے اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ اما الفرق باث الجنس لا یتحتاج الی مؤنة المقام الخطابی بملات الاستعراق رعاثیہ عبد الغفور ص یعنی جنس اور استعراق میں فرق با نیطوہ ہے کہ جنس کے لئے مقام خطابی کے قرینہ کی ضرورت نہیں لیکن استعراق قرینہ کا منتج ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ استعراق میں الف لام کا استعمال مجازاً ہے۔ کیونکہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ قرینہ کے محتاج ہمیشہ مجازی معنی ہوتے ہیں۔ اور حقیقی معنی محتاج قرینہ نہیں ہوتے۔ اور فاضل طلق مولانا نور محمد لکھتے ہیں قال العلامة الفتاوی فی بعض نقضاتہم انہم اختلفوا فی اللام المنید بعد دفع الاسم بالاتباع کما فی سلام علیک فذهب بعضهم الی انها تعریف الجنس اذ لا عہد ہما ولا ثالث لمعہ اللام یا اتفاق ائمة اللغة اس کے بعد صاحب باب الاعراب سے نقل کیا ہے۔ اللام لا یقید الا التعریف والاسم لا یدل الا علی الجنس فاذا لایکون ثلث الاستعراق تعریف یصار الیہ بقریۃ المقام لایکون مدلولہ اللام رعاثیہ عبد الغفور ص او قول عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ الف لام باتفاق ائمہ لغت عہد خارجی اور جنس میں اصل اور حقیقت ہے اور استعراق میں اس کا استعمال مجازی اور محتاج قرینہ ہے، لہذا فی المتن المتین وغیرہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ استعراق الف لام کا مجازی استعمال ہے تو بلا قرینہ صارف حقیقت یعنی عہد خارجی کو

چھوڑ کر استغراق مراد لیا ہرگز جائز نہیں لان المہارضۃ المحقیقۃ اور مجازی معنی صرف اسی وقت مراد لے جاتے ہیں جب حقیقت منقذ ہو معنی تعذر الحقیقۃ ارحید المجاز لیکن یہاں تو حقیقی معنی منقذ نہیں ہیں بلکہ ممکن اور عین مراد ہیں کہ سیاق و سباق میں اس آیت میں اللہ لام کو استغراق پر محمول کرنا دیکھتے ہیں معنی غائب کی اطلاع دینے سے۔ اس لئے ان کے دلوں میں اتفاق ہے اس لئے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس غیب کی بات پر مطلع فرمادے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کو اس غیب کی اطلاع دے۔ اس لئے انجیب میں اللہ لام مہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے وہ مخصوص غیب مراد ہے یعنی منافقوں کی تشددی بذریعہ وحی الہی ثنائی تمام مفسرین حضرات نے یہاں انجیب سے بعض علم غیب مراد لیا ہے ماکان و مایکون اور جمیع معیبات کا کلی اور تفصیلی علم کس نے بھی مراد نہیں لیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ لام استغراق کے لئے نہیں۔ چنانچہ علامہ رفیع صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المخبیات فیضا دی ج ۱ ص ۱۵۸ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اسے بعض معیبات کی خبر دیتا ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء فیصلحہ علی بعض علم الغیب مراد ج ۱ ص ۱۵۸ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے تو اسے بعض علم غیب پر مطلع فرمادیتا ہے علامہ حازن لکھتے ہیں یعنی ولکن اللہ یصلحہ علی بعض علم الغیب مراد ج ۱ ص ۱۵۸ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اور اپنے جس بعض غیب کی چاہتا ہے اسکو اطلاع دے دیتا ہے اور علامہ ابن معنی لکھتے ہیں ولکن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء فیخبرہ ببعض المخبیات رجاء مع البیان ص ۱۵۸ اور مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پٹی فرماتے ہیں۔ فیصلحہ علی بعض علم الغیب احیاناً تفسیر ظہری ۲ ص ۱۵۸ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو رسول منتخب کرتا ہے اسے بعض غیب کی اطلاع دیتا ہے اور وہ بھی احیاناً معنی سمجھ لکھی۔ راہب اگر یہاں تمام قواعد مرہبہ اور اصول تفسیر کے خلاف اللہ لام استغراق کے لئے مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا کلی اور تفصیلی علم غیب تھا تو اس سے مذکورہ بالا غریبوں کے علاوہ قرآن مجید کی ان بہت سی آیتوں کی تکذیب لازم آئے گی جن میں نہایت صراحت سے حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے کلی علم غیب کی نفی کی گئی ہے مثلاً ذلک من انوار اللہ علیہ وسلم سے صراحت مذکور ہے ان منافقین کی پہچان کی نفی کی گئی ہے جو اپنا نفاق چھپانے میں اتہانی حرم و احیاء سے کام لیتے تھے یہ آیت سورہ توبہ کی ہے جو سورہ آل عمران کے بعد نازل ہوئی تھی تو اگر آل عمران کی آیت سے حضور علیہ السلام کے لئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو سورہ توبہ کی آیتیں نازل ہونے والی آیت اس کی نفی کرتی ہے اور یہ کھلا ہوا تضاد ہے جس کا خدا کے کلام میں پایا جانا محال ہے۔ لہذا صحیح بات یہی ہے کہ زیر تفسیر آیت میں نہ اللہ لام استغراق کیلئے ہے اور نہ ہی اس سے حضور علیہ السلام کے لئے ماکان و مایکون کا کلی علم غیب ثابت ہے۔

۲۔ عَظَّمَ اللَّهُ مَنَافِقَ لِمَا آذَنَتْ لَهُمْ حَتَّى تَبَيَّنَ لَكَ الْذُبُوبُ صَدَقُوا وَتَخَلَّاهُ الْكَذِبُ بَيِّنٌ (توبہ ۷) اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا (لیکن آپ نے انکو ایسی جلدی) اجازت کیوں دے دی جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت دے دی آپ نے ان کی چکنی چوڑی باتوں سے واقعی ان کو معذور سمجھ لیا سالانہ وہ جھوٹے اور مکار تھے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ نازل فرمائی کہ آپ نے تمام مذکر کرنے والوں کو کیوں اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ آپ کو معذرتیں سچے اور جھوٹے کا علم ہو جاتا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو معذرتیں سچے اور جھوٹے کی پہچان نہ تھی۔ یہ آیت بھی سورہ توبہ کی ہے۔

۳۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَيَّنَ حَرْمَاتُكَ أُوذِيَكَ وَتَحَرَّمَ عَلَيْكَ (تحریم ۱) اے نبی کیوں حرام کرتا ہے تو اس چیز کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے (اور وہ بھی اپنی بیویوں کی رضا جوئی کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بعض ازواج مطہرات کی خاطر شہدہ کھاتے کی قسم کھائی تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی) واپس آپ کو قسم سے دستبردار ہونے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک آپ کو ماکان و مایکون کا کلی غیب حاصل نہیں تھا۔ اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو آپ ایک ایسی چیز کو اپنے اوپر حرام نہ فرماتے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو تنبیہ ہوتی یہ سورت بھی آل عمران کے بعد نازل ہوئی تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں انجیب میں استغراق ہرگز مراد نہیں۔

۴۔ سورہ منافقون جو آل عمران کے بعد نازل ہوئی ہے اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس واقعہ کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۷ پر ہے حضرت زبیر بن العوف کہتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں نے عبداللہ بن ابی منافق کو کہتے سنا کہ سپتیر کے ساتھیوں کی مالی امداد دیتے کرتا کہ وہ مجھ کے مرتے اس کا ساتھ چھوڑ دوں اور اب جب ہم مدینہ واپس جا رہے تھے تو العیاذ باللہ ان کیتوں کو شہر سے نکال باہر کریں گے میں نے یہ باتیں حضور علیہ السلام تک پہنچائیں تو آپ نے اس منافق کو بلا کر اس سے پوچھا تو وہ صاف مکر گیا۔ اور اس نے قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی کا اظہار یقین دلایا چنانچہ آپ نے میری تکذیب اور اس کی تصدیق فرمادی جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرما کر اصل حقیقت واضح فرمائی کہ ان منافقوں نے یہ باتیں کہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لفظ بلفظ ان باتوں کی تصدیق فرمائی جو میں نے بیان کی تھیں اور حضور علیہ السلام نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتوں کی تصدیق فرمادی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اس واقعہ تک بھی کلی غیب حاصل نہیں تھا۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے جو سورہ میں پیش آیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آل عمران کی آیت میں استغراق مراد نہیں اور نہ ہی اس آیت میں آپ کے کلی علم غیب کا کوئی ثبوت ہے۔

۵۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا أَمْشَجَةً إِفْرَارًا وَكَفَرُوا بِالْحَقِّ قُبْحًا يُلْقُونَ أَعْيُنَهُمْ تَوَكُّلاً عَلَىٰ أَعْيُنِنَا وَنَحْنُ نَعْلَمُ قُلُوبَهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُنَافِقِينَ (انعام ۱۰۲) اور جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ اسلام کو مقرر نہ کیا میں میں بیٹھ کر کفر کی باتیں کریں۔ اور ایمان والوں میں تفریق ڈالیں اور ان لوگوں کو گھٹ کی جگہ مہیا کریں جو پیسے سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالفت میں اور وہ قسمیں کھا جائیں گے کہ بجز بھلائی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں آپ اس میں کبھی انکار کے لئے کھڑے نہ ہوں۔ ابو عامر ایک نہایت ہی خبیث اور مکار پادری تھا جو خود تو تفسیر روم کے پاس پہنچا تا کہ اسے مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کر کے ادھر مدینہ کے منافقین کو کھاکا وہ مسجد کے نام پر ایک عمارت بنائیں اور نماز کے بہانے اس میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں اور اس کے خفیہ خطوط بھی انکو اسی جگہ ملا کریں گے۔ نیز اگر کبھی وہ مدینہ

لن تنالوا

وہ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کبہ رکھی ہے کہ یقین نہ کریں

منزل ۱۱

وففلازم

فتخ الرحمن ما يعينك آت مال والعزوت ما وردك رون الشان اندازند ۱۲ است یعنی چو بسو و شنیدند از حقوا الله فقتل ما غني ایم و خدا فقیر است ۱۳

مَنْزِلُ ۱

ہوگا۔ لایکتہ دلا یحییٰ فی الدنیا والآخرۃ روح چہ منشا خلاصہ ماقبل۔ شبہ متعلقہ بہاد کا بالتدریج جواب ارشاد فرمایا۔ پہلے اذہمت طاقت سے لحکمہ تشکر و تہنیت (۳) تک فرمایا کہ تم کو کب بے یار و مددگار چھوڑا ہے۔ میدان احمد میں بھی تمہاری مدد کی تم میں سے دو بیویوں نے بزدلی دکھانے اور جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کر لیا تو اللہ نے ان کو تھام لیا اور ان کی ہمتیں مضبوط کر دیں اور اس سے پہلے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تم تقدوس کی کم اور بے سروسامان تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ نے تم کو قہیب فرمایا۔ اس کے بعد ۴۴ میں علی سبیل الترقی فرمایا و قدک الایام فدا دلہا بین الناس ویلعلم اللہ الذین امنوا الخ یہ شکست اللہ کی حکمت بالغہ کا عین مقتضای حق تعالیٰ مخلص مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اگر احد میں تمہیں مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تو سہا کیا تمہارے دشمن بھی تو تمہارے طاقتوں اس قدر نقصان اٹھا چکے ہیں۔ آخر میں اس سے ترقی کر کے فرمایا و قد صدق حکمہ اللہ وعدہ الخ (۱۶) یہ شبہ کا اصل جواب ہے یعنی اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور وعدہ کے مطابق تمہاری مدد فرمائی اور تم کو فتح بھی دے دی۔ لیکن تمہاری کوتاہی اور امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے تمہاری فتح شکست میں بدل گئی۔

اب تک چار فرقوں کا ذکر آچکا ہے، مومنین مخلصین (۲)، منافقین طاعنین (۳)، شہداء اور اہل حق (۴)۔ حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ولا تفتنوا ولا تحزنوا لایح (۱۲۷) سے بغضی طاغفہ منکدہ (ع ۱۶) تک مخلصین کا ذکر ہے جس میں ان کو تجزیں بھی ہیں اور قتال و اتفاق کی ترغیبیں بھی ان کی کوتاہیوں پر عفو و درگزر کا اعلان بھی تاکہ ان کی ان فروگزاشتوں کی بنا پر کوئی ان کے خلاف زبانِ طعن نہ کھولے اس لئے ایک ہی رکوع میں دو وقوعہ اعلان فرمایا ولقد عفاناکم اور ولقد عفاناکم عن ذنبکم اور پھر نبیاس حمدتہ صلت اللہ علیہم الخ (ع ۱۷) سے حضرت حمیر بن ابی العاصیؓ کے مشفقانہ برتاؤ کی تعریف و تحسین فرمائی کہ جن کی غلطی شکست کا سبب بنی اور اسی طرح جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگے ان پر سختی نہیں فرمائی بلکہ پیار و محبت سے ان کی دُوبوئی کی نڈول میں ان کے بارے میں کمزورت باقی رکھی اور نہ زبان سے سختی کی۔ فرمایا آپ کی نرم خوئی اور مشفقانہ برتاؤ میرے سب آپ پر اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے آپ کو ایسے کریماۃ اخلاق کی دولت عطا فرمائی ہے اگر آپ ان سے سختی کا بزناؤ کرتے تو وہ سب بد دل ہو کر آپ سے برگشتہ ہو جاتے آخر میں ارشاد ہوا کہ آپ ان سے درگزر فرمائیں اور آئندہ کے لئے امورِ عمر میں ان سے مشورہ کریں تا کہ مزید ان کی دُوبوئی نہ ہو جائے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ اگر ماتحتوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان سے سختی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان سے نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور طائفۃ قد اهتمتم البیت (ع ۱۸)

سے ان کثرتہ صدقین تک منافقین کے مختلف حالات بیان کئے ہیں اور درمیان میں ان کو زہر فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شفق و مہربان ہستی جو نہ دل میں کسی کے خلاف کبیرہ رکھے اور نہ زبان سے سختی کرے۔ کیا اس پر ہیئات کا طعن کرتے ہو؟ لہذا صحت اللہ علی المؤمنین الخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس پر طعن کرنے کی بجائے تمہیں تو اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ ولا تحببت اللدین قتلا سے لا یضیع اجر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی فضیلت اور ان کے ثواب کا ذکر ہے پھر الدین استجابوا سے خلکہ اجر عظیمہ ۱۸۱ تک تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے تمام مومنین مخلصین کی نشان اور ان کی تعزین فرمائی جو اللہ کی راہ میں رٹے۔ رزخوں پر زخم کھائے اور عزیزوں کی شہادت کے صدمات برداشت کئے۔ پہلے ان کو زہریں کی پتھیں یہاں ان کی دجوفی فرمائی تاکہ ان کے زخمی دلوں کی مرہم پٹی سہو جائے پھر دلائین نک سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ ان شریروں منافقوں کا غم نہ کریں یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے ان کے بعد منافقین اور مشرکین کو زہر فرمایا اور ان کو عذاب الخروی سے تحویل فرمائی تاکہ وہ دلائین سے واللہ بہا تفلوت حیات تک مضمون انفاق کا پہلی بار اعادہ ہے۔ یہاں جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی ہے یعنی تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے ہو۔ یہ سب کچھ دیا سنا تو اللہ ہی کا ہے پھر اس کا دیا سوا مال اسی کی راہ میں خرچ کرنے سے نکل کرنا بہت ہی بات ہے۔ آخر تم مرو گے اور سب کچھ دنیا میں چھوڑنا پڑے گا۔ باقی تو صرف اللہ ہی رہے گا۔ سورہ آل عمران اور سورہ بقرہ میں مضمون انفاق کی آیتوں سے اس آیت کا ربط اس طرح ہے۔ سورہ بقرہ میں ایک حکم فرمایا واللہ یقرض سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر فرمایا امت ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا۔ آل عمران میں علی سبیل اللہ فی فرمایا لا تاکلوا الربا امتعاظا مضاعفۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو درکنار تم تو قرضہ بھی سود کے بغیر نہیں دیتے ہو۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ تم ہر حال میں رقی السراء والفسراء اللہ کی توجہ اور اس کے دین کی خاطر مال خرچ کرتے اور توجہ کو ماننے والوں کی غلطیوں پر غصہ نہ پنی جاتے اور ان سے درگزر کرتے۔ اب یہاں فرمایا یاد رکھو اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کیا۔ اور اگر بخل ہی کرتے رہو گے

تو آخرت میں اس کی سزا پاؤ گے اور اس کا برا نتیجہ ہوگا تو گے وجہ الامتباط اقلہ تعالیٰ معاہدے فی النحر یقی علی مذل الاس وواح فی الجہاد وغیرہ شرع مہتانی النحر یقی علی مذل المال و بیت الوعید المستدین ملت یخجل النحر روح ج ۴ ص ۱۲۱) یہاں لا یحسب کا پہلا مفعول محذوف ہے یعنی الخجل اور خیرا لہم اس کا دوسرا مفعول ہے اور ہذا ضمیر فصل ہے قال الخلیل و سیبویہ والقرء المعنی البخل خیرا لہم اعی لا یحسب البیاحلون البخل خیرا لہم قرطبی ج ۴ ص ۱۲۱) الخجل اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرتے والے اپنے فعل الخجل اپنے حق میں مقید سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ تاوان خیال کرتے ہیں کہ خرچ کرنے سے مال کم ہو جائے گا۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے۔ بخل ان کے لئے مفید نہیں بلکہ سخت مضر اور بری چیز ہے۔ عیا کہ آیت کے اگلے حصہ میں بیان فرمایا ہے یہ بخل کے مضر اور شر ہوئے کا بیان ہے اور بخل کرنے والوں یعنی مال کی زکات ادا نہ کرنے والوں اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ نہ کرنے والوں کے لئے نخلین اخروی ہے یہ آیت اپنے ظاہر پر معمول ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اتاک اللہ مالاً فلم یؤد دیناً کوڑھ منک لہ مالاً مستحیاء اقرب لہ من بیتات بطونہ يوم القيمة یاخذن بلہنہ متینہ یعنی مستحق یہ بقولہ اتاک مالک انما کتربک ثم تلاہ ذلک الخیرۃ (بخاری ج ۲ ص ۲۵۵) جس کو اللہ نے مال دیا لیکن اس نے

اس کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کا مال سنبھالے گا جس کی آنکھوں پر بیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گھلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے دونوں جڑوں کو پکڑ کر اس سے کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﷻ کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کا مالک اللہ ہے یہ تمام اموال و املاک جو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں اور آخر کار یہ تمام مدعی مرکب جائیں گے اور صرف اللہ ہی باقی رہے گا۔ جب یہ تمام اموال و املاک اللہ کی ہیں۔ اسی کے عطا کردہ ہیں اور انجام کار بھی اسی کی رہیں گی تو پھر ان چیزوں کے خرچ کرنے میں سبیل اللہ کی راہ میں اور بھی مذموم اور بری بات ہے۔ ﷻ یہ ترغیب علی الاتفاق اور تحویل اخروی کے بعد منافقین یہود کا شکوی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب اللہ فرمادہ تھی تو وہ انراہ استہزاء و تمسخر کہنے لگے کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں کیونکہ وہ ہم سے قرض مانگ رہا ہے سکتب مآقاوا یہ تحویل اخروی ہے اور یہاں سین تاکید کے لئے ہے اور دیکھنے کی نصیحت اللہ کی طرف مجازی ہے یعنی جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم ضرور کرنا کا تین کو اسے لکھتے کا حکم دیں گے اور اسے ضرور قلمبند کر لیا جائے گا۔ ای تائس الحفظۃ بالاثبات قریبہ الخ قرطبی ج ۲ صفحہ ۲۹۷) والسیئ للتکید ای ان یقوتنا ابداتہ دینہ واثباتہ الخ (روح ج ۲ ص ۱۸۱) وقللہم الانبیاء بغیر حق ۷ یہ مآقاوا پر معطوف ہے یعنی ہم نے

ان کا مذکورہ بالا قول اور قتل انبیاء علیہم السلام اور ان کے قتل پر رضا مندی کا جرم بھی ان کے اعمال ناموں میں ثبت کر لیا ہے قیامت کے دن وہ خود ہی اپنے اعمال نامے پڑھ لیں گے اس وقت ان کے عذاب میں اضافہ کرنے اور ان کی مسرت و یاس بڑھانے کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان سابقہ گناہوں کی پاداش میں جہنم کا عذاب چکھو۔ یہاں تک یہودی کے لئے وعید اور تحویل آخری ہے ذالک بما قتلتم ابداً لیکنہ وان اللہ لیس بظلام للعبد یہ ماقبل ہی کا متمم ہے اس میں بیان فرمایا کہ سزا ان کے خود کردہ گناہوں کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں رہے بنوں کو ناحق سزا دے۔ مثلاً یہ پہلے الذین قاتلوا سے بدل ہے اور اس میں یہودی کے ایک قول باطل اور ان کے ایک صریح بہتان کا شکوہ ہے جہاں انہوں نے ازراہ تسخیر یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے جو بندوں سے خیرات مانگتا ہے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ پر یہ صریح بہتان بھی باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ حبیب تک کوئی پیغمبر ہمیں یہ معجزہ نہ دکھائے کہ آسمان

ال عملی ۳

۲۰۲

لن تنالواہم

رَسُولٍ حَتَّى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ

کسی رسول کا جب تک نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اس کو آگ مانتے ہو کہہ

جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ

تم میں پہلے کئے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر ان کو کہوں

فَلَمْ قَتَلْتُمُوهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۸۳﴾ اِنْ كَذَّبُوْكَ

تو یہ کیا تم نے کرتے ہو تم نے ان کو قتل نہ کیا اگر تم سچے ہو مگر ان کو کھلا دیں

فَقَدْ كَذَّبَ رَسُوْلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُ وَبِالْبَيِّنَاتِ وَ

تو پہلے مجھ سے جھٹلاتے تھے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور

الْزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

صحیفے اور کتاب روشن کرنے والے ہر نفس کو چھنی ہے موت

وَاِنَّمَا تُوقَنُ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ طَمَسْنٰ زُحْرَ

اور تم کو پورے بدلے میں گئے قیامت کے دن طمس ہو گئی زحور

عَنِ النَّارِ وَاَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ

کیا گئی دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگی

الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَسْتُمْ بَكُوْنُ فِیْ اَمْوَالِكُمْ

دنیا کی تم پر سنی دھوکے کی ہے البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں

وَاَنْفُسُكُمْ فَتَلَسُّوْا مِنْ اَلَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْكِتٰبَ

اور جانوں میں تسلس اور البتہ سنو گے تم ان کی کتاب دلوں

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنْ اَلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا اَذٰی كَثِیْرًا وَاِنْ

سے اور شرکوں سے بدگونی بہت اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ اَلْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ بہت کے کام ہیں

منزل ۱

بھی موجود تھے اور انہوں نے بھی ان کی تکذیب کی حالانکہ وہ تمام پیغمبر دلائل و معجزات اور اللہ کی طرف سے تورہ ہدایت جیسا کہ دلی کتابیں لے کر آئے تھے اس لئے یہ معاملہ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی پیش آ

موضع قرآن ص ۱۸۱ بعضے رسولوں سے معجزہ ہوا تھا کہ کچھ چیز اللہ کی نیا رکھی پھر آسمان سے آگ آئی اس کو کھا گئی تب وہ قبول ہوئی۔ اب یہودی بہانے پکڑتے تھے کہ ہم کو حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لادیں اور یہ بھوٹے بہانے تھے بہرہی کو معجزہ ملا ہے عیداً سب کو ایک ہی معجزہ کیا لازم ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی گو سفندی از غیب کش اور امرداد ۱۲

چکا ہے۔ وہی ذالک کمال تو بیچہم و توضع صد قد صلی اللہ علیہ وسلم و تسلیۃ روح ج ۳ ص ۱۸۱ یہاں دوبارہ معنوں جہاد کا اعادہ ہے اور جہاد کرنے کی ترغیب فرمائی ہے کہ جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ تو یہی سکتی ہے کہ اس میں موت کا ڈر ہے کہ کہیں مارے نہ جائیں لیکن یاد رکھو موت کا مرتبہ تو ہر کسی کو چکھنا ہے اور موت ہر حال میں آئے گی خواہ تم گھروں میں بیٹھے رہو یا قتال میں شرکت کرو اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم جہاد کرو کیونکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بہت بڑی نیکی اور اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہے اس کے دینی فوائد مثلاً اپنے مال و جان، عزت و اکبر و اور ملک و ملت کی حفاظت اور مال غنیمت وغیرہ کے علاوہ آخرت میں بھی تمہیں اس کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ نعم منحن ج عن الناس الخ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو یہ جہاد کے ۲۸۲ سے یہ معنوں اتفاق کا دوسری بار اعادہ ہے یعنی دولت دنیا تمہیں اس قدر محبوب ہے کہ تم اسے اللہ کی راہ میں بھی خرچ نہیں کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ دولت تم کو کچھ فائدہ دے گی لیکن سن لو یہ دنیا کی زندگی اور اس کا سارو سامان اور مال و متاع بالکل مارینی اور فانی ہے اور اگر آخرت پر جو تمہیں اللہ کی راہ میں مال و جان دینے سے حاصل ہو گا اس چند روزہ دیتی ویش عشرت کو کیوں ترجیح دیتے ہو یہ سراسر دھوکے کا سودا ہے جو اپنی ظاہری خوب صورتی سے تم کو آخرت سے غافل کر رہا ہے وہا تفع الحیاۃ الدنیا لا تفع العز درای تفع یعفل

عن النفع الحقیقی لدوامہ و هو النفع فی الحیاۃ الاخریۃ (مخرج ۳ ص ۱۳) ای تفع المؤمن و تحدد عدم فیغن طول البقاء وھی قانیۃ (قرطبی ج ۳ ص ۲۸۳) یہاں تیسری بار معنوں اتفاق و قتال کا لغت و تشریح کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ فرمایا ابھی تم پر مال و جان کے سلسلے میں کئی امتیازات آئیں گے۔ مال میں امتیاز یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر کارنامے خیر میں مال خرچ کرنے کا حکم ہو گا یا مال پر آفات و بلیات آئیں گی اور جان میں ابتلا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہو گا۔ قتل و جراح قید و بند اور دیگر مصائب کا سامن کرنا پڑے گا۔ ای تخطیبتن فی اموالکم، بالاتفاق فی شیل اللہ و بما یقع فیہا من الاثات (و فی انفسکم) بالقتل و الاسر و الحیاح و ما یورد علیہا من انواع المعای و المصائب و ما یرک ج ۱ ص ۱۵۱) اسلئے ان امتیازات کے لئے تیار ہو جاؤ اور ان تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے اپنی ہمتوں کو آمادہ کرو و لیستمعن من الذین ادقوا الکتاب الخ یہ بھی ابتلا ہی کی ایک صورت ہے الذین ادقوا الکتاب سے یہود و نصاریٰ اور الذین اشروا سے مشرکین عرب مراد ہیں اور اذیٰ کشوا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز کلمات، ہجو، تظہیں، اسلام اور مسلمانوں پر طعن و تشنیع اور ان کا تمسخر مراد ہے۔ من الطعن فی الدین الخیف و القذح فی احکام الشراء البشرف و صدمت

۱۷ ملازمین کے لئے ۱۸ جہاد و جہاد میں ۱۹ جہاد میں ۲۰ جہاد میں ۲۱ جہاد میں ۲۲ جہاد میں ۲۳ جہاد میں ۲۴ جہاد میں ۲۵ جہاد میں ۲۶ جہاد میں ۲۷ جہاد میں ۲۸ جہاد میں ۲۹ جہاد میں ۳۰ جہاد میں ۳۱ جہاد میں ۳۲ جہاد میں ۳۳ جہاد میں ۳۴ جہاد میں ۳۵ جہاد میں ۳۶ جہاد میں ۳۷ جہاد میں ۳۸ جہاد میں ۳۹ جہاد میں ۴۰ جہاد میں ۴۱ جہاد میں ۴۲ جہاد میں ۴۳ جہاد میں ۴۴ جہاد میں ۴۵ جہاد میں ۴۶ جہاد میں ۴۷ جہاد میں ۴۸ جہاد میں ۴۹ جہاد میں ۵۰ جہاد میں ۵۱ جہاد میں ۵۲ جہاد میں ۵۳ جہاد میں ۵۴ جہاد میں ۵۵ جہاد میں ۵۶ جہاد میں ۵۷ جہاد میں ۵۸ جہاد میں ۵۹ جہاد میں ۶۰ جہاد میں ۶۱ جہاد میں ۶۲ جہاد میں ۶۳ جہاد میں ۶۴ جہاد میں ۶۵ جہاد میں ۶۶ جہاد میں ۶۷ جہاد میں ۶۸ جہاد میں ۶۹ جہاد میں ۷۰ جہاد میں ۷۱ جہاد میں ۷۲ جہاد میں ۷۳ جہاد میں ۷۴ جہاد میں ۷۵ جہاد میں ۷۶ جہاد میں ۷۷ جہاد میں ۷۸ جہاد میں ۷۹ جہاد میں ۸۰ جہاد میں ۸۱ جہاد میں ۸۲ جہاد میں ۸۳ جہاد میں ۸۴ جہاد میں ۸۵ جہاد میں ۸۶ جہاد میں ۸۷ جہاد میں ۸۸ جہاد میں ۸۹ جہاد میں ۹۰ جہاد میں ۹۱ جہاد میں ۹۲ جہاد میں ۹۳ جہاد میں ۹۴ جہاد میں ۹۵ جہاد میں ۹۶ جہاد میں ۹۷ جہاد میں ۹۸ جہاد میں ۹۹ جہاد میں ۱۰۰ جہاد میں

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

اور جب اللہ نے عہد یا ميثاق دالوں سے کہ اس کو بیان کرو

لَتُبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ نَقَبَدُّوهُ وَرَأَى

کے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے ۲۸۵ پھر پھینک دیا انہوں نے

ظُهُورَهُمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ تَتِمَّنَا قَلِيلًا فَبَشَّسَ مَا

وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کر اس کے بدلے تمہارا سامان سو کیا بڑا ہے جو

يَشْتَرُونَ ۱۸۷ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا

خریدتے ہیں تو نہ سمجھو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور

وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا صَ فَلَا

تعریف چاہتے ہیں بن کئے پر ۲۸۶ سومت

تَحْسَبَنَّهُمْ مِمَّا فَازَ مِنَ الْعَذَابِ ۱۸۸ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

سمجھو ان کو کہ جہیز، عتے عذاب ہے اور ان کے لئے عذاب ہے ورنہ ان کے

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ ۱۸۹ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ

قادری کے ۲۸۷ بھگ آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۱۹۰ الَّذِينَ

دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں تمہارا دل کو ۲۸۸ وہ جو

يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ

یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور گھومتے پر بیٹھے اور

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا

فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں ۲۸۹ کہتے ہیں اے رب

اس ادا کی صحت و تحفظ صحت امن و ماکات صحت کعب بن الاشرف و امراہ من ہما المؤمنین الخ (ابو اسود ج ۳ ص ۱۶۱) یعنی تم اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت کچھ طعن و ملامت اور تحقیر و تذلیل کی باتیں سنو گے اور یہ کسی تمہارے حق میں ایک امتحان ہو گا۔ ان دشمنان دین اور اعداء اسلام کی باتیں سن کر تم بد دل مت ہونا۔ نہ ہمت مارتا اور نہ

موضع قرآن مل دہی یہود سے غلط تباتے اور مشرکین کھاتے اور پیغمبر کی صفت چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہم کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ خوب عالم دین دار و حق پرست ہیں۔ ہاں یعنی نبی سے معجزہ مانگنا کیا ضرور جوابات وہ کہتا ہے یعنی توحید کی نشانیاں سارے عالم میں نمودار ہیں۔

ہی ان کی باتوں سے مشغول ہو کر سنجیدگی اور تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا اور ان تمام امتحانات کا صبر و تحمل اور متانت سے مقابلہ کرتا سکتا ہے اس میں ایمان والوں کو بوقت ابتلا و امتحان جرات و شجاعت سے کام لینے اور اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر و ثبات کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے ذالک سے صبر و تقویٰ کی طرف اشارہ ہے اور عزم ال مور میں عزم مصدر بمعنی اسم مفعول ہے اور عزم الامور سے مراد وہ کام ہیں جو نہایت اہم اور تاکید میں ہوں اور جن کو بجالانے کا ہر ایک کو عزم اور پختہ ارادہ کرنا چاہیے۔ اسی الامور النبی نبعثت لیعلن مہا کل احد (روح ج ۴ ص ۱۳۷) یہ جملہ جواب بشرط تقدیر کی علت ہے اور اس کے قائم مقام ہے اے دان تفصیر و انتقوا فہو خیر لکم خات ذالک مع عزم الامور (ابو السعود ج ۲ ص ۱۶۸) اس سے موجودہ دور کے مبلغین توحید کو سبق حاصل کرنا چاہیے اگر آج کی کے مشرک مومئی اپیر اور گدی نشین ان کو گالیاں دیں، ان پر طعن و تشنیع کریں اور ان کو بے ادب اور

ال عمران ۳

۲۰۴

لن تنالواہ

خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۱) رَبَّنَا

ہمارے تو نے یہ عیش و عشرت نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے ہو کہ جو دوزخ کھڑا کر دے

إِنَّكَ مَنْ تَدْخُلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا اور نہیں کوئی کھنگالوں کا

مِنْ أَنْصَارٍ (۱۹۲) رَبَّنَا إِنَّا أَسْمَعُ مَا نَدِيَّا بِإِنْدِئِ لِلْإِيمَانِ

مردگار ۱۹۲ اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان

أَنْ آمَنُوا بِرَبِّكُمْ فَاْمَنَّا بِرَبِّنَا فَأَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

لا نے کو ۱۹۲ کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے سب عیبوں سے دے گناہ ہمارے

وَكُفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (۱۹۳) رَبَّنَا وَ

اور دور کر دے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کیساتھ اے رب ہمارے

إِنَّا مَا وَعَدْتَ عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ

اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن

إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ (۱۹۴) فَاسْتَجِبْ لَهُمْ رَّبُّهُمْ رَتَّىٰ

بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ۱۹۴ پھر قبول کی ان کی دعا مان کے رب نے کہیں

لَا أَضِيعَ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرُوا آلِهَتَهُ بَعْضُكُمْ

منازع نہیں کرتا عزت کسی عزت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں

مِّنْ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

ایک ہو پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے

وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَقَتْلُوا أَوْ قُتِلُوا أَلَا كُفِرَ عَنْهُمْ

اور تھائے گئے میری راہ میں اور لڑنے اور مارے گئے البتہ دور کر دیں ان سے برائیاں

سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

نیک اور صالح لوگوں کا، ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

منزل ۱

گناہ پر بدنام کر دینا کی کوشش کریں تو نہیں بلکہ پرواہ کے بغیر صبر و تحمل اور ثبات و استقلال سے اپنا کام جاری رکھنا چاہیے ۱۹۱ سے یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے پہلے مومنوں کو تشبیہ و تلافی کہ اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی ایذاؤں پر صبر کریں اب یہاں اہل کتاب کے لئے زجر کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان سے عہد کیا تھا کہ وہ حق یعنی مسئلہ توحید کو مانیں گے اور اسے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں لیکن انہوں نے اس عہد و میثاق کی کوئی پروا نہ کی نہ ہندو وہ دس آئے تھیں ہم نے تمہیں میثاق کی طرف راجع ہے انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی پابندی نہ کی داشتہ اب دیکھنا قلیلہ بہ کی حمید الکتاب کی طرف راجع ہے جس کتاب کو کھول کھول کر بیان کرتے کا حکم دیا گیا تھا اس کتاب کو بیان کرنے کی بجائے اسے عوام سے پوشیدہ رکھا۔ اور کوئی سبق بات ان کے کانوں تک نہ پہنچنے دی اور یہ سب کچھ محض دنیا سے دنی کی حقیر دولت اور دنیا کی فانی اور عارضی عیش اور اپنی گدیوں کی حفاظت کی خاطر کیا۔ اس آیت میں خالص طور پر علماء پر ہجو و مراد میں یعنی فحش و ناشی و ہمارا من الاحباس (ابن جریر ج ۴ ص ۱۳۷) یہ لوگ محض اپنی دنیوی ریاست عزت و وقار اور دنیا کی آمدنی کی حفاظت کے لئے حق چھپاتے تھے اور عوام کو انہوں نے غلط راہ پر ڈال رکھا تھا۔ ۱۹۲ اس کا تعلق و لا تکتونہ سے ہے اور ما اتوا سے کلمات حق اور تحلیف کا فعل مراد ہے یعنی پہلے تو ان علماء اہل کتاب نے عہد کیا تھا کہ وہ حق بیان کریں گے مگر اب وہ ایک طرف تو عہد شکنی کر کے حق چھپا رہے ہیں اور پھر اس فعل پر خوش بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی مدح سرائی ہو اور ان کی حق بیانی دیانت و امانت اور ان کے علم و فضل کی تعریف کی جائے قال اب عباس رضی اللہ عنہما ہما لیسوا حرجوا التوکل و حرجوا لک و احبوا ان یومقوا یا لک یا لک و احبوا فضل (ابو السعود ج ۳ ص ۱۳۷) یہ علماء یہہو و کے لئے تحریف و تردید ہے اور اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر مخاطب سے ان کی ظاہری شان و شوکت اور شامٹھ سے کوئی یہ انداز نہ کر بیٹھے کہ شاید آخرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں گمان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرورت سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی خاصہ ان لہم عذاب الیم بما اشدوا

۱۹۱

۱۹۲

موضع قرآن ص ۱۱۱ عیش و عشرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں گمان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرورت سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی خاصہ ان لہم عذاب الیم بما اشدوا

موضع قرآن ص ۱۱۱ عیش و عشرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں گمان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرورت سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی خاصہ ان لہم عذاب الیم بما اشدوا

فتح الرحمن ص ۱۱۱ عیش و عشرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں گمان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرورت سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی خاصہ ان لہم عذاب الیم بما اشدوا

تَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵)

چاہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ کے ہاں ہے اچھا بدلہ

لَا يَغْرِبُكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ (۱۹۶)

بگڑے ہوئے لوگوں کے بدلنے سے نہ بھٹکنا

مَتَاعٌ قَلِيلٌ شَمَّ مَا وَلَّهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَقَادُ (۱۹۷)

یہ فائدہ ہے کھوٹا سا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ

لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا تِلْكَ مِمَّا عِنْدَ اللَّهِ

نہیں تھیں ہمیشہ رہیں گے ان میں یہاں ہے اللہ کے ہاں سے

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ بَرَّارٍ (۱۹۸) وَرَأَىٰ مِنْ أَهْلِ

اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے اور کتاب والوں میں بعضے

الْكِتَابِ لَمْ يَأْمُرُوا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا

وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اللہ اور جو انہیں تمہاری طرف اور

مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَشِعُوا لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ

جو انہیں ان کی طرف عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے

بِأَيْتِ اللَّهِ شِمًا قَلِيلًا وَلَكِ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ

اللہ کی آیتوں پر مول کھوڑا یہی ہیں جن کے لئے یہ مزدوری ہے ان کے

رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۱۹۹) لِيَا أَيُّهَا الَّذِينَ

رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب اے ایمان

أَمِنُوا صَبِرُوا وَاصْبِرُوا وَارْطَبُوا وَاتَّقُوا

دالو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو

ہاڈل ا

الدین علی عباد اللہ (قرطبی ج ۳ ص ۲۰۵) اسی طرح موجودہ زمانہ کے گدی نشین اور بدعت پسند مولوی محض اپنی گدیوں اور اپنے جھوٹے وقار کی خاطر مسلمہ توحید کو چھپاتے ہیں اور اسے ظاہر نہیں کرتے۔ سورہ آل عمران میں چار مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ۔ اب یہاں ان چاروں کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پہلے مضمون توحید کا اعادہ ہے۔ سورہ آل عمران میں چونکہ زیادہ تر نصاریٰ کی اصلاح مد نظر تھی، جو حضرت عیسیٰؑ کی مانی مریض اور آل عمران کو کار ساز سمجھتے اور ان کو پکارتے تھے، اس لئے فرمایا اللہ مَلَکُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ یعنی سب کچھ اللہ کا ہے نہ کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت مریمؑ اور آل عمران کے کسی بزرگ کا۔ اور ہم حسیہ کا خالق اور ہر چیز پر قادر بھی صرف اللہ ہی ہے نہ کہ یہ حضرات۔ جب زمین و آسمان کا مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی قدرت اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں تو پھر عبادت اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور مشکاشا ہے اور اس کے سامنے نہ کوئی شفیع غالب ہے اور نہ کوئی صفات کار سازی میں اس کا شریک نائب ہے۔ ای السلطان القاهر فیہما بھیت یتصرف فیہما ویفایہما کیفما یشاء ویرید ایجاداً واعداءاً احیاء وامتاتاً تعذیباً واثابةً من غیبر ان یکون لغیرہ مثانبۃ دخل فی شیء من ذلک بوجہ من الوجوہ (ابوالسعود ج ۳ ص ۲۰۵) یہ بھی دعوت توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کی آمد و رفت میں عقل و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ کی توحید اس کی کمال صنعت و حکمت کے واضح دلائل و جود ہیں۔ اگر نظام فلکی کو دیکھا جائے تو اس میں سورج اور چاند، اقمار و ستارے، آسمانوں اور سیاروں کی حرکات اور گردش فلک، آسمان کے آثار و نتائج، زمین کی شکل و صورت، اس پر لگنے والی کھیتیاں، باغات، پھل پھول اور زمین کے پیٹ کے خزانے موسموں کی تبدیلی، دن رات کا اختلاف، دن رات کی کمی بیشی، غرضیکہ یہ امور اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور اس پورے نظام کا نظم و نسق قائم رکھنے والا بڑا ہی مدبر، صنعت و حکمت میں فردا اور صفات کمال میں واحد و یکساں ہے۔ لہذا اذین یدکرون سے بعضکم من بعض تک اولی الالباب کے اوصاف اور ان کے حالات کا ذکر ہے۔ یہاں تک ان کی صفاتیں بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے اور اس کی توحید کو بیان کرتے اور اسے ہی پکارتے رہتے ہیں اور کسی حال میں بھی اس سے غافل نہیں ہوتے۔ دوم یہ کہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات اور کائنات عالم میں غور و تدبر کرتے رہتے ہیں اور کائنات کے ذمے ذمے سے اللہ کی توحید پر استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ لہذا اولی الالباب کی دعا ہے۔ وہ اللہ نقلے کے خالق و مالک ہونے کا اعتراف کرتے اور کہتے ہیں اے اللہ! تو ہی کار ساز ہے نظام عالم کے پیدا کرنے میں اور سے چلانے میں تیرا کوئی شریک نہیں۔ ای یقولون ما خلقتہ عبد

وہز لا بل خلقتہ دنیلاً علی قد رتک وحکمتک (قرطبی ج ۳ ص ۲۰۵) یہ اولی الالباب کی دوسری دعا ہے جس میں عذاب جہنم سے پناہ مانگنے کے لئے انتہائی تقصیر و زاری کا اظہار ہے اور پہلی دعا کیلئے بمنزلہ علت ہے۔ یعنی اے ہمارے پروردگار! تین مشرکوں اور نافرمانوں کو جہنم میں داخل کر دے گا ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا اور انہیں کوئی نہیں بچائے گا اور جہنم کا داخلہ انتہائی ذلت اور ہلاکت کی آخری منزل ہوگی اس لئے اے ہمارے مہربان پروردگار! ہمیں اس سے محفوظ فرمائیے گا۔ ۲۰۳ یہی ان کی دعا کی حکایت ہے اور اس میں مضمون رسالت کا اعادہ ہے کیونکہ منادی سے یہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں یعنی اے اللہ! تیرے پیغمبر نے مسلمہ توحید بیان کیا، ہم نے اسے مان لیا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور ابن جریرؓ نے روایت فرمائی ہے۔ منقول ہے والہل دبا المنادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو المرءی عن ابن مسعود وابن عباس وابن جریر واختارہ الجلبائی وغیرہ (روح ج ۳ ص ۲۰۵) یہاں تک اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں تھیں ان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے پیارے اور نیک بندے تو خود اللہ کے محتاج اور اس کے سامنے عاجز ہیں اور دم دم میں اس کو یاد کرتے اور اس

کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں اور ہر حال میں اسے ہی پکارتے ہیں اس لئے وہ کسی طرح بھی عبادت اور پکار کے لائق نہیں **۲۵۹** یہاں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا دعائیں کرنے والوں کو خوشخبری سنائی ہے کہ ان کی دعائیں اس نے قبول فرمائیں کیونکہ وہ کسی کا کوئی عمل صالح نہیں کرتا۔ بلکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر اجر و ثواب دیتا ہے عمل کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس لئے کہ وہ دونوں کوئی عبادت مخلوق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی نوع کی دو شاخیں ہیں اور اعمال کی قبولیت تو عامل کے اخلاص پر موقوف ہے نہ کہ اس کے زبانی یا دہونے پر فالتو ہیں **ہَا جَرُّوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہُمْ وَاُوْدُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قَاتِلُوْا وَاُقْتُلُوْا** سے **وَاللّٰہُ مَعَنْدَکُمْ حَسْبُ الشُّوْبِ** تک مضمون جہاد کا اعادہ ہے اس میں قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے اور مجاہدین و شہداء کے لئے بشارتِ اخروی کا ذکر ہے اور اس کے ضمن میں ترغیب الی الانفاق کا مضمون بھی آیا۔ **۲۶۰ لَا یُعْذِرُکُمْ فِیْ حَتَابِہٖ** میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد آپ کی امت ہے الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واملدھنہ امتہ وکتبوا ما یحاطب سیدنا لقوم جنئی ویراد اتباعہ فیقومہ خطابیہ مقام خطابیہم (روح جہم ص ۱۷) اور یہ بھی ممکن ہے کہ خطاب عام ہو تبھی کہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بطریق تغلیب امت کو بھی۔ و یحتمل ان یشترک علیہ وسلم وغیرہ بطریق التغلیب تطلیباً للقلوب المخاصین (روح) اور تغلب فی البلاد سے بسلسلہ تجارت مختلف شہروں میں آمد و رفت مراد ہے واملدھنہ بتغلب الذین کفروا فی البلاد تصر فہم فی التجارات واملدھنہ سب (کبیر ج ۳ ص ۱۸) یعنی کافروں کی تجارتیں، ان کے پاس دولت کی فراوانی اور وسعت عیش کہیں آپ کو اس دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ خدا کے یہاں ان کی کوئی قدر و منزلت ہے اور آخرت میں بھی ان کو اسی طرح عیش و عشرت کی مسرتیں حاصل ہوں گی۔ مَتَّاعٌ قَلِیْلٌ یہ دنیا کی حقیر دولت اور چند روزہ عیش و عشرت خدا کے اس اجر و ثواب کے مقابلہ میں بالکل قلیل اور بے وقعت ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اس لئے اے ایمان والو! دنیوی منافع کو کوئی وقعت نہ دو بلکہ اللہ کی خوشنودی اور ثوابِ آخرت کی خاطر اپنی دولت جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر نیک کاموں میں خرچ کرو **وَشَرُّ مَا وُفِّرَتْ وَ یَسَّرَ الْیَہَادِیْنَ** ان لوگوں کے لئے تنویفِ آخری ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بجائے عیش و طرب اور لہو و لعب میں اپنی دولت برباد کرتے ہیں **۲۶۱** یہ بشارتِ اخروی ہے ماقبل سے بروہم پیدا ہو سکتا تھا کہ تجارت ہر حال میں بری چیز ہے اس لئے اس وہم کا ازالہ کر دیا گیا کہ جو لوگ اللہ سے ڈریں اور اپنے ہر کام مثلاً تجارت، زراعت، معیشت، معاشرت وغیرہ میں اللہ کی رضامندی اور اس کے احکام کی پابندی کو مد نظر رکھیں تو ان کے لئے آخرت میں خدا کے یہاں شاندار جہانی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے جو ثواب مقدر ہے وہ دنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے **وَمَنْ یُّدْرِکْ خَیْرَکَ لَا یَسْرِ**۔ مشرکوں کا مال ترویجِ شرک کے لئے اور مؤمنین کا مال اشاعتِ توحید کے لئے خرچ ہوتا ہے اس لئے توحید کی خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے اللہ کے یہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اس طرح اس آیت سے ترغیب الی الانفاق کی طرف اشارہ ہے **۲۶۲** پہلے **وَ اِذَا خَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ الَّذِیْنَ** اور **تَوَاتَا الْمِکْتٰبُ** (۱۹۶) میں مسئلہ توحید کو نہ ماننے والے اہل کتاب کو زجر کے مقابلہ میں یہاں ان کے لئے بشارتِ اخروی ہے جو ان میں دعوئے مذکورہ مان چکے ہیں۔ اور اس میں نہ ماننے والوں کے لئے ترغیب کا پہلو بھی موجود ہے یعنی اکثر اہل کتاب مسئلہ توحید نہیں مانتے۔ حالانکہ ان میں سے بعض مان چکے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ حق نہ ہوتا تو وہ کیوں مانتے۔ اس لئے انہیں بھی مسئلہ توحید پر ایمان لے آنا چاہیے۔ **۲۶۳** اس آخری آیت میں سورت کا جہانی خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اصبر و ایمنی توحید کی خاطر جس قدر مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرو اور انہیں برداشت کرو۔ **وَ صَابِرٌ وَّاُورَثَ اَبَیْہٖ دِیْنَ** اور ثبات قدم رہو یعنی دین اور مقابلہ میں (شاہ عبدالقادر) **وَ اَبْطُوْا** دروں میں گھولے ہاندھو۔ یعنی جہاد کے لئے تیار رہو (جلالین) اس میں ترغیب علی القتال کا ذکر ہے اور انفاق فی القتال چونکہ قتال کا مبداء اور اس کے لئے موقوف علیہ ہے۔ اس لئے وہ ضمناً اس میں آگیا۔

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مِیْرَآیَاتِ تَوْحِید
مع مخدقہ کے خلاصجات

- [illegible]

- ۱۵۔ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ غَنَمٌ أَنْصَارُهُمْ اللَّهُ وَآمَنُوا بِاللَّهِ وَآمَنُوا بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَلِكُ الْقَائِمُ فِي السَّمَاءِ فَاتَّخَذَ اللَّهُ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولًا وَنَزَّلْنَا بِهٖهُنَّ الرُّوحَ الْقُدُسَ وَمُعَظَّمَهُنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاءَ عِلَّ الَّذِينَ اتَّبَعُواكَ فُوقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ لَمْ نَكُنْ لَكَ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○ (۶۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۷۔ قُلْ يَا هَلْ أَكْتَبُ نَعَا كَوَالِي كَلِمَةٍ سَوَاءٌ بَيْنُنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُكَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○ (۷۶) نفی شرک فی العبادة۔
- ۱۸۔ مَا كَانَ لِلْبَشَرِ أَنْ يُكُتِّبَ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّصْحَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّاتِنِ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ○ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْأَلْبَابَ آلَ الْبَيْتِ وَلَا يَأْمُرُكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ (۸۶) کسی پیغمبر نے غیر اللہ کو پکارنے کی تعلیم نہیں دی کیونکہ یہ چیز نبوت کے بالکل منافی ہے۔
- ۲۰۔ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَلِلَّهِ تَرْجَعُ الْأُمُورُ ○ (۱۱۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۱۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذْكٰۤى ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ○ (۱۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۲۔ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرًا لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ○ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتُنَّهُمْ فَيُقْبِلُوا خَائِبِينَ ○ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ○ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ مُعَفِّرٌ رَّحِيمٌ ○ (۱۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۳۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْنَا هَٰذَا إِلَّا بِطِلَافٍ مِنْ عِنْدِكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (۱۹۶) نفی شرک فی التصرف۔

(بعون اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران کی تفسیر ختم ہوئی۔ ۱۴ اشوال ۱۳۸۷ بروز بدھ بوقت گیارہ بجے دن۔)

سُورَةُ النِّسَاءِ

رابط | سورہ نسا کو سورہ آل عمران سے دو طرح کا ربط ہے ایک اسمی دوسرا معنوی۔

اسمی ربط۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ فاتحہ سے ماخذ ہر ایک سورہ کا اسی ربط اس طرح ہے اِنَّكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ تَسْتَعِيْنُ وَلَا تُعْبَدُ وَلَا تَسْتَعِيْنُ الْبَقَرَةُ كَمَا فَعَلْتَا اِلَيْهِ هُوَ وَاَنْتُمْ شَرِكُوْنَ وَلَا اِلَٰهَ اِلَّا عِمْرٰنُ كَمَا فَعَلْتَا النَّصَارَىٰ وَنُوْحٌ وَّيْحٰۤى حَقُوْقُ الْبَنَاتِ سَوَآءٌ لِّلرِّجَالِ مَا تَدْعُوْنَ اِلَآعَاْمَكَ وَرَحْمَتِكَ (اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم نہ لگائے کی عبادت کریں گے نہ اسے پکاریں گے جیسا کہ یہود اور مشرکین نے کیا اور ہم نہ آل عمران کو پکاریں گے جیسا کہ عیسائیوں نے کیا۔ اور ہم عورتوں کے حقوق ادا کریں گے۔ اے اللہ ہم پر اپنی رحمت و برکت کا دسترخوان نازل فرما)

معنوی ربط۔ سورہ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ بھی مذکور تھے۔ بقرہ میں توحید کا بیان اور شرک کا رد ہر پہلو سے تھا۔ نفی شرک فعلی۔ نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری۔ سورہ آل عمران میں توحید و رسالت سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا اور شرک اعتقادی کی نفی کی گئی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ اب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لئے سورہ نسا میں تفصیل سے امور انتظامیہ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ایک مصلح یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نماز امور انتظامیہ پر عمل درآمد کرنے میں مدد و معاون ہے گویا کہ سورہ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون یعنی امور انتظامیہ کو سورہ نسا میں شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ | سورہ نسا میں جو امور انتظامیہ مذکور ہیں وہ چونکہ دو قسم کے ہیں۔ کچھ امور ایسے ہیں جن کا تعلق پہلے اور عام لوگوں سے ہے اور کچھ امور حکام سے متعلق ہیں اس اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ بندہ سے لیکر وفد خلعہ ظلاً ظلیلاً (۸۶) تک ہے اور دوسرا حصہ ان اللہ یا امرکم ان تَوَدُّوا الْاِمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَا سے لے کر وَاِنَّ اللَّهَ لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (۱۸۶) تک ہے۔ پہلے حصہ میں احکام رعیت اور دوسرے حصہ میں احکام سلطانہ کا بیان ہے۔ اور ہر حصہ کے بعد اصل مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے حصہ اول کے بعد اجمال کے ساتھ اور حصہ دوم کے بعد تفصیل کے ساتھ۔ احکام رعیت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور احکام سلطانہ کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہونے دو۔ سورت کی ابتدا میں توحید اخروی ہے یعنی جو احکام آگے آرہے ہیں ان کو بجا لاؤ۔ ورنہ آخرت میں تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد عذاب سے بچنے کے لئے تین امور بیان کئے گئے۔ یعنی ظلم نہ کرو و شرک نہ کرو۔ اور احسان کرو۔ احکام رعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو اور اس کے بعد ہی باقی دونوں امور بھی مذکور ہیں۔

احکام رعیت | اس کے بعد چودہ احکام رعیت جاری فرمائے (۱) وَاَتٰۤى اِسْحٰۤقُ اِمٰوَالَهُمْ تَاَحْوِبًا کَبِیْرًا (۶۱) یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے (۲) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَا تَقْسِطُوْا تَاٰذِلْکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعْلُوْا۔ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور ان کے دوسرے حقوق ادا کرو (۳) وَاَتٰۤى النَّسَآءُ صَدَقَتِهِنَّ فَخَلَعْنَ اُحْلٰۤى تَا هٰذِیْہِا مَرِیْطًا یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے مہر بھی ادا کرو (۴) وَلَا تَوْتُوْا السَّغِیْرَ مَوٰلِکُمْ تَا وَکَفٰ بِاللّٰهِ حَسِیْبًا۔ یتیم بچے جب تک سن رشد کو نہ پہنچیں اس وقت تک ان کے اموال ان کے حوالے نہ کرو اور جب حوالے کرو اس پر گواہ بنا لو تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم نے ان کا مال کھا یا نہیں (۵) لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ تَا وَسِیْصِلُوْنَ سَعِیْرًا۔ ترکہ میت میں تمام وراثہ کا حق ہے۔ اور ان کے حصے مقرر کر دے گئے ہیں کسی وراثت کی حق تلفی نہ کرو وغیرا یتیم ہو یا غیر یتیم۔ (۶) یٰۤاَیُّہِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوَّلَادِکُمْ (۲۶) تاولہ عذاب مہین۔ وراثہ کے مقرر حصے یہ ہیں۔ ان کے مطابق ترکہ تقسیم کرو (۷) وَالَّتِیْ یَاتِیْنِ الْفَاحِشَۃَ (۳۶)

تا اعتدنا لہم عذاباً الیماً۔ مردوں اور عورتوں کو وراثت سے حصہ بیشک دو لیکن اگر ان میں سے کوئی برفض کرے تو اسے شرعی قانون کے مطابق اس کی سزا دو (۸) یا یہاں الذین آمنوا لا یحیل لکمنا و اخذن منکم میثاقاً غلیظاً۔ وراثہ کو وراثت میں مال ملنے پر عورتیں نہیں ملتیں۔ ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو کرو (۹) ولا تنکحوا ما نکح آبائکم (۳۶) تاکتب اللہ علیکم (۴۲) عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن ان عورتوں سے نکاح جائز نہیں اگرچہ وہ بخوشی نکاح کریں (۱۰) واحل لکم ما وادعوا لکم ما خلق الانسان ضعیفاً (۵۶) جن عورتوں سے نکاح جائز ہے بصورت نکاح ان کا ہر داکرنا ضروری ہے خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں۔ باندیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی تاکہ ظلم نہ ہو (۱۱) یا یہاں الذین آمنوا لا تکلوا اموالکم ما وندخلكم مدخلاً کریہماً۔ مال یتیم، وراثت اور مہر کے علاوہ کسی طرح کا مال حرام نہ کھاؤ۔ (۱۲) ولا تتموا ما فضل اللہ علیہ تا ان اللہ کان علی کل شیء شہیداً۔ وارثوں کے جو کم و بیش حصے مقرر کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کا حصہ نہ کرو۔ ہر ایک کو اس کا پورا حصہ دو اور اس میں کمی کر کے ظلم نہ کرو اور جس کا حصہ زائد ہے اس کی خواہش نہ کرو (۱۳) الرجال قوامون علی النساء (۶۶) تا ان اللہ کان علیا کبیراً اگرچہ عورتوں کا وراثت میں حصہ ہے لیکن مردوں کو عورتوں پر بلا دستی حاصل ہے۔ ان پر خاوندوں کی فرمانبرداری لازم ہے دو وجہ سے۔ اول اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی۔ دوم مرد عورتوں پر مال خرچ کرتے ہیں۔ اگر عورت میں بد خوئی ہو تو اسے نصیحت کرو اور بقدر ضرورت اسے مار بھی سکتے ہو لیکن اس پر ظلم نہ کرو۔ (۱۴) وان خفتم شقاق بینہما تا ان اللہ کان علیما حکیماً۔ اگر خاوند بیوی میں خلاف واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہاں تک چودہ احکام رعیت ختم ہوئے۔ ان کے خاتمہ پر واعبدوا اللہ ولا تشربوا منہ شیعاً الخ سے دو چیزیں بیان کی گئیں۔ اول صرف اللہ کو پکارو۔ اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ دوم ماں باپ اور بھائی بندوں اور دوسرے حقداروں پر احسان کرو۔ احکام رعیت کے بعد اصل دعویٰ توحید کا اجمالاً ذکر فرمایا۔ اس کے بعد الذین یبغون (۶۲) سے ان اللہ کان عزیزاً حکیماً (۸۶) تک شریکین اور اہل کتاب کے لئے متعدد زجریں درج ہوئیں ہیں۔ اور زجروں کے بعد مسئلہ توحید کی اہمیت کے پیش نظر پھر فرمایا ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الخ یعنی یہ تمام احکام مانو لیکن شرک بہت بری چیز ہے اس سے بچو۔ اور آخر میں والذین آمنوا وعملوا الصالحات الخ سے مؤمنین کے لئے اخروی بشارت ہے۔ اس دوران میں یا یہاں الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکرانہ (۶۷) سے امر صلی یعنی نماز اور طہارت کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ طہارت بدن سے انسان نماز کے قابل ہو سکتا ہے اور نماز ظلم سے بچنے، احسان کرنے اور توحید پر قائم رہنے میں مدد و معاون ہے کیونکہ نماز میں سر اسر توحید کی تعلیم ہے اور نماز سے مختلف دلوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ سو و اصفو فکم اولیٰ بالخالفن اللہ بین قلوبکم (مشکوٰۃ صفحہ ۹) یعنی نماز میں صفیں سیدھی کیا کرو۔ ورنہ اللہ تمہارے دلوں میں باہمی عداوت پیدا کر دے گا۔

احکام سلطانیہ۔ اب آگے نواحکام سلطانیہ کا بیان ہے۔ جو حکام اور صاحب قدر طبقہ سے متعلق ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ حاکمان وقت کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ان احکام کو قائم کریں اور رکھیں اور ضعیفوں پر ظلم نہ ہونے دیں اور نہ ان کی حق تلفی ہونے پائے۔ احکام سلطانیہ کے درمیان جاہلی مشرکین، منافقین اور اہل کتاب کے لئے زجر ہیں۔ توحید میں بھی مذکور ہیں۔ احکام سلطانیہ حسب ذیل ہیں (۱) ان اللہ یا مہرکمان تؤدوا الامنات الی اہلہا (۸۶) تا ذلک خیر و احسن تاویل۔ حقداروں کو ان کے حقوق دلو اور فیصلے انصاف سے کیا کرو۔ اس کے بعد الم ترالی الذین یزعمون (۹۴) سے وہدیلہم صراطاً مستقیماً تک منافقین کے لئے زجر۔ اور ومن یطع اللہ والرسول سے وکف باللہ علیہما تک مؤمنین کے لئے اخروی بشارت ہے (۲) یا یہاں الذین آمنواخذوا حدکم (۱۰۶) تا ھنوف یؤتیہ اجرا عظیماً۔ ایسے حکمرانوں کے حکم کے تحت ہمتیار ہوں کر نکلو اور اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرو (۳) وما لکم لا تنقاتلون فی سبیل اللہ تا ان کید الشیطن کان ضعیفاً۔ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو کہ مکہ مکرمہ میں تکلیف میں ہیں، ظالم مشرکوں کے پنجے سے چھڑاؤ۔ اس کے بعد الم ترالی الذین قیل لہم کفوا ایدیکم (۱۱۶) سے منافقین کو زجر۔ یقولون طاعة فاذا برزوا من عند اللہ سے منافقین کے لئے شکوے سے فقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ترغیب الی الجہاد۔ ومن یشفع شفاعۃ الخوض المؤمنین سے متعلق ہے یعنی لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا اللہ تم کو اجر دے گا۔ اللہ لا الہ الا ھو سے جہاد کی غرض و غایت کا بیان ہے۔ اور آخر میں لیجمعنکم الی یوم النقیۃ الخ سے تخویف اخروی ہے (۴) فما لکم فی المنافقین فتنین (۱۲۶) تا جعلنا لکم علیہم سلطاناً مبیناً۔ راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو منافقین تمہیں ملیں انہیں بھی ختم کر ڈالو البتہ معاہدہ وغیرہ جائدہ قروں کو قتل کرنے سے گریز کرو۔ (۵) وما کان لہومن ان یقتل مؤمناً (۱۳۶) تا واعدلہ عذاباً عظیماً۔ اگر راستہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں غلطی سے کوئی مسلمان قتل ہو جائے تو اس سے متعلق احکام یہ ہیں (۶) یا یہاں الذین آمنوا اذا ضربتمنا ان اللہ کان بما نعملون خبیراً۔ اگر راستہ میں کوئی شخص تمہیں کہہ دے کہ میں موتمن ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو۔ اس کے بعد لا یستوی القعدون من المؤمنین سے وکان اللہ غفوراً رحیماً تک ترغیب الی الجہاد اور مجاہدین کے لئے بشارت اخروی ہے (۷) ان الذین توفہم المکثکۃ (۱۴۶) تا وکان اللہ غفوراً رحیماً۔ اے مکہ کے محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کی جماعت تو بھیج رہا ہوں لیکن تم مکہ سے ہجرت کرنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے (۸) واذا ضربتم فی الارض (۱۵۶) تا وکان اللہ علیماً حکیماً۔ جہاد کے لئے جاے ہو تو نماز میں قصر کرو اور میدان کارزار میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملہ کا ڈر بھی ہو تو نماز اس طریقہ سے ادا کرو۔ (۹) انا انزلنا الیک الکتاب بالحق (۱۶۶) تا وکان فضل اللہ علیک عظیماً (۱۷۶) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام کی تعلیم فرمادی ہے جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے حسن ظن سے نہ کریں بلکہ تواضع و شریعت کے مطابق کریں تاکہ آپ دھوکہ نہ کھا جائیں جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا۔ اس کے بعد اخیر فی کثیر من نجومہم سے وسائعت مصیروا تک نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے۔ یہاں تک نواحکام سلطانیہ ختم ہوئے۔

احکام سلطانیہ کے بعد اصلی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر پہلے کی نسبت قدرے تفصیل سے کیا گیا۔ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ (۱۸۶) سے مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ان یدعون من دونہ لا انشاء سے وما یعد ھم الشیطن الاعتراف تک شرک اعتقادی اور شرک فعلی ہر دو کی نفی ہے پھر اولک ما وھم جھنم سے تخویف اخروی۔ والذین آمنوا وعملوا الصالحات سے بشارت اخروی۔ لیس باہمانیکم ولا امانی اھل الکتاب سے زجر۔ ومن یعمل من الصلحت من ذکیرا و انتہ الخ سے پھر بشارت اخروی ہے۔ احکام رعیت اور احکام سلطانیہ کے اختتام پر دو احکام رعیت یعنی دوسرے اور چودہویں۔ اور ایک حکم سلطانی یعنی نویں پران سے متعلق بعض شبہات دور کرنے کے لئے مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ ویستفتونک فی النساء (۱۹۶) سے فان اللہ کان بہ علیماً تک دوسرے حکم رعیت پر تنویر ہے یعنی مقصد یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح ناجائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یتیموں اور ضعیفوں سے انصاف کرو۔ وان امواک اخافت من بعدہا نشوؤاً سے وکان اللہ واسعاً حکیماً تک چودہویں حکم رعیت پر تنویر ہے۔ خاوند بیوی کے درمیان اختلاف و نزاع کو ختم کر کے ہر حال اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے خواہ فریقین میں سے کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑے۔ اگر خاوند پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرے نکاح کرے تو پہلی بیوی کے حقوق بھی بدستور ادا کرے اور اسے کا معلقہ نہ بنائے۔ واللہ ما فی السموات وما فی الارض سے وکان اللہ سمیعاً بصیراً تک تخویف ہے۔ سب کچھ اللہ کے قبضہ و تصرف میں ہے، اس سے ڈرو۔ اس کے بعد یا یہاں الذین آمنوا وکونوا قوامین بالقسط (۲۰۶) سے فان اللہ کان بما نعملون خبیراً تک

نویں حکم سلطانی پر تنویر ہے۔ انصاف کا دامن کسی حال میں مت چھوڑو۔ ماں، باپ، دیگر رشتہ داروں کی رشتہ داری یا کسی غریب آدمی کی عزت کی وجہ سے بھی گواہی میں مت لحاظ کرو۔ اور انکی خاطر گواہی میں کی بیشی مت کرو۔ پھر یہاں اذین آمنوا امنوا باللہ ورسولہ (۲۰۶) سے واعتدنا للكفرین عند ابائهمینا (۲۱۶) تک یہود اور منافقین کے لئے زجر و تحویل ہے یعنی جو کتاب دفعہ نازل ہوئی ہے مثلاً تورات اسے بھی مانو اور جو آہستہ آہستہ نازل ہوئی ہے، یعنی قرآن، اسے بھی مانو، دونوں اللہ کی وحی ہیں۔ اور والذین آمنوا باللہ ورسولہ سے ماننے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اس کے بعد مسئلہ ۱ اھل الکتاب (۲۲۶) سے یہود کے ایک سوال کا ذکر ہے کہ قرآن دوسری آسمانی کتابوں کی طرح بیک وقت اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوا۔ آگے یہود کے لئے زجر کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو رکوع ۲۲ کے آخر تک چلا گیا ہے۔ درمیان میں لیکن التراسخون فی العلم منہم الخ سے فرمایا کہ یہود میں جو راسخ فی العلم ہیں وہ تو مان چکے ہیں۔ اب انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح (۲۳۶) سے وکف باللہ شہیداً انک یہود کے سوال کا جواب ہے کہ باقی انبیاء علیہم السلام پر بھی تمام وحی دفعہ نازل نہیں ہوئی بلکہ سب پر وحی آہستہ آہستہ آتی تھی اگرچہ بعض انبیاء (مثلاً موسیٰ علیہ السلام) پر کتابیں ایک دفعہ نازل ہوئیں لیکن باقی وحی ان پر بھی متفرق طور پر ہی آتی تھی پھر ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ سے وکان اللہ علیما حکیماً تک یہود کے لئے تحویل اخروی ہے۔ یا اھل الکتاب لاتقلوا فی دینکم سے وکف باللہ وکیلاً تک مسئلہ ۱ اھل الکتاب سے متعلق ہے یہودی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی طعن کرتے تھے کہ وہ نبی نہیں۔ اگر نبی ہوتے تو تورات کی طرح ان پر قرآن سارا ایک ہی دفعہ نازل ہوتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی برا کہتے تھے کہ وہ حیاء باللہ ابن الزانیہ ہے۔ اس لئے فرمایا۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرو نہ حضرت عیسیٰ کو برا کہو۔ اگرچہ وہ اللہ اور مجسود نہیں لیکن ان کو برا بھی مت کہو پھر لیکن یسئذ تکف السیم ان یکون عبد اللہ (۲۳۶) سے ولا یجدون من دون اللہ ولیاً ولا نصیراً تک ولا تقولوا انک شیعۃ من شیعۃ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو مجسود بھی نہ بناؤ اور ان کو برا بھی نہ کہو۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے اللہ کے عابد اور پجاری ہونے سے نفرت نہیں کرتے بلکہ سب اللہ کی عبادت کرتے اور اسے ہی پکارتے ہیں پھر ان کو کیوں مجسود بناتے اور پکارتے ہو۔ آگے یا یہا التاس قد جاءکم بربھان من ربکم سے و یجدیم الیہ صراطاً مستقیماً تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب اور ایمان لانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ پھر یستفتونک فی الکلالۃ الخ سورت کی آخری آیت احکام رعیت میں سے حکم وراثت پر تنویر ہے پہلے کالہ کے اخیانی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا تھا۔ یہاں کالہ کے عینی بھائی بہنوں کا حصہ بیان ہوا ہے۔ کالہ اسے کہتے ہیں جس کے اصول و فروع میں کوئی مذکر نہ ہو۔ لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بیٹی بھی نہ ہو جیسا کہ ولہ اخت اس پر قرینہ ہے۔ یعنی اس کے نہ مال باپ ہوں نہ بیٹا اور بیٹی۔ نیز مسئلہ وراثت سے سورت کو ختم کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ سورت کا مقصد احکام کا بیان ہے۔

تنبیہ: سورہ آل عمران میں شرک اعتقادی کی ایک قسم کی نفی کی گئی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارا اور عبادت کے لائق اعتقاد نہ کیا جائے۔ سورہ نسا میں شرک اعتقادی کی دوسری قسم کا رد کیا گیا ہے یعنی غیر اللہ کے احکام کے متعلق واجب الاتباع ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے کیونکہ غیر خدا کے احکام کو واجب الاتباع سمجھنا شرک ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ ان اللہ بین فی سورۃ النساء احکاماً ثم قال احبوا اللہ ولا تشکروا بہ شیئاً فاعلم ان کون العبد یحییٰ یعتمد ان علی اتباع امور غیر ما امر بہ الشارح مشرک یعنی اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا میں احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی یہ اعتقاد رکھے کہ جن امور کا شرع نے حکم فرمایا ہے ان کے علاوہ بھی کچھ احکام کا اتباع اس پر واجب ہے تو یہ شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان احکام کی تعمیل نہ کرنے پر غلو فی النار (جہنم میں ہمیشہ رہنے) کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ جیسے حکم رعیت کے بعد یہاں خلد نادا خالد فیہا (۳۶) سے اور پانچویں حکم سلطانی کے بعد فجاءہ جہنم خالد فیہا (۱۳۶) سے غلو فی النار کی وعید مذکور ہے۔ قرآن مجید میں ہمیشہ اطاعت اور عصیان کا درجہ کامل ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اسی لئے مومن کے ذکر کے بعد اس کی جزا کامل یعنی جنات نعیم کا ذکر آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا نہ لانے کی سزا غلو فی النار بیان کی جاتی ہے۔ یعنی جو اللہ کے احکام کو نہ مانے۔ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کے خلاف کو حلال جانے تو وہ خالد فی النار ہوگا کیونکہ یہ مرتبہ کفر کا ہے۔

تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول۔ احکام رعیت۔ حصہ دوم۔ احکام سلطانیہ اور حصہ سوم خاتمہ۔ جس میں پہلے دونوں حصوں کے بعض احکام کی تنویر ہے۔

حصہ اول

پہلے حصہ میں رعایا اور عام پبلک کے لئے چودہ احکام بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق ان کے اندرونی نظم و ضبط، اصلاح معاشرہ، باہمی معاملات میں عدل و انصاف۔ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت اور ایک دوسرے پر فضل و احسان کا بڑا ذکر کرنے سے ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر وند خیمہم ظلاً ظلیلاً (۸۶) تک ہے۔ ۵۵ یہ تحویل اخروی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خالق اور محسن و مربی ہے اس سے ڈرو اور جو احکام آئندہ بیان ہو رہے ہیں ان کی تعمیل کرو۔ تمہاری ہر حرکت خدا کی نگاہ میں ہے وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور جو اس کے احکام کی مخالفت کرے گا اسے عذاب دیگا۔ تحویل اخروی کے بعد پوری سورت میں عذاب سے بچنے کے لئے نین امور بیان فرمائے (۱) ظلم نہ کرو۔ چنانچہ احکام رعیت کا خلاصہ ہے ظلم نہ کرو۔ (۲) شرک نہ کرو (۳) احسان نہ کرو۔ احکام رعیت کے بعد یہ دونوں امور مذکور ہیں۔ نفس واحداً سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ فی حکم من اصل واحد وھو نفس آدم ابیکم (مدارک ج ۱ ص ۱۷۱) تسماتون یہ اصل میں تسماتون تھا۔ ایک تاء بطور تخفیف حذف کر دی گئی۔ باب تفاعل کا خاصہ اشتراک ہے اس لئے تسماتون بہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو ای یسأل بعضکم بعضاً باللہ (صداد ج ۱ ص ۱۷۱) والتساؤل باللہ ہو کقولک اسألت باللہ واحلف علیک باللہ واستشفع الیہ باللہ (خازن ج ۱ ص ۱۷۱) یا تسماتون بمعنی تسماتون مجرب ہے۔ اور ب میں باء زائدہ۔ اور مطلب یہ ہے کہ جس اللہ سے تم سوال کرتے اور مانگتے ہو اس سے ڈرو۔ والاہر حامیہ رحم کی جمع ہی اور لفظ اللہ پر معطوف ہے اور اس سے مراد قطع ارحام ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرو اور قطع رحمی سے بھی بچو۔ اتقوا الادحام ان تقطعوھا (مدارک، معالم، خازن) یہ حکم اول کی طرف اشارہ ہے۔ اصل میں یہ آیت پوری سورت کی تمہید ہے ابتداء میں تحویل اخروی کے ذریعہ خبردار کیا گیا کہ آئندہ احکام (احکام رعیت اور احکام سلطانیہ) کی پیروی کرو۔ ورنہ عذاب آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور آیت کے آخر میں احکام رعیت کی مناسبت سے قطع رحمی سے منع فرمایا۔ کیونکہ احکام رعیت کا تعلق تمام رشتہ داروں سے حسن سلوک و حسن معاشرت سے ہے اور پھر ان اللہ کان علیکم رقیباً فرما کر اپنے بندوں کو خبردار کیا کہ اللہ کی کبھی نہ اونگھنے والی نگاہ تمہاری ہر حرکت کی نگرانی کر رہی ہے۔ تمہارے نیک و بد اعمال سب اس کے سامنے ہیں تمہاری اطاعت اور نافرمانی اس پر ظاہر و آشکارا ہے اس لئے تم سب اس کے احکام بجالاؤ۔ اور مکافات عمل سے غافل مت ہو جاؤ۔

بجودہ احکام رعیت پہلا حکم رعیت ۱۔ (تیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے غیث ہے) مالِ تیم کے بارے میں تین چیزوں سے منع فرمایا (۱) تیم کا عمدہ مال لے کر اس کے بدلے اپنا روی مال دیدینا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے وکانوا فی الجاہلیۃ لعدم الدین لا یتخجون عن اموال الیتیم فکانوا

یاخذون الطیب من اموال الیتیم ویبدلونہ بالردی من اموالہم الخ (قرطبی ج ۵ ص ۹) مالِ تیم کو بوجہ حرمت غیث فرمایا۔ کیونکہ وہ ولی تیم کے لئے حرام ہے (۲) اپنے پاس مال نہ ہو تو تیم کا مال کھانا۔ (لا تتعجلوا اکل الخبث من اموالہم وندعوا انتظام الرزق الحلال من عند اللہ (قرطبی) (۳) اور اگر اپنے پاس بھی مال ہو تو تیم کا مال اس میں ملا کر کھانا۔ تیمیوں طبریہ ظالمات تھے اس لئے ان سے منع فرمایا۔ ائی اموالکم میں الی المعنی مع ہے اور اس سے تیسرے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ یا اموالکم سے پہلے مضاف مقدر ہے ای الی حصول اموالکم اس طرح

النساء

۲۱۰

لن تنالواہ

اللہ لعلکم تفلحون

اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو

سورہ النساء میں آیت ۱۰۱

سورہ النساء میں آیت ۱۰۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منزل ۱

روح۔ مدد دے یعنی ایک بیوی یا بی بی ملے کہ لونڈیوں پر کتف کرنا تمہارے لئے عدل و انصاف سے قریب تر ہے اور ظلم و جور سے بچنے کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ ۲۔ تیسرا حکم رعیت۔ (تیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بھی مہر ادا کرو) پہلے حکم سے ترقی کر کے فرمایا کہ تیم لڑکیوں کے علاوہ جن عورتوں سے نکاح کرو ان کو بھی مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ خوشی سے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو وہ تمہارے

موضع قرآن ثابت رہو یعنی دین پر اور مقابلے میں یعنی جہاد میں اور لگے رہو یعنی کافروں کے سامنے ۱۲۔ ۱۳۔ یعنی ایک آدم سے جو کو نبی یا پھر ان سے سارے لوگ اور خبردار ہونا تو اس لئے یعنی بدسلوکی مت کرو آپس میں۔ ۱۴۔ جس لڑکے کا باپ مر جائے تو اس کے بڑوں کو تفتیش ہے کہ اس مال میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بدل نہ لیں وراعتیہ سے رکھیں جب بالغ ہو تب حوالے کر دیں۔

فتح الرحمن۔ ۱۵۔ منہر جم گوید کہ در جاہلیت اولیاء و خزان تیمیہ مانند بنائے اعمام ایشان را بکلی خودی آوردند و ایضا حقوق نکاح نمی کردند خدا یتالی آیت فرستاد۔ ۱۶۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

پھر اگر دو کو ان میں انصاف نہ کر سکو تو ایک ہی نکاح کرو۔ یا نوٹدی جو اپنا مال ہے

ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۖ وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ فِحْلَةً

اس میں ایسے کہ ایک طرف نہ جکڑو گے۔ اور سے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے کہ

فَإِنْ طُبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَكُلُوهُ هُنَّ أَفْرَأُ ۖ وَلَا

پھر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑیں تم کو اپنی خوشی سے تو اس کو کھاؤ رجعت پختا حل اور مت

تَوْتُوا السُّفَهَاءَ ۚ أَمْوَالُكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

پھر اورو بے عقول کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے اللہ نے تمہارے گردن کا

قِيمًا ۚ وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ

سبب کہ اور ان کو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور کہو ان سے

قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا

بات معقول و فلت اور سداہتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح

النِّكَاحَ ۖ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ

کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالہ کردو ان کے

أَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ

مال ان کا اور کھا نہ جاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا

اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے ورنہ جو کوئی محتاج ہو

فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

تو کھاوے موافق دستور کے پھر جب ان کو حوالہ کرو ان کے مال

فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَّ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۖ لِلرِّجَالِ

تہ گواہ کرو اس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو مردوں کا بھی

منزل

لے حلال ہے اسے کھاؤ اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ صدقہ کی جمع ہے۔ صدقہ کے معنی میں مہر۔ خلعہ کے معنی فہیضہ کے ہیں اور یہ صدقہ سے مال واقع ہے۔ فحلتہ ای فہیضتہ قالہ ابن عباس و ابن زید و ابن جریر و قتادہ فان تصاہل علی الحالیۃ من الصدقات ای اعطوہن مہورہن حال کو نہا فہیضۃ من اللہ تعالیٰ لہن (روح ج ۱ ص ۱۹)۔ عن شئی موقوف حال میں واقع ہے اور عافیات کے معنی کو مستغن ہے۔ اور نفساً تمیز ہے جو طہن کی نسبت سے ابہام کا رفع کر رہی ہے اور ہدینہ معتمد اور مصدقہ ہضم ہونے والا۔ یہ دونوں الفاظ بطور مبالغہ وارد ہوئے ہیں مطلب یہ کہ اگر عورتیں بطیب خاطر ہر کچھ حصہ یا پورا مہر معاف کر دیں تو وہ تمہارے لئے حلال و طیب ہے اور اس کے کھانے میں تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں اور نہ گناہ ہے و ہذا مبادیۃ عن المبالغۃ فی الاباحتہ و ازالۃ التبعۃ (صدقہ ج ۱ ص ۱۹) کہ جو تمہارا حکم رعیت۔ (سن رشد سے پہلے یتیموں کو ان کا مال نہ دو۔ جب دو اس پر گواہ بناؤ۔ یہ حکم یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے سے متعلق ہے۔ یعنی جب تک یتیم کم عقل اور نابالغ ہوں اس وقت تک ان کے اموال ان کے حوالے نہ کرو۔ البتہ ان کی خوراک پوشاک وغیرہ کے اخراجات انہی کے مال سے اٹھاؤ اور یتیموں سے کہہ دو کہ تمہارا مال ہمارے پاس محفوظ ہے ہم اس کے بہن اور محافظ ہیں۔ جب تم بالغ ہو جاؤ گے اور اپنے نفع اور نقصان کو سمجھنے لگو گے تو تمہارا مال تمہارے حوالے کر دیا جائیگا۔ اور جب یتیمی سن رشد کو پہنچ جائیں اور تم ان کے اموال ان کے سپرد کرنے لگو تو وصولی پر گواہ بناؤ تاکہ تم پر یتیمت خیانت کا شبہ باقی نہ رہے اور ان کو اطمینان ہو جائے کہ تم نے ان کا مال ضائع نہیں کیا۔ اسل فادبوا اذا دونوں صدقہ میں معنی تم فاسل اور لاتا کھلو کی ضمیر سے حال میں ای لاتا کھلو ہا مسرفین و مبادرین (روح ج ۱ ص ۱۹) مدارک (ج ۱ ص ۱۹) اور ان یکبروا سے پہلے من مقدربے۔ یعنی یتیموں کا مال اس طرح مت کھاؤ کہ اسراف سے کام نہ لو اور ان کا سارا مال ہضم کر بیٹھی عرض سے جلدی جلدی اسے ختم کر ڈالو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑے ہو کر سن رشد کو پہنچ جائیں اور تمہیں ان کا مال ان کے حوالے کرنا پڑے۔ اس کے بعد جائز طریقہ سے مال یتیم سے فائدہ اٹھانے کی اجازت فرمادی۔

ومن كان غنيا فليستعفف. یعنی اگر یتیم کا ولی مالدار ہو تو وہ یتیم کے مال سے بالکلیہ اجتناب کرے نہ اس میں سے قرض لے اور نہ اس میں تجارت کرے ومن كان فقيرا فليأكل بالمعروف. اور اگر غنہ نہ ہو تو اسے اجازت ہے کہ جائز طریقہ سے استغناء کرے مثلاً اس میں قرض لے اور بوقت فراخی ادا کرے۔ یا مال یتیم میں تجارت کرے اور منافع سے جائز حصہ وصول کرے۔ یا اس کے مال کی حفاظت و اصلاح کی اجرت لے۔ والمعروف القرض ای يستقرض مال ليتيم

موضع قرآن فلی یعنی اگر جائز یتیم کی کو ہم نکاح کریں گے تو اس کا حق نہ ادا کر سکیں گے کیونکہ اس کا حق مانگنے والا نہیں تو اور عورتیں بہت ہیں کچھ کی نہیں۔ ایک مرد کو دو بھی تین بھی چار بھی روا ہیں۔ اس سے زیادہ جمع کرنی روا نہیں کیونکہ اتنے میں بھی انصاف کرنا مشکل ہے زیادہ میں کب ہو سکے گا۔ سو اس قدر بھی جب کر دے گا تو انصاف سے رہو گے نہیں تو ایک ہی بس ہے۔ یا اپنی نوٹدی کفایت ہے جس کی کئی عورتیں ہوں تو واجب ہے کھانے پہننے میں اور دینے لینے میں برابر

رکھے اور دات رہنے میں باری برابر مانگے۔ اگر نہ کر سکیا تو قیامت میں اس کا آدھا بدن گھسٹا چلے گا اور تفتید فرمایا کہ عورت کا مہر پورا خوشی سے ادا کرو۔ اگر وہ خوشی سے کچھ چھوڑ دے تو روا ہے۔ ف یعنی لڑکا کا حق ہے تو اس کا مال اس کے ہاتھ میں نہ دو اس کا خرچ اس میں جلاؤ جب بالغ ہو اور عقل پیدا کرے تب مال حوالے کر دو لیکن بات معقول کہو یعنی تسلی کرو کہ مال تمہارے ہمارا نہیں۔ ہم تیری خیر خواہی کرتے ہیں۔ ف یعنی یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ مگر اس کا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق درماہ لیوے اور جس وقت باپ مرے تو بچپایت کے رو پر و یتیم کا مال لکھ کر امانت دار کو سونپ دیں جب یتیم بالغ ہو تو اس کے موافق حوالے کرے جو خرچ ہو واہ مجھاوے اور اس وقت بھی شاہدوں کو دکھاوے۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی وصی یتیم اگر تو تمہارا مال یتیم چیسے نہ کرے۔ ۱۲۔

عن قتادة

[illegible]

میت کی اولاد میں لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی تو ان کے مابین نہ کر کے اس
 اگر میت کی اولاد میں لڑکا کوئی نہ ہو صرف لڑکیاں ہوں اور وہ بھی

موضع قرآن **ہا** کفر کی رسم میں عورت کو وارث نہ ملنے اب عورت کو
 کمر خست کر د اور بات معقول کہو یعنی جواب سخت نہ دو

فتح الرحمن **ہا** یعنی مردان و زنان ہر دو حصہ دار نہ از ہمال کہ با
 بوجہی وصیت کنند کہ اولاد حاضر نہ رسد وہاں مقدر راستہ

میت کی اولاد میں لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی تو ان کے مابین نہ کہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دو گنا حصہ ملے۔ یہ صورت لہذا کہ مثل حظ الانثیین میں مذکور ہے۔ دوسری صورت اگر میت کی اولاد میں لڑکا کوئی نہ ہو صرف لڑکیاں ہوں اور وہ بھی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو نہ کہ کے دو ثلث یعنی دو تہائی حصے پر ان کے ہوں گے۔ باقی دوسرے ورثاء میں تقسیم ہوگا فان ممکن فساکہ

موضع قرآن ۱۔ کفر کی رسم میں عورت کو وارث نہ مانتے اب عورت کو بھی میراث مٹھری ہے یعنی جس وقت میراث تقسیم ہوا اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچتا اور قرآنی میں یتیم یا محتاج ہیں تو کچھ کھلا کر رخصت کر دے اور بات محفل کہ جو بھی جواب سخت نہ دے اور اگر توقع زیادہ کریں تو حذر کرو۔ ۲۔ یعنی میت کے پیچھے اسکی اولاد کے حق میں تصور نہ کریں اپنے اوپر قیاس کریں کہ ماری اولاد پر جائے پیچھے تو کمزور کا کیسا ڈر ہوگا

فتح الرحمن ۱۔ یعنی مردان و زمان ہر دو حصہ دارند از ہر مال کہ باشد کم بود یا بسیار دریں رواست برابر جاہلیت کہ زمان را حصہ نمی دادند ۱۲۔ ۳۔ یعنی خوشان غیر وارث ۱۳۔ ۴۔ یعنی آنانکہ اولاد داشته باشند بوجہی وصیت کنند کہ اولاد اضر نہ رسد و این مقدار است در شرع بیستم حصہ مال یا کم از ان ۱۴۔ ۵۔ حکم دو دختران تیز ثلثان است۔ واللہ اعلم ۱۵۔

حق میں وصیت کا حکم تھا اس کے بعد آیت میراث سے تمام وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے گئے اور پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ والدین اور بیٹوں میں سے کون تمہارے لئے ذبیہ یا آخری نفع کا باعث ہے کبھی باپ کی طرف سے ایسا ذبیہ یا آخری نفع حاصل ہو جاتا ہے جو بیٹے کی طرف سے نہیں ہوتا اور کبھی بالکس۔ اس لئے ہم نے نفس میراث میں سب کو برابر کر دیا ہے اور سب کے حصے مقرر کر دیئے ہیں (من این کثیر ج ۱ ص ۵۴)۔ پہلی چھ صورتیں ذوی الفروض نسب کی تھیں اب آگے ذوی الفروض سببیہ یعنی خاوند بیوی کے حصوں کا بیان ہے۔ ساتویں صورت اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو نصف (½) ملیگا۔ باقی دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ آٹھویں صورت فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَكُلُّهُنَّ السَّوْبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ یعنی اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو نصف (½) ملیگا۔ باقی دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ آٹھویں صورت فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَكُلُّهُنَّ السَّوْبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ یعنی اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو نصف (½) ملیگا۔ باقی دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔

النساء ۴

۲۱۴

لن تنالوا

وَصِيَّةٌ تَوْصُونَ بِهَا أَوْ دِينَ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْمَرُ

وصیت کے جو تم کو مرو یا فرض کے و اور اگر وہ مرد کہ جس کی میراث ہے

كَلَّةٌ أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

بپ یا کچھ نہیں کھنا یا عورت ہو یا بی و اور اس پر ایک بھائی یا بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کا

السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ

بھٹا حصہ ہے شہ اور اگر زیادہ ہوں اس سے سب شریک ہیں

فِي الثَّلَاثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دِينَ لَا غَيْرَ

ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا فرض کے جب اور میں کا

مُضَارَّةٍ وَصِيَّةٍ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ١٢ تِلْكَ

نقصان نہ کیا ہو یہ حکم ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جانتے والا مہربان و مہربان یہ حدیں

حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی حکم پر طاعت اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گی جنتوں میں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ

جن کے لئے بہت ہی ہے ہمیشہ رہیں گے ان میں شہ اور یہی ہے بڑی مرد

الْعَظِيمُ ١٣ مَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ

مندی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جائے اسی حدوں سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ١٤

ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب کا عذاب ہے

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا

اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ

عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَا مَسْكُوهَتٌ

ان پر چار مرد اپنوں میں سے چلے پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو

مسئلہ ۱

نوس صورت دیکھئے التَّبْعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ اور اگر خاوند فوت ہو جائے اور کوئی اولاد نہ چھوڑے تو بیوی کو ترکہ کا چوتھا حصہ ملیگا۔ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو وہی چوتھا حصہ ان میں مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔ دسویں صورت فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ اور اگر میت کے اولاد نہ ہو تو وہ موجودہ بیوی سے یا سابقہ سے تو بیوی خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں وہ ترکہ کا آٹھواں حصہ (⅙) پائیں گی۔ شہ گیارہویں اور بارہویں صورت۔ کَلَّةٌ لنت میں اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جس کے اصول اور فروع میں کوئی مذکر موجود نہ ہو اور اصطلاح شرع میں اس میں یا ضافہ کیا گیا ہے کہ اس کے بڑے بھی نہ ہو جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہے کہ اس کے بڑے بھی نہ ہو۔ الکَلَّةُ من لم يترك ولدا ولا والدًا (ابن جریر ج ۱ ص ۵۴)۔ مسلم بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اس پر تفسیر کا اجماع ہے اجمعوا ان الکَلَّةُ الذی لیس له ولد ولا والد (ایضاً) اس صورت

موضع قرآن یہاں تک مرد عورت کی میراث فرمائی عورت کے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں۔ اور اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس سلاح یا زبور یا جوی یا بالغ باقی عورت کا میراث سے جدا ہے فرض میں داخل ہے۔ و یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی سوا باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب بھائی بہن کو پیچھے۔ بھائی بہن میں طرح کے ہیں سب جو ماں باپ میں شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا خیاں جو ماں میں شریک ہیں۔ یہ میراث ان تیسروں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی ان میں مرد عورت کو برابر۔ اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثال اولاد کے ہیں جب باپ بیٹا نہ رہا ہو۔ پہلے سگے وہ نہ ہوں تو سوتیلے اس صورت کے آخر ان کی میراث ہے۔ اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے جب وروں کا نقصان نہ کیا۔ نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ ہے کہ

میراث سے مراد ہے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں۔ اور اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس سلاح یا زبور یا جوی یا بالغ باقی عورت کا میراث سے جدا ہے فرض میں داخل ہے۔ و یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی سوا باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب بھائی بہن کو پیچھے۔ بھائی بہن میں طرح کے ہیں سب جو ماں باپ میں شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا خیاں جو ماں میں شریک ہیں۔ یہ میراث ان تیسروں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی ان میں مرد عورت کو برابر۔ اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثال اولاد کے ہیں جب باپ بیٹا نہ رہا ہو۔ پہلے سگے وہ نہ ہوں تو سوتیلے اس صورت کے آخر ان کی میراث ہے۔ اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے جب وروں کا نقصان نہ کیا۔ نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ ہے کہ

میراث سے مراد ہے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں۔ اور اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس سلاح یا زبور یا جوی یا بالغ باقی عورت کا میراث سے جدا ہے فرض میں داخل ہے۔ و یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی سوا باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب بھائی بہن کو پیچھے۔ بھائی بہن میں طرح کے ہیں سب جو ماں باپ میں شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا خیاں جو ماں میں شریک ہیں۔ یہ میراث ان تیسروں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی ان میں مرد عورت کو برابر۔ اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثال اولاد کے ہیں جب باپ بیٹا نہ رہا ہو۔ پہلے سگے وہ نہ ہوں تو سوتیلے اس صورت کے آخر ان کی میراث ہے۔ اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے جب وروں کا نقصان نہ کیا۔ نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ ہے کہ

مال کی تہائی سے زیادہ دوا مرے وہ تہائی تک جاری ہے زیادہ نہیں۔ دوسرا یہ کہ جس کو میراث کا حصہ ملیگا اس کو اپنی طرف سے رعایت کر کر زیادہ کچھ دوا مرے۔ وہ مختبر نہیں اگر سب راضی ہوں تو یہ دونوں وصیتیں قبول رکھیں نہیں تو نہ رکھیں۔ اور یہ پانچ میراثیں جو فرمائیں یہ حصہ داروں کی ہیں اور ان کے سوا اور قسم کے وارث ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں ان کو حصہ نہیں اگر عصبہ ہو اور حصہ دار نہ ہو تو سب مال عصبہ لیوے اور جو دونوں ہوں تو حصہ داروں سے جو پیچھے وہ عصبہ ہوئے اور جو پیچھے نہ لیوے اور عصبہ اصل تو وہ کہ مرد و عورت نہ ہو اور عورت کا واسطہ نہ رکھے اس کے چار درجے ہیں۔ اول درجے میں بیٹا اور پوتا ہے۔ دوسرے درجے میں باپ اور دادا۔ تیسرے درجے میں بھائی اور بھتیجا چوتھے درجے میں چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا ایک درجے میں اگر کسی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی پھر سوتیلے سے سگابائی اولاد اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہے وروں میں نہیں اگر دونوں قسم کے وارث نہ ہوں تو تیسری قسم میں ذوالرحم یعنی ایسی قرابت والے جس میں واسطہ عورت کا ہے اور حصہ دار نہیں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور داموں خالہ بھی اور ان کی اولاد ان کا حساب بھی عصبہ کا ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۲۰ کمال اہانت کہ پدر و فرزند دار ۱۲۰ ص ۱۲۰ یعنی وصیتی کہ زیادہ از ثلث باشد اعتبار ندارد ۱۲۰۔

النساء

214

لن تبالعاهم

اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں سے کو تم

عورتوں کو زبردستی **حلقہ** اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے یوں نہ کہ

اپنا دیا ہوا۔ مگر کہ وہ کہیں بے حیائی صریح۔

اور گدراں کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح بھرا کر وہ تم کو نہ بھاویں

نوشاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت

خوبی و اور اگر بدلتا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری

عورت کو اور دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو

اس میں سے کچھ مکھا لیا جاتے ہو اس کو ناحق اور صریح

گناہ سے اور کیونکر اس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے

تم میں کا ایک دوسرے تک اور اے چکیں وہ عورتیں تم سے عہد

پختہ ملاقہ اور نکاح میں نہ لادو جن عورتوں کو نکاح میں لائے اہل

مستور

منہیں ملا کرتیں۔ ہاں اگر وہ راضی ہوں تو ان سے نکاح کر لو، زمانہ

مُسَوِّیوں کی بیویوں کو بھی اپنی وراثت سمجھتے تھے اور اگر وہ کسی سے

لو خود اس سے نکاح کر لیتے ورنہ اسے مجبور رطے اور اس کے

اور استیں مال ملا کر ماہے غور میں نہیں ملا کریں۔ ہاں اگر کوئی غور

۱۱ آیت : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُخَذْتُکَ مُوَدًّا وَ اَتُخَذْتُکَ عَدُوًّا

سے سے بعض دفعہ ورثہ ہسودہ کو اس شرط پر دوسری جگہ نکاح

واپس کر دے یا اپنا تھرواپس دیدے تو اس سے منع فرمایا یا خطاب

حسن سلوک سے پیش آتے تھے بلکہ ان کو تنگ کرتے تھے تاکہ وہ

عَمَّ نَارِيں فرمایا اور سن معاشرت کا حکم دیا وہ ان اَدَدِ شَمِّ

[illegible]

منہر بے سبک لہو تازہ آواز دشنہ (دوتا مہر) کے معنی اسکے اعلیٰ

وَأَشْهَدُ. اور افضے بعضکم الی بعض جماع سے کنائے

فقہ ۲) اس لئے اگر خلوت صحیحہ کے بعد طلاق ہو جائے اگرچہ جماع

۱۵ نواں حکم رعیت اور عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن حسب

تکاح سے کہ عاجز ہو کر جو کچھ میت نے دیا تھا

والا اس کا مالک نہیں۔

میں نے ان کو جو کچھ
کہا وہ سب مان لیا
اور ان کو جو کچھ
کہا وہ سب مان لیا
اور ان کو جو کچھ
کہا وہ سب مان لیا

بسم الله الرحمن الرحيم

منزل ۱

۱۱۔ اس آیت میں دو حکم ہیں میت مرد جاوے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی محنت ہے میت کے بھائیوں کو زور آوری سے اپنے نکاح میں لینا نہیں پہنچتا اور نہ ان کو روکنا پہنچتا۔

ساتھ بچھڑ جاتی ہو بدحوئی نہ چاہیے۔ **ف** یعنی مرد و عورت تک پہنچا تو اس کا نام نہ لارام ہو اب بغیر اس کے چھوڑے نہیں بھجوتے اور بھید کا رکھنا ایسا ہی کہ ہم سر سے عورت مرد کے جیسے یا ای والے اس کا مالک نہیں۔

فتح الرحمن و- یعنی ایجاب و قبول بحضرت مشهور در میان آمد- ۱۲-

اس سے متعلق ممانعت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ منہ کی غرض و غایت وقتی یا چند روزہ تمتع اور قصاصِ شہوت کے سوا کچھ نہیں و فیہ اشارۃ الی النہی عن کون القصد مجرد قضاء الشهوة و صـ الماء و استغراقاً وسیعاً المنی فبطلت الممتنع بهذا القید لان مقصود الممتنع لیس إلا ذاک (روح ج ۵ ص ۵۷) اور یہ بھی یاد رکھو جس عورت سے نکاح کرو خواہ آزاد ہو یا لونڈی اس کو تمہر ضرور دینا ہو و لا جناح علیکم فیما تراءیتنم کو یہ من بعد نفی قصۃ ہاں اگر تم ہر مقرر ہو چکے کے بعد عورتیں پناہ اور امہریاں اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے اس میں تم پر کوئی حرج نہیں لگے جو لوگ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ لونڈیوں سے نکاح کر لیں لیکن لونڈی سے نکاح کرنے کے لئے اس کے مالک کی اجازت شرط ہے۔ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ جس میں آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو اس کے لئے لونڈی سے نکاح جائز نہیں جیسا کہ مفہوم شرط کا تقاضا ہے اور اہل حجاز کہتے ہیں کہ غیر متطہع کے لئے کتابیہ لونڈی موضح قرآن۔ مگر جو ہو چکا یعنی کف میں اس کا پرہیز نہ کرتے تھے سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا۔ اب آگے پرہیز چاہیے۔

سے نکاح جائز نہیں کیونکہ ختیانہ کے بعد المومنات کی قید موجود ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لونڈی خواہ مومنہ ہو خواہ کتا بیر سے بہر صورت نکاح جائز ہے۔ جو سے نکاح کی استطاعت ہو یا نہ ہو کیونکہ فاتکھو امطاب لکھتے ہیں البتہ اور و احل لکم مما ورائکم دونوں مطلق ہیں جو نکاح ان کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور تخصیص و تنقید کے لئے دلیل کی ضرورت ہے باقی رہا مفہوم شرط اور مفہوم صفت تو وہ امام کے نزدیک حجت نہیں ہے مگر تفرد فی الاموال **۱۱** یہاں ان شادی شدہ لونڈیوں کی سزا بیان کی گئی ہے جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے۔ کنواری آزاد عورت کیلئے زنا کی حد کو کوٹے سے جیسا کہ سورہ نور میں مذکور ہے اور لونڈی کیلئے اس کا نصف یعنی پچاس کوٹے ہے ذیلک یسن خشی العتت منکم الخ عت سے مراد زنا ہے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہوا لولا لاندہ سبب الہلاک (ملاک ج اصل) یعنی آزاد عورتوں کی استطاعت نہ ہو سکتی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی ہے تاکہ تم گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ لیکن اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھو گے اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرو اور نکاح کی استطاعت کا انتظار کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس سے تمہاری اولاد اپنی ماں کے تابع ہوگی اور غلام ہوگی اس لونڈی کا مالک تمہاری اولاد کو فروخت کرنے کا مجاز ہوگا۔ **۱۲** لیسے لکم و یحدیکم الخ نکاح سے سات تا نئے حرام فرمائے ایک ماں اس میں داخل ہے مافی اور وادی یعنی جو عورت اس شخص کی جڑ ہے۔ دوسری بیٹی اس میں داخل ہے نواسی اور پوتی یعنی جو اسکی شاخ سے تیری بہن چوتھی بھتیجی یا پانچویں بھانجی یعنی جو اس کے ماں باپ میں ملتی ہے چھٹی بھوپھی اور سائویں خالہ یعنی جو ماں باپ سے اور پوتی ہیں بشرطیکہ سواوسط ملتی ہو اور جو واسطے سے ملے وہ حلال ہے جیسے بھوپھی کی بیٹی اور دودھ کے دو نئے فرمائے ماں اور بہن انشاف ہے کہ ساتوں نائے اس میں بھی حرام ہیں اور سسرال کے چار نائے فرمائے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد محبت بھی ہوگی مواد جڑ نقطہ نکاح سے حرام ہے دودھ سے بھی یہ چار نائے حرام ہوں لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں پئے۔ بڑی عمر میں پینا معتبر نہیں اس جگہ تا تا سکا اور سونبلا اور اختیانی سب برابر ہے اور دودھ میں بھی سونبلا نا معتبر ہے اور بعد کے منع فرمایا جمع کرنا دودھ پل کا اس اشارت سے معلوم ہوگا سائوں نائوں کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے نائوں میں جمع کرنا حرام نہیں آخر کو حرام فرمائی نکاح بندھی عت یعنی ایک کے نکاح میں ہے تو کسی کو اس کا نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاوے اس کی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ وہ عورت قید میں آئی جبکہ وہ بچی اسکو حلال ہے اگر دودھ کا نانا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اسکی محبت حرام ہے مگر ملک میں اگرے اور یہ فرمایا کہ عورتیں تمہاری بیویوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں یعنی لے پالک کو بیٹا نہ جانو کسی حکم میں وہ بیٹا نہیں ہے یعنی جو عورتیں حرام فرمادیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آئے دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر متیبہ یہ کہ قید میں لانے کی طرح ہوسکتی نکالنے کی نہ ہو یعنی ہمیشہ کو وہ عورت اس مرد کی ہو جائے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوئے یعنی مدت کا ذکر نہ آئے کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعلق حرام ٹھہرے چوتھی شرط سورہ ماہ میں فرمادی اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں

اسلامی مسائل کا خلاصہ
اور جو نکاح میں ملتی
ہیں وہ تمام عورتیں
ان کو نہیں دینا ہوتا
مگر منقذ کی لکھی
اور اشارہ ہے

والحصنت ۵

وَالْحُصْنُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
اور خاوند دانی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ
كُتِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مِمَّا وَّرَاءَ ذَلِكَ
حکم ہوا اللہ کا تم پر اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ
تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا
طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ سستی نکالنے کو نہ پھر جس
اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً
کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے
وَأَجْنَحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ
اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ تمہارا وہم دونوں آپس کی رضائے مستر
الْفَرِيضَةُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۲۱ وَمَنْ لَمْ
لے پیچھے نہ بیشک اللہ ہے خبردار حکمت والا اور جو کوئی نہ
يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
رکھے تم میں مقدور اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیان مسلمان
فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ
تو نکاح کر لے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوهُنَّ
اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمان تم آپس میں ایک ہو
بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کے مہر موافق دستور کے
مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَفِّحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا
قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں ہوں پھر جب

منزل ۱

اگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہ ہو یعنی لوگ نہ ہوں کم سے کم دو مرد یا ایک مرد و عورت پھر فرمایا کہ جو کام میں آئی اسکا مہر لودا دینا پڑا یعنی کام میں آئی یعنی محبت ہوئی یا غفلت ہوئی۔ اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو ادا ہونے سے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جائے تو سب مہر اڑ گیا پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھادیں یا گھٹادیں وہ بھی معتبر ہے۔

فتح الرحمن یعنی اگر زنی را زار دار الحرب اسیر کردہ اند نکاح و تسری او صحیح بود مگر چند آنجا زوج داشتہ باشد ۱۲ یعنی نکاح صحیح است کہ با مہر یا شدہ و لم یشدہ باشد بحج ظاہر زیرا کہ چر حاجت جامع ہمیشہ است احسان بدون عقد مؤبد حاصل نشود ۱۳ یعنی بجماع تمام مہر لازم می شود ۱۴ اسکے معنی بعد سمت رکودن اگر ہنرمندی زیادہ یا کم کہ سید باک نیست ۱۵ یعنی کثیر کان نیز نبات آدم اند ۱۶ مہر خیم گوید فاروق در نکاح و آنجا اخدان شرط نشود است و در احسان و سفاح مؤبد بدون عقد بحج ظاہر واللہ اعلم ۱۲

دعید وارد ہو یا سرگناہ اپنے ماتحت کے اعتبار سے کبیر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کبائر سے پہلے انواع کفر و شرک مراد ہیں حملوا قولہ تعالیٰ کباثۃ تھون عنہ علی انواع الشرک والکفر (بخروج ۶ ص ۲۲۱) یعنی اگر تم کفر و شرک کی تمام انواع سے اجتناب کرو گے تو باقی گناہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عفو کر دیگا مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔

یار ہواں حکم رعیت جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو (یہاں تفصیل سے میراث کے حصوں میں تفصیل مراد ہے بقرنیہ بدرجہا البصیرۃ قیما کتسبوا الخ و شمار کے حصے کم و بیش مقرر کئے گئے ہیں کسی کا حصہ زیادہ ہے اور کسی کا کم اس لئے حکم دیا گیا کہ کسی کا حق ماریں اور اس کے حصہ میں کمی کرنا تو درکنار یہ تو میراث کا علم ہے تو اپنے حصہ سے زیادہ لینے کی خواہش بھی نہ کرو۔ پہلے فرمایا کہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ اب فرمایا کہ باطل طریقے سے مال کھانے کا خیال بھی دل میں مت لاؤ و ذلک جعلنا مآویٰ مستأثرات الذوالکدان والذکر ذون ہر انسان کے اپنے اپنے وارث ہوتے ہیں اس لئے ہر ایک کو میراث میں صرف اپنا حصہ ہی لینا چاہیے اور دوسرے کا حق لینے کی تمنا اور آمد و نہیں کرنی چاہیے بین نعلالی ان لکل انسان ورثۃ و مولیٰ فلیستعم کل واحد بما قسم اللہ لہ من المایات ولا یتمن مال غیرہ (ذخیرۃ ج ۵ ص ۱۰۱) بعض مفسرین کا قول ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے مولات کا عقد کر لیتا تھا اور ان میں یہ بات طے پاتی تھی کہ ایک سے لڑائی دوسرے سے لڑائی اور ایک سے صلح دوسرے سے صلح ہوتی اور دونوں ایک دوسرے کا نادان اور کرس گے اور دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس طرح مولی مولات کو میراث سے چھٹا حصہ ملتا تھا انہذا اسلام میں بھی اس پر عمل کرنے کا حکم بحال رہا چنانچہ وَاذَرَجْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاَنفُکُوْهُنَّ فَاَصِیْبُھُمْ فِیْہِیْ حُکْمٌ مِّنْکُمْ ہے پھر یہ حکم اسی آیت کے پہلے حصہ یعنی و ذلک جعلنا مآویٰ اور دوسری آیات میراث سے منسوخ ہو گیا (من البکیر وغیرہ) لیکن حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے

- ୫୪ -

[illegible]

درمیان جوانوت (بھائی چارہ) قائم کی گئی اسکی وجہ سے ہر مہاجر اپنے انسانی بھائی کا وارث بننا تھا اور انصاری کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے جب یہ آیت **وَدَعْ حَبِلَ صَوْرَتِي نَزَلَ مَوِي تَوَدَّ** **موضح قرآن** فرمایا کہ جس کو مندر و نہ مو آزاد عورت نکاح کر لیا اور صبر میں ڈرتا ہو کہ مجھ سے حرام ہو جائے تو رولہے کہ کسی کی لونڈی نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی بیاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شامل لازم ہوئے اگر جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اس کو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں اور ان پر جو آدمی مار فرمائی یعنی آزاد ہو دیا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر نہ کرے تو سگسار ہوئے اور بغیر نکاح کے نہ کرے تو سو کوڑے سے سو فرمایا کہ لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی نہ لڑائی حد چھپاس کوڑے میں زیادہ نہیں یہی حکم ہے غلام کا کاف یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑائے ہرے کام پر اور شرع پر عقیدہ نہ ہوئے وہ یعنی شرع میں کسی چیز کی نیکی نہیں کہ کوئی حلال چھوڑے اور حرام کو دوڑے۔

والمحصنة ٥

انْفِقُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فِي الصَّالِحَاتِ فَيَنْتَ حِفْظُ

خرچ کے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں سوا بعد انہیں تنگیانی کرتی ہیں

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالَّتِي تَخَافُ نُشُوزَهُنَّ

پہنچنے اللہ کی حفاظت سے وہ عہ اور جن کی بدخونی کا ڈر ہو تم کو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ

توان کو سبھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو

فَاِنْ اطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ

پھر اگر کہا میں تمہارا تو مت تلاطم کرو ان پر راہ الزام کی وہ بے شک اللہ

كَانَ عَلَيَّا كَبِيْرًا ۝۳۴ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا

ہے سب سے اوپر بڑا ۳۴ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اٰهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ اٰهْلِهَا اِنْ

تو کھڑا کرو ایک منصف مردوں والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے ۳۵ اگر

يُرِيْدَا اَصْلَاحًا يَوْفِقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

یہ دونوں تمہاری گے کر صبح کرادیں تو اللہ موافقت کر دیگا ان دونوں میں بے شک اللہ سب کچھ

عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ وَاَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْهُ شَيْْئًا

جانتے والا خبردار ہے اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّيْذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۳۶ اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور

السَّكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ

افقیروں اور یتیموں و یتیم اور یتیم اور

الصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ

پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام

منزل ۱

نشوزہن عصیانہن و نزعہن عن طاعتہن و ازواج (مدارج ۱ ص ۱۴۱) یعنی جو عورتیں خاوند کی اطاعت نہ کریں اور بدخونی کا اظہار کریں تو ان کو نصیحت کرو اور خدا کا خوف دلاؤ و اھجر وھن فی
المنصاح جمع اگر زبانی وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہو تو ان سے مباشرت اور ہمبستری ترک کر دو دست اید اس طرح وہ نافرمانی اور بدخونی سے باز آجائیں و اضربوھن اگر اس سے بھی وہ متاثر نہ ہوں اور بدستور
اپنی شرارت و عصیان کو جاری رکھیں تو بطور مزا ان کو مارو مگر اس قدر نہ مارو کہ ظلم کی حد کو پہنچ جاؤ اور ان کو زخمی نہ کرو یا ان کا کوئی عضو توڑ ڈالو فوات اطاعتکم فلا تبغوا علیھن سبیل لیکن اگر وہ تمہاری طاعت
کریں اور تمہارے حقوق بجالائیں تو ان سے کسی قسم کا تلوم نہ کرو، ان کی حق تلفی نہ کرو اور انہیں ایذا نہ دو ۳۴ چودھواں حکم رعیت: اگر غلام نہ بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرو، اگر
خاوند بیوی کے درمیان اختلاف شقاق و مخالفت کی حد تک پہنچ جائے اور وعظ و نصیحت اس جان اور ماریٹ کے بعد بھی ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے درمیان
اصلاح کی کوشش کریں اس طرح کہ دونوں کے رشتہ داروں سے ایک

ایک سمجھدار اور معاملہ فہم آدمی منتخب کرے ان کو زوجین کے درمیان
اصلاح پر مقرر کریں اِنْ یُؤْیِذَا اَصْلَاحًا یَوْفِقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔

یورپیوں سے دونوں حکم مراد ہیں اور بینہما کی ضمیر زوجین کی طرف
راجع ہے یعنی اگر وہ دونوں حکم نیک جتنی سے خاوند بیوی کے درمیان اصلاح
کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الفت و محبت ڈالے گا
اور ان کے درمیان موافقت کرے گا راجح ان قصد اصلاح ذات

البین و کانت بینہما صحیحۃ و قلوبہما ناصحتہ لوجہ اللہ
تعالیٰ (یوفی اللہ بینہما) یوقع بین الزوجین الموافقة والالفة
پیدا ہو جائے تو اللہ فی تقویٰ و السوء و الرافعة (یواسودہ ۳ ص ۳۲) یہاں تک
کان کے درمیان صلح
رعیت کے لئے جو وہ امور انتظامیہ یا بالفاظ دیگر احکام رعیت مذکور ہوئے
کی کوشش کریں گے

اعبدوا اللہ صرف خدا کے واحد کی عبادت بجا لاؤ صرف اسے ہی پکارو قال
ابن عباس المعنی وحدہ (کبریٰ ۳ ص ۳۲) ولا تشیر کوایہ شیشا
اور اس کی عبادت اور پکار میں اس کی کسی مخلوق کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ
بیان ہو چکے ہیں جن کا
سیغیروں اور دیوں کو نہ فرشتوں اور جنوں کو۔ اس کے بعد باری تعالیٰ نے
احسان سے لیکر و کانت اللہ علیہا تک چار چیزیں بیان کی گئی
ہیں (والدین) دوسرے رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں، یتیموں، مساکین اور
غلاموں اور دیگر مستحقین پر احسان کرو جس سلوک سے پیش آؤ اور ان

کی مالی اصلاح کرو و الجار ذی القربى وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر
کے بعد اصل مسکن
سے متصل ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو و الجار الجنب جس کا گھر
تم سے غلافاً اصل پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس مجاہد
و عکرمہ و الضحاک وقتا قد و ان نریذ و صقات فی الحرب
علم نہ کرو اور اللہ کی
ہو الجار القریب النیب و الجار الجنب ہو الجار الاجنبی
لا قرابت و بینہ (مجمع ۳ ص ۳۲) و الجار ذی القربى
قبل ہو الذی قرب جوارہ و الجار الجنب ہو الذی بعد جوارہ
دکبریٰ ۳ ص ۳۲) اور صاحب الجنب سے مراد رفیق سفر و طلب علم
تجارت وغیرہ میں ہے یا بیوی مراد ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کے عموم
میں دونوں داخل ہوں و قد تمت اول الایۃ الجمیعہ بالعموم

۱۲
۱۳
۱۴

(قرطبی ج ۵ ص ۱۸۹) و الذین یبخلون سے عذاباً تمہینا تک ان لوگوں کیلئے تنزیل ہے جو مذکورہ بالا مصارف میں خرچ نہیں کرتے یہاں اعتدنا بالکفرین سے معلوم ہوا کہ نخل سے نخل کا درجہ
کامل مراد ہے یعنی وہ اللہ کی راہ میں خرچ بھی نہ کریں اور اللہ پر ایمان بھی نہ لائیں۔ (۳) و الذین یمنعون اموالہم سے فساد قرینا تک بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ صحیحہ مصارف میں مال خرچ نہیں کرتے اور
اگر کرتے بھی ہیں تو محض دنیا کاری اور نام و نمود کیلئے کرتے ہیں، خوف خدا یا ثواب آخرت کی وجہ سے نہیں کرتے دراصل خدا اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے شیطان ان کا ساتھی اور ہمراہ ہے جو انہیں گمراہ کر رہا ہے۔
موضع قرار یعنی اللہ کے مرد کا درجہ اوپر بنا یا تو عورت کو حکم بڑا ہی چاہیے اور اگر ایک عورت بڑی کرے تو مرد پہلے دسے سمجھاوے دوسرے دسے دسے لیکن اسی گھر میں پھر آخر دسے دسے
بھی لیکن نہ ایسا کہ حرب پہنچے پھر اگر صلح ہو جائے تو کریدہ کرے تفصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تفصیر کی ایک حد ہے۔ مارنا آخر کا درجہ ہے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید کہ درین آیت بیان فرمودہ کہ مرد فرمان رواست بسبب فضل جنسی و بسبب اتفاق وزن صالح کی ست کہ فرمان برداری کند و حفظ مال نماید اللہ اعلم ۱۲ یعنی حیلہ ابتداء و ان تجسس مکئید ۱۲۔

(۴) وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ سَكَتَ اللَّهُ بِرَبِّهِمْ عَلَيْهِمْ تَكُنَّ لَكُمْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ان لوگوں کیلئے نجر اور تخیل انہوی سے اگر یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لے آتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنے تو اس میں ان کا کیا نقصان تھا۔ یہاں بھی درجہ کامل مراد ہے یعنی خرچ نہ کریں اور اعتقاد بھی نہ رکھیں مراد مشرکین ہیں نہ کہ یہاں احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اب وقت ہے مال خرچ کر لو۔ اب احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرنے کا اجر و ثواب آخرت میں کئی گنا ملے گا اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے مت جانے دو کہ یہ ماقبل کی تخیل کا ناکمل ہے یعنی جب قیامت کے دن گذشتہ امتوں کے منکرین کے خلاف ان کے انبیاء علیہم السلام گواہی دے رہے ہوں گے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے زمانہ کے ان مشرکین و کفار کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا۔ اس وقت ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی اور شدت ہول اور خوف عذاب کی وجہ سے وہ خواہش کریں گے کہ زمین میں سما جائیں جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے کیف یكون حالهم اذا جئنا يوم القيمة من كل امم و طائفة من الطوائف بشهيد عليهم بما كانوا يعملون

النساء ۴

۳۳۳

والحصص ۵

أَيُّهَا أَتَمُّ رِثَانِ اللَّهِ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُحْتَالًا فَخُورًا (۳۶)

باندہوں کے ساتھ بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترائے والا بڑائی کرنے والا

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور

يَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاعْتَدْنَا

پھپھاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا (۳۷) وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

کافروں کے لئے عذاب ذلت کا اور وہ لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ

لوگوں کو دکھانے کو اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۚ وَمَا ذَا

اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو وہ بہت برا ساتھی ہے اور کیا

عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا

نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے

رِزْقِهِمْ ۗ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ يُهْمُ عَلَيْهِمْ (۳۸) إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

دیئے ہوئے میں سے اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے۔ بیشک اللہ حق نہیں رکھتا

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يَّضْعِفْهَا وَيُؤْتِ

کسی کا ایک ذرہ برابر ملے اور اگر نیکی ہو تو اس کو دنا کر دیتا ہے اور دینا ہے

مِنْ لَدُنْهِ أَجْرًا عَظِيمًا (۳۹) فَكَيْفَ إِذَا جِئْتُمْ مِنْ كُلِّ

اپنے پاس سے بڑا ثواب و پھر کیا حال ہوگا جب بلاؤں گے ہم ہر امت

أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (۴۰) يَوْمَئِذٍ

میں سے احوال کہنے والا اللہ اور بلا دیں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا اس دن

مازل ۱

فنا والحقا تذكروا حق العمل وهو نبيهم روح ۵ ص ۳۱

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ شہید استعمال ہوا ہے جس سے

اہل بدعت آپ کے ہر مہمتی کیساتھ حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں

مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ شہید کے معنی یہاں رقیب اور نگہبان کے

ہیں اور پھر یہ نگہبانی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے مخصوص ہے

جیسا کہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۶۹ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت

کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائیگا تو میں اللہ تعالیٰ

سے عرض کروں گا یہ تو میرے امتی ہیں اس پر مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کے

بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں ہے۔

فاقر کما قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيدا ما دمت

فيهم فلما توفيتني كنت انت الوقيب عليهم (میں اس کے جواب

میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں

ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھایا تو وہی آنکھیں کھلیں

تھا، اس لئے اس آیت سے آپ کے ہر زمانہ میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر

استدلال درست نہیں لفظ شہید کی پوری بحث سہ ماہی ج ۱ ص ۱۳۱

میں آیت وَيَكُونُ التَّوَسُّلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت گذر چکی ہے

۳۷ یہاں کافروں اور منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے جس کی طرف پہلے

اشارہ کیا گیا تھا استئناف بلیات حالہم التي اشیر الی شد قہاد

نظا اعتقاد روح ۵ ص ۳۳۲ کو تفسیری میں تو مصدر یہ ہے اور

جملہ تبادیل مفعول کا مفعول ہے۔ لو مصدر، یتراحمی وودون ان

یدفوا و تسمى الامراض ملتصقة بمرهم روح ۵ ص ۳۳۲ یہ امر

مصلح ہے جو وہ امور انظامیہ برائے رعیت بیان کر کے فرمایا صرف ایک اللہ

کی عبادت کرو و شرک سے بچو اس کے بعد احسان کرنے اور ظلم سے بچنے

کی تلقین فرمائی اور جبر و تخیل کے ذریعے احسان و انفاق پر گامیاد اور

سب سے آخر میں امر مصلح یعنی نماز کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز احسان کرنے

ظلم حق تلفی سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد و معاون ہے نماز سے

دلوں میں الفت و محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے خصوصاً نماز باجماعت کی برکت

سے دلوں کی تمام کمزوریں صاف ہو جاتی ہیں اور آدمی اپنے بھائی بندوں

اور رشتہ داروں پر مادہ انعام و احسان ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام

کا ارشاد ہے سَوَادُ صُفُوفِكُمْ (ولیعنی الفت بین ذلویکم) مشکوٰۃ ص ۹۵ بحوالہ مسلم

کہنے اور صفیں سیجی رکھنے سے دلوں میں الفت پیدا ہوگی اسی طرح نماز کی پابندی سے نمازی کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مستقی بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے جب انسان نماز میں قیام کرتا ہے

موضع قرآن یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمایہ یعنی اقربا کی قرابت کا زیادہ حق ہے ہمایہ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں شریک ہو جیسے ایک

استاذ کے ساتھ یا ایک خاندان کے دو لوگ اور دوسرا یا اگر ان کے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تسخیر اور خود پسندی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا وک یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک

بر ہے ویسا ہی خلق کے دکھانے کو دینا اور قبول وہ ہے جو حق داروں کو دے جن کا مذکور اول ہوا اور خدا کے نعیت میں اور آخرت کی توفیق سے ہے۔ وک یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقصان کسی طرح نہیں

اور آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عرصہ پاتا ہے اس پر رسول خدا نے قسم کھائی ہے۔

مرآۃ الثالوث کلبان
یعنی ظلم نہ کرو، مشرک نہ
کر دو اور احسان کرو ۱۲

سزا دہی تخیل
انہوی ان لوگوں کے
جو مذکور بالا احکامات
میں مال خرچ کرنے کو
جائز نہیں سمجھتے ۱۲

سبھی یا خرچ کرنے
میں ممکن مفعول
دیا کاری، نماز اور
نامہ نمونہ ۱۳
ملا خرچ تخیل
انہوی ۱۲

ترغیب الی
الاحسان آج وقت

۱۲
تخیل انہوی

والمحصولات هـ

آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاویں

زمین کے واسطے اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات و اے ایمان والو

نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو سید یہاں تک کہ سمجھنے لگو

جو کہتے ہو فسط اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو گناہ

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا کوئی شخص تم میں

جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ کھلا تم کو پانی تو ارادہ کرو

صعید اطیبا فاسخو ابوجوهیم وایدیم طران

الله كان كفورا (٢٤) لم ير الى الدين و...

نَصِيحًا مِّنَ الْكُتُبِ لَشَدِيدُونَ الضَّلَالَةُ وَيُرِيدُونَ أَنْ

کتاب سے شکر خرید کرے ہیں مراوی اور چاہے ہیں

تم بھی ہمک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے

وَلَسَّوْكَفُ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٢٥﴾ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يَكْفُرُونَ

حمایہ اور اللہ کا فیصلہ مددگار ہے۔ جسے لوگ یہودی پھیرے ہیں۔

ملز

۱۔ عید النورین اوتو کا بیان ہے ۱۶۔

فتح الرحمن والعنق الزايشان نامی و نشانی نمائند ۱۲ مترجم گوید این حکم قبل از تحریر غیر بود و بعد از آن مستی بالکلیه حرام شد و الله اعلم ۱۲ مترجم گوید که خداوند موحل در روز یهود و نود و قباک ایشان آیات قرآن و الله اعلم ۱۲

فتح الرحمن والعنق الزمان نامی و نشانی نامه ۱۲ مترجم گوید این حکم قبل از تحریر مخفی بود و بعد از آن مستی بالکلیه در امشد و الله اعلم ۱۲ مترجم گوید که خدا عز و جل در روز یهود و نوح و قباک ایشان آیات فرستاد و الله اعلم ۱۲

کہ اگر وہ آخری پیغمبر کو مان لیتے تو ان کے لئے بہتر تھا کہ توہن کے معنی یستبدون کے ہیں اور مفعول کے بعد بالحدی محذوف ہے اور جملہ اتقوا کی ضمیر سے حال ہے۔ ومعنی یستبدون یستبدون فہو فی موضع نصب علی الخال وفي الکلام حذف تقدیر یستبدون الضلالتہ بالحدی قرطبی ج ۵ ص ۱۲۷) مِنَ الذِّقْنِ عَادُوں میں من بیان یہ ہے۔ اور یہ الذِّقْنِ اذْذُوْا اَنْصِبًا کا بیان ہے اور اَنْصِبًا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات مراد ہیں جو تورات میں مذکور تھیں یہودیوں کے مولوی ان میں تحریف کرتے تھے ان کی اسی تحریف کو پہلے اَنْصِبًا سے تعبیر فرمایا علماء یہودیہ نے ماننے والوں اور اپنے معتقدین سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے اور اپنی خواہشات کے مطابق تورات میں لفظی اور معنوی تحریفیں کیا کرتے تھے قال النجاشی المعنی یاخذون الرشا و یحرفون التوراة فالضلالة لہو هذا التحریف اسی اشتروھا بمال الرشا (روح ۳ ص ۱۲۷) یہ یہودی کی ایک دوسری شرارت کا بیان ہے منافقین یہود ان الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے یہ الفاظ وہ جہین ہیں اور ان میں ایک پہلو مدح کا ہے دوسرا ذم کا مدح کی صورت میں یہ اسمع فلان فلانا اذا سبہ سے ماخوذ ہے اور مطلب یہ ہے اسمع غیر

والمحضنت ۵ ۲۲۲

الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا ئبا لسنہم وطعننا فی الدین و
لو انہم قالوا اسمعنا واطعنا واسمع وانظرت لکان
خیرا لہم واقوم ولكن لعنہم اللہ بکفرہم فلا
یؤمنون الا قلیلا ۳۶ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب
امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان
نظیس وجوہا فذرہا علی اذبارہا ونلعنہم کما
لعنا اصحاب السبت وکان امر اللہ مفعولا ۳۷ لان
اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلك لمن
یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اشما عظیما ۳۸
اکثر الی الذین یزکون انفسہم بیل اللہ یرکی

منزل

فلان فلانا اذا سبہ سے ماخوذ ہے اور مطلب یہ ہے اسمع غیر
سمع مکروھا (مدارک ج ۱ ص ۱۲۷) یعنی خدا کرے آپ کوئی مکروہ
اور ناپسندیدہ بات نہ سننے پائیں اور ذم کی صورت میں اسکا منہ بک
یہ ہے خدا کرے کہ تم سے کونوں تک بھلائی کی کوئی آواز نہ پہنچے یعنی ایذا
تم بہرے ہو جاؤ ان الفاظ سے ان کی مراد دوسرے معنی ہوتے لیکن ظاہر یہ
کرتے کہ وہ پہلے معنی مراد لے رہے ہیں اسی طرح لفظ راعنا بھی ذم و جہنم
ہے ایک مضمون تو یہ ہے کہ گفتگو میں ہماری بھی رعایت فرمائیے اور ساری
طرف بھی توجہ دیجئے دوم یہ دعوت بمعنی حماقت سے اسم فاعل ہے اس
میں بھی وہ نیت بد سے دوسرے معنی مراد لیتے یا یہ کہ وہ زبان کو مود کر
لفظ راعنا کو اس طرح ادا کرتے کہ وہ راعینا بن جاتا جس کا مطلب ہے
ہمارا چرواہا۔ لیس حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ مصدر بمعنی اسم فاعل یعنی
کی ضمیر سے حال ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے موسم الفاظ استعمال
کرتے ہیں جن کا ایک پہلو صحیح ہوتا ہے لیکن اس میں ایک خفی پہلو شرک کا
بھی ہوتا ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے موسم شرک الفاظ
مسلمانوں میں رائج ہو جائیں جو آگے مل کر شرک کا ذریعہ بنیں جیسا چچ
لفظ راعنا کو انھوں نے اسی لئے منتخب کیا کہ اس میں اچھے معنی کیساتھ خفاں بات نہایت اہم
شرک مضمون کی بھی گنجائش ہے لہذا اس کے معنی میں کہ ہمارا خیال بھی جائے
اور ہماری طرف بھی توجہ دیجئے لیکن اسمیں آپ کو گنجائی اور حفاظت
کیلئے پکارتے کا پہلو بھی موجود ہے جیسا کہ صراح میں ہے مراعاة بجمہل شستن
یعنی بچائی کرنا ہوا سنر عام بجمہل شستن خواستن (یعنی بچھان بنانا) فی الملش
من استرجی الذنب فقد ظلم یعنی جس نے بھیڑیے کو روکنا چھان
بنایا اس نے ظلم کیا۔ اس طرح یہاں لیا کا دہی مضمون ہے جو سورہ آل عمران
۷۸ میں اس آیت کا ہے۔ وَانْ مِنْهُمْ نَفَرًا یَقُولُونَ اَنْتُمْ تَحْشَرُوْنَ
یا اکتب اللہ ویسیر مفسرین نے یا کو یقولون سے متعلق کیا ہے یعنی وہ
اپنی زبانوں کو حق سے باطل کی طرف پھیرتے ہیں اور اللہ کی کتابیں تحریف
کرتے ہیں اسی یقولون الستم عن الحق اسی میلوھا الی مافی قلوبہم
(قرطبی ج ۵ ص ۱۲۷) یا یہ کہ وہ اپنی زبانوں کو مافی الضمیر دل کی بات سے
پھیر کر اس کے خلاف کا اظہار کرنے میں شل دل میں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی تحقیر کا جذبہ موجزن ہے مگر زبان سے ایسے الفاظ ادا کرتے ہیں جن
سے تعظیم و توقیر کا پہلو بھی نکلتا ہے او یفتنون بالستم ما یضمر من الشتم الی ما یطہر وندمون التوقیر لفظا مدارک ج ۱ ص ۱۲۷) یہ اہل کتاب کو ایمان لانے اور توحید کو مان لینے کی ترغیب
موضع فت ران ف راعنا لفظ بولتے تھے اس کا بیان سورہ بقرہ میں ہوا اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے ماسم نے اس کے معنی میں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہنے کے نہ مانا یعنی لفظ کان سے سنا
دل سے نہ سنا اور حضرت کو خطاب کرتے تو کہتے من نہ مانا جو نام میں یہ دعائیک ہے تو ہمیشہ غالب ہے کوئی تجھ کو بری بات نہ مانا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرہ ہو جاؤ ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب
دیتے کہ اگر یہ شخص نبی ہو تو ہمارا خرب معلوم کرتا۔ دسی اللہ صاحب واضح کر دیات یعنی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ عذاب پاؤ صورت بدلی جائے جانور بن جاؤ ہفتے والوں کی طرح ان کا بیان ہے سورہ اعراف میں۔
فتیح الرحمن ۱۷ مترجم گویا بیچا نہیں سخن آنت کہ سب راجحان در کلام غلط گفتہ کسی نشنا سدا و اسمع غیر مسمع دو معنی دارد یکی آنکہ بشنودہا لکنک معظم و محترمی و کسی بالتوفیاف مرئی تو تواند گفت دیگر آنکہ بشنودہ
ما لیکہ محقری و کسی بالتوفیاف مرئی تو تواند گفت دیگر آنکہ بشنودہ

۳۷ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب
امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان
نظیس وجوہا فذرہا علی اذبارہا ونلعنہم کما
لعنا اصحاب السبت وکان امر اللہ مفعولا ۳۷ لان
اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلك لمن
یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اشما عظیما ۳۸
اکثر الی الذین یزکون انفسہم بیل اللہ یرکی

فتح الرحمن ۱ و۲ یعنی میگویند که بنی اسرائیل بزرگواران خداوند دایمان را عذاب نخواهد شد مگر در چند ۳ و۴ و در آیت تعریفی است بآنکه یهود و زحزاب مددگار مشرکان شدند ۱۲ -

آل ابراہیم کو دے چکے ہیں آل ابراہیم کو ہم نے نبوت و رسالت بھی دی اور حکومت بھی جس سے معلوم ہوا کہ آل ابراہیم میں ان نعمتوں کی صلاحیت موجود تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آل ابراہیم ہی سے ہیں اس لئے ان میں کیوں صلاحیت نہیں اور اگر ان کو ہم نے اپنے انعامات و احسانات سے نوازنا ہے تو کوئی قابل تعجب بات ہے۔ آل ابراہیم الذین ہم اسلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم و انیس بدت ان یوتیہ اللہ مثل ما اوتی اسلافہ امداد ج ۱ ص ۱۶۱) یہاں بیان فرمایا کہ آل کتاب دو قسم کے لوگ تھے کچھ تو وہ تھے جو ایمان لائے تھے اور کچھ ایسے تھے جو ایمان نہیں لائے تھے ان الذین کفروا بایتنا سوف نصلیہم ناراً الیوم منکرین آل کتاب کیسے خردی تھوینت ہے اور الذین آمنوا و عملوا الصالحات سندخلہم جنۃ الخ مومنین آل کتاب کیسے خردی بشارت ہے یہاں تک احکام سلطانیہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

حصہ دوم (احکام سلطانیہ)

النساء

۲۲۶

والمحصنات ۵

سَعِيرًا ۵۵) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا بِآیَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ

بھڑکتی آگ و بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں کے ان کو ہم ڈالیں گے

نَارًا ۵۶) کَلِمًا اَنْصَحَتْ جُلُودَهُمْ بِذُنُوبِهِمْ جُلُودًا غَیْرَهَا

آگ میں جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال

لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۵۷) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۵۸) و

تاکہ چکھتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا اور

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ

جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ ان کو ہم داخل کریں گے باغوں میں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَّهُمْ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ وہاں کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے

فِیْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيْهَا ظِلٌّ ۵۹) اِنَّ اللّٰهَ

یہ وہاں عورتیں یہ ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے ٹھنی چھاؤں میں

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُوَدُّوا الْاٰمِنِیْنَ اِلٰی اَهْلِہِمَا

بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو

وَ اِذَا حُکِمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ

اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے

اللّٰهَ نَعْمًا یَّعْظُمُکُمْ بِہٖ ۶۰) اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۶۱) اِنَّ

اللہ ابھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا اول اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِ

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا

اَلْاَمْرُ مِنْکُمْ ۶۲) فَاِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلٰی اللّٰهِ

جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑا ہو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے

منزل ۱

مستحقین خردی
برائے کفار آل
کتاب ۱۲۔

بشارت خردی
برائے مومنین
آل کتاب ۱۲۔

سودت کے
دوسرے حصے
کی ابتداء احکام
سلطانیہ کا بیان

مستحقین خردی
برائے کفار آل
کتاب ۱۲۔

مستحقین خردی
برائے کفار آل
کتاب ۱۲۔

مستحقین خردی
برائے کفار آل
کتاب ۱۲۔

مستحقین خردی
برائے کفار آل
کتاب ۱۲۔

۱۔ پہلا حکم سلطانی حقداروں کو ان کے حقوق دلو اور فیصلہ انصاف سے کیا کرو یہاں خطاب حکام اور ائمہ مسلمین کو ہے جیسا کہ حضرت علی اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے قال علی بن ابی طالب و زید بن اسلم و شہر بن حوشب و ابن زید هذا خطاب لولاۃ المسلمین خاصة (توضیح ج ۵ ص ۱۵۵) یہاں حکام اور صاحب اقتدار طبقہ کو حکم دیا گیا کہ حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلو اور باہمی نزاعات اور جھگڑے عدل و انصاف سے طے کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے جھگڑے ایسے حکام کے پاس لے جایا کرو جو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کریں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امانات سے یہاں مراد عام ہے اور یہ ہم قسم کی ذمہ داریوں اور عدل و انصاف کے فیصلوں کو شامل ہے۔ انتخاب عام کی ابتدا احکام سلطانیہ کا بیان

۲۔ ابتدا لولاۃ فیہا البیہم من الامانات فی قسمۃ الاصول رد الالفاظ و عدل المحکومات الخ و ج ۳ ص ۳۳۲) فان تنازعتم فی شئ فمرؤوا الی اللہ و الی الرسول (توضیح ج ۱ ص ۱۶۱) اس میں خطاب حکام اور رعایا سے ہے یعنی اگر حکام اور رعایا میں کسی معاملہ میں نزاع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی سورت یہ ہے کہ اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور کتاب سنت سے جو آیات میں ان پر عمل کیا جائے یہ کہ چند انسانوں کی ایک مشاورت کو نسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔ ۳۔ یہ اصبعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے متعلق ہے اور ان منافقین کیلئے ہے جو دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تورات کی تعلیم کے مطابق قرآن پر اور آخری پیغمبر پر دل و جان سے ایمان لائے ہیں مگر ان کا عمل ان کے اس دعویٰ کے سراسر خلاف تھا۔ امام علی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا کہ ایک منافق بشار نامی کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا تو اس یہودی اور اس کے متعلقین نے اس منافق سے کہا کہ چلو یہ جھگڑا ہم تمہارے پیغمبر کے پاس لے چلتے ہیں تو اس منافق نے کہا کہ نہیں تمہارے پیغمبر کے پاس لے جاؤ گے اور اس کے پاس چلو۔ آخر مقدمہ عدالت نبوی میں پہنچا آپ نے فریقین کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرمادیا جس کا منافق کو بہت رنج ہوا وہاں سے اٹھ کر بشار نامی منافق نے یہودی سے کہا چلو

حضرت عمر کے پاس چلیں اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے مسلمان سمجھ کر میری طرف لڑھکائیں گے لیکن وہاں پہنچ کر یہودی نے حضرت عمر سے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں لیکن بشار اس پر راضی نہیں ہوا حضرت عمر نے یہ سنتے ہی اندر سے تلوار لاکر اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا فیصلہ یہی ہے اس طرح الطاعوت سے یہاں موضع القرآن یعنی ہمیشہ سے اللہ نے ابراہیم کے گھر میں بزرگی دی ہے اب بھی اسی کے گھر میں ہے پھر جو کوئی قبول نہ رکھے وہی بے انصاف ہے۔ یعنی امانت میں خیانت نہ کرو اور چوٹی میں خاطر نہ کرو خواہ کہ وہ خاطر کریں گے آگے مسلمانوں کو تقید فرمایا کہ جب تک ہر قبیضہ میں اور ہر حکم میں رسول ہی کی طرف رجوع نہ رکھو اور دل سے اس کے حکم پر راضی نہ ہو تب تک تم کو ایمان نہیں۔

فتح الرحمن ۱۔ و ایں آیت اشارہ است بقصہ عثمان عجیبی کہ مشاح کعبہ از دست دی گرفتند و مردمان آن را تہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم طلب کردند آنحضرت قبول نمودہ بختمان رد فرمود ۱۲۔

النساء

کے دل میں ہے سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے کہہ ان کے

مازلہ

موضع قرآن

سازگار رہا ہے
منافقین جو
رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے
قبیلے کو کافی
نہیں سمجھتے تھے
-۱۲-

اور رسول حکم نہ کرے اگر یہی خلاف حکم نہ مانتے پس اگر وہ مسلمان تھے تو یہی ایک نے کہا چل شرع میں رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر مواف مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق نام میں مسلمان تھا ہجرت کے لئے یہودی نے کہا چل محمد یا س علی اللہ علیہ وسلم منافق نے کہا چل کعب بن اشرف پاس وہ یہودیوں کا سردار تھا۔ آخر حضرت پاس آئے حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ علماء فرمے پاس وہ حضرت کے حکم سے مدینے میں قاضی تھے منافق نے جانا کہ حیت اسلام کرینگے جب گئے ان کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت پاس ہم چاہکے ہیں وہ مجھ کو سچا کہچے ہیں حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن ماری اس کے وارث حضرت پاس خون کا دعویٰ کر کے آئے اور تمہیں کھانے لگے کہ تم گئے تھے اس لئے کہ شاید صلہ کروادیں۔ تب یہ آیتیں اتریں اور ان کا تمام فلولوق فرمایا۔

فتح الرحمن و المرحوم گوید در تضعیف الاسلام در خلافت هوای نفس بجهت شرع راضی نمی شد و دگرگای بکاسان و در میان کفر و جوع میکرد و چون آنحضرت ایشا قمر ابرار این معنی تعزیر یا تهدید فرمودی سوگند نمودی که خالفت که خدا تعالی درین باب آیت فرماد و الله اعلم ۱۲ و ۱۳ یعنی در میان خصوم ۱۳-

والحصن هـ

منزل ۱

منزل ۱

100

فتح الرحمن ہمزبان شدہ خلاف مرضی اسخضرت راسی می نہ وندھوا یعنی عالی درسی باب آیت قرستناد والہ علم ۱۲۔

والرحصنة هـ

مقام ترغیب
والی الجہاد میں
داخل ہے ۱۲۔

۱۰
سازد خبر برائے
منافقین ۱۲۔

اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ چھوڑے رکھا ہم کو

منزل ۱

لیہود و المنافقین روی اللہ کان قد بسط علیہم الرزق قلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المذینۃ فدعاہم الی الایمان فکفر وہا ماسک عنہم بعض الامساک (ابو السعد رج ۳ ص ۲۹۶) یہاں سے فنا کر سکتا ہے علیہم حقیقتاً تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی ان کو چاہئے تھا کہ ایسی باتیں کرنے کے بجائے آپ کی اطاعت کرتے کیونکہ آپ کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اگر وہ آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور آپ کی فرمانبرداری سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فکرمند اور تمکین نہ ہوں کیونکہ آپ نے اپنا فرض ادا کر لیا ہے آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے جو آپ نے پورا کر دیا وَ کُفِی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا سے اخروی کی علت اشارہ فرما دیا کہ ہم سب کچھ واضح قرآن یعنی دو واسطے لڑائی تم کو ضرور ہے۔ ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کے دوسرے مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کے خلاص کرنے کو شہر کے میرا یہی

دیکھ رہے ہیں۔ ان کا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں انہیں اپنے اعمال کی پوری پوری سزا ملے گی **۷۷** یہ منافقین کا شکوی ہے اور ان کی دوزخی چال پر ان کو زجر ہے جب وہ آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں اس وقت تو آپ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں جھوٹا آپ کا حکم ہمارے سر و چشم لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنے قول و اقرار کے برعکس رات کو آپ کے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے ہیں لیکن آپ ان کی پروا نہ کریں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ہم نے ان کے تمام منصوبے نوٹ کر رکھے ہیں اور ان کو اس شرارت کی پوری پوری سزا دیں گے **۷۸** میں دو احتمال ہیں یا تو یہ ۱۱ حدیث غائب کا صیغہ ہے اور ضیہ نائب طالق کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین کا لائفہ اور ان کے سر وادوں کی جماعت اپنے ہی اقتدار کے باعث رات کو منصوبے بناتے ہیں یا یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی وہ آپ کے احکام و ارشادات کے خلاف باتیں کرتے ہیں **۷۹**

اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ امور و حقائق نفس الامر اور واقع سے مختلف ہوتے اور بیان کا نفس الامر سے مختلف ہونا جھوٹ اور کذب ہوتا ہے تو حاصل ہوتا ہے لہذا اگر متران خدا کا کلام نہ ہوتا بلکہ ان کا خود ساختہ ہوتا تو اس کے کئی بیانات نفس الامر کے خلاف اور جھوٹے ہوتے لیکن اگر متران کے بیان کردہ امور و حقائق کو بنظر التفات دیکھا جائے اور ان میں عذر و سر کیا جائے تو اس میں ایک بات بھی خلاف واقع نہیں مل سکیگی بان بیگون بعض اخباراتہ

الغیبتہ کا اخبار عمایسیہ المنافقون غیومطابق للواقع الخ روح ج ۵ صفحہ ۵۸۸ و غازی ج ۱ صفحہ ۱۸۸ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی راجح ہے یا اختلاف سے عام اختلاف مراد ہے خواہ باہمی تناقض ہو یا نفس الامر سے مخالفت یا اسلوب بیان اور فصاحت و بلاغت میں اختلاف وغیرہ کہا فی القرطبی ج ۵ صفحہ ۲۹ وغیرہ **۸۰** یہ شکوہ منافقین کی دوسری وجہ ہے کہ وہ ان تجویزوں اور رازوں کا افشا کرتے ہیں اور ان کو مشہور کرتے ہیں جن کا پوشیدہ رکھنا ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے ان کا تعلق خواہ امن سے ہو یا خوف سے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جو کچھ بھیجتے جب وہ غالب یا مغلوب ہو کر واپس آتے تو منافقین ان کی خبریں غلط انداز میں پھیلا دیتے ان الرسول کان اذا بعث سریۃ من السرایا

۸۱ یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور موضح قرآن کا فریاد دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو لڑنے سے تھمتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم الہامی کا آیا تو کھینچ کر ہماری مراد ملی لیکن بعض کچھ مسلمان گناہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں **۸۲** یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح و غلبت ملی تو کہیں اللہ کی طرف سے مہوی یعنی انفاقا

بن گئی حضرت کی تدبیر کے قابل نہ ہوتے تھے اور اگر مجرئی تو الزام کتے حضرت کی تدبیر پر اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہیں اور مجرئی کو مجرمانہ بوجہ اللہ تم کو سہانا ہے نہ ہادی تقصیر پر اگلی آیت میں کھول کر فرمایا **۸۳** بندہ کو چاہیے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے اور رسول پر الزام نہ رکھے تقصیر اللہ سے الشرافت ہے اور وہی جزا دیتا ہے۔

۸۴ مترجم گوید یعنی اس کلمہ حق است کہ خیر از جانب خداست و شر از جانب بندہ لیکن مقصود اس مردم ازیں کلمہ درست نیست و آن آیت کہ جہاد با جمیع قبائل عرب فتح الرحمن منقلب نیست پس اگر فتح باشد نعمتی غیر مترقب است و اگر نہایت باشد موافق حال این تدبیر است و چون جہاد با امر الہی است ہمہ خیر است عقل را در آنجا داخل نہ صحیح نباشد واللہ اعلم **۱۲**

أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى وَلَا تَظْلُمُونَ فَتِيلًا ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷

والبحصنة ٢٣٢ النساء

تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں سے رات کو اس کے خلاف جو کچھ سے کہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے

جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو غافل مکران سے اور بھروسہ مکر اللہ پر اور اللہ

کافی ہے کار ساز کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر ہوتا

کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت ہے اور

جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔

لوردوة إلى الرسول وإلى الأئمة عليهم السلام

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَا لَهُ شَاكِرِينَ إِلَّا يَهْدِيََنَا اللَّهُ فَكُلُوا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمْ وَلَا تُقْبِلُوا عَلَى الْمَوْتِ مُعْتَدِلِينَ

اس کو جو ان میں حقیقت کو رکھنے والے ہیں اس کی تائید اور اگر نہ ہوتا فصل القدر کا ہم ہمارے

اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو جیتے شیطان کے مگر تمھوڑے وس سوتو بڑا لالہ

سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تَعْذِرُكَ الْأَفْسَادُ وَكَرِيحُ الْيَوْمِ بِبَارِئٍ

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكْفِيَّاسَ الَّذِينَ كَفَرُوا طَوَّ اللَّهُ أَشْأَ

١٠٠

لڑائی نہیں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں جو کوئی سفارش کرے نیک بات پیر

مقدمه

فتح الرحمن ^۱ یعنی بر تو رغبت دادنت و پس اگر وفات نکنند بر تو مواخذه نیست ^{۱۲-۱}

ح المومن یہ تعلق فریفتہ شدند و بعض نشدند و می بایست که همه با اتفاق فریفتہ نمی شدند ۱۴۴۲

فتح الرحمن مترجم گوید کسی که ایمان آورد و هجرت نکند حکم او بطریق اولی فحشیده شد و الله اعلم ۱۲ و یعنی اگر اسلام آورد و هجرت نکند ایشان را دوست باید گرفت و اگر اسلام بیارند باید کشت مگر آنکه معا بد باشند و تا نباشند و معا بدان را هیچ راه نتوان ایذا داد ۱۳ و یعنی صلح می کنند و باز نقض عهد می نمایند ۱۴ و مترجم گوید خداوند تعالی احکام قتل خطا بیان می فرماید و آنچه گفت از کسی که بکفر اسلام تنگم شد واجب است و فضل مجاهدان و در جواب هجرت از دار کفر بدار اسلام و کیفیت نماز مسافر نماز خوف بیان می کند و الله اعلم ۱۵ -

فتح الرحمن در میان مومن و کافر منقطع است سبیل دین سبیل میراث است بنده ضعیف میگوید تمهید مسئله باینکه مومن آن بقتل مومن الاخطا و تقیید و مومن در نظیر ما نحن قیبه ظاهر است در آنکه آنجا قیله باین معتبر است لزوم دین بجهت وفا بعد است بزرگ سبیل میراث و نظیرش در حجب مهر است در مسئله مومن از قوم معاین در سوره ممتحنه و الله اعلم ۱۲ و مسئله مترجم گوید مراد مستحل قتل است و الله اعلم ۱۲ -

والمحضه ٢٢٦ النساء

اللّٰهُ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۖ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنۢ قَبْلُ ۚ فَمَنِ اللّٰهُ

فضل کیا وہ سواب عقیقہ کرو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے و

برابر ہیں۔ چھوڑ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی

عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور

۱۰۱۔ اللہ کے بڑے دینا دے دے واپس ۱۰۲۔ اے ماں اور جان سے

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِي الْقُرْبَىٰ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمَ يَافَثَ ۚ

وَمُفَفِّفٌ ۖ لَا يَخْلُقُ إِلَّا مَا يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٩٦﴾

الَّذِينَ تَوْفَّيْهُمْ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ

كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ

منزل ۱

سنة بعد سنة في دار الخزانة العامة في مكة المكرمة

نے میں تونہ کمر والے معاف ہیں اور سب موقوف کریں تو سب گنہگار ہیں

فبذل الله العلم ١٢ فلهذا يعني بترك هجرت اعداء الحرب بدلا لاسلام وبتغيير سواد كغفار ١٣ والله اعلم -

قصر کرد اور عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آگیا اور دشمن کے

دماغ اور صلوٰۃ الخوف کا طریقہ بتا دیا گیا ہے جب عین میدان جنگ میں

موتی اور نماز اس حالت خوف میں بھی معاف نہیں ہوگی۔ چھ مہینے

کے نزدیک یہاں نظر سروسہ کے پارکے جیسے دور سے نظر آ رہا تھا

ہے اور ان حصص کی قید انفرادی نہیں بلکہ اعلیٰ ہے اور انصار

۱۔ یہ سلسلہ اخوت پڑھنے کا طریقہ ہے اس میں خطابِ محفرت

یہی اس میں داخل ہیں۔ وھذہ الایۃ خطاب للنبی صلی اللہ

(قرطبی ج ۵ ص ۳۶۲) حاصل یہ ہے کہ جب عین میدان جنگ میں نماز

سوتو امام مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دے ایک جماعت تو متہیاریوں

نماز میں شریک ہو جائے جب ایک رکعت پڑھ چکے ہیں تو چپکے سے پہلی

موجود ہے جب امام دوسری رکعت پر سلام پھیرے تو یہ اسٹھ کر

حلقے خائن اور جو جماعت الگ رکعت طہ رکعت علی گئی تھی وہ واپس

اپنی پوری عمر پائیائیں۔ اور اگر آپ کریمہ رکعت کی صورت میں ہر سے اور اگر عام رکعت والی نماز تہ امام دونوں جماعت

نور و درخشاں پرکاشے۔ جو مخلوق پر پی و مصلحت دیتے۔

کڑا کر کہہ "اصواتِ اسلامیہ" سے رابطہ کر کے لگے۔

کہ عرض کو مسما فی جہا ہے اس کو مارا اور مواسی چھین لئے اس پر یہ

فَمَا لَعَنُوا فِي أَوَّلِ حَالِ كَلِمَةِ نَهْدَاتِ دَسَلِ بَرَارِ

تَكُنْ اَرْضُ اللَّهِ وَاِسْعَةً فَتُهَا جَرُّوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ
 مٰوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۝۹۸
 مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ
 حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹۹
 يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۱۰۰
 يُّهَا جَرُّوْا فِي سَبِيْلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرْعًا كَثِيْرًا
 وَسَعَةً ۝۱۰۱
 رَسُوْلُهُ ثُمَّ يَدْرِكَهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وُفِعَ اَجْرُهُ عَلٰى
 فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنْ
 الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یعنی زمین اللہ کی کشتاہ جو پہلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سو ایسوں کا
 مآواہم جہنم و ساءت مصیرا ۹۸
 مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے
 حیلہ و لا یہتدون سبیل ۹۹
 کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ سو ایسوں کو اللہ عفو کرے
 یعفو عنہم و کان اللہ عفو غفور ۹۹
 معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرینوالا بخشنے والا اول اور جو کوئی
 یہا جرو فی سبیل اللہ یجد فی الارض مرعاً کثیراً
 وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا اس کے مقابلے میں جنگ بہت
 وسعة ۱۰۱
 اور کٹاش اور جو کوئی مکے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور
 رسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وفع اجرہ علی
 رسول کی طرف پھر آپکے اس کو موت ملے تو مقرر ہو چکا ہے اس کا ثواب
 فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
 اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا ہر مان و اور جب تم سفر کرو
 الصلوۃ ان خفتن ان یفتنکم الذین کفروا
 ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ تم کچھ کم کرو
 نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاروں گے تم کو کافر

۱۰۔ یعنی مندرجہ
عربی میں ہے
۱۱۔
۱۲۔
۱۳۔
۱۴۔
۱۵۔
۱۶۔
۱۷۔
۱۸۔
۱۹۔
۲۰۔
۲۱۔
۲۲۔
۲۳۔
۲۴۔
۲۵۔
۲۶۔
۲۷۔
۲۸۔
۲۹۔
۳۰۔
۳۱۔
۳۲۔
۳۳۔
۳۴۔
۳۵۔
۳۶۔
۳۷۔
۳۸۔
۳۹۔
۴۰۔
۴۱۔
۴۲۔
۴۳۔
۴۴۔
۴۵۔
۴۶۔
۴۷۔
۴۸۔
۴۹۔
۵۰۔
۵۱۔
۵۲۔
۵۳۔
۵۴۔
۵۵۔
۵۶۔
۵۷۔
۵۸۔
۵۹۔
۶۰۔
۶۱۔
۶۲۔
۶۳۔
۶۴۔
۶۵۔
۶۶۔
۶۷۔
۶۸۔
۶۹۔
۷۰۔
۷۱۔
۷۲۔
۷۳۔
۷۴۔
۷۵۔
۷۶۔
۷۷۔
۷۸۔
۷۹۔
۸۰۔
۸۱۔
۸۲۔
۸۳۔
۸۴۔
۸۵۔
۸۶۔
۸۷۔
۸۸۔
۸۹۔
۹۰۔
۹۱۔
۹۲۔
۹۳۔
۹۴۔
۹۵۔
۹۶۔
۹۷۔
۹۸۔
۹۹۔
۱۰۰۔

فتح الرحمن ^{۱۲} یعنی در راه قبل و سول بمقتصد ۱۲

یہودی کو چور اور طعمہ کو بے گناہ تصور کر لیا اور پھر یہودی کو چوری کی سزا دینے کا بھی ارادہ فرمایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اجتہادی لغزش پر تنبیہ فرمائی گئی۔
۱۱۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی چرب زبانی اور غلاقت لسانی سے تیز بین یاسین کو چور سمجھ کر اس کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمایا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمادیا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر یہ سزا نافذ ہو جاتی تو نفس الامر کے خلاف اور واقع میں خطا ہوتی اس لئے اس میں اگرچہ آپ معذور تھے لیکن پھر بھی اس لغزش پر استغفار کا حکم فرمایا۔ **فَعَمَّا سَلَىٰ**
 صلی اللہ علیہ وسلم ان یقطع ید زید الیہودی
 (معالم ج ۱ ص ۲۹۷) فلما اطلعہ اللہ علی کذب قوم طعمہ
 عرفت انہ لو وقع ذلک الامر لکان خطأ فی نفس الامر
 فامرہ بالاستغفار منه وان کان معذوراً فاذن اللہ
 اذ یُسبِتُونَ مَا لَا یُوحِیْ مِنْ الْقَوْلِ۔ یسبتون کی ضمیمہ
 الذین یختلون کی طرف راجع ہے اور مراد اس سے وہی منافقین
 ہیں یعنی رات کو وہ ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں مراد
 وہی جھوٹی شہادتیں دینے کا منصوبہ اور مشورہ ہے ہاں شہر
 کا خطاب انہی مجادلہ کرنے والے منافقوں سے ہے اور یہ ان کو زجر ہے
 نہ سوء سے مراد چوری اور غلام نفس سے مراد جھوٹی شہادت
 ہے یعنی جو شخص چوری اور جھوٹی گواہی جیسا گناہ کرے بھی اس سے
 سبکی توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کرے اسے اپنی رحمت کا ثمر
 بنا لے گا وَمَنْ یُکْسِبْ خَطِیئَةً اَوْ ذَنْبًا یُحِبُّ قَوْم طعمہ کو زجر ہے
 کیونکہ انھوں نے ایک بے گناہ یہودی پر تہمت لگائی اور طعمہ کو بری
 کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائیں اور جھوٹی گواہیاں دیں۔ خطیئہ سے
 مراد چوری اور اٹھ سے مراد جھوٹی قسم ہے قیل ان الخطیئۃ ہی
 سرقة الدرہ والاحتماء ہویمینہ الکاذبۃ درخانہ ص ۲۹
 بروج ۳ ص ۳۳) وَکَذَلِکَ فَضَّلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کو جواب
 موضع قرآن میں سے دوسری پڑھنی چاہئیں اور کافروں کے
 تلنے کا ڈر اس وقت تھا جب ہم آپ اس تقریب سے معافی ملی ہر
 وقت کو ادھر پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پروا ہی
 ہوتی ہے اور سنت کا تقید سفر میں نہیں رہتا یہ نماز خوف فرمائی
 کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہو جائے ہر جماعت آدمی نماز میں مل
 کیسا تھہر کرے ہوا آدمی چری پڑھے جن تک دوسری جماعت دشمن
 کے مقابل ہے اور اس وقت نماز میں آمدورفت معاف ہے۔ اور
 ہتھیار اور ترہ یا ہتھیار ساتھ رکھیں اور اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو
 جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور شامت سے اگر یہ
 بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں۔

وَالْبَحْصَنَت ۵ ۲۳۸ النساء

لَا الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝۱۱ **وَإِذْ كُنْتُمْ فِيهِمْ فَاقْتُمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَافِةً مِنْهُمْ**
 اللہ کافر تمہارے مرتجع دشمن ہیں وہ اور جب تو
 ان میں موجود ہوئے پھر نماز میں کھڑا کرے کہ تو چاہیے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو
مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا
 تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں
فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ وُلَّتَاتٍ طَافِةً أُخْرٰی
 تو بہت جماعتیں تیرے پاس سے قطع اور آوے دوسری جماعت
لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِزْبَهُمْ
 جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیں اپنا ہتھیار اور
أَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَذَٰلِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ
 ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو
أَسْلِحَتِکُمْ وَأَمْتِعَتِکُمْ فَمِیْلُونَ عَلَیْکُمْ مِیلَةً
 اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر حملہ کریں
وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ
 یکبارگی اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو
مَطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْطَیْنِ اَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتِکُمْ وَخُذُوا
 مینے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو
حِزْبَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْكَافِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝۱۲
 اپنا ہتھیار بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے عذاب ذلت کا وہ پھر جب
فَضَیَّتُمْ الصَّلَاةَ فَادْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَقُعُودًا ۙ
 نماز پڑھ چکے تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے ۱۲ اور

منزل ۱

فتح الرحمن نازل شدہ است سفر قید اتفاقیت و مراد از قهر قہر در کیفیت رکوع و سجود است کہ بایمانے ادایتوان کردہ در رکعت رکعت واللہ اعلم ۱۲ و ۱۳ یعنی وقت خوف ۱۲ و ۱۳
 یعنی مقابل عدو ۱۲ و ۱۳ مترجم گوید این را صور نہایت نجی آنکه امام دو بار نماز گذارد یکبار با جماعت و دیگر آنکه امام با یک جماعت یک رکعت گذارد قیام توقف گذار آنکه رکعت
 دیگر خواندہ مقابل عدو و روند و آنجا دیگر آمدہ اقتدا کنند امام رکعت با جماعت خواندہ در قعدہ چنان توقف کند کہ از رکعت دوم فارغ شوند آنکہ بایشان سلام دهد و این ہر دو با صور تہا دیگر کہ صحیح نہ دہم محل اہمیت واللہ اعلم

والمحصنة

منزل ۱

کو وہ کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تھا ہے باپ دادا۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب یہود پر ہے جیسا کہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے اور اگر خطاب مسلمانوں سے ہو تو بھی اگر وہاں کو یہاں استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے تو اس سے ان تمام یہودیوں کو بلا تمام مسلمانوں کو غیب دان ماننا پڑے گا جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے جو کہہ گئے ہیں وہ سنا۔ تاہم یہ مفسرین کرام نے بھی اس آیت میں ہا کو خصوصاً پر محمول کیا ہے اور اس سے مخصوص امور ہی مراد لئے ہیں اور استغراق حقیقی پر اسے کسی نے بھی محمول نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کہتے ہیں ہمارے مراد شریعت ہے خال بن عباس و مقاتل ہذا لشرع

موضع قرآن یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کوتاہی ہو تو نماز کے بعد اور طرح اللہ کو یاد کرو ایک نماز میں یہ قید ہے کہ وقت ہی پر چاہئے اور یاد اللہ کی ہر حال میں درست ہے۔

وایمنی بطریق نماز من ۱۲۔ مسلمان جو یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں اسلام لائے ان کی از ایستادن تک ہر لمحہ درود و دعا و ذکر و حیلہ ہا کی پختہ دلی و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہی اتمہا

فتح الرحمن میگردند کہ پرات او بخاطر مبارک و سیدی و باجگر بگر خلوت کردہ راز با بخلات مرضی شریف دو میان آوردندی خطاب تعالیٰ آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

ابن جریر ۳ ص ۲۴۲ مفسر قرطبی، امام بغوی، امام صفی اور علامہ خازن فرماتے ہیں اس سے امور دین اور احکام شریعت مراد ہیں وعلیہما مالہما تکن تعلیم یعنی من الشرائع والاحکام (قرطبی ج ۵ ص ۳۸۲) یعنی من احکام الشریع و امور الدین (معالم و خازن و اللفظ ج ۴ ص ۴۲۳) من امور الدین والشرائع (للمدارک ج ۱ ص ۱۹۵) امام ماوردی کہتے ہیں اس سے کتاب حکمت مراد ہے و قدس لما دوسرے کتاب والحقہ (کبرج ۲ ص ۱۲۱) ان حوالوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ حایہاں عموم کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امور دین اور احکام شریعت ہیں۔ اگر کہا جائے کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد علم غیب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن مفسرین نے علم غیب یا اخبار اولین و آخرین لکھا ہے انہوں نے بیچ اور مختار قول امور دین اور احکام شریعت ہی کو قرار دیا ہے اور دوسرے قول یعنی علم غیب کو کلمہ قریش قبل سے ذکر کر کے اس کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ کر دیا نیز اس ضعیف قول میں بھی کلی علم غیب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس سے بھی بعض غیب ہی مراد ہے

والمحصنات ۵ ۳۴۰ النسخۃ ۴

مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۱۸ هَانَكُمُ

اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے وہ سب سے ہو

هُوَ لَا رَجَاءَ لَكُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ

یتم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون

يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ

جھگڑا اگر جگان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا

وَكَيْلًا ۱۹ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ شَمًّا

کار ساز اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا جرم کرے شہ پھر

يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۲۰ وَمَنْ يَكْسِبْ

اللہ سے بخشوائے تو پادے اللہ کو بخشنے والا مہربان ہے اور جو کوئی کرے

إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا

گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ جانتے والا

حَكِيمًا ۲۱ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِهَا

حکمت والا ہے اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگا دے

بِرَبِّهَا فَقَدْ احْتَمَلَ بُرْهَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۲۲ وَلَوْ لَا

کسی بے گناہ پر تو اس نے اپنے مردھرا طوفان اور گناہ صریح اور اگر نہ ہوتا

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَن

تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصداً کر دیتی تھی ان میں ایک جماعت کہ

يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ

تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور نیز کچھ نہیں بگاڑ سکتے

مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ

اور اللہ نے اناری تجھ پر کتاب اور حکمت اور

ما نزل

سارے مجاہدین کو

اور اس کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کیا کر اس کے بعد

جھوٹی تہمت لگانے والوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کو زجر کیس

اور پھر فرمایا وعلیہما مالہما تکن تعلیم لہما صا سے یہاں

دی کچھ مراد ہے جو حضرت مفسرین نے بیان کیا ہے یعنی احکام شریعت

لہما علم غیب کلی مراد لہما سراسر غلط اور باطل ہے نیز اس آیت

سے متواتر اس پہلے فرمایا وَاذْكُرْ فُضْلَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتَهُ

الخ یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان

منافقوں کی ایک جماعت آپ کو بھیجے فیصلے سے بھٹکا دیتی۔ اگر آپ

کو کلی علم غیب تھا تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ منافق آپ کو بھٹکا دیتے

اسی طرح وَلَا تَكُنْ لِلْمُنَافِقِينَ حَصِيمًا سے آپ کو جو تنبیہ

کی گئی یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کلی علم غیب نہیں تھا

ورنہ آپ ان جھوٹے منافقین کی کیوں طرف داری کرتے۔ راہ الیہ

سورہ نسا جس میں یہ آیت ہے اس کے بعد تقریباً ۲۴ سورتیں

اور نازل ہوئیں اگر اس آیت سے آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو

۱۶

سورہ منافقون۔ تحریم اور توبہ وغیرہ ہیں۔ سورہ نور میں افک عائشہ

رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام

سورہ تک پریشان ہے سورہ منافقون میں عبداللہ بن ابی اور

دوسرے منافقین کی سازش کا ذکر ہے جس کا آپ کو پتہ نہ چل سکا

سورہ تحریم میں آپ کے شہر نہ کھلنے کی قسم کا ذکر ہے جسے توڑنے کا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور سورہ توبہ میں مسجد ہار کے سلسلے میں پگو

اس مسجد میں جانے سے روک دیا حالانکہ آپ اس مسجد کے بانیوں کو

مومن مخلص سمجھ کر اس میں جا کر نماز ادا کرنے کا وعدہ فرما چکے تھے

آیتیں حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اس لئے اگر زیر بحث آیت سے حضور علیہ السلام کیلئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو اس سے بعد میں نازل ہونیوالی ان آیتوں کی تکذیب لازم
مصحح قرآن ابن اسیرق وہاں جہاں انبیا و نپائی وہ آگے دیکھا ایک یہودی کے گھرنک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا کہ تجھ کو سپرد کی طعنہ نے۔ طعنہ نے کہا میں بری ہوں چودہویں سے طعنہ کی قوم نے
رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس مل کر گواہی دیں گے کہ طعنہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چودھویں کا صبح کو یہی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حضرت کو خبردار کر دیا۔
فی الحقیقت چودھویں کے گناہ فرمایا کہ یہودی کو بیان لوگوں کو حکم ہے کہ تو بکر بنی تو قبول ہے فل یعنی قوم اپنے دل میں آپ شرمندہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا اور آگے عیب لگنے کے خطرے سے
اپنے کی حمایت نہ کریں جب تک حقیق نہ ہو کیونکہ اللہ تو خبردار ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں۔

ایسی جو آپ سے کلی علم غیب کی نفی کرتی ہیں تفصیل بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا۔

بعض مبتدع مولوی کہتے ہیں کہ عام علم کیلئے ہے اور علم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ مفیض عام ہے اور حضور علیہ ایک من گھڑت قاعدہ اسلام میں استعداد نام تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب معلوم تھا اس کا جواب سورہ علق میں عَلَّمَ الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَعْلَمْ الْإِنْسَانُ سے بعض مفسرین کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں بعض بھی مولوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں تو یہاں بھی فاعل اللہ سے اور مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سورہ علق کی یہ آیتیں بھی بالاتفاق ساک قرآن سے پہلے نازل ہوئی تھیں تو اگر ما کو عموم اور استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے اور علم ماسی کا مبیضہ ہے جو نہ شہ زمانہ میں وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے یا اس کے نزول کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝۱۳

تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر عظیم ۱۳

بہت بڑا ہے لہٰذا کچھ اچھے نہیں ان کے اکثر مشورے مگر جو کوئی کرے بصدقہ او معرووف او اصلاح بلین الناس

صدقہ کرنے کو لے یا نیک کام کو یا صلح کرنے کو دھرموں میں و من یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف

اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو نؤتیہ اجرا عظیمًا ۱۴ و من یشاقق الرسول من

پہ اس کو دین کے بڑا ثواب و اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد ما تبین لہ الہدی و ی تتبع غیر سبیل لہ فمبذر

جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف نولہ ما تولى ونصلہ جہنم و ساءت مصیرًا ۱۵

تو ہم جو کہہ رہے اس کو وہی طرف جو اسے اختیار کی وہ اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچائی و ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ و یغفر ما دون ذلک

بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا لمن یشاء و من یشرك باللہ فقد ضلّ ضللاً

جس کو چاہے سہ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور بعیدًا ۱۶ ان یدعون من دونه الا انشاج

جا پڑا و اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو و ان یدعون الا شیطاناً مریداً ۱۷ لعنہ اللہ

اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو ہمہ جس پر لعنت کی اللہ منزل

مراد صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی کھائیے تھے تو معاذ اللہ پھر اسے قرآن کے نازل کرنے کی کیا پوری حقیقت آپ ضرورت تھی کیونکہ یہ تفصیل حاصل ہے نیز یہ قانون بھی کسی کتاب میں نہیں نہیں جانتے تھے لہٰذا لکھا ہوا کہ فاعل اللہ تعالیٰ ہوا اور مفعول حضور علیہ السلام کی ذات ہوتی تھا لہٰذا آپ کو اس کی وہاں ہمیشہ عموم ہی مراد لیا جاتا ہے بلکہ شرک پھیلانے کے لئے ان مولوی نے یہ قاعدہ اپنی طرف سے وضع کیا ہے۔ غلط استدلال بہ ساریہ نویں حکم سلطان محمد غازی نے اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض حدیثوں سے بھی استدلال کرتے ہیں مثلاً صحیح مسلم میں ہے اخیر من جاء کان وجہاً منہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ علوم غیبیہ کبھی کبھی کل ماکان و مایکون مثلاً کل فوج داری اور دیوانی احکام ہندی، بنگالی، جرمنی وغیرہ کا بیان کرنے کے لئے مشورے سے وقت میں ناممکن ہے بلکہ یہاں صاف سے مراد مذہب چارہاں ۱۲۔ امور عظام میں یعنی بعض نہایت اہم امور جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا فتح علیٰ منسوب بنی اسرائیل کے لئے توفیق اخروی ۱۱ سات صحابہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں فعلیٰ الذی سألنی عند کما ہومصر حنی الدہر المنثور اور لفظ تھلیٰ کی کل شی کے بارے میں خازن نے یہی سے نقل کیا ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں لہٰذا ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل علم غیب پر استدلال کرنا غلط اور یا غلط ہے ۱۲۔ یہ نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے منافقوں نے رات کو منسوب بنی اسرائیل کا کہ وہ زید بن یاسین یہودی پر چوری کا الزام لگا دیں اور جھوٹی فہمیں کا کر طعہ کو چوری کے الزام سے بری کرنے کی کوشش کریں تو فرمایا دوسرے کو نقصان پہنچانے اور جھوٹی گواہی دینے کے لئے مشورے نہیں کرنے چاہئیں ارادہ صاف و قاضی بد قوم بنی ابیوق من التدبیر (قرطبی ج ۲) بلکہ مشورے تو دوسروں کو فائدہ پہنچانے، ان پر احسان کرنے اور باہمی شیطن اپنا دی فرشتوں اصلاح کی بابت ہونے چاہئیں۔ و من یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ الخیر ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو محض اللہ کی رضا کے لئے مشورے کریں و من یشاقق الرسول

بیان لوگوں کے لئے توفیق اخروی ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت پر کہ لہٰذا ان کے خلاف منسوب بنی اسرائیل اور مشورے کریں یہاں تک کہ احکام سلطانیہ ختم ہوئے ۱۷۔ یہ واضح قرآن مشورے اکثر بے خیر ہے صاف بات کو حاجت نہیں چھپانے کی مگر کچھ اس میں غالی ہے اور چھپانے تو ثبات کو تائید والا شرمندہ ہونیہ مسلمانوں کی غلطی بتانے کو تا نادان شخص ہو یا اڑوں میں صلح کرنے کو غصے والوں میں صلح نہیں ہوتا اول یہیں پھر اس کو نہ لے و لکھنے نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا و درخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر و موافق ہے و اور سے ذکر تمام منافقوں کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوئے اور جدی راہ چلے پھر یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہیں بخشتا تو شرک فرمایا حکم میں شرک کرنے کو یعنی مولیٰ دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اس پر چلے پس جو دین ہے سو اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے میں شرک نہ کرتے ہوں

فتح الرحمن ۱ مترجم بید یعنی قسوت دل بیفریم واللہ اعلم ۲ مترجم گوید ازینجا تغلیظ تحریریم شرک میفرماید ۱۱۔

الْكِتَابُ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ

جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور نہ پادے گا

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۱۲۳ وَمَنْ يَعْمَلْ

اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار ۱۲۳ اور جو کوئی کام کرے

مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذِكْرِ أَوَّلَانِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

ایک سے بہتر کسی کا دین ہوگا جس نے پہلانی رکعت اور وہ ایمان رکھتا ہو

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝۱۲۴

سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا فِمَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

اور اس سے بہتر کسی کا دین ہوگا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر ۱۲۴ اور

مُحْسِنٌ ۝۱۲۵ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ

نیک کاموں میں لگا ہوا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے

اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝۱۲۶ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

بنالیا ابراہیم کو خالص دوست اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ

وَالْأَرْضِ ۝۱۲۷ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝۱۲۸

زمینوں میں اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں ہیں اور

يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ

تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی وجہ سے کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی

وَمَا يَنْتَلِ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِّمِ النِّسَاءِ الَّتِي

اور وہ جو تم کو سایا جاتا ہے قرآن میں وہ سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو

لَا تَوْنُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

تم نہیں دیتے جو ان کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں آؤ

مسئلہ ۱

عطا فرمایا تھا وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ نَحْنُ

یہ تحریف اخروی ہے زمین و آسمان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ

ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے

اعمال کی پوری پوری جزائے کا یہاں تک دونوں حصے مع

متعلقات ختم ہوئے اس کے بعد دونوں حصوں کے بعض مسائل

یعنی احکام رعیت میں سے دوسرے اور جو دھوپ اور احکام

سلطانیہ میں سے نویں حکم پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے ۱۲۵

متنبر اول یہ احکام رعیت میں سے دوسرے حکم پر متنبر

دو ان خفتم الا تقسطوا فی الیتیمی الخ (ع ۱) سے شہ

سکتا تھا کہ یتیم بزرگوں سے نکاح کرنا جائز نہیں یہاں اس شبہ

کا ازالہ کر دیا گیا یعنی یہاں اس حکم کا منشا یہ نہیں کہ یتیم بزرگوں سے

نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ مفصیہ ہے کہ ان سے انصاف کا برتاؤ

کرہ اور ان کے حقوق ادا کر دے اگر عدل نہ کر سکو تو پھر کسی دوسری

عورت سے نکاح کر لو وَمَا يَنْتَلِ عَلَيْكُمْ كِتَابُ اللَّهِ

پر جو اور اس سے مزید آیت سے جو رکوع طیس گذر چکی ہے یعنی

وَأَنْ خَفْتُمْ إِلَّا تَقْسُوا فِي الْيَتَامَى الخ اور الْمُتَضَعِّفِينَ

مجبور ہے اور فیہن میں ضمیر پر معطوف ہے اور وَأَنْ تَقْوُوا

میں دو تفسیر یہ ہے اور ان تقووا یعنی تم کی تفسیر یہ یا یہ محل

نصب میں یا صرح مخدوف کا مفعول ہے اور وَأَنْ تَقْسُوا

میں تقوا یا صرح مخدوف تقووا الخ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم بزرگوں

اور کمزوروں کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح انصاف

کا برتاؤ کرو (من المدارک ج ۱ ص ۱۹۱ والفرج ج ۵ ص ۱۹۱)

موضع قرآن و کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے

ہیں بن سائیں پر خلق پکڑی جاوے گی ہم نہ پکڑے جاویں گے۔

ہمارے معجزہ حمایت کریں گے اور نادان مسلمان بھی ایسے حق میں بھی

خیال رکھتے ہیں سو فرمایا کہ جو برا کرے گا سزا پائے گا۔ کوئی موعظانیت

کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑاوی چھوڑے تو چھوڑے دنیا کی

آیت وان خفتم

معیشت میں آدمی قیاس کرے۔

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی جنوع بالشان معاملہ باید

فتح الرحمن کرد و اللہ اعلم ۲ مترجم گوید جواب یہ مستغنیہ

۱۲۵

تفصیلے داشت پس خدا تعالیٰ بعض مسائل را حوالہ فرمود بر آیات سابقہ و آن مسئلہ تحریم بریتامی النساء است و من را اینجا جواب داد و آن مسئلہ نشود و تحریم میل کی بیک زن و اعراض از زن دیگر و اباحتہ طلاق در صورت ضرورت و اللہ اعلم ۱۲ مترجم گوید در نکاح زنان یتیمہ رغبت میکردند بسبب براعت جمال و جرات سن و در ادائے نفقہ و مہر تفسیر می نمودند و اللہ اعلم ۱۳۔

۱۱۱ تنویر تانی یہ چودھویں حکم رعیت پر تنویر ہے دان
 ختم شقاق بینہما (۶۷) سے شہ متا تھا کہ اصلاح کے لئے
 فردی ہے کہ ہر ایک کو اسکا پورا حق ملے یہاں اسکا انزالہ کر دیا کہ اصلاح

سے مراد عام ہے دونوں میں سے خواہ کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار
 ہونا پڑے عیاں کہ دان تمحسنا و استنوا سے اسطرح اشارہ ہے یعنی ہر
 ایک اپنے حقوق پر جرحیں متوہے اور کسی طرح اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہتا
 لیکن اگر تم تقاضائے نفس کے خلاف اپنا حق چھوڑ دو اور اس سے دستبردار
 کر دو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے تمہارا یہ عمل غنا سے نہیں جائیگا بلکہ
 تمہیں اسکا پورا پورا اجر ملیگا وَلَنْ تَرْضَوْا أَنْ تَقْعَدُوا تَحْتَ الْخُرُوبِ
 تم پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کر لو پورا سولہ آنے عدل تھا
 اگرچہ تمہاری طاقت سے باہر ہے لیکن اپنی طاقت کے مطابق ضرور
 انصاف کرو اور پہلی بیوی کا معلقہ مت چھوڑو وَانْ يَنْفَرَا فَاِذَا خَلَا بِكُمْ
 تفریق کا ذکر نہیں تھا یہاں یہ بھی فرمایا کہ اگر دونوں تفریق پر راضی ہوں
 تو تفریق کریں دونوں کا اللہ مالک و رازق ہے اور اپنی مہربانی سے وہ سب
 کی بہتری کے باب پیدا کر دیگا خشو ذکے موتی سرکشی کے ہیں دان تمحسنا
 احسان سے یہاں عفو و درگزر مراد ہے بقرینہ دان تعفوا اقرب للتقوی
 (بقراءۃ ۳۱) یہاں سے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا تک جو فی
 اخروی ہے سب گھٹ اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے
 اس کے موافقہ اور عذاب سے ڈرو وَانْ يَنْفَرَا فَاِذَا خَلَا بِكُمْ
 اعادہ ہونے کا تاکید مزید۔

۱۱۲ موضح قرآن اس سورت کے اول میں تقید تھا یتیم کے حق
 کا اور فرمایا تھا کہ لڑکی یتیم جس کا ولی نہیں ملے گی اسکا
 بیٹا اگر جانے کہ میں اسکا حق نہ ادا کر دوں گا تو اب اسکو نکاح میں نہ لائے کسی
 اور کوئے کہ آپ اس کا حمایتی ہے تو مسلمانوں نے ایسی عورتوں کو نکاح
 میں لانا موقوف کیا پھر دیکھا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اپنا ولی
 ہی نکاح میں لا دے جو وہ اس کی خاطر کرے یا غیرہ کرے یا بابت حضرت سے
 رخصت مانگی۔ اس پر یہ آیت انزی۔ رخصت ملی اور فرمایا کہ وہ جو کتاب
 میں منع نہ تھا سو جب ہے کہ ان کا حق پورا نہ دوا دیتیم کے حق کی تاکید
 تھی اور جو بھلائی کیا چاہو تو رخصت ہے ف یعنی مرد کا دل پھر دیکھے
 اور عورت اپنا حق کچھ چھوڑے تو وہ اسے اور حیوں کے سامنے دھری ہے
 حرم یعنی مال پچھا کر کسی کو خوش لگتا ہے الیغیر و راضی ہو جائے گا ف
 یعنی انسان کی طبیعت میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت پر زیادہ دھنا
 سوچا ہئے نامفہوم آپ کو سچا تا ہے بعد اس کے اللہ شخصے والا ہے اور
 اوپر میں لکھتی یہ کہ نہ اسکو آپ اکرام سے رکھو نہ چھوڑو کہ اور کسی سے نکاح کرے
 فتح الرحمن گذارند اللہ اعلم ۱۲ مترجم گوید یعنی غائب تھی شہ و آزمائی
 کہ نبیہ باشندہ با او شوہر او موافقت کند واللہ اعلم ۱۲۔

وَالَّذِينَ ضَعَفُوا مِنْ اَوْلَادِنَا لَا وَاَنْ تَقُوْمُوا لِلْبَيْتِ

اور حکم ہے ناتوان لڑکوں کا اور یہ کہ قائم رہو بیویوں کے حق میں

بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ

انصاف بہ اور جو کرے بھلائی سودہ اللہ کو

عَلِيْمًا ۱۲۷ وَ اِنْ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا اَوْ

معلوم ہے و اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لئے سے شہ یا

اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا

جی پھر جانے سے تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کریں آپس میں کسی طرح صلح

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۱۲۸

اور صلح خوب بہتر ہے اور دونوں کے سامنے موجود ہے حرص و اور اگر

تَحْسِنُوْا اَوْ تَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۱۲۹

تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے و

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوْا اَنْ تَعْدُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور تم نہ ہو گے برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو اگرچہ اس کی حرص کرو

فَلَا تَسِيْرُوْا كَالْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۱۲۹

سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک عورت کو جیسے اوپر میں لکھی و اور اگر

تَصْلِحُوْا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۳۰

اصلاح کرنے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے و اور اگر

يَتَّقُوا فَلْيَعْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ۱۳۱ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا

دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو بے پرواہ کرے گا اپنی کفالت سے اور اللہ کشائش والا

حَكِيْمًا ۱۳۰ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۱۳۱

تدبیر جاننے والا ہے اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین ہے و اور

منزل ۱

اس سے زیادہ سب سے زیادہ

۱۹ یہاں سے منافقین مدینہ کیلئے تہجری ہیں۔ اٰمنوا ماضی سے

مراد ایمان باللسان ہے اور اٰمنوا سے مراد ایمان بالقلب ہے۔

منافقین جو ظاہری اور بیانی ایمان لائے تھے ان سے فرمایا کہ اخلصوا

ولی اعتقاد کے ساتھ اللہ کی توحید اس کے رسول کی رسالت اور دیگر تمام

مذہبیات پر ایمان لاؤ اور الخطاب للمنافقین الموصین ظاہر دفعی

اٰمنوا اخلصوا الایمان (روح ج ۵ ص ۱۹) اٰھی یا ایہا الذین

اٰمنوا انصافاً اٰمنوا اخلاصاً (مبارک ج ۱ ص ۱۹) والمعنی یا ایہا الذین

اٰمنوا بالسننہم ولم تؤمن قلوبہم اٰمنوا بقلوبکم الخ (خازن ج ۱ ص ۱۹)

یا اٰمنوا ماضی سے مراد ہے اٰمنوا بالکتاب السابقۃ والرسول

السابقین اور اٰمنوا امر سے مراد اٰمنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

والقرآن یعنی جو گزشتہ کتابیں اور رسولوں پر لائے ہوئے آخری رسول

اور آخری کتاب پر بھی ایمان لاؤ۔ اس صورت میں خطاب تمام مل

کتاب سے ہو گا۔ قیل ہو خطاب لائل الکتاب جمیعاً والمعنی یا ایہا

الذین اٰمنوا بوحی والتورۃ والعیسیٰ والانجیل اٰمنوا بحجۃ القرآن۔

(خازن) ۲۰ یہ تمام منافقوں کو تہجری ہے اور بار بار ایمان لانے

اور کفر کرنے کی مفسرین نے متعدد توجہیں کی ہیں لیکن سب سے

دل لگتی بات یہ ہے کہ اس سے ان کے تردد اور تذبذب کا بیان

مقصود ہے۔ قال القفال رحمۃ اللہ علیہ ولیس المراد بیان

هذا العدد بل المراد ترددہم کما قال مذہب من بین ذلک

لا الی ہولاء ولا الی ہولاء (مکرم ج ۳ ص ۱۸) اور ازادوا

کفر اسے مراد یہ ہے کہ کفر کے ساتھ ساتھ کافروں سے اندر دنی

تور پر دستی بھی رکھتے ہیں پھر بشیر المنافقین سے منافقوں کے

لئے تحذیب اخروی ہے۔

لموضع قرآن۔ یعنی گواہی میں مخلوط کی خاطر نہ کرو اور محتاج

لموضع قرآن پر ترس نہ رکھاؤ اور قرابت نہ دیکھو حق ہو سو کہو

اور اگر سچ کہا پر بیانیان سے کہتے کہ شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام

کی رکھ لی یہ بھی گناہ ہے ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو

ظاہر میں مسلمان ہیں موان کو تفسیر کے جب تک کہ سے یقین نہ لادیں ان

سب چیزوں کا تو خدا کے یہاں مسلمان نہیں ہیں یعنی ظاہر میں مسلمان ہے

اور دل سے جھٹکتے ہے تو اگر آخر کو یہ یقین مرے تو کافر کے برابر ہیں ان کو

بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں راہ نہ ملے گی۔

یہاں یہاں سے منافقین مدینہ کیلئے تہجری ہیں۔ اٰمنوا ماضی سے

مراد ایمان باللسان ہے اور اٰمنوا سے مراد ایمان بالقلب ہے۔

منافقین جو ظاہری اور بیانی ایمان لائے تھے ان سے فرمایا کہ اخلصوا

ولی اعتقاد کے ساتھ اللہ کی توحید اس کے رسول کی رسالت اور دیگر تمام

مذہبیات پر ایمان لاؤ اور الخطاب للمنافقین الموصین ظاہر دفعی

اٰمنوا اخلصوا الایمان (روح ج ۵ ص ۱۹) اٰھی یا ایہا الذین

اٰمنوا انصافاً اٰمنوا اخلاصاً (مبارک ج ۱ ص ۱۹) والمعنی یا ایہا الذین

اٰمنوا بالسننہم ولم تؤمن قلوبہم اٰمنوا بقلوبکم الخ (خازن ج ۱ ص ۱۹)

یا اٰمنوا ماضی سے مراد ہے اٰمنوا بالکتاب السابقۃ والرسول

اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهِمَا فَلَ

اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے سو

تَسْبِعُوا لَهُ هَوًى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلَوْا وَ

تم بیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملو گے یا

تَعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا

بچا جاؤ گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے وہ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْحَكِيْمِ

ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر

الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ اَنْزَلَ

جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی

مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَ

پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور

رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا وہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ اٰزَدُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا

پھر بڑھتے رہے کفر میں وہ تو اللہ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِيْرَ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنْ لَهُمْ

نہ دکھلاوے ان کو راہی نہ خوش خبری سنائے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاءَ

عذاب دردناک وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق

منزل

فتح الرحمن دحض شد اور بتفصیل تصدیق اپنی چیز باہر کر دین
واللہ اعلم، ۲۰ یعنی امر کر دینا ۱۳۸ منفرجہ گوید از ایجاد وینافتا
بیاں میفرماید واللہ اعلم ۱۲۔

مِنْ دُونِ الْمَوْمِنِينَ أَیَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ

العِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ (۱۶۹) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ

عزت و انکساری واسطے ہے ساری اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتَ اللّٰهِ یُکْفَرُ بِهَا وَیَسْتَفْزِیْهَا فَاٰیٰتَ اللّٰهِ تَقْعَدُوْنَ

جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو یہ بیٹھو

مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا

ان کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو ختم بھی
وَمِنْهُمْ مَنْ أَنَّىٰ اللَّهُ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ

انہیں جیسے ہو گئے اللہ انہیں کرے گا منافقوں کو اور کاروں کو روزخ میں
جَمِيعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ

ایک دفعہ وہ مسافق جو تنہا سی تاک میں ہیں پھر اگر تم کو

فَدَحْ مِنْ اللّٰهِ قَالُوا اَلَمْ تَكُنْ مَعَكُمْ وَاِنْ كَانَ

فَمَنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْمُنَافِقَةِ فَلْيَمْلِكْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ مُّذِقُهُمْ عَذَابَهُمْ ۚ إِنَّ عَذَابَ الْمُنَافِقِينَ فِي النَّارِ مُّجَرَّدٌ ۖ لَّهُمْ فِيهَا زُجْجَةٌ ۚ

نَصِيبُ هَؤُلَاءِ كَافِرُونَ كُو
تو کہیں کیا ہم نے تمہیں نہ لیا تھا تم کو فٹ اور

بچا دیا تم کو مسلمانوں سے **فَسَوَّاهُ فِصْلًا** کر کے کا تم میں
الْقِيَمَةُ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر
سَبِيلًا ﴿۱۴۱﴾ إِنَّ السَّافِقِينَ يَجْعَلُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

غلبہ کی راہ و فتح البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا لے گا
منزل ۱

منزل ۱

١٥١

مکتوب اخروی ۱۳
مکتوب اخروی ۱۳
مکتوب اخروی ۱۳

سید منافقین کے خلاف
محکم دلائل سے مزین

۹۳ یہ منافقین کی ایک خباثت کا بیان ہے کہ ظاہری طور پر تو وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر ان کی دکان کافروں سے ہے اور ان کی دلی سمجھ دیاں بھی کافروں کے ساتھ ہیں اور جب وہ آپس میں بیٹھتے ہیں تو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ایمان والو تم ان سے الگ رہو۔ اَلَّذِينَ يَتَرَكَوْنَ بَيْنَكُمْ اَنْ كَمَ دُلُوں كَمَ كُھُوں كَا يه مآل هے كه هر وقت تم پر مصيبت كے منتظر رہتے هیں اور ان كى دورخى پالىسى كا نمونہ بهى ديكه لو جب الله كى طرف سے تم كو كافروں پر فتحه حاصل هوتى هے تو تم پر اپنا حق جملاتے هیں كه هم تمهاىء ساتھ تھے اور جهاد ميں تمهاىء شريك تھے اور اگر اتفاق سے كافروں كى فتح هوگى تو فخر اُن كے پاس سپنجكرن پر اپنا احسان جملاتے هیں كه هم (مسلمانوں كى فوج) بوجہ منافقت اور ظاهرى اسلام اپنے كو مسلمانوں ميں داخل كرتے هیں، تم پر غالب آچكه تھے مگر هم نے اپنى خوش تدبيرى سے لڑاى كا رخ بدل ديوا اور تمهاىء شكست فتح ميں تبديل هوگى يه محض اس لئے هوا كه هم نے تمهاىء خفيه طور پر مدد كى اور تمهاىں پناه دى اور مسلمانوں كو تم سے روك ليا۔

وضوح قرآن و جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب میں بیٹھے لگے چاہے آپ نہ کہے وہ منافق ہے و اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق میں ہوا درگزر ہوا سے بھی نہ کہے یہ بھی نفاق ہے۔

و این یعنی از زمره شما ایم ۱۳ و مترجم گوید یعنی
فتح الرحمن خواه نخواه شماره اوصاف دادیم که با مسلمانان
بجنگید و بکشد اشیتم که بمصلحت دیگر عمل کنید و الله اعلم ۱۲ و مترجم
گوید یعنی سعی کردیم که من و مسلمانان بشتان رسد و الله اعلم ۱۳ - و
ترجم گوید یعنی نشود که اسلام را مستأصل گردانند و الله اعلم ۱۴ -

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُفًّا يَوْمَئِذٍ يَرَوُنَّ النَّاسَ

اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہائے جی سے لوگوں کو دکھانے کو

وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۳۲ قَدْ بَدَّلْنَا بَيْنَ ذَلِكَ

اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا اور ہمیں چلتے ہیں دونوں ہم کو بیچ

لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلْ اللَّهُ فَمَا لَهُ

نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ

يُجَدِّلَهُ سَبِيلًا ۝۱۳۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

پاؤں کا تو اس کے واسطے نہیں راہ اے ایمان والو نہ بناؤ

الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَمَّا الَّذِينَ

کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر اللہ کیا لیا چاہتے ہو

أَنْ تَجْعَلُوا اللَّهَ عَالِيَكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝۱۳۴ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اپنے اور اللہ کا الزام صریح ہے شک منافق ہیں

فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَهُمْ صَابِرِينَ ۝۱۳۵

سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پائیں گے ان کے واسطے کوئی مددگار

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا

مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص

دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِي

ہم ہر دار جوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۳۶ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ

اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب کیا کرے گا اللہ تم کو

بَعْدَ إِبْرَائِيمَ إِنَّ شُكْرَكُمْ وَأَمْنَكُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝۱۳۷

عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو ۱۳۷ اور یقین رکھو اور اللہ نذر دان ہے سب کچھ جاننے والا

منزل

منافقوں کے منافقین

منافقین اور منافقین

منافقین اور منافقین

منافقین اور منافقین

۱۳۲ یہ خطاب بھی انہی لوگوں سے ہے جو منافقانہ طور پر مومن تھے اور کافروں سے دوستی رکھتے تھے یا یہ خطاب عام ہے مومنوں اور منافقوں سب کو شامل ہے قال ابن عطیة خطابه للمؤمنین بدخل فیہ بحکم الظاہر المنافقون المظہرون للایمان (ہجرت ۳ ص ۳۷۳) إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یہ منافقین کے لئے تخریفاً اخروی ہے إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا یہ حکم مذکور سے استثناء ہے یعنی جن منافقوں نے نفاق سے توبہ کر لی اور دل کے اخلاص سے ایمان قبول کر لیا ان کو مذکورہ بالا عذاب نہیں ہوگا بلکہ جنت میں مخلص مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم پائیں گے۔ ۱۳۳ یہ خطاب منافقوں سے ہے یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے نعمات کی مستدناسی کرو اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ تو اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں بلا وجہ عذاب دے وہ تو قدر دان ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس پر خالص ایمان لائے وہ ضرور اسکو اچھا بدلہ دے گا۔

الایحی اللہ

منزل

موضح قرآن تبارک و تعالیٰ کے کلمات اللہ تعالیٰ کے

سے دیا گیا ہے۔ ۱۲۔

س ممد است یا یاں کتاب الاعلوانی - والہ اعلم -

لئے تھے تو پھر وہ آپ پر ایمان لے آئیں گے آیت کے اس حصے میں اسی سوال کا ذکر ہے اس کے بعد پورے رکوع میں یہود کے لئے زحریٰ میں اذان کی بدنامی اور شرارت نفس کا ذکر ہے کہ ان کا یہ سوال کوئی نئی بات نہیں بلکہ ان کی پوری تاریخ ہی اس قسم کی شرارتوں سے بھری پڑی ہے پھر آیت (۲۳ ع) سے اصل سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ یہودی ایک شرارت کا ذکر ہے یعنی آپ سے تو انہوں نے یہی سوال کیا ہے کہ دفعۃً کتاب لائیں۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو انہوں نے یہاں تک مطالبہ کر دیا تھا کہ جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے اس وقت تک نہیں مانیں گے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری کے گوسالہ کی پرستش بھی کی تھی حالانکہ مسئلہ توحید ان پر واضح کیا جا چکا تھا فَتَخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ شَيْءٍ تَرْتِيبَ كَيْفَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ

النساء ۴

۲۵۰

لا یحبہ اللہ ۶

السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا

آسمان سے منہ سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑی چیز منہ اور کہا تم کو دکھلاؤ

اللَّهِ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ بَطْلِهِمْ ثُمَّ

اللہ کو بالکل سلسلے سو آپڑی ان پر بجلی ان کے گناہ کے باعث پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ

بنالیا پھر اے کو یہود بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکے تھے بعد

فَعَفَوْا عَنْ ذَلِكَ وَاتَّبَعُوا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝۵۳

پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا ہم نے موسیٰ کو طلبہ صریح

وَرَفَعْنَا قَوْمَهُمُ الطُّورَ مِثْلًا قَوْمٍ وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا

اور ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ قرار لینے کے واسطے اور ہم نے کہا ان سے داخل ہو

الْبَابَ سَجَدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا

دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے کہا کہ زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے اٹے لیا

مِنْهُمْ قَيْثًا غَلِيظًا ۝۵۴ فَمَا نَقْضُ لَهُمْ مِيثَاقَهُمْ

تو ان کو جو سزا ملی سوان کی عہد شکنی پھر اور

وَقَوْلِهِمْ كُفِّرْهُمْ بَايَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بَغْيًا وَحَقِّ وَقَوْلِهِمْ

منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے منہ اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور

قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بِكْفَرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ

اس کہنے پر کہ ہمارے دل غلاف سے منہ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے ہر کردی ان کے دل پر کفر کے سبب سوان انہیں لائے

إِلَّا قَلِيلًا ۝۵۵ وَيَكْفُرُهُمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا

مگر گم اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان

عَظِيمًا ۝۵۶ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ

باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

منزل ۱

تعلیق دہری کے لئے ہے کیونکہ گوسالہ کی پرستش کا واقعہ مذکورہ سوال (ارنا اللہ جہرۃ) سے پہلے کا ہے۔

یہ ان کی انتہائی سرکشی اور نافرمانی کا بیان ہے۔ وہ انتہائی سرکش تھے ہم نے ان پر گورہ طور اٹھا کر ان سے اطاعت کا عہد لیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ تم شہر میں جاؤ اور اللہ کے گھر میں اس کی عبادت بجالاؤ نیز ہم نے ہفتہ کے دن ان کو بچھلی کا شکار کرنے سے منع کر دیا تھا اور ان تمام چیزوں کا ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا مگر انہوں نے صرف ان عہد و مواثیق کو توڑا بلکہ اور بھی بہت بڑے سنگین جرموں کا ارتکاب کیا جس کے نتیجہ میں انہیں طرح طرح کی سزائیں دی گئیں لہٰذا بارے سبب اور مازائدہ ہے یہاں سے یہود کی ان شرارتوں کا بیان ہے جو ان کی سزا کا سبب ہوئیں جس کا ذکر آگے حرمنا علیہم طیبات میں آ رہے چنانچہ وہ قتلہم۔ وکفرہم و قتلہم۔ و بصدہم و اخذہم الریوا اور واکلہم اموال الناس یہ سب قبہ ناقضہم پر معصوف ہیں اور سب حرمنا سے متعلق ہیں یعنی ان کی یہ تمام شرارتیں ہی اس بات کا سبب بنیں کہ ہم نے بطور سزا بعض طلال چیزیں ان پر حرام کر دیں لَئِنْ غُلْفٌ۔ غلظت کی جمع ہے جس کے معنی

فرق کے ہیں۔ یہودی کہتے تھے ہم خود اصل کتاب ہیں اور سارے دل علوم و معارف سے پڑیں اور ہم کافی لکھے پڑے ہیں اور پہلے سے ہی ہدایت پر ہیں اس لئے ہمیں قرآن کی ضرورت نہیں اسی وجہ سے اللہ فتن مستغنون کا عن غیوہ قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عطاء (روح ج ۶ ص ۴۹) بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قُلُوبَهُمْ

کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ہر جہادیت مار دی ہے اس لئے اب ہدایت اور علم کی کوئی بات ان کے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ بھی یہود کا ایک جھنڈا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ بھاران کے غلط دعویٰ کے نزدیک فرمائی کہ عیسیٰ ابن مریم کو قتل کرنا تو درگزر انہوں نے اس کو سولی پر چڑھا

لگ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے خبیث ہاتھوں سے بچا لیا۔ وکفرہم کھڑا اس کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ایک دوسرے شخص پر ڈال دی گئی اور اسے ان کا شبہہ اور مشکل بنا دیا گیا جسے یہودیوں نے مسیح سمجھ کر سولی دے دی جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دینے کے لئے گرفتار کرنے گئے تو ایک شخص طیطانوس نامی کو اس مکان میں داخل کیا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام تھے جب طیطانوس اندر داخل ہوا تو مسیح علیہ السلام کو دھان نہ پایا کیونکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور طیطانوس کو ان کا مشکل بنا دیا وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے اسے مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ یہ شخص سخت ترین شریعت تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس سے سخت اذیت پہنچی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس کی شرارتوں کا بدلہ دیدیا۔ دوم یہ کہ وکفرہم شبہہم (یعنی معاملہ ان کے لئے مشتہہ کر دیا گیا) یہ ان یہودیوں کے بائیس میں ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم میں کہتے چلے آ رہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دیدی گئی اور یہ شبہہ میں ڈالنے والے زمانہ مسیح کے

اور مشکل بنا دیا گیا جسے یہودیوں نے مسیح سمجھ کر سولی دے دی جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دینے کے لئے گرفتار کرنے گئے تو ایک شخص طیطانوس نامی کو اس مکان میں داخل کیا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام تھے جب طیطانوس اندر داخل ہوا تو مسیح علیہ السلام کو دھان نہ پایا کیونکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور طیطانوس کو ان کا مشکل بنا دیا وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے اسے مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ یہ شخص سخت ترین شریعت تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس سے سخت اذیت پہنچی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس کی شرارتوں کا بدلہ دیدیا۔ دوم یہ کہ وکفرہم شبہہم (یعنی معاملہ ان کے لئے مشتہہ کر دیا گیا) یہ ان یہودیوں کے بائیس میں ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم میں کہتے چلے آ رہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دیدی گئی اور یہ شبہہ میں ڈالنے والے زمانہ مسیح کے

علماء سورت تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تو انہوں نے فلان کسی کو پکڑ کر پھانسی دیدی اور کسی کو اسے دیکھنے نہیں دیا اور کسی کو اس کے قریب آنے دیا اور پھر اسے ذبح کر دیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پھانسی دیدی ہے اس سے لوگوں کو شبہ ہو گیا کہ شاید ایسا ہی ہوا اور اس معاملے کا چوتھو معنی ادیچشم دیدگاہ کوئی نہیں تھا اس لئے یہ بات شبہ سے آگے بڑھ کر یقین کی حد تک نہ پہنچی یہ قول حضرت مولانا نورسلاہ صاحب نے امام ابن حزم کی کتاب الملل والنحل سے عقیدۃ الاسلام (صفحہ ۱۷۱) میں نقل کیا ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجمہ کر دیا ہے **فانما** کا اعادہ تاکید کے لئے ہے یعنی کسی ختم کا قتل واقع نہیں ہوا نہ سولی سے نہ بغیر سولی کیونکہ نفی مطلق قتل کی ہے اور یقیناً نفی قتل کی تاکید ہے اور مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو ہرگز قتل نہیں کیا اور عدم قتل نہایت ہی پختہ اور ثابت شدہ حقیقت ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں وما قتلوه حقاً اس پر علامہ ابو حیان لکھتے ہیں فان تصابروا علی انہ مؤکد لمضمون الجملة المنفیة کقولہ ما قتلوه حقاً ای حق انتفاء قتله حقاً بمرحہ ۲ ص ۱۳۱ اسی طرح امام سنہی لکھتے ہیں وما قتلوه حقاً فیجعل یقیناً تاکیداً لقولہ وما قتلوه ای حق انتفاء قتله حقاً مدارک ج ۱ ص ۱۳۱ بل رفعہ اللہ الیدینی جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اسے تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا اور وہ زبردست اور محکم والا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ان آیتوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بچھڑے غصہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔ مسیح علیہ السلام کے رفیع جہانی میں اعادیت نبویہ حد تو اترو کہ پہنچ چکی ہیں جیسا کہ مولانا نورسلاہ صاحب نے تصریح میں ان کو ذکر کیا ہے اور پھر اس عقیدہ پر امت کا اجماع بھی ہے کہ کافی البحر المحیط وعقیدۃ الاسلام اس منہج کی مزید تحقیق و تفصیل کیلئے عقیدۃ الاسلام از مولانا سید نورسلاہ کا مطالعہ کیا جائے۔

قتلوه حقاً ای حق انتفاء قتله حقاً بمرحہ ۲ ص ۱۳۱ اسی طرح امام سنہی لکھتے ہیں وما قتلوه حقاً فیجعل یقیناً تاکیداً لقولہ وما قتلوه ای حق انتفاء قتله حقاً مدارک ج ۱ ص ۱۳۱ بل رفعہ اللہ الیدینی جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اسے تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا اور وہ زبردست اور محکم والا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ان آیتوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بچھڑے غصہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔ مسیح علیہ السلام کے رفیع جہانی میں اعادیت نبویہ حد تو اترو کہ پہنچ چکی ہیں جیسا کہ مولانا نورسلاہ صاحب نے تصریح میں ان کو ذکر کیا ہے اور پھر اس عقیدہ پر امت کا اجماع بھی ہے کہ کافی البحر المحیط وعقیدۃ الاسلام اس منہج کی مزید تحقیق و تفصیل کیلئے عقیدۃ الاسلام از مولانا سید نورسلاہ کا مطالعہ کیا جائے۔

اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ ہر کسی کو حقیقتاً ما قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی صداقت کی طرف راجع ہے اور دوسرے کی ضمیر مجرور کا مرجع اصل الکتاب ہے اور دیکھو علیہم شہیداً میں کیوں کا اسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مضرب یکہ ہر اہل کتاب کی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لے آئیگا جیسا کہ ایک اور آیت سے اسکی تاکید ہوتی ہے سَتُوفِّرُهُمْ فِي الْأَقْبَانِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَخْذُ الْحَقِّ (رحمہم اللہ) (سجدة ۶) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن شہادت دیں گے کہ اے اللہ میں نے انہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا لیکن انہوں نے نہیں مانا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک یہی معنی راجع ہے

موضع قرآن اور رسول خدا نہیں کہتے یہ اللہ نے ان کی خدا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اسکو ہرگز نہیں ماریا حق تعالیٰ نے اس کی ایک صورت انکو بنادی اس صورت کو سولی پر چڑھایا پھر فرمایا کہ لعلی بھی اول سے یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کئی باتیں کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ بدن کو مارا ان کی روح اللہ پر اس چڑھ گئی بعضے کہتے ہیں ماریا تھا پھر تین بعد میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کو نہیں مارا سو یہ تہمید اللہ کو ہے اس نے بتایا کہ اس کی صورت کو مارا اور ان کے پکڑتے وقت ہمدانی مرگ گئے تھے اور یہودی بھی نہ پہنچے تھے اس کی خبر ان کو نہ ان کو کوفہ حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہودی میں دجال پیدا ہو گا تب اس جہان میں اگر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ سب ان پر ایمان لادیں گے کہ یہ کھڑے نہ تھے بلکہ یعنی اوپر سے سب شرارتیں ان کی جوڑ کر ہیں بعضی پہلے ہوتیں اور بعضی پیچھے لیکن مجاہد یہ کہنا پر دلیر تھے اس واسطے ان کے لئے شریعت سخت رکھی کہ کسی گنہگار کو نہ

گئی بعضے کہتے ہیں ماریا تھا پھر تین بعد میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کو نہیں مارا سو یہ تہمید اللہ کو ہے اس نے بتایا کہ اس کی صورت کو مارا اور ان کے پکڑتے وقت ہمدانی مرگ گئے تھے اور یہودی بھی نہ پہنچے تھے اس کی خبر ان کو نہ ان کو کوفہ حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہودی میں دجال پیدا ہو گا تب اس جہان میں اگر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ سب ان پر ایمان لادیں گے کہ یہ کھڑے نہ تھے بلکہ یعنی اوپر سے سب شرارتیں ان کی جوڑ کر ہیں بعضی پہلے ہوتیں اور بعضی پیچھے لیکن مجاہد یہ کہنا پر دلیر تھے اس واسطے ان کے لئے شریعت سخت رکھی کہ کسی گنہگار کو نہ

فتح الرحمن ص ۱۲۷ کہ عیسیٰ ہودی کو حاضر ثورند زول علی را البتہ ایمان آند و اللہ اعلم ۱۲ و ۱۳ مخرج کوبہ اگر کوئی انکا علی بعد نزول نوریت کردہ بود و تحریم کوم اہل و تحریم ذی قہر و نوریت مذکور بود پس فی الرحمن چونکہ جزا عیسیٰ باشد گوئم نزدیکان بنده ظاہر آنست کہ مراد از تحریم حبسات موقوف دانستن نعمتہائی است کہ سابق ایشان را داده بود و تداو با دشاہی دہوت و نفرت و غیر آن و این مشابہ این آیت است ضربت علیہم الذلۃ و المسکنتۃ الایۃ و ای آیت و حرام علی قرینۃ الملکنا و عیسیٰ جمع کلام با ہم مربوط باشد و اللہ اعلم ۱۲

رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ

جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بھی انکے

وَالَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ

اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ میں شک میں ہیں کچھ نہیں ان کو

مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝۱۵۷

اس کی خبر صرف اٹکل پر جمل ہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ

رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝۱۵۸

اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف شہادہ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا فل اور جتنے

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۚ وَ

فرمے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لادیں گے اس کی موت سے پہلے شہادہ اور

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝۱۵۹

قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہی دل سو یہود کے

الَّذِينَ هَادُوا وَاحْرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتِ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَ

گناہوں کی وجہ سے کھلے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور

بَصَدَّ هُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۚ وَأَخَذَ لَهُمُ الرِّبَا وَأَوَّ

اس وجہ سے روکے تھے اللہ کی راہ سے بہت ف اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور

قَدْرُهُمْ وَأَعْنَتْهُمُ أَغْلَاهُمْ أَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَ

ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے با ناحق اور

أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۶۰

تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں عذاب دردناک دل لیکن جو چننے ہیں

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ

علم میں ان میں سے اور ایمان والے سمجھتے ہیں اس کو جو نازل ہوا

دوم یہ کہ بعد اور موت کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور یوں کا اسم بھی حضرت مسیح ہی ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد اور ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر صحیح ایمان لائیں گے کہ قریب وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ابن اللہ نہیں ہیں۔

اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہادت بھی دیں گے جس کا ذکر سورہ مائدہ کے آخر میں ہے **قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ** پہلے یہاں تقسیم و قولہم، و کفر ہم و قتلہم سے یہودی کی خباثتیں بیان کیں اور ان کی جزا بیان نہیں کی تھی اس لئے بعد عہد کی وجہ فیصلہ کی جائے تبصر سے ان کی خباثتوں کے ذکر کا اعادہ کیا اور پھر حکم متنا علیہم سے ان کی سزا بیان کی یعنی یہ حرمت طہیات کا حکم ان مذکور بالا اسباب کی بنا پر نافذ کیا گیا اور ان شرارتوں کی ان کو یہ سزا دی گئی کہ بعض حلال اور پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دی گئیں۔ لیکن حضرت

شیخ فرماتے ہیں کہ یہاں طہیات سے وہ چیزیں مراد نہیں ہیں جو سورہ انعام کی اس آیت میں مذکور ہیں **وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ** (انعام ۱۴۸) کیونکہ یہ چیزیں تو انجیل سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھیں لہذا ان کی حرمت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی سزا کو ملحوظ قرار دیا جاسکتا ہے اس لئے یہاں مراد یہ ہے کہ حکومت اور باقی

انفکات ان سے چھین لئے گئے **وَأَخَذْنَا مِنْهُ الْبُحْرَيْنِ** الخ یہ ان کے لئے تخیل اخروی ہے **قَالَ** یہ ان علماء اہل کتاب کیلئے بنا رہا ہے جو آخری پیغمبر اور آخری کتاب پر ایمان لے آئے تھے یہ پہلی زجروں سے متعلق ہے یعنی یہ یہودی تو ایسی خباثتیں کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور قرآن کہ نہیں مانتے مگر ان میں جو راستہ فی السلام علماء ہیں وہ تو سب کچھ مان چکے ہیں وہ جس طرح حضرت

موسے علیہ السلام اور نوح علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر بھی ایمان لاکھیں یہ **قَالَ** یہ یسٹک اہل الکتاب یہودی کو زجروں اور

تخالیوں کے بعد اب یہاں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے جو اس سے پہلے رکوع میں گذر چکا ہے یعنی آہستہ آہستہ وحی بھیجنا کوئی آپ کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر گذرے ہیں حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کی طرف اسی طرح آہستہ آہستہ وحی بھیجی جاتی تھی **هَذَا** متصد بقولہ **يُتْلَا** اہل الکتاب ان تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ

کتاباً مِنَ السَّمَاءِ هَذَا علم تعالیٰ الیہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آفرین ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر

أُولَئِكَ سَنُوْثِبُهُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۶۲ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ

سو ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب ہم نے وحی بھیجی تیری طرف

كَمَا اَوْحَيْنَا اِلَى نُوْحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَاَوْحَيْنَا

جیسے وحی بھیجی نوح پر مثلاً اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی

اِلَى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاِسْبَاطِ

ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر

وَعِيسٰى وَيُوْسُفَ وَهٰرُونَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاَتَيْنَا

اور عیسیٰ پر اور یوسف پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی

دَاوُدَ زَبُورًا ۝۱۶۳ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ

داؤد کو زبور اور ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس

قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى

سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے

تَكْوِيْمًا ۝۱۶۴ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِّئَلَّا يَكُوْنَ

تکویم بول کر پیغمبر خوشخبری اور ڈرسانے والے تاکہ باقی نہ رہے

لِّلنَّاسِ عَلٰی اللّٰهِ حُجَّةً ۚ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہے

حَكِيْمًا ۝۱۶۵ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَشْهَدُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهُ

حکمت والا ہے لیکن اللہ شہید ہے اس پر جو تجھ پر نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے

بِعِلْمِهِ ۚ وَاللَّيْكَةِ يُشْهَدُونَ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

اپنے علم کے ساتھ اللہ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ

جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے

ضَلُّوا ضَلًّا بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا

وہ بہک کر دور جا پڑے جو لوگ کافر ہوئے اور حق دبا رکھا

لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُفْرِغَ لَهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا

مگر اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور نہ دکھائے گا ان کو سیدھی راہ

طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى

راہ دور کی راہ گزیر اس میں ہمیشہ اور

اللَّهِ كَيْسِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ

اللہ ہلکا سا ہے اے لوگو تمہارے پاس رسول آچکا

بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَامِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ وَإِنْ

حقیقت بات ہے تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر

تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ

نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا

اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اے کتاب والو مت مبالغہ کرو

فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا

اپنے دین کی باتیں اللہ اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر بچی بات ہے شک

الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ

مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اللہ اور اس کا کلام ہے

منزل ۱

کامرسن تعقد صد من الانبياء (قرطبي ج ۲ ص ۵۸) قاله تعالى اجاب عن هذه الشبهة بان هو لاد الانبياء الاثنى عشر كلهم كانوا انبياء ورسلا مع ان واحدا منهم ما
التي بكتاب مثل التوراة دفعة واحدة (ميرج ۳ ص ۵۸) اور زبور میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور زبور کا عیصرہ ذکر کر کے اس وقت اشارہ فرمایا کہ زبور میں شاذ کتاب بھی متفرق طور پر نازل ہوئی۔ گیارہ
پیغمبروں کا نام بنام ذکر کر کے بعد میں فرمایا کہ ان کے علاوہ بہت سے رسول ایسے بھی گزے ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا ان پر بھی تمام احکام کی وحی دفعتاً نازل نہیں ہوئی تھی ذکر کلمۃ اللہ موسیٰ کا کلمہ

باقی رہا تمہارا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل لانا کہ ان پر تورات

ایک ہی دفعہ نازل ہوئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی وحی تورات ہی میں منحصر نہیں تھی تورات کے علاوہ بھی ان پر وحی

آتی تھی اور وہ تھوڑی تھوڑی ہی نازل ہوتی تھی **تِلْكَ** یہ قرآن

کو نہیں مانتے اور اس پر اعتراضات کرتے ہیں تو اس سے اس کی مدت

میں کوئی فرق نہیں سکتا اس بات کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے

کہ اس کو اسی نے ہی نازل کیا ہے کیونکہ ایسی جامع۔ بلند مضامین الٰہی

اور معجز کتاب غیر اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتی اس طرح قرآن خود

ہی مشہود ہے اور خود ہی مشہود علیہ ہے پھر ان الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصَدُّوا

سے تحریف اخروی ہے یعنی اے یہود اب بھی وقت ہے کفر و انکار اور

ضد وعناد سے باز آ جاؤ اور ایمان لے آؤ ورنہ یاد رکھو اللہ کے قبضہ کی

نہیں بچ سکتے ہو کیونکہ ساری کائنات اس کے تصرف و اقتدار کے

تحت ہے وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا یا تمہیں اللہ سے قن

جاء کلمۃ الرسول سے خطاب عام کے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانے کی ترغیب دی کہ اس پر ایمان لاؤ اور مسئلہ توحید مان لاؤ

اللہ کے سوا حضرت عمرؓ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو پکارنا چھوڑ

دو کیونکہ وہ اللہ نہیں ہیں اللہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے **اللہ** حضرت

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب نصاریٰ سے ہے کیونکہ حضرت

مسیح علیہ السلام کو اللہ انھوں نے ہی بنایا تھا لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں

کہ یہ خطاب یہود و نصاریٰ دونوں سے ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ پہلے

یہی تمام زمریں یہود سے متعلق ہیں یعنی اے یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں

براز کہو اور وہ یہود نہیں اور آخری پیغمبر برسی اعراض نہ کرو دونوں کو

مانو ہاں میں خداست کہو و لا تقولوا ثلثہ غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنے

کے ہیں اور یہ دونوں فرق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حد سے

گزر چکے تھے یہودی ان کی شان میں گستاخی کرتے اور کہتے تھے کہ الٰہی ذات

وہ زانیہ کہہ بیٹھے ہیں اور نصاریٰ ان کو ان کے رتبے سے بڑھا کر خدا کا

بیٹا اور اس کا نائب سمجھنے لگے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں

جماعتوں کو ان کے بارے میں غلو اور تجاوز عن الحد سے منع فرمایا۔

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

لا تخافوا ولا تحزنوا فاعلموا ان اللہ فی حقہم لیس فی حقہم لیس

را تعریف اخروی
بہتے لکھنا کہ کتاب

سہ تفسیر کی ترتیب

سہ تفسیر کے یہود
یعنی نہ اس پیغمبر پر
اندر وہ عبادت کو
گردا گرد ہی عیسیٰ
علیہ السلام کو پکارو
دونوں کے لئے

یہی ۱۲

حقن قالوا انما بن الزنا وغلط النصاری فی مافعد عن مقدارہ حیث جعلوا ابی اللہ (مدارک ج ۱ ص ۱۱۳) حضرت مسیح مریم صدیقہ کا بیٹا ہے جو معجزانہ طور پر محض کلمہ کن ہو کر پاپ حضرت
وضوح قرآن اور کسی سے نہ ہوئی۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید ازینجا شروع میفرماید در رد شبہ نصاریٰ والشرع ۱۲
موضح قرآن ۱ یعنی عذری بلکہ نہ ہے کہ ہم کو تیری مرضی
۱ یعنی تاگویند کہ تعصیر مانیت ہے
فتح الرحمن نزدیک مانیامد ۱۲
ادو تدریکہ اولاً اگر تیرہ تدریکہ کرے تو اس کی حاجت نہیں۔

الْقَهَّارِ إِلَىٰ ذَرِيْمٍ وَرَوْحٍ مِّنْهُ زَفَامُنُو بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ
 جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سومانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو
 وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً ۖ إِنَّهُمْ مُّوَٰخِرٌ ۚ الْكُفْرُ إِنَّمَا إِلَهُ ۙ
 اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے واسطے بیشک اللہ معبود ہے
 وَاحِدٌ ۚ سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَهُ مَا فِي
 اکیلا اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ
 السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۚ لَنْ
 آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کا سارا
 يَسْتَنكِفَ السَّيْمِمْ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلِكُ
 مہج کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اللہ اور فرشتوں کو
 الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَنْ يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَةِ وَيَسْتَكْبِرْ
 جو مقرب ہیں اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے
 فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ
 سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أَجْرَهُمْ وَهُمْ
 ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا کرے گا ان کا ثواب اور
 يَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ
 زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے
 اسْتَنَكَفُوا ۖ اسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ
 عار کی اور تکبر کیا سوان کو عذاب دیگا عذاب دردناک
 وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۙ
 اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

منزل ۱

مریم کے لعل سے پیدا ہوئے اور وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اس لئے
 انہیں ابن ترانہ مت کہو بلکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان پر
 بھی ایمان لانا اور عیسائیوں سے فرمایا وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً یعنی تین
 خدا مت کہو والا تو ایک ہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو الہ مت کہو بلکہ ان کو اللہ کا رسول مانو ۳
 یہ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً سے متعلق ہے استسکات کے معنی ناک بھوں
 چڑھانے کے ہیں یعنی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین یا تحقیر
 نہیں کیونکہ وہ تو خود اللہ کی عبادت سے نفرت نہیں کرتے اور اس کا
 بندہ اور عابد ہونے سے ناک بھوں نہیں چڑھاتے پھر تم انہی کو معبود
 بتاتے ہو یہی حال فرشتوں کا ہے وَمَنْ يَسْتَنكِفْ زَجْرٌ ہے اور قَاطِبًا
 الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ بَشَارَتِ اخروی ہے وَأَمَّا
 الَّذِينَ اسْتَنَكَفُوا ۖ الخ تنویف اخروی سے ۱۲ یہاں سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب اور پھر نَافِثًا
 الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَآخِزْتُمْ اِيْمَانُ لَانِے دالوں کے لئے
 اخروی بشارت ہے برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نو
 سے قرآن مجید مراد ہے اسی رسولہ یہ بھی المستکبر لا عجز
 (وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مَّبِیْنًا) قرآن الیستضاء بہ فی ظلمات
 الخیرۃ (مدارک ج ۱ ص ۱۸۱) یعنی برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مراد ہیں جو بذریعہ معجزات منکرین پر غالب آئے اور نور میں سے مراد
 قرآن ہے جس کے ذریعہ شکوک و شبہات اور حیرت کے اندھیروں میں
 روشنی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح امام ثوری اور حسن سے منقول ہے
 (برہان من ربکم) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 والنور المنزل هو الفلکات (قرطبی ج ۶ ص ۲۸) علی بن ابی حمزہ حضرت
 ابن عباس رضی عنہما قنادہ ۲۰۰۰۰۰ سے بھی یہی منقول ہے (روح ج ۲
 ص ۱۲۷)

موضع قرآن میں خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جگہ بتاتے
 موضع قرآن ہیں باپ، بیٹا اور روح القدس فرمایا کہ دین
 کی بات میں بالذکر عیب ہے ایک شخص کو اعتقاد ہو تو اس کی تعریف
 میں حد سے نہ بڑھے جتنی بات تحقیق ہو دی گئی اور فرمایا کہ فی الحقیقت
 یہاں جتنے یہ اللہ کو لائق نہیں اور بتایا کہ اس کو پیش کار کی حاجت
 نہیں وہ پس ہے کام بنانے والا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ﴿۴۳﴾

اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اللہ اور

بِاللَّهِ وَاعْتَصِمُوا بِهِ فَيَسِيْدَ خَلْقُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَ

فَضْلٍ وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۵﴾

نفل میں اور پہنچا دے گا ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِنُكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنَّ أَمْرًا

هَلَكًا لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ

وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ

كَانَتْ اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّكْلَانِ مِمَّا

تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رَجُلًا وَنِسَاءً

فَلِلذَكَرِ مِثْلُ حِظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ

لَكُمْ أَنْ تَضْلُوا وَاللَّهُ يُكَلِّمُ شَيْءٍ عَلَيْهِ ﴿۴۶﴾

نہاے واسطے تاکہ تم گمراہ نہ ہو کلام اللہ ہر چیز سے واقف ہے واللہ

منزل

مذخری رسول اور آخری کتاب ایمان لانے کی ترغیب ۱۲

عشر اربعہ عشر مؤمنین ۱۲

مذکورہ کے لئے میں بھی احکام کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں صحت کی صورت میں صحت کے لئے احکام کا بیان ۱۲

۴۴

یہ سورت کا خاتمہ ہے اور احکام رعیت میں سے حکم وراثت پر تنویر ہے یعنی مسئلہ کلالہ پر جو کمالہ کی بعض صورتیں گذشتہ آیت میں مذکور تھیں اس لئے ان کے بارے میں لوگوں نے سوال کیا تو اس کے جواب میں تفصیلی شقوق کے ساتھ یہ آیت نازل ہوئی یہ قرآن بیت کی ابتدا میں احکام کا بیان تھا اس لئے خاتمہ میں بھی احکام بیان کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سورت کا اصلی مقصد بیان احکام ہے اور اس سورت کا ربط اک عمران سے یہ بھی ہے کہ اس میں عدم اعتقاد عبادت و پکار کے اعتبار سے شرک کی نفی تھی یہاں عدم اعتقاد احکام کے اعتبار سے شرک کی نفی ہے یہی وجہ ہے احکام میراث کی مخالفت اور قتل عمد پر غلو فی النار کی وعید سنائی گئی میرا کہ وہ من یقتل مومنًا متعمداً کے تحت گذر چکا ہے۔ کلالہ کا حکم پہلے رکوع ۲ میں بھی گذر چکا ہے یہاں پھر حکم بیان کیا گیا ہے بظاہر دونوں حکموں میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں کیونکہ کلالہ ایسی جی جس کے اصول و فروع میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو اگر مر جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے مادری بھائی بہنیں اس کے وارث ہوں دوم یہ کہ پدری ہوں سوم یہ کہ عینی ہوں تینوں کے احکام مختلف ہیں دوسرے رکوع میں پہلی صورت کا حکم بیان کیا گیا تھا اب یہاں باقی دو صورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے اس لئے یہاں اخذ سے عینی (ماں باپ دونوں کی طرف سے) اور پدری بہن مراد ہے۔

والمراد بالاخت الاخت من الاولین والاب لاب لاب الاخت من الام فرضی ہا الذہ دس قدر بیانہ فی صدر السورۃ الکونۃ وروح ج ۱۲ اس آیت میں کلالہ کی وراثت کی چار صورتیں کو میں پہلی صورت ولہ اخت فلمہا نصف ما ترک یعنی اگر کلالہ کے دوا میں صاحب قرض صرف ایک مذکورہ بالا بہن ہی ہو تو ترک کا نصف اسے بطور فرض ملیگا اور باقی عصبات میں تقسیم ہوگا اگر عصبات تینوں تو باقی نصف بھی بطور کلالہ کی بہن کو ملیگا ۱۲ یہ دوسری صورت ہے اگر بھائی وارث ہو اور اس کی بہن مر جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی اس کے ساتھ ترک کا وارث ہوگا اسی الذہ بیت الاخت جیسے مالہا ان قدر الہا مر علی العکس من موتھا وبقائہا ومرارک ج ۱۲ تیسری صورت فَاِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّكْلَانِ مِمَّا تَرَكَ اور اگر کلالہ کی دو بہنیں ہوں تو ان کو بدستور مذکور ترک کا دو تہائی حصہ ملیگا چوتھی صورت فَاِنْ كَانُوا إِخْوَةً رَجُلًا وَنِسَاءً ذہن انہ اور اگر کلالہ کے دوا اس کے بھائی اور بہنیں مخلوط ہوں تو ترک کی تقسیم لکڑ کرشل خط الانثیین کے طریق پر ہوگی یعنی ترک اس میں صحت کے لئے احکام کا بیان ۱۲

جاتا ہے اور اس کا علم ہر چیز پر عادی ہے اس لئے وہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے جس میں تمہاری مصلحت اور تمہارا دینی اور دنیوی سائد ہو۔

صفحہ قرآن کو ادھا اور دو کو دو تہائی اور ملے ہوں بھائی بہن۔ تو مرد کو حصہ دوم اعمدت کو اکرا اور جو زرے بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہیں یعنی حصہ میں معین نہیں وہ عصبات فاضلہ اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبت سے یعنی حصہ داروں سے بچے سورہ لے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گویہ یعنی اعیانی و اگر نباشد عطائی قائم مقام اعیانی بود ۱۲۔

سورة نسا میں آیات توحید

مع مختصر خلاصجات

- ۱- وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (ع ۶) نفی شرک فی الدعاء
- ۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (ع ۷) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۳- اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (ع ۱۱) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۴- إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (ع ۱۸) نفی شرک ہمہ اقسام
- ۵- إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا لِنُفْذِهِمْ أَفْعَالَهُمْ إِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا (ع ۱۸) نفی شرک اعتقادی
- ۶- وَقَالَ لَا تَخُذْ مِنْ عِبَادِي فَصِيبًا مَفْرُوضًا (ع ۲۱) نفی شرک فعلی
- ۷- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقْفُوا عَلَى اللَّهِ أَلَا الْحَقُّ طَرِيقًا مُسْتَبِيمًا (ع ۲۳) نفی شرک اعتقادی و نفی
- ۸- لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ (ع ۲۴) نفی شرک اعتقادی و نفی

آج بروز ہفت تبایخ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۶۳ء سورہ نسا کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ ابداً و علی سائر عبادہ الصالحین لیلاً و نهاراً

خلاصہ سورہ مائدہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول ابتدائے سورت سے لیکر رکوع نمبر ۶ میں واللہ علی کل شیء قیوم تک ہے۔ اس حصے میں شرک کی مذکورہ بالا دونوں قسموں کا رد کیا گیا ہے۔ شروع سے لیکر رکوع ۳ میں وَسَوْفَ يُنِيبُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ تک شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے۔ اور اس کے متصل بعد یَا هَلْ أَلِکَ الْکِتَابُ قَدْ جَاءَکُمْ رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُمُ الْإِسْلَامَ سے لے کر حصہ اول کے آخر تک میں شرک اعتقادی کی نفی کا ذکر ہے۔ شرک فعلی کے رد کے دوران یَا ایہ الذین آمنوا اذ امنتموا اذ الصلوة علی ایک مصلح یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ حصہ اول کے بعد یَا ایہ الذین آمنوا لا یحزبنکم الذین آمنوا سے لے کر رکوع ۶ کے آخر وکثیر منہم ساء ما یحکمون تک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین اور منافقین یہود کے معاندانہ رویہ پر غم کرنے سے منع فرمایا اور آپ کو سلی دی اور اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں پر مہر میں فرمائیں جو اللہ کی کتاب میں رد و بدل کرتے اور خود بھی دونوں قسم کا شرک کرتے تھے۔ وہ غیر اللہ کو پکارتے تھے اور غیر اللہ کی نیازوں کو حلال سمجھ کر کھاتے بھی تھے۔ اور لوگوں کو بھی شرک سکھاتے اور ان کو بد راہ کرتے تھے۔ اس کے بعد یَا ایہ الذین آمنوا لا تحزبنکم الذین آمنوا ولا النصارى اولیاءکم سے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی خواہشات کی وجہ سے توحید کو نہیں ملتے اور شرک سے اور شرک کی اشاعت سے باز نہیں آتے تو انہیں ان سے بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ جو ان سے بائیکاٹ نہ کرے گا اور بدستوران سے دوستی رکھے گا اسے انہی میں شمار کیا جائیگا اس کے بعد یَا ایہ الذین آمنوا بلکہ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ الْإِسْلَامَ (رکوع ۱۰) سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ اس حصے میں بھی انہی دونوں مضمونوں کا لف و نشر غیر مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ حصہ دوم کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ کے اختتام یعنی اُولَئِکَ اَلْجَحِیْمُ تک شرک اعتقادی کی نفی مذکور ہے اور رکوع ۱۳ کی ابتدا یعنی یَا ایہ الذین آمنوا لا تحزبنکم الذین آمنوا ولا النصارى اولیاءکم سے لیکر سورت کے آخر تک شرک فعلی کی نفی مذکور ہے۔ اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ اللہ کی تحریات کو مانی رکھو اور غیر اللہ کی تحریات کو ختم کر دو۔ نیز اللہ کی نذر و نیاز کو حلال سمجھو اور کھاؤ لیکن غیر اللہ کی نیازوں کو حرام جاننا اور ان کو مت کھاؤ۔ آخر میں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ وَ اَلَا تُغْفِرُ الذَّنْبَ یٰ اَرْحَمَ الرَّحِیْمِ سورت کا مختصر خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قبضے میں۔ جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے کہ حضرت مسیح بھی متصرف و مختار ہیں اس سے بالذات شرک فی تصرف کی نفی ہے اور بالبع شرک فعلی کی۔ جب زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کوئی عبادت اور پکار کا مستحق بھی نہیں۔

حصہ اول

۱۔ شرک فعلی کی نفی - ۲۔ شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کی نفی

۱۔ سورۃ کی ابتداء سے سورۃ کے پہلے حصے کی ابتداء ہوتی ہے یہ حصہ رکوع ۶ میں واللہ علی کل شیء قدير پر ختم ہوتا ہے اس حصے میں شرک کی دو قسمیں یعنی شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا رد ہے شروع سے لیکر رکوع ۳ میں وسوف یتیمہم اللہ بما كانوا یصنعون تک میں نفی شرک فعلی کا مضمون مذکور ہے اور اس کے متصل بعد یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا الخ سے لیکر حصہ اول کے آخر تک شرک فی التصرف کی نفی کا بیان ہے۔

المائدہ ۵ ۲۵۸ لا یحبہ اللہ ۶

سُورَةُ الْمَائِدَةِ وَهِيَ مِائَتٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتُّونَ رُكُوعًا
 سورۃ مائدہ مدنیہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ۱۔
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 شروع اللہ کے نام سے جو ہے مہربان نہایت رحم والا
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ
 اے ایمان والو ۱۔ ۲۔ پورا کرو عہدوں کو وہ حلال ہے تمہارے لئے جو جانور ۳۔
الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُنْتَلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحْلَىٰ الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ
 سوائے ان کے جو تم کو کھانے کے لئے حلال نہ جانو لشکار کو کھانا ۴۔
حُرْمَتِ اللَّهِ إِلَهُكُمْ مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 مانتے ہیں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے ۵۔ اے ایمان والو ۶۔
لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشُّهُرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ
 بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ ۷۔ ادب والے نہیں کی اور نہ اس جانور کی جو نیکار کبھی ہو
وَلَا الْقُلُوبَ وَلَا آمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَنْتَعُونَ
 اور نہ ۸۔ کھانے کے لئے جانور کو اور نہ ۹۔ والوں کی حرمت والے گھر کی طرف جو مومن ہوتے ہیں
فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا
 فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی ۱۰۔ اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر لو ۱۱۔
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ أَنْ صَدَّكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
 اور باعث نہ ہو تم کو شہ اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی
الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا مَوْتَعَا وَنُ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ
 مسجد سے مٹا اس پر کڑی دینی کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر
وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ مَنِ اتَّقَا اللَّهَ
 مدد نہ کرو ۱۲۔ گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے

۱۔ سورۃ مائدہ مدنیہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ۱۔
 شروع اللہ کے نام سے جو ہے مہربان نہایت رحم والا
 اے ایمان والو ۱۔ ۲۔ پورا کرو عہدوں کو وہ حلال ہے تمہارے لئے جو جانور ۳۔
 سوائے ان کے جو تم کو کھانے کے لئے حلال نہ جانو لشکار کو کھانا ۴۔
 مانتے ہیں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے ۵۔ اے ایمان والو ۶۔
 بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ ۷۔ ادب والے نہیں کی اور نہ اس جانور کی جو نیکار کبھی ہو
 اور نہ ۸۔ کھانے کے لئے جانور کو اور نہ ۹۔ والوں کی حرمت والے گھر کی طرف جو مومن ہوتے ہیں
 فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی ۱۰۔ اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر لو ۱۱۔
 اور باعث نہ ہو تم کو شہ اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی
 مسجد سے مٹا اس پر کڑی دینی کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر
 مدد نہ کرو ۱۲۔ گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے

۲۔ سورۃ میں رکوع ۲ میں ارشاد ہے۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الّٰهِي وَالتَّكْوِيْنِيَّةَ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر مسلمانوں کو وہ عہد

موضع قرآن جہاں کے برن اور نیلہ کا وغیرہ اسی میں داخل ہیں کہ جس ایک سے ان کو احرام کے وقت اور اسی طرح حرم کے مکان میں حرام فرمایا۔ اس کے ساتھ حرم کے آداب اور بھی فرمائیے۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی عہد کہ با خدا بندہ ابد در التزام احکام او تعالیٰ ۱۲۔ مترجم گوید یعنی شتر و گاو و گوسفند و اس سے قسم را انعام گویند، حلال است مگر میتہ و موقودہ و اسبجہ بیاید واللہ اعلم۔ ۱۳۔
 ۲۔ مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و مخبران مسلمان نباید کرد و لفظ ایشان نباید گرفت۔ واللہ اعلم۔ ۱۴۔ مترجم گوید یعنی پیش از فتح مکہ و پیش از آنکہ مسلمان شوند۔ واللہ اعلم۔

یاد دلایا جو انہوں نے صحیحاً (م نے سن لیا) اور اطمینان سے قبول کیا کہ اگر باندہ عاتقہ نیز یہ مفہوم اجلہ صحابہ تابعین سے منقول ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؓ فرماتے ہیں اوفوا بالعقود معناه بما احل و بما حرم و بما فرض و ملحد فی جمیع الاشیاء (قرطبی) اوفوا بالعقود یعنی یا ایتھا الذین التزمتم بایمانکم انواع العقود والمعہود فی اظہار طاعة الله اوفوا بتلك العقود (کبریج ۳ ص ۵۱، نیشاپوری ج ۶ ص ۶۸) الامام یوما یعمد جمیع ما الزمه الله تعالى عبادة وعقد علیہم من التکالیف والاحکام الذینیتہ وما یعقدونہ فیما یبذلہم من عقود الامانات والمعاملات ونحوہا الخ (روح ج ۶ ص ۶۸) شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اے مومنان وفا کنید عہد یعنی عہدیکہ یا خدا بستہ اید در التزام احکام او“ اس مفہوم کی بنا پر اس کا تعلق اور ربط بالحد سے بالکل واضح ہے اور اس آیت کا یہ حصہ پوری سورت کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ اس میں فرمایا اے ایمان والو تم نے جو فیض و واجبات اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کی بجا آوری اور ان کے التزام کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے اسے پورا کرو پھر اس کے بعد اُجَلَّتْ لَكُمْ جَمِیْعَةُ الْأَنْعَامِ سے حلال و حرام کے احکام بیان کرنے شروع کرتے۔ اس سے مقصود شرک فعلی کی نفی ہے۔ ۵۷ ایفکے عقود اور التزام احکام کا عام حکم دینے کے بعد جو پایوں کی ملت و حرمت کا ذکر فرمایا جس سے اصل مقصد شرک فعلی کا رد ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب نے بعض حلال چیزوں کو اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے محض اپنے ظن اور تخمین سے حرام کر رکھا تھا۔ مشرکین نے اس نوع کے جو چاہے حرام کر رکھے تھے وہ ان کے یہاں بحیر و سائبہ و صید اور ہم سے مشہور و معروف تھے جن کا تفصیلی ذکر سورہ مائدہ کے رکوع ۴ میں آ رہا ہے۔ ان کے پاس ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں تھی ان حلال چیزوں کی تحریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر انفرادیاً دیا ہے۔ وَحَرَّمَ مَا ذَرَفَهُمُ اللَّهُ أَفْتَرَأَ عَمَلُکَ اللَّهُ (انعام ۱۶) یہود نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا علیٰ مذا اسی قسم کی کئی تحریمات نصاریٰ نے تراش رکھی تھیں ان تحریمات کا حکم یہ ہے کہ وہ باطل ہیں، انہیں اٹھانا چاہیے اور ان سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔ مذکورہ اشیا جس طرح مشرکین کی تحریم سے پہلے حلال تھیں اسی طرح اب بھی حلال ہیں۔ چنانچہ اُجَلَّتْ لَكُمْ جَمِیْعَةُ الْأَنْعَامِ میں انہی تحریمات مشرکین یا تحریمات نصیر اللہ کا حکم بیان فرمایا کہ یہ جو چاہے تمہارے لئے حلال ہیں ان کو کھاؤ اور انہیں حرام مت سمجھو۔ کانت للحرب سنن فی الانعام من البخایرة والسائمة والوصيلة والحامیاتی بیاہنا فانزلت هذه الآية دافعة لتلك الاوهام الخیالیة والادعاء الفاسدة الباطلة وقرطبی ج ۶ ص ۶۸) ومقتضیٰ ہذین التاویلین انہ تعالیٰ اراد تحلیل ما حرم اهل الجاهلیة علی انفسہم من الانعام کما لبخایرة والسائمة (مظہری ج ۳ ص ۶۸) شرک فعلی کے ساتھ شرک اعتقادی بھی ضرور ہوتا ہے کیونکہ جب کسی کے دل میں غیر اللہ کے متعلق یہ اعتقاد پیدا ہو جائے کہ وہ مختار و متصرف اور غیب دان ہے تو پھر اس کی خوشنودی کیلئے وہ حلال جو پایوں کو حرام کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ جو چاہے حلال ہیں ان کو حلال سمجھو اور ان کو کھاؤ وہی تاکہ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی جڑ کٹ جائے۔ ۱۔ کُلُوا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیْبًا (بقرہ ۱۶۸) ۲۔ لَا تَحْرِمْوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللَّهُ لَکُمْ (مائدہ ۱۶) ۳۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَیْزِهِ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيْلَةٍ وَلَا حَلٰلٍ مِّنْهُ (۱۶) ۴۔ قَالُوا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَحَرَّمَ جِجْرَاطُ بَطْنِمْ لَا اَلَا مَنْ تَشَاءُ (انعام ۱۶) ۵۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللَّهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّیِّبَاتِ مِنَ الرِّیْقِ (اعراف ۳۱) بہیمۃ الانعام میں ضافت بیانی ہے۔ و اضافتہا الی الانعام للبیان کتوب ختاری احل لکم اکل البہیمۃ من الانعام (روح ج ۶ ص ۶۸) یعنی تمہارے لئے انعام جو چاہے حلال ہیں انہیں کھاؤ کسی کے حرام کرنے سے وہ حرام نہیں ہو سکتے اس کے مراد اہل بقر اور غنم ہیں جیسا کہ سورہ انعام کے رکوع ۱۴ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ غیر اللہ کی تحریمات کے مقابلے میں اللہ کی تحریمات ہیں ان کا حکم آیت کے لگے حصے میں مذکور ہے ۵۷ یہاں سے استنباط ہے اور اس میں اللہ کی تحریمات کے حکم کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو حرام سمجھو۔ اور ان کو موت کھاؤ یعنی تمہارے لئے تمام انعام جو چاہے حلال ہیں البتہ ان میں سے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے وہ حرام ہیں انہیں موت کھاؤ و عایت سے آیت تحریم مراد ہے جو اسی رکوع میں آگے آ رہی ہے آیۃ تحریمیہ و هو قوله حرمت علیکم المیتۃ۔ الا یہ (مداد ج ۱ ص ۱۸) یہ درود عزمی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی تحریمات کا بیان ہے ان کا حکم یہ ہے ان کو قائم رکھو اور ان کو حلال مت جانو۔ عام مفسرین نے اس کو لکم کی ضمیر خطاب سے حال قرار دیا ہے اور مقصود احسان جلانا بیان کیا ہے کہ حالت احرام میں صرف شکار حرام کیا ہے باقی جو چاہے حرام نہیں کئے کمافی الکشاف ج ۱ ص ۱۸۔ اس طرح تحریمات اللہ کا مسئلہ محض تنجی و نکرہ جائیگا حالانکہ وہ مقصود مسئلہ ہے اس لئے اسے کمر سے حال بنانے کی بجائے کان محذوف کی خبر قرار دیا جائے اے کو نوغیر محلی الصید اور کان کان ام حذف کرنا اور خبر کو باقی رکھنا کلام عرب میں شائع ہے جیسا کہ امام ابن مالک البیہقی رحمہ اللہ میں یحذفون الخبیر۔ بعد لو وان کثیرا اشیائہم۔ اس سے معلوم ہوا کہ نو اور ان کے بعد کان کا حذف بکثرت ہوتا ہے اور ان کے علاوہ بھی حذف جائز ہے۔ ۵۸ یہ محلی الصید میں ضمیر مستتر ہے حال ہے۔ جُحُومٌ اَحْوَامٌ کی جمع ہے جس کے معنی محرم یعنی احرام ڈالنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کو حلال مت سمجھو اِنَّ اللَّهَ یَجْعَلُ لَکُمْ مَآئِیْدٌ یَّہِیْجُہُ دُونَ دَعْوٰی اِجْمَالِی دِل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کا مالک ہے وہ جو چاہے حکم صادر فرمائے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۵۹ یہ تفسیر اعمول ہے۔ یہاں اللہ کی نذروں، نیازوں اور بیت اللہ کی منتوں کی حرمت و عزت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شَعَائِرُ اللَّهِ سے اللہ کے دین کی یادگاریں مراد ہیں۔ قَالَا شِیْخُ الْاَنْوَرِ مَثَلًا صَافًا مَرُوہ، بیت اللہ اور بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانیاں اور ہدایا عن مجاہد قول اللہ شَعَائِرُ اللَّهِ الصفا والمروة والہدی والبدن کل هذا من شعائر اللہ (امین ج ۱ ص ۶۸) حضرت شیخؒ نے فرمایا شعائر اللہ ما کان محلہا بقربان یتقرب بہ الی اللہ من صلوة او دعاء او ذبیحۃ او غیرہا۔ امام رازی فرماتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمُ الشَّعَائِرُ هِیَ الْهَدٰی اِیَّا طَعْنٌ فِی اسماہا وتقلد لیعلم انہ ہدی (کبریج ۳ ص ۶۸) وَلَا الشَّہْرُ الْحَرَامُ الْاَمْ غَسَّ کَاہے اور اس سے مراد چار عزت والے جیسے ہیں جن میں جنگ و قتال منوع تھا یعنی رجب ذیقعدہ ذی الحجہ و محرم الحرام۔ وَلَا الْهَدٰی یہ ہدایت کی جمع ہے اور اس سے وہ جو چاہے مراد ہیں جو تقرب الی اللہ کی نیت سے بیت اللہ کی طرف ہدیہ اور نذر و منت کے طور پر لجائے جاتے ہیں۔ و ہوما ہدی الی البیت وتقرّب بہ الی اللہ تعالیٰ من النساك وهو جمع ہدیۃ (مداد ج ۱ ص ۱۸) الْهَدٰی مَا اُھْدِیَ اِلَیْهِ بَیْتُ اللَّهِ تَعَالٰی مِنْ نَاقۃٍ اَوْ بَقَرۃٍ اَوْ شَاةٍ (قرطبی ج ۶ ص ۶۸) وَلَا الْقَلَائِدُ یہ قَلَائِدُ کی جمع ہے اور قلادہ وہ نشانی ہے جسے ہدی کے جانوروں کے گلے میں لٹکادیا جاتا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بیت اللہ کی ہدی ہے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے۔ قلادوں کی بے حرمتی کرنے سے بطور مبالغہ منسوخ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ خود ہدایا کو جان کے گلے کے قلادوں کی بے حرمتی بھی مت کرو۔ یا القلائد سے پہلے ذوات مضاف محذوف سے اے ذوات القلائد یعنی قلادوں والے جانوروں کی بے حرمتی مت کرو۔ اَمَّا مِنْهُ الْهَدٰی ذَوَاتُ الْقَلَائِدِ الثانی انہ نہی عن التضرع لقلائد الْهَدٰی صالغۃ فی الذم عن التضرع للہدی (کبریج ۳ ص ۶۸) وَلَا اَمَانٌ الْهَدٰی الخ اس طرح اس ملک کے وہ لوگ مراۓ جنہوں نے مشرکین سے ملکر مدینہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے

ساتھ ہی کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا مگر بعد میں سلام قبول کر لیا اور محض شد کی رضا کے لئے ہدایا لیکر حج کو آتے تھے ان کو چھڑنے اور ان کی بے حرمتی کرنے سے منع فرمایا۔ حاصل یہ کہ ایمان والوں کو اس سے منع فرمایا کہ وہ شکار اللہ اور اللہ کے گھر کی نذر وں، منتوں اور حجاج کرام کی بے حرمتی کریں یا ان سے کسی قسم کا ناجائز تعرض کریں۔ حضرت شاہ ولی اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و حجاج مسلماناں نباید کرد و لفظ ایشان نباید گرفت واللہ اعلم حضرت شیخ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اس سے مسلمان حجاج ہی مراد ہیں۔ بعض مفسرین نے امتیاز البیت سے وہ مشرکین مراد لئے ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن آپ کو بیت اللہ سے روکا تھا اور مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب یہ لوگ حج کو آئیں تو ان سے تعرض مت کرو اور مشرکین کا اپنے زعم میں حج کرنے سے مقصود اللہ کی رضا مندی تھا اگرچہ شرک کی وجہ سے وہ اللہ کی رضا مندی حاصل نہیں کر پاتے تھے ان کے نزدیک یہ آیت فَاِذَا اسَلَّمْتُمْ اِلَآلَہُکُمْ فَاقْبَلُوْا الشَّہَادَۃَ لَیْسَ بِکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْبَلُوْہُمْ (توبہ) سے منسوخ ہے لیکن جو مفسرین اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں ملتے ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں وقال بعض المفسرین ان الایۃ فی المسلمین فہی محکمۃ وحکمہا باق فلم تنسخ (المناجیہ ص ۶) وکذا فی الکبیر ص ۳) لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے یہ غایب محلی الصید الخ سے متعلق ہے۔ وہاں بحالت احرام شکار کرنے سے منع فرمایا تھا یہاں فرمایا جب احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ امر وجوب کے لئے نہیں اباحت کے لئے ہے۔ فالاصول لا باحۃ بعد المحظ (دوسرے ج ۳ ص ۵۵)

وضع قرآن

ما حلل نہ سمجھو یعنی ہاتھ نہ ڈالو اللہ کے نام کی چیزوں پر یعنی کافر بھی اگر نیار کعبہ لائیں تو لوٹ مت لو اور ماہ حرام میں ان کو نہ مارو۔ اور لیکن والیاں بھی وہ قربانی کے جانور ہیں جو کہ کو بیچنے میں نشان کر کر۔ اور فرمایا کہ کافروں نے تم کو روکا تھا مسجد سے تم زیادتی نہ کرو یعنی آنے کو نہ روکو۔ قربانی لگے سے منع کرو کہ کافر نہ آوے تو یہ روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر جس کام میں اللہ کو تعظیم کرے اس کام کو فضیحت نہ کہے مگر جو بت کی تعظیم کرے تو البتہ امانت کرے۔ وہ مواشی میں یہ چیزیں حرام فرمائیں۔ سورہ اور ہر چیز کا لہو اور آپ مر یا کسی طرح بغیر ذبح کے اور جو خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوائے خانہ خدا مگر یہ چیزیں مضطر کو معاف ہیں اور بائیکا کرنا پانسوں سے۔ یہ کافروں کا ایک جوا تھا کہ شرط بد کر ایک جانور دس شخص نے برابر خرید لیا اور ذبح کرنے سے کسی پر لکھا آدھا کسی پر باؤ کم زیادہ کوئی خالی بھی باتنے لگے تو ہر ایک کے نام پر چوبانسا آیا وہی حصہ اس کو ملا یا خالی نکل آیا۔ شرط بدنی تمام حرام ہے یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مردار ہے۔ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا ہے چکا

یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے۔ اس کے بعد دین میں حضرت زندہ رہے ہیں۔

المائدہ

۲۶۰

الحجۃ اللہ

اِنَّ اللہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۱ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةُ

بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے فلاں حرام ہوا تم پر مردہ جانور

وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخَازِیْرِ وَمَا اٰهَلَ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِهِ وَ

اللہ لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی دھکاؤ

الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالطَّیْحَةُ وَمَا

جو مر گیا ٹپ کر لہ یا چوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا میٹک ماننے سے اور جس کو

اَکَلَ السَّبْعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ وَمَا ذَبَحَ عَلَی النَّصَبِ وَاَنْ

کھا یا ہو درندہ نے مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہو کسی مکان پر لگے فلاں اور یہ کہ

تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَیْرِ لَا وَاٰذَکُمْ فِیْ سُبْحَ الْیَوْمِ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ

تقسیم کرو جو کہ تیروں سے لگے یہ گناہ کا کام ہے فلاں آن نامید ہو گئے فلاں

کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْہُمْ وَاَخْشَوْنِ الْیَوْمَ

کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور تم سے ڈرو آن

اَکَلْتُ لَکُمْ دِیْنِکُمْ وَاَمْسَتْ عَلَیْکُمْ نَفْسِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمْ

میں نے کھا کر تمہارا دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں تمہارے واسطے

اِلَاسْلَامِ دِیْنًا فَسِنْ اضْطَرُّ فِیْ فِخْصَةٍ غَیْرِ مِیْثَاقِنَا

اسلام کو دین پھر جو کوئی لاچار ہو جائے بھوک میں لیکن گناہ ہر مائل نہ ہو

لَا اِثْمَ لَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے فلاں تجھ سے پوچھتے ہیں فلاں کہ کیا چیز

اَحَلَّ لَہُمْ قُلْ اَحَلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ لَا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

ان کے واسطے حلال ہے کہ تم کو حلال ہیں سبھی چیزیں تھیں فلاں اور جو سدا اللہ

الْجَوَارِحُ مُکَلِّبِیْنَ تَعْلَمُوْنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمْتُ اللّٰہُ زَقَّکُمْ

شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو انہیں تم کو سکھایا ہو سو کھاؤ

منزل ۲

نکاح ای الکواصب ۱۱ ای صلیطین۔

فتح الرحمن مترجم گوید حکم تنفیذ تحریم قتال در شہر حرم مخصوص است بمسلمین بدلیل آیہ سورہ بقرہ و تحریم تعرض حاجیاں نیز بمسلمین مخصوص است بدلیل سورہ بارات و اب آیت آخر ما نزل است منسوخ و احسن آنہا چنانکہ عامہ مفسرین میگویند راست نمی آید واللہ اعلم ۱۲۔ فلترجم گوید یعنی در مختصہ خوردن مردار

جائز است و نزدیک ابو حنیفہ فائدہ لفظ غنما مل است کہ زیادہ از ضرورت خوردن نزدیک مالک و شافعی است کہ قاطع طریق و سارق را خصمت نیست و ایلا یہ آخر آیات قرآن است بعد از این آیت نازل شدہ۔ واللہ اعلم۔ ۱۳۔ فلا یعنی آنچه عرب پاکیزہ دانند۔ واللہ اعلم۔ ۱۴۔

۱۰ حجۃ کے معنی پر انجنت کرنے اور اسلئے کہ میں ای لا یجملتکم عن ابن عباس وقتادہ (قوٹی ج ۶ ص ۶۷) شتان مبغض وعداوت شتان قوم ای بغضہم (مفرد ان ص ۱۰) حضرت شیخ نے فرمایا قوم سے یہاں وہی جدید مسلمان مراد ہیں جن کا پہلے ایمان الہی کے تحت تھا۔ ان صدقہ و کرم۔ ان سے پہلے لام تعلیل مقدم ہے ای لان صدقہ و کرم اور یہ ماضی کی علت ہے بعین المجدد الخ امیر صدقہ و کرم سے متعلق ہے۔ ان تعذر و ۱۰ ان مصدر یہ ہے اور یہ لا یجیر منکھ کا مفعول ثانی ہے من القاطی والکشاف۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ جن مشرکین نے حدیبیہ کے دن ان کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے مذکورہ واقعہ کی بنا پر ان سے بغض نہ رکھا جائے اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے اور ان سے بدلتہ لیا جائے اور نہ ان کو حرم کی طرف جدا یا سبیلانے اور بیت اللہ کا حج کرنے سے روکا جائے۔ ای لا یجملتکم بغض قوم لصدھم ایاکم عن المسجد الحرام علی احتلالکم علیہم وانتقامکم منہم للشفی (روح ج ۶ ص ۶۷) عام مفسرین نے ائیین الیبت کی طرح یہاں بھی قوم سے مشرکین مراد لیں لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے وتکافوا علی البیوت الذیقوی الخ پہلے فرمایا تم خور ان پر زیادتی نہ کرو یہاں فرمایا اگر کوئی اور ان پر ظلم و زیادتی کرے تو تم سب مل کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اور احسان و تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کرو لیکن ظلم اور گناہ کے کاموں میں بھی کامیاب نہ بننا۔ شعائر اللہ کی رخصت کرنا ان کی بے حرمتی ہونے دو ان کو بے حرمت ہونے ہو کر دیکھ کر خاموش رہنا اور اطراف ملک کے جدید مسلمانوں پر یہودیوں کا ظلم و ستم دیکھ کر بیٹھے رہنا اور ان کی مدد نہ کرنا یہی بے حرمتی کرنے اور تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے ۱۰ یہ جو تھا دعویٰ ہے اس میں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دیگر محرمات کا ذکر ہے ان کا حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہیں ان کی حرمت باقی رکھو اور انہیں مت کھاؤ لکن کھاتے ہوئے وہ حلال چوپایہ جو شرعی ذبح کے بغیر چلے۔ والدہ بہتہ ہوا خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے واللحم الخنزیر خنزیر کا گوشت۔ خنزیر غیر انسان ہے اور اس کے تمام اجزاء نجس اور ناپاک ہیں اور ان سے استفادہ جائز نہیں۔ گوشت کی تخصیص صرف اس لئے کی گئی ہے کہ جانور کا مقصود ہی حصہ گوشت ہی ہوتا ہے جب گوشت حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے لکن اخص اللحم بالذکر مع کونہ فیہما جمیع اجزائہ بالنص والاجماع لانہ معظم المقصود من الحيوان (مظہری ج ۲ ص ۲۷) وما اھل لغير اللہ بہ۔ اھل لہلہ لہلہ سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اھل کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں واصلہ دفع الصوت۔ چنانچہ محاورات میں کہا جاتا ہے اھل الرجل واستہل اذا رفع صوته یعنی اس نے آواز بلند کی اسی طرح کہا جاتا ہے اھل المعتمد اذا رفع صوته بالتبلیغ یعنی عمر بجالانے والے نے بلند آواز سے تبلیغ پڑھا لسان العرب ج ۱ ص ۱۱۷) لغير اللہ بذب منافع ای لتعظیم غیر اللہ اور یہ میں ب معنی علی ہے۔ ما اھل النعماء سے کیا مراد ہے اس میں تین احتمال ہیں (۱) ملے وہ جو یا یہ مراد ہے جسے غیر اللہ (پیغمبر ولی، فرشتہ یا جن وغیرہ) کو مقصود و کار ساز، عیب دان اور مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا کر اس کی تعظیم کے پیش نظر اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے نذر و منت کے طور پر متعین اور نافرذ کر دیا جائے یا نذر غیر اللہ ہے اور حرام ہے اس طرح وہ جانور حرام ہو جاتا ہے اگر اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے اور حلال نہیں ہوتا اس کا حکم بالکل وہی ہے جو مردار کا ہے۔ نذر غیر اللہ کی حرمت کا مسئلہ قرآن مجید میں مختلف انداز بیان کے ساتھ کئی جگہ مذکور ہے مثلاً ۱۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدّم واللحم الخنزیر وما اھل بہ لغير اللہ بقدرہ (کو ۲۱) ۲۔ سورہ مائدہ کی زیر بحث آیت میں ۳۔ اذ فسقا اھل لغير اللہ بہ۔ (انعام ۱۸۶) ۴۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدّم واللحم الخنزیر وما اھل لغير اللہ بہ (محل ۱۵۶) ۵۔ وقال لا یحذلک من عبادک نصیب فقرو صا (نساء ۱۱۶) ۶۔ وجعلوا اللہ و ما ذرأ من الخمر والنعام نصیباً فقالوا اھل اللہ یزعمہم وهذا الشرک کما قالوا (انعام ۱۶) ۷۔ قد خسرنا الذین قتلوا اولادہم سفہاء لغير علیہم وحرما ما ذرأ اللہ افترأ علی اللہ (انعام ۱۶) ۸۔ ولجعلون لیلہم لعلہم نصیباً فمما ذرأ اللہ (محل ۱۶) اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لعن اللہ من ذبح عن اللہ من ذبح غیر اللہ (مظہری ج ۲ ص ۲۷) جرح شخص غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی تعظیم بجالانے کے لئے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے۔ مسند امام احمد میں ہے لعن اللہ من ذبح لغير اللہ ای لتعظیم غیر اللہ تفسیر کو یہ ج ۲ ص ۲۷ تفسیر و فی شاپوری ج ۲ ص ۲۷ اور فتاویٰ سعیدی ج ۱ ص ۱۷۱ اور فتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۱ کی عبارتیں تفسیر جو اہل القرآن ملک میں منقول ہو چکی ہیں۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کی تعظیم کے لئے نافرذ کر دیا گیا ہو وہ حرام ہو جاتا ہے حرمت اور نجاست اس میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی وہ جانور حلال اور پاک نہیں ہوتا اور غیر اللہ کی تعظیم کی نیت سے ذبح کرنے والا شخص بھی مرتد ہو جاتا ہے۔ اب کچھ مزید حوالے ملاحظہ ہوں:۔ مخدوم علی بن احمد مہاشی المتوفی ۱۰۵۵ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جو چوپایہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے نافرذ کر دیا گیا ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔ (وما اھل لغير اللہ بہ) فانتہ وان ذکر معہ اسم اللہ فقد عارض لمطہر فیہ المنجس مع نجاستہ بملوث وان لم یذکر فقد ذید فی تجنیسہ (تصاویر الرحمن ج ۱ ص ۱۷۱) نذر غیر اللہ کے حرام ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کی عبارتیں مقدمہ میں مذکور ہو چکی ہیں انہیں دیکھ لیا جائے (مقدمہ ص ۵) نذر غیر اللہ کے بارے میں عہد قریب کے اکابر علماء اور محققین کا بھی یہی مسلک ہے۔ بعض بزرگوں کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اسی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے اور جانور حرام ہی رہتا ہے۔ ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکر اکہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم اور قربت کا اکہنا حرام ہے اگر نیت ہو کہ اس کا ثواب بوجہ اللہ کی کو بیچے اس میں کچھ حرج نہیں۔ تعظیم غیر بوجہ ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ مالک ہونے کے کسی بشر کے“ دونوں میں فرق ہے۔ فقط ”بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ مہربانہ ص ۱۱۱)

مولانا عبدالحی فرنگی علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”اہل بئیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہوا اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے اسم اللہ اس پر کہی جاوے ذبح بعد و ما لا یدر و نحوہ کو واحد من العظام لا یحرم لانتہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم انتہی“ (مجموعہ فتاویٰ ج ۲ ص ۷۹)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-

”بندگانوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متعرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب

کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہاں کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ لکھنے والا مشرک و روث ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے۔ و ما اھل بہ لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا اور اللہ کے واسطے دیکر اس کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخش دیا تو یہ جائز ہے۔ فقط ۵ رتبہ الثانی سلسلہ (فتاویٰ امدادیہ ج ۴ ص ۵۸)

مآ کی تفسیر میں دوسرا احتمال یہ ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ معام ہے اور اس کی مراد بھی عام ہے خواہ جانور ہو یا غلہ مسطح ہو یا کوئی اور چیز جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے ماب اس میں شامل ہیں۔ اگر ماک سے صرف ذبیحہ مراد لیا جائے تو پھر اس کے بعد و مآذیہ علی النصب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا جن لوگوں نے مآ سے صرف ذبیحہ مراد لیا ہے انہوں نے مآ اھل کی صرف ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں اس وقت رائج تھی۔ ورنہ یہ بات وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ جانوروں کے علاوہ غلہ وغیرہ کی نذریں بھی غیر اللہ کے لئے مانتے تھے جیسا کہ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَتْ اَرْضُہُمْ لِحَرثٍ وَالْاَنْعَامِ نَصِيبًا اَللّٰہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ و مآذیہ علی النصب سے صرف ذبیحہ مراد ہو اور و مآ اھل سے مراد عام ہو۔ یعنی جانور اور غلہ وغیرہ پہلی اور دوسری دونوں تفسیروں کی صورت میں یہ ماب کو معنی علی لینا پڑیگا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب معام ہے تو بعض مفسرین نے اس سے صرف ذبیحہ مراد لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کے یہاں لفظ اھل کا زیادہ تر استعمال مذکورہ پر ہوتا تھا اس لئے اس کے پیش نظر انہوں نے مآ سے مذکورہ مراد لیا اس سے ان کا یہ مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مذکورہ کے علاوہ باقی اشیاء سے غیر اللہ کی نیاز جائز ہے بلکہ ان مفسرین کے نزدیک جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نیاز حرام ہے اسی طرح باقی اشیاء غلہ، کپڑا وغیرہ سے بھی حرام ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ آیت کے مفہوم میں ایک تیسرا احتمال بھی ہے۔ وہ یہ کہ مآ سے مراد وہ کلام ہو جس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے جانور نامزد کیا گیا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کلمہ بھی حرام اور مشرکانہ ہے جسے غیر اللہ کی نذر و منت مانتے وقت بلند کیا جائے۔ حاصل مطلب اس کا بھی وہی ہو گا جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ نے لکھا ہے اس صورت میں یہ ماب کی بپا بنے اصل پر ہوگی اور اسے علی کے معنی میں لینے کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ کہا جاتا ہے اھللت بالتلبیۃ و اھللت بالتسمیۃ علی الذبیحۃ مراح میں اھل لمعتل ذادفع صوتہ بالتلبیۃ و بالتسمیۃ علی الذبیحۃ جیسا کہ پہلے لسان العرب سے منقول ہو چکا ہے فجزء الدالہا هو لفظ مرفوع بہ الصوت ای اسم اللہ مثلاً فالمد من قوله تعالیٰ و مآ اھل ای لفظ مرفوع بہ الصوت لتعظیم عباد اللہ والتقرب الیہ۔ حاصل یہ کہ اس کلام سے حکم اور اس قول کا لفظ ہی حرام کر دیا جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اور اسی وجہ سے ہر وہ چیز بھی حرام ہوگی جس سے غیر اللہ کا تقرب مطلوب ہو۔ اور بعینہ ائہ و جئ اؤ فمآ اھل یخیر اللہ بہ (انعام ۱۸۶) میں فسقا سے بھی کلمہ تقرب ہی مراد ہے جس کے ذریعے غیر اللہ کی نذر و منت مانی جائے۔

تنبیہ۔ بعض علماء اسلام نے لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں، حرام نہیں ہیں۔ اس کا مطلب سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے جن علماء نے یہ لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ جو مسلمان اولیاء اللہ کی نذریں ملتے ہیں وہ ان کو نہ خیب و ان سمجھتے ہیں، نہ مافوق الاسباب متصرف و مختار اور نہ ان کو حاجات میں غائبانہ پکارتے ہیں اور نہ ان نذروں سے اولیاء اللہ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے بلکہ ان نذروں سے ان کا مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی رضا جوئی ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہیں یہ بالاتفاق جائز ہے لیکن اس نیت کے باوجود اسے غیر اللہ کی نذر کہنا اگر اہمیت سے غالی نہیں۔ اسی طرح تمام علماء اسلام کے نزدیک یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جو نذروں یا غیر اللہ کے تقرب کیلئے دی جائے وہ حرام ہے۔ باقی ربا عوام کا فعل تو اس کے ہائے میں جب تک کھلے دلائل اور واضح قرآن سے معلوم نہ ہو جائے کہ ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ کی ہے اس وقت تک حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ ۱۵ وہ چوپایہ جسے گلا گھونٹ کر مار دیا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ چوپائے کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتے اور کھالیتے تھے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان اھل الجاہلیۃ یخفون البہیمۃ ویاکلونہا فحرم ذلک علی المؤمنین (روح ج ۶ ص ۶۵) وَالْمَوْقُودَةُ جو جانور مرقب اور چوٹ سے مر جائے۔ وَالْمُتَرَدِّیۃ جو چوپایہ اوچی جگہ سے گر کر مر جائے وَالنَّطِیۃ جو چوپائے کو دوسرا چوپایہ سینگ مار کر ہلاک کر ڈالے۔ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ اور جس چوپائے کو درندہ بھاڑ کھائے۔ یہ سب حرام ہیں۔ اَلَا مَآذِیۃً یَمُوتُ بِمَاقِلٍ سے استثناء ہے بعض کے نزدیک یہ استثناء مآ اکل السَّبُع سے مختص ہے لیکن اہل صحابہ و تابعین اور جمہور مفسرین اسے وَالْمُخَنَّقَةُ سے لیکر مآ اکل السَّبُع تک سب استثناء قرار دیتے ہیں انہ استثناء من جمیع ما تقدم من قوله وَالْمُخَنَّقَةُ الی قوله وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ وهو قول علی وابن عباس والحسن وقتادة الخ (کبیر ج ۳ ص ۵۸) وَالْاِسْتِثْنَاءُ میر جم الی الْمُخَنَّقَةُ وَمَا بَعْدَهَا (مدارک ج ۱ ص ۱۸۸) قال علی وابن عباس والحسن وقتادة وابراہیم وطائوس وعبید ابن عمیر والضحاك وابن زید والجمهور هو راجع الی المذکورات ای من قوله وَالْمُخَنَّقَةُ الخ (محر ج ۳ ص ۱۸۸) لہذا مآ اھل لغیر اللہ یہ سے اس استثناء کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ مآ اھل لغیر اللہ کی حرمت قرآن مجید میں اس کے علاوہ تین اور جگہوں میں بھی مذکور ہے مگر ہاں کسی جگہ بھی یہ استثناء موجود نہیں کیونکہ وہاں باقی اشیاء کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ استثناء کا تعلق پہلی چار چیزوں سے نہیں صرف بعد میں مذکور باقی اشیاء سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان مذکورہ جانوروں میں سے جس میں ابھی زندگی باقی ہو اگر بروقت اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے زندگی کی علامت یہ ہے کہ وہ ذبح کئے ہوئے جانور کی طرح بھڑک رہا ہو ای اَلَا مَآذِیۃً دَکْمُوہُ وَفِیہ بقیۃ حیات یضطرب اضطراباً لمذبح و ذکیقہ (روح ج ۳ ص ۵۸) النصب انصاب کی جمع ہے اور اس سے دو اصنام مراد ہیں جن کی تعظیم کے لئے مشرکین ان کے استخوانوں پر جانور ذبح کیا کرتے تھے (روح ج ۶ ص ۵۵) یعنی وہ چوپائے جو غیر اللہ کے استخوانوں، ان کی خانقاہوں اور قربان گاہوں پر ان کی تعظیم اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ ذبح کے وقت خواہ غیر اللہ کا نام لیا جائے جیسا کہ مشرکین اپنے مسبوحوں کے نام سے ذبح کرتے تھے مثلاً باسم اللات والعزی۔ یا ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے جیسا کہ آجکل بعض جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ فوت شدہ بزرگوں کی نذر و منت کے کیے وغیرہ عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کرتے ہیں جیسا کہ شاہ کوٹ اور بھڑی شاہ رحمن اور دوسرے بزرگوں کے عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کئے ہیں بعض لوگ ملو زارن کیجا کر ذبح نہیں کرتے بلکہ مجاوروں اور گدی نشینوں کے حلقے کر تے ہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور دونوں حرام ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مآ اھل لغیر اللہ یہ اور مآذیہ علی النصب دونوں ایک چیز نہیں ہیں بلکہ دل ماب ہے اور ثانی اس کا ایک جزو ہے یعنی اول سے ہر وہ چیز مراد ہے جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے نامزد کر دی ہو خواہ وہ جانور ہو یا غلہ اور نقدی وغیرہ۔ اور

ہانی سے مراد صرف وہ جانور ہیں جو غیر اللہ کی تعظیم کیلئے استخوانوں پر ذبح کئے جائیں چونکہ بزرگوں کے استخوانوں کی حرمت اور ان کی مانعاً ہوں کی لوگوں کے دلوں میں بڑی قدر و منزلت تھی اور وہ ان کی عظمت و تقدس کی وجہ سے وہاں چوپایوں کو لے جا کر ذبح کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے ایسے ذبیحوں کی حرمت کا ذکر فرمایا مفسر ابن عطیہ فرماتے ہیں معاذ جلی علی النصب جزء ص ۱۸۱ بھ لغیر اللہ لکن خص بالذکر بعد جنسہ لشمع الامرو مشرف الموضع وقطیہ النفوس (مخرج ۳ ص ۲۸۱) کلاہ ان مصدر یہ ہے اور اذ لاہم ذلہ کجل اوصوح کی جمع ہے اور زلہ کے معنی تیر کے ہیں یعنی تیروں کے ذریعے جفتہ اور مندر معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے انہوں نے تیروں پر کچھ انفلز لکھ لکھتے تھے۔ مثلاً کسی پر فعل ذکر کسی پر لا نفعل ذکر کسی پر لک نصف (متبارا اوصاف) کسی پر لک الربع (متبارا جو متاحق ہے) اور بعض تیروں پر کچھ نہیں لکھا۔ تمام تیروں کو ایک خرطیے میں ڈال کر باری باری اس سے تیر نکالتے اور اس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق عمل کرتے تھے یہ تیر ان کے عبادت خانوں میں رکھے رہتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے محبوب و عزیز دان اور متصرف ہیں۔ اور وہ اپنے تصرف سے ان تیروں کے ذریعے ان کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد اپنے مجبوروں سے صلاح و شوریہ اور ان کی منظوری حاصل کرنا ہوتا تھا اس استقسام کی بنیاد چونکہ غیر اللہ کو متصرف اور غیب دان ماننے پر ہے اس لئے اسے حرام قرار دیا۔ انہ کان استشارة مع الاصنام واستعانة منهم کما بشیر الی ذلک مادوی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما من انہم اذا اذادوا ذلک استواء بیت اصنامہم و فعلوا ما فعلوا فلهذا صار حراماً (روح ج ۶ ص ۵۵) استقسام چھ نمک حرام ہے اس لئے جو مال اس موقع پر تیروں کی نذر کے طور پر ان کے خادموں اور مجاوروں کو دیا جاتا تھا وہ بھی حرام ہے۔ ۵۱ ذلک سے مذکورہ تمام محرمات کو حلال جاننے کی طرف اشارہ ہے اور فسق سے فسق کا کمال درجہ یعنی کفر مراد ہے۔ مطلب یہ کہ مذکورہ محرمات کو حرام نہ سمجھنا اور ان کا تناول کرنا کفر ہے اور ان کو حرام سمجھنا اور ان کے کھانے سے بچنا عین ایمان و اطاعت اور وفاء عقود میں داخل ہے جس کا ابتداء سورۃ میں حکم دیا گیا ہے وقال للزحشری استشارة الی الاستقسام الی تناول ما حرم علیہم لان المصنوع علیہ محتناول المیتة و کذا (مخرج ۳ ص ۵۵) وقیل یحرم الی جمیع ما ذکر من الاستحلال لجمیع هذه المحرمات و کل شئی منها فسق و خروج من الحلال الی الحرام والاکتفاء عن هذه المحرمات من الوفاء بالعقود اذ قال او فوا بالعقود (قرطبی ج ۶ ص ۵۵) لک الیوم سے وہ دن مراد ہے جس دن مذکورہ تحریمات پر مشتمل یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ جمعہ کا دن ذی الحجہ سہ ماہی آخر تاریخ کا دن تھا وقیل یوم نزول الایۃ وروی عن ابن جریر و مجاہد و ابن زید و کان کما رواہ الشیخان عن عمر بنی اللہ عنہ عصر یوم الجمعة عرفة حجة الوداع (روح ج ۶ ص ۵۵ و مخرج ۳ ص ۵۵) مطلب یہ کہ ان محرمات کے بیان کے بعد مشرکین کو اب یہ امید باقی نہیں رہی کہ وہ تمہارے دین کو مٹا سکیں گے اور نہ ان کو تم سے یہ توقع باقی رہی ہے کہ تم دوبارہ ان کا دین قبول کر لو گے اور مذکورہ بالا خبرات و محرمات کو کھانے لگو گے انقطع رجاء ہوں من ابطال دینکم و رجوعکم عنہ بتخلیل هذه الخبائث وغیرہا (روح و کبیر ج ۳ ص ۵۵) فلا تخشواہم و اخشوا فی اس لئے اب تم اس بات سے مت ڈرو کہ مشرکین تم پر اور تمہارے دین پر غالب آجائیں گے بلکہ مجھ سے ڈرو، میرے احکام کی پیروی کرو اور میری نافرمانی سے بچو تا کہ میری تائید و نصرت ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے۔ ۵۲ تحریمات اللہ تحریمات غیر اللہ اور اللہ کی نذروں اور غیر اللہ کی نذروں کے بیان سے دین اسلام کے تمام فرائض و حدود اور حلال و حرام کے احکام کی تکمیل ہو گئی اور آج کے دن سے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی عن ابن عباس و السدی ان المعنی الیوم اکملت لکم دینی و فرأی فی وحی وحی بنی نزل ما أنزلت (روح) اکملت لکم ما تمنا تاجون الیہ من تعلیم الحلال و الحرام و النوقیف علی الشرائع و قوانین القیاس و اصول الاجتهاد (مخرج) اتمام نعمت سے اسلام کا غلبہ، کفر و شرک کی مغلوبیت، دین کی تکمیل، علم و حکمت کا احاطہ امن اور سعادت وغیرہ مراد ہے (روح، مخرج، قرطبی وغیرہ) وَ دُخِیْتُ لَکُمُ الْإِسْلَامَ دُیْنًا اوردینا کے تمام ادیان میں سے دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا کیونکہ یہی وہ دین جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا رہنما تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہے اور نجات صرف اسلام کی پیروی سے حاصل ہوگی۔ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کی پیروی کرتا ہے اس کی نجات نہیں ہوگی اور آخرت میں وہ محسوسے میں رہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دُیْنًا فَلَنْ يَنْفَلَ مِنْهُ وَهُوَ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الی عمران ۹۶) اور اسلام سے نجات صرف اسی مسلمان کو نصیب ہوگی جو ضروریات دین کا معتقد ہوگا۔ صرف نام کا مسلمان ہونا کافی نہیں اگر کوئی شخص مسلمان کہلانے کے باوجود دین کے ضروری عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار کر دے تو وہ مسلمان نہیں رہتا اور اس کی نجات نہیں ہوگی مثلاً ختم نبوت کا انکار، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے دین میں حجت ہونے کا انکار۔ اللہ کی صفات منقذہ میں غیر اللہ کو شریک ماننا وغیرہ۔ ۵۳ محرمات کا ذکر کرنے کے بعد اضطرابی حالت کا حکم بیان فرمایا کہ مذکورہ بالا اشیاء بھی تو قطعی حرام لیکن اگر کوئی شخص بھوک سے بے بس ہو جائے اور کوئی حلال چیز میسر نہ آ سکے اور اس بات کا اندیشہ ہو کہ حلال چیز کے میسر ہونے تک وہ زندہ نہیں رہ سکے گا یا ایسے عوارض میں مبتلا ہو جائیگا جو موت پر منتج ہوں گے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ محرمات میں سے بقدر سدرتی یعنی اس قدر کھائے جس سے اس کی جان بچ جائے۔ غایۃ مہجۃ ایضاً لا یشتر متجانف کے معنی میں مائل یعنی اس شرط پر اسے کھانے کی اجازت ہے کہ وہ گناہ کی طرف مائل ہو نہ لالہ ہو۔ مطلب یہ کہ سدرتی سے زیادہ حرام چیز کا تناول نہ کرے کیونکہ حرام چیز کھانے کی اجازت اضطراب سے مشروط ہے جب اس نے بقدر سدرتی کھالیا تو اضطرابی حالت ختم ہو گئی اب اس سے زیادہ کھائیگا تو سخت گنہگار ہوگا۔ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ بحالت اضطراب حرام چیز حلال تو نہیں ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شانِ جہت سے اس حالت میں ان محرمات کے تناول کی اجازت دیدی اور اس حالت میں حرام کھانے کا گناہ معاف فرما دیا ۵۴ اس میں تین اقوال ہیں (۱) امام زہری کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے تھے کہ ان کے لئے کونسی چیزیں حلال ہیں اور کونسی حرام تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (عن عدی بن حاتم اور زید ابن مہسل نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم کتوں اور بازوؤں سے شکار کرتے ہیں بعض جانوروں کو ہم زندہ پالیتے اور ذبح کر لیتے ہیں اور بعض ہمارے پہنچنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔ ان میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو اصل سوال کے جواب کے زائد پر مشتمل ہے (۳) یہ آیت ابتداء سورۃ یعنی اُحِلَّتْ لَکُمُ الْبَیْضُ اَلْمَکِیَّةُ اَلْاَکْوَارُ سے متعلق ہے اس میں اجمال تھا پہلا اس کی تفصیل ہے۔ یہ آخری قول سب سے زیادہ مناسب۔ اُحِلَّتْ لَکُمُ مِیْنُ ضَمِیْرُکُمْ لَنَا کی جگہ ضمیر فاعل شہال ہوئی ہے۔ علامہ رضی نے لکھا ہے جہاں دونوں ضمیروں کا استعمال جائز ہواں حکم کی جگہ غائب کی ضمیر استعمال کی جاسکتی ہے۔

۵۵ اذ لک:۔ شانِ نزول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے فلاں واقعہ ہو چکا تھا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ کیونکہ کئی واقعات جن کا حکم اسی آیت میں مذکور ہوتا ہے اس آیت کے بعد

الماترۃ

لَا يَحِبُّ اللَّهُ

54

اس میں سے جو کچھ رکھیں وہ تمہارے واسطے ہے اور اللہ کا نام لو۔ اسی پر ہوتا ہے اور

ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ جملہ لینے والا ہے حساب و آج ملے حلال ہو میں

تم کو سب سفری چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے

اور تہارا کھانا ان کو حلال ہے اور حلال میں تم کو پاکدامن عورتیں مسلمان اور

پاک رامن غوثی رحمہ اللہ ان میں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے جب

دو ان گو مہر ان کے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ

پہلی آشنائی کرنے کو اور جو منکر ہوا ۵۲ ایمان سے

ضائع ہوئی محنت اس کی اور آخرت میں وہ لوگے والی ہیں سے وفا ۱۰

ایمان والوں نے جب کم انھوں نے مساز کو دھولہ اپنے منہ

اور مائتہ بیسویں تک اور مل لو آپ سرگوشہ اور

پادشاهوں کی طرف اور اگر ہم کو جہانیں ہو تو خوب طرح پال ہو

مذہب

[illegible]

موضح قرآن

اور چیزیں لے کر پوچھا تو فرمایا کہ ستمری چیزیں
تم کو حلال ہیں یہو حضرت نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا کہ وہ
ستمری نہیں۔ جیسے پھالنے والے جانور جو پائے یا پرندہ مثلاً شیر یا
پیتا یا باز یا چیل۔ اور اسی میں داخل ہوتے مردار خور سائے کو وغیرہ
اور جیسے گدھا خچر اور جیسے کڑے زمین کے مثلاً چوہا وغیرہ۔ اور پہلے
حرام فرمایا جس کو پھالنے والے نے کھا یا اب اس میں سے شکاری اور
سدھلے جانور ہمارا حلال کیا جب اس نے آدمی کی خوشبکھی تو گویا
آدمی نے ذبح کیا لیکن سدھنا شرط ہے۔ سدھاء وہ کہ کپڑے رکھ جھوٹے
تپ نہ کھائے اور اللہ کا نام لینا شرط ہے دوڑانے وقت کہ اس بغیر
نکاح درست نہیں مگر بھولے تو معاف ہے۔ و فرمایا کالج تم کو سب
ستمری چیزیں حلال ہوئیں یعنی حضرت ابراہیم کے وقت یہ سب چیزیں
حلال تھیں جب تو رات نازل ہوئی تو یہودی سنز میں اکثر چیزیں منع
ہوئیں اور انجیل میں حلال، حرام بیان نہ ہوا۔ اب قرآن میں وہی دین اب
ذکر ہوا دیگر غیر کی تعظیم نہ ہو یہاں اور شرط فرمادی کہ ذبح کرنے والا مسلمان
کہ اسی طرح مسلمان کو عورت نکاح کرنی ان کی حلال ہے اور وہی کی نہیں
میں مخصوص کیا یہ فقط انہما ہے اور آخرت میں ہر کا فخر ہے۔ اگر عمل

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی بخورده در دنیا باشد بکس خورده خود - واللہ اعلم ۱۳ و مترجم گوید یعنی نزدیک سال بنواری شکایتی و الله اعلم ۱۴ و مترجم گوید یعنی آنچه بر اهل کتاب طالع بود بر شما احلال است پس ترغیب و تکرار و آنچه بر شما احلال کرد و شد مگر کسی که از ایشان مسلمان شود احلال است مثل شتر ذی ظفر و قبیله یهود و نصاری در باب عقبات نیست و الله اعلم ۱۵ و مترجم گوید مصداق ذی

[illegible]

جو حکم یہ ہے دوسرے نہیں ہے اور اہل حکم کی جزا ہے۔ یعنی دوسرے کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے مجبور ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو جو حکم کا ہے یعنی دہونا۔ (۲) محققین کا مسلک یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں دو مختلف قرائتیں دو مستقل آیتوں کے حکم میں ہوتی ہیں اور ہر آیت ایک جدا گانہ مستقل حکم کو ثابت کرتی ہے اس آیت میں بھی چونکہ دو قرائتیں ہیں لہذا یہ دو آیتوں کے حکم میں ہوگی اور اس سے پاؤں کے بائیں میں دو مختلف حکم ثابت ہو رہے ہیں بائیں پاؤں کو دھونے کا، دوسرا پاؤں پر مسح کرنا۔ یہ دونوں حکم منقاد ہیں اور ان میں جمع ممکن نہیں اس لئے ان دونوں حکموں کو دو مختلف حالتوں پر معمول کیا جائے گا۔ پہلی قرائت جو پاؤں کے دھونے کا حکم ہے رہی ہے وہ اس حالت پر معمول ہے جب پاؤں موزوں میں ملبوس نہ ہوں اور دوسری قرائت جو پاؤں کے دھونے کا حکم ہے رہی ہے وہ دوسرے پہننے ہوئے ہونے کی حالت پر معمول ہے اس طرح دونوں قرائتوں کے عمل ہو سکتا ہے قاطعاً اور مجروری جبکہ باب لغسل کا استعمال مبالغہ کے لئے ہے یعنی غسل جنابت میں مبالغہ کرو اور بدن کی ہر اس جگہ پر پانی پہنچاؤ جہاں پانی پہنچانے میں کوئی وقت نہ ہو ای فاعثی لغسل علی آنتہ وجہ (دوسرے ج ۱ ص ۱۸۷) اس طرح یہ آیت غسل جنابت میں مضمضہ (کلی کرنے) اور استنشاق (ناک میں پانی ڈالنے) کے وجہ پر نفل ہے کیونکہ ناک میں پانی ڈالنے پر بلا وقت عمل ہو سکتا ہے۔ ۱۵۸ یہاں پر لفظ او بالکل اسی طرح ہے جس طرح سورہ نسا میں آیت وضو میں وارد ہوا ہے اس کی پوری تحقیق سورہ نسا میں ص ۲۲ پر گذر چکی ہے ۱۵۹ امر صلی کے بعد سورت کے ابتدائی مضمون یعنی اَوْفُوا بِالْعُقُودِ کا اعادہ فرمایا پہلے بطور تہنید اپنی نعمت کی یاد دہانی کرانی۔ نعمت سے نعمت اسلام مراد ہے۔ وہی فحمة الاسلام (دوسرے ج ۱ ص ۱۸۷) ابو السعود ج ۳ ص ۱۵۸ السلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ تمام ہی آدم کی دینی اور دنیوی بہبود اور بہتری اسی سے وابستہ ہے وَمِثْقَاةِ الْإِنِّ اس سے وہی عہد و میثاق مراد ہے جو ہر مسلمان اللہ کے حدود و احکام اس کے فرائض و واجبات اور اس کے حلال و حرام کو بحال لانے کے لئے اللہ سے باندھا ہوا ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ اَوْفُوا بِالْعُقُودِ سے تمام احکام و حدود کی پابندی مراد ہے۔ ۱۶۰ یہ بھی پہلے مضمون کا اعادہ ہے یعنی اللہ کے عقود و حقوق کو اپنی امکانی طاقت کے مطابق بحال لانے کی کوشش کرو۔ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو اور بغض و عداوت کی بنا پر حق و انصاف سے روگردانی مت کرو۔ اس میں وَلَا تَقْبَلُوا الْبَيْتَ الْحَرَامَ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ اَلْحَکَامَ و حدود بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کو آخری بشارت دی گئی جو ان کو بے لاینگے اور اللہ کی حد کو قائم کریں گے وَالَّذِينَ كَفَرُوا الْخَبْرُ ان لوگوں کیلئے وعید اور تحذیر آخری ہے جو اللہ کے احکام کو پامال کریں۔ اور اس کی حدود کو توڑیں۔

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَسْتُمْ إِلَىٰ نِسَاءٍ فَلَمْ تَجِدُوا

اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے آٹا ہے

مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَسْتُمْ إِلَىٰ نِسَاءٍ فَلَمْ تَجِدُوا

جائے ضرورت سے یا یاں گئے ہو عورتوں کے پاس پھر نہ پاؤ تم

مَاءً فَتَيَسَّرُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ

پانی تو نہ پائے تو صحر کی مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ

وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ ط مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ

اور ہاتھ اس سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر

مِّنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ

مٹی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے

نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَادْكُرُوا

اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو اور یاد کرو

نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِثْقَاةَ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ لَا

احسان اللہ کا تم پر اور عہد اس کا جو تم سے باندھا تھا

إِذْ قُلْتُمْ سَمْعْنَا وَأَطَعْنَا وَاللَّهُ طَرَانُ اللَّهِ عَلِيمٌ

جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مانا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا

دلوں کی بات والے ایمان والے ہو

فَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی

شَنَانٌ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ

دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک

منزل ۲

موضع قرآن ف اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو یاد دلادیا کہ تمہارے کہ میرے عہد پر قائم رہو اسی طرح ہم کو تنقید فرمایا کہ عہد یاد رکھو وہ عہد یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوتے تو حضرت سے بیعت کرتے یعنی ہاتھ پکڑ کر قول دیتے بہت چیزوں کے کرنا جیسے پانچ نمازیں اور روزہ رمضان اور زکوٰۃ اور حج اور خیر خواہی ہر مسلمان کی اور بہت چیزیں چھوڑنے پر جیسے خون اور زنا اور چوری اور تہمت لگانا بے گناہ کو اور سردار سے مخالفت کرنی اسی عہد پر فرمایا کہ قائم رہو۔

فتح الرحمن م منہر جم گویہ یعنی جماع کردہ باشندہ و نزدیک شافعی جہ دست رسانیدن بزن ناقص وضو است واللہ اعلم ۱۲۔ ۱۳ یعنی عہد کیہ وقت بیعت بسنید۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ۱۳

فتح الرحمن
 ۱۔ مترجم گوید ایں معجزہ چند نوبت متحقق شد از انجملہ آتست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتقریبی محملہ یہود رفتہ بودند شخصی از ایشان خواست کہ سگی بالئے آنحضرت آنگذاردند تعالے دست آں شخص بند کرد و از ان جملہ آتست کہ کفار قریش در حد بیلیہ ز جنگ پازایتانہ بعد از انکہ داعیہ جنگ داشتند و از انجملہ آتست کہ یحییٰ از یارانِ میلہ کذاب سن رازی خواست خدائے تعالے دست اورا کرخت ساخت۔ ۱۲۔ یعنی قتال کنند۔ واللہ اعلم۔ ۱۲۔

۳۳ مہیت سے یہاں مراد محبت معنوی ہے اس پر جواب نقیہ سے ہے یا تمام بنی اسرائیل سے یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارے افعال کو دیکھتا اور تمہارے اقوال کو سنتا ہوں اگر تم عہد پورا کر گئے تو میری حمایت اور تائید و نصرت تمہارے لئے ہوگی اور اگر نقض عہد کرو گے تو میں سزا دینے پر بھی قادر ہوں والمعنی الی معکم بالعلم والقدرۃ فاسمع کلامکم وادی افعالکم واعلم ضمائرکم وادعی ایصال الخیر الیکم (کیوجہ ۳ ص ۳۳) یہ جملہ شرطیں ہیں جو میناق مذکور سے متعلق پانچ امور پر مشتمل ہے (۱) اگر تم نماز قائم کر گئے (۲) و اتینتم الزکوۃ اور صدقات واجبہ داکر گئے (۳) و امنتم بربوئی اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ گے (۴) و عزرتموہم اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرو گے اور انکا ساتھ دو گے (۵) و اقضتہم اللہ اور نفی صدقات سے قوم کے غریبوں کی مدد کرتے رہو گے لا کھڑت عنکم سبائکم یہ شرط مذکور کی جزا سے یعنی اگر تم مذکورہ احکام بجا لاؤ گے تو ہم اس کی جزا دینگے کہ تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔

لا یحبہ اللہ ۲ ۲۶۸ المائدہ

اللہ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَیْنُ اَقِمْتُمُ الصَّلٰوةَ
 اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں لے اگر تم قائم رکھو گے نماز
 وَاَتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَامَنْتُمْ بِرُسُلِیْ
 اور دیتے رہو گے زکوۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر
 وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
 اور مدد کرو گے ان کی اور قرض دو گے اللہ کو اچھی طرح
 حَسَنًا لَا تُكْفِرْنَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاَدْخَلْنٰكُمْ جَنَّتٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ فَمَنْ
 داخل کرونگا تم کو باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں پھر جو کوئی
 كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ
 کافر ہوا تم میں سے اس کے بعد
 السَّبِيلِ ۝۱۲ فَبِمَا نَقْضُہُمْ مِّثَاقَہُمْ لَعْنُہُمْ
 راستہ سے ۱۲ سو ان کے عہد توڑنے پر لے ہم نے لعنت کی
 وَجَعَلْنَا قُلُوبَہُمْ قٰسِیَةً یَّحَرِّفُوْنَ
 اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت پھیرے ہیں
 الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَكُتِبَ لَہُمْ
 کلام کو اس کے ٹھکانے سے اور لکھ لیا انھیں
 مِمَّا ذُکِّرُوا بِہِ جَ وَلَا تَنْزَالُ
 اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو
 تُظْلِمُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْہُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْہُمْ
 مطلق ہوتا رہتا ہے ان کی کسی دعا پر مگر کچھ بھڑے لوگ ان میں سے

منزل ۲

میں تو ان کو دوسرے رکھتا ہے اس لئے آپ ان سے احسان اور حسن سلوک کا معاملہ فرمائیں۔ نقض عہد کی سزا کا پہلا نمونہ تھا جس سے اہل اسلام کی تفسیر ہو رہی ہے یعنی جس طرح یہود کو عہد توڑنے اور اہل احکام و وعدہ کو کریموں کو دوست رکھنا ہے اس لئے آپ ان سے احسان اور حسن سلوک کا معاملہ فرمائیں۔

یہ جملہ شرطیں ہیں جو میناق مذکور سے متعلق پانچ امور پر مشتمل ہے (۱) اگر تم نماز قائم کر گئے (۲) و اتینتم الزکوۃ اور صدقات واجبہ داکر گئے (۳) و امنتم بربوئی اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ گے (۴) و عزرتموہم اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرو گے اور انکا ساتھ دو گے (۵) و اقضتہم اللہ اور نفی صدقات سے قوم کے غریبوں کی مدد کرتے رہو گے لا کھڑت عنکم سبائکم یہ شرط مذکور کی جزا سے یعنی اگر تم مذکورہ احکام بجا لاؤ گے تو ہم اس کی جزا دینگے کہ تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کی آخر عمر میں یہ قرار لے لیں یہ سورۃ حضرت کی آخر عمر میں نازل ہوئی شاید تم کو سنایا اسی واسطے کہ تم کو بھی یہی تقبیر ہے ایک عہد اس میں تھا کہ رسول جو پیچھے پیدا ہوا کسی مدد کر لیا۔ اسکے بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا یہاں فرمایا اسی اشارے کو کہ حضرت نے بتایا ہے میری امت میں بارہ خلیفے ہوں گے تو تم قریش سے اور فرمایا ہے کہ جو خرابی ہوئی پہلی امت میں سو ہوگی تم میں۔ جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر جس طرح کر۔

موضح قرآن

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کی آخر عمر میں یہ قرار لے لیں یہ سورۃ حضرت کی آخر عمر میں نازل ہوئی شاید تم کو سنایا اسی واسطے کہ تم کو بھی یہی تقبیر ہے ایک عہد اس میں تھا کہ رسول جو پیچھے پیدا ہوا کسی مدد کر لیا۔ اسکے بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا یہاں فرمایا اسی اشارے کو کہ حضرت نے بتایا ہے میری امت میں بارہ خلیفے ہوں گے تو تم قریش سے اور فرمایا ہے کہ جو خرابی ہوئی پہلی امت میں سو ہوگی تم میں۔ جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر جس طرح کر۔

والتحریر والتمیز

قَاعَفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۱۳

سو معاف کر اور درگزر کر ان سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ

اور وہ جو کہتے ہیں اپنے کو نصاریٰ ان سے بھی لیا تھا ہم نے عہد ان کا

فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ مِنْ فَأَخْرَجْنَا بَيْنَهُمُ

پھر بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت جو ان کو کی گئی تھی پھر ہم نے لگا دی آپس میں ان کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ط وَسَوْفَ

دشمنی اور کینہ ۱۴ قیامت کے دن تک اور آخر

يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۱۴ يَاهْلَ الْكِتَابِ

بتا دے گا ان کو اللہ جو کچھ کرتے تھے اے کتاب والو ۱۵

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ

آبا سے تمہارے پاس رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جو تم

تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ

چھپاتے تھے کتاب میں سے اور درگزر کرتا ہے بہت چیزوں سے بیشک آئی ہے تمہارے

مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۱۵ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر کرنے والی ہے جس سے اللہ ہدایت کرتا ہے

مِنَ اشْتَبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ

اس کو جو تابع ہوا اس کی رضا کا سلامتی کی راہیں اور ان کو نکالتا ہے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ

اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا سیدھی

مُسْتَقِيمٍ ۱۶ لَقَدْ غَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ

۱۵ بے شک کافر ہوئے ۱۶ لکھ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی

منزل ۲

۱۵ وَصِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي الخ یہ نقص عہد کی سزا کا دوسرا نمونہ ہے یعنی ہم نے نصاریٰ میں عہد توڑنے کی وجہ سے عداوت ڈال دی اور ان کے دلوں میں باہمی بغض پیدا کر دیا۔ اگر تم بھی نقص عہد کر دے تو تمہیں بھی یہی سزا ملے گی۔ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ جس طرح بنی اسرائیل سے توحید و رسالت اور دیگر احکام کی بجا آدرش عہد لیا تھا اسی طرح نصاریٰ سے بھی لیا مگر انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح عہد توڑا اور اللہ کے اوامر کو پامال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی حالانکہ انجیل میں آپ پر ایمان لانے کا حکم تھا اور انہوں نے یہودیوں کی طرح انجیل میں تحریف بھی کی۔ اِی فی التوحید والایمان بحمد صلی اللہ علیہ وسلم اذ هو مکتوب فی الانجیل (فَنَسُوا حَظًّا) وهو الايمان بحمد عليه الصلوة والسلام ای لم یعلموا بما امروا به وجعلوا ذلك الهوى والتحريف سبباً للكفر بحمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۶ ص ۱۷۱) ۱۶ قَاغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الخ بینہم کی ضمیر نصاریٰ کے لئے ہے اور اس سے ان کے مختلف کردہ مراد ہیں مثلاً لیفوقہم نسطورہم اور ملکانیہ وغیرہ یعنی نصاریٰ نے ہمارے عہد و پیمان کو توڑ دیا تو ہم نے دنیا میں ان کو یہ سزا دی کہ انہیں مختلف فرقوں میں بانٹ دیا اور ان کے درمیان بغضاء و عداوت کی آگ بھڑکا دی جو قیامت تک باقی رہے گی۔ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ یہ نقص عہد کی سزا دنیا میں تو وہ تھی جو بہت مذکور ہوئی یہاں آخر دی عذاب کی دہمید سنانی کہ دنیا میں انہوں نے جو بدعہدیاں اور خیانتیں کی ہیں آخرت میں بھی انکی سخت سزا پائیں گے۔ اِی فی القیامۃ بالجزاء والعقاب (مداد الحج ص ۱۷۱) حضرت شیخ رحمہ نے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی پر ان کی سزا ذکر کرنے سے اہل اسلام کی تنبیہ مقصود ہے اگر انہوں نے نقص عہد کیا اللہ کے احکام سے سزائی کی تو ان کو یہ تمام سزا دی جائے گی جو یہود و نصاریٰ کو علیحدہ علیحدہ دی گئیں چنانچہ اب مسلمانوں کو نقص عہد کی سزا مل رہی ہے۔ وہ فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ان کے درمیان بغض و عداوت کی آگ شعلہ زن ہے۔ یہاں تک سورت کے پہلے حصے مضمون اول یعنی شرک فنی کی نفی کا بیان ختم ہوا

حصہ اول مضمون ثانی

شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی

۱۷ یٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصِفُونَ

شرک فی التصرف کی نفی کا بیان شروع ہوتا ہے۔ پہلے بطور تمہید

اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی

ترغیب دی۔ اہل کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فرقہ مراد

ہیں۔ اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف بیان

فرمائے۔ اول یٰٓبَیِّن لَّكُمْ الخ یعنی تورات و انجیل کی بہت سی

باتیں جنہیں تم چھپاتے ہو وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ دوم وَیَعْفُو عَنْ کَثِیْرٍ اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے یعنی جن مسائل کو تم چھپاتے ہو ان میں سے بہت سے مسائل

ہیں جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتا کیونکہ ان کے اظہار میں دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ ان کی چوریوں اور خیانتوں کا پیغمبر علیہ السلام

کو رحم ہے تاکہ وہ رسوائی سے بچنے کے لئے حق کو چھپانا اور تورات و انجیل میں خیانت کرنا چھوڑ دیں۔ ۱۷ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَّكُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ

مراد کتاب مبین یعنی قرآن مجید ہے اور عطف تفسیری ہے۔ والمواد بہ وبقوله کتاب مبین القرآن لما فیہ من کشف ظلمات الشک والشک واباتۃ ما خفی علی الناس

من الحق دالاً علی ازال البین والعطف لتنزیل المغایرۃ بالمغایرۃ ۱۷ لَقَدْ غَفَرَ لَکُمُ الذَّنْبَ اِیٰ نُوْرًا وَاُکْتُبَ لَکُمُ الذَّنْبَ ۱۷ لَقَدْ غَفَرَ لَکُمُ الذَّنْبَ اِیٰ نُوْرًا وَاُکْتُبَ لَکُمُ الذَّنْبَ ۱۷

موضح قرآن ۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا اور حکم شرع پر محبت سے قائم رہنا چھوٹ جاوے اور فرقہ طنہب کا جھگڑا اور حمیت رہ جاوے تو راہ سے بچے ۱۲

کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور لوگوں پر حق واضح ہوتا ہے۔ باقی یہ بات کہ معطوف علیہ اور معطوف میں تغایر ضروری ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تناہی فی العنوان کافی ہے۔ اس کے بعد کتاب کی تین صفتیں بیان فرمائیں۔ اَوَّلُ یَهْدِیْ بِہِ اللہ الخ مِّنَ التَّجَمُّعِ وَضَمَّوْنَہُ۔ بَہْدِیْ کا مفعول دل ہے۔ اور سُبَّحَ الشَّکْرُ اس کا مفعول ثانی ہے۔ جو لوگ اللہ کی رضا مندی کے متلاشی ہیں ان کو وہ اس کتاب کے ذریعہ سلامتی کی راہوں تک پہنچا دیتا ہے جن پر چل کر وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ دَوَّمْ وَیُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی التَّوْحِیْدِ اور اپنی توفیق اور تائید سے ان کو شرک گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ہدایت کی روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ سَوِّمُ۔ دَہْدِیْ یُہْدِیْ اِلَی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) دکھاتا ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام خود کا مزن رہے اور جس کی طرف اپنی امتوں کو دعوت دیتے رہے۔

لفظ نور کی تحقیق

بعض لوگ جو علم و دیانت سے بے بہرہ ہیں اور قرآن مجید کو اپنی تحریقات کا نشانہ بنانا ہی جن کا سرمایہ دین ہے کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ بشر نہیں ہیں اور آپ کے جدا طہر کا سایہ نہیں تھا کیونکہ بشریت اور نور میں تضاد ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب۔ اس آیت میں نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد نہیں بلکہ اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ جیسا کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس دو ہی چیزیں آئی ہیں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا قرآن مجید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ذکر اس سے قبل کیا کہ اَلْکِتَابِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا سَے فرمایا اور دوسری چیز یعنی قرآن مجید کا ذکر قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَکِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے فرمایا اَلْکِتَابِ مُبِیْنٌ کا عطف نُوْرٌ پر عطف تفسیری ہے۔ متعدد مفسرین نے اس کی ہر احوال کی ہے مفسر ابو السعود کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ امام نسفی حنفی فرماتے ہیں یرى القرآن کشفه ظلمات الشرائک والشک والابتنہ ما کان خافیا علی الناس من الحق (مدارج ج ۱ ص ۲۱۷) قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں وجاز ان یکون العطف تفسیریا وسمی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن نوراً لکونهما کاشفین لظلمات الکفر (مظہری ج ۳ ص ۳۶) کذا فی البحر ج ۳ ص ۳۶ وغیرہ جیسا کہ سورہ حدید ص ۳ میں فرمایا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتَابَ وَالْمِیزَانَ یہاں بھی عطف تفسیری ہے اور المیزان سے اَلْکِتَابِ ہی مراد ہے۔ اور اگر دیکھا طہر ہی قرار دیا جائے تو اس صودت میں وہ ایک ہی چیز (قرآن) کے دو متغایر وصف (نور اور کتاب مبین) بیان کرنے کے لئے ہو گئی قرآن نور ہے کیونکہ اس سے کفر و شرک اور شکوک و شبہات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ نیز وہ کتاب مبین ہے یعنی حق و باطل کو اس طرح کھول کر بیان کرتی ہے کہ ہر شخص بخوبی ان میں امتیاز کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار نور سے تعبیر فرمایا مثلاً ارشاد ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (نساء ص ۲۳) اسی طرح سورہ تغابن ص ۱ میں فرمایا فَاْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالتَّوْحِیْدُ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا۔ ان دونوں آیتوں میں نور سے لامحالہ قرآن مجید ہی مراد ہے۔

دوسرا جواب۔ اگر سیاق و سباق کے خلاف اس آیت میں نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی مراد لی جائے تو بھی ان کا مطاب حاصل نہیں ہو سکتا۔ نہ اس سے آپ کی بشریت کا انکشاف ثابت ہوتا ہے نہ آپ کے سایہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ لفظ نور کا آپ کی ذات اقدس اطلاق بطور تشبیہ استعارہ ہے جس سے آپ کی شان بہمنائی اور وصف ہدایت کو نمایاں کرنا مقصود ہے جس طرح نور (روشنی) سے اندھیرا نازل ہو جاتا ہے اور ہر چیز صاف نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے کفر و شرک اور ضلالت و جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور صراط مستقیم صاف صاف دکھائی دینے لگتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے نہیں فرمایا کہ آپ کی ذات نور ہے بشر نہیں ہے بلکہ آپ کو نور اس لئے فرمایا کہ آپ کی صفت نور ہے۔ آپ کے ذریعے کفر و شرک کا اندھیرا دور ہوا اور راہ حق واضح ہوئی جیسا کہ مفسرین کہتے ہیں اس کی تصریح فرمائی ہے علامہ خازن لکھتے ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم افاضلہ نوراً لانه یهدی بالانور فی الظلمۃ (خازن ج ۲ ص ۲۱۷) امام نسفی فرماتے ہیں اوالنور محمد علیہ السلام لانه یهدی بہ کما یهدی بالنور فی الظلمۃ کما سمي سر اجا (مدارج ج ۱ ص ۲۱۷) تفسیر مظہری کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے جن مفسرین نے نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد لی ہے ان میں سے کسی نے بھی اس سے آپ کی بشریت یا آپ کے سایہ کی نفی پر استدلال نہیں کیا بلکہ سب نے اس اطلاق کو استعارہ قرار دیکر اس سے نور ہدایت یعنی ہدایت کی روشنی مراد لی ہے۔ اَلْکِتَابِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا الخ سے متعلق ہے۔ اسے اہل کتاب ہمارا آخری رسول تھا سے پاس آچکا ہے جو ان سچی باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے جنہیں تم چھپاتے تھے۔ من جملہ ان کے ایک بات یہ بھی کہ جو لوگ غیر خدا مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ عین خدا ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح میں حلول کئے ہوئے ہے یا اللہ تعالیٰ شکیل مسیح دنیا میں آیا ہے (شاہ عبدالقادر) ایسے لوگ یقیناً بلاشبہ کافر ہیں۔ یہ ان عیسائیوں کے خیال کا درجہ ہے جو حضرت مسیح میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں۔ یعنی یحویٰ فرقی روح جلد ہستی لیکن حضرت مسیح فرماتے ہیں اس سے اتحاد ذات مراد نہیں بلکہ اتحاد صفات مراد ہے یعنی عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صفات کا وسازی و صفات و بویت میں خدائے تعالیٰ کا شریک سمجھ لیا تھا۔ وہ حضرت مسیح کو غیب دان، مافوق الاسباب، متصرف و مختار ملتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم بہت سے خدائی اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے غائبانہ طور پر ان کو پکارتے تھے۔ یہ عقیدہ اور عمل صریح شرک تھا اس لئے ایسے لوگوں کے کافر ہونے کا تاکید سے اعلان فرمایا۔ اس آیت کا مابعد حضرت شیخ قدس سرہ کے بیان کردہ مفہوم کی تائید کرتا ہے۔ اس آیت کا مقبل سے ربط یہ ہے کہ مسلمانوں سے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ سے مت و درجن کو ہم نے ذلیل کر دیا ہے اور جن کے درمیان ہم نے عداوت ڈال دی ہے بلکہ ان سے صاف کہہ دو کہ تم کافر و مشرک ہو۔ اَلْکِتَابِ قَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلُنَا الخ یہ نصاریٰ کے مذکورہ بالا کفریہ عقیدے کے لطائف عقلی و دلیل ہے۔ یعنی اللہ (معبود) کو صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی قدرت کامل ہو اور جس کے اختیارات ہر چیز پر جاویں۔ حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام جن کو عیسائی معبود مانتے ہیں وہ خدا کے سامنے بالکل عاجز و ذلیل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اور ان کے ساتھ ساری مخلوق کو ہلاک کرنا چاہے اور انہیں موت کی نیند سلا دینا چاہے تو وہ خود تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں موت سے نہیں بچا سکتی۔ جو خود اس قدر بے بس ہیں کہ اپنی ذات سے بھی کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ دوسروں کی کیا کار سازی کریں گے۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا ہے کیونکہ اِنَّ اَدَادِیْسَ اِنَّ کَوْنِہِے جو مستقبل میں وقوع جزا پر مولدات کرتا ہے لیکن اس پہلے غرض وارد ہوتا ہے کہ اس سے تو حضرت مریم کی حیات بھی ثابت ہو جائے گی تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے وَ اَمَّا سَے پہلے وَقَدْ اَهْلَکَ مَقْدَر ہے لیکن تمام تکلفات باور ہیں۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا حیات و ممات حضرت مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ اس آیت کا موضوع مسیح اور ان کی والدہ

لا يحب الله ٦

۲۷۱

المائدة ٥

مسیح ہے مرنے کا بیٹا وا تو کہہ دے پھر کس کا بس چل سکتا ہے ۳۳

اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریح کے بیٹے کو

اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو اور اللہ ہی کی واسطے ہے سلطنت

آسمانوں کے اور زمین کی ابر جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے پیدا کرتا ہی جو چاہے

اور اللہ کے پیغمبر کا درجہ ہے اور ہے میں

لَعَلَّكُمْ وَبِأَعْيُنِكُمْ رَأَوْنَا إِذْ دَعَاكُمْ رَبُّكُمْ فَقَالَ لَكُمْ خَلْقُوا

يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ

الْبَصِيرَ ١٨) يَا هَلْ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولَنَا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَمْ یَاۤتِکُمُ الرِّسَالُ اَنْ تَقُوْلُوْا

متزل ۲

مقرول ۴

السموات الخ یہ یہود و نصاریٰ کے قول باطل کہ دکا اعادہ اول اس کا تہمتہ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ملک میں ہے اور تمام احمقیاں کبھی اسی کے ہیں نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ زور احبار و یہاں کے۔ **عَنْهُ** يَا هَلْ الْكِتَابِ الخ یہ بعد عہد کی وجہ سے يَا هَلْ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ الخ گزشتہ کا اعادہ ہے اول اس سے یہ بیان کہنا مقصود ہے کہ اہل کتاب کی اس قدر خیانتوں اور دینی خیانتوں اور غداروں کے باوجود ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کیوں نہیں کر دیا گیا۔ فترۃ کے معنی انقطاع کے ہیں یعنی ہمارا رسول اس وقت آیا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد رسولوں کی آمد کا سلسلہ کئی صدیوں کے لئے منقطع ہو چکا تھا۔ اَنْ تَقُولُوْا اِيْهَا اَنْ سَے پہلے لام تعلیل اور اَنْ کے بعد لائے نفی مقدر ہے۔ اصل میں تھا لَعَلَّكُمْ تَقُولُوْا (روم ۶۷: ۱) جیسا کہ سورہ نساء میں صریح قرآن والہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا ان کی اُمت ان کو نبی کی حد سے زیادہ نہ چڑھادیں والا نبی اس لائق کا ہے کہ وہیں ۱۲ فتح الرحمن صلا یعنی طویل کردہ درود والہ علم ۱۲ صلا مترجم گوید یعنی خدا پر تو خودی گفتند واللہ علم ۲ صلا مترجم گوید یعنی بعد عیسیٰ بحجز پیغمبر ماہج پیغمبر مبعوث شدت میان ایشان پانصد و شصت

<p> لا یحب اللہ ۶ ۲۷۲ المائدہ ۵ </p>	<p> اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قیاد ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی دال علیہا السلام ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَخِمْ جِهَادًا كَيْفَ يُصَوِّرُ ذَٰلِكَ﴾ </p>
--	---

ہمارے پاس نہ آیا کوئی غوثی یا ڈر نہ لے والا سو آچکا ہمارے پاس
كَبِيرٌ وَتَذِيرٌ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۹

اور جب کچھ موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان
اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم

بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں

يَقُومُوا دُخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كُنْتُمْ

اللہ نے تمہارے واسطے ادنیٰ لوہے اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑو گے

خَسِرَیْنِ ﴿۲۱﴾ قَالُوا یٰمُوسٰی اِنَّ فِیْہَا قَوْمًا

نہ دوست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے یہاں تک کہ وہ بھل جائیں

مِنْهَا ۚ فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّكَ تَاخِلُونَ ﴿٢٢﴾

کہا دو مردوں نے وہ اللہ سے ۲۷ھ دُور لے والوں میں سے کہ خدا کی نوازش مٹھی

ہے اور ہمت ٹانگن کو افریقہ کی پہلی تین لاکھ تھالیوں کے ان کو بکھار کر ماری کیڑی کی اولاد بہت چھیلنے لگا اور وہ وہ علاقہ پر کیا یہی اسرائیل کو فرعون کے مہر گیارہ سے خلاص کیا اور اس کو غرق کیا اور ان کو فرمایا کہ تم جہاد کرو رہ قسطنطنیہ پر یہ دار کا بیٹھا ان کو بچھا کر اس ملک کی خرابیوں سے وہ خرابیوں کو مٹا کر ان کی ہمت خوشیاں سامان کھن اور

یہاں پر سب سے زیادہ بڑے درختوں کے پتے ہلکے اور نرم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قیاد ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ علیہما السلام
۱۳ **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِحِمْيَرٍ بَنِي إِسْرَءِيلَ سَمِعْتُمُ النَّارَ أَن تَبْعُوا الْبَشَرَ فِي بَغْيٍ مُّبِينٍ**
 اٹھانے کا پہلا نمونہ یعنی جب تم نے اہل کتاب کو ان کے مشرکانہ
 عقائد کی بنا پر صاف صاف کافر کہا دیا تو اب خاموشی سے نہیں بیٹھنا
 ہو گا بلکہ اب وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور تمہیں بھی جواباً ان سے
 جہاد کرنا ہو گا۔ اگر تم نے اپنی جان کی حفاظت کیلئے ان سے جہاد نہ
 کیا اور خاموش بیٹھے رہے تو جس طرح بنی اسرائیل نے دشمن سے جہاد
 نہ کرنے کی وجہ سے ذلت اٹھائی تھی اسی طرح تم بھی ذلیل ہو جاؤ گے
۱۴ **يَقُولُوا دَخَلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كُنتُمْ تُبْعَثُونَ فِيهَا**
 عباس ابن نضیر اور سدی کا قول ہے کہ ارض مقدسہ سے بیت المقدس
 مراد ہے اسے ارض مقدسہ (پاک زمین) اس لئے کہا گیا کہ وہ قدیم
 سے انبیاء و کرام علیہم السلام کا مسکن چلا آ رہا تھا اور شرک کی
 نجات سے پاک تھا۔ ووصفت تلك الارض بذلك
 لانها مطهره من الشرك حيث جعلت مسكن الانبياء
 عليهم الصلوة والسلام (روح ص ۱۷۵) اَلَيْسَ كَتَبَ
 اللَّهُ لَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
 تمہارا مسکن ہو گا مکتب فی اللوح المحفوظ انہا مسکن لکم
 (مدarik ج ۱ ص ۲۱۷) لیکن پیچھے نہ بیٹنا دین و دنیا کا خسارہ
 اٹھاؤ گے۔ ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم حقیقت میں جہاد کا
 حکم تھا۔ کیونکہ اس پہلے ہی طاقتور کافروں کا بعض تھے جب تک
 اس کا بعض قوم سے جہاد کر کے وہ علاقہ اس سے واگزار نہ کر لیا
 جاتا اس وقت تک بنی اسرائیل اس میں آرام و چین سے نہیں
 رہ سکتے تھے۔ **۱۵** **قَالُوا يَا مُوسَىٰ لَئِن لَّمْ يَآخُذْ بَعِثُوا لَنَا**

مصحح قرآن **و** حضرت عیسیٰ کے بعد کوئی رسول نہ آیا تھا سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ تربیت ان کی پائے۔ اب بعد ملتِ نحم کو رسول کی صحبت میسر ہوئی غیبتِ جالہ اور اللہ کا درجہ اگر تم نہ قبول کرو گے اور خلق کھڑی کرو دیکھو کہ تم سے بہتر حبیبِ حضرت موسیٰ کے ساتھ کہا دیکرنا قبول نہ کیا ان کی قوم نے اللہ نے ان کو محروم کر دیا اور وہ کہہ تھو ملکِ شام فتح کروایا ۱۲ **و** حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں شام ان کو دو لگاؤ نبوتِ دین اور کتاب و سلطنت ان میں کھوئے عالمِ حق سے ملکِ شام چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے وہاں مسلط تھے عالمِ حق ان کی قوت و زور بھی بیان کیا حضرت موسیٰ نے ان کو دیکھے اور چاہا کہ پھر اے مصر جاؤ اس تفسیر سے چالیس برس فتحِ شام کو دیکھو فتح الرحمن **و** یعنی معجزاتِ عظیم از خلقِ بحر و فاع طور و اللہ اعلم ۱۲

فتح الرحمن - یعنی مکہ کریم کہ اس زمین مفتوح نشود چهل سال ۱۲ و مگر حرم گوید یعنی : این نیکوترین گوسفند نیاز بردار عیب نشی ظاهر شد و بخورد و قابل بدترین کند پیش آورد و آنرا نش
نیادش را قبول نہ کرد و این سبب خد شد و الله اعلم ۱۲

لا يحب الله +

۱۰. اس میں یہ ہے کہ جو دوسری چیزیں ہیں ان کے لیے ایک جہاں کو بنا کر دیا جائے گا۔

[illegible]

فتح الرحمن و مترجم گوید بعد کشتن ندانست تا جیه گوید و من کند حجت او را بر پشت نهاد می گشت و الله اعلم ۱۲

جس کا نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ اسے اپنے مقتول بھائی کی نعش چھپانے کی ترکیب سوچ گئی ورنہ کواعینہ دان نہیں تھا کہ باہیل کے قتل کا اسے علم تھا اور نہ باہیل کو دس کرنے کا طریقہ سکھانے آیا تھا لام عاقبت کے لئے قرآن مجید میں نام مستعمل ہے جیسا کہ قصص ۱۶ میں ہے **فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا** یہاں لیسکوت میں لام عاقبت کے لئے ہے **عَدُوًّا** سے **حَزَنًا** یعنی خاموش بیٹھے رہنے کی وجہ سے گتہ بنا علی بنی اسرائیل۔ گتہ بنا کا مفعول مخدوف ہے یعنی القتل یعنی خاموش بیٹھے میں چونکہ امت ورسوائی ہے اس لئے ہم نے بنی اسرائیل کو دشمن سے قتال کا حکم دیا اور کہا کہ خاموش ست بیٹھو بلکہ مخلوق خدا کو ظالم کے ظلم سے بچاؤ تم نے اگر ایک جان کو بچا لیا تو گویا سب کو بچا لیا **أَنَّهُ مَنْ مَن قَتَلَ يَفْعَلْ مَخْدُوفًا** کا مفعول ہے ای وقتلنا۔ قالہ الشیخ روح اللہ رحمہ اللہ دیکھ مفسرین نے گتہ بنا کا مفعول

الفصاح مندر کیا ہے اور زالیگ سے مذکورہ واقعہ قتل مراد لیا ہے یعنی قتل و خون ریزی کو روکنے کے لئے ہم نے قاتل سے قصاص لینا فرض قرار دیا ہے **لَا تَجْزِئُكُمْ دِينُ الْاَیْمَانِ اَلَّذِیْنَ اَلَمَ الَّذِیْنَ یَحْجِیْوْنَ** اللہ ورسولہ یعنی وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے ہیں یہ تعبیر اس پر شاہد ہے کہ اس سے سلمان قطع الطریق (ڈاکو) مراد نہیں ہیں بلکہ یہ آیت ہے کہ قطع الطریق کے حق میں ہے یعنی کفار کا مقابلہ کرو اور محمد بن (ہو) قطع الطریق سے قتال کرو تاکہ ان کو اپنے کئے کی سزا مل جائے **وَلَا یُجِزُّكُمْ شَتَانٌ قَعْمٌ** میں یہود قطع الطریق کا ذکر خطاب یہاں ان کی سزا بیان فرمائی **اِنَّ هَذِهِ اَیْمَانُ فِیْ هَؤُلَاءِ الَّذِیْنَ حَتَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ** من بنی اسرائیل انہم بعد ان غلط اللہ علیہم عقاب لقتل لعمد لعدوان فہم مسرفون فی القتل مفسدون فی الارض فمن اتی منہم بالقتل والفساد فی الارض **فَجَزَّاءُ هُمْ کَذٰلِکَ** (کبیر ج ۳ صفحہ ۱۷۷) **اِنَّ یَقْتُلُوْا اَوْ یَصْلُبُوْا** اگر وہ کسی کو قتل کریں تو انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے **اَوْ تُقَطَّعْ اَیْدِیْہُمْ** و **اَرْجُلُہُمْ** اگر انہوں نے قتل نہ کیا صرف مال ہی لوٹا ہے تو یہ سزا ہوگی **اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا** یعنی اگر انہوں نے کفر تارک ہونے سے پہلے شریک اور محاربہ اللہ ورسول سے توبہ کرنی۔ لیکن **الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ شَرِّہُمْ** و **مَعَهُمُ اللّٰهُ** و **دَسُوْلَہُ السَّخِرِ** (خازن ج ۲ صفحہ ۳) تو حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے مگر حقوق العباد کی تلافی لازم ہوگی **فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ** یعنی اللہ اپنے حقوق کو معاف کر دیتا لیکن حقوق العباد میں گرفت فرمائے گا۔

موضع قرآن و یعنی روئے زمین پر پڑا گناہ ہی ہوا اس سے آگے رسم پڑی۔ اسی سبب سے تورات میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسا سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دوسرے سے تو سب کے

گناہ میں وہ اول بھی شریک ہے اور ایک کو جلد یا تو جیسا سب کو جلد یا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا۔ **و** اول فرمایا کہ خون گناہ ہے مگر بدلے میں یا فساد کی سزائیں۔ اب اس کا بیان کیا کہ جو کوئی لڑائی کرے اللہ ورسول سے یعنی حاکم کے مخالف ہو کر ملک کو غارت کرے۔ وہ ہاتھ لگے تو سولی پر چڑھا کر مارے۔ یا قتل کرے۔ یا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے۔ یا قیدی میں ڈال رکھے جیسی خطا ہو دوسری سزا **و** اگر ایک شخص راہ لوٹتا تھا اب اس نے متوقف کیا اور اسباب اس کام کا دور کیا تو اس پر حد میں آتی۔

فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی قطع طریق دارند ۱۲ ص ۱۷ یعنی چون اربابیل رسم قتل پیدا شدہ قتل کہ درجہاں واقع شود اور ابدان موافقہ میکنند و چہن در زمانہ سیکلم رسم کشتن نو میکنند حکم من سن سنہ سینیہ کان کہ قتل منہا در حق کہ بعد از دی آید شریقی پیدا می نماید پس اینجا من ابل ذالک بجائی علی قیاس ذالک واقع شدہ است ۱۲ ص ۱۷ یعنی قطع طریق میکنند ۱۲ ص ۱۷ یعنی درست راست و پانی کچپ ۱۲ ص ۱۷ یعنی مد ساقط است و حقوق آدمیاں ساقط نیست ۱۲۔

اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَانَتْ مَقْتَلِ النَّاسِ جَمِیْعًا
یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں مہ تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو
وَمِنْ اَحْیَآہَا فَكَانَتْ مَآ اَحْیَا النَّاسِ جَمِیْعًا
اور میں نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو
لَقَدْ جَاءَتْہُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنَاتِ ثُمَّ اِنْ کَثِیْرًا
لاپٹے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم یہ بھر بہت لوگ ان
مِنْہُمْ یَعْبُدُوْنَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ کَیْسِرْفُوْنَ ۝۳۱
میں سے اس ہر بھی ملک میں دست درازی کرتے ہیں وہ
جَزَا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ
سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور
یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یَّقْتُلُوْا اَوْ
دور کرتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو و یا کہ ان کو قتل کیا جائے یا
یَصْلُبُوْا اَوْ یُقَطَّعْ اَیْدِیْہُمْ وَاَرْجُلُہُمْ مِّنْ
سولی چڑھائے جاویں یا کالے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں
خِلَافٍ اَوْ یُفِیْقُوْا مِنْ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَہُمْ جَزَآءٌ
مخالف جانب سے و یا دور کر دیئے جاویں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے
فِی الدُّنْیَا وَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝۳۲
دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے و
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تُقْبَلَ رُوْا عَلَیْہُمْ
مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے سے پہلے
فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ ۝۳۳
تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے و

یہ سن خاموشی نہ
بھیج کر ملک کا بیان
کو سب لوگوں کو
تو گویا قتل کر ڈالا
تو گویا زندہ کر دیا
لاپٹے ہیں ان کے
پاس رسول ہمارے
کھلے ہوئے حکم
یہ بھر بہت لوگ
ان کے پاس رسول
ہمارے کھلے ہوئے
حکم یہ اس ہر بھی
ملک میں دست درازی
کرتے ہیں وہ
سزا ہے ان کی جو
لڑائی کرتے ہیں
اللہ سے اور اس کے
رسول سے اور
دور کرتے ہیں
ملک میں فساد
کرنے کو و یا کہ
ان کو قتل کیا
جائے یا
سولی چڑھائے
جاویں یا کالے
جاویں ان کے
ہاتھ اور پاؤں
مخالف جانب سے
و یا دور کر دیئے
جاویں اس جگہ سے
یہ ان کی رسوائی
ہے
دنیا میں اور ان
کے لئے آخرت میں
بڑا عذاب ہے و
مگر جنہوں نے
توبہ کی تمہارے
سے پہلے
تو جان لو کہ
اللہ بخشنے والا
مہربان ہے و

۵
۶

۶۲۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عِندَ الَّذِي تَسْتَغِيثُونَ ۖ إِنَّكُمْ تُرْجَوْنَ إِلَيْهِ ۚ وَبِهِ تُفْلِحُونَ ۚ (قرطبی ۶۲)
 بڑا اور بڑا ہے۔ اَلْوَسِيلَةُ یہ فَعِيلَةُ کے وزن پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ عبارتِ قربت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو سکے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا زکوٰۃ و حج یا جہاد و انکاست

المائدہ ۵

۲۷۶

لا یحب اللہ ۶

أَمِنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ (۳۵) إِنَّ
 جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا سبب ہو کہ
 الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوَأَنَّهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ كُلِّهَا
 لوگ کافر ہیں مگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا
 وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ
 اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ بدلہ میں دیں اپنے قیامت کے
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ
 عذاب سے تو ان سے قبول نہ ہو گا اور ان کے واسطے عذاب
 أَلِيمٌ ۚ (۳۶) يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَ مِنْ النَّارِ
 دردناک ہے چاہیں گے کہ نکل جائیں آگ سے مگر
 وَمَا لَهُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ
 اور وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے عذاب
 مُقِيمٌ ۚ (۳۷) وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا
 دائمی ہے اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ہتھ کاٹ دالو
 أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا لَكَ لَا مِنَ اللَّهِ
 ان کے ہاتھ سزا میں ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے
 وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ (۳۸) فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ
 اور اللہ غالب ہے حکمت والا پھر جس نے توبہ کی اپنے
 ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ
 ظلم کے پیچھے اور اصلاح کی تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک

منزل ۲

حدود ابو داؤد حسن، مجاہد قتادہ، عطار، سدی، ابن زید اور
 عبد اللہ بن کثیر فرماتے ہیں الوسيلة هي القربة (قرطبی ۶۲)
 ص ۱۵۰ یعنی وسیلہ کے معنی عبارت کے ہیں علامہ الوسی فرماتے ہیں
 هي فعيلة بمعنى ما يتوسل به ويتقرب الى الله عز وجل
 جل من فعل الطاعات وترك المعاصي ودوح
 ج ۶ ص ۱۲ امام نسفی فرماتے ہیں بھی کل ما يتوسل به ...
 ... فاستعيرت لما يتوسل به الى الله تعالى
 من فعل الطاعات وترك السيئات
 (مدارک ج ۱ ص ۲۱) حاصل یہ ہے کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل ہے
 خواہ وہ عمل صالح کی بجا آوری ہو یا گناہ کا ترک ہو۔ وسیلہ کی پوری
 تحقیق سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ تو یہاں
 فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور نیک اعمال بجالاؤ جہاد کرو اور اللہ کی
 حدیں قائم کرو ڈاکوؤں اور چوروں پر غرہ حدیں جاری کرو۔
 لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اس میں بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے
 ۳۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْخَيْرُ مِنْهُمْ لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا
 اخروی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احکام و حدود کی خلاف
 ورزی کریں قیامت کے دن اگر ان کو دنیا کی ساری دولت مل جائے
 اور وہ اسے فدیہ میں دے کر عذابِ جہنم سے بچنا چاہیں تو نہیں بچ
 سکیں گے۔ ۳۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ تَخْرُجُوْا الْخَيْرُ مِنْهُمْ
 سے نکلنے کی خواہش کریں گے مگر انہیں کہیں اس سے نکلنا نصیب
 نہیں ہو گا اور وہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ ۳۷۔
 وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَتْ
 وہاں ان لوگوں کی سزا بیان فرمائی جو قتل و غارتگری کریں اور
 جبراً قہراً مال چھین لیں یہاں چور کی سزا بیان فرمائی یعنی جو چھپ
 کر مال چور لے خواہ مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ۳۸۔ فَمَنْ
 تَابَ الْخَيْرُ مِنْهُمْ لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا لَوْ كُنُوْا
 مالک کو واپس لوٹا دیا یا اس سے معاف کر لیا اور اگر مالک معلوم
 نہیں تو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول
 فرمائیگا اور آخرت میں اس گناہ کی ان کو سزا نہیں دے گا۔ باقی یہی پچھلے
 کی حدیثی بات تھی کہ توبہ توبہ سے ساقط نہیں ہوگی

۶۲۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عِندَ الَّذِي تَسْتَغِيثُونَ ۚ إِنَّكُمْ تُرْجَوْنَ إِلَيْهِ ۚ وَبِهِ تُفْلِحُونَ ۚ

موضح قرآن و یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر ان کے اپنی عقل سے کرو قبول نہیں۔

لا يحب الله ۶

اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا

۱۲۔ یعنی معتقدان شدہ اند ۱۲۔ **فصل** یعنی باسوس حربیان اندواللہ اعلم ۱۲۔

فتح الرحمن م سترجم گوید یعنی اہل ذمہ اگر قبیضہ خویش با ما مرجع کنند انھیں عظیم کمند و اگر خواہد بر علمائے ایشان مفوض تمیل و اللہ اعلم ۱۲ ص ۱
تورات عمل میگردند ولیکن غرض فاسد داشتند ۱۳ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کہ وہ نگہبان شہر بن گئے تھے۔

اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے۔ سو ہم نے

دُرو لوگوں سے قت اور مجھ سے دُرو اور مت خریدو

میری آیتوں پر مہول عقوبت آئے اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے

موافق جو کہ اللہ نے انہارا جو وہی لوگ ہیں سنا فرما اور

لکھو دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں لکھ کر جی کے بد کے جی کے بد

۱۳۳۳

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زنجھوں کا بدلہ ان کے بدلے

پھر جس نے معاف کر دیا۔ تو وہ کتناہ سے پاک ہو گیا اور جو کوئی کہ

حکم نہ کرے اس کے موافق سمجھ جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں

ظالم اور پیچھے بھیجا ہم نے ابھی کے قدموں پر ایسی نظم

مذہب

تھا جس نے کسی بیچارہ انسان پر ظلم کیا لیکن جب علامہ سہروردی نے مظلوم
عس کرنے کی تاکید کا ذکر کیا یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل
وَاتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک طرف تورات
طرح ہدایت کی روشنی تھی وَمُصَدِّقًا جس طرح حضرت عیسیٰ

فتح الرحمن ص ۱ یعنی بقطع معلوم کرده بودند که حکم الهی است والله اعلم ص ۲ یعنی بعوض او باید گشت ۱۲

ابن مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

مریم کے بیٹے کو تصدیق کرنے والا توریت کی جو آگے سے تھی

وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ

اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى

تصدیق کرنے والی اس کے لئے اس کے لئے کتاب توریت کی اور راہ ہدایت والی

وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢٩﴾ وَلِيَحْكُمَ أَهْلَ الْإِنجِيلِ

اور نصیحت تھی ڈر کے والوں کو اور چاہئے کہ اس سے انجیل والے

بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

مواظق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے مواظق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٠﴾ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

وہی لوگ ہیں نافرمان اور تجھ پر اتاری ہم نے

الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

کتاب حق پہنچا تصدیق کرنے والی سابقہ

الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ

کتابوں کی اور ان کے مضامین پر گہماں دیا عہدہ سو تو حکم کران میں سے مواظق اس کے

اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمُ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

جو اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مہمت پھل بہ طور کہ سیدھا راستہ جو میرے پاس آیا

لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ فِرْقَةً وَشَرَعًا وَمِنْهَا جَاءَ وَلَوْ شَاءَ

ہر ایک کو دیا ہم میں سے ہم نے ایک دستور اور راہ ۲۹ اور اللہ

اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ

چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا ۳۰ لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے

مازل ۲

۲۸۱ اہل انجیل سے علماء نصاریٰ مراد ہیں جو انجیل کے عالم تھے فرمایا علماء انجیل کو چاہئے کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل فرمائی ہیں۔ جو لوگ انجیل میں اللہ کے نازل کردہ احکام پر عمل نہ کریں وہ فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔ یا اس سے درجہ کامل مراد ہے ای الممتحنون الخادجون عن حکمہ اذ عن الایمان درود ۳۶ ج ۶ ۲۸۲ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے علماء یہود و نصاریٰ کو تورات و انجیل پر عمل کرنے کی تاکید کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ پر بھی ایسا ایک کتاب نازل کی ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور حق و صداقت بیان کرتی ہے اور پہلی کتابوں میں مذکور عقائد اور اصولی احکام اور اخلاق کی تصدیق کرتی ہے۔ ۱۔ اَلْکِتَابِ میں الف لام عہد کے لئے ہے اور اس سے قرآن عظیم مراد ہے ای الفرد الکامل الحقیق بان یسمی کتاباً علی الاطلاق

۲۔ لتفوقہ علی سائر الکتاب السماویۃ وهو القرآن العظیم فَاَللّٰهُمَّ لِلْعَهْدِ (روح) مِنْ الْکِتَابِ - مِنْ بیانیہ ہے اور یہ حکایان ہے اور الف لام جنس کے لئے ہے اس سے مراد وہ تمام کتب سماویہ ہیں جو قرآن مجید سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ من الکتاب ای کل کتاب نزل من السماء سوی القرآن (کبیر ج ۳ ص ۶۲)

۳۔ علیہ کی ضمیر مآ کی طرف راجع ہے مہمیناً ای دقیقاً و حافظاً۔ (روح، قلبی، کبیر وغیرہ) چونکہ قرآن مجید خود ہر قسم کی تحریف و تغیر سے محفوظ اور نسخ و تبدل سے مامون ہے اس لئے وہ پہلی تمام آسمانی کتب کا محافظ اور ان کی تعلیمات کا نگران ہے۔ قرآن ایک آسمانی معیار ہے اس کے ذریعے پہلی کتابوں کی محرف اور غیر محرف تعلیمات و احکام کا یقینی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ قرآن میں چونکہ اصول شرائع اور عقائد محفوظ ہو چکے ہیں اس لئے اس سے پہلی کتابوں کے منسوخ اور غیر منسوخ احکام کا بھی سراغ لگایا جاسکتا ہے قال الخلیل و ابو عبیدۃ ای دقیقاً علی سائر الکتاب السماویۃ المحفوظ

عن التغییر حیث لیشہد لہا بالصحۃ والثبت و یقرر اصول شرائعہا و مآبئاً بدین فروعہا و یعین حکامہا المنزہ (روح ۲۵۵ ج ۶) یہ وَاَنْ حُکِّمَتْ فَاحْکُمْ الخ کی تفصیل ہے یعنی جب ہم نے آپ کو ایسی خبریں والی کتاب دی ہے تو جب اہل کتاب اپنے جھگڑے آپ کے پاس لے کر آئیں تو آپ اس عظیم الشان کتاب کے مطابق ان کا فیصلہ فرمیں اور ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔ اھواء سے مراد

۴۔ علماء اہل کتاب کے خود ساختہ احکام ہیں جو انہوں نے تورات و انجیل میں تحریف کر کے از خود گھڑ لئے تھے۔ ای اراءہم التی اصطالحوا علیہا و ترکوا بسببہا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلَہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۷) عَمَّا حُرِفَ جاز تفسیر معنی اعراض و عدول لَا تَتَّبِعْ کے متعلق ہے ای لَا تَتَّبِعْ

اھواءہم عادلاً (و معرناً) عما جھگڑا (روح و مدارک ج ۱ ص ۲۲۷) یعنی آپ کے پاس جو حق آپکا ہے اس سے اعراض کرتے ہوئے آپ ان کی خواہشات کا اتباع نہ کریں ۲۹ شریعت و منها جاً دونوں لفظ متحد المعنی ہیں دونوں کے معنی راستے کے ہیں اور دونوں سے مراد دین ہے اسے شریعت ظہور و منور کے اعتبار سے اور منہاج اس پر چلنے کے اعتبار سے کہایا جاتا ہے بعض مفسرین نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ شریعت سے احکام فرعیہ اور منہاج سے احکام اعتقادیہ مراد ہیں مگر علامہ آلوسی نے اس کو پسند نہیں کیا و قیل الشریعت الاحکام الفرعیۃ والمنہاج الاحکام الاعتقادیۃ و لیس بشیء (روح ۲۵۵ ج ۶)۔ یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی ترغیب دی فرمایا ہر امت کے لئے ہم نے دین مقرر کیا تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔ جو لوگ ایک پیغمبر کے زمانے میں ہوتے ہیں وہ اس کی امت کہلاتے ہیں اور ان پر اس کے دین کی پیروی لازم ہوتی ہے اس کے بعد جب دوسرا پیغمبر آئے تو اس کی آمد سے امت بدل جائے گی اور اہل کتابین واجب الاتباع ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی تحریف و از غیر تحریف ہدای سازد ۱۲۔

۹۹۔ اَللّٰہِ تَعَالٰی چاہتا تو جبراً تمام لوگوں سے دلوں میں

ایسی خاطر ادا
سے بہا بہا
میں نے بھی
میں نے بھی
میں نے بھی
میں نے بھی
میں نے بھی
میں نے بھی

وَقَدْ مَزَلْنَا عَبْدًا مَعْصُومًا
وَقَدْ مَزَلْنَا عَبْدًا مَعْصُومًا

لا يحب الله

اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سو تم دودھ کر لو خوبیاں ملے اللہ کے پاس تم سب کو
جَمِيعًا فَيَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

یہ پہنچنا ہے پھر جنادے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا

اور یہ فرمایا کہ حکم کہ ۵۹۱ ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت پھل

بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بھی ہوتا ہے کہ

أَسْرَأُ يَرُدُّ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بَعْضُ ذُنُوبِهِمْ

اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہنچا دے ان کو کچھ سنا ان کے گناہوں کی

ادب لوگوں میں بہت ہیں ناصرمان اب کیا علم

وَمِنْ أَتَقَرُّ مَطْلِقًا ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ

أُولَئِكَ بَعْضٌ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُمْ

منزل ۲

منزل ۲

کرنے پر مجبور ہوئے اسی بعد یہودی الجلاء والحزبۃ والقتل فکذا لکان دقلمی ۶ ص ۲۸، فأندلا۔ پہلے رکوع ۶ میں فرمایا فَاحْكُم بَيْنَهُم بِأَيْتِ الْمَدِينَةِ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِسْطُ فِي الْأَقْدَامِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ فِي الْوَعْدِ فَإِنَّ هَذِهِ أُمَّةُكُمْ عَلَى الدِّينِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ أَصْنَانٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّكَ تَكُونُونَ فِي عِلْمِهِ وَأَمَّا الْيَهُودُ الَّذِينَ ظَاهَرُوا بِغَيْرِكُمْ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ لِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

بڑھا کر فرمایا فَاحْكُم بَيْنَهُم بِأَيْتِ الْمَدِينَةِ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِسْطُ اس کے بعد رکوع ۷ میں بِالْقِسْطِ کی جگہ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِسْطُ سے اللہ کے نازل کردہ احکام مراد ہیں اور ساتھ ہی وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ فِرَاکراً حضرت علیؑ کو یہودی کی خواہشات کی پیروی کرنے سے منع فرمایا پھر اس سے اگلی آیت میں وَاحِدًا زُهِيمَ أَنْ يَقْتُلُوكَ سَآءَ مَا تَصِفُّ أَعْيُنُ النَّاسِ لِمَنْ يُؤْتِي الْأَمْوََالَ وَالْحَيٰوةَ وَالْمَوْتَ لَا يَأْتِي الشَّيْءَ إِلَّا بِوَعْدٍ عَلِيمٍ کہ جس نے کسی کو مال و زندگی و موت کا وعدہ کیا ہے وہ ان کے کمر و فریب سے بچے رہیں وہ آپ کو سرمایہ داروں اور اپنے مریدوں اور بیروکاروں کے ذریعے کسی قتلے اور چال میں الجھاکر حق کے خلاف فیصلہ کرانے کی کوشش کریں گے ۹ ص ۳۰ یہودی قطاع الطریق قتل و زنی کرتے تھے اور قتل کے بدلے فدیہ دے کر قصاص سے جان بچا لیتے تھے آنحضرت علیؑ السلام کے سامنے بھی ان کی یہی کوشش تھی کہ

فتح الرحمن ص ۱ یعنی اتباع فرمان الہی در شریعت پینا مبر زمان ۱۴ ص ۲ مترجم گوید حاصل این آیات الزام است بر اہل کتاب ا باوجود التزام کتاب بحسب آن عمل نمی کنند و درین آیات پنا

آنست کہ ہر فرقہ را شرعی دادہ اند و بعد نزول قرآن ہجرت متابعت آن جائز نیست واللہ اعلم ۱۲ -

فائدہ قابل الشیخ قدس اگر غور سے دیکھا جائے تو ابتداء سورت سے لے کر یہاں تک یہود قطع طریق کے متعلق آیات تھیں۔ ابتداء میں کہا گیا اگر تم نے قدیم بغص کی بنا پر نئے مسلمانوں کی معاونت اور امداد نہ کی اور ان قطع طریق کو ان سے نہ روکا تو یہ معاونت علی الظلم شمار ہوگی اب ان آیتوں میں بھی ان قطع طریق ہی کا ذکر ہے ۹۳ لِقَوْمٍ مِّنْ هَٰؤُلَاءِ مَعْشَرَ هِیْءَ جُوفِیْصِلَہُ یُہودِیّاتِہِمْ ہِیْں وہ سراسر جاہلیت کا فیصلہ ہے اور جو فیصلہ خدا کا یہ نمبر صادر کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور جو لوگ اللہ پر رسول پر اللہ کی کتاب پر اور آخرت کے دن برحقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ

تغائی کے فیصلے سے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے
صادر ہوتا ہے، بہتر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ۱۴۹ یہود و
نصاری کی خباثتیں اور ان کی بد اعمالیاں ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں
کو ان سے ترک مواصلات کا حکم دیا کہ ان سے دوستی نہ کرو اور نہ
باہمی تعاون اور امداد کا ان سے کوئی معاہدہ کرو بلکہ آپس میں رشتہ
اور محبت بڑھاؤ۔ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ وَهَآءِ
میں ایک دوسرے کے دوست ہیں یہود آپس میں اور نصاری
آپس میں لیکن تمہارے دشمن ہیں اس لئے ان سے خیر خواہی یا
بھلائی کی توقع مت رکھو۔ وَمَنْ يُتَوَلَّهِمْ يَتَوَلَّهِمُ النِّجْرَانِ
دوستی کرے گا وہ بھی انہی میں کا ہو گا یہ بطور زہر و تلخ فرمایا۔
وَهُوَ صَخْرٌ مَخْرُجٌ الْقَشْدِيدِ أَلْمَلِ الْغَتَّى فِي الزَّجْرِ
(روح ۶ ج ۱۵۸) بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت منافقین
کے بارے میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ یہود و نصاری سے

مولات کی وجہ سے انہی جیسے کفار مجاہدین ہو جائیں گے ۹۵
 مَصْرُوفُ یعنی نفاق کی بیماری۔ اس سے مراد منافقین ہیں اور یہ
 منافقین پر شکوئی ہے۔ دَاٰرُکُوْنَا یعنی کوئی حادثہ اور مصیبت
 منافقین کو زد و زد کر بہود و نصاریٰ کی طرف جانے میں اور انہوں
 نے درپردہ ان سے دوستی گانٹھ رکھی ہے اور عذر پیش کرتے
 ہیں کہ اگر وہ ان سے مولات نہ کریں تو وہ ان کو مالی مشکلات
 اور دیگر دنیوی مصائب سے دوچار ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ
 یہود و نصاریٰ کی طرف سے ان کو مالی امداد ملتی تھی لَا تَنْهَضْ
 كَا اَمْوَالَهُمْ شُرُوْعًا وَكَانُوا اَعْيُنَ نُوْجٍ عَلٰی
 مَهْمَاۤ اَتَتْهُمْ وَيَقْرَضُوْنَهُمْ۔ (کہیں ۳۷ ص ۶۱)
 ۹۶ عَسٰی کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو وہ حتمی
 وعدے کے لئے ہوتا ہے یعنی ایسا ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے
 رسول کو اس کے دشمنوں (یہود و نصاریٰ) پر فتح دے گا یا اپنے
 رسول کو منافقین کے نفاق اور ان کے پوشیدہ اسرار ظاہر کرنے
 کا حکم دیدے گا تو منافقین کافروں سے اپنی پوشیدہ دوستی پر غور
 لازم اور پشیمان ہونگے کیونکہ ایک تو کافروں کے مغلوب و مغتور

ہونے کی وجہ سے وہ ان کی امداد اور پشت پناہی سے محروم ہو جائیں گے۔ دوم ظہور نفاق کی وجہ سے شرمسار ہوں گے۔ ۹۹۔ یہ مسلمانوں کی طرف سے منافقین کے حال بد اور ان کے عذر پر تعجب کا اظہار ہے ان منافقین نے جنتہ قسمیں کھا کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا تھا کہ وہ آپ کے دین پر ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں اور وقت آنے پر یہود کے مقابلے میں آپ کی مدد کریں گے لیکن وقت آنے پر انہوں نے مسلمانوں کے بجائے یہودی امداد کی اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اس پر مسلمانوں نے تعجب سے کہا کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے نام کی قسمیں دیدے کر عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے مگر ان کے کرتوتوں سے ان کا نفاق ظاہر ہو گیا۔ حَبِطَتِ اَعْصَابُ لِهٰذَا الْخَنَازِقِ کے تمام اعمال ضائع اور بے نتیجہ ہو گئے اور ان پر آخرت

موضع قرآن یعنی منافق کافروں سے دوستی لگائے جاتے ہیں کہ ہم پر گردش نہ آجائے یعنی مسلمان مغلوب ہو جاویں تو ان کی دوستی ہمارے کام آوے سوائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ملک ہوں یعنی مسلمانوں کی ان پر فتح ہو یا کچھ اور حکم آوے یعنی کافر ملک سے ویران ہوں آخر یہود کو حکم فرمایا جلا وطن کرنے کا۔

المائدة ٥

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى

۱۴۹۵

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ

ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دور کر ملتے ہیں ان میں

يَقُولُوا لَوْ أَنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَيِّتِينَ ۖ لَآتَيْنَاكَ آيَاتٍ كَثِيرَةً مِّنْ قَبْلِ هَٰذَا ۚ فَطَعَسَىٰ

کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آ جاوے ہم پر گردش زمانہ کی داسو فیا

وَقَدْ جَاءَ فِيهِ بَيِّنَاتٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ

اللَّهُ اِيَّايَ بِالتَّوْحِيدِ اَوْ اَيُّرْسِلَ عَلَيْنَا بَدِيعُ

جے کہ اللہ جلہ ظاہر ہوا تو کچھ ایسا ہوئی حکم اپنے پاس سے تو لیں

عَلَى مَا اسْتَرَوَاهِ أَنْ يَصْرِفَهُمْ سَائِدِينَ ۝٥٢ وَيَقُولُ

اپنے جی کی چھپی بات بہرے پچھانے والے اور کہتے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا أَهْلُ الْأَذِينَ اقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهَدُوا

مسلمان کیا یہ دہمی لوگ ہیں جو عہد قیس کھاتے تھے اللہ کی تاکید

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ طَحَطْتُ أَعْدَاءُ اللَّهِ

يَمَّا يَأْتِيهِمُ الْإِلَهُم بِمَعْلَمٍ حَبِطَتْ أَشْجَارُهُمْ
فَمِنْ ثَمَرِهِمْ عَذَابٌ يُغَارِقُ ذُرِّيَّهُمْ وَيَمَلَأُ وَكُورَهُمْ

ہم نے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

فاصْبِحُوا حَبِيرِينَ ﴿٥٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

پھر یہ کہے نقصان میں اے ایمان والو ۹۹ جو کوئی

يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ

جنت میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو

وَأَذِذْ لَكَ الْفُلْكَ اللَّهُ مُنِيبٌ إِلَيْكَ

کہ اللہ ان کو جانتا ہے کہ وہ اس کو جانتے ہیں، نرم داری میں اسلذا اگر نرم داری سے دست بردار

عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُم مَّا كَسَبَتْ

عَلَى الْفَرِيقَيْنِ يَهْدِيهِمَا وَنُزِّلَ مِنَ الْسَّمَاءِ الْوَهْدُ الْوَحِيدُ

کافروں پر لڑے ہیں اللہ کی راہ میں اور

منزل ۲

فتح الرحمن **و** یعنی احتمال دارد که نزیمت بر اہل اسلام افتد پس موافقت با حرم بیان مصلحت است ۱۲ -

کا کوئی اجر مترتب نہیں ہوگا کیونکہ اعمال کے مفید اور موجب ثواب ہونے کے لئے ایمان خالص شرط ہے اور وہ اس سے محروم ہیں۔ ۹۸ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے اور ان پر زہر ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی اور ان کی حمایت کر کے ارتداد کی راہ اختیار نہ کریں۔ بین ان موالا تھم مستدعیۃ لادعت الدین (۹۷ ص ۶۷) لیکن اگر انہوں نے منافقین کی طرح ان سے موالا ت کر لی تو اس سے اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لئے ایسے لوگوں کو میدان میں لے آئے گا جو اس سے بچان و دل محبت کریں گے اور ظاہر و باطن میں اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کو محبوب رکھے گا اور دین و دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور ان کو اپنے انعامات سے نوازے گا آذ گتے اور آ عزتے یہ دونوں قویم کی صفیتیں ہیں۔ اذالۃ - دلیل بمعنی عاجزی جمع ہے اور علی بمعنی لام ہے۔ آ عزتے عزیز بمعنی غالب اور سخت گیری جمع ہے یعنی وہ اپنے

المائدہ ۵

۲۸۳

لا یجہلہ اللہ ۶

يَخَافُونَ يَوْمَهُ لَا يَكْفِيهِمْ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا

مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۵۹ اِنشَاء وَلِيكُمْ

جس کو چاہے اور اللہ کثرت مال والا ہے خبردار فلا تمہارا رفیق تو

اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اللہ اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۶۰

نماز پڑھتے اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرتے ہوئے ہیں اور

مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو لے لے اور ایمان والوں کو تو

حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۶۱ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ کی جماعت وہی سب پر غالب ہے اے ایمان والو!

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا وَلَعِبًا

مت بناؤ ان لوگوں کو جو تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل

مِنَ الَّذِينَ أَوْشُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ

وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو

أَوْلِيَاءَ وَاسْتَقُوا اللَّهَ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۶۲ وَإِذَا

اپنا دوست اور دُور اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور جب

نَادَيْتُمُ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا وَلَعِبًا ذَلِكَ

تم بکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ہنراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۶۳ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں فلا تو تمہارے کتاب والو

منزل ۲

عزیز بمعنی غالب اور سخت گیری جمع ہے یعنی وہ اپنے
مومن بھائیوں کے سامنے عاجز اور ان پر مہربان ہوں گے
لیکن کافروں کے حق میں سخت ہوں گے اور ان کے سامنے
کبھی نہیں جھکیں گے وہ اللہ کی راہ میں محض اللہ کی خوشنودی کے
لئے اور اس کے دین کی سر بلندی کی خاطر جہاد کریں گے اور
کسی کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ ۹۹ یہود و نصاریٰ
کی دوستی سے منع کرنے کے بعد فرمایا تمہاری دوستی تو صرف اللہ
اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے ہونی چاہئے تم انہی
سے دوستی اور موالا ت کرو یہی تمہارے دوست ہیں۔ یہود و
نصاریٰ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ تمہارے
کبھی دوست نہیں بن سکتے۔ وجہ النظر انہ تعالیٰ لہما
نہی فی الآیات المتقدمة عن موالا ت الکفار امر
فی ہذا الآية بموالا تہ من یحب موالا تہ
(کبیر ج ۳ ص ۳۸۱) اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے
کہ وہ کار ساز ہے مومنین اسی پر بھروسہ کریں اور اسی کو کار ساز
سمجھیں۔ اللہ کے رسول کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپ کا
اتباع کیا جائے اور آپ کے تمام حقوق محبت سے ادا کئے جائیں
اور مومنین کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپس میں محبت و
اتفاق سے رہیں اور نیکی کے کاموں میں باہم دیگر تعاون کریں
تو یہ پہلے موصول آئینہ آمنا سے بدل ہے وَهُمْ
رَاكِعُونَ یہ یقیناً اور یقیناً کے فاعل
سے حال ہے اور راکعون کے معنی ہیں۔ خاشعون
منتوا ضیعون للہ تعالیٰ (رو ج ۶ ص ۶۷) علامہ خازن نے
لکھا ہے کہ رکوع سے یہاں خضوع مراد ہے۔ المراد من
الرکوع هنا الخضوع والمعنی ان المؤمنین یصلون
ویزکون وہم متقادون خاضعون لاوامر اللہ ونواہیہ
(خازن ج ۲ ص ۵۵) یہ ان ایمان والوں کی صفیتیں ہیں جن سے دوستی
رکھنی چاہئے یعنی وہ نماز، زکوٰۃ اور دوسرے تمام اعمال پر
اخلاص اور خشوع و تواضع سے بجا لاتے ہوں اور ان کے اعمال

یعنی جو تمہارے دوست
والے دین کے ساتھ
ہوں گے ان سے
دوستی کرنا

شائبہ اتفاق و ریا سے پاک ہوں۔ مومنین کی یہ صفات بیان کر کے منافقین سے احتراز کرنے کی تعلیم دینا مقصود ہے کیونکہ وہ بھی مومن ہونے کے مدعی تھے۔ المراد بن کو ہذا الصفات تمیز
المومنین من المنافقین لان المنافقین کا نواہد عون انہم مؤمنون۔ (خازن و کبیر ج ۳ ص ۳۸۱) جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کرتے
ہیں یعنی اللہ اور رسول کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں اور ایمان والوں کے خلاف بغض و عداوت نہیں رکھتے بلکہ ان سے اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہتے ہیں تو یہ لوگ حزب اللہ یعنی
موضع قرآن و جب حضرت کی وفات پر عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیق نے مین سے مسلمان بلائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب پھر مسلمان ہوئے یہ ان کے حق میں
بشارت ہے و بعض یہود اور بعض مشرک اذان کی آواز پر نہتے۔ یہ ان کی بے عقلی تھی۔ اللہ کی بڑائی ہر دین میں بہتر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید اس وعدہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد و مہاجران و انصار و تابعان ایشا با تہمدان جہاد کردند و اللہ اعلم ۱۲ مترجم گوید یعنی باذان استہزاک کنند و اللہ اعلم ۱۱

هَلْ تَنْقُصُونَ مِمَّا رَزَقْنَا أَنْ أَمَّنَّا بِاللَّهِ وَمَا

کیا ضد ہے سئلہ تم کو ہم سے منکر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو

أَنْزَلَ الْبَنَاءَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنْ أَكْثَرُكُمْ

نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے اور یہی کہ تم میں اکثر

فَاسِقُونَ ۵۹ قُلْ هَلْ أَنْبَأُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكِ

نافرمان ہیں تو کہہ میں تم کو بتاؤں ان میں کس کی مدد سنو بڑی

مَشُوبَةٍ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَوْسَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ

اور ان میں سے بعضوں کو بندر بنادیا اور بعضوں کو سور اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کا

أُولَئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۶۰

وہی لوگ بدتر ہیں جگہ اور بہت بیکہ ہوئے ہیں سیدھی راہ سے

وَرَاذًا حَآءُكُمْ قَالُوا أَمَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے سئلہ اور حالت یہ ہو کہ کافر بن گئے تھے اور

هُمْ قَدْ خَرَجُوا إِلَهُمُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

کافر ہی چلے گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ

يَكْتُمُونَ ۶۱ وَ تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ

پھپھانے ہوئے تھے اور تو دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں سئلہ

فِي الْأَثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ الشَّرْحَ ۶۲

گناہ پر اور ظلم اور حرام کھانے پر

كِبَاسٍ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۶۳ لَوْلَا يَنْهَاهُمْ

بہت بڑے کام ہیں جو کر رہے ہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے

اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہی انجام کار غالب اور کامران ہوتی ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے محبت و موالات کرنے کی ترغیب ہے سئلہ پہلے یہود و نصاریٰ کی موالات سے منع فرمایا اب یہاں منافقین اہل کتاب اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنے سے منع فرمایا۔ الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعلکم من الغی سے منافقین اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے دین اسلام کو ایک کھیل اور مذاق بنا رکھا تھا کیونکہ جب وہ مسلمانوں کے پاس آتے تو کہتے ہم مومن ہیں اور جب اپنے صنادر کے پاس جاتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہی ہیں مسلمانوں کی نمازوں میں ہم شخص بغیر شخص آہنزا شریک ہو جاتے ہیں۔ وَاذْكَا دِينَتُمْ اَلْحَمْدُ لِيَهِيَ ان کے آہنزا کا بیان ہے یعنی وہ نمازیں تمہارے ساتھ شخص آہنزا و تمسخر کے لئے شریک ہوتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد تمہیں دھوکہ دینا ہے تاکہ تم ان کو مومن سمجھو

لَا تَنْهَاهُمْ عِنْدَ أَقَامَةِ الصَّلَاةِ يَقُولُونَ هَذِهِ الْأَعْمَالُ السَّيِّئَةُ

اتینا بہا استمرا عبادا لمسلمین و مسخریۃ متہم فانه یظنون اننا

علی دینہم مع اننا لسنّا کذا الک (کیر ج ۳ ص ۲۳)

سئلہ پہلے فرمایا کہ جن اہل کتاب نے تمہارے دین کو ایک کھیل بنا

رکھا ہے ان سے موالات نہ کرو یہاں فرمایا ان سے پوچھو تو یہی کہ ہم اے

دین کی کوئی بات تم کو ناپسند ہے جس کی وجہ سے تم نے اس کو آہنزا و تمسخر

کا نشانہ بنا رکھا ہے کیا تمہیں یہ بات پسند اور گوارا نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان

رکھتے ہیں اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں ہم سے پہلے نازل ہوئی

ہیں ہم ان سب کو سچی مانتے ہیں ہمارا دین تو یہی ہے کیا تمہیں یہ باتیں

نا پسند ہیں حالانکہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی بری اور ناپسندیدہ

نہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اَنَّا کُنَّا کُفْرًا فَسَقُونَ۔ تمہاری

کثرت سرکش اور تمرد ہے اور تم بغض و عناد اور سرکشی کی وجہ سے تمہارے

دین سے آہنزا کرتے ہو حضرت نے فرمایا یہاں اَعْلَمُوا مَخْرُوجَ

ای داعلموا ان اکثرکم فسقون۔ بعض مفسرین نے کہا ہے

کہ وَاذْكَا دینہم ہے اور جملہ ماقبل کی علت اور اصل میں لام تعلیل مقلد

ہے۔ ای هل تنقمون منا الا الایمان لان اکثرکم فسقون

(رو ج ۶ ص ۶۷) یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ (علیہ السلام)

تمہارے دین سے بدتر دین ہم نہیں دیکھا تو اس کے جواب میں یہ

آیت نازل ہوئی۔ ہذا جواب للیہود لما قالوا ما نعرفہ دینا

شہ (۱ ص ۱۰۰) دیکھو۔ (غازن ج ۲ ص ۲۳) یعنی آپ یہود سے فرما دیں

کہ تمہارے دین کو تم اپنے دین میں سب سے برا سمجھتے ہو اور میں نہیں

بتاؤں کہ سب سے بڑا دین کس کا ہے اور خدا کے یہاں کس دین والے

مناہی اللہ کی ترغیب ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے محبت و موالات کرنے کی ترغیب ہے سئلہ پہلے یہود و نصاریٰ کی موالات سے منع فرمایا اب یہاں منافقین اہل کتاب اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنے سے منع فرمایا۔ الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعلکم من الغی سے منافقین اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے دین اسلام کو ایک کھیل اور مذاق بنا رکھا تھا کیونکہ جب وہ مسلمانوں کے پاس آتے تو کہتے ہم مومن ہیں اور جب اپنے صنادر کے پاس جاتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہی ہیں مسلمانوں کی نمازوں میں ہم شخص بغیر شخص آہنزا شریک ہو جاتے ہیں۔ وَاذْكَا دِينَتُمْ اَلْحَمْدُ لِيَهِيَ ان کے آہنزا کا بیان ہے یعنی وہ نمازیں تمہارے ساتھ شخص آہنزا و تمسخر کے لئے شریک ہوتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد تمہیں دھوکہ دینا ہے تاکہ تم ان کو مومن سمجھو

دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ والطاغوت هو الشیطان وقیل هو الکھان والحباء ورجلته ان کل من اطاع احد فی معصیۃ اللہ فقد عبده وهو الطاغوت (غازن ج ۲ ص ۲۳) مذکور بالا تمام باتیں یہودیوں پائی جاتی ہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان کا دین ہی سب سے برا دین ہے۔ یعنی من الیہود من لعنه اللہ وغضب علیہ ومنہم من جعلہم قردۃ وخننا ذبیر۔ (غازن) سئلہ اُولَئِكَ سے اشارہ مذکورہ بالا ملعونین، مغضوبین، موسومین اور عباد شیطان کی طرف ہے وہ لوگ جن کے حالات یہ ہیں یعنی یہودی خدا کے یہاں سب سے بڑے ہیں اور سیدھی راہ سے بہت دور ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا بہت بڑا ہے۔ سئلہ حَآءُكُمْ کا فاعل وہی منافقین یہودیوں جو کافروں سے دوستی رکھتے اور دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں یہاں ان کے نفاق اور خبیث باطن کا بیان فرمایا جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو دل و جان سے ایمان لائے ہیں وَفَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَكُفْرًا جملہ قَالُوا اکی ضمیر سے حال ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے دلوں میں کفر لے کر آتے ہیں اس لئے ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے۔ وَهَذَا قَدْ خَرَجُوا إِلَهُمُ

فتح الرحمن ص ۱۲ مترجم گوید یعنی بدتر از ان عیب دار کہ شمایان کردید واللہ اعلم ۱۲

یہ بھی قائلوں کے فاعل سے حال واقع ہے یعنی جب وہ آپ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے دلوں میں وہ کفر کا گرس ہوتا ہے اور آپ کے وعظ و تبلیغ اور قرآنی آیات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کی آیات سن کر اور ان کا انکار کر کے کفر میں اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ **وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقَدْ كَانُوا يَعْلَمُونَ عَسَىٰ**۔ (جم السجود ۴۷) منافقین یہودی خیانت بیان کرنے کے بعد ان کے عام غلط کار علماء اور بد عمل درویشوں پر تنکوی فرمایا کہ وہ برائی کے ہر میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شرک سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام محدود کو توڑنے میں اڑھتیں لیتے ہیں اور غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ (۱۲ شمس سے مراد شرک کی کلمات ہیں۔ وقیل کلمۃ الشریک وهو قولہم عزیر ابن اللہ (ابو السعود ج ۳ ص ۳۱۳)

یا اثم عام سے اور اس سے ہر گناہ مراد ہے اَلْعُدُوَّ وَاللَّ

۲۸۶

لا یحب اللہ

الرَّبَّانِیُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمْ **الْإِشْمَ**

درویش منہ اور علماء کتاہوں کی بات کہنے سے

وَأَكْلِهِمُ الشَّحْتِ لِبَسِّ مَا كَانُوا یَصْنَعُونَ (۹۳)

اور حرام کھانے سے بہت ہی برے کام ہیں جو کر رہے ہیں

وَقَالَتِ الْیَهُودُ دِیدَ اللّٰهِ مَخْلُولٌ طَعْنٌ

اور یہود کہتے ہیں اللہ کا لفظ بند ہو گیا حال ابھی کے ہاتھ

أَیْدِیْهِمْ وَلَعَنُوا بِمَا قَالُوا مَبْلُکَ

بند ہو جاویں اور لعنت ہے ان کو اس کہنے پر بلکہ اس کے نو دوزخ ہاتھ

مَبْسُوطٌ تَرِیْفٌ کَیْفَ یَشَاءُ وَلَیْزِیْدٌ

کھینچ ہوئے ہیں اللہ فرماتا ہے جس طرح چاہے اور ان میں بہتوں کو

کَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ

برے کی اللہ اس کلام سے جو تجھ پر اترا ہے رب کی طرف سے

طَغَیْنَا وَکُفَرْنَا ط وَأَلْقَيْنَا بَیْنَهُمُ الْعِدَاوَةَ

شرارت اور انکار اور ہم نے ذال بھیجے ان میں دشمنی اللہ

وَالْبَغْضَاءَ إِلَى یَوْمِ الْقِیَمَةِ ط کَلِمًا أَوْ قَدْ وَانَارَا

اور بیز قیامت کے دن اللہ جب کبھی آگ سلگائے ہیں اللہ

لِلْحَرْبِ أَطْفَالَهَا اللّٰهُ وَکِیْعُونَ فِی الْأَرْضِ

لڑائی کے لئے اللہ اس کو بھجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں اللہ

فَسَادًا ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ (۹۴) **وَکُوْنُ**

فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو ف اور اگر

أَهْلَ الْکِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقُوا الْکُفْرَ نَا عَنْهُمْ

اہل کتاب اللہ ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دوزخ کر دیتے ان سے

منزل ۲

ساری غلطیوں کی نیاز گھانا۔ مسکونی مسکونی

ساری غلطیوں کی نیاز گھانا۔ مسکونی مسکونی

یہ بھی قائلوں کے فاعل سے حال واقع ہے یعنی جب وہ آپ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے دلوں میں وہ کفر کا گرس ہوتا ہے اور آپ کے وعظ و تبلیغ اور قرآنی آیات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کی آیات سن کر اور ان کا انکار کر کے کفر میں اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ **وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقَدْ كَانُوا يَعْلَمُونَ عَسَىٰ**۔ (جم السجود ۴۷) منافقین یہودی خیانت بیان کرنے کے بعد ان کے عام غلط کار علماء اور بد عمل درویشوں پر تنکوی فرمایا کہ وہ برائی کے ہر میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شرک سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام محدود کو توڑنے میں اڑھتیں لیتے ہیں اور غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ (۱۲ شمس سے مراد شرک کی کلمات ہیں۔ وقیل کلمۃ الشریک وهو قولہم عزیر ابن اللہ (ابو السعود ج ۳ ص ۳۱۳)

بشورنے کے بارے میں اپنے ہاتھ سے کچھ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور عوام کا یہ حال تھا کہ وہ توحید اور اللہ کے دین کی خاطر ایک پانی خرچ نہیں کرتے تھے وہ جو کچھ بھی خرچ کرتے تھے غیر اللہ کی نیازیوں اور احبار و ربان کے نذرانوں ہی میں خرچ کرتے تھے۔ اللہ یہ جواب تنکوی ہے اور یہود کے قول شفع کا رد ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو سرگزنجیل نہیں وہ تو بہت بڑا کریم اور فیاض ہے اور جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق خرچ کرتا ہے جس طرح غل میں یعنی ہاتھ کا بندھا ہوا ہونا بخل اور نہ خرچ کرنے سے کناہی ہے اسی طرح بسط میں یعنی ہاتھ کا پھیلا نا سخاوت اور خرچ کرنے سے کناہی ہے

موضح قرآن یہودیوں بولنا روایات تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی یہ کفر کا لفظ ہے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں دوزخوں ہاتھ کھلے ہیں قبر کا اور قبر کا تم پر اب ہاتھ کھلا نہر کا اوروں پر فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا جب آگ سلگائے ہیں یعنی فتنہ انگیزی کرنے میں کتاہیں میں سب کو بلا کر مسلمانوں سے لڑیں وہ اللہ بھجا دیتا ہے آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

فتح الرحمن یعنی بخل دار ۱۲ ص ۳ مترجم گوید یعنی جو می خواہند کہ باعدار خود کہ متدین بہ یہودیت نیست متدین جنگ کنند مقہور و مغلوب می شوند واللہ اعلم ۱۲۔

مجموعہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کریں گے ہم ان کے منصوبہ کو ناکام بنادیں گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے۔

آگ جلانے سے ارادۂ جنگ مراد ہے کیونکہ عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی قوم کسی قوم کے خلاف اعلان جنگ کرتی تو کسی اونچے ٹیلے پر آگ جلاتی۔ اور آگ بجھانا ان کے شر سے محفوظ رکھنے سے گناہ ہے۔

۱۱۱۔ یہ لوگ ہر وقت فتنہ فساد برپا کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکر و فریب کرنے میں لگے رہتے اللہ تعالیٰ ایسے شر انگیز اور فتنہ خیز لوگوں کو پسند نہیں فرماتا اسی لئے سچے مسلمانوں کے خلاف ان کے تمام منصوبوں اور جنگی تدبیروں کو ناکام کر کے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا لیتا ہے۔ ۱۱۲۔ اَلْكِتَابُ جنس ہے اور تورات و انجیل دونوں کو شامل ہے اس لئے اہل کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فرقہ مراد ہیں یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھ ہی ایمان لانے کی صورت میں انہیں بشارت اخروی بھی سنا دی گئی ہے۔ اگلی آیت میں بشارت دنیوی مذکور ہے۔ ۱۱۳۔ اقامت تورات و انجیل سے ان پر کما حقہ عمل کرنا مراد ہے یعنی تورات و انجیل کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ کی توحید پر ایمان لائیں۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور شرک فی التصرف سے احتراز کریں۔ لَا تَكْفُرُوا الخ۔ یہ وسعت رزق سے گناہ ہے یا مِنْ قَوْفِرِهِمْ سے بارش مراد ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زمین انواع و اقسام رزق پیدا کرتی ہے اور مِنْ تَحْتِ آرْجُلِهِمْ سے زمین کی پیداوار مثل میوے اور غلے وغیرہ مراد ہیں۔ قَالِ الْيَهُودُ عَبَاسٌ وغیرہ یعنی مطرد النیات وقیل المعنی لوسعنا علیہم فی امرنا قہم واکھلو متواصلاً (فطرطبی ج ۶ ص ۳۳)

۱۱۴۔ اہل کتاب سب کے سب ہی سرکش اور معاند نہیں بلکہ کچھ لوگ انصاف دوست اور اعتدال پسند بھی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے اسلام قبول کر لیا تھا مثلاً عبداللہ بن سلام اور مجاشی وغیرہ۔ لیکن ان کی اکثریت معاند ہے۔ ضد و عناد سے حق کا انکار کرنا اور حق کو چھپانا ان کا کام ہے۔

سَاءَ مَا يَحْمِلُونَ مِنَ الْعِنَادِ وَالْمَكِيدَةِ وَتَحْوِيلِ الْحَقِّ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خلاف اعلان جنگ کریں گے ہم ان کے منصوبہ کو ناکام بنادیں گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے۔

آگ جلانے سے ارادۂ جنگ مراد ہے کیونکہ عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی قوم کسی قوم کے خلاف اعلان جنگ کرتی تو کسی اونچے ٹیلے پر آگ جلاتی۔ اور آگ بجھانا ان کے شر سے محفوظ رکھنے سے گناہ ہے۔

۱۱۱۔ یہ لوگ ہر وقت فتنہ فساد برپا کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکر و فریب کرنے میں لگے رہتے اللہ تعالیٰ ایسے شر انگیز اور فتنہ خیز لوگوں کو پسند نہیں فرماتا اسی لئے سچے مسلمانوں کے خلاف ان کے تمام منصوبوں اور جنگی تدبیروں کو ناکام کر کے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا لیتا ہے۔ ۱۱۲۔ اَلْكِتَابُ جنس ہے اور تورات و انجیل دونوں کو شامل ہے اس لئے اہل کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فرقہ مراد ہیں یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھ ہی ایمان لانے کی صورت میں انہیں بشارت اخروی بھی سنا دی گئی ہے۔ اگلی آیت میں بشارت دنیوی مذکور ہے۔ ۱۱۳۔ اقامت تورات و انجیل سے ان پر کما حقہ عمل کرنا مراد ہے یعنی تورات و انجیل کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ کی توحید پر ایمان لائیں۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور شرک فی التصرف سے احتراز کریں۔ لَا تَكْفُرُوا الخ۔ یہ وسعت رزق سے گناہ ہے یا مِنْ قَوْفِرِهِمْ سے بارش مراد ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زمین انواع و اقسام رزق پیدا کرتی ہے اور مِنْ تَحْتِ آرْجُلِهِمْ سے زمین کی پیداوار مثل میوے اور غلے وغیرہ مراد ہیں۔ قَالِ الْيَهُودُ عَبَاسٌ وغیرہ یعنی مطرد النیات وقیل المعنی لوسعنا علیہم فی امرنا قہم واکھلو متواصلاً (فطرطبی ج ۶ ص ۳۳)

۱۱۴۔ اہل کتاب سب کے سب ہی سرکش اور معاند نہیں بلکہ کچھ لوگ انصاف دوست اور اعتدال پسند بھی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے اسلام قبول کر لیا تھا مثلاً عبداللہ بن سلام اور مجاشی وغیرہ۔ لیکن ان کی اکثریت معاند ہے۔ ضد و عناد سے حق کا انکار کرنا اور حق کو چھپانا ان کا کام ہے۔

سَاءَ مَا يَحْمِلُونَ مِنَ الْعِنَادِ وَالْمَكِيدَةِ وَتَحْوِيلِ الْحَقِّ

لا يحجب الله ۛ

بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اترا میرے رب کی طرف سے شرارت

فتح الرحمن ۱ یعنی سائر کتب سابقہ ۲ ۱۱۱ حاصل آتے کہ اگر برپا می داشتند حکم تورات و انجیل را پیش از نزول قرآن و پیش از آن کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شود برکرت فزاد ان نصیب ایشان می شد لیکن مخالفت کردند پس با تورات و انجیل گشتند ۱۲ ۱۱۱ یعنی یک آیت ہم نرساندی واللہ اعلم ۱۳ ۱۱۱ یعنی قرآن و سائر کتب سابقہ ۱۴۔

دوسرا حصہ

(۱) نفی شرک فی التصرف اور (۲) نفی شرک فعلی

۱۔ پہلا جز: نفی شرک فی التصرف۔ پہلے حصے میں شرک فعلی کی نفی کا بیان تھا اور اس کے بعد شرک فی التصرف کی نفی مذکور تھی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم اور اہل کتاب

الاحزاب ۶۰ ۲۸۸ المائدہ ۵

وَكُفِّرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝۶۰

اور کفر سے سو تو افسوس نہ کر اس قوم کفار پر فلا بیشک

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِغُونَ

جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی اور

النَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ

نصاری جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور عمل کرے

صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۶۱

صالح نہ ان پر ڈر ہے اور نہ غمگین ہوں گے خدا

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَارْسَلْنَا

ہم نے لیا تھا پختہ قول اللہ بنی اسرائیل سے اور بھیجے

إِلَيْهِمْ رَسُولًا كُلًّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

ان کی طرف رسول لکھ جب لایا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا

أَنفُسَهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝۶۲

ان کے جی کو تو بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر دیتے تھے

وَحَسِبُوا أَنَّ تَكُونَ فِتْنَةً فَعَمُوا وَصَمُوا وَتَمَرَّتَابِ

اور خیال کیا کہ کچھ عرصہ ہی نہ ہوگی سواندھے ہو گئے اور بہرے پھر

اللَّهُ عَلَيْهِمْ شَمَّعَ عَمُوا وَصَمُوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ وَاللَّهُ

تو بہ قبول کی اللہ نے ان کی عقل پر اندھے اور بہرے ہوئے ان میں سے بہت سے اللہ

بَصِيرٌ ۚ يَسْأَلُونَ ۝۶۳ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں بیشک کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ

هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ بَنِي إِسْرَءِيلَ

وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے اللہ کہ اے بنی اسرائیل

منزل ۲

اور منافقین پر زبردستی مذکور تھیں۔ اب یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے اس میں ان دونوں مضمونوں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کا لفظ و نشر غیر مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔
۱۔ کام مادی میں جو قوی علی یا وحی خفی کے ذریعے آپ پر نازل ہوئے۔ یہاں مَا أُنْزِلَ سے چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں جو آگے آ رہی ہیں۔ وَ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الخ اگر آپ نے ایک چیز کا بھی خفا کیا اور اس کی تبلیغ نہ کی تو آپ نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا۔ اسی طرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین علماء و صوفیاء کا بھی فرض ہے کہ وہ قرآن و سنت کے تمام احکام کی تبلیغ و اشاعت کریں اگر قبول نے ایسا نہ کیا بلکہ بعض قرآنی احکام کو بعض دنیوی مصلحتوں اور ذاتی اغراض کی وجہ سے بیان نہ کیا مثلاً شرک و بدعت کا رد نہ کیا اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کا مسئلہ بیان نہ کیا تو انہوں نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا، ورنہ کی باقی احکام کی تبلیغ بھی اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہوگی۔ ۲۔ یعنی آپ اللہ کے تمام احکام کی تبلیغ کئے جا لیں اور مشرکین کی مخالفت، طعن و تشنیع اور ملامت کی پرواہ نہ کریں اللہ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں گا۔ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الخ آپ تبلیغ کئے جا لیں اگر کچھ لوگ آپ کی تبلیغ سے متاثر نہیں ہوتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو آپ اس کا غم نہ کریں جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ معاندین ہیں اور معاندین کے دلوں پر ان کی ضرر و عناد کی بہ سے جو جباریت لگ جاتی ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہیں ملتی۔ ۳۔ اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یہ پہلا مسئلہ ہے جس کی تبلیغ کا یہاں حکم دیا گیا ہے یعنی آپ اہل کتاب سے صاف صاف کہہ دیں کہ جب تک تم تورات اور انجیل کے حکام کو قائم نہیں کرو گے یعنی شرک غیر اللہ کی نذر و نیاز چھوڑ کر تو جیہ کو نہیں مانو گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر و قرآن پر ایمان نہیں لاؤ گے اس وقت تک تمہارا کوئی دین نہیں اور تم کھلے بے دین ہو۔ آج مبلغ قرآن کو بھی اپنی تبلیغ کے دوران مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح کر دینی چاہیے کہ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا

الْقُرْآنَ یعنی جب تک تم قرآن مجید کے تمام احکام کو قائم نہ کرو اس وقت تک تم دیندار نہیں ہو سکتے۔ وَلَئِنْ يَدْعُوا إِلَى كَثِيرٍ مِمَّا هُمْ عَلَى شَيْءٍ ۝۶۴ اس آیت کی تفسیر سورہ بقرہ میں تفصیل سے گذر چکی ہے ملاحظہ ہو منہ حاشیہ نمبر ۱۔ ۲۔ ميثاق سے وہی عہد و ميثاق مراد ہے جو بنی اسرائیل سے توریت میں لیا گیا تھا کہ وہ توحید اور تمام احکام و شرائع کی پابندی کریں جیسا کہ سورہ بقرہ ۱۷۰ میں فرمایا وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا الْآيَةِ قد تقدم في البقرة معنى الميثاق وهو ألا يعبدوا إلا الله وما يقبل به (قرطبي ج ۶ ص ۲۸۲) ای یا اللہ لقد أخذنا ميثاقهم في التوراة (ابو السعود ج ۳ ص ۶۲، روح ج ۴ ص ۲۸۲) فتح الرحمن ۱۔ مترجم گوید حاصل آیت کہ بروفق قول خود مقرر می شود نہ یراکہ التزم شرعی می کنند و بر حسب آن نمی روند قطع نظر از انکا قرآن مجید واللہ اعلم ۲۔ مک یعنی دراصل از هر فرقہ که باشا چوں ایمان آمد از اہل نجات است خصوصیت فریق را اعتبار نیست ۳۔ مک یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد ۱۲

۱۳۷۔ عہد لینے کے بعد ہم ان کی طرف لگا تار پھر سمجھتے رہے تاکہ وہ ان کو عہد کی یاد دہانی کراتے رہیں اور ان کو غلط نصیحت کے ذریعے عہد پورا کر نیکی تلقین کرتے رہیں۔ بعد فہم ذلک ویتہم بالخطۃ والتزکیو ویطلعونہم علی مایاتون ویدسون فی دینہم (سردس) بنی اسرائیل کے پاس بھی تورات ہو تو تھی اور ان کی طرف جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ سب تورات سے مسئلہ توحید بیان کرتے تھے لیکن بنی اسرائیل کے علماء اور درویش اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی مخالفت کرنے لگتے یہی حال آج کل کے علماء و سواد کا ہے کہ ان کے پاس بھی قرآن مجید موجود ہے لیکن جب علماء ربانی قرآن مجید سے مسئلہ توحید بیان کرتے ہیں تو علماء و سواد اور سجادہ نشینان مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کے دشمن بن جاتے ہیں اور ان کے خلاف جموٹا پھیر دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ۱۳۸۔ جو باتیں ان کی

نفسانی خواہشات اور ان کی اپنی مختصرات کے خلاف تھیں، مثلاً مسئلہ توحید، غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت وغیرہ۔ ۱۳۹۔ فتزہ کے معنی آزمائش اور ابتلا کے ہیں فَعَسُوْا دین کی حوراء رسولوں نے ان کو دکھائی تھی اس سے وہ محض سرکشی اور عناد کی وجہ سے دیدہ و دانستہ اندھے بن گئے وَحَمُّوْا اور حق بات سننے سے بھرے بن گئے۔ یعنی بنی اسرائیل نے سمجھا کہ اللہ کی طرف سے ان پر کوئی عذاب یا امتحان نہیں آئے گا کیونکہ وہ نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰہِ وَاحِبَاءُہٗ (ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے محبوب ہیں) کے فخر میں مغرور و سر مست تھے (قرطبی) اس لئے انہوں نے تورات کے احکام سے انکسب اور کان بند کر لئے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ ۱۴۰۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دینے اور ان کی توبہ قبول کرنے کا سامان اس طرح بہم پہنچایا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی اسرائیل کو توبہ کی راہ دکھائی کہ اگر وہ اللہ کی توحید پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (قرطبی) یا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر توبہ کرنی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ تاب اللہ علیہم حسین تابوا وامنوا بعیسیٰ علیہ السلام (مظہر حق) ۱۴۱۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ کی توحید اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی تو ان میں اکثر پھر حق سے اندھے اور بھڑک ہو گئے اور ضد و عناد اور بغض و حسد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا اور ان میں سے بہت کم لوگوں نے حق کو قبول کیا۔ ۱۴۲۔ یہ دوسرا مسئلہ ہے جو بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ میں داخل ہے یعنی آپ اس مسئلہ کی بھی تبلیغ اور اشاعت فرمادیں کہ جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ سے موصوف کرتے ہیں مثلاً ان کو متصرف فی الامور اور مختار سمجھتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں نصاریٰ میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعض کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا، ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں ہو گئیں، ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں

۱۔ یہاں انزل کے تحت داخل ہے اس کو بیان کیا ہے کہ وہ دونوں حق باتیں ہیں جو مسیح میں توحید اور نبوت کے اعتبار سے ہیں۔ ۲۔ میں ۱۰ قلم میں ۱۱۔ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دوم) ۱۲۔ مابقی ۱۰ قلم میں

لا یحب اللہ ۶
 ۲۸۹
 المائدہ ۵

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّنَا وَرَبَّكُمْ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِہٖ
 بندگان کرو اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بیشک جس نے شریک ٹھہرایا
بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ وَمَا وُجِہُ النَّارِ
 اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے
وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۲۱ لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ
 اور کوئی نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا ہے بیشک کافر ہوئے لہذا جنہوں نے
قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلَاثٍ ۚ وَمَا مِنْ اِلَہٍ اِلَّا اِلَہٌ
 کہا اللہ ہے تین میں کا ایک وہ حالانکہ کوئی معبود نہیں بخیر ایک
وَاحِدٌ ۚ وَّ اِنْ لَّمْ یَسْتَوْفُوا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَنَّ
 معبود کے ۱۳۷ اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بیشک پہنچے گا
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۲۲ اَفَلَا یَتُوبُوْنَ
 ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک ملے گا کیوں نہیں توبہ کرتے ۱۳۸
اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ ۚ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۳
 اللہ کے آگے اور گناہ بخشولے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان
مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
 ہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا نہ رسول مگر رسول گذر چکے اس سے
قَبْلَہُ الرُّسُلُ ۚ وَاُمُّہٗ صَدِیْقَہٗ ۚ کَانَ اَیُّا کُلِّنَ
 پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے
الطَّعَامَ ۚ اَنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَہُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ
 کھانا ۱۳۹ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو دلیلیں پھر
اَنْظُرْ اِنِّیْ یُؤْفَکُوْنَ ۝۲۴ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
 دیکھ کہاں لٹے جا رہے ہیں وہ تو کہہ دے تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر ۱۴۰

منزل ۲

صریح کفر ہیں۔ فائدہ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا یہاں اتحاد سے اتحاد صفات مراد ہے یعنی نصاریٰ کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات دیدئے تھے اور وہ متصرف فی الامور تھے۔ مگر مال لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لکل ضرعون موسیٰ ای لکل مبطل محقق ۱۴۱۔ عیسائیوں کے پیرو اور پادری کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے آباد و جلا کو ہی تعلیم دے گئے تھے کہ وہ ان کو متصرف و مختار سمجھ کر ان کو پکارا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی اور اپنے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے صفاتی پیش موضع قرآن و نصاریٰ میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعض کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا ایک اللہ، ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں کالوں کے حق میں ہی کہتے جو آگے فرمایا یعنی اس سے زیادہ کیا ناشائی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے۔ اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے۔

فتح الرحمن ۱۔ اعتقاد ملول نوعی از شرک است ۲۔ یعنی در تہ الوہیت سہ کس ہستند یکی خدا و دیگر عیسیٰ و مسیح روح القدس ۳۔ یعنی ہاں اعرار از ایشان ۴۔ یعنی از معرفت حق ۱۱۔

کی کہ انہوں نے تو نبی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی کہ وہ صرف اللہ ہی کو متعرف و کار ساز سمجھیں، اسی کو پکاریں، اسی کی نذر میں منتیں دیں اور ہر طرح کی عبادت اسی کے لئے بجا لائیں۔ اور شرک نہ کریں بلکہ شرک سے کوسوں دور بھاگیں۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ قیامت کے دن اس کا کوئی یا مددگار نہیں ہوگا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے اور نہ اس کے حق میں کسی پر و پیر کی سفارش قبول ہوگی۔ اے مالک عند اللہ ناصر و لامعین ولا منقذ مما هو فیہ (ابن کثیر ص ۲۷ ج ۲) اے مالک بحر من احد ینصرہ و ہوا نقاد من النار و ادخالہما الجنة اما بطریق المغالبۃ و بطریق الشفاعة روح ۶ ص ۲۷) اے تیرا حکم ہے جو بلغ ما انزل لیک میں داخل ہے۔ بعض نصاریٰ حضرت مسیح کے علاوہ ان کی والدہ کی الوہیت کے بھی قائل تھے۔ ان کے نزدیک آلہ یعنی معبودوں کی تعداد تین ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام جیسا کہ سورۃ مائدہ کے آخری کروع میں آ رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اَقْرَبِیْ الْهٰیۡنِ حِیۡنَ دُفِنْتُ اللہ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان عیسائیوں کو بھی کافر فرمایا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین معبودوں میں کا ایک ہے۔ **۱۳۱** مالک معبود اور پکار کے لائق صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم تھی اور خود حضرت مسیح علیہم السلام نے بھی نبی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی کہ اَنْتُمْ لَمْ یَکُنْ لَکُمْ اِلٰہٌ اِلاَّ اَنَا اگر یہ لوگ اپنے مشرکانہ اقوال و افعال سے باز نہ آئے بلکہ ان پر اصرار کیا تو انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ مشرکین نصاریٰ کے لئے توفیق الخروی ہے۔ **۱۳۲** یہ مشرکین نصاریٰ کو مشرکانہ عقائد و اعمال سے توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی تہدید آمیز ترمیم ہے۔ واللہ عَفُوٌّ ذَّحِیۡمٌ یہ توبہ قبول کرنے اور معافی دینے کا وعدہ ہے۔ یعنی اگر وہ مشرک و کفر سے سکی توبہ کریں اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگیں تو وہ اس کو معاف کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ **۱۳۳** یہاں چونکہ ان عیسائیوں کا رد مقصود ہے جو حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام کو الہ و معبود اور متصرف مانتے تھے اور ان کو مہاجات و مشکلات میں غائبانہ پکارنے تھے۔ اس لئے ان دونوں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور باقی رسولوں کا اجمالی ذکر کیا۔ مسیح علیہ السلام جس کو عیسائی خدا کا اوتار اور فدائی صفات کا حامل اور مختار و متصرف مانتے ہیں۔ وہ نہ خدا تھا نہ خدا کا اوتار وہ تو مریم کا بیٹا ہو وہ ماریٹ اور اپنے وجود میں محتاج ہوتا ہے۔ وہ الہ نہیں بن سکتا۔ نیز وہ اللہ کا رسول تھا جس کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں کو توحید سکھائے اور شرک سے ان کو روکے، اسی طرح ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذرے ان سب کا یہی کام تھا۔ لہذا جو لوگ خود دوسروں کو شرک سے منع کریں وہ کس طرح خدا کے شریک ہو سکتے ہیں **وَاَمَّا هٰۤیۡذِیۡ نِعْمَۃٌ اَوۡمِیۡۃٌ** علیہ السلام کی والدہ صدیقہ تھیں، صدیقیت و ولایت کا سب سے اونچا درجہ ہے جو اللہ کی خالص عبادت اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مریم تو خود اللہ کی عبادت گذار تھیں، اس لئے وہ معبود بننے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ **۱۳۴** تشبیہ سے مراد حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام ہیں۔ اس میں ان کے انتہائی احتیاج کا بیان ہے۔ اور ان کی الوہیت کی نفی پر ایک واضح بیان ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کھانا کھا یا کرتے تھے تو معلوم ہو گیا کہ وہ نہ صرف روتی اور بانی کے محتاج تھے بلکہ ہر چیز کے بھی محتاج تھے جس کی روٹی اور پانی کے حاصل کرنے میں ذرا بھی دخل ہو جن کی محتاجی کا یہ مال ہو وہ ہرگز معبود بننے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ اور نہ متصرف و کار ساز ہو سکتے ہیں کیونکہ متصرف و کار ساز وہی ہو سکتا ہے جو ہر چیز سے متغنی اور بے نیاز ہو نہ ہوا نہ کھانا نہ محتاجین الی الطعام و اشلا حاجۃ و الالہ هو الذی یكون غنیاً عن جمیع الاشیاء فکیف یعقل ان یكون الہا (کبیر ص ۲۷ ج ۲) **۱۳۵** یہ توحی بات ہے جو بلغ ما انزل لیک کے تحت داخل ہے۔ تعبد و ن میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور من دون اللہ سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ مراد ہے۔ والخطاب للنصارى نہاہم عن عبادۃ عیسے و یوہ (برہ ص ۲۷ ج ۲) والمواد بما لا یملک عیسى او هو والدہ علیہا الصلوۃ والسلام (طیپ) یہ نصاریٰ کے عقیدۃ الوہیت مسیح و مریم کے بطلان پر ایک اور دلیل ہے۔ مطلب یہ کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کو غائبانہ پکارتے ہو وہ تو تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ عالم الغیب ہیں کہ تمہارا مال بان لیں اور تمہاری پکار سن لیں۔ یہ عقبتیں صرف اللہ ہی میں ہیں۔ واللہ ھُوَ التَّوَجِّعُ الْعَلِیُّمُ اس میں و او تعلیل ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہر بات سننے والا اور ہر چیز کو مہانے والا تو اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ۔ اس میں ھُوَ ضمیر فصل اور خبر کے معرف باللام سے عمر کا مضموم پیدا ہو گیا ہے۔ اے والدہ اللہ ھو السمیع لکل شی لا عیشی و اُمہ العلیمہ لکل شیء ای لا عیشی و اُمہ قالہ الشیخ قدس سرہ۔

فائدہ۔ عام منسہرین نے اگرچہ بلغ ما انزل الیک میں ماکو موم پر محمول کیا ہے اور اس سے تمام احکام مراد لئے ہیں، لیکن مذکورہ چار امور کو انہوں نے مستقل احکام قرار دیا ہے اور ما انزل کے تحت داخل نہیں کیا۔ حضرت علی قدس سرہ کے نزدیک ماکو موم کے لئے ہے۔ جو تمام احکام کو شامل ہے اور مذکورہ چار باتیں ما انزل کے تحت داخل ہیں۔ یعنی یہ چاروں ان امور ہیں جن کی تسلیف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے نہ

شیعہ کہتے ہیں اس میں ما انزل سے حضرت علی کی خلافت کا اعلان مراد ہے۔ چنانچہ اس پر وہ ایک روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ عذیر خیم کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے فرمایا: من کعبۃ ہولاء فعلی مولاء۔ یعنی جس کا میں ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ مولیٰ سے وہ والی اور غلبہ مراد لیتے ہیں۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں ہے (۱) یہ روایت درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کے اکثر طرق ضعیف اور شاذ ہیں اور بعض طرق موضوع و مردود ہیں۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی (۶ ص ۱۹۷ ج ۲) میں اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ (۲) لفظ مولیٰ لغت عرب میں والی اور مامک کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ مولیٰ کے معنی آقا، غلام، مددگار، دوست وغیرہ کے آتے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد طبر فرماتے ہیں۔ واسمہ مولیٰ یقع علی الرب و مالک و السید و المنعم و المعتق و الناصر و المحب و التابع و الخیار و ابن العم و الحلیف و العقیق و الصہب و العبد و المعتق و المنعم علیہ لزم جمع بما لا یؤلف لہ ان معانی میں والی یا مامک کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد لینا سراسر غلط اور محکم ہے۔

۳۷۔ یہ اہل کتاب کے لئے زہر ہے۔ دین میں غلو سے اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا مبرا ہے مثلاً حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو اور حضرت عزیر علیہم السلام کو الوہیت کا درجہ دینا اور ان کو جہنم میں عاشقانہ طور پر بیکارنا وغیرہ۔ **قُلُوا الْحَقُّ** اُخَذَ مِنْ

مقرر کا مفعول ہے جہاں لَآ تَغْلُوا کے فعل سے حال ہے۔ **هُوَ** قوم میں قوم سے یہود و نصاریٰ کے

اسلاف اور ان کے آباء و اجداد مراد ہیں۔ فرمایا تم اپنے ان گزشتہ اعمالوں اور صیروں اور اپنے باپ دادا کی پیروی میں حق کا انکار نہ کرو۔ جو خود گمراہ تھے اور جنہوں نے گمراہوں لاکھوں نیکوکان خدا کو توحید اور صراط مستقیم سے گمراہ کیا

ای اسلاف کو و اُمّت کو الذین کا نواسے الفضل

قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ لک جہنم لوگ

خود گمراہ اور ہدین ہوں ان کی پیروی کسی طرح جائز نہیں

ان کی پیروی سے حرمان و خسران کے سوا کچھ حاصل نہیں

۳۸۔ یہ مشرکین اہل کتاب کے لئے تحریف و پیروی ہے

حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر جو لوگ ملعون ہو

ان سے مراد اصحاب السبت ہیں۔ انہیں ہفتے کے دن

پھل کا شکار کرنے سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور

اللہ کے حکم کی پروا نہ کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے

ان پر بددعا کی اللہم العنہم و اجعلہم ایتا سے انہ

ان کو اپنی رحمت سے دور ہٹا دے اور انہیں آنے والی

نسلوں کے لئے عبرت کی نشانی بنائے۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ

نے مسخ کر کے بندر بنادیا۔ اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی زبان سے ملعون ہوئے ان سے اصحاب مانہ مراد ہیں

جنہوں نے آسمان سے دسترخوان تارنے کا مطالبہ کیا تھا

جب دسترخوان اترا اور انہوں نے اس سے کھایا بھی مگر

ایمان نہ لائے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا کی اللہم

العنہم کما لعنت اصحاب السبت اے اللہ ان

کو اسی طرح ملعون و مردود کر دے جس طرح تو نے اصحاب

سبت کو کیا تھا۔ ان کو اللہ نے مسخ کر کے خنزیر بنادیا۔

۳۹۔ یہ سزا ہے کہ سزا ان کو فرمائی اور اس کی حدود

کو توڑنے کی وجہ سے دی گئی۔ ۴۰۔ یہ ان ملعونین کی

نافرمانی اور تجاوز عن الحد کی تفصیل ہے۔ یعنی جو برے

افعال اور بد اعمالیاں ان کی قوم میں رائج تھیں و جن

کا وہ الزکاب کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع

نہیں کرتے تھے۔ ۴۱۔ یہ منافقین اہل کتاب کے لئے زہر

ہے۔ یہ لوگ دیر پردہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے اور ظاہر میں

مسلمان ہونے کے مدعی تھے اَنْ یَّخِطَ اللّٰهُ الْخَبْثَ لِبَشَرٍ کا مخصوص بالذم ہے یعنی انہوں نے کافروں سے دوستی کر کے بہت برا تو شہ آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب خرید لیا اور عذاب جہنم میں غلو کے مستحق ہوئے

یا اَنْ سے پہلے حرف جرل یا ب محذوف ہے ای لَآ اَنْ یا ب اَنْ اس طرح یہ جملہ ماقبل کا سبب ہوگا اور بَشَرٍ کا مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جو تو شہ اعمال آگے بھیجے وہ بہت

۱۔ داؤد علیہ السلام کی زبان پر جو لوگ ملعون ہوئے ان سے مراد اصحاب السبت ہیں۔ انہیں ہفتے کے دن پھل کا شکار کرنے سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور اللہ کے حکم کی پروا نہ کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر بددعا کی اللہم العنہم و اجعلہم ایتا سے انہ ان کو اپنی رحمت سے دور ہٹا دے اور انہیں آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کی نشانی بنائے۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر کے بندر بنادیا۔ اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ملعون ہوئے ان سے اصحاب مانہ مراد ہیں جنہوں نے آسمان سے دسترخوان تارنے کا مطالبہ کیا تھا جب دسترخوان اترا اور انہوں نے اس سے کھایا بھی مگر ایمان نہ لائے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا کی اللہم العنہم کما لعنت اصحاب السبت اے اللہ ان کو اسی طرح ملعون و مردود کر دے جس طرح تو نے اصحاب سبت کو کیا تھا۔ ان کو اللہ نے مسخ کر کے خنزیر بنادیا۔ ۲۔ یہ سزا ہے کہ سزا ان کو فرمائی اور اس کی حدود کو توڑنے کی وجہ سے دی گئی۔ ۳۔ یہ ان ملعونین کی نافرمانی اور تجاوز عن الحد کی تفصیل ہے۔ یعنی جو برے افعال اور بد اعمالیاں ان کی قوم میں رائج تھیں و جن کا وہ الزکاب کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ ۴۔ یہ منافقین اہل کتاب کے لئے زہر ہے۔ یہ لوگ دیر پردہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے اور ظاہر میں مسلمان ہونے کے مدعی تھے اَنْ یَّخِطَ اللّٰهُ الْخَبْثَ لِبَشَرٍ کا مخصوص بالذم ہے یعنی انہوں نے کافروں سے دوستی کر کے بہت برا تو شہ آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب خرید لیا اور عذاب جہنم میں غلو کے مستحق ہوئے یا اَنْ سے پہلے حرف جرل یا ب محذوف ہے ای لَآ اَنْ یا ب اَنْ اس طرح یہ جملہ ماقبل کا سبب ہوگا اور بَشَرٍ کا مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جو تو شہ اعمال آگے بھیجے وہ بہت

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ

جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۴۱﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

سننے والا جاننے والا تو کہہ اے اہل کتاب ۴۲۔

لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

مست مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا

خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے

كثِيرًا وَأَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۴۲﴾

بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے

لَعَنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

ملعون ہوئے ۴۳۔ کافر بنی اسرائیل میں کے

عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۴۳﴾

یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گذر گئے تھے

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ

آپس میں منع نہ کرتے ۴۴۔ بُرے کام سے جو وہ کر رہے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۴۴﴾ تَرَىٰ

کیا ہی بُرا کام ہے جو کرتے تھے تو دیکھتا ہے

كثِيرًا مِّمَّنْ هُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

ان میں کہ بہت لوگ ۴۵۔ دوستی کرتے ہیں کافروں سے

مسلمان ہونے کے مدعی تھے اَنْ یَّخِطَ اللّٰهُ الْخَبْثَ لِبَشَرٍ کا مخصوص بالذم ہے یعنی انہوں نے کافروں سے دوستی کر کے بہت برا تو شہ آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب خرید لیا اور عذاب جہنم میں غلو کے مستحق ہوئے یا اَنْ سے پہلے حرف جرل یا ب محذوف ہے ای لَآ اَنْ یا ب اَنْ اس طرح یہ جملہ ماقبل کا سبب ہوگا اور بَشَرٍ کا مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جو تو شہ اعمال آگے بھیجے وہ بہت فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی یسویان یہودیہ و نصرائیہ کہ برائے ایشان مذہب قرار دیا ۱۲۔

بری چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر نافرمان ہو گیا۔ **۱۴۱** یہ ان کے دعوائے ایمان کی تکذیب ہے۔ یعنی اگر وہ واقعی دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہوتے تو کافروں سے دستانہ

تعلقات ہرگز نہ رکھتے۔ اس لئے ان کا دعوائے ایمان سراسر جھوٹا اور محض منافقانہ ہے۔ **۱۴۲** نزول قرآن کے وقت نین جانتیں اسلام کی مخالفت تھیں یہودی و نصاریٰ اور مشرکین، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے خلاف شدتِ عداوت کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی فرمادی۔ شدتِ عداوت میں یہودی سب سے پہلے درجہ ہیں اور وہ دنیا میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں دوسرے درجے پر مشرکین ہیں۔ دو جماعتوں کا مراحہ سے ذکر فرمایا اور دوسری جماعت یعنی نصاریٰ کا حال خود بخود معلوم ہو گیا کہ تیسرے درجے پر نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں **۱۴۳** **هُوَ ضَمِيرُ النَّاسِ** کی طرف راجع ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں کی درجہ بندی کرنے کے بعد مسلمانوں سے محبت اور دوستی کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے مسلمانوں کی محبت سب سے زیادہ حبشہ کے ان عیسائیوں کے دلوں میں تھی جنہوں نے مہاجرین حبشہ سے قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سن کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کی نرم دلی کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا گیا تو وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس آیت میں نصاریٰ سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور دوسرے وہ عیسائی مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس سے تمام عیسائی مراد نہیں ہیں کیونکہ باقی عیسائی بھی مسلمانوں کے اسی طرح دشمن تھے جس طرح یہودی اور مشرکین۔ لہٰذا وہ جبہ جمعہ النصاریٰ انہم فی عداوة المسلمین کا یہودیہ فی قتلہم المسلمین واسرہم و قلوبہم بلادہم و ہدم مساجدہم و احوال مصاحفہم لا و کرامة لہم بل الایۃ فیمن اسلم منہم مثل النجاشی و اصغی (معالم صحیحہ) **۱۴۴** یہ بائبل کی علت ہے قیسین (قیس کی جمع ہے جس کے معنی عالم کے ہیں اور یہ لفظ نصاریٰ کے سب سے بڑے عالم پر لاجاتا ہے فی القاموس ہورئیس النصاریٰ فی العلم (مظہری ص ۱۱) اور (ہبان) راہب کی جمع ہے یعنی تارکِ لہذا اور عبادت گزار درویش۔ حبشہ کے عیسائیوں میں سے جو اسلام لائے ہیں ان میں جو تکمیل پڑے بڑے علماء اور درویش شامل ہیں اور ان کے دل میں تکبر و غرور نہیں ہے، اسی وجہ سے انہوں نے حق کو قبول کر لیا ہے اور یہی ایمان والوں سے ان کی محبت و مودت کی وجہ ہے۔

سراپی بیان

مراد نصاریٰ حبشہ میں جو ایمان لائے تھے

لا یحبہ اللہ ۶ ۲۹۲ المائدہ ۵

لَيْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ

کیا ہی بُرا سامان بیچا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ

اللہ کا غضب ہوا ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب

خِلْدُونَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

میں رہنے والے ہیں اور اگر اللہ وہ یقین رکھتے اللہ پر اور

السَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا

بٹی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو

أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَيَسْقُونَ ﴿۸۱﴾

دوست نہ بناتے لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ

تو پادے گا **۱۴۳** سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں

آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَ

کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو اور

لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا

تو پاوے گا **۱۴۴** سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے (حبشہ کے)

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي ۖ ذَٰلِكَ

ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ

بِأَنَّهُمْ قَيْسِيَّيْنِ وَرُهَبَانَا ۚ

اس واسطے کہ **۱۴۵** ان میں عالم ہیں اور درویش ہیں اور

أَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۸۲﴾

اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے

منزل ۲

درویش اور علماء اور درویش شامل ہیں اور ان کے دل میں تکبر و غرور نہیں ہے، اسی وجہ سے انہوں نے حق کو قبول کر لیا ہے اور یہی ایمان والوں سے ان کی محبت و مودت کی وجہ ہے۔

۱۴۵ یہ ان کی نرم دلی اور خدا توفی کا بیان ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی گئیں تو وہ خدا کے خوف سے رونے لگے اور انہوں نے حق کو پہچان کر توبہ قبول کر لیا کیونکہ وہ خود تورات و انجیل کے عالم تھے اور انہوں نے ایمان لے لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری توحید پر اور تیرے آخری پیغمبر پر ایمان لے آئے اب ہمیں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں لکھ لے اور اس میں شامل فرما لے۔ الشہدین سے امت محمدیہ مراد ہے کیونکہ وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں حق تبلیغ ادا کرنے کی گواہی دیں گے مع امت محمدیہ علیہ السلام الذین ہم شہداء علی سائر الامم يوم القيمة (فلان لک جہ امت) ای مع امت محمد الذین یشہدون بالحق الحق (فرطی ج ۲ ص ۱۳۳) یعنی جب ہماری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں نیک لوگوں کی معیت اور سنگت عطا فرمائے تو پھر کوئی وصہ نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور ان تمام کچھ باتوں کو نہ مانیں جو اللہ کی طرف سے ہم کو پہنچی ہیں۔ فَاَنَّا اَبْنُهُمْ يَدِ ان کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ منکر پسلی و رکندین کے لئے تحریف اخروی ہے یہاں تک نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا

دوسرا حصہ

دوسرا جزو۔ نفی شرک فعلی

۱۴۶ یہاں سے سورت کے دوسرے حصے کا دوسرا جزو شروع ہوتا ہے۔ جس میں نفی و نشر غیر مرتب کے طور پر مسئلہ نفی شرک فعلی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ شرک فعلی کے سلسلے میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں (۱) اول تحرمات غیر اللہ یا تحرمات عباد یا تحرمات مشرکین (۲) غیر اللہ کی نذرین (۳) تحرمات اللہ اور (۴) اللہ کی نذرین۔ اور (۲) کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہیں انہیں کھانا پاجائے اور (۳) کا حکم یہ ہے کہ وہ حرام ہیں انہیں نہیں کھانا پاجائے۔ اس آیت میں تحرمات غیر اللہ کا ابطال فرمایا مشرکین نے اپنے معبودوں کی رضا جوئی کے لئے محض اپنی طرف بعض حلال و پاک چیزوں کو اپنے اور حرام کرکھا تھا مثلاً کھرو سائبہ وغیرہ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بحالت مشرک جن حلال چیزوں کو تم نے حرام کر رکھا تھا ان کو حلال جانو اور ان کو کھاؤ اور تحرمات اللہ طہارت کا احل اللہ میں اضافت بیانی ہے اور مطلب یہ ہے پاکیزہ چیزوں کو یعنی ان چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں حرام مت ٹھہرائو وَلَا تَعْتَدُوا اعد سے مست گذرو یہاں مراد یہ ہے کہ اپنی طرف سے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت کرو۔ ۱۵ لَا تَحْرُمُوا مَا احل اللہ

موضع قرآن کے میں کافروں نے جب مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت نے اذن دیا کہ اور ملک میں نکل جاؤ قریب اسی آدمی مسلمان بغض نہ تھا بعض گھر سمیت ملک حبشہ میں بارہ ماہ کا بادشاہ خوب منصف تھا۔ پھر کے کافروں نے اس کو پکایا کہ اس قوم کو رہنے نہ دو کہ حضرت عیسیٰ کو غلام کہتے ہیں۔ تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا اور قرآن پڑھوا کر سنا دیا اور اس کے علماء بہت روئے اور کہا

۱۴۵ بشارت
۱۴۶ تحریف اخروی
۱۴۷ نفی شرک فعلی
۱۴۸ اضافت بیانی

۱۴۹ اس کی تفسیر
۱۵۰ اتنا وسعت میں
۱۵۱ غمزدگی ہے
۱۵۲ یہ معبودان اجلہ
۱۵۳ وہی ہے شرک
۱۵۴ حرام
۱۵۵ حرم و اسے پہنچا
۱۵۶ ہر حال میں
۱۵۷ شرک و کفر
۱۵۸ ان کو کفر
۱۵۹ کھانے کو کھانا

المائدہ ۵

۲۹۳

وَرَاٰ اَسْمَعُوْا

وَرَاٰ اَسْمَعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنُهُمْ

اور جب ہم نے اسے سنا تو اس کو جو انزل رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو

تَفِيْضٌ مِّنَ الدِّمَیْ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ یَقُوْلُوْنَ

کہ ابھی ہیں آنسوؤں سے اس دھبے سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو کہتے ہیں

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّہِدِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَمَا لَنَا

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ ۱۳ اور ہم کو کیا ہوا کہ

لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ

یقین نہ لائیں اللہ پر ۱۴ اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سے اور توقع رکھیں

اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّٰلِحِیْنَ فَاَنَابَهُمْ

اس کی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے ۱۵ پھر ان کو بدلے میں

اللّٰهُ یَمَاقِلُوْا جَنَّتِ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ

اللہ نے اس کہنے پر ایسے بات کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ

رہا کریں ان میں ہی اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِآیٰتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ

جو لوگ منکر ہوئے اور بھٹلانے لگے ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے

الْحَجِیْمِ ﴿۱۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَحْرُمُوْا طٰیِبٰتِ

رہنے والے ۱۶ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ وہ لذت چیزیں

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا طٰرِیْفًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ

جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیا اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا

الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طٰیِبًا ۚ

حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو حلال پاکیزہ ہو ۱۷

مائدہ ۲

حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے میرے بعد پیش از قیامت ایک نبی اور آویگا وہ بیشک نبی ہی ہے۔ وہ بادشاہ خفیہ مسلمان ہوا ان کے حق میں یہ آیتیں ہیں :-

فتح الرحمن ۱۷ یعنی جماعہ کہ اس امت باشند ۱۷ یعنی بہشت ۱۷ مترجم گوید در آیات مذکورہ اشارہ است بفضیلت قومی از نصاریٰ حبشہ کہ پہلو خفیہ بادشاہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد مسلمان شدند واللہ اعلم ۱۷ :-

اللہ وشرع و قسطی ج ۴ ص ۲۳۸ ۱۴۸۸ یہ ماقبل ہی کی تاکید و تفصیل ہے کہ جو حلال و طیب چیزیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کی مخالفت ہرگز نہ کرو۔ نہ حلال چیزوں کو حرام بانو اور نہ ان کو بے جا صرف کرو۔ ۱۴۸۹ یہاں یمن قسم کی دو قسموں یعنی یمن لغو اور یمن منعقدہ کا حکم بیان فرمایا ہے تحریرات عباد کے ابطال کے بعد قسم کے احکام بیان فرمائے۔ دونوں میں ربط اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنی طرف سے تحریم کر کے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اسی طرح یمن کے ذریعے بھی حلال کو حرام کر لیتا ہے۔ اس لئے تحریرات عباد کے ساتھ یمن کے احکام بیان فرمادیئے۔ ۱۴۹۰ یمن لغوی تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں ص ۳۸ پر ماضیہ (۴۴۵) میں گذر چکی ہے۔

وَرَأَىٰ اسْمَعُوۡلَہٗ ۲۹۳ المائدہ ۵

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ اَنْتُمْ بِہٖ مُّؤْمِنُوْنَ ۝۸ لَا یُوَاخِذُکُمْ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو وہ تمہیں پکڑتا نہیں

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیۡ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّوَاخِذُکُمْ بِمَا

اللہ بے لگائی سے تمہاری بیہودہ باتوں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس

عَقَدْتُمْ بِالْاَیْمَانِ فَکِفَارَتُہٗ اَطْعَامُ عَشْرَۃٖ

قسم کو تم نے مضبوط باندھا ہے سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس

مَسْکِیۡنَیۡنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تَطْعَمُوْنَ اَهْلِیۡکُمْ

محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو

اَوْ کِسُوۡتُہُمْ اَوْ تَحْرِیۡرُ رَقَبَۃٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ

یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو یا ایک گروں آزاد کرنی پھر جس کو میسر نہ ہو

فَصِیَامُ ثَلَاثَہٗ اَیَّامٍ ۚ ذٰلِکَ کِفَارَتُہٗ اَیْمَانِکُمْ اِذَا

تو روزے رکھنے میں تین دن کے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب

حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوْا اَیْمَانِکُمْ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ

قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو اشلہ اپنی قسموں کی حد اسی طرح بیان کرتا ہے

اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتُہٗ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝۹۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ

اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مالوف اے ایمان ۱۴۹۰

اٰمَنُوْا اِنَّہٗمُ الْخَمْرُ وَ الْمٰیسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

دالو یہ جو ہے شراب اور جو اور بت اور پالے

رَجِسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاَجْتَنِبُوْہٗ لَعَلَّکُمْ

سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو تاکہ تم

تُقْلِحُوْنَ ۝۹۱ اِنَّہٗمُ یُرِیۡدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمْ

نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں

مذول ۲

یہاں جو عبادتیں ہیں مناسبت سے مسلمان یمن کو لایا گیا۔ ۱۴۸۸ کفارہ الحکمات میں عبد اللہ بن مسعود ہیں اس کے دو معنی ہیں (۱) قسم کی حد (۲) قسم کا کفارہ معنی سیاق و سباق سے

یہ یمن لغو کا حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں نہ دنیا میں کفارہ نہ آخرت میں سزا و لکھنؤ قیواخذکم کہ لیکن یمن منعقدہ پر مؤاخذہ ہوگا یعنی اگر اسے توڑ دیا تو اس کا کفارہ دنیا ہوگا یمن منعقدہ یہ ہے کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کے نام کی قسم کھائی اگر قسم پوری کر دی تو بہتر ورنہ اس کا کفارہ واجب ہوگا فَکِفَارَتُہٗ الخ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت ایسا کھانا کھلاوے جیسا کہ وہ عام طور پر اپنے گھر میں کھاتے ہیں۔ کھانا کھلانے کے بجائے اگر دس مسکینوں کو کئی کئی دیر گندم یا چار سیر جو دیر سے تو بھی جائز ہے۔ یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے دیدے۔ فی کس دو کپڑے، چادر اور قمیص یا تہبند اور قمیص یا کپڑی اور چادر علی ہذا القیاس یا غلام آزاد کرے اگر ان مالی صورتوں میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو پھر لگانا تین روزے رکھے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے فصیام ثلثہ ايام متتابعات یہ قرأت مشہور ہے (ظہری ج ۳ ص ۱۴۸) اشلہ اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ قسم کھا کر اس پر کچے رہو اور اسے توڑو مت۔ دوسرے یہ کہ قسم سے قسم کھاؤ ہی مت۔ فیدو افیہا ولا تخنثوا اذا لم یکن الحنث خیدا ولا تخلفوا الصلا (مدار القیم) حضرت شیخ قدس سرہ دوسرے مفہوم کو ترجیح دیتے کیونکہ وہ سیاق قرآن کے مطابق ہے ۱۴۸۹ یہ دوسرے مسئلے کا بیان ہے یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام اور نجس ہے آمیسر یعنی جواز اس سے جوئے کی کوئی بھی مخصوص صورت مراد نہیں بلکہ وہ تمام صورتیں اور شرطیں مراد ہیں جن پر جوئے کا اطلاق ہو سکتا ہے مثلاً لاطری، لریس پر بازی لگانا وغیرہ۔ الانصاب۔ دُصْبُ

موضع قرآن و جو چیز شرعاً صاف حلال ہے اس سے پرہیز کرنا برابر ہے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگی پکڑے کہ یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں، بلکہ تقویٰ چاہیے کہ جو منع ہوا اس کے نزدیک نہ جاوے دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا یا کام پر یہ بھی بھڑ نہیں، ہو کام موافق شرع ہے اس سے قسم نہ کھاوے اور کھا بیٹھا تو توڑے اور کفارہ دے۔ یہ آگے فرمایا و جس بات پر قصد کر کہ قسم کھائی آئندہ کو پھر اس کے خلاف ہو تو تین بات میں سے ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھانا یعنی ہر ایک کو تاج دریاہ دوسرے گھوڑوں یا چار سیر جو یا ان کو کپڑا دینا جس میں بدن کم کھلا رہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا ان تین میں کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے اور اپنی قسم کو چاہے مختار منال یعنی تا مقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کی یہ عادت نہ کرے۔ فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی ترک سحاح یا ترک اکل لحم و امثال آن درست نیست ۱۴۹۰ مترجم گوید یعنی بے لغو کفارات واجب نیست چنانکہ از دوزخی بیند و لظن گوید و التذید است و زید ناشد و بر یمن منعقدہ اگر عانت شود کفارات واجب است چنانکہ گوید و اللہین طعام نخورم یا درین خانہ نہ درآیم و علی ہذا القیاس و اللہ اعلم ۱۴۹۰ ص ۱۲ یعنی تا مقدور و رمانث فتشود ۱۲۔

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۵

ہر جاہل و فاجر و ظالم اس کی اطاعت سے قلوب اور خواہش سے دل لے کر
مذہب مانگا اور دنیا و اسلام کو چھوڑ کر غیب میں لہذا ان کے لئے تمہیں بھی نہ کرنا پڑا اور دست میں ان کے لئے حکم جاری ہے کہ
اس کی اطاعت کرو

۱۰

یہ بھی واجب حال قدر
یعنی ایک بیک بیک پر
کی نیازی کی کھانے
بجائے اس کے مشفق
مرا اذا ما اتفکوا
عن الشرک منکم
مرا اذا اتفکوا منکم

۱۱

یہ بھی کہ
بجائے عورت میں انھیں
تو شہریت ابھرا
مرا اذا اتفکوا
عن الشرک منکم
مرا اذا اتفکوا منکم

۱۲

یہ بھی کہ
دعوت احسان کی پران
میں سے شہریت
کا بیان یعنی خواہش
کو قلم کو جو
علت تفصیل ہے یعنی
الستوالی کا ذکر کرنا چاہنا
بجائے کہ اس کو غیب میں
جات کر اس سے کون
رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

۲۹۵

الْعَدَاوَةِ وَالْبُغْضَاءِ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ

دشمنی اور حیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور رد کے حکم کو

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾

اللہ کی یاد سے اور نماز سے سوا اب بھی تم بانہ آؤ گے و

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحِدًا رُؤَاةً فَإِنْ

حکم مانو اللہ کا ۱۵۳ اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنبَاءَ عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾

پھر جادگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے قبول کر

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ

لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر ہم کناہ نہیں

فِيمَا طَعِبُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

یہ جو چھ پتے لکھے ہیں وہ ہیں جو آپ کو اندر لے کر آئے اور اس کیلئے

ثُمَّ اتَّقُوا وَاٰمِنُوا ثُمَّ اتَّقُوا وَاَحْسِنُوا وَاللّٰهُ

مر دے رب اور یارین پھر دے رب اور یہاں

يَحِبُّ الْبَرَّ حَسِينَ ۝۹۳ يَا أَيُّهَا الدِّينُ امْنُوا لِي بَلَوْنِي

Handwritten musical notation on a staff, likely a vocal line, with various notes and rests.

اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

Handwritten musical notation on a five-line staff, featuring various notes and rests.

تاکہ معلوم کرے اللہ مومن اس سے ڈرتا ہے یا نہیں دیکھے ۔ پھر میں نے زیادتی کی

Handwritten musical notation on a staff, featuring various notes, rests, and a circled '92'.

اس کے بعد تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے اے ایمان والو!

مازل ۲

موضح قرآن و اشراب جس چیز کا پانی مٹا کر کہ نشہ لائے لگے وہ خمر اور بہت حرام اور نجس ہے۔ باقی جو چیز نشہ لاوے اور سردی نہ ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہے۔ اور جو شرط بدنامی چیز جو جس میں جیت اور مال ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھل کہ ان میں شرط بدنامی رواج ہے اگر بقیہ شرط کیلئے تو حرام نہ ہوا لیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے۔ اللہ کی یاد اور نماز سے سوا ہوا۔ **ف** یعنی کفر کی حالت میں اگرچہ حرام چیز کھائی تھی پھر مسلمان ہوا اور کفر اور منع پہنچا تو اس کو مانا ڈر کر کہ چھوڑ دیا پھر اگر گئے نیکی پر مائل ہو کر ایمان کے اعمال پر قائم رہا تو ان تین سبب کے آگے وہ گناہ نہ رہا **ف** نیزے کا نام لیا اس میں سب ہتھیار داخل ہوئے پھر یہ دو طرح ذکر کیا ہاتھ سے اور تعمیر سے اس واسطے کہ احرام میں دونوں طرح شک کا کو مارنا کیساں ہے۔ دور سے ہتھیار مارا یا ہاتھ سے صحیح و سلامت پکڑ لیا پھر ذبح کیا اور طریق ذبح میں ان دونوں کا فرق ہے۔ دور سے مارا تو جہاں زخم لگ کر مر گیا حلال ہوا اور سلامت پکڑ لیا تو مواشی کی طرح ذبح کرنا چاہئے۔

فتح الرحمن و یعنی قبل از تحریم ۱۲ و یعنی آنچه قبل از تحریم نمودند عقوبت چون در تقوی رسوخ پیدا کردند و این سخن بدانند که کسی گوید یا تو احسان کنم و یا تو احسان کنم بمغنی آنکس پوخته احسان کنم ۱۲ :-

وَلَا تَسْمِعُوا

ہم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اور یہ سب کچھ دیکھنا چاہتے ہیں۔

فتح الرحمن: جگر صید کی از سب چیز نواند بود و مائل صید را در حرم فتح کند و مائت نزد یک شافعی مخلقت و سیات است و نزدیک ابی حنیفه بقیامت یا اقیامت چند حید طعام خرید نماید و مسکینان و دینداران یک شافعی هر مسکینی اندی و نزدیک ابی حنیفه هر مسکینی را نیم صاع از گندم یا یک صاع از جو یا ششمار مسکینان علی اختلاف المتزین روزه دارد و الله اعلم ۳۰

۱۷۔ یہ اقبال کی علت ہے یہی چونکہ تمام مافی السموات والارض کا غیب الہی جانتا ہے اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی در اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں تو اس کے سوا اندرونیاز کے لائق بھی کوئی نہیں۔ صنعت احتیاج - یَا یٰہَا الذِّیْنَ اٰمَنُوا الرَّحْمٰوُ لَا تَقْسِمَتْ مَا اٰتٰی اللّٰہُ لَکُمْ (۷۴) میں تعریات غیر اللہ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دلیل مذکور نہیں ہے۔ اس کے بعد یٰہَا الذِّیْنَ اٰمَنُوا انما اتخروا المیثاق والاذناب الذی لا یمس من غیر اللہ کی نیازوں کا مسئلہ مذکور ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی دلیل مذکور نہیں۔ پھر یٰہَا الذِّیْنَ اٰمَنُوا لیبولنکم اللّٰہ (۱۳۵) میں تعریات اللہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ لیبولنکم اللّٰہ من یخاف بالغبیب سے اس کی دلیل بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام الخ میں اللہ کی نیازوں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ذلک لتعلموا ان اللّٰہ یعلم ما فی السموات ما فی الارض الخ سے اس کی دلیل بھی مذکور ہے۔ یہاں صنعت احتیاج ہے یعنی جن مسائل کے ساتھ ان کی دلیل مذکور نہیں ان کی دلیل بھی وہی ہے جو دوسرے مسائل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب آسمان وزمین کے تمام غیبوں کو جاننے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی دو اور تحریریں بھی اسی کی باقی رکھو۔ چونکہ اللہ کے سوا کوئی نبی یا ولی، کوئی فرشتہ یا جن غیب دان اور حاضر و ناظر نہیں۔ اس لئے اللہ کے سوا کسی کی نیازیں نہ دو اور نہ کسی کے لئے تحریریں کرو۔ ۱۸۔ یہ ان لوگوں کے لئے تالیف اخروی ہے جو خود ساختہ تحریمات اور غیر اللہ کی نیازوں سے باز نہ آئیں وَاَنَّ اللّٰہَ سَعُوْدٌ رَّحِیْمٌ یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو ان سے باز آجائیں۔ مَا عَلٰی الرَّسُوْلِ الخ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ذمے صرف ان مسائل کی تبلیغ ہے جسے اس نے اس طریق سے سرانجام دیا۔ خواہ تم لوگ مانویانہ مانو لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہارے نیک و بد اعمال کی تم کو پوری پوری جزا دے گا۔ ۱۹۔ غیث سے برے اعمال مثلاً شرک وغیرہ اور حرام مال مثلاً غیر اللہ کی ندیس وغیرہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۲۹۷

وَإِذَا سَمِعُوا

یہ اس لئے کہ ہم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں

اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے و جان لو کہ بے شک اللہ کا عذاب

سخت ہے کلمہ اور بیشک التوحید والہ مہربان ہے رسول کے ذمہ نہیں

مکتبہ اہلبی و دنیا اور اللہ کو معلوم ہے جو ہم ظالم ہیں کرتے ہو، اور جو پشیمان کرتے ہو۔

Handwritten musical notation on a staff, featuring various notes and rests.

مِنْهُ اَلَمْ تَسْأَلْ عِزِّي

فَسَوْءَ لَكُمْ وَلَئِنْ تَسْأَلُوهُ عَنْهَا حِينَ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ

تَبَدَّلْكُمْ عَفَاَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٠﴾

كَلَّا سَأَلَهَا تَوَمَّلْ مِنْ لَدُنِّي مَا أَتَىٰ خَوَاتِيمُهَا بِالْكَرِّ ۝١١

هَبْنِي مَقْرِبَةً إِلَى اللَّهِ ۖ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۖ

مازل ۲

مازلہ

موضع قرآن و عرب کا ملک بے حاکم تھا ہمیشہ اس میں جنگ و فتنہ رہتا مگر بزرگی کعبہ ان پر نزات تھی تو ماہ حرام میں امن ہوتا اس میں ہر کوئی سفر کر اپنا مطلب حاصل کر لاتا اور قربانی کے ساتھ قافلہ گدہ جانا اس طرح گذران چلتی تھی وصال یعنی موافق حکم شرع کے جو ہاتھ لگے وہ پاک ہے مقبول ابھی بہتر ہے اور خلاف شرع جو ہاتھ لگے وہ ناپاک ہے اسکی بہتلیات پر نظر نہ کرے کبریٰ کا گوشت ایک سیڑھی پر ہے خنزیر کے من مچھر سے وصال یعنی آپ سے نہ لپو چھو کہ یہ چیز روایے یا نہیں یہ کام کریں یا نہ بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو اس میں دین آسان رہے اور جو مرآت کا جواب آئے تو دین تنگ ہو جائے پھر عمل نہ کر سکو جیسے اگلے ذکر کے پھر کفری کریں بنائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں چھنی کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت گھس کی کس طرح ہے اگرچہ جواب دے تو شاید میرا جواب دے پھر شہان ہو

فتح الرحمن وصال یعنی مال حرام و مال حلال برابر نیست اگرچہ حرام بسیار جمع می شود واللہ اعلم ۱۴ وصال مترجم گوید بعض مردم از آنحضرت بغیر ضرورت سوال میکردند کہی گفت پدر من کیست و دیگر می گفت مرجم من بہشت است یا دوزخ تو دین باب نازل شد ۱۵۔

وَمَا أَتَمَّعُوا ٢٩٨ البائدة ٥

اور نہ حامی ولیکن کا افسر ۱۶۸ء باندھتے ہیں اللہ پر

مہتان اور ان میں اکثروں کو عقل نہیں و اور جب کہا جاتا ہے ان کو

آؤ ۱۶۹ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں

ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو محبلا اگر ان کے

باب و آدمی نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کرینگے و اے

الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُهُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِنْ صِلِ

وَالْأَنْبِيَاءُ كَذِبُوا

جب کہ تم ہوئے راہ پر اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جنت دے گا تم کو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْأَلُوا مَا تَحْتَاجُونَ

سورة التوبة

امیدان بہار کے جبکہ پہلے کسی کو تم میں موت و ہیت کے وقت

مشق: معاً بنویسید و بخوانید: در روزی که خداوند از شما بپرسد که چه کردید، بگویید: ما را از نعمات خود محروم نماند.

نَتْمُضَرِّبُكُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ

۱۔ اگر بیاہ ہو نکاح میں ہے تو

منزل

مریا علی اللہم ارحم الراحمین
 در کلمات اللہ اور
 نذر اللہ وغیرہ
 (یعنی ان کلمات
 کلمات غیر اللہ اور
 غرض غیر اللہ وغیرہ)
 کا حق ادا کر دے گا
 اور میری این
 ان دین ملک میں
 لکھا رہیں گے
 نقصان نہیں ہوگا
 سیکس کے ساتھ
 علی کلمہ کے دوران
 بیات و خیر
 غیب دان اور کاساز
 حرف الشک و کوفی
 میں اس لئے قسم
 التجی کے نام کا لفظ
 کے آگے کا فری
 بیوں نہ ہو۔ ۱۲

قال ابن المسيب (ناه) (البحر)، التي منع لينها للطواغيت فلا تحلب.
موضع قرآن ولف یعنی یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواعظ میں کوئی بچہ نیاز رکھے
 اور بعض شخص نے طہرا لیا کہ جو بچہ شرم و ہمت کی نیاز دے کر دے اور جو مادہ ہو
 بوجہ کے اس باب کو لانا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہاںکتے وہ عام
 ہے ولف یعنی ان سٹوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی
فتح الرحمن ولف یعنی اگر شما اصلاح کر دید و شرط امر معروف بجا آور

قال ابن المسيب (نا) (البحيرة) التي منع فيها للطواغيت فلا تحلب... (السائبة) هي لناقة تنبطن عشرة البطن اثاث فتهما ولا تركب ولا يجرز وبرها... الوصيلة من الابل وهي لناقة تبكر
موضع قرآن و! یعنی یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواعی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بکیر کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا
اور بعض شخص نے بٹھرایا کہ جو بچہ تیرہ سو وہ بت کی نیاز دے کروں اور جو مادہ ہو پس رکھوں پھر اگر مر و مادہ ملے ہوئے تو نہ بھی آپ رنگنا مادہ کے ساتھ یہ وصیلہ تھا اور جس اورٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوئے لائق سواری مگ اور
بوجہ کے اس باپ کو لانا سو فون کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ عامی تھا یہ غلبہ رسمیں ڈال کر اس کو مکرم شرعی سمجھتے تھے و! یعنی باپ کا احوال معلوم ہو کہ حق کا تابن تھا اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پر گشت نہیں تو عیث
ہے و! یعنی ان مسئلوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی نہیں مانتا اس کو مسئلے بتانے کیا حاصل اول دین سمجھائے اگر وہ مانے تب مسئلے بتائے۔

فتح الرحمن ہا یعنی اگر شما اصلاح کر دیند و شرط امر معروف بجا آوری دیند مخالفت مخالفان ضرر نمیکند ۱۲۰۱۔

۴. ظہر فلا محل علیہ و لا یمتہ من ہاء و مر علی الہ (رو ۲۷، ص ۷۷)

خُذْ نَفْسَ ثَوْنِي بِلَا دَاغٍ اَنْتَ اٰخِرُ اَلَيْسَ بَيْنَهُمَا ذِكْرٌ فَيَتَكُونُهَا اَلَمْ تَهْتَدُ... الحَافِظُ الْفَخْلُ يُولَدُ مِنْ طَرَفِ عَشْتَمِ الْبَطْنِ فَيَقُولُونَ حَمِي ۞۲۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے نو مذکورہ بالا تحریکات کی ہر گز اجازت نہیں دی لیکن مشرکین یہ سب کچھ اپنی طرف سے کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ مالا کہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کا حکم نہیں دیتا اور یہ تحریکات غیر اللہ و سرخ مشرک کا کلام ہے۔ مشرکین جس طرح غیر اللہ کی خوشنودی اور اپنے محبوبان باطلہ کی رضا جوئی کے لئے نذیریں مانتے تھے، اسی طرح وہ بعض جانوروں کو اپنے معبودوں کی خاطر آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ نہ ان کا گوشت کھاتے نہ دودھ پیتے، نہ ان پر سواری کرتے، نہ بوجھ لادتے۔ یہ تحریکات وہ اپنے معبودوں کو راضی کرنے کیلئے کیا کرتے تھے۔ بحیرہ، سانپ، و صیلہ اور مام جن کا ابھی ذکر ہوا ہے تحریکات غیر اللہ میں داخل ہیں۔ غیر اللہ کی نیاز و

کو مشرکین ملال سمجھتے تھے اور جن چیزوں کی انہوں نے اپنی طرف سے تحریم کر دی تھی ان کو حرام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا کہ غیر اللہ کی نذر میں حرام ہیں انہیں مت کھاؤ۔ اور بحیرہ، سانہ وغیرہ تحریمات غیر اللہ ملال ہیں ان کو کھاؤ اور اپنی خود ساختہ تحریمات کو اٹھاؤ کیونکہ جو چاہئے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے ملال کئے ہیں وہ حلال ہی رہیں گے اور بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جائیں گے۔ بعض مفسرین نے بحیرہ، سانہ وغیرہ کو نذر غیر اللہ میں داخل کر کے حرام قرار دیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے **وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تَبَتُّوا** اَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ فِي هَؤُلَاءِ مَا يَدْعُونَ بِهَا **فَرِحُوا** یعنی جو اپنے بتوں سے وابستہ رہیں ان کے لئے جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے انہیں حرام مت کرو۔ اور دوسری طرف فرمایا **مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَیْعَتِهِمْ** یعنی اللہ نے بحیرہ۔

موضح قرآن یعنی مسلمان مرتے وقت کسی کو اپنے مال کا کچھ حوالے کرے تو بہتر ہے کہ وہ مسلمان متبر کو کرے پھر اگر وارثوں کو شبہ پڑے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور ارث دعا دعویٰ کریں اور شاہدین سے زور و زوروں شخص قسم کھا دیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اگر سزا دیں گا مرنے والے مسلمان پیدا نہ ہوئے تو دو کا فرجی روا ہیں اور قسم دیں بعد نماز عصر کے کہ اس وقت کی دعا نیک و بد زیادہ قبول ہے شاید ڈر کر جھوٹی قسم نہ کھاویں و یعنی وارثوں کو شبہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھاویں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ چنانچہ کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑیگی، اس جگہ شہادت فرمایا ہے اظہار کو مدلی اظہار کرے یا مدلی علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دی حضرت کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا وادیں مرنے لگا قافلہ میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیکھو۔ جب وہ لا کر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورا اس میں نہ دیکھا دوسرے کا تمام کلف۔ اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا پھر وارثوں نے وہ کٹورہ ہمارا پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا چاندی کا تھا سونے کا طبع کہ ان نصرانیوں نے بیچان پر نہ ثابت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچی اور میت نے چکا تھا

یہ تیرا تھا تو تیرے
 پاؤں پر چھو کر نماز کے بعد
 مسلمانوں کا اقبال
 ہوتا ہے اس لئے
 قنبر لگا کر جی ۱۲
 یعنی طائفہ مذکورہ۔
 پہلے اسکے ہاتھ کی قسم
 لیا اور خیانت ظاہر
 ہونے پر انہوں سے
 قسم لیا ۱۲ اسے جن
 کے ہاتھ کی قسم دی
 ان میں سب
 جانی ہیں
 افضل بن عبداللہ
 ہیں جو کہ غیبیوں
 کے خیمہ کی قیادت
 کرتے رہے تو انہیں
 کے کہ نہیں ہی زمین
 کے حالات کو علم
 نہیں۔ یہ وہ کامان
 خدا کا اور فرج
 اور کسی مقتدر
 کی قدرت نہیں

وَإِذَا سَمِعُوا

المَوْتُ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ

موت کی تو کھڑا کروان دونوں کو بعد نماز کے مگر وہ دونوں قسم کھاؤں

بِاللّٰهِ اِنْ اُرْتَبِئْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ شَيْئًا وَّكَذٰلِكَ

اللہ کی انگریز تہیں شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بارے مال اگرچہ کسی کو

ذَاقِرْبِي وَلَا تَكُنْمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ

ہم سے قربت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی دے کہ ہمیں تو ہم بے شک

الْأَثِيمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عَثَرَ عَلَىٰ أَنَّهُمْ اسْتَحَقُّوا إِثْمًا

گنہگار ہیں ف۔ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات کہہ دیا گئے ف۔

فَاٰخِرُ يَقُوْمِيْنَ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اَسْتَحَقُّ

لو دو کواد اور لھرے ہوں ان کی جگہ ان میں سے کر جن کا معنی دیا ہے

عَلَيْهِمُ الْاُولٰٓئِن فَيُقْسِمْنَ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا اَوْ

بوسپ کے زیادہ سرب ہوں مذہب کے چرم ہادیں اللہ کی رہنمائی فرمائی

مِنْ تَتْمَادِ لَهَا وَمَا عَتَدَ بِنَاكِتَاتِهَا إِذَا السَّيْنُ

Handwritten musical notation on a five-line staff, featuring various notes and rests.

ظالم ہیں وہ اس میں امید ہے کہ ادا کر میں شہادت کرو ٹھیک

وَحَمْدًا لِلَّهِ الَّذِي هُوَ الْمَوْلَىٰ الْوَحِيدُ

طرح پیر اور ڈریس کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد وہ

وَالْقَوْمُ الْغَافِلُونَ

اور دے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ مہینیں چلاتا سیدھی راہ پر

الْفٰسِقِيْنَ ۝۱۸ يَوْمَ يُحْمَلُ اللّٰهُ الرِّسْلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا

ناظر مالوں کو ف جس دن التذبح کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا ملے گا

منزل ۲

پھر والدینوں میں جو وہ شخص اس میت کے زیادہ قریب تھے سب کی طرف سے قسم کھا گئے کہ ہم کو بچپنا معلوم نہیں اور میت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی اس مال میں سے کٹورہ اس میں داخل تھا آخر انہیوں سے پھر لیا۔

[illegible]

بجہت تغلیظ یمن و امتیاز اثنین برائے امتیاط و آفرینانِ بہت مدعی علیہ بودن ایشان در دعوی کہ بہت عذر خود قمر می کنند چنانچہ در صورت مذکورہ دعوی اشرار کردہ بودند و ان از یمن و افغان اشرار تست

تو به دعوی کسی و به مذسب ابی ضیفه مانند آنست مگر آنکه تعیین صلوة عصر و جهت آنست که قضا در محکمه بین وقت می نشتند پس گویند که گفته شد در محکمه قضا و الله اعلم و یعنی اگر کسی داند که بعد از سوگند من سوگند

مدی خواهد بود و سوزند در حق او در دوزخ اند که چون کذب ظاهر شود بدعیان را سوزند و بندگان حق بر سوزند ایشان ثابت شود و از سوزند در دوزخ امید است که

سانہ وغیرہ کی تحریک کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ اس کی اجازت دی ہے اس لئے یہ جانور حلال ہیں اور عدال ہی رہیں گے۔ بندوں کی تحریک سے حرام نہیں ہو سکتے۔ جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اپنی طرف سے تحریک مت کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ مان لو کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ اے ہلموا لی حکم اللہ ورسولہ بان ہذا والا شیا غیر محرمۃ (صلوات ۲۳ ج ۱) تو وہ کہتے ہیں ہمیں اللہ ورسول کے حکم کی ضرورت نہیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا۔ ہمارے اسلاف واکابر یہ تحریکات کرتے چلے آئے ہیں۔ لہذا ہم بھی کرتے رہیں گے۔ اور لوگ ان اباؤں کو ہم الخ باپ دادا کی تقلید و اقتداء تو صرف اسی وقت کرتی چاہئے جب کہ وہ عالم ہوں اور ہدایت پر ہوں اور ان کی ہر بات دلیل و حجت پر مبنی ہو۔ لیکن اگر وہ جاہل اور گمراہ ہوں تو پھر ان کی اقتداء جائز نہیں مشرکین کے باپ دادا کے علم اور گمراہ تھے۔ کیا وہ پھر بھی انہی کی راہ پر چلیں گے۔ الاقتداء انما یجوز بالعلم والمقتدی وانما یكون عالماً مقتدیا اذا بنی قولہ علی الحجۃ والدلیل (کثیرۃ) حال اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے اور دوسروں کو اپنے مال پر عبور دینا چاہئے حالانکہ قرآن و سنہ کا ثابت ہے کہ ہر شخص پر اپنی بساط اور اپنے علم کے مطابق تبلیغ فرض ہے۔ یہ الجہن اس وقت پیش آتی ہے جب انفسک سے ہر آدمی کی اپنی جان مرادی جائے۔ لیکن محقق مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہاں انفسک سے تمام اہل اسلام مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہے کہ اے ایمان والو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تمام اہل اسلام کو ہلاکت اور اللہ کے عذاب سے بچاؤ۔ جب تم سب ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور تمہارا ایمان عمل درست ہو جائے گا تو کفار و مشرکین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول اس پر دل ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں داعی التاویلات عندنا بتاویل هذه الآية ما روى عن ابی بکر الصديق فيها وهو يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم الزموا العمل بطاعة الله و بما امركم به وانتموا عما نهى الله عنه لا يضركم من ضل اذا اهتديتم يقول فان لا يضركم ضلالا من ضل اذا انتم دتم العمل بطاعة الله واديتهم فحين ضل من الناس ما الزمكم الله به فيه من فرض الاصل بالمعروف والنهي عن المنكر الذي تركه لو تحول دكوبه والخذ على يديه اذا اذ اظلمت رايه جبريل عليه اور حضرت عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں یہ آیت سب سے زیادہ تاکید کر رہی ہے قال عبد اللہ بن المبارک هذه اكد آية في وجوب العمل بالمعروف والنهي عن المنكر فان قال عليكم انفسكم يعني عليكم اهل دينكم... يعني بان يعظ بعضهم بعضاً ويرغب بعضهم بعضاً في الخيرات وينفروا عن القبايح والسيئات الخ (کثیرۃ ج ۲ ص ۱۲۸) اب اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہوا کہ تحریکات غیر اللہ کے مضمون کا اعادہ کر نیے بعد تمام اہل ایمان کو تاکید فرمائی کہ وہ ایک دوسرے کو توجہ پر قائم رہنے اور دیگر نیک اعمال بجالانے کی تلقین کریں اور شرک اور دیگر برائیوں سے گریز کریں۔ یہ مسئلہ اس کی خبر ہے خبر سے پہلے شہادۃ کا مضاف محذوف ہے اصل میں شہادۃ اثنین تھا مضاف کو محذوف کر کے مضاف الیہ کو احی کا ارب دیکر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ من بعد الصلوۃ یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ نماز میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اس لئے شہادت کے سامنے ہوتے ہیں۔ بشرک فعلی کی نفی کے بعد شہادت (گواہی)

وَرَادَ اسْمَعُوا ۳۰۰ المائدة ۵

أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِأَنَّكَ أَنْتَ عَلَامُ الْغُيُوبِ

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تھی ہے بھی باتوں کو جاننے والا خدا

إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيُحْيِي ابْنَ مَرْيَمَ إِذْ كُنَّا نَعْمَتِي عَلَيْكَ

جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یا دکر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر

وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَبَدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَف

اور تیری ماں پر۔ جب مرد کی میں نے تیری روح پاک سے شہادہ

تُحْكِمُ النَّاسَ فِي الْهَيْدِ وَكَمْ لَاحِ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ

تو سلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ

کتاب اور چم کی باتیں اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا

مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنْفَخُ فِيهَا

گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر چھوٹک مارتا تھا اس میں

فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ

تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور بچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کورھی کو

بِأَذْنِي وَإِذْ تَخْرِجُ السَّوْتِي بِأَذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ

میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے دے اور جب دوکا میں نے

بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۱۱

جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَىٰ الْحَوَارِيِّينَ أَنْ امْنُوا بِي وَبِرَسُولِي

اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

منزل ۲

حفظ علی بن ابی طالب
السلام کی تعلیم میں
اس کی نئی کتب میں
نفاذ کی ان کے نام
پیش کی گئی تھیں

موضع قرآن والیہ اللہ صاحب پر ہے گا کافروں کے سنانے کو کہ میں نے تم کو جن کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبر حوالے رکھیں گے اللہ علم پر کہ ہم کو دل کی خبر نہیں ظاہر کی ہے یہ انکو سنایا جو منور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا ابی اسرائیل کو یہ کچھ سے نفی قائل کرنے فتح الرحمن مل یعنی نخت از حضور و نیایش ایشان گویند در برابر نور سبت و انش نور الہی و انش نیست بعد از ان گواہی و سہد بر امت خویش ۱۳ و یعنی برکات خیرۃ القدس ۱۴ و یعنی اگر گور زندہ ہی برآوردی ۱۵

کے مضمون کا ذکر نظر اہرے ربط سا معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کلام اس غیب سے پاک ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریکات اللہ، تحریکات غیر اللہ، نذور اللہ اور نذور غیر اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ غیب دان اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوانہ کوئی غیب دان ہے نہ منتصرف و کار ساز اس لئے قسم بھی اللہ کے نام ہی کی کھانی چاہئے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں سے بھی غیر اللہ کی قسم نہ لی جائے کیونکہ غیب دان اور کار ساز صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں اور جس کے نام کی قسم کھائی جائے اس کا غیب دان اور کار ساز ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا دو عیسائی اور ایک مسلمان اکٹھے تجارتی سفر پر روانہ ہوئے مسلمان ہمارا ہو گیا اس نے ایک کاغذ پر اپنے سامان کی فہرست تیار کی اور اسے سامان میں چھپا دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کو دیدیں۔ وہ فوت ہو گیا اس کے ساتھیوں نے اس کے سامان سے ایک نہایت قیمتی جام نکال لیا اور باقی سامان اس کے وارثوں کو دیدیا جب وارثوں نے سامان میں رکھی ہوئی فہرست میں جام کا ذکر کر دیکھا لیکن سامان میں اسے نہ پایا تو ان دونوں سے اس کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں۔ چنانچہ میت کے وارثوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا آپ نے وارثوں سے گواہ طلب کئے ان کے پاس گواہ نہیں تھے اس لئے آپ نے وارثوں سے کہا کہ وہ ان سے کسی ایسی چیز کی قسم لیں جو ان کے دین میں بڑی بھی جاتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم خواہ غیر مسلم سے لی جائے وہ صرف اللہ کے نام کی ہوئی چاہئے نہ کہ غیر اللہ کی۔ یہ روایت ترمذی کی ہے اے الفاظ یہ ہیں۔ فسالہم البیتہ فلم یجدوا فامروہم ان یتخلفوا بما یعطو علی اہل دینہ فحلفوا انزل اللہ یا اہل الذین امنوا شہادۃ بینکم الخ (غازن ج ۲ ص ۱۰۱) اس آیت میں کی قسم مان جائے مقصود یہی جملہ ہے یعنی اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور اس میں غیر مسلم سے قسم لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی اللہ کے نام ہی کی قسم لینی چاہئے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہودی سے اس طرح قسم لی جائے واللہ الذی انزل التورۃ علی موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی سے واللہ الذی انزل الانجیل علی عیسیٰ علیہ السلام اور آتش پرست سے واللہ الذی خلق النار ذہابہ وغیرہ **۱۰** استحقاق شہادت یعنی وہ خیانت اور جھوٹی شہادت سے گناہ کے مستحق ہوئے۔

الَّذِينَ سَوَّاهُمْ رِيشَتُهُمْ وَأَبْلَسُوا عَلَيْهِمُ الْمَنَازِلَ أَفَلَا يَذَكَّرُونَ

اور اُولٰٓئِكَ سَوَّاهُمْ رِيشَتَهُمْ اور اُولٰٓئِكَ اَبْلَسُوْهُمُ الْمَنَازِلَ سے وہ دونوں شخص مراد ہیں جنہوں نے میت کے مال میں خیانت کی اور پھر جھوٹی گواہی دی اور میت کے وارثوں کو نقصان پہنچایا المراد بالذکر اولیان الرعیان اللذان ظہرت خبیاتہما ۔۔۔۔۔۔ فمدحنی استحق علیہم الاولیان خات فی مالہم وحنی علیہم الوصیان اللذان عثر علی خیائتہما (روح معجزہ) حاصل یہ ہے کہ جب بعد میں معلوم ہو جائے کہ سفر میں جن دو آدمیوں کو میت نے وصیت کی تھی وہ خیانت مجربانہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے غلط بیانی کی ہر تو پھر میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں کو قسم لی جائے وہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر

اپنا بیان دیں کہ ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے اور ہمارا بیان صحیح اور قابل قبول ہے اور ہم نے اپنے بیان میں حق سے تجاوز نہیں کیا۔ سلسلہ یہ شہادت کے مذکورہ بالا طریقہ کی طرف اشارہ ہے، یعنی پہلے تو ان سے گواہی لی جائے جن کو میت نے مہی بنایا ہے۔ اگر ان کی خیانت اور کذب بیانی ظاہر ہو جائے تو پھر میت کے وارثوں سے قسم لی جائے۔ یہ طریقہ اصل مقصد حاصل کرنے کے لئے قریب ترین ذریعہ ہے۔ اس سے یا تو گواہ عذابِ آخرت سے ڈر کر صحیح گواہی دیدیں گے یا پھر دنیا میں رسوائی کے ڈر سے سچی گواہی دیں گے کیونکہ انہیں یہ اندیشہ ہوگا کہ ان کی قسمیں رد کر دی جائیں گی۔ اَنْ تَرَوْا كُفْرًا كَبِدًا اَيْسَارًا نِهْہ یعنی ان کی قسموں کے جھوٹی ثابت ہونے کے بعد قسم کھانے کا حق وارثوں کو دیا جائے گا یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ شرعی قانون کے مطابق قسم منکر دعویٰ کے ذریعہ ہوتی ہے لیکن جب پہلے گواہوں کی خیانت ظاہر ہو جائے تو وارثوں پر قسم آتی ہے حالانکہ وہ مدعی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حیثیت سے وارث بھی منکر ہیں کیونکہ وہ پہلے گواہوں کے اس دعویٰ کا انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے متوفی کا سارا مال بلا خیانت اس کے وارثوں کے حوالے کر دیا ہے۔ سلسلہ پہلے نفی شرک فعلی کے سلسلے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ غیب دان صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں اب یہاں قیامت کے دن پیش آئیوالا ایک واقعہ ذکر کر کے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ اور تو اور خود انبیاء علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی وہ بھی غیب دان نہیں تھے وہ نہ زندگی میں غیب جانتے تھے نہ موت کے بعد لوگ غیر اللہ کے نام کی نذر میں اور نیازیں صرف اس لئے دیتے تھے کہ وہ ہماری حاجات کو جانتے اور ہمیں نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل کے مشرکین کا بھی اپنے پیروں کے متعلق عقیدہ ہے۔ تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ صاف فرما دیا کہ انبیاء علیہم السلام تو غیب جانتے نہیں جو سب سے افضل ہیں۔ چنانچہ وہ قیامت کے دن صاف کہیں گے کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا انہیں کچھ علم نہیں، پھر جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے رتبہ میں کمتر ہیں وہ کس طرح غیب دان ہو سکتے ہیں۔ یہ مہر طرف کا عامل بعد میں مذکور ہے قَالُوا لَا عَلَمَ لَنَا۔ فیقول۔ یجمعہ پر معطوف ہے یعنی جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کر کے ان سے یہ سوال کرے گا کہ تمہیں تبلیغ توحید کے بعد اپنی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا اس دن وہ سب کہیں گے کہ ہم تو اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور ہم غیبیوں کا جاننے والا صرف تو ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ آیت نضرات انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی پر برہان قاطع ہے۔ اس آیت میں مَا ذَا الَّذِیْ جُبْتُہ کے دو معنی ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سوال تبلیغ کے وقت سے متعلق ہوگا کہ جب تم تبلیغ کرتے تھے اس وقت لوگوں نے تمہاری بات کو قبول کیا یا نہ تو وہ جواب دیں گے۔ لَا عَلَمَ لَنَا بَاعِلٰنَ مَا اجَابَ اَمِنَّا (قرطبی ج ۶ ص ۶۳) یعنی ان کے باطن کو ہم نہیں جانتے تھے ہمیں صرف ان کے ظاہر کا علم تھا لیکن اس میں عبارت مقرر کر کے مطلب نکالنا پڑتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ سوال انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات سے بعد کے حالات سے متعلق ہوگا کہ تمہاری وفات کے بعد ان لوگوں کے کیا حالات تھے کیا یہ تمہیں پکارتے رہے ہیں اور کیا تمہیں اس کا علم ہے تو اس کے جواب میں انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ اے اللہ بعد کے حالات کا تو ہمیں کوئی علم نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہی کہیں گے۔ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ اَلْحَاسِی طرہ سورۃ یونس ع ۳ میں ہے کہ جن انبیاء و اولیاء کو لوگ دنیا میں پکارتے رہے قیامت کے دن وہ صاف کہیں گے کہ ہم تو ان کی پکار و غیہ و کا کوئی علم نہیں۔ اِنْ كُنَّا عَنِ عِبَادَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ بہت سے مفسرین نے اس سوال کو بعد الوفات کے حالات سے متعلق قرار دیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں لَا عَلَمَ لَنَا اِلَّا اَنْ عَلِمْنَا جَوَابَهُمْ لَنَا وَوَقْتُ حَيَاتِنَا وَلَا نَعْلَمُ مَا كَانَ مِنْهُمْ بَعْدَ فَاْتَانَا كَبِر ج ۳ ص ۶۹) اہل بدعت کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو معلوم تو سب کچھ ہوگا لیکن ہول قیامت کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور علم کی نفی کر دیں گے۔ یہ جواب دو وجوہ غلط ہے (۱) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ ہوں گے اور ان پر کوئی گجراہٹ طاری نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا يَخۡفِیۡ عَنْہُمُ الْفَرۡقَہُ الْکَبِیۡرُ (انبیاء ۷) یعنی جن لوگوں کے لئے حُسنِ جنت کا وعدہ ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کی فزع اگبر (سب سے بڑی گجراہٹ) سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (۲) اگر یہ مان لیا جائے کہ ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت لَا عَلَمَ لَنَا واقعہ کے صریح خلاف اور جھوٹ ہوگا۔ لہذا تمام انبیاء علیہم السلام کے اجمالی ذکر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ اس وقت انبیاء علیہم السلام میں سے ان کو غیب دان اور کارساز ماننے والے نصاریٰ تھے جو اس وقت علم و دانش میں اور عبادت و رہبانیت میں مشہور و معروف تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدریس نیازیں دیتے ان کی خاطر کبرے وغیرہ بلکہ بعض لوگ اپنے بیٹے بھی ذبح کر دیتے تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص طور پر ذکر کر کے ان سے علم غیب اور الوہیت کی نفی فرمائی پہلے اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰی سے لے کر اَاَعٰیۡنَ بَہُ اَحَدًا اَمِنَ الْعٰلَمِیۡنَ

تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اپنے احسانات اور انعامات گنائے ہیں اور اس سوال دہ اذ قال اللہ (۶۴) سے شروع ہوتا ہے۔ اسے ظرف نعمتی سے تعلق ہے اور نعمت یہاں مصدر ہے۔ ای انعامی۔ ظرف نعمتی ای ذکر انعامی علیکم اذ قلنا لکما روح القدس سے حضرت جبریل مراد ہیں اور نائیک کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریل ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے تکلم الناس یہ آیت شکی کی فیہ منصوب سے حال ہے مہم سے زمانہ شیر خوارگی مراد ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے معجزانہ طور پر باتیں کر کے اپنی والدہ طہرہ کی پاک دامنی بیان کی اور کہل اس کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہونے لگیں حضرت مسیح کو چونکہ اس عمر سے قبل ہی اٹھایا گیا اس طرح یہ آیت ان کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ نزول کے بعد وہ کمولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے۔ اذ قلنا لکما روح القدس

المائدہ ۵

۳۰۲

وراد اصمعو

قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝۱۱۱ اِذْ قَالَ الْحَوَارِثُونَ

تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم شرا بنو رہے ہیں جب کہا حواریوں نے مثلاً

يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنْزِلَ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے

عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

ہم پر خوان پھرا ہوا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم

مُؤْمِنِينَ ۝۱۱۲ قَالُوا أَنْزِلْهُ لَنَا كَلَّامَ نَاطِلٍ يُفْهَمُ

ایمان والے مثلاً وہ کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور ملین ہو مادیں

قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَّقْتَ وَأَنْتَ كُونْ عَلَيْنَا مِنَ

ہمارے دل اور ہم جان لیویں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر

الشَّاهِدِينَ ۝۱۱۳ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا

گواہ کہ عیسیٰ بیٹے مریم نے مثلاً اے اللہ رب ہمارے

أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا

اتار ہم پر خوان پھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے

لَا دُولَنَا وَآخِرُنَا وَأَيُّكُمْ مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی تیری طرف سے اور روزی سے ہم کو اور تو ہی بہتر ہے

الرَّزَاقِينَ ۝۱۱۴ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ

روزی دینے والا کہ اللہ نے میں بیشک انا دوں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں سے

بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أَعَذُّبُ بِهِ عَذَابًا لَا أَعَذُّبُ بِهِ أَحَدًا مِنَ

کہنے کے بعد۔ تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا

الْحَكِيمِينَ ۝۱۱۵ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ أَنْتَ

جہان میں وہ اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ اللہ مریم کے بیٹے تو نے

مائدہ

بعد وہ کمولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے۔ اذ قلنا لکما روح القدس
یہ اذ اید تک پر موقوف ہے کتاب سے قرآن مجید اور احکامہ
سے سنت نبوی مراد ہے یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے
دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے اس وقت
اللہ تعالیٰ ان کو قرآن و سنت کا علم عطا فرمائے گا اور وہ ان دونوں
کے مطابق ہی فیصلے کریں گے۔ تورات اور انجیل کا علم ان کو عرفی الی
السماء سے پہلے حاصل تھا۔ اسے یہ اور اسی طرح کہ اذ قلنا لکما روح القدس
الموتی اور قلنا کففت بخی اسمہ اقلیہ اور اذ قلنا کففت بخی اسمہ
اذ اید تک پر موقوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو عطا فرمائے تھے یہاں ان کو بطور انعام ذکر فرمایا یعنی پرہیز
کا پہلا بنا کر اس میں جان ڈالنا، کوڑھی اور بار بار اندر سے کوچ کا جلا
کردینا اور مردوں کو زندہ کرنا، ہر معجزے کے ساتھ باذنی کی صراحت
کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح علیہ السلام
کے اختیار میں تھیں یہ تمام امور میرے اختیار میں تھے اور میں نے
اپنی قدرت سے ان کو مسیح کے ہاتھ پر ظاہر کیا اور حیات کے معنی
القیات فی ردعہم کے ہیں یعنی میں نے ان کے دل میں یہ بات
ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ پر ایمان لے آئیں۔
اسے یہ اذ اید تک سے بدلہ ہے یہاں سے لیکر شروع اس کے
آخر تک نزول ماندہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام تھا کیونکہ جب ان نے ان کی قوم نے
آسمان سے دسترخوان اتارنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اللہ سے دعا
کی تو انہوں نے ان کی دعا قبول فرما کر معجزانہ طور پر آسمان سے دسترخوان
نازل فرمایا جن حواریوں نے ماندہ کا مطالبہ کیا تھا وہ مخلص مومن تھے

موضع قرآن و ہوسکے یہ معنی کہ ہمارے واسطے تمہاری دعا سے
اس قدر فرق ملا کہ اس کے برابر نہ کرے یا نہ کرے فرمایا اور
اللہ کے یعنی بندہ چاہیے اللہ کو نہ آزاوے کہ میرا کہا ماننا ہے یا نہیں۔
اگرچہ فائدہ بہتری بہرانی کرے و یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں
اور معجزہ ہمیشہ مشہور ہے آزاوے کو نہیں و کہتے ہیں وہ خوان اترا
یک شنبہ کو کہ وہ روز نصارے کی عید ہے جیسے ہم کو روز جمعہ و

ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں
بجائے اذ قال کا مادہ
ہو گیا اور غرض قل
موسم کے متعلق ہے

ہفت کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناکسری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مرید کھاویں محفوظ اور جنگ بھی لگے کھانے پر قریب انہی آدمی سورا و بندہ کو گئے یہ عذاب پہلے ہو رہا تھا پہلے
کسی کو نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ اترا نہیں یہ بہرید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی
امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خنجر کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں
مسلمان کو عبرت ہے کہ ابناء ما خرق عادت کی وہ سے بچا ہے کہ ہر کسی لشکر گزاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر فتناء کرے تو بہتر ہے اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔
فتح الرحمن واصل اینست کہ الہام فرستاد بسوی حواریان دران مدت کہ معجزہ طلب کر دند و بر حسب مراد دیدند ۱۲ و بعد از ان خوانی نازل شد از آسمان بروی گوشت و نان پس
خور و دند و بر شدند و اللہ اعلم ۱۲۔

قُلْتُ لِلنَّاسِ لِيُخَذُوْنِي وَاُرْحَمِيَ الرَّحِيْمِيْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّ اِنْ كُنْتُ

قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهِ اِنْ

اَعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا مَتَّ

فِيْهِمْ قَلَمًا تَوْفِيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ الرَّقِيْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اِنْ تَعَذَّبْهُمْ فَانَّهُمْ عٰبِدُكَ

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ قَالَ اللّٰهُ

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنٰتٌ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۱۹ اللّٰهُ مَلِكٌ

سوال ہے کہ میں نے کہا کہ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالعہ نہ کرو کیونکہ جب طلبہ اور اس معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قالوا انہ یذکرنا اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دسترخوان اترے اور ہم اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور یقینہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ ۱۱۹

اور از یاد یقین اور یقینی مشاہدے کی خاطر اس معجزے کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ۱۱۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالعہ نہ کرو کیونکہ جب طلبہ اور اس معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قالوا انہ یذکرنا اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دسترخوان اترے اور ہم اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور یقینہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ ۱۱۹ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جس میں انہوں نے اللہ سے مانگنا اترنے کی التجا کی قال اللہ اللہ نے فرمایا میں ایک ہاتھوڑا بار بار مانگتا اترنے کو تب انہوں نے لیکن یاد رکھو مانگنا اترنے کے بعد جو شخص انکار کرے گا اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا سخت عذاب کسی اور کو نہیں دوں گا۔ چنانچہ مانگنا اتر گیا جن کو اللہ نے توفیق دی ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور جنہوں نے اس کے بعد کفر کیا اللہ نے ان کو دنیا میں خنزیر بنا دیا اور آخرت میں بھی ان کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب مانگنا اترنے کے بعد کفر کرنے پر سخت عذاب کی دیکھی جائے ہوئی تو انہوں نے کہا پھر بھی مانگنا کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ نے مانگنا نہیں اترایا لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مانگنا اترنا تھا اور یہی صحیح ہے۔ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْمَانِدَةِ اَهْلُ نَزَلِ اَهْلًا فَاَلَمْ يَ عَلِيْہِ الْجَمْعُ وَهُوَ اَحَقُّ نَزْلُهَا اَلْحَقُّ رَقِيْبُہِ ۝۱۱۹

میرے دل کی باتیں بھی معلوم ہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہو تو کہہ دیجئے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا کس ساز بنا تو تجھے اس کا علم ہونا۔ تو میری شق مآقُلْتُ لَہُمْ اے میرا اللہ مجھے تو نے رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا اور مجھے تو عید کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور صرف اسی کو عیب دان اور کار ساز سمجھو اور اسی کو پکارو۔ پانچویں شق و کُنْتُ عَلَیْہُمْ شَہِیدًا اَلْحَقُّ میرے اللہ! جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کی نگرانی کرتا رہا اور ان کو فاعل تیری توحید کی ٹھیک ٹھیک تعلیم دیتا رہا لیکن جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا اس کے بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کثرت کرنے رہے ماس وقت تو وہی ان کا نگہبان تھا یہاں تو کئی کے معنی پورا پورے لینے فتح الرحمن مل مترجم گوید خدا نے نعمانی روز قیامت نہایت ہی حور عیسیٰ علیہ السلام یاد رہد بعد از ان سوال کند کہ خود را الہی معنی یا نہ بہت تاکید و ہر ائی قطع شبہ نصاریٰ با بلغ وجہ واللہ اعلم ۱۲ ص ۱۲۱

کے ہیں کیونکہ تَوْفِیقِیٰ یہاں کُنْتُ عَلَیْہُمْ شَہِیدًا کے مقابلے میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توفیق سے یہاں موت مراد نہیں۔ قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفیق کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا لفظ توفیق کی تحقیق سورۃ آل عمران کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۵۸ ماشیہ ص ۸۳ لفظ شَہِید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں ماشیہ (۲۷۳) کے تحت منٹ پر گذر چکی ہے ص ۸۴ اسکی جزا مذکور ہے اور قَائِلُہُمْ عِبَادُکَ اس کی دلیل ہے اے لم یطیعک بتعذیبہم اعتراض لانک المالک المطلق لہو (سورۃ ص ۸) اسی طرح اِنْ تَغْفِرْ لَہِ جَزَاءُہِیْ عَذُوْبٌ ہُوَ لَہِ یطِیْعُکَ عجز بذلک ولا استغفار فانک القوی القادر علی جمیع المقدرات (روح) یعنی اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو اس میں ٹھیکہ کر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور تو ان کا مالک علی الاطلاق ہے اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو ایسا کر سکتا ہے تو اس سے عاجز نہیں اور نہ اس میں کوئی قباحت ہے کیونکہ تو قادر مطلق ہے اور تمام مقدرات تیری مشیت و قدرت کے تحت داخل ہیں۔ ص ۸۵ یہ ایمان والوں، توحید کو ماننے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ص ۸۶ اللہ خبر مقدم ہے اور تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی زمین و آسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات الٰہی کیلئے ہیں لا یحییئہ امہ نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کے لئے اس میں سورت کے غلامہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں بالذات نفی شرک فی التصرف کا ذکر ہے اور ضمناً نفی شرک فعلی بھی اس میں آگئی یعنی جب زمین و آسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات و تصرفات اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے لئے نہیں تو نذر و نیاز کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں نہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام اور نہ ان کے سوا کوئی اور ص ۸۷ بقرہ نہ ماقبل یہاں بھی حصر ہے یعنی صرف وہی ہر چیز پر قادر ہے لا یحییئہ امہ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہما السلام۔ ص ۸۸ فَاَلَمْ یَرَ کہ ۲ میں نفی شرک فی التصرف پر یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ وَ لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر سورت کے آخر میں ذرا اختصار سے اسی دلیل کا اعادہ کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ سورۃ مائدہ کا محور اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جب سب کچھ اللہ کے قبضے اور تصرف میں ہے تو وہی کار ساز ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے قبضہ اور اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے وہ کار ساز بھی نہیں اور نذر و نیاز کے مستحق بھی نہیں۔

خصوصیات سورۃ مائدہ

(۱) اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف۔ نفی شرک فعلی کے سلسلے میں چار مسائل بیان ہوئے تحریمات غیر اللہ تین عنوانوں سے اُحِلَّتْ لَکُمْ بِحَیْمَۃِ الْاَنْعَامِ (۱) لَا تَحَرُّمُوا طَیْبَاتِہٖ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ (۲) اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَیْنِہُمْ بَیْعُوْدًا (۱۳۶) تحریمات اللہ۔ اس کے دو عنوان ہیں غَیْرُ مُحَرَّمٍ عَلَی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ (۱) اور لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَسْتَفِیْہُوْا اللّٰہَ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ (۱۳۶) غیر اللہ کی نذر و نیا۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہِ (۱) اور مَا ذَیْبُہُ عَلَی النَّفْسِ اَنْ تَسْتَفِیْہُوْا بِالْاَسْمَآءِ الَّتِیْ ہِیْ ذِکْرٌ (۱) اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ لَا تَخْلُقُوْا شَیْءًا یَّشْبِہُ اللّٰہَ وَلَا الشَّہْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْہَدٰی الْخَیْرَ (۱۴) اور جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتِ الْحَرَامَ قِیَآءًا لِّلنَّاسِ الْخَیْرَ۔

۲۔ شرک فی التصرف میں زیادہ زور حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام سے غیب کی اور کار ساز ہونے کی نفی پر دیا گیا ہے۔ اور دلائل کی بجائے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ان کے غیب کی اور کار ساز سمجھنے والے کافر ہیں اور سرسری طور پر اختصار کے ساتھ

سورۃ مائدہ میں آیات توحید

(۱) قَدْ لَمَنَ یَسْبُلُکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یَّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنُ مَرْیَمَ وَ اُمَّہُ وَ مَنُ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَ لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۳۷)

(۲) قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنٰی اَعْبُدْ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ اِنَّہٗ مَنِ یُشْرَکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ وَ مَا ذِکْرُہُ النَّارُ وَ مَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (۱۰)

(۳) لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَلٰثٌ ثَلٰثَہٗ وَ مَا مِنْ اِلٰہِ اِلَّا اِلٰہٌ وَاحِدٌ (۱۰۷)

(۴) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ صَدْرًا وَا لَا نَفْعًا وَ اللّٰہُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۱۰۷)

(۵) لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱۰۷)

پہلے حصے میں دلائل کے علاوہ مضامین کے تئیں اور سلسلے نمنا بھی آگئے (۱) سلسلہ روشہات مشرکین (۲) سلسلہ طریق تبلیغ اور (۳) سلسلہ بیان وجود انکار مشرکین بہر سلسلہ سات شقوں پر مشتمل ہے۔

دلائل تقلید نفی شرک فی التصرف پر دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) دلیل نقلی تفصیلی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے حلاوت سترہ انبیاء علیہم السلام سے اور اجماعی تمام انبیاء علیہم السلام سے (۲) دُفَّانُ اِبْرٰهٖمَ لَا یَمِیْزُ اَزْکَرْنَا اَنْ هُوَ اَزْکَرٰی لِلْحٰکِمِیْنَ (۱۰۷) اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حلاوت سترہ انبیاء علیہم السلام کے نام گنا کر اور باقیوں کا اجماعی ذکر کے سب کی طرف سے بیان فرمایا کہ وہ سب شرک سے بیزار اور توحید کے مبلغ تھے۔ وہ سب الشہی کو غیب دان اور متصرف و کار ساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شرک نہیں بناتے تھے۔ دوسری نقلی دلیل اہم سابقہ کے علماء سے بیان کی گئی ہے: **وَالَّذِیْنَ اٰتٰیْنَاهُمْ اَلْکِتٰبَ تَاَفَلَا تَکُوْنُوْنَ مِنَ الْمُحْذَرِّیْنَ (۱۰۷)** یعنی اہل کتاب دیہود و نصاریٰ کے علماء بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ مکملہ توحید آپ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے اور وہ حق ہے۔

دلائل وحی کی ہے اور اس نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی منصرف و مختار اور نافع و ضار نہیں۔ دوسری دلیل وحی و **ہَذَا كِتَابُكَ الَّذِي أُخْبِرْتُ بِهِ** یعنی پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کے سوا کوئی عیب دان اور کار ساز نہیں اور سب کے آخر میں ہم نے اپنے آخری رسول پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی جو پہلے تمام نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ تیسری دلیل وحی **إِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ** الخ (۳۶) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی وحی کا اتباع کروں کہ اللہ کے سوا کوئی منصرف و مختار اور کار ساز نہیں۔

ردِ شبہاتِ مشرکین

پہلے حصے میں مشرکین کے سات شبہات یا سوالات کا جواب دیا گیا ہے ان میں سے بعض یہاں مذکور ہیں اور بعض یہاں مذکور نہیں بلکہ قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ مذکور ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ فدا کی طرف سے ان کے نام پر لکھی ہوئی کتاب آئے جسے وہ خود پڑھ لیں یہ سوال سورہ بنی اسرائیل ۱۰ میں وَكَانَ تَوَكُّلٌ لِرَبِّكَ حَتَّىٰ يُنْزِلَ عَلَيْنَا نَقَاشَ كِتَابٍ مِّنْ ذِكْرِكَ ہے یہاں وَكَانَ تَوَكُّلٌ لِرَبِّكَ كِتَابًا فِی قُرْطَاسٍ (۱۰) سے اس کا جواب دیا کہ اگر تم لکھی لکھائی کتاب نازل کرتے تو اس میں بھی یہی مسئلہ توحید ہی مذکور ہوتا اور وہ اسے بھی جھٹلا دیتے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس پیغمبر کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی صداقت کا اعلان کرنا یہ سوال یہاں وَقَالُوا كَوْنُوا آلَٰهُنَّ عَلَیْہِمْ مَّلَٰكٌ (۱۶) میں مذکور ہے اور سورہ الفرقان میں اس پر یہ اضافہ ہے۔ فَيَكُوْنُ مَعَهُ قَدَیْرٌ (۱۷) اور وَكَوْنُوا آلَٰہَكُمْ لَقَضَیْ اَلْمَرْفُوعِ لَا يَنْظُرُوْنَ (۱۸) سے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتے نازل کیا جاتا تو انکار کرنے کی صورت میں انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور بحیر مہلت نہ دی جاتی تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیج دیا یہ سوال بھی یہاں مذکور نہیں۔ سو سو بنی اسرائیل کی آیت خُذْ كُوْنُكَ فِی الْاَرْضِ مَلِكٌ كَبِیْرٌ لَّكُنَّا عَلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (۱۷) کے مفہوم ہوتا ہے ایسا جواب دے دیا کہ اَللّٰہُ جَعَلَنَہٗ مَلَكًا لِّجَعَلَنَہٗ كَذٰلِكَ وَلَلْبَسْنَا عَلَیْہِمْ مَّآ یَلْبَسُوْنَ (۱۸) میں دیا گیا کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو اعمال انسانی شکل ہی میں آتا اور ان کا اعتراض اسی طرح بحال رہتا۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ ان کا منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں ان کو دیا جاتا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ اتارنے پر توفیق دے لیکن اکثر لوگ پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اہل مقصد تو یہ ہے لوگ ایمان لائیں یہ سوال و جواب وَقَالُوا كَوْنُوا آلَٰہُكُمْ اِیْمَانًا وَلٰكِنْ اَكْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۲۰) میں مذکور ہے۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دولت مند آدمی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا یہ سوال سورہ زمر فتح میں قَالَ كَوْنُوا آلَٰہُكُمْ اِیْمَانًا وَلٰكِنْ اَكْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۲۰) میں مذکور ہے۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو میں غیب کی باتیں بتاتا اور ملک شام کی شہیوں میں اشیاء کے نوحہ بنا دیتا یہ سوال حدیث میں مذکور ہے۔ سنا تو ان سوال یہ تھا کہ یہ پیغمبر خوب ہے کہ ہماری طرح بازار سے سودا سلف خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اگر پیغمبر ہوتا تو ایسا نہ کرتا یہ سوال سورہ الفرقان ۱۷ میں مذکور ہے۔ وَقَالُوا اَمَّا لَہٗذَا الرَّسُوْلُ یَا کُلُّ

الطَّعَامُ وَيَكْسِي فِي الْأَسْوَاقِ ان تينوں سوالوں کا جواب قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ أَنِّي مَلَكٌ (۵۶) سے دیا گیا۔

طریقہ تبلیغ کی تعلیم

نفی شرک فی التصرف کے بیان میں سات طریقہائے تعلیم مذکور ہیں۔ طریق تعلیم اول قُلْ أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ أَنِّي مَلَكٌ (۵۶) آپ اعلان کر دیجئے کہ جو اللہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو خود بے نیاز اور سب کا کارساز ہے کیا اسے چھوڑ کر میں غیر اللہ کو کارساز بنا لوں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ طریق تعلیم دوم قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَدْبَرَ إِلَيْكُمْ تَوْبَةً دُونَ تَوْبَةِ اللَّهِ (۵۷) میں نے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے تسلیمِ ختم کروں اور مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں۔ طریق تعلیم سوم قُلْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۵۸) تمہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر لیکن میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس کے سوا کسی کو عیب دان اور کارساز سمجھوں تو وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ طریق تعلیم چہارم قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (۵۹) آپ فرمادیجئے مجھے تو ان معبودانِ باطلہ کو پکارنے سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ طریق تعلیم پنجم قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَ كَثِيرٍ قَدْ ضَلَلْتُ إِذْ أَوْمَأَ بِنَا مِنَ الْمُجْتَمَعِ (۶۰) میں تمہاری باطل خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر میں ایسا کروں تو گمراہی میں جا پڑوں اور ہدایت سے دور ہو جاؤں کیونکہ تمہاری خواہشات یہ ہیں کہ میں بھی غیر اللہ کو عیب دان اور کارساز سمجھوں حالانکہ یہ صریح گمراہی ہے۔ طریق تعلیم ششم قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ (۶۱) میرے پاس تو اللہ کی توحید کے واضح دلائل موجود ہیں ان کی موجودگی میں میں توحید کی راہ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں تم نے تو کورباہی کی وجہ سے اس کی تکذیب کر دی۔ طریق تعلیم ہفتم قُلْ تَوَّابٌ عِنْدِي مَا تَسْتَغْفِرُونَ بِهِ كَفَقْتُمْ أَهْلًا مَّوَدَّعِي وَبَعِثْتُمْ جَسَدًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ مَّا تَدْعُونَ (۶۲) اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے میرے بس میں نہیں ہے۔ سناؤاں طریق تعلیم نفی شرک فی التصرف پر دلیل بھی بن سکتا ہے کہ غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بیان وجوہ انکار مشرکین

سورہ انعام میں مشرکین کے انکار کی سات وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ پہلی وجہ اول میں اور دوسری دوم میں۔ ہر وجہ لفظ کَذَلِك سے بیان کی گئی ہے۔ ان جگہوں میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ پہلی وجہ کَذَلِك خَلَقْنَا بَعْضَهُنَّ مِّنْ بَعْضٍ الْخَرَجَ (۱) یعنی وہ ماننے والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس دین کو ایسی مہولی پوزیشن کے لوگوں نے مانا ہے بھلا وہ بھی بچا ہو سکتا ہے؟ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسئلہ توحید جس قدر زیادہ کھلی کر بیان کیا جاتا اور مشرکین کے کثرت جس قدر واضح کئے جاتے اسی قدر ان کا بغض و عناد زیادہ ہو جاتا اور وہ انکار کرنے لگتے۔ کَذَلِك تَقَفُّوا عَلَىٰ الْغَيْبِ وَلِلَّاسْتِغْنَاءِ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ (۲) میں دوسری وجہ بیان کی گئی ہے تیسری وجہ کَذَلِك لَعَفَرْتُ الْأَلْبَابَ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ (۳) یعنی تم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہو لیکن مشرکین پیغمبر علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے۔ چوتھی وجہ کَذَلِك زَيَّنَّا لِلْجِنِّ أُمَّةً عَمَلُهُمْ (۴) مشرکین کو مشرکانہ اعمال خوبصورت اور مجھے معلوم ہوئے ہیں اس لئے وہ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے۔ آگے چل کر کَذَلِك زَيَّنَّا لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۵) اس وجہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پانچویں وجہ کَذَلِك جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ (۶) اللہ نے ان کے مقابلے سے علی سبیل الترقی ہے۔ یعنی شیطا طین انس اور شیطا طین جن نبی کے دشمن ہونے میں اور وہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے ہیں اور ان کو پیغمبر سے یہ کہہ کر بدگمان کرتے رہتے ہیں کہ یہ تو علیوں اور ولیوں کا بے ادب ہے۔ چھٹی وجہ کَذَلِك جَعَلْنَا فِي نَفْسِهِ أَكْبَرًا مِّمَّا يَكْبُرُ (۷) ہر نبی کے بڑے لوگ عبادِ ماجم ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو مگر قریب سے گمراہ کرتے رہتے ہیں ساتویں وجہ کَذَلِك تُؤْتِي الظَّالِمِينَ بَعْضًا مِّمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸) شرک کی وجہ سے تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بنتے جاتے ہیں اور متحدہ طور پر مسئلہ توحید کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگر خود کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل کے مشرکین کے رد و انکار کی وجوہ بھی بعینہ یہی ہیں۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شرک فعلی کی صرف تین شقوں کا ذکر ہے۔ (۱) تحریمات غیر اللہ (۲) تحریمات اللہ اور (۳) اندر غیر اللہ جو حقیقی شق یعنی اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر اس سورت میں نہیں کیا گیا کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نفی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نذریں منہیں صرف اللہ کے نام کی دینی چاہئیں۔

تحریمات غیر اللہ

سورہ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کو تین عنوانوں سے ذکر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان رہا ہے۔ سورہ انعام میں اس مسئلہ کو چار مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔ جو تحریمات غیر اللہ کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں (۱) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ تِلْكَ - تِلْكَ - تِلْكَ (۱) اَلَا تَأْتِيكُمْ مَّوَاعِدٌ يُّذَكِّرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهَا (۲) یعنی جن چوپایوں کو تم نے غیر اللہ کی خاطر مزکور رکھا ہے مثلاً سائبہ بکیر و میو جب ان کو خالص اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تو انہیں کھاؤ۔ جن چوپایوں کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ان کو تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہیں کھاؤ اور تحریمات کو اٹھاؤ۔ (۳) وَقَالُوا هَٰذَا ذُكِّرَ بِهَٰذَا وَهَٰذَا جُحُودٌ (۴) اِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۵) اس عنوان کے تحت تحریمات مشرکین کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول کچھ چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے نامزد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ دوم کچھ چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام کرتے تھے۔ سوم جن چوپایوں کو غیر اللہ کی خاطر حرام کرتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے چہارم بعض مادہ چوپایوں کے متعلق وہ فیصلہ کرتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو ان کے مردوں کے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جفتوں کے لئے جائز ہے۔ فرمایا یہ تمام صورتیں باطل اور ان کی نحو و ساختہ ہیں اس پر ان کو سخت سزا ملے گی تم ان تحریمات کو اٹھاؤ اور ان چیزوں کو کھاؤ۔ (۶) اس کے بعد دَحْشَتُہَا

سورہ مائدہ میں تحریمات اللہ کی صرف ایک صورت بیان کی گئی۔ یعنی تَعَذُّرُ مَحَلِّ الصَّيِّدِ وَأَنْتَ تُحَرِّمُ لِيَكُنْ سُوْرَةُ النِّعَامِ میں تحریمات الشَّكْبَانِ باقی ماندہ بہت سی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔ سورہ النعام میں تحریمات اللہ کا ایک دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ کُلُّ ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۹۷) ان آیتوں میں جسٹیل تحریمات الہیہ مذکور ہیں۔ شرک بہرقم۔ عقوق والدین۔ اور ان کی حق تلفی۔ قتل اولاد۔ تمام فواحش و منکرات۔ قتل ناحق۔ اکل مال یتیم ناحق۔ ناپ تول میں کی بیشی وغیرہ۔

سورہ مائدہ میں نذر غیر اللہ کو مآ اھل لَغیرِ اللہ اور مآ ذِیہ عَلَیہ التَّصَدِیْعُ سے ذکر کیا گیا لیکن سورہ النعام میں اس مسئلہ کو پانچ مختلف عنوانوں کے ساتھ چار دفعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں نذر غیر اللہ کی تمام صورتیں آگئی ہیں۔ (۱) قَدْ فَتَدَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ (ع ۱۲) یعنی جمع چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ تمہیں بتا رہا ہے۔ یہاں نذر غیر اللہ کا ذکر جو جمالی ہے تفصیل آگیا رہی ہے۔ (۲) وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَبْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِیبًا۔ تا۔ قَدْ ذُھِرَ وَمَا یَفْتَرُونَ (ع ۱۶) یہاں النعام (جانوروں) کے ساتھ حرث (غلہ اور پھل) وغیرہ کا ذکر بھی صراحت سے کیا گیا ہے جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح غلوں، مہیوں اور پھلوں سے بھی حرام ہے۔ علیٰ ذلکَ الذِّنِّ لَکُمُ الْکَیْفُ مِنَ الْبَشَرِ کَیْنٌ قَتَلَ أَوْلَادَھُمْ۔ تا۔ قَدْ ذُھِرَ وَمَا یَفْتَرُونَ میں نذر غیر اللہ کی ایک اور صورت کا ذکر کیا۔ بعض مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خاطر اپنے بچوں کو ان کی بھیٹ بڑھادیے۔ اس آیت میں اس مشرک کا نہ فعل کی مذمت فرمائی۔ (۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِینَ قَتَلُوا أَوْلَادَھُمْ اِخْرَجَھُمْ اَخْرَجَ نَذْرَ غَیْرِ اللہ تیسری بار ذکر کیا گیا (۴) وَھُوَ الَّذِیْ اَنْشَأَ جَنَّتٍ مَّعْرُوسَاتٍ۔ تا۔ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (ع ۱۷) یہاں مختلف قسم کی پیداوار پھلیوں، مہیوں کی انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں سے غیر اللہ کے نام کی نذر دنیا نہ مت لکالو۔ (۵) قُلْ لَا اَجِدُ فِیْ مَا أُوحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا۔ تا۔ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُورٌ رَّحِیْمٌ (ع ۱۸) یہاں نذر غیر اللہ کو فسقاً اھل لَغَیْرِ اللہ بہ سے تعبیر کیا گیا۔

سورت کے دونوں حصوں کے اختتام پر ﴿ثُمَّ أَنْتَذِرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اکتب تمامًا الخ (۱۹۶) سے دونوں مضمون (نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی) پر دلیل نقلی، اور ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ﴾ الخ (۲۰۶) سے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے۔ یعنی پہلے تورات میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ پھر قرآن نے بھی تورات کے مطابق اعلان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں۔ نیز اس نے تحریکات مشرکین کو حلال اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر خاتمہ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اعلان کرائے گئے ہیں۔ (۱) ﴿قُلْ إِنَّمَا يَهْدِي رَبِّي﴾ تا۔ ﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ یعنی اللہ نے عقلی اور نقلی دلائل سے صراطِ مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو شرک سے سخت بیزار تھے (۲) ﴿قُلْ إِن صَلَاحِي﴾ و ﴿تُسْكِي﴾ تا۔ ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ یعنی میں اللہ کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز نہیں سمجھتا ہوں اور میری تمام عبادتیں اور میرا مزاجیہ سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے (۳) ﴿قُلْ أَعْبُدُوا اللَّهَ أَدْبَعِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی جو اللہ کائنات کے ذرے ذرے کا مالک اور رازق ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو پناہ اور کارساز بنالوں؟ یہ پرگز نہیں ہو سکتا یہ تو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے۔ سورت کے آخر میں ﴿إِنَّ رَبَّكَ سَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ سے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تحریف اخروی اور ﴿وَأَنَّهُ لَخَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ سے مسئلہ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

نَفِي شَرَكٍ فِي التَّصَرُّفِ يَأْتِي شَرَكٌ عَتَقَاوِي

سورۃ النعام سے فتیان مجید کا دو سرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورۃ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس حصے میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو جو کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا	۳۰۹	الانعام ۶	خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۃ النعام کے دو
------------------	-----	-----------	--

۶	الانعام	خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۃ النعام کے دو
---	---------	--

حصہ ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۴ میں
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ تک ہے اس حصے میں بقی شرک
فی التصرف کا ذکر کیا گیا ہے اور مسئلہ توحید پر عقلی و نقلی اور
وحی سے گیارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ نو دلائل عقلیہ و دو نقلی
دلیلیں اور تین دلائل نقی۔ حمد سے صفات الوہیت مراد
میں جیسا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے
عاشیہ مَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک دعویٰ ہے یعنی وہ تمام صفات
کا رساڑی نہیں تم اپنے معبودوں کے لئے ثابت کر لے ہو وہ ب
اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے معبودوں میں نہیں پائی
جاتی ہیں۔ اَلَّذِیْ اِسْمٌ مَّوْصُولٌ تَعْلِیلُ کے لئے ہے اور اس کا کلمہ
مذکورہ دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے
والا۔ اندھیرے میں جالے کو نہانے والا اور تمام انسانوں کو پیدا
کرنے والا اور ان کے تمام حالات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے
لہذا کارساز اور متصرف بھی وہی ہے اس لئے اسی کو پکارو جو خود
مشرکین اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات
کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَیْسَ سَآءِلُہُمْ
مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اَللّٰہُ (لقمان ۳)
اس لئے اس مسلمہ حقیقت کو بطور حجت ذکر فرمایا۔ ۱۷ غفلت سے
گمراہی اور نور سے بدایت مراد ہے۔ چونکہ گمراہی کے رات بہت
میں اور نجات و بدایت کا راستہ ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ اس لئے
غفلت کو جمع اور نور کو واحد استعمال کیا گیا۔ لان المراد بالظلمۃ
الاضلال۔ ہو متعدد و بالنور الہدی و هو واحد (روح
ج، ۵۷)۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الْاٰخِرِ میں ثُمَّ استبعاد کے
لئے ہے یعنی جب تم کو معلوم ہو گیا کہ ہر شے کا خالق اور مالک
اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ مخلوق میں سے
کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر کرداد اس کو اللہ کی طرح متصرف سمجھو
و لا تستبعدا (جامع البیان ۴) و ثمر لا تستبعدا
و وقع من الذین کفروا (روح ج ۵۷) ۱۸ اس میں

حصہ ہے یعنی اللہ نے تم کو یہ کہا ہے، اس طرح اس آیت کے باقی حصوں میں بھی حصہ دے دیا جائے گا یعنی مقدرہ اجل کی اسی ہی کو خبر ہے اور اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ شَعْرًا مِّنْ مَّثَرُونِ۔ شَعْرٌ میل بھی استبعاد کے لئے ہے مَثَرُونَ — مَرِيَّةٌ سے ہے یا مِرَاءٌ سے میلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ پھر تم شک کر لے ہو اور دوسری صورت میں

موضح قرآن ف اندھیرا اجالا یہی رات دن ہے اور اشارت میں راہِ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہِ صحیح کو اجالا سورہ صحیح ایک ہے اس کے سوائے سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ و دودھ یعنی فنا کا وقت سوا ایک جل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں اور ایک جل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس جل سے قیاس کر لیا اس جل کو اور شکنے لائے فتح الرحمن و یعنی معبودانِ باطل را ۱۲ و یعنی برائے قیام قیامت ۱۲ و یعنی متصرف فرمانروا ۱۲

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧٠﴾

آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

لَسَوْفَ الْأَنْفُ فَكَيْفَ تَرَىٰ هَٰذَا وَجْهًا لَّهُ نُورٌ حَمِصٌ أَوْ سَبْعُونَ أَوْ عَشْرُونَ

بورہ العاقبہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بیسٹھ یا چھیانوے آیتیں ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحیم والا ہے۔
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب تم یقیناً اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہارا آسمان اور زمین اور بنایا

اندمیرا لکھ اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ

يَعْدِلُونَ ① هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ رَضَى

احاطوا حل مسم عند شتم انتم تهاون ۲ و

ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک وہاں پھر بھی تم شک کرتے ہو؟ اور

هو الله في السموت وفي الارض يعلم سركم و

جَهْرَكُمْ وَلَعَلَّ مَا تَكْسِبُونَ ﴿٣﴾ وَمَا تَنْتَهُم مِّنْ آيَةٍ

کھلا اور جانتا ہے جو کچھ غم کرے ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی

مِنْ آيَاتِ رَزَقِهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٣٧﴾

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ كَسُوفَ

سو بے شک جھٹلایا انہوں نے کہ جب ان تک پہنچا سو اب

منزل ۲

۱۵۔ یہ تیسرا طریق تعلیم ہے یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔
۱۶۔ یہ مسئلہ توحید پر جو عقلی دلیل ہے جس سے مراد ہر تکلیف ہے۔ مثلاً بیماری، تنگدستی، مصیبت وغیرہ اسی طرح خیر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جس سے انسان کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ مثلاً تندرستی، دولت، آرام و راحت وغیرہ۔ آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد ہر مخاطب ہے یعنی اگر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت یا تکلیف آجائے تو اللہ کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ ولی اور نہ کوئی فرخ اور جن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آرام و راحت پہنچانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف پہنچانے پر بھی اور خیر پہنچانے پر بھی۔
فہو علیٰ کل شیء قدير، ماقبل کی علت ہے اور
وان یمسکک بخیر کی جزاء محذوف ہے۔ ای خلا
واذ لفضلہ بقربینہ وان یردک بخیر فلا راد
لفضلہ (یونس ع ۱۱) ۱۷۔ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ
ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق پر غالب قاهر
ہے اور کسی کے سامنے عاجز و مغلوب نہیں ہو
سکتا و ہوا الحکیم الخبیر اور وہی حکمت
والا اور وہی ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ تینوں
صفت کے صیغوں پر الف لام افادہ حصر کیلئے
ہے والا صرہنا و فیما تقدم للقصر (سورج
مکلا ج ۷) اس عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا کمال
قدرت اور کمال علم ثابت ہو گیا۔ لہذا جہل
کے سوا کوئی قادر مطلق اور غیب دان نہیں تو اس
کے سوا کار ساز بھی کوئی نہیں۔ و ہوا لتاھم
فوق عبادہ اشارہ الی کمال المقدرة و ہوا
الحکیم الخبیر اشارہ الی کمال العلم
(مجموعہ صفحہ ۱۷) ۱۸۔ یہ گذشتہ چاروں عقلی
دلیلوں سے متعلق ہے۔ شہادۃ تیسری معنی قسم
ہے یعنی کوئی چیز بڑی ہے اور دوسرے قسم کے باشندے
بمعنی گواہی ہے۔ یعنی سب سے بڑی گواہی تم
کی ہے۔ قل اللہ الخ آپ فرمادیں سب سے بڑی
گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے گذشتہ عقلی

الانعام ۶

۳۱۲

وَإِذِ اسْمَعُوا

قُلْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ

عَظِيمٍ ۱۵ مَنْ يَصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۱۶

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۷

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۸

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۹

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۰

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۱

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۲

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۳

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۴

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۵

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۶

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۷

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۸

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲۹

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۳۰

وَأَنْ يَمَسَّكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَمَسَّكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۳۱

یہ تیسرا طریق تعلیم ہے یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔

یہ تیسرا طریق تعلیم ہے یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔

دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرمادیا ہے کہ عیب ان اور متعرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۱۷۔ یہ نفی شرک فی التقریف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۸۔ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ شہادۃ کا سے یہاں شہادت عقلی مراد ہے یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک یا ہوں اور غیب دان اور کار ساز ہوں۔ قل لا آئشہد آپ فرمادیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قل لا آئما ہوالہ واحد و لا آئنی اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور برائت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔
موضع قرآن کا معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچانا چاہتا ہے
فتح الرحمن و لا یعنی اظہار حق کر دینا ۱۲

۱۲۲ کتاب سے تورات اور انجیل اور موصول سے یہود و نصاریٰ ہر دو فرقہ مراد ہیں اور کبر فونہ میں ضمیر منصوب سے قول مذکور یعنی کلمہ توحید کی حقانیت مراد ہے۔ حضرت
 منادہ ولی اللہ فرماتے ہیں "تمی شناسند حقیقت این قول یعنی کلمہ توحید (فتح الرحمن) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے یَتْلُوْنَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ اس مثنیٰ کے اعتبار سے اس آیت کا ربط
 ماقبل کے ساتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ عام مفسرین نے ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں یہ آیت ماقبل سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس
 مضمون میں ایک حدیث بھی وارد ہے لیکن اس آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں جیسا کہ سیاق و سباق اس پر شاہد ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ کو کلمہ توحید
 کے مضمون کی سچائی اور حقانیت کا اس طرح یقین ہے
 جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ ۱۲۵

۱۲۵
 جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ ۱۲۵
 زحیر ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے
 لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افسوس کرے کہ تاسے
 اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے
 اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ
 سب سے بڑا ظالم ہے اِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ۔
 اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور جو دن
 رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی
 تو جو ظالم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بددعا
 الہی انہیں ہوگی۔ ۱۲۶ یہ مشرکین کے لئے تحویف اخروی
 ہے۔ شرک کا ذکر اس سے وہ نیک پر اور برتر رک
 مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ
 کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو
 میدان محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ
 آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق
 تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور مصیبت میں تمہارے
 کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے آج
 وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ ۱۲۷ فِتْنَةٌ
 کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد
 ہے جو کہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے
 فِتْنَةٌ سے تعبیر لائے تاکہ لیکن جواب ہم الا ان قالوا انفسہ
 فِتْنَةٌ لَآنَہُ کَذِب (مدارک ج ۲ ص ۲۴ فی البحر ج ۲ ص ۹۵)
 والقدر طبعی ج ۲ ص ۲۴ لا یقرب منہ) حضرت شیخ قاس سرہ
 شَرَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةً لَّهُمْ کَا تَرْجَمُ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں
 ہوگا ان جواب ان کا مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور
 بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا
 میں شرک کرنے کا سرے سے انکار ہی کر دیں۔ شاید
 اس طرح عذاب سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ

بَرِّیْ مِمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹ الَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ الْکِتٰبَ
 یَعْرِفُوْنَہُ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَہُمْ ۝۲۰
 خَیْرًا وَّاَنْفُسُہُمْ فَمَنْ لَا یُؤْمِنُ ۝۲۱
 اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰہِ کَذِبًا وَاَوْکَذَّبَ
 بِآیٰتِہِ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۝۲۲
 وَیَوْمَ یَحْشُرُہُمْ
 جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ الْکِتٰبَ
 شَرِّکَاؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝۲۳
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ الْکِتٰبَ
 مَشْرِکِیْنَ ۝۲۴ اَنْظُرْ کَیْفَ کَذَّبُوْا عَلٰی اَنْفُسِہُمْ
 وَصَلَّیْ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝۲۵
 مِّنْ یَّسْتَوِیْ اِلَیْکَ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِہُمْ

منزل ۲

بولیں گے اور اللہ کے نام کی قسم کھا کر یہ جھوٹا جواب دیں گے کہ وہ سرے سے مشرک تھے ہی تمہیں اور انہوں نے دنیا میں ہرگز شرک نہیں کیا جیسا کہ دوسری جگہ ان کا جواب اس طرح نقل
 کیا گیا ہے قَالُوْا اَضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ تَكُنْ تَدْعُوْا مِن قَبْلُ شُرَکَآءَ (مومن ص ۶) بل "اضرایہ ہے۔ پہلے تو کہیں گے کہ آج ہمارے سفارشی اور کارساز غائب ہوئے ہیں پھر اس
 بات سے اعراض کر کے فوراً کہیں گے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ ۱۲۶ یہ زحیر ہے یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں مگر
 اس کے باوجود ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور ان سے سمجھنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے یعنی ان کے دلوں پر مہر جبرائیت لگا دی
 گئی ہے اور ان کے کانوں کو ہم نے بہرہ کر دیا ہے اور وہ حق بات نہیں سن سکتے وَاِنْ یَّکُوْا کٰفِرًا لَّیْسَ عَلَیْہِمْ جَزَاءٌ مِّنْہُمْ اِلَّا اَلْعَذَابُ اَلَّذِیْنَ اٰتٰیہُمُ الْکِتٰبَ
 معجزات دکھا دیئے جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۳۹ حقیقی انتہائے غایت کے لئے ہے یعنی ماننا تو درگزار وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں اِنْ هَذَا اِلَّا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ یعنی یہ پیغمبر جو کچھ بیان کرتا ہے یہ تو محض اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یہ کافروں کی انتہائی تکبر اور کوششی تھی کہ وہ سچے واقعات کو جھوٹا کہتے تھے۔ یہ گزشتہ قوموں کے سچے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عبرت اور نصیحت کے لئے بیان کئے ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کریں۔ تاہم یہ فاضل لکھنؤ نے ان الفاظ ع ۱۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ جب مشرکین اپنے انکار پر پختہ ہو جاتے ہیں تو کسی دلیل کو نہیں مانتے تو پھر اہل توحید سے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ شک یہاں کافروں کی دوسری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهَيَّجُوْنَ اِلَيْهِمْ مِّنْ مَّكَرٍ مِّنْ رَّسُولٍ يَّخْلِفُوْهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ اپنے آپ ہی کو ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ۱۳۹ یہ بخولہ آخری ہے۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُهْلَكِيْنَ محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف نداء یا جس طرح نداء اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح مذہب، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبیل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ شریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا حمدا یا حمدا کا کہتی پھرتی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد نداء اور ہکا رنہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ ۱۴۰ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں یُخَفُّوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھیاتے پھرتے تھے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال و جہان کے لئے ہے۔ اور یخفون کے معنی ہیں بچاؤ نہ نہ محققاً یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہو کر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا اِلَی الْعَادُوْا

یہاں کافروں کی دوسری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهَيَّجُوْنَ اِلَيْهِمْ مِّنْ مَّكَرٍ مِّنْ رَّسُولٍ یَّخْلِفُوْهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ اپنے آپ ہی کو ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ۱۳۹ یہ بخولہ آخری ہے۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُهْلَكِيْنَ محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف نداء یا جس طرح نداء اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح مذہب، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبیل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ شریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا حمدا یا حمدا کا کہتی پھرتی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد نداء اور ہکا رنہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ ۱۴۰ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں یُخَفُّوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھیاتے پھرتے تھے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال و جہان کے لئے ہے۔ اور یخفون کے معنی ہیں بچاؤ نہ نہ محققاً یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہو کر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا اِلَی الْعَادُوْا

وَرَادَّ اَسْمَعُوْا ۳۱ ۴ الانعام ۶

اَكِنَّةٌ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اِذَا اِنْهُمْ وَقَرَّ اَوْ اِنْ يَّرَوْا
 ہاں پرے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا اللہ کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں
 كُلَّ اَيَّةٍ لَا يَوْمِنُوْا بِهَا طَحْتَ اِذَا اَحْآءُ وَاَوْكُ يَجَادِلُوْنَكَ
 تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لادیں ان پر یہاں تک کہ جب آئے ہیں شک سے یاں جھگڑا کرتے
 يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۱۵
 کہتے ہیں وہ کافر یہ نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی
 وَهُمْ يَمْنُوْنَ عَنْهُ وَيَنْوُوْنَ عَنْهُ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ
 اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے شک اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے
 اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۱۶ وَلَوْ تَرَى اِذْ وَقَفُوْا
 مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے اور اگر تو دیکھے لگے جوق کہ کھڑے
 عَلَي النَّارِ فَمَا لَوْ اَلَيْسَتْ نَارٌ وَّلَا تُكْذِبُ بَايْتِ
 کہ لگاؤ گئے وہ دوزخ پر ایس کہیں گے لے لاش ہم پھر بھی بدیہے ہاں اور ہم نہ جھگڑا دیں اپنے
 رَبَّنَا وَنَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۷ بَلْ بَدَّ لَهُمْ مَّآ
 رب کی آیتوں کو اور ہو جا دیں ہم ایمان والوں میں وہ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو
 كَانُوْا يَخْفَوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا اِلَی الْعَادُوْا
 جھپٹاتے تھے پہلے شک اور اگر پھر بھیجے جا دیں تو پھر بھی دس کا کرہیں
 هُوَ اَعْنَهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ ۱۸ وَقَالُوْا اِنْ هٰی اِلَّا
 سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں شک ہمارے لئے زندگی نہیں
 حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۱۹ وَلَوْ تَرَى اِذْ
 ابھی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہوا وہاں اور کاش کہ تو دیکھ لگے جنت
 وَقَفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی
 وہ کھڑے کئے جا دیں گے اپنے رب کے سامنے فرمایا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں

مفل ۲
 ۱۴۱ قیامت کے دن مشرکین خواہش کریں گے کہ انہیں واپس دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ سچے مؤمن بن جائیں گے اور شرک و کفر کے قریب بھی نہیں چھٹکیں گے۔ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر انہیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اور اس عذاب کو بھول جائیں گے۔ ۱۴۲ یہ شکوی ہے اور کفاد واپس معطوف ہے۔ یعنی اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہ حسب سابق توحید کے ساتھ لعنت بعد الموت کا بھی انکار کریں گے اور کہیں کہیں یہ دنیا کی موضوع قرآن میں دوزخ کے کنارے پر بھیج کر حکم ہو گا کہ ٹھہرو۔ تو کافروں کو کو تو قیامت سے ہی کہ شاید ہم کو بھیج دیا جائے تو اب کی بار کفر نہ کریں۔ ایمان لادیں۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس واسطے انہیں نہیں ٹھہرایا بلکہ اس انداز سے ان کے منہ افرا کر دیا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے ہی ہم نے کفر کیا تھا کہ تم شرک کرتے تھے اور پھر بھیجنا ان کو عبرت ہے۔ فتح الرحمن ۱۳ یعنی منکر حشر اندر ۱۳

زندگی ہی اصل زندگی ہے اور اس کے بعد کوئی قیامت اور حشر و لشکر وغیرہ نہیں۔ یا اِنَّهُمْ لَكَافِرُونَ پر عطف ہے یا استیناف ہے یعنی یہ لوگ دنیا میں ایسا کہا کرتے تھے عطف علی العادوا یعنی لودروا قالوا او علی اھلہم کا ذیون یعنی وہم الذین قالوا ذلک فی الدنیا۔۔۔ او استیناف بد کر ما قالوا فی الدنیا (منظر ہر ۳۳ ج ۳) ۳۴ یہ جو ب شکوہ ہے من تحویل آخری۔ قیامت کے دن جب مشرکین خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت ترستے بطور تکبیت ان سے سوال کریں گے کہ کیا یہ قیامت اور عذاب برحق نہیں؟ قالوا بلی الخ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں خدا کی قسم یہ سب کچھ برحق ہے۔ پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے آج عذاب چکھو۔ ۳۵

یہ بھی تحویل آخری ہے ان کے لئے جو اللہ کی لقا یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ حشر تنال الخ یہاں بھی حرف نداء اور اظہار تأسف کے لئے ہے مَا فَزَّطْنَا مِنْ مَا مَصْرُومٍ ہے ای علی تفرد طنا قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ دنیا میں ایمان و عمل میں کوتاہی کرنے پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اَوْزَارَهُمْ وَ مِرَارُ كِيٍّ جَمْع ہر جگہ معنی لوجھ کے ہیں اور اس سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

۳۵ مشرکین چونکہ دنیا کی دولت اور شان و شوکت پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور اس کے ساز و سامان کی حقارت اور قلت کا ذکر فرمایا کہ جس دنیا پر تم اس قدر مغرور ہو کر اس کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہو وہ تو چند روزہ

نمایش ہے اور آخرت کے مقابلے میں بالکل صبح ہے یہ مضمون تشران جمید میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ (۱) لَا يَخْرُجُ تَقْلِبُ الدَّانِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (ال عمران ۳۰) (۲) قَالَا يَكْفُرُ نَكَ تَقْلِبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (صوف ۱۲)

ان دونوں آیتوں میں تقلب مصدر قلت و حقارت کیلئے ہے (۳) وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا مِثْلًا مَّاءٍ اَنْزَلْنَاهُ اَلْمِيَّةَ (کہف ۶۴) (۴) اَعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اَحْيٰوُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَكُمْ وِزْنٌ (حدید ۳۰)

تیسری آیت میں دنیا کی تمثیل اور چوتھی آیت میں لعب امور کے الفاظ بھی قلت و حقارت پر دلالت کرتے ہیں ۳۵ اس کا معقول الترتیب مقابلیہ ای یقون الشرک

اور خازن ج ۲ ص ۲۷۲ و جلا لیں ص ۱) جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں آخرت میں انہی کیلئے بہتری اور بھلائی ہے۔ ۳۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت ہی محبت آمیز انداز میں تسلی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر نہایت شفیع اور مہربان تھے۔

اور آپ کی آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور

جہنم کی آگ سے بچ جائیں مگر معاندین ماننے کے بجائے اسے نہ صرف آپ کی تکذیب کرتے بلکہ آپ سے استہزا کرتے اور تکلیفیں دینے کی کوششیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں خوب معلوم ہے کہ مشرکین کی تکذیب اور ایذا نگی باتیں آپ کو غم میں ڈال رہی ہیں لیکن آپ غم نہ کریں یہ ظالم آپ کو نہیں جھوٹا کہتے آپ کو تو اب بھی صادق و امین سمجھتے ہیں لیکن محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ افس بن شریق اور ابو جہل کہیں تنہائی میں ملے تو افس نے ابو جہل سے کہا کہ اس وقت ہم دونوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں، سچ بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے یا جھوٹا۔ ابو جہل نے خراگی قسم کھا کر کہا کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ سچا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تمام اعزازات تو اس کا خاندان لے گیا تو باقی قریش کے حصہ میں پھر کیا رہ گیا اس لئے ہم اس کی نبوت کو کس طرح فتح الرحمن یعنی گناہان خویش را ۱۲ ص یعنی عمل بد بشکل چیز سے در نہایت زشتی و ناخوشی شمرہ بر پشت او بنشیند ۱۲۔

وَاِذَا سَمِعُوا

۳۱۵

الانعام ۶

۳۹

وَرَبَّنَا قَالِ فَذُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تُكْفِرُوْنَ ۝۳۰

تم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدے میں اپنے کفر کے

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاءِ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا الْيَحْسِرُ تَنَا عَلٰى مَا فَزَّطْنَا مِنْهَا ۝۳۱

تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ جانا لیا اللہ کا یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان پر قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُورِهِمْ اَلَا سَاءَ مَا يَزُرُوْنَ ۝۳۲

اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھوں پر اپنی پیٹھوں پر بوجھ بوجھاؤ کہ برا بوجھو جس کو وہ اٹھائیں گے خدا اور نہیں دے گا زندگی دنیا کی مگر کہیں اور جی بھلانا اور

لَاْ اٰخِرَةَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۳۳

آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے عذاب کیا تم نہیں سمجھتے ہم کو یہ

نَعْلَمُ اِنَّهٗ لِيَحْزُنَكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاَنَّهُمْ لَا يَكْنُ بُوْنَكَ

معلوم ہے کہ کچھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلائے

وَلٰكِنَّا الظّٰلِمِيْنَ بَايَتْ اللّٰهُ يَكْجِدُوْنَ ۝۳۴

لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں

رَّسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبْرٌ وَّ اَعْلٰى مَا كُنْ بُوَاوَاوُذُوْا وَ اٰخِرَتُ

بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلائے پر اور ایذا پر پہنچاؤ

اَنَّهُمْ نَصْرُنَا وَاَمْبِدَالٌ لِّكَلِمَتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ

آپہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں

مِّنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳۵

کچھ حالات رسولوں کے اور اگر شے تجھ پر گراں ہے

مان لیس فقال ابو جهل ويحك والله ان محمدا صادقا وما كذب محمد قط ولكن اذا ذهبت بنوقصه بالواء والسقاية والحجاية والنبوة فماذا يكون لسائر قريش (ابن كثير ج ۲ ص ۱۱۱) لکھ یہ بھی ماقبل ہی کا حصہ ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کی بھی اسی طرح ان کی قوموں نے تکذیب کی اور انہیں تکلیفیں دیں تو انہوں نے صبر کیا اور اپنے فرض تبلیغ کی ادائیگی میں لگے رہے یہاں تک کہ ہماری ماریا پہنچی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے انبیاء کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ لکھ یہ زہر ہے مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ان کے مطلوبہ معجزات دکھادیں تو وہ ایمان لے آئیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھادیے جائیں تو شاید وہ ایمان لے آئیں اور اعراض نہ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مشرکین کا اعراض آپ سے اور قرآن سے محض معجزات نہ ملنے کی وجہ سے ہے اور ان کا اعراض آپ کو ناگوار ہے تو آپ ان کو معجزات دکھلا دیں اور اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں سوراخ کر کے یا آسمان پر ٹیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آئیں اور ان کو دکھلا دیں مطلب یہ ہے کہ معجزہ آپ کے قبضے میں نہیں جیسا کہ فرمایا اَتَمَّا الْاٰیٰتِ عِنْدَ اللّٰهِ نَزَّلْنَا مَا وَكَّلَ لِرَسُولٍ اَنْ يَّاتِيَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (مومن ۸۴) لکھ ای ولكن لیسلوکم بقرینہ سورۃ مائدہ یعنی آپ یہ خیال چھوڑ دیں کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہو تو تو وہ ہر تمام لوگوں کو ہدایت پر بھیج کر دیتا مگر اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ ہر شخص کی آزمائش ہو جائے اور ہر آدمی سوچ سمجھ کر راہ اختیار کرے۔ لکھ لیکن کے معنی یٰٰنَبِیُّوْنَ کے ہیں یعنی صرف وہی لوگ حق کو قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی طرف رغبت ہو بقرینہ وَمَا یَنْتَظِرُ الْاَکْثَرُ مِنْ یُّنُبِیِّہِ (مومن ۲۴) اور الموتی (مرفے) یہاں کفار و مشرکین مراد ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان و توحید سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ اور بے جان ہیں۔ دالموتی ای الکفار کما قال الحسن درواہ عنہ غیر واحد۔۔۔ وفی اطلاق الموتی علی الکفار واستحادۃ تبعیۃ مبنیۃ علی تشبیہ کفرہم وجہلہم بالموت (روح ج ۱ ص ۱۱۱) لکھ یہ شکوی اور سوال ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہم کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں دکھائی جاتی جسے دیکھ کر ہم مان لیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانے پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو فوراً ہلاکت آجاتی ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی غیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطیہ لا یعلمون انہا لو انزلت ولم یؤمنوا لحوالوا بالعداب (معجزہ ص ۱۱۱) لکھ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ دالبتہ کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد بطیر بخاجہ صفات کا شفاء ہیں یعنی تمہارے موضع قرار فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اسکو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ وکافی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیا وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر و کفار مرفے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کیجئے۔

وَإِذَا سَمِعُوا ۙ ۳۱۶ الانعام ۶

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنْ اُسْتُطِعَتْ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلْبًا فِی السَّمَاءِ فَتَاتِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝۳۵ اِنَّمَا يَسْتَحِبُّ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ط ۙ نادائوں میں ط ۙ مانگتے وہی ہیں لکھ ط ۙ جو سنتے ہیں ط ۙ وَالْمَوْتٰى يَجْعَلُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۳۶ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَّبِّهِ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْزِلَ آيَةً وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷ ۙ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيْرُ يَخْتَلِفُ اِلَّا اَمْرًا مِّثْلًا لَّكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ۙ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا ۙ پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے لکھ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو لکھ صُمْ وَبِكُمْ فِی الظُّلُمٰتِ مَنْ يُشِیْءُ اللّٰهُ يُضِلِّهٖ ط ۙ وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور

منزل ۲

اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی غیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطیہ لا یعلمون انہا لو انزلت ولم یؤمنوا لحوالوا بالعداب (معجزہ ص ۱۱۱) لکھ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ دالبتہ کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد بطیر بخاجہ صفات کا شفاء ہیں یعنی تمہارے موضع قرار فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اسکو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ وکافی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیا وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر و کفار مرفے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کیجئے۔ فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی انہا اگر میتواتی معجزہ بیاری حاصل آنت کہ تفویض کن بر خدا واللہ اعلم ۱۲ وکافی یعنی انہا نشانہا کہ می طلیسیند

علاوہ باقی تمام جائزہ مخلوق بھی تمہاری طرح مختلف جماعتیں ہیں اور تمہاری طرح محتاج اور ضرورت مند ہیں ان سب کا رازق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرے کوئی نہیں مَافَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ مِمَّنْ قَدْ كُنَّا فِيهِ مُتَوَكِّلِينَ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لکھنے میں تفریط نہیں کر رہے اور کتاب سے مراد فرشتوں کے دفتر ہیں۔ اب یہ تحریف اخروی ہوگی اور اہل سنت کے نزدیک کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ عن الحسن وقتادة ان المراد بالكتاب لکن کتاب لہی عند اللہ تعالیٰ وہو مشتمل علی ما کان وما یکون وهو اللوح المحفوظ (روح ج ۱، ص ۱۲۸) اسی طرح شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ نے لکھا ہے۔ **۳۱** یہ بھی تحریف اخروی ہے۔ پہلے جانوروں اور پرندوں کے ذکر سے وہم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے ساتھ ان کا بھی حشر ہوگا لیکن ایسا نہیں۔ یہاں صرف انسانوں کا حشر مراد ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقتصر الجہنم من القرآن تو یہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائیگا اور اگر بالفرض جانوروں کا حشر بھی مراد لیا جائے تو ان کے حشر سے مراد موت ہوگی نہ کہ جزا و سزا جیسا کہ جامع البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے حشر کل شیء الموت سوی الجن والانس (بخاری ص ۱۰۸) تحت قولہ واذ الوحوش حشرت۔ **۳۲** یہ تکریب کرنے والوں کے لئے زجر ہے۔ یعنی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے آیات الہی کو چیلاتے ہیں ان کے دلوں پر جہاریت لگ جاتی ہے اور وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ حق بات کہہ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب منکرین ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں تو حق تعالیٰ ان سے فہم کی استعداد و سلب کر لیتا ہے اور ان کے دلوں پر جہاریت ثبت کر دیتا ہے لیکن جسے چاہتا ہے یعنی جو لوگ انابت کرتے ہیں تو ان کو قبول حق کی استعداد عطا فرمادیتا ہے۔ **۳۳** یہ توحید پر مبنی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ امام فراء کہتے ہیں کہ آیت دومنوں میں مستعمل ہے اول رؤیت عین دوم یعنی خبری مثلاً کہا جاتا ہے اَلْأَيْتُكَ اِیْ اِخْبَرْنِی۔ اس صورت میں ضمیر ثانی خواہ واحد ہی کی ہو (لک) یا تشبیہ (کما) اور جمع (کما) کی اعراب میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا (اور اس کی حیثیت محض ایک حرف کی ہوتی ہے جو مخاطب کی حالت افراد اور تشبیہ و جمع کا اظہار کرتا ہے) من الکبیر ج ۲ ص ۶۳۔ علامہ رنی لکھتے ہیں کہ یہاں رؤیت بصری ہے یا قلبی اور رأیت بمعنی اَبْعَرْتُ ہے یا بمعنی عرفت اور صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے (جو یہاں حال لکھ محذوف ہے) اور محبازا

یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۱۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۲۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۳۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۴۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۵۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۶۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۷۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۸۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۹۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔
۱۰۔ یہ تفسیریں غلط ہیں۔

مَنْ يَشَاءُ جَعَلَهُ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۱ قُلْ اَرَايْتُمْ

اِنْ اَنْتُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَنْتُمْ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝۳۲ بَلْ اِيَّاكُمْ تَدْعُوْنَ

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ

مَا تَشْرِكُوْنَ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فَاَخَذْنَاهُمْ بِالْبَاسِ اَلْوَالِیْنَ اَلْعَمَلُ لَمْ يَنْتَظِرُوْنَ ۝۳۴

فَلَوْلَا اِذَا جَاءَهُمْ بَاسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ

قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵

قَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوْا بِهِ فَتَخَنَّا عَلَيْهِمْ اَبْوَابُ

كُلِّ شَيْءٍ طَٰغَتْ اِذَا فَرَّجُوْا مِمَّا اُوْشُوا اَخَذْنَاهُمْ

بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ ۝۳۶ فَقُطِعَ دَاخِرُ الْقَوْمِ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۝۳۷

اِخْبَرْنِی (مجھے بتا) کے معنی میں مستعمل ہے اور ہمیشہ عجیبہ حالت سے استفسار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ذہب لرضی تبعہ الغیرہ ان راٰی ہذا بصریہ و قیل قلبیہ بمعنی عوف وہی و القولین موضع قرآن۔ یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک طرف سے پرانہا ہو۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے اُلو سکھاتا ہے اگر دھیان کریں۔ یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرہ اور گونگا اندھیرے میں بڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے۔ یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ بخوراسا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑ گڑایا اور توبہ کی توجہ کیا اور اگر اتنی پکڑنے والی توجہ اس کو بھلا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا توبہ نہ کر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کریں۔ فتح الرحمن۔ یعنی پیغامبر انرا ہوا۔ یعنی باسند راج نعمتہائے فراوان دادیم ۳

متعدد لواحد واصل اللفظ الاستفهام عن العلم والعرفان والابصار والا انه تجوز به عن معنى اخذني ولا يستعمل الا في الاستخبار عن حالة عجيبة لشيء (د ج ۳ ص ۳۳۸) اس کے بعد استفہام کا ہونا ضروری ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر یہاں مذکور ہے یعنی اخذ اللہ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو مکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آجیے تو کیا پھر بھی تم غیر اللہ ہی کو پکارو گے ہل آجیاد یاس کا جواب ہے یعنی اس وقت تم غیر اللہ کو نہیں پکارو گے بلکہ اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پکارتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے اور صرف ایک اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے گا تو تم سے وہ مصیبت دور فرما دے گا جس کے لئے تم نے اسے پکارا ہے۔ اس مضمون کی سند صحیحہ ذیل آیتوں سے تائید ہوتی ہے۔ (۱) قَدْ أَكْذَبْنَا فِي الْفُلْكِ دَعْوَا اللَّهِ فَخَرَّصْنَاهُ لِمَنِ الدِّينُ (عنکبوت ۲۵) دَعْوَا اللَّهِ فَخَرَّصْنَاهُ لِمَنِ الدِّينُ لَكِنِ اخْتِصَمْنَا فِي هَذِهِ لِكُلِّ شَيْءٍ مِّمَّا تَشْكُرُونَ (نور ۲۳) نَوَازِدُكُمْ أَنْتُمْ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ (نور ۲۴) (بنی اسرائیل ۲۲) مشرکین جو کہ انحضرت سے سنا کرتے تھے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے اور شرک کو چھوڑ کر توحید کو نہیں مانیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اس لئے مشرکین جب دریاؤں اور سمندر میں اپنی کشتیوں اور جہازوں کو غصب ناک لہروں میں گھرے ہوئے دیکھتے تو گمان کرتے کہ شاید یہ وہی خدا ہے اور فوراً خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے ۳۳۸ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی دعا اور پکار کا قبول ہونا ضروری نہیں اس آیت کی روشنی میں قَالُوا رَبُّكُمْ أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن ۶) کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ مصلحت و ہدایت میں فحش کو پکار و قبول کرنے کی طاقت اور قدرت صرف فحش ہی میں ہے یہ مطلب نہیں کہ میں ہر شخص کی پکار کو قبول ضرور کروں گا ۳۳۹ یہ جو بیچ دینی ہے یعنی جی امتوں نے آپ سے پہلے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے دنیا میں ان کو جسمانی بیماریوں اور مالی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ خدا سے باز آجائیں اور عاجزی اختیار کریں اور کفر و انکار سے توبہ کر لیں۔ اَلْأَسْمَاءُ سے قحط اور تنگدستی مراد ہے اور اَلضَّرَّاءُ سے بیماری اور مال و جان کا نقصان الاولیٰ لفظ والجوع والثانی المرض ونقصان النفس والاموال ودارک ج ۲ ص ۳۳۹ جب دنیا میں ان پر ہمارا عذاب آیا تو بجائے اس کے کہ وہ گڑگڑا کر ہم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور توبہ و استغفار کرتے انہوں نے انتہائی سنگدلی سے کام لیا اور اپنے کفر و انکار پر اڑے رہے کیونکہ شیطان کی تسویل اور وسوسہ اندازی سے وہ اپنے مشرکانہ اعمال و اقوال کو اعمال صالحہ سمجھنے لگے۔ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ میں مَا سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں۔ اھہ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اور قسمان سے ترک مراد ہے ای ترکوا ما دعاھم الرسل علیھم الصلوات والسلام الیہ و مراد وہ علیہم (مرد و جلد ۱ ص ۳۳۸) جب مشرکین نے خدا و عناد سے مسئلہ توحید کا انکار کر دیا تو ہم نے ان کو دنیا میں بطور راستہ راج دولت مند کر دیا اور ان کی مال دھلی چھوڑ دی یہاں تک کہ اچانک ہمارے عذاب نے ان کو الیا معاندین اور ضد کرنے والوں کے ساتھ ہماری سنت مستور ہی ہے۔ حتی اذا فرحوا ای بغیر الحق

وَرَادَ اسْمَعُوْا ۳۱۸ الانعام ۶

الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۳۵ قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۱۰ اَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْأَيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْذِفُونَ ۳۶ قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَنشَأَ اللَّهُ عَذَابًا أَوْ جَهَنَّمَ ۱۱ اَلَا يَهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ۳۷ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۱۲ فَمَنْ أَهِنَ الْمُجْرِمُونَ ۳۸ قُلْ لَا يَخُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۳۹ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَائِكُ ۱۳ اِنْ أَنْشِئُ

ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو ہاتھ والا ہے سارے جہان کا تو کہہ اے ایمان والے اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور تمہارے دل پر تو کون ایسا ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لادے دیکھ ہم کو کس طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کفار کرتے ہیں تو کہہ اے ایمان والے اگر آج سے تم پر عذاب اللہ کا اچانک یا ظاہر ہو کر ہلکے یا کھلے ہو گا ظالم لوگوں کے سوا قیامت اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے کے پھر جو کوئی ایمان لایا اھہ اور سنو کہ کیا تو نے ڈر ہے ان پر اور نہ وہ ہنس رہے ہیں اور ان کے کذب و ابائیتنا تمہارے عذاب ہمارا گائوا اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان کو پہنچا عذاب اس لئے کہ وہ یفسقون ۳۹ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ نافرمانی کرتے تھے تو کہہ میں نہیں کہتا اھہ تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَائِكُ ۱۳ اور نہ میں جاؤں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم کو کہ میرے ہاتھ میں ہیں خزانے اللہ کے

منزل ۲ اور وسوسہ اندازی سے وہ اپنے مشرکانہ اعمال و اقوال کو اعمال صالحہ سمجھنے لگے۔ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ میں مَا سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں۔ اھہ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اور قسمان سے ترک مراد ہے ای ترکوا ما دعاھم الرسل علیھم الصلوات والسلام الیہ و مراد وہ علیہم (مرد و جلد ۱ ص ۳۳۸) جب مشرکین نے خدا و عناد سے مسئلہ توحید کا انکار کر دیا تو ہم نے ان کو دنیا میں بطور راستہ راج دولت مند کر دیا اور ان کی مال دھلی چھوڑ دی یہاں تک کہ اچانک ہمارے عذاب نے ان کو الیا معاندین اور ضد کرنے والوں کے ساتھ ہماری سنت مستور ہی ہے۔ حتی اذا فرحوا ای بغیر الحق موضع قرآن اھہ یعنی توبہ کو دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے۔ قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ ۱۰ اَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْأَيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْذِفُونَ ۳۶ قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَنشَأَ اللَّهُ عَذَابًا أَوْ جَهَنَّمَ ۱۱ اَلَا يَهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ۳۷ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۱۲ فَمَنْ أَهِنَ الْمُجْرِمُونَ ۳۸ قُلْ لَا يَخُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۳۹ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَائِكُ ۱۳ اِنْ أَنْشِئُ

یعنی مغرور ہو گئے۔ ۵۲۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح پکارتا ہے اور ان پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے کہ ان کی بالکلیہ جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور ان کی نسل ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قوم نوح کا حشر ہوا وَالْحَمْدُ لِلّٰہ اور تمام صفات کا رسانی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین جن معبودان باطلہ کو متصرف اور مشکل کشا سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ ہی کا رسا اور مافوق الاسباب متصرف ہے اور کوئی نہیں تائید۔ فَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّكَ لَأَمْسَكْتُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا تَرْتَابُونَ (ہو ۱۶) یہ توجید پر ساتویں غفل دلیل ہے اَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَفْعَلُ الْغَافِلُونَ (۴۴) میں گذر چکی ہے سبح اور

بصر سے یا ظاہری حواس مراد ہیں یا باطنی لیکن قرینہ وَخَتَمْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ راجح ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے باطنی سمع و بصر مراد ہے کیونکہ ختم علی القلوب سے سمجھنے کی استعداد سلب کر لینا مراد ہے۔ سرکشی اور عناد کی وجہ سے فہم کی استعداد سلب کر لی جاتی ہے اور اسی حالت کو ہم لگا دنیا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اور جو مان لیتے ہیں اور اس پر قائم ہو جاتے ہیں ان کے حق میں وَكَرِهْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ارشاد ہوتا ہے ثُمَّ هُمْ يَصْطَلِبُونَ میں شَعْرَ استنجادیہ سے اور يَصْطَلِبُونَ ای بحر صغیر یعنی تم بہتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھر بھی اعراض کرتے ہیں۔ ۵۳۔ یہ علیحدہ دلیل نہیں بلکہ جیسی عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اَرَأَيْتُمْ کے بعد استنبہام ضرور آتا ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر۔ گذشتہ آیت کے قرینہ سے یہاں اَعْلَمَ اللَّهُ تَدْعُونَ یا فمن يدفعه مقدر ہے اور هَلْ يَمْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ علیحدہ جملہ ہے ظالمون یعنی مشرکین کیونکہ انہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی المشرکین لانہم ظلموا انفسهم بالشرك (خازن ج ۲ ص ۲۵۵) ۵۴۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال پہلے گذر چکا ہے کہ اگر یہ اللہ کا سچا رسول ہوتا تو میں معجزات مقررہ دکھاتا وَقَالَ لَوْ كُنْتَ نَذِيرًا لَّوَلَّاهُ الْخَلْقَ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے وَالْكَافِرِينَ كَذِبُوا یہ ماننے والوں کیلئے تحریف اخروی ہے۔ ۵۵۔ یہ پہلی باتیں سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو مالدار ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لَوْ كُنْتَ نَذِيرًا لَّوَلَّاهُ الْخَلْقَ اَنْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقُرْبِيِّينَ عَظِيمٍ (زخوف ۳۶) اور قُلُوبُهُمْ لَئِنْ عَلَّمَهُ اسْوَدَ قَرْنٍ ذَهَبٍ (زخوف ۵۶) وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ یہ جملے سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو میں ملک شام کے مسیوہ جات کے نرخ بتا دیتا کہ تم فائدہ حاصل کر لینے وَلَا اَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَكٌ یہ سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہے تو کھاتا پیتا کیوں ہے جیسا کہ سورہ فرقان میں ان کا قول نقل کیا گیا مَا لِهَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ ۚ ۵۶ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اعلان کر دیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ لیکن اہل بدعت اس آیت میں عجیب بیوریانہ تحریف کر کے اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کے تمام خزانے موجود نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں سے یوں کہیں کہ میں زبان سے تو اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اگرچہ فی الواقعہ میں ضرور۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف عندی پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو غیب جانتا ہوں۔ معاذ اللہ یہ صریح قرآن مجید کی تحریف ہے اور یہ مطلب خود قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ کیونکہ پھر آیت کے اگلے حصے میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ میں تم سے یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور یہ صریح غلط ہے۔ لہذا جس طرح وَلَا اَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَكٌ کا عطف عندی پر نہیں ہو سکتا اس کا عطف لامحالہ لَا اَقُولُ پر ہی ہے اسی طرح وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف بھی لامحالہ لَا اَقُولُ پر ہی ہے۔

۵۹ یہ تجویف اخروی ہے۔ اَلَّذِينَ يَكْفُرُونَ یعنی جو لوگ اللہ سے ڈرتے اور اس کے حکم کی تعمیل میں سعی کرتے ہیں، انابت کرتے ہیں، ضلہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ فرمایا
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ یہ ترجمہ ہے یعنی جو لوگ غالصاً اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ

ہٹائیں آپ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں اور نہ ان
آپ کا کوئی بوجھ ہے۔ سب کی روزی اللہ کے
ذمہ ہے۔ اِیْ جَزَاءَهُمْ وَرِزْقَهُمْ عَلٰی اللّٰهِ جَزَآءُ
وَرِزْقِهِ عَلٰی اللّٰهِ لَا غَیْبَ لَہٗ قَاطِبِی

۶۷ صحت آپ کے اور ان کے درمیان محض
ایمان اور عمل صالح کا تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو
کہ کہیں آپ ان لوگوں کو دھتکار کر ظالموں
میں سے ہو جائیں۔ لے اب انک دعویٰ
توحید پر سات عقلی دلیلیں پیش ہو چکی ہیں۔
اب یہاں سے منکرین کے انکار کی وجہ کا
سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ ایسے واضح عقلی
دلائل کے باوجود منکرین توحید کا کیوں انکار
کرتے ہیں۔ یہ انکار کی پہلی وجہ ہے اور کاف
اس میں تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال
کے لئے ہے

کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ لَیَقُولُوا
میں لام عاقبت کیلئے ہے۔ اس وجہ مامل
یہ ہے کہ مشرکین جو دولت مند تھے وہ مسلمانوں
کو حقیر سمجھتے تھے اور دولت مند اسلام کی طرف
سبقت کرنے کی وجہ سے ان کا حسد کرتے تھے
الکفار الاغنیاء کا نواچسودن فقراء الصغائر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی کو فہم سابقین
فی الاسلام متساوین الی قبولہ (رد ۷ ج ۲) قلے
۷۲ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت ہے
گنت علی نفسہ یعنی یہ شہدین اگر ہم کو حقیر سمجھتے
ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ فضل و احسان ایمان
والوں کے لئے رحمت و شفقت اپنے ذمہ لے
رکھی ہے۔ اس لئے جو مومن غلطی کے بعد سچی
توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمائے گا

موضع قرآن و یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ
اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے

محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا

وَاِذَا سَمِعُوا ۲۲۰ الانعام ۶

اَلَا مَا يُوحٰی اِلَیْ طَقُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ

جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کہ برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۵۱ وَاَنْذِرْ رِبِّہٗ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ

سو کہلاتے غور نہیں کرتے اور خبردار کر دے اس قرآن سے اچھے ان لوگوں کو جن کو ڈر ہے

اَنْ یُّحْشَرُوْا اِلَیْ رِزْقِهِمْ لَیْسَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ

اس کا کہ وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح ہر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ان کا

وَلِیْ وَلَا شَفِیْعَ لَہُمْ یَتَّقُوْنَ ۵۲ وَلَا تَطْرُدِ

حمایتی ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا نہ کہ وہ بچتے رہیں و لا قل اور مت دور کر دے

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِیِّ

ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ ط مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِہُمْ

چاہتے ہیں اسی کی رضا تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے

مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْہُمْ مِّنْ شَیْءٍ

کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ

فَتَطْرُدْہُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۵۳ وَكَذٰلِکَ

کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں قل اور اسی طرح

فَتَبَّاعُضُہُمْ بِبَعْضٍ لَّیْقُوْلُوْا اَھُوْلَآءُ مِّنْ اللّٰہِ

ہم نے آزمایا ہے بعض لوگوں کو بعضوں سے لگے تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے

عَلَیْہِمْ مِّنْ اٰیٰتِنَا ط لَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشَّکْرِیْنَ ۵۴

فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو قل

وَإِذَا حٰجَّآءُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا قُلْ سَلٰمٌ

اور جب آدمی تیرے پاس آئے ہمارے آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے

۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

مازل ۲

فرق ہے۔ ۱۲ قل یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۳ قل کافروں میں بعض سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس
بیٹھتے ہیں لڑلے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت انہی کی خاطر مقام ہے ۱۴ قل یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے
آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق ماننے ہیں۔

فتح الرحمن و ا رؤسا کفاراً بحضرت گفت کہ مارا عار است کہ با فقر مسلمین صحبت داریم ایشان را از مجلس خود یکسو کن تا با توبہ نشینیم خدا کے تعالیٰ اس آیت فرستاد ۱۵

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَا إِلَهَ

تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

مَنْ عَمِلْ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ

کے کئے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرے

وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غُفُورٌ رَحِيمٌ ۵۴ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ

اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے وہ ہے بخشش والا مہربان ۵۴ اور اس طرح ۵۴ ہم تفصیل

الْأُتَى وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۵۵ قُلْ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا وہ تو کہہ دے

إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

مجھ کو یہ روکا کہ میں اس سے کہ بندگی کروں انہی جنکو تم پکارتے ہو اللہ

اللَّهُ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ وَلَا قَدْ ضَلَلْتُ إِذْ أَوْمَأُ

کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور تم

أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۵۶ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي

رہوں گاہدایت پانے والوں میں تو کہہ دے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی

وَكَذَّبْتُمْ بِهِ مَّا عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنْ

اور تم نے اس کو جھٹلایا میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو مصلحت حکم کسی

الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقْضُ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۵۷

کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ۵۷

قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقَضِيَ الْأَمْرُ

تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۵۸

جھگڑا اور میان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

۵۴ یہ عدم تسلیم کی دوسری وجہ ہے یعنی جس قدر مشرکانہ

عقائد کی برائی کھول کر بیان کی جاتی ہے اسی قدر ان کے بغض

اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ میں واؤ کے بارے

میں تین اقوال ہیں (۱) اس کا معطوف علیہ کوئی مناسب فعل

مخذوف ہے۔ مثلاً لَتَسْبِيحَنَّ سَبِيحًا ۵۴ (۲) یہ جملہ مذکورہ

کے مضمون پر معطوف ہے (۳) زائد ہے۔ ۵۴ چوتھا طریق

تعلیم یعنی مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان باطل معبودوں

کو پکاروں جن کو تم پکارتے ہو۔ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَ بَنِي

تعلیم ہے یعنی مجھے حکم بھی ملا ہے کہ میں تمہاری خواہشات اور تمہارے

خود ساختہ دین کی پیروی کروں اگر میں ایسا کروں گا تو ہدایت

کی راہ بھٹک کر گمراہ ہو جاؤں۔ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ

تعلیم ہے۔ یعنی میرے پاس تواتر کی طرف سے دلائل موجود ہیں

جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ باقی رہا وہ عذاب جس

کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے اختیار و تصرف میں

نہیں وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللَّهُ وَحْدَهُ صَنِيعُ

ان يكون لغيره سبحانه دخل ما فيه بوجه من الوجوه (۵۴)

۵۵ یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے نیز سوال مقدر کا

جواب ہے یعنی جب ہم راتے نہیں تو ہم پر عذاب لے آؤ تو اس

کا جواب دیا گیا کہ وہ میرے قبضے میں نہیں فائزبانہ حکم اور

تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

موضح قرآن والی غریب مسلمانوں کا دل پرکھنا

فتح الرحمن والی ظاہر اندیک مترجم آیت کہ این واؤ زائد

است مثل واؤ وفتح ابوابہا ۵۷ یعنی عقوبت و در اختیار میں

۳۳ یہ توحید پر اٹھوس مٹی دلی سے نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب لگے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور عندہ طرف کی تقدیم افادہ عصر کے لئے فرشتہ مقرر نہیں۔ ۱۲

۳۲۲ وَرَادَ السَّمْعُ ۱۱ الانعام ۶

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی تہہ حالہ کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ

وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں چھڑتا کوئی پتہ

وَسِرَّةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا خَبْرَةٍ فِي ظُلُمَاتِ

مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گزرتا کوئی دانہ زمین کے

الْأَرْضِ وَلَا رَاطِبٍ وَلَا يَاسِرٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اندھیروں میں اور نہ کوئی چری چیز اور نہ کوئی سرکھی چیز مگر وہ سب کتاب

مُبِينٍ ۵۹ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ

مہین میں ہے دل اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں جہاں اور جانتا ہے

مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ

جو کچھ تم کر چکے ہو دن میں پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو

أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا

وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم کو الٹے جاؤ گے پھر خبر دے گا تم کو اس کی

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۶۰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

جو کچھ تم کرتے ہو اور وہی غالب ہے شے اپنے بندوں پر

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ

اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفِرُّونَ ۶۱ ثُمَّ

موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے قہر

رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ ۖ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

پہنچائے جا دیں گے اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچاں رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ

منزل ۲

یہ توحید پر اٹھوس مٹی دلی سے نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب لگے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور عندہ طرف کی تقدیم افادہ عصر کے لئے فرشتہ مقرر نہیں۔ ۱۲

ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من السحاب ما في الغيب ولا يعلمها الا هو
اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی تہہ حالہ کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور
يعلم ما في البر والبحر وما تسقط من السحاب ما في الغيب ولا يعلمها الا هو
وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں چھڑتا کوئی پتہ
وَسِرَّةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا خَبْرَةٍ فِي ظُلُمَاتِ
مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گزرتا کوئی دانہ زمین کے
الْأَرْضِ وَلَا رَاطِبٍ وَلَا يَاسِرٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ
اندھیروں میں اور نہ کوئی چری چیز اور نہ کوئی سرکھی چیز مگر وہ سب کتاب
مُبِينٍ ۵۹ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مہین میں ہے دل اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں جہاں اور جانتا ہے
مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ
جو کچھ تم کر چکے ہو دن میں پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو
أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا
وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم کو الٹے جاؤ گے پھر خبر دے گا تم کو اس کی
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۶۰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
جو کچھ تم کرتے ہو اور وہی غالب ہے شے اپنے بندوں پر
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ
اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو
الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفِرُّونَ ۶۱ ثُمَّ
موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے قہر
رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ ۖ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ
پہنچائے جا دیں گے اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچاں رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ

یہاں ملک الموت واحد کا صیغہ ہے جس سے ایک فرشتہ مراد ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ نہیں بلکہ اسم جنس ہے جو تخیل اور تیردلوں کے استعمال ہوتا ہے۔

موضع قرآن و یعنی لوح محفوظ میں و یعنی سوا حکم کے کسی کی خاطر نہیں کرتے۔

فتح الرحمن و یعنی النواع علم غیب ۱۲ و یعنی وقت نوم ۱۲۔

فتح الرحمن وک یعنی از معینتہائے بیابان و دریا ۱۶ ص یعنی افواج مستقرہ پیدا شود و با یکدیگر جنگ کنند ۱۷۔

سب سے بڑا جبر ہے یعنی ان لوگوں کو چھوڑنے جنہوں نے ہود و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پرکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے تخریمیں کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کر لیں۔ البتہ

تذکرہ و تبلیغ کرتے رہیں۔ (الثانی) اتَّخَذُوا
مَا هُوَ لَعِبٌ وَلَهُمْ مِنْ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ
و غیرہا دیناً لہم (الثالث) اتَّ
الْكَافِرُ كَانُوا يَحْكُمُونَ فِي دِينِ اللَّهِ
بِحُجْرٍ أَلْتَشْرَعُ أَلْتَمَنِي مَثَلُ تَحْرِيمِ السَّوَابِ
الْبَعْدُ... فَعَبَّرَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بِأَنَّهُمْ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ
لَعِبًا وَلَهُمْ أَرَادَ كَيْدَ حَقِّقِ بِهَيْسَا كَمَا أَنَّ كُلَّ مُشْرِكٍ
بِإِسْلَامِ سَانِئٍ وَ كُفْرًا وَ دُرُسَ سَازِجًا كَرِيعَتِ
الْحَى حَاصِلِ كَرْنِ كَادِ عُمَى كَرْتِے ہيں۔ ہكے
یہ تَخْوِیْفِ اُخْرَوَى ہے اَنْ تَبْسَلْ یَہ اِیْسَالِ
سے مَضَارِعَ مَجْہُولِ ہے۔ اِیْسَالِ كے مَعْنَى رُكْنِ
یَا مَحْرُومِ كَرْنِ كے ہيں۔ اِنْ تَبْسَلْ یَ تَحْبِسُ
(دوم) اَوْ تَقَمُّ النَّوَابِ (رَاغِب) اَنْ سَہْلَ
لَامِ اَوْ اَنْ كے بَعْدَ لَا مُقَدَّرَ ہے اِی لَمَّا تَبْسَلْ
یَا اِنْ تَبْسَلْ سَہْلَ مَضَارِعَ مَخْذُوفِ ہے
اِی مَخَافَةِ اِنْ تَبْسَلْ اَوْ كَرَاهَةِ اِنْ تَبْسَلْ
(روح) یعنی آپ ایسے لوگوں سے تعلقات
مُعَاشَرَتِ قَطْعِ كَر لیں لیكن اِنْ كَوَالِ كے عَذَابِ
سے ڈرتے ہيں شاید یہ لوگ اِہْمَانِ لے
آئیں اَوْ اِنْ كے كَرْتُو تُوں كی وَجْہ سے ثَوَابِ
مَحْرُومِ ہُو كَرِ طَلَكِ نہ ہُو جَانِی كیونكہ حَسِ لَہْ نِیَا
میں حَقِ كُو قَبُولِ نہ كیَا اُخْرَتِ میں اِس كے لَہْ
جَنَمِ كے سَوَا كُچھ نہیں دہاں كُوئی مَدْرُكَارِ اَوْ
سَفَارَتِی نہیں ہُو كَا۔ ہكے عَدَلِ كے مَعْنَى
قَدْ یَہ كے ہيں۔ اِگْرَا اِلْفَرْضِ كیونكہ وَاقِعِ میں
تَوَابِ نہیں ہُو كے كَا كُوئی مُجْرَمِ شَخْصِ قِیَامَتِ
كے دِنِ فَدِیہ دِیگر عَذَابِ سے بچنا چاہے كَا تُو
اِس سے فَدِیہ قَبُولِ نہیں كیَا جَانِے كَا یہ وہی لوگ
ہوں گے جَوَابِی بَدْعِی اَوْ كُفْرِ شُرْكِ كی وَجْہ سے
ثَوَابِ اَوْ اَجْرِ سے مَحْرُومِ ہوں گے اِس لَہْ نہیں
كُفْرِ اَوْ اِنكَارِ كی وَجْہ سے اُخْرَتِ میں شَدِید ترین

سب سے بڑا جبر ہے

یعنی ان لوگوں کو چھوڑنے جنہوں نے ہود و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پرکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے تخریمیں کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کر لیں۔ البتہ

عج

عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ط وَإِنَّمَا
یہاں تہك كہ مشغول ہو جا دیں كسی اور بات میں اور اگر
يَنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ كَرِے
بھلا دے تجھ كو شیطان تو مت بلیٹھ یاد آ جانے كے بعد
مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۶۸ وَمَا عَلَى الَّذِينَ
ظالموں كے ساتھ ط اور پھر پیغمبر گمراہوں پر
يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَكِنْ
نہیں ہے جھگڑنے والوں كے حِسابِ میں سے كُوئی چیز لیكن
ذِكْرِي لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۶۹ وَذَرِ الَّذِينَ
اِنْ كے ذمہ نصیحت كرنی ہے تاكہ وہ ڈریں و ا اور چھوڑ دے اِنْ كُو سَلَمَ
اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهُمْ أَوْ غَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ
جہنوں نے بنا ركھا ہے اِنے دین كو كھیل اور لَمَّا شَا اَوْ رَدَّ هُو كَا دِيَا اِنْ كُو دُنْيَا كی اِنكَارِ
الدُّنْيَا وَذِكْرِيهِ اَنْ تَبْسَلْ نَفْسٌ بَمَا كَسَبَتْ
لَہْ اَوْ نصیحت كرن اِنْ كُو قُرْآنِ سے ہكے تاكہ كَرْتَارِ نہ ہو جا دے كُوئی اِنے كے لَہْ میں
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ط وَإِنْ
كہ نہ ہُو اِس كے لَہْ اللہ كے سَوَا كُوئی حَمَیْتِ اَوْ رَدَّ سَفَارَتِی كرنے والا اور اگر
تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا ط أُولَئِكَ
بَدَلِے میں دے ہكے سارے بدلے نو قَبُولِ نہ ہوں اِس سے وہی
الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ط لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ
لوگ ہيں جَو كَرْتَارِ ہو لَہْ لَہْے كے میں اِنْ كُو پِنَا ہے
حَبِيمٌ وَعَذَابُ الْيَمِّ بَمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۷۰
گرم پانی اور عَذَابِ ہے دَرْدَنَا ك بدلے میں كُفْرِ كے ط

موضع قرآن یعنی جب جاہل دین پر
سرخ قرآن عیب پکڑیں اس مجلس سے سرک
جائے اور اگر خطہ ہو کہ ہاتھوں میں مشغول ہو کر
سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت ان میں بیٹھنا ہی موقوف کرے و یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے فرمایا کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے
کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے و چھوڑ دے یعنی صحبت نہ رکھان سے مگر نصیحت کر دے کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جائے۔

۱۔ یہ گزشتہ پانچ عقلی دلیلوں کا مجموعہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے (۲) تمام مصائب و مشکلات وہی آسان کرتا ہے (۳) انسانی حواس و

طاقتیں اسی کے قبضے میں ہیں (۴) زمین و آسمان اور بحر و بر کا کلی اور تفصیلی غیب بھی صرف وہی جانتا ہے اور (۵) بحر و بر کے شدائد اور ہر کرب و ضرر سے وہی نجات دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ مالک مقتدر متصرف و کار ساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں تو کیا اس کے باوجود ہم اللہ کے سوا ایسوں کو پکاریں جنہیں ہمارے نفع و نقصان کا ذرہ برابر اختیار نہیں خود متصرف و مختار ہیں نہ غیب دان اگر ہم ایسا کریں تو ہم ہدایت کے بعد لٹے پھر گمراہ ہو جائیں گے کیونکہ شرک سب سے بڑی گمراہی ہے کاذبی استہوت یعنی اس صورت میں ہماری حالت اس شخص کی مانند ہوگی جسے شیاطین نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگردان پھر رہا ہو اور اس کے دوسرے کھاتی اے سیدھی راوی کی طرف بلا رہے ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ سننے والوں کی آواز تو سن سکتا ہے مگر سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتا۔ ان مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے تم غیر خدا کو تو پکارنے سے رہے یہ تو سر اسر گمراہی ہے اور ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے ہمیں بتلایا ہے یعنی توحید کا راستہ اور ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کے سامنے ہی بھٹکیں جو تمام دنیا جہان والوں کا پروردگار اور مربی ہے وان اقموا اس سے پہلے قیل لما تقدیرے بقرینہ ماقبل۔ ۱۷۔ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بالحق میں بامعنی لام ہے بالحق سے پہلے مضان محذوف ہے المحلا ظہار الحق یعنی یہ زمین و آسمان اور یہ سارا جہاں حق اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کی قدرت کا شکاں کیا جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے قولہ الحق اسی کی بات سچی اور سچی ہر حقیقت ہے لہذا ملائکہ قیامت کے دن اسی کی حکومت ہوگی اور اس کے سوا مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا عَلَیْہِ السَّلَام

۱۔ اور تو جو جیسا تھا
۲۔ بعد دوسرے وقت
۳۔ مقبل لنا هذا
۴۔ ہمارے سامنے ہے
۵۔ توحید کا راستہ
۶۔ عقلی دلیل ہے
۷۔ بالحق میں بامعنی لام ہے
۸۔ بالحق سے پہلے مضان محذوف ہے
۹۔ المحلا ظہار الحق
۱۰۔ یعنی یہ زمین و آسمان
۱۱۔ اور یہ سارا جہاں حق
۱۲۔ اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے
۱۳۔ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے
۱۴۔ اور اس کی قدرت کا شکاں کیا
۱۵۔ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا
۱۶۔ ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً
۱۷۔ وجود میں آ جاتی ہے
۱۸۔ قولہ الحق اسی کی بات سچی
۱۹۔ اور سچی ہر حقیقت ہے
۲۰۔ لہذا ملائکہ قیامت کے دن اسی کی
۲۱۔ حکومت ہوگی اور اس کے سوا
۲۲۔ مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی
۲۳۔ اختیار حاصل نہیں ہوگا

۱۲۵

۱۲۵

۱۲۵

قُلْ اَنْدَعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

يَضُرُّنَا وَنُرْذِعْكَ عَلٰى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيْطٰنُ فِى الْاَرْضِ خَيْرٰنٌ

لَهُ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَہٗ اِلَى الْهٰدِى تُبَيِّنٰ طَقْلُ

اِنَّ هٰدِى اللّٰهُ هُوَ الْهٰدِى وَاَمَرْنَا لِنُسَلِّمَ

لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۷۱ وَ اَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

اَتَقُوْهُ وَهُوَ الَّذِى اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۷۲ وَ

هُوَ الَّذِى خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

وَيَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝۱۷۳ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَ

لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یَنْفَخُ فِى الصُّوْرِ عَلِمَ الْغٰیْبِ

وَالشَّہَادٰةُ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۱۷۴ وَ اِذْ

اَوْحٰى اِلٰى اٰدَمَ اَنْ اَنْزِلْ اِلٰى الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

وَقَالَ اِلٰی الْاِنۡجِلِ اِلَی الْاَرْضِ

غیب و شہادت کا کلی علم بھی اسی ہی کو ہے اور کسی کو نہیں ماقبل اور بعد کے قرینے سے یہاں بھی حصر مراد ہے۔ اس عقلی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کار ساز و متصرف اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
موضع قرآن ول یعنی حشر اور جو فرمایا کہ مسلمان چاہئے کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بھٹکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پالیا پھر قوم فتح الرحمن مل یعنی چیرے را ۱۲۔

۹۷ یہ توحید پہلی نقلی دلیل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً تصدیق و تائید اور دستخط کے طور پر۔ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا لقب ہے اور ان کا نام بقول زحلج باتفاق مؤرخین تارخ (تبارک مثلاً فوقانیہ والفرار مہملہ مقصورہ ومار مہملہ اور بعض نے خارجہ کہا ہے) تھا امام ابن جریر سے بھی تارخ منقول ہے۔ حضرت ابن عباس، امام مجاہد، سعدی، سعید بن مسیب اور سلمان تیمی کہتے ہیں کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے۔ اول الذکر تینوں بزرگ کہتے ہیں کہ آرزو ایک بت کا نام تھا اس صورت میں اس سے قبل مضاف محذوف ہو گا یعنی بت کا آرزو بعض نے کہا ہے آرزو ان کی زبان میں بمعنی فحشی (خطا کار اور غلط راہ پر چلنے والا) کے ہیں۔ سلمان تیمی کہتے ہیں آرزو بمعنی اعموج (ڈیڑھاٹھ) ہے۔ آرزو مشرکوں نے

وَلَا إِلهَ إِلَّا هُوَ ۚ ۳۲۶ الانعام ۶

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لَا يَبِيْهٖ اَز سِرِّ اَنْتَ خِذْ اَصْنَامًا

کہا ابراہیم نے یہ ہے اپنے باپ آرزو کو کہ تو ماننا ہے بتوں کو

اِلٰهَةً اِنِّیْ اَرٰیكَ وَقَوْمَكَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۰ وَكَذٰلِكَ

خبر میں دیکھتا ہوں کہ تو اور قیری قوم حریج گمراہ ہیں۔ اور اسی طرح اے

یٰرِیْ اِبْرٰهِيْمُ مَدَّكُوْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو سمائیں اور زمینوں کے

وَلٰیكُوْنَ مِنَ الْمُؤَقِنِیْنَ ۝۴۱ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الْبَل

اور تاکہ اس کو یقین آ جاوے وہ پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات پڑی

رَاكُوْكَیَا قَالَ هٰذَا اَرٰییْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَا

دیکھا اس نے ایک ستارہ اٹھ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا

اَحِبُّ الْاَفْلَیْجِ ۝۴۲ فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَازِعًا قَالَ هٰذَا

میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب اٹھ دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے

رَبِّیْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَیْنٌ لِّیْمْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ

رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرتے گا مجھ کو رب میرا

لَا كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۝۴۳ فَلَمَّا رَا

تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں پھر جب دیکھا

الشَّمْسَ بَازِعَةً قَالَ هٰذَا اَرٰییْ ۚ هٰذَا اَكْبَرُ

سورج چمکتا ہوا اٹھ بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے

فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ یَقُوْمُ اِنِّیْ بِرَبِّیْ مُشَّا

پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں پسند نہ کرو ان سے جن کو

نَشْرُکُوْنَ ۝۴۴ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ

تم شریک کرتے ہو میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

کی وجہ سے خطا کار اور ٹیڑھے راستے پر گامزن تھا اس لئے اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ (کلمہ من الروح ج ۱ ص ۱۱۱) والکیر ج ۲ ص ۱۱۱
۱۰۰ آرزو زحلج اور علمیت یا وصیت کی وجہ سے غیر منحرف
اور وہ آپس کا عطف بیان ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ان کا چچا تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی زبان کے محاورات میں عام ہے۔ علامہ سیوطی نے اس پر قرآن مجید کی آیت وَتَقْلِبُکَ فِی السُّجُودِ (شعراء ۱۱۶) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت میں ساجدین (سجدہ کرنے والوں) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد ہیں اور تقليب سے پشت بہ پشت منتقل ہونا مراد ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موجود تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا اس لئے آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آرزو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی نص سے ظاہر ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قرآن میں ساجدین سے صحابہ کرام مراد ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "یعنی جب تو مجھ کو اٹھاتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل۔ حق تو یہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے ایمان و کفر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ مسئلہ کی زیادہ تحقیق سورہ شعراء کے آخر رکوع میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰۱ اس میں کافی بیان کمال کے لئے ہے یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا یہ ہمارا ہی کام ہے اور نبوی فعل مضارع ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ۱۰۲ عرفناہ و بصروناہ (روح) مَلَكُوْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں۔ ۱۰۳ وَلٰیكُوْنَ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لیستدل بہ ۱۰۴ وَلٰیكُوْنَ مِنَ الْمُؤَقِنِیْنَ ۱۰۵ هٰذَا اے پہلے تقریبہ عرف بمعنی استفہام محذوف ہے گویا یہ کلام بطریق ارفاء العنان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ ان کو بتوں کا تغیر احوال مشاہدہ کرا کے اس کے توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچارگی پر استدلال کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب انہیں عزوب آفتاب کے بعد سیدارہ مشتری نظر آیا تو انہوں نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا گویا یہ میرا رب ہے اور تمہاری طرح میں بھی اس کو رب مان لوں اچھا ذرا ٹھہراؤ دیکھو اس موضع قرآن صلی اللہ تعالیٰ کے کلام میں تاکہ ساتھ اور آتا ہے۔ یعنی اللہ کو میرا رب بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے یہ نہیں کہ واسطے بغیر کام نہ کر سکے۔ مثلاً بندہ ختم ڈالے واسطے درخت کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اس طرح کا ناجبھی مقصود ہی معنی میں کہ اللہ کے فعل میں عرض نہیں۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی چنانکہ بروی ظاہر کر دیم کہ تبارک لائق عبادت نیستند نیز ظاہر ساجدیم کہ ستارہ و ہرچہ در آسمان ہا است و زمین لائق عبادت نیست و و او در و لیکن زائدہ است واللہ اعلم ۱۰۷

وَإِذَا سَمِعُوا

مازل ۲

الحمد لله رب العالمين

کو شریک بنائے ہو جن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں، مابین تمہارے ان معبودان باطلہ سے کیوں ڈرنا

۸۹۔ تِلْكَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
گزشتہ استدلال کی طرف اشارہ ہے اشدّۃ الجمع
اجتہادہ ابراہیم علیہ السلام کو قولہ (ملاروہما)
۹۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیل سے ذکر
کرنے کے بعد اجمالی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر
فرمایا سنو پیغمبروں کا ذکر نام لیکر اور باقیوں کا اشارے
سے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بھی نہایت ہی عمدہ ترتیب
ملاحظہ کھی گئی۔ پہلے چاروں یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق
یعقوب اور نوح علیہم السلام اصول انبیاء میں پھر داؤد
اور سلیمان علیہما السلام بہت بڑے بادشاہ تھے، حضرت
یوسف اور یوسف علیہما السلام کو زندگی میں بڑی مصیبتوں
کا سامنا کرنا پڑا، موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بڑے
معجزے عطا کئے گئے۔ ذکر یہاں بھی عیسیٰ اور الیاس علیہما السلام
بہت بڑے عابد و زاہد تھے اور اسمعیل، الیسع، یونس
اور لوط علیہم السلام کے ادیان کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی
ورنہ ان کے انبار تھے دس البحر ۴۷ ص ۱۸

--	--

الانعام ۶



منزل ۲

ذی قیام کی ضمیر کو اگر ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع کیا جائے تو لوہو علیہ السلام تو برابر زائد ہونے کی وجہ سے ان کی ذریت میں شامل ہو جائیں گے لیکن یونس علیہ السلام اس میں شامل نہیں ہو سکتے اس لئے ضمیر کا مرجع قیام علیہ السلام کو بنانا ہی صحیح ہے۔ سلف سترو نبیوں کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد اب یہاں باقی انبیاء علیہم السلام کا جمالی ذکر فرمایا یعنی مذکورہ نبیوں کے آہار و بعدادیں سے ان کی اولاد میں سے اور ان کی برادری میں سے جسے بھی نبی گذرے ہیں ان سب کو ہم نے باقی مخلوق پر برتری عطا کی اور ان سب کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) یعنی راہ توحید کی طرف راہنمائی کی۔ دھن آیت چھ در مذکورہ بالا نبیوں کے باپوں میں سے اس سے مراد یہ ہے کہ جن انبیاء کے باپ تھے اسی طرح دھن آیت چھ در اخوتیم کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان میں سے جن کے اولاد اور بھائی تھے یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا باپ بھی تھا اور ہر ایک کی۔

الحجہ کی ضمیر سے آیات یا نبوت مراد ہے اور ہذا لاء اسم اشارہ سے
 اہل مکہ اور قحطیہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں یعنی اگر مشرکین
 مکہ آیات توحید کو یا نبوت کو نہیں مانتے تو نہ مانیں ہم ایک قوم کو
 آیات توحید اور نبوت انبیاء پر ایمان لانے کے لئے مقرر کر چکے ہیں
 اور وہ ایسے راسخ الایمان اور دائم الیقین ہیں کہ کسی بھی وقت ان کے
 ایمان میں کراہر بھی فرق نہیں آسکتا لیسا وہ ابھائی گئے ہیں ای ف
 وقت من الاوقات بل مستمر و ن علی الایمان یہا
 قال بن عباسؓ ہذا ہذا ہم الانصار و اهل المدينة
 وقيل صحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً روح صحابہ ابوالخ
 ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰

وَرِذَا سَمِعُوا،

آیا تھا روشن حق اور ہدایت حق کوگوں کے واسطے جس کو تم نے

منزل ۲

سہی نازل ہوئی تجھ کو نہ خدا طبع الٰہی خیر جملہ استینافہ ہے اور اس میں علامہ ہودی ایک شرارت کا ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ تو رات وہی کتاب ہے جس کے بہت حصوں کو تم اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق حرف و مبدل کر کے مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے ہو اور اپنے ماننے والوں اور عقیدہ مندوں کو دکھا کر ان پر ظاہر یہ کرتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب تو رات کی آیتیں ہیں جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس طرح تو رات کے جو مسائل تمہاری خواہشات کے خلاف اور مذہبی پائائیت کی بنیادیں ہلا دینے والے ہیں ان کو چھپاتے ہو اور جو تمہاری خواہشات کے مطابق ہیں ان کو بیان کرتے ہو۔ آج کل کے علماء سورہ کا بھی بالکل یہی طریقہ ہے وہ قرآن میں تحریف لفظی تو نہیں سکتے اس لئے اپنے سن گھڑت مسائل کے مطابق آیتوں کا مطلب اپنی طرف سے گھڑ کر عوام کو سنار دیتے ہیں۔ **۹۷** یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی کی دوسری دلیل ہے یعنی تو رات کے ہی ذریعے تمہیں ان امور غیبیہ کا علم حاصل ہوا جنہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے آباؤ اجداد **قُلِ اللّٰهُ** بقرینہ سوال یہاں فعل محذوف ہے ای انزل۔ اللہ یہ گندہ مشنہ سوال فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی چنانکہ انبیاء صبر کر دند بر انداز کفار تو نبیر صبر مگر ۱۳۔

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الْمُدْنِيَّ الَّذِي فِيهِ نَصْرٌ وَفَتْحٌ كَثِيرٌ ۚ أَوَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ قَدْ أَخَذَ الْأَلْبَابَ ۚ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَهِيدٌ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ
 وَهَذَا الْكِتَابُ الَّذِي فِيهِ نَصْرٌ وَفَتْحٌ كَثِيرٌ ۚ أَوَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ نَبِيٌّ قَدْ أَخَذَ الْأَلْبَابَ ۚ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَهِيدٌ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ
 پھر اس کو تم کیوں نہیں مانتے۔ ۹۸ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے گدیا سے شرک مراد ہے یعنی غیر اللہ کے لئے تحریکات کرنا اور غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ مثلاً عمرو بن لُحی وابتاعہ القائلین یا رب اللہ حرم السوائے الحوامی الیہ (مظہری ص ۳۳) اَوْ قَالَ اَوْحٰی اِلٰیہ لَکُمُوۤیۡ بِہٖ لَکُمُوۤیۡ بِہٖ جِیسا کہ مسلمانہ کذاب نے نبوت اور نزول وحی کا دعویٰ کیا تھا وَمَنْ قَالَ سَآئِزُ لَمْ جِیسا کہ مشرکین نے کہا تھا لَوْ کُنَّا لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ۙ ۹۹ یہ تحریف اخروی ہے عَمَّاتِ الْمَوْتِ یعنی موت کی شدت اور سختیاں بآبِ طُغْوَا اَیْدِیْکُمْ ہاتھ پھیلائے والے روح قبض کرنے کے لئے یا مارنے کے لئے ای بالعداب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم یضربون وجوہہم وادبارہم وذهب بعضهم ان هذا تمثیل لفعل المملکة فی قبض ارواح الظلمة بفعل العزیم الملمح بسطیدہ الی من علی الحق ویعنف علیہ المطالبہ ولای مہمل الخ (روح ج ۲ ص ۲۳۴) ہما گنتہ میں باسببیہ ہے یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افتراء کرنے اور اس کی آیتوں سے انکار و استکبار کی وجہ سے دیا جائے گا۔ تلہ فراڈی۔ قَرَدُ یَا قَرَدُ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے حال ہے مَا تَحْوُلُکُمْ اُمِّی مَا اعطیکم یعنی ہم نے جو تمہیں مال و دولت دی تھی شَفَعَا کُھ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کی نذریں نیازیں دیتے تھے۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے نہ انصار و اعوان جن پر تم مغرور تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکار میں شریک کیا کرتے تھے۔ اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر آٹے وقت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج وہ کہاں ہیں۔ لَقَدْ لَقِیْطَحَ اِی الوصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک میں مل چکی ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوا ۙ ۳۳ ۙ الْاِنْعَامُ ۙ

قَرَأَ طَيْسٌ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۙ

ورق ورق کر کے لوگوں کو دکھا یا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا ہے

وَعَلَيْكُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ ۙ

اور تم کو سنا دیا ہے جو کونہ جانتے تھے تم اور تمہارے باپ دادا

قُلْ اللّٰهُ لَا شَرَّکَ لَہٗ ۚ ذَرُوْهُمۡ فِیۡ حَوْضِہِمۡ یَلْعَبُوْنَ ۙ ۹۱

تو کہہ دے کہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں

وَهٰذَا کِتٰبُ اَنْزَلْنٰہُ مُبَرَّکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیۡنَ ۙ

یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنے والی ان کی جو

بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَیْسَ نَذِیْرًا مَّا الْقُرْاٰی وَ مَنۡ

اس سے پہلی ہیں اور تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور اس کے

حَوْلَہَا ۙ وَالَّذِیۡنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ۙ

آس پاس والوں کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا

یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَہُمْ عَلٰی صَلٰۃِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۙ ۹۲

وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے بے خبردار

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنۡ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰہِ کُذٰبًا ۙ

اور اس سے زیادہ ظالم وہ کون جو باندھے اللہ پر کذب بہتان

اَوْ قَالَ اَوْحٰی اِلَیّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ ۙ

یا کہ مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور

مَنْ قَالَ سَآئِزُ لَمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ طُو ۙ

جو کہہ کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا وہ اور

لَوْ تَرٰی اِذَ الظّٰلِمُوْنَ فِیۡ عَمَّاتِ الْمَوْتِ وَ

اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور

مادرین نامی ملک صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی شدت اور سختیاں بآبِ طُغْوَا اَیْدِیْکُمْ ہاتھ پھیلائے والے روح قبض کرنے کے لئے یا مارنے کے لئے ای بالعداب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم یضربون وجوہہم وادبارہم وذهب بعضهم ان هذا تمثیل لفعل المملکة فی قبض ارواح الظلمة بفعل العزیم الملمح بسطیدہ الی من علی الحق ویعنف علیہ المطالبہ ولای مہمل الخ (روح ج ۲ ص ۲۳۴) ہما گنتہ میں باسببیہ ہے یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افتراء کرنے اور اس کی آیتوں سے انکار و استکبار کی وجہ سے دیا جائے گا۔ تلہ فراڈی۔ قَرَدُ یَا قَرَدُ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے حال ہے مَا تَحْوُلُکُمْ اُمِّی مَا اعطیکم یعنی ہم نے جو تمہیں مال و دولت دی تھی شَفَعَا کُھ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کی نذریں نیازیں دیتے تھے۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے نہ انصار و اعوان جن پر تم مغرور تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکار میں شریک کیا کرتے تھے۔ اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر آٹے وقت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج وہ کہاں ہیں۔ لَقَدْ لَقِیْطَحَ اِی الوصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک میں مل چکی ہیں۔

موضع قرآن و ام القری نام ہے جسے اس کے معنی میں کیوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اول ہی کھلی ہے اور اس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہاں ہے

فتح الرحمن ۙ یعنی کتمان آیات توریت را قرآن اظہار کرد و الاساق بہ یقین نمیدانستند ۱۲ ۙ مائل آنت کہ اگر ہو گویند حق تعالیٰ ہیج بشر وحی نمی فرستد نقض کردہ شود بہ توریت و اگر گویند فی فرستد استبعاد فرستادن قرآن مجرد تعصب است پس اذ قالوا ہم ان قالوا لکفہ شد ۱۳ ۙ انذار اول اعرب را کردہ شد کہ زبان عربی فی ہند و ثانیاً جمیع اہل البوسطہ ترجمہ پس اینجا انذار اول مراد است مانند آیت ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِیۡ الْاَوَّلِیِّیۡنَ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہِ الْاٰتِیَۃِ وَرِیٰۤیۡتَ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیۡنَ اعم از اولی و ثانی ۱۴ ۙ مائل یعنی اعتقاد کردہ شد ۱۵ ۙ بخائر و سوائب از امر الہی است و اتفاق سلف دلیل بر آنست و اللہ اعلم ۱۶ ۙ یعنی الشارکائی مثل قرآن خوانم کرد و انشار را بطریق مشاکلت انزال لکفہ شد ۱۷ ۙ

وَلَا تَسْمِعُوا

ای فی الزخوة ۱۲

موضع قرآن و اول سپر دھوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر اگر گم ہوتا ہے دنیا میں پھر سپر دھوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر ماٹھہ کے گجنت میں یا رنج میں ۱۳

کے یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کے ان بہتانوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا وہ بے نیاز ہے اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ خود مختار

متصرف و کار ساز ہے۔ اس کا ارادہ کسی کے ماتحت نہیں۔ **۷۸۔** یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی و رد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب و غریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل آتی یٰٰکون لہ و لدا یعنی اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے سوا ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ و بیوی کے بغیر نہیں ہو سکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی و لدی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے تیسری دلیل و خلق کل شیء جو اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو جو حقیقی دلیل و هو یخلق کل شیء علیہ اللہ تعالیٰ ہمارے کائنات کے ذریعے سے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اس کا ولد ہو۔ پہلی تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔ **۷۹۔** دلیل اور جواب شکوی کے بعد **۸۰۔** ذکر فرمایا یعنی جب کار ساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ میں کار ساز اور تخلیق کار ہوں اللہ ہی ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو جو حقیقی دلیل و هو یخلق کل شیء علیہ اللہ تعالیٰ ہمارے کائنات کے ذریعے سے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اس کا ولد ہو۔ پہلی تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔

۱۳۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی و رد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب و غریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل آتی یٰٰکون لہ و لدا یعنی اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے سوا ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ و بیوی کے بغیر نہیں ہو سکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی و لدی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے تیسری دلیل و خلق کل شیء جو اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو جو حقیقی دلیل و هو یخلق کل شیء علیہ اللہ تعالیٰ ہمارے کائنات کے ذریعے سے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اس کا ولد ہو۔ پہلی تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔

الانعام ۶

۳۳۳

وَاِذَا سَمِعُوا

مِنْ طُلُوعِهَا قَنُوتَانِ دَانِيَهُ وَجَنَّتِ مِنْ

نکا۔ مجھے میں سے پھل کے پگھے جھکے ہوئے اور باغ

اَعْنَابٍ وَالرَّيْتُونَ وَالسَّمَّانَ مُشْتَبِهًا

انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے

وَاِذَا شَرُّهُ اَنْظُرُوا اِلَى شَرِّهِ اِذَا اَشْرَ

اور جھرا جھرا بھی ملے دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب

وَيَنْعِهِ اِنْ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيَاتٌ لِّقَوْمٍ

وہ پھل لایا اے اے اس کے کہنے کو ان چیزوں میں نشانیوں میں واسطے

يَوْمٍ مُّنُونٍ ۙ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ

ایمان والوں کے اور پھرتے ہیں اللہ کے شریک جنوں کو

وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍ

حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں

بَغْيِرٍ عَلِيْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

جہالت سے وہ پاک ہے **۷۸۔** اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو

يَصِفُوْنَ ۙ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

پہلوک بیان کرتے ہیں نئی طرح پر بنائے والا **۷۹۔** آسمان اور زمین کا

اَنْتَ يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهٗ

کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کے کوئی

صَاحِبَةٌ ۙ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ

محدث نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ ۙ ذٰلِكُمْ اِلٰهٌ رَّبُّكُمْ ۙ لَا اِلٰهَ

بجز سے واقف ہے یہی اللہ ہے **۸۰۔** ہمارا رب ہے نہیں ہے کوئی مبود

مزل ۲

فتح الرحمن مہ یعنی در صورت درخت و ثمر مانند دیگر است و در طعم مخالف یکساں شیرین و یکساں ترش یا تلخ ۱۲۔

اللہ یعنی دنیا میں انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا دراک نہیں کر سکتیں دنیا میں اس کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيفُ یہ لَئِنْ رَكَّهَ الْاَبْصَارُ سے متعلق ہے الْحَبِيرُ یہ دَهِوْ يُدْرِکُ الْاَبْصَارَ سے متعلق ہے بطریق لطف و شرم رب (وَهُوَ اللَّطِيفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتہا الخیر العلیم بظواهرها لا شفاء و خفیاً تمہا و هو من قبیل لطف و النشر مدارکہ اللہ بَصَارُ سے دلائل توجید مراد ہیں فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ جس نے مسئلہ توجید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی بھلے کا کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَشَرَّکَ بِرَقَامِ رَبِّہَا اس نے اپنا نقصان کیا وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ میں تم پر نگران نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے منذر و مبشر ہوں وَاَنَا اَنَا مُنْذِرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ہُوَ الَّذِیْ یَحْفَظُ اَعْمَالَکُمْ وَ یَجَازِیْکُمْ عَلَیْہَا رُوحٌ قَدِیْمٌ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساز اور غیب دان نہیں تھے۔ اللہ بہ نہ ماننے کی تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلَیْقُوْا اَیُّہُمْ مَّعْطُوْفٌ عَلَیْہِ مَخْذُوْفٌ ہے ای یسعد یا قوم و یشقی بہا اخرون و لَیْقُوْا اَیُّہُمْ مَّعْطُوْفٌ قُوَاتٌ و تعامت (درجہ ۱۳) یہ دوسری دلیل وحی ہے یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آچکی ہے کہ اللہ کے سوا کار ساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے اعراض کر س اور ان کی پروانہ کریں۔ اللہ اس کے بعد وَلَٰکِنْ لَّیْسَ اَمْرُکُمْ مَّقْدُرٌ عَلَیْہِ بَقَرِیْنٍ وَ لَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلْکُمْ اُمَّةً قَآحِدَةً وَّلَٰکِنْ لَّیَجْعَلْکُمْ فِیْ مَا اَشَکُمْ دِمَآئِہُ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی شرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیار ہی نہ ہوتا اور اس طرح ابتلا و امتحان کی حکمت مفقود ہو جاتی۔ حفیظ ائمہ اور وکیل دار و فہم آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

موضع قرآن فی یعنی آنکھیں یہ قوت نہیں کہ اسکو دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھا دے اس واسطے کہ لطیف ہے۔

وَلَا تَسْمَعُوا ۙ ۳۳۳ الانعام ۶

اِنَّہٗ ہُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاَعْبُدُوْہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ ۝۱۰۲ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ۚ وَہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۚ وَہُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۝۱۰۳

سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کار ساز ہے نہیں یا سکتیں اس نلہ کو آنکھیں اور

ہویدرک الابدصار و هو اللطیف الخبیر ۱۰۲ وہ یا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف خبردار ہے

قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فاعلیہا طوما انا علیکم بحفیظ ۱۰۳

تمہارے پاس آنکھیں اللہ نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر

بحفیظ ۱۰۴ وکذلک نصرف الایات ولیقولوا ذکرست ولنبینہ لقوم یعلمون ۱۰۵ اتبع

نکسان اور بلوں طرح طرح اللہ سے سمجھاتے ہیں آیتیں اور تا کہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تا کہ واضح کر دیا ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے و لتوحی الہ

ما اوحی الیک من ربک لا الہ الا هو و اعرض عن المشرکین ۱۰۶ ولو

اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا اس کے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے اور اگر

شاء اللہ ما اشرکوا طوما جعلنک علیہم اللہ چاہتا ہے تو وہ لوگ مشرک نہ کرتے اور ہم نے نہیں کیا تمہ کو ان پر

حفیظا و ما انت علیہم بوحکیل ۱۰۷ نکسان اور نہیں ہے تو ان پر وار و عہ

منزل ۲

مرا دینی دنیا میں ان کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيفُ یہ لَئِنْ رَكَّهَ الْاَبْصَارُ سے متعلق ہے الْحَبِيرُ یہ دَهِوْ يُدْرِکُ الْاَبْصَارَ سے متعلق ہے بطریق لطف و شرم رب (وَهُوَ اللَّطِيفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتہا الخیر العلیم بظواهرها لا شفاء و خفیاً تمہا و هو من قبیل لطف و النشر مدارکہ اللہ بَصَارُ سے دلائل توجید مراد ہیں فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ جس نے مسئلہ توجید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی بھلے کا کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَشَرَّکَ بِرَقَامِ رَبِّہَا اس نے اپنا نقصان کیا وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ میں تم پر نگران نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے منذر و مبشر ہوں وَاَنَا اَنَا مُنْذِرُ اللّٰہِ تَعَالٰی ہُوَ الَّذِیْ یَحْفَظُ اَعْمَالَکُمْ وَ یَجَازِیْکُمْ عَلَیْہَا رُوحٌ قَدِیْمٌ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساز اور غیب دان نہیں تھے۔ اللہ بہ نہ ماننے کی تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلَیْقُوْا اَیُّہُمْ مَّعْطُوْفٌ عَلَیْہِ مَخْذُوْفٌ ہے ای یسعد یا قوم و یشقی بہا اخرون و لَیْقُوْا اَیُّہُمْ مَّعْطُوْفٌ قُوَاتٌ و تعامت (درجہ ۱۳) یہ دوسری دلیل وحی ہے یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آچکی ہے کہ اللہ کے سوا کار ساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے اعراض کر س اور ان کی پروانہ کریں۔ اللہ اس کے بعد وَلَٰکِنْ لَّیْسَ اَمْرُکُمْ مَّقْدُرٌ عَلَیْہِ بَقَرِیْنٍ وَ لَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلْکُمْ اُمَّةً قَآحِدَةً وَّلَٰکِنْ لَّیَجْعَلْکُمْ فِیْ مَا اَشَکُمْ دِمَآئِہُ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی شرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیار ہی نہ ہوتا اور اس طرح ابتلا و امتحان کی حکمت مفقود ہو جاتی۔ حفیظ ائمہ اور وکیل دار و فہم آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

فتح الرحمن امل احتمال بود کہ کفار گویند کتابہا سابقہ را خواندہ و آنچه میگوید ما خود از کتب سابقہ است نہ وحی الہی پس خدائے تعالیٰ قرآن را بوجہی نازل ساخت و بوجہی گوناگون بیان کرد کہ مجالس شہبہ نمائندہ را کہ اس قسم بیان از خواندن کتب سابقہ نمی آید بدون وحی الہی واللہ اعلم ۱۲

۱۵۱ یَدْعُونَ کے بعد مائل مخلوق ہے اسی بد عود سے کہ جس نے ان کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو اگرچہ وہ حقیقت میں بھی برے ہوں ایسا نہ ہو کہ مشرکین عناد اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگیں لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لئے اللہ کو گالیاں دینا ان سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیظ و غضب کی وجہ سے انسان آپس سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جاتی ہے ولا اشکال بناء علی ان الغضب الخیظ قد یملأهم علی ذلک الا تری ان المساح قد یملأه شدة غیظه علی الشکر بالکفر (روح بح، طبع)

یا محمد مضاف اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا امر ایسے وقیل المراد بسبب اللہ تعالیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح) یا مراد تمام مومنین ہیں کیونکہ مشرکین ان کو محض توحید کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں تو ان کو گالیاں دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔ ۱۵۲ یہ نہ ماننے کی چوتھی وجہ ہے یعنی مشرکین کو ان کے مشرکانہ اعمال اچھے اور خوبصورت نظر آتے ہیں اس لئے وہ ان کو چھوڑ کر توحید کی طرف نہیں آتے۔ ۱۵۳ زجر بطور شکوئیہ وہ بڑی بکی قمیص کھاتے ہیں کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا جائے تو وہ مان لیں گے۔ ۱۵۴ لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَآ اُخِذْنَا بِهَآ اَلَا يَتَذَكَّرُ اُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰهِ جَوَابُ شکوہ آپ فرمادیں معجزات تو اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ ۱۵۵ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ لَا عِنْدٰی فَکَیْفَ جِئْتُکُمْ بِالْهٰٓؤُلَاءِ اَوَا تِیْکُمْ بِهَا اَوَ اَلْمَعْنٰی هَآؤُلَآءِ عَلَیْهَا لَا اَنَا حَتّٰی اَتِیْکُمْ بِهَا (روح بح، طبع)

۱۵۸ چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی آرزو تھی کہ مشرکین کا مطلوبہ معجزہ آجائے تاکہ وہ ایمان لے آئیں اس لئے یہاں کچھ ضمیر جمع سے خطاب میں ان کو بھی شامل فرمایا اور فرمایا کہ تمہیں یہ بات معلوم نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو مطلوبہ معجزہ دے بھی دیا جائے تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے معجزہ دکھانا حکمت و کفایت ہے۔ نیز ان کی بہتری اسی میں ہے کہ ان کو معجزہ نہ دکھایا جائے کیونکہ مطلوبہ معجزہ کے انکار کے بعد فوری عذاب آجاتا ہے اور مصلحت نہیں ملتی۔ قیل للمؤمنین تمہیں ان کے تقصیرات سے بچنا چاہیے۔ ۱۵۹ حَاصِلُ الْکَلَامِ اِنَّ الْقَوْمَ طَلَبُوا مِنَ الرَّسُولِ مَعْجَزَاتٍ قَوِیَّةٍ وَحَلَفُوا اَنْهَا لَوْ ظَهَرَتْ لَاصْنَا فَبَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا نَهَمُوْا وَانْ حَلَفُوا عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا اَنَّهُ تَعَالٰی عَالِمُ بَاطِنِهَا لَوْ ظَهَرَتْ

لَهُمْ یَوْمَئِذٍ (کبیر ج ۳ صفحہ ۱۵۵)
۱۵۹ وَاَوْفَعِلَیْہِمْ اَنْ یَّوْمَئِذٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ کِی عَلَیْہِمْ

اور کہہ دے یومئذ۔ نقیب اخذ تہم کی تعلیل ہے یعنی جب پہلی بار ان کے پاس آئیں تو انہوں نے صدو عناد کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اس لئے اب اگر وہ منہ مانگا معجزہ دیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھر دس گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کو سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے اور یہ پھر دنیا کو سنی اسباب کے تحت مہر جبار صدو عناد کی وجہ سے چونکہ ان کے دلوں پر مہر لگا چکی ہے اس لئے ان کی باطنی اور قلبی بصیرت دونوں ماؤف ہو چکی ہیں۔

موضح قرآن والی جہاں کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی، اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیل بنائے فرعون ان نشانیوں پر ایمان نہ لایا۔

۱۵۱ یَدْعُونَ کے بعد مائل مخلوق ہے اسی بد عود سے کہ جس نے ان کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو اگرچہ وہ حقیقت میں بھی برے ہوں ایسا نہ ہو کہ مشرکین عناد اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگیں لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لئے اللہ کو گالیاں دینا ان سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیظ و غضب کی وجہ سے انسان آپس سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جاتی ہے ولا اشکال بناء علی ان الغضب الخیظ قد یملأهم علی ذلک الا تری ان المساح قد یملأه شدة غیظه علی الشکر بالکفر (روح بح، طبع)

وَاِذَا سَمِعُوا ۳۳۵ الْاِنْعَام ۲

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
اور تم لوگ جہانہ کہو ان حلالہ کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا

فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدُوًّا وَابْغِیْزَ عَلَیْہِمْ ۚ کَذٰلِکَ
پس وہ بُرا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے کہے ۚ جیسے اسی طرح

زِیْنًا لِّکُلِّ اُمَّةٍ ۚ عَمَلُہُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمْ
ہم نے ہر قوم کے لئے زینت کی ہے ان کے اعمال کو پھر ان سے کہنا ہے رب کے پاس

مَرْجِعُہُمْ فِیْکَیْنَبِہُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۸
پہنچنا ہے تب وہ جہادے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے

وَاقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَہْدَ اَیْمَانِہُمْ لَیْنِ
اور وہ نہیں کھاتے ہیں اللہ کی عجلہ تاکہ اگر

جَآءَ تَہُمْ اَبَیْہُ لَیُّوْمٍ مِّنْ بَہَا طَقُلْ
آوے ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور اس پر ایمان لاؤ گے تو کہہ دے

اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ
کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو لے سلما توں کیا خبر ہے اللہ

اَنْتَہَا اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۹
کہ وہ نشانیاں آویں گی تو یہ لوگ ایمان لے نہ دیں گے اور

نُقَلِّبُ اَقْدَ تَہُمْ وَاَبْصَارَہُمْ کَمَا
ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ

لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُہُمْ
ایمان نہیں لائے نشانوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑ دیتے

فِی طَغْیَانِہُمْ یَعْمَہُوْنَ ۝۲۰
ان کو ان کی سرکشی میں بہکتے ہوئے و

مزل ۲

وَلَوْ أَنَّنَا ۖ ۳۳۶ ۖ الْقَتْلَامُ ۖ

اور اگر ہم نکلے اتاریں ان پر فرشتے اور باتیں کریں

ان سے مرنے اور زندہ کر دیں ہم ہیں چیز کو ان کے سامنے

تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ

لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں اور اسی طرح اللہ

کر دیا ہم نے ہر جی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو

اور جنوں کو جو کہ سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملے گی ہونی

باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے

فَذَرِهِمْ وَمَا يَفْعَلُونَ ﴿١١٣﴾ وَلِتَصْغَى إِلَيْهِ

أَفِدَّةَ الَّذِينَ لَا يَوْمُونَ بِآرْخِ

لے کر بائیں کی طرف ان کے دل جن کو یقین نہیں آتا حضرت کہا اور

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا اَمْرَ الْمُشْرِکِیْنَ

أَفَعَدَّ اللَّهُ لَكُمْ حِكْمًا وَهُوَ الَّذِي

سو کیا اب اللہ کے ۱۲۳ سوال کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے حق



کے دشمن (شیاطین انس و جن) یہ کام سر انجام دے رہے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے پھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ شخص بے ارب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے چوہ تائید۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا آتَاهُ الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ (حجۃ) مثنی جب اللہ کا پیغمبر الٰہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنانا اسوقت شیطان لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا۔ ۲۲ یعنی مائل ہو جائیں اَلَيْهِ كِي فِيمِ زَخْرَفَ الْقَوْلِ کی طرف راجع ہے وَلِتَصْخُ - غروراً پر معطوف ہے کیونکہ وہ مفعول لہ ہے بمعنی لیخروہوہ یا دواؤ زائدہ ہے اور لتصغ جملنا کے متعلق ہے وَلِيَرْضَوْهُ لِيَقْتَرِفُوا - لتصغ پر معطوف ہیں۔ یعنی تاکہ وہ اسی (زخرف القول، تحوُّلِ بات) کو پسند کر س اور بد اعمالیوں میں متہم کر دیں۔ ۲۳ یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بیان ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب بھی انہی وحس میں صاف صاف فرمادیا کہ سب کچھ جاننے والا اور سب کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو امت پکارو۔ اب میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان یہودی یا نصاریٰ کے کسی بہت بڑے عالم کو حکم رنج مقرر کر لیں تاکہ وہ آپ کے بارے میں اور آپ کے دین کے بارے میں اپنی کتاب کا فیصلہ سنا دے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم نہیں مان سکتا۔ (رد ۶)

فتح الرحمن! یعنی آنچه لائق ایشانست ۱۲ حصت در سوره نهایت کتبہ مذکور شدہ است کہ یہود تصدیق میکنند قرآن را و در سوره نهایت مدنیہ مذکور شدہ است کہ یہود تکذیب میکنند آنرا و وجہ تطبیق آنست کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بود تنویر دعوت یہود نگروہ بود ہمہ بعدق قرآن معرف بودند کہ حکم آن بوعرب لازم است و عکس از ایشان انکار نکرد و چون ہجرت فرمود ایشانرا دعوت رد بعنا و در آمدند و در سیرت ابن اسحاق چند قصہ ہائیں مضمون مذکور است واللہ اعلم ۱۳ یا میگردانند کہ نزول وحی می شود و آدمی را خدا تعالی پینامبر می سازد و در حضرت پینامبر صلی اللہ علیہ وسلم و در قرآن دلایل بعدق موجود است ۱۴ عہ از بخانا آخر در بعض نسخہ مطبوعہ یافتہ نشد ۱۵ سجاد بخاری ۔

۲۴۷ کتاب سے نورات و انجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالوصول اما علماء اليهود والنصارى الخ (ترجمہ ص ۸ ص ۹) یہ علماء یہود و نصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ نورات و انجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا نکون میں خطاب ہر سامع کو ہے ۲۵ کلمہ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعویٰ توحید۔ وقمت ای بالذلائل العقلية والنقلية و دلائل الوحی یعنی دعویٰ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لا مبدل لکلمتہ اس دعویٰ توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وهو السميع العليم وهو العليم وهو العليم

اور یہ ماقبل کی علت ہے اور مبتدا اور خبر معرفہ ہو سکتی ہے یہ توحید مفید ہے۔ یعنی ہر چیز کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہر چیز کو جاننے اور سننے والا ہوتا تو اسے بدلنے کا اختیار بھی ہوتا اذ لیس فلا یس سورہ کہف فرمایا۔ قل ما اوحی الیک من کلمۃ بک لا مبدل لکلمتہ اور اسکی دلیل ولین تجد من دونہ ملقدا سے بیان فرمائی مطلب یہ کہ جب ہر چیز کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس کے سوا کوئی جاننے والا بھی نہیں تو اس کے کلمات کو بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔ ۲۶ یہ خبر ہے اکثر من فی الارض مراد مشرکین ہیں والمراد بالکفر الکفر (درج) سبیل اللہ سے مراد توحید باری تعالیٰ یعنی آپ کفار و مشرکین کی بات مان لیں گے تو وہ تو آپ کو توحید کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کریں گے ان کی کوششوں کو آپ کے پاس تو اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور آپ کا علم علم یقین ہے مگر مشرکین کے پاس ظن و تخمین کے سوا کچھ نہیں وہ محض ظن کی بنا پر ظن کر رہے ہیں یخوضون وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ کی طرف ولد و نائب اور شریک کی نسبت کرتے ہیں والمواد انہم یکنون علی اللہ تعالیٰ فیما ینفون البہ جل شانہ کما نقذا المولد وحجل عبادۃ الاوثان ذریعۃ الیہ سبحانہ (س و ح ج ص ۸ ص ۹) ۲۷ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار ہیں۔

۱۲۱ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار ہیں۔

الانعام ۶

۳۳۷

و کو آیت کا

أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ

اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو

آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ

ہم نے کتاب دی ہے ۲۸ وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے

مِّنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَآنِ تَكُونُ مِنَ

تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو میت ہو

الْمُتَرِّينَ ۝۱۳۲ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

شک کرنے والوں میں سے ۲۹ اور تیرے رب کی بات پوری

صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۝۱۳۳

سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۱۳۴ وَإِنْ تُطِعْ

اور وہی ہے سننے والا جاننے والا اور اگر تم کہنا مانے لگا ۳۰

أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يَضِلُّوكَ عَنْ

اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے

سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ

اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور

إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝۱۳۵ إِنْ رَبِّكَ هُوَ

سب انکل ہی دوڑاتے ہیں ۳۱ تیرا رب خوب ۳۱

أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ ۝۱۳۶ وَهُوَ أَعْلَمُ

جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ۳۲

بِالْمُتَدِينِ ۝۱۳۷ فَكُلُوا مِنَّمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْكَ

ہے جو اس کی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اس جانور ۳۳ میں سے جس پر نام لیا گیا ہے

منزل ۲

حصہ دوم نفی شرک فعلی

۱۔ تحریمات غیر اللہ ۲۔ تحریمات اللہ ۳۔ مذکور غیر اللہ

سورہ انعام کے حصہ اول میں نفی شرک اعتقادی کا بیان تھا اب دوسرے حصے میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ یہ حصہ فکلو امّا ذکر اسم اللہ (۱۳۶) سے لے کر ذلک و صا کھربہ فتح الرحمن تک یعنی آٹھ کافران در باب تحریم و تمیل اشیا و شہات سکر و ند باطل است ۱۲

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۹۴) تک ہے اس حصے میں شرک فعلی کی تیس شقیں مذکور ہیں۔ تحریمات غیر اللہ جاعلانوں سے۔ تحریمات اللہ ایک دفعہ اور نذر غیر اللہ کو بھی جاعلانوں سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے اور آگے آرہا ہے۔ ۳۸۸ تحریمات غیر اللہ کا ذکر پہلی بار صاف سے مراد وہ جانور ہیں جن کو مشرکین نے اپنے معبودوں کی تعلیم اور خوشنودی کے لئے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرو، ساجبہ، وصیلہ اور عام وغیرہ فرمایا جن جانوروں کو فاعلہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو ان کو کھاؤ یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حلال سمجھ اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کرو اور اپنی طرف سے تم نے جو تحریمات کر رکھی ہیں ان کو اٹھاؤ۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا الْخِزْيَ كُورَهُ رَجِرَہ سَاجِبَہ وَصِیلَہم جانوروں میں سے جن کو فاعلہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو لکھاؤ یہ مطلب یہ ہو کہ ان کو حلال سمجھو۔

وَلَوْ أَنَّآ ۸ ۳۳۸ الانعام ۶

اِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۱۱۸ وَمَا لَكُمْ

اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے اور کیا سبب کہ تم

اَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اَسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَا

نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ

قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اَلَا مَا

دالغ کر چکا ہے قطعہ جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ

اضْطَرُّرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنْ كَثِيرٌ اَلْيَضْلُون

بجبر ہو جاؤ اس کے کھانے قطعہ پر حرام اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں

بَا هُوَ اَيُّهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنے خیالات پر بغیر تحقیق پر ارب ہی خوب جانتا ہے

بِالْمُعْتَدِينَ ۱۱۹ وَذَرُوا ظَاهِرَهُمُ الْاَشْمُ وَا

حد سے بڑھنے والوں کو اور چھوڑ دو کھلا ہوا کٹا ہوا قطعہ اور

بَا طِنُهُمُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاَشْمُ

بھپا ہوا جو لوگ گناہ کرتے ہیں

سَيَجْزُوْنَ بِمَا كَانُوْا يَكْتَسِبُوْنَ ۱۲۰ وَلَا

عقرب سزا پادیں گے اپنے کئے کی اور اس میں سے نہ

تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ اَسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَا

کھاؤ جس پر اس کا نام نہیں لیا گیا اللہ کا اور

اِنَّهٗ لَفَسْقٌ وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيُؤْوِحُوْنَ اِلَى

یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں دھاتے ہیں

اَوْ لِيَبْهَمُوْا لِيَجْاِدُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمْ مَوْهَمَ

اپنے رفیقوں کے تا کر وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا

منزل ۲

میں ان کی تیس شقیں مذکور ہیں۔ تحریمات غیر اللہ جاعلانوں سے۔ تحریمات اللہ ایک دفعہ اور نذر غیر اللہ کو بھی جاعلانوں سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے اور آگے آرہا ہے۔ ۳۸۸ تحریمات غیر اللہ کا ذکر پہلی بار صاف سے مراد وہ جانور ہیں جن کو مشرکین نے اپنے معبودوں کی تعلیم اور خوشنودی کے لئے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرو، ساجبہ، وصیلہ اور عام وغیرہ فرمایا جن جانوروں کو فاعلہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو ان کو کھاؤ یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حلال سمجھ اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کرو اور اپنی طرف سے تم نے جو تحریمات کر رکھی ہیں ان کو اٹھاؤ۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا الْخِزْيَ كُورَهُ رَجِرَہ سَاجِبَہ وَصِیلَہم جانوروں میں سے جن کو فاعلہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو لکھاؤ یہ مطلب یہ ہو کہ ان کو حلال سمجھو۔

۳۹۰ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت کا پہلی بار ذکر یہاں اجمال سے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ قَدْ فَصَّلَ مَاضِیَ کَاسِیغَہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریمات کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے تفصیل کہاں ہوئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اگر سورہ مائدہ کا نام لیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ سورہ انعام کی ہے اور سورہ مائدہ مدنی ہے اور انعام کے بعد نازل ہوئی اس لئے وہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے سورہ نحل مراد لی ہے کیونکہ وہ نزول میں انعام پر مقدم ہے لیکن اس اشکال یہ ہے کہ نحل میں تفصیل نہیں اس میں صرف چار تحریمات کا ذکر ہے۔ مینہ، دم، خنزیر اور مَآ اَہِلَہ لَہُمُ یَغْذِی اللہ کی زیادہ تفصیل تو خود انعام میں موجود ہے اس لئے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس سے تحریمات کی یہی تفصیل مراد ہے جو انعام میں مذکور ہے اور قَدْ فَصَّلَ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سے قبل تفصیل کر چکا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کر رہا ہے جو تم پر حرام ہیں جیسا کہ اس کے بعد سورہ ۱۰ کی ابتدا میں قَدْ تَعَالَوْا اَتْلُوْا مِمَّا سِوَاہ سے تحریمات کو تفصیل سے ذکر فرمایا جیسا کہ سورہ نور کی ابتدا میں فرمایا سُوْرَۃً اَنْشَزْنَاہَا وَفَصَّلْنَاہَا امام رازی نے بھی اسی کے قریب قریب ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ فرماتے ہیں الاولیٰ ان یقال المراد قولہ بعد ہذا الذیۃ قَدْ لَا اَجِدُ فِیْہَا اَوْحٰی اِلَیَّ مَحَرَّمًا عَلٰی طَائِفَہ یَطْعَمُہ و ہٰذِہ الذیۃ وَاِنْ کَانَ تِ مَذْکُورَہ بعد ہذا الذیۃ بقلیل الا ان ہذا القدر من التأخیر لا یمنع ان یتکون هو المراد واللہ اعلم (کبیر ج ۳ ص ۳۳۸) ۳۹۱ یہ ماحصر سے استثناء ہے اور اس میں حالت اضطرار کا حکم بیان کیا گیا کہ حالت اضطرار میں یعنی جب بھوک کی وجہ سے زندگی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بعد رسد رفق تحریمات میں سے کھا لینا جائز ہے وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخِزْيَ کُورِہ سے لوگوں کو

کو اپنے من گھڑت دین کی باتیں سنا سنا کر اللہ کے اصل دین توحید سے بہکاتے ہیں اس سے مشرک و گمراہ مولوی اور ہر مراد ہیں۔ مثلاً اشیاء و رسیان اور قیسین جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے الْمُعْتَسِیْنَ اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والے، غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے نذر و نیاز دینے والے بھی اس میں داخل ہیں۔ ۳۹۲ ظاہرہمُ الْاَشْمُ جو گناہ ظاہری اعصاب سے کئے جائیں مثلاً شرک فعلی وغیرہ بَا طِنُہمُ جو گناہ دل سے کئے جائیں مثلاً شرک اعتقادی وغیرہ الشُّرُکُ الجہلی والکفنی و مہارک ۳۹۳ مائدہ ۲۴۱ المراد بظاہر الاشراف افعال الجوارح و باطنہ افعال القلوب (خازن ج ۲ ص ۳۹۳) ۳۹۴ یہاں الاشم سے مذکورہ ظاہری اور باطنی اثم ہی مراد ہے یہ تحویف اخروی ہے شرک فعلی اور شرک اعتقادی کرنے والوں کے لئے۔ ۳۹۵ جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہیں لیا گیا انہیں مت کھاؤ یعنی ان کو حلال موعظ قرآن وال یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شیعہ رکھو۔ فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید یعنی بیتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آن رخصت است واللہ اعلم ۴۔

نہ سمجھو ورنہ لفسق۔ جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ غیر اللہ کا نام لیا جائے ان کو حلال جاننا فسق اور کفر ہے۔ فسق سے اس کا کمال درجہ یعنی کفر مراد ہے ورنہ الشیاطین ای من الجن والانس۔ یعنی شیاطین جن و انس اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے اور ان کو مشرکانہ افعال کی ترغیب دیتے ہیں ورنہ اطاعت موصوہم اگر تم نے (اے جماعت مؤمنین) ان کی بات مان لی اور تحریکات غیر اللہ کو حرام اور نذر غیر اللہ کو حلال جانتے لگے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو یاد رکھو پھر تم بھی ان جیسے مشرک ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے تحریکات کو حلال جاننا اور اس کے حلال کو حرام جاننا بھی شرک ہے قال لزجاج جہدہ دلیل علی ان کل من احل شیئاً مما حرما للہ او حرم شیئاً مما احل للہ تکفیر مشرک الخ (کبیر ج ۴ ص ۱۲۷) اللہ بشارت

مع توفیق۔ یہ مومن و کافر اور موصوہ و مشرک کی تمیز ہے۔ کفر و شرک کو موت اور ظلمت سے اور ایمان و توحید کو حیات اور نور و تشبیہ دی یعنی جو شخص پہلے کافر و مشرک تھا اللہ نے اس کے مردہ دل کو زندگی عطا فرمائی اور اسے ایمان کی توفیق دے کر ہدایت کی روشنی عطا کی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو کفر و مشرک کے گمراہوں میں گمراہ رہا ہے اور ایمان کی توفیق اور ہدایت کی روشنی سے محروم ہے گنہگار کے لئے اللہ نے انکار کی توفیق دہ کا اعادہ ہے ۱۳۵ یہ نہ ماننے کی چھٹی وجہ ہے۔ اکبر۔ جعلنا کا مفعول اول اور مفعول ثانی یا برعکس لیکن مکر و لام عاقبت یعنی ہر سستی کے بڑے بڑے لوگ مجرم ہوتے ہیں اور دین حق کے خلاف مکر و فریب کی چالیں سوچتے اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے رہتے ہیں و ما یسکروا انہم مکروا فریب کا وبال خود ان کی اپنی جانوں پر پڑے گا۔ اس سے وہ دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یعنی ما یحییٰ ہذا المکر الا ہم لان وبال مکرہم یعود علیہم (خازن ج ۲ ص ۲۸۷) ۱۳۶ یہ شکوی ہے جب انکو کوئی معجزہ دکھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ معجزات نہ دکھائے جائیں جو پہلے رسولوں نے دکھائے تھے اللہ اعلم انہم جواب شکوی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ مرتبہ رسالت کی اہلیت کس شخص میں ہے اسی طرح اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ کون اور کس قسم کا معجزہ کس موقع کے مناسب ہے اور وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق معجزات کا اظہار فرماتا ہے۔ تمہاری خواہشات کا پابند نہیں۔ حصن حصین میں ہے کہ یہ تمام قبولیت دعا کا ہے جب تلادت کنندہ اس آیت پر پہنچے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے لئے دعا مانگے۔ ۱۳۷ یہ تحویف اخروی ہے صبحا ذلت و رسوائی کا گناہ یسکروا کا سبب ہے یعنی یہ سزا ان کو دین اسلام کے خلاف مکر و فریب کے بال بچا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے ملے گی۔

۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳

۳۸ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے جسے وہ ہدایت دینا چاہے اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے اور اس سے قبول حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اس کے قانون تکوینی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے اور منافقین کو گمراہ کرتا ہے۔ ضرور عباد کی وجہ سے ان کے دلوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ ۳۹ یہ مذکورہ بیان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تحریکات غیر اللہ کو اٹھانا اور غیر اللہ کی نذر کو حرام جاننا اللہ کی عقاد کی ورثہ کی فعلی سے اجتناب کرنا یہ تمام چیزیں ہی صراط مستقیم اور ہی اللہ کا دین ہے جو اس نے مقرر فرمایا ہے۔ اے ہذا الدین الذی شرعنا لک یا محمد بما اوجبتنا الیک ہذا القدان ہو

۳۴۔ ۳۵۔ الانعام ۶

فَمَنْ يَرْدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ
سوجس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو
لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يَرْدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ
واسطے قبول کرنے اسلام کے مٹا اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے
صَدْرَهُ ضَيْقًا حَرَجًا كَانِمًا يَضْعُدُ فِي
اس کے سینہ کو تنگ بنے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چر رہا ہے
السَّمَاءِ طَكَذَلِكُ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ
آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۲۵ وَهَذَا صِرَاطُ
ایمان نہ لانے والوں پر عذاب اور یہ ہے اللہ راستہ
رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۱۲۶ فَصَلْنَا الْأَيْتَ لِقَوْمِ
ہم نے رب کا سیدھا ہے ہم نے واضح کر دیا نشانوں کو مقرر کرنے
بَيْنَ كَرْمُونَ ۱۲۷ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
والوں کے واسطے وہ انہی کے لئے ہے اللہ سلامتی کا گھر اپنے رب کے گھر اور
هُوَ وَلِيَّهُمْ يَسَاءَ كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۲۸ وَيَوْمَ
وہ ان کا مددگار ہے بسبب ان کے اعمال کے اور میں ان سے
يُخْشَرُهُمْ جَمِيعًا يَبْعَثُ الْجَنِّ قَدِ
جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی قسم تم نے
اسْتَكْبَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ وَقَالَ أَوْلِيُوهُمْ
بہت کچھ تابع کرنے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار
مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
آدمیوں میں سے قسم اے رب ہمارے کام کا لاہم نے ایک دوسرے سے

منزل ۲

۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳

۳۳۱ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشرکین کو کبھی کبھی دوزخ سے باہر نکالا جائے گا اور اس سے مراد وہ وقفہ ہے جب ان کو مارجم (گرم پانی) پلانے کے لئے باہر لایا جائے گا۔ یا جب ان کو طبقہ زمہریر میں داخل کیا جائے گا۔ (روح) یا کوئی اور عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا سَأَذْهَبُكَ صَعُودًا رُّوحًا کَانَ اَقَالَ الشَّيْخُ قَدَسَ سِرِّ ۳۳۲ نہ ماننے کی ساتویں وجہ۔ یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعویٰ توحید کو قبول نہیں کرتے۔ جیسا کہ سورہ غلکبوت ۳۴ میں ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِثْقًا دُونَ اللَّهِ وَ انْتُمْ تَاْمُوْنَ ۝ ۳۵

يُنِيَكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جس طرح مشرک پیر کے مرید یا ہم پیر بھائی ہوتے ہیں اور اہل توحید کی بات نہیں مانتے ۳۳۲ تخویف آخری ہے اور اس سے قبل یَقَالُ کہ محمدؐ مفرد ہے یعنی قیامت کے دن ان سے یہ کہا جائے گا قَا كُؤْ اَشْهَدُ نَا عَلٰى اَنْفُسِنَا یہ کفار جن وانس کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ بلاشبہ ان کے پاس اللہ کے رسول آئے مگر وہ دنیوی عیش میں منہمک اور ظاہری شان و شوکت پر مغرور ہو گئے اور اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا۔ ۳۳۵ اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے اور سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بچھڑوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیا جائے اِی لَیْلَہِ مَلِکَہِ حَقِّ یَعِثُ اِلَیْہِمُ رَسُوْلًا (بجرحہ کلک) ۳۳۶ یَحٰی کی تینوں مضامین ایہ مضمون سے غرض ہے اصل میں تھا لکن عامل بطاعت اللہ اور معصیتہ درجہ ای منازل یمابغھا بعملہ ان کان خیر اخ خیر وان کان شَرًّا فَشَرٌّ فَعَلَانِ ج ۲ ص ۱۸۱ یعنی مرسوسن و کافر کو اکل کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ بس طرح مومن و

۳۳۱ الانعام
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

الانعام

۳۳۱

وَلَوْ اَنَّكَ

وَبَلَّغْنَا اَجَلَنَا الَّذِيْ اٰجَلْتُمْ لَنَا ط قَالَ النَّارُ

اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا مگر کیا فرمایا گا اکل

مَثُوْلَكُمْ خَلِيْدِيْنَ فِيْهَا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ط

ہے گھر تمہارا را کر دگے اسی میں مگر جب چاہے اللہ ۳۳۱

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۱۲۸ وَ كَذٰلِكَ

البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے و اور اسی طرح

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا

ہم ساتھ ملا دیں گے ۳۳۲ گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے

يَكْسِبُوْنَ ۱۲۹ يَمْعُشَرُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ كَمْ

اعمال کے سبب ۳۳۳ اے جماعت جنوں ۱۲۹ کی اور انسانوں کی کیا نہیں

يَا تَكْمُرُ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْصُوْنَ عَلَيْكُمْ

پہنچتے تھے تمہارے پاس رسول تھے میں کے کہ سنا تے تھے تم کو

اٰیٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءِ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط

بہرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے

قَالُوْا اَشْهَدُ نَا عَلٰى اَنْفُسِنَا وَعَرَّضْتُمْ اَحْيَاؤُ

کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی

الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

زندہ ملی نے اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ

كٰفِرِيْنَ ۱۳۰ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكِ

کافر تھے مگر یہ اس واسطے کہ ترا ۱۳۰ رب ہلاک کرنے والا نہیں

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۱۳۱ وَلِكُلِّ

بستیوں کو ان کے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں مگر اور ہر ایک ۱۳۱

منزل ۲

کافر کے درجات میں تفاوت ہے اسی طرح مومنوں اور کافروں کے درجات میں بھی کثرت و قلت حسنات و سیئات کے اعتبار سے تفاوت ہوگا۔

موضح قرآن و دنیا میں جو انسان بت پوجتے ہیں و درہ فی الحقیقت جن میں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دینگے انکو نیازیں چڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے ہوں گے تب یوں غدر کرینگے کہ ہم نے پوجا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں مگر حوا ہے الشاس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا کہ اس سورہ میں اور مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ اندیر سے ان کو قائل کرے گا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی برائے حساب مال پس در حق مایہ حکم است ۱۲۷ یعنی در حق اہل نجات ۱۲۸ مراد آنست کہ آیا نیادہ اند یعنی از مجموع جن وانس و ان صادق است بہودن ریل از انس مبعوث بانس و جن ۱۲۹ یعنی قبل از بعثت رسل عفویت بھی آید ۱۲۰۔

تہیں جس چیز (عذاب یا قیامت) کا وعدہ دیا جا رہا ہے وہ آکر رہے گی۔ اللہ کے وعدے میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اور نہ تم ہی اس کو روکنے کی قدرت اور طاقت رکھتے ہو۔ ۱۲۸

یہاں اللہ کریمِ العظیم الظلمون تک تحریف اخروی ہے۔ ۱۲۹

یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا دوسری بار ذکر ہے پہلے قَدْ قَضَلَ اَخْمِیْسِ اَجْمَالًا ذکر کیا یہاں قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا یعنی مشرکین نہ صرف چوپایوں ہی کو غیر اللہ کا حصہ نکالتے ہیں بلکہ وہ غلوں اور پھلوں سے بھی غیر اللہ کی نذر و نیاز مقرر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی بالو حرام نہیں جسے غیر اللہ کی غلطیم کیلئے ذبح کیا جائے بلکہ وہ بھی حرام ہے جو زندہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے طور پر دیدیا جائے۔ مشرکین زمین کی پیداوار سے اور جانوروں سے اپنے معبودوں کی نیاز کے حصے معین کر دیتے تھے اور ساتھ اللہ کا حصہ بھی متعین کرنے لگے۔ ۱۳۰

اپنے معبودانِ باطلہ کی نذر و نیاز کے حصول کو اللہ کی نذر کے مصارف میں خرچ نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی نذروں کو اپنے معبودوں کی نذروں کے مصارف میں خرچ کر دیتے تھے۔ اٰی فَمَا عِیْنُوہُ لِّشُرَکَآئِہِمْ اِیْصِرُفَ اِلٰی الْوُجُوہِ الَّتِیْ یَصْرِفُ اِلَیْہَا مَا عِیْنُوہُ لِلّٰہِ تَعَالٰی دَمَا عِیْنُوہُ لِلّٰہِ تَعَالٰی یَصْرِفُ اِلٰی الْوُجُوہِ الَّتِیْ

[illegible]

۱۲۔ کہی ہوئی دو صدویں بیان
لفظاً گلا اس میں
کہ بیان دوسری بار
میں غارت غارت

دَرَجَتِۖۤ مِمَّا عَمِلُوا۟ وَمَا رَّبُّكَ بِغَافِلٍ

درجے ہیں ان کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں

عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ

ان کے کام سے اور تیرا رب بے پروا ۱۳۶ ہے رحمت والی

إِنْ يَشَأْ يُدْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ

اگر چاہے تو تم کو لے جاؤ اور تمہارے پیچھے تمام کمر دے

مَا يَنْشَأُ مِنْكُمْ أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَةٍ فَتَمُوتُ

جس کو تپا ہے جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد

اٰخِرِيْنَ ۝۱۳۳ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَّمَا اَنْتُمْ

سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آئے والا ہو اور تم

وَمُعْجِزِينَ ﴿١٣٣﴾ قُلْ يَقَوْمِ اعْبُدُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ

عاجز نہیں کر سکتے تو کہہ دے اے لوگو! ملکہ تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر۔

إِنِّي عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مِمَّنْ تَكُونُ لَهُ

میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب بان لو کے تم کہ کس کو ملتا ہے

عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾

عاقبت کا کلمہ بالیقین محلا نہ ہوگا ظالموں کا دیا

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ

اور ٹھہرائے ہیں اللہ تعالیٰ کا اس کی پیارا کی ہوئی کبیتی اور مواشی میں

نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا

ایک حصہ بھرتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اسے خیاں میل اور یہ

لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى

ہمارے تریچوں کا بے سوچو حصہ ۱۵ اُن کے تریوں کا ہے وہ لڑ نہیں پہنچتا

مازل ۲

فتح الرحمن **فصل ابل** جا بلیت احکامی چند اختراع کرده بودند از جمله آنست که از زراعت و موشی پاره برای خدا مقرر میکردند و پاره برائے تها و حصه خدا بر مساکین و ضعیفان صرف میکردند و حصه تها باستانه بنان میرسانیدند پس اگر چیزی از حصه خدا در حصه بنان مخلوط میشد ترک میکردند که خدا حاجت ندارد و اگر حصه بنان در حصه خدا مخلوط میشد آنرا جدا میکردند که بنان محتاج اند و از جمله آنست که قتل و زنا تجویز میکردند و موشیان ایشان بدین معنی فتوی داده بودند و از جمله آنست که بعضی زراعت و موشی را حرم میساختند که غیر سده بنان کسی دیگر نخورد و آنچه برای بنان ذبح میکردند تمام خدا بران نمیکشفتند و از جمله آنست که چون بجا نرو سوا بکجه میدادند اگر زن زنده بودی مردان را حلال میدادند اگر زن زنده بودی همه را حلال میدادند خدا تعالی را داین مذاهب باطله فرمود و آنچه حکم حق است بیان فرمود و مخرمانی که از اهل مثل بران منفق اند ذکر کرد و الله اعلم ۱۳ -

اھلہ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ایک تیسری شق کا بیان ہے۔ جس طرح مشرکین پھلوں، غلوں و چوپایوں سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے تھے اسی طرح وہ اپنی اولاد میں سے بھی بعض کو اپنی مسجور کی نذر کے طور پر ذبح کرتے تھے و قیل انہم کانوا ینذرا احدھما ذابلغ بنوہ عشرۃ فاحد واحد منہم (روح ۸۶ ص ۸۷) شکر کا افعال اور قتل اولاد و ہم اس کا مفعول ہے۔ چونکہ معبودوں سے محبت و عقیدت ان کے یہ کام کرائی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے اس لئے مجازاً فعل تزیین کو شکر کا یہ طرف

منسوب کیا گیا ۱۵۱۔ یہ تحریرات غیر اللہ

کا دوسری بار ذکر ہے۔ یہاں باقی ماندہ

صور توں میں سے چار کا ذکر ہے (۱)

ہذہ انعام و حرث و حجر و حجر و حجر

چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودوں

کے لئے مقرر کر دیتے تھے اور کہتے تھے

انہیں کوئی نہیں کھا سکتا (۲) و

انعام و حرث و حرث و حرث و حرث و حرث

نام زرد چوپایوں پر سواری کرنے اور

بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے (۳)

و انعام و حرث و حرث و حرث و حرث و حرث

علیہا جن چوپایوں کو وہ غیر اللہ

کے لئے نامزد کرتے تھے ذبح کے وقت

ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے (۴)

و قالوا ما فی بطون ہذہ الانعام

خالصۃ لک کورنا لہ بجاہل

و سوا سب کے بارے میں وہ یہ

فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا

بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے لئے

حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہو گا

اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں

کے لئے حلال ہو گا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا

کہ ان معبودوں کے لئے تحریمیں کرنے

سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ ہم نے

اس کے برگزیدہ بندوں کی تعلیم کی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس

فعل کو اپنی ذات مقدسہ پر افتخار قرار

دیا۔ اور اس اختراع پر ان کو

تخوین اخروی سنائی۔

الانعام ۲

۳۳۳

و کو انعام

اللہ و ما کان للہ فہو یصل الی شراکائہم

اللہ کی طرف اور غیر اللہ کا ہے۔ وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شرکیوں کی طرف

سواء ما یحکمون (۱۳۱) و کن لک زین لکثیر

کیا ہی بڑا انصاف کرتے ہیں و اور اسی طرح مزین اصلہ کر دیا بہت سے

من المشرکین قتل اولادہم شراکاء و ہم

مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شرکیوں نے قتل

لیردوہم و لیلبسوا علیہم دینہم و کو

تا کہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملادیں ان پر ان کے دین کو اور

شاء اللہ ما فعلوہ فذرہم و ما یفترون (۱۳۲)

اللہ جانتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ

و قالوا ہذہ انعام و حرث و حجر لا یطعمہا

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی اصلہ اور کھیتی منسوب ہے اس کو کوئی نہ کھاو

الا من شاء یزعمہم و انعام حرمت

مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعضے پیٹ پر چرنا حرام کیا

ظہورہا و انعام لا یدکرون اسم

مواشی کی اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ

اللہ علیہا افتراء علیہ سبجریہم و ما

کا اللہ پر بہتان باندھ کر عقوبت وہ سزا دینگا ان کو اس

کاؤا یفترون (۱۳۸) و قالوا ما فی بطون

جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو بچہ ان مواشی

ہذہ الا انعام خالصۃ لک کورنا و محرم

کے پیٹ میں ہے مگر اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

موضح قرآن و لا کافرانی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے اب جانا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کس کی راہ میں جن کو دلوادیا ہے انکو دنیا اس کا فائدہ اُس کو نہیں پہنچتا اس کی حکم برداری اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے الزام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہراوے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جن کو کہا ان کو دے تو حکم برداری ہے۔ اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اس شخص کے بدلے اس بزرگ کو یا اس کو فقیر کی جگہ ٹھہراوے کہ چیز اس کی کرے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے۔

فتح الرحمن ۱۵۱ یعنی در حکم بحال و سوا سب با شہد ۱۳

۱۵۳ اس آیت میں باختصار دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ میں نذر غیر اللہ کا اور وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ میں تحریمان غیر اللہ کا
اِفْتَرَاءً مصدر یعنی اسم فاعل حَرَّمَ اَوَّلَ کے فاعل سے حال واقع ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ کا اور تحریمان غیر اللہ کا تیسری بار ذکر ہے۔ ۱۵۴ یہ نذر غیر اللہ کا چونکہ باوجود کہ یہاں سے
اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ تک غلوں، پھلوں اور سیوروں کی مختلف انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں غیر اللہ کی نذر و نیاز مت رو مَحْرُوسَاتٍ وَغَيْرُ

مَحْرُوسَاتٍ بعض مفسرین نے ان دونوں
صفتوں کو انگور سے مستحق کیا ہے یعنی بعض انگور
ایسے ہیں جن کے لئے لکڑی کے عربش (چھپر) بنا کر
ان پر ان کو چڑھایا جاتا ہے اور بعض ویسے ہی تین
پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک معروضات
سے انگور اور دوسری اسی قسم کی پھلیں مراد ہیں
جو عربش پر چڑھائی جاتی ہیں اور غیر معروضات
سے تناور درخت مراد ہیں۔ مَتَشَابِهًا غَيْرُ
مُتَشَابِهٍ یعنی یہ پھل اور سیوے شکل
و صورت اور رنگ میں تو ایک دوسرے سے ملتے
جلتے ہیں۔ لیکن ذائقہ میں مختلف ہیں۔ کوئی میٹھا
کوئی ترش اور کوئی تلخ۔ مَتَشَابِهًا فِي اللَّحْمِ
غیر متشابهہ فی الطعم (روح)
۱۵۵ یعنی مذکورہ بالا اشار میں
سے اللہ کا حق ادا کرو جو اس نے تم پر فرض
کیا ہے اِنَّوَا حَقَّهُ الَّذِي اَوْجَبَهُ اللَّهُ
تَعَالَى (روح) مشرکین زمین کے حاصلات
سے ان کا حصہ تو پہلے بھی نکالتے تھے جیسا کہ پہلے
مذکور ہے وَحَبَلُوا لِلَّهِ مَا ذَرَأْتُمُ الْخُورِ
وَاِنْ تَقَامِرْ تَقَامِرُ الْخُورِ (۶۷) اس لئے یہاں مراد
یہ ہے اِنَّوَا حَقَّهُ خَاصَّةً یعنی زمین کی پیداوار
سے صرف اللہ ہی کا حق ادا کرو اور اس میں سے نہ
دنیا صرف اللہ ہی کے نام کی روک کر کُسر کرنا
امام فہرست اور امام زہری کہتے ہیں اس سے مراد
یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو المعنی
اَلتَّفَقُّوا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى (روح)
۸ ج ۸ امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد
یہ ہے کہ مجبوران باطلہ کو جو پالیوں و زمین کی
پیداوار میں شریک نہ کرو یعنی ان سے ان کے نام
کی نذر و نیاز مت دو قال مقاتل المرد
و تشرکوا الرصناص فی الحداث و
الانعام (روح) - خازن ج ۲ ص ۱۵۸

مفسرین میں دونوں
مضمونوں کا اعادہ
۱۵۳ اس آیت میں
نذر غیر اللہ کا
اور تحریمان غیر
اللہ کا تیسری بار
ذکر ہے۔ ۱۵۴ یہ
نذر غیر اللہ کا
چونکہ باوجود کہ
یہاں سے اللہ کا
حق ادا کرو اور
ان میں غیر اللہ
کی نذر و نیاز مت
رو مَحْرُوسَاتٍ
وَغَيْرُ

وَلَوْ اَنَّكَ نَازِلًا ۳۳۳ الانعام ۶

عَلَىٰ أَرْوَاحِنَا ۚ وَإِنْ يَكُنْ مَّيِّتَهُ فَهُمْ فِيهِ
بہار می غور توں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب
شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمُ إِنَّهُ حَكِيمٌ
برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا
عَلِيمٌ ۱۱۹ قَدْ خَبَرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ
جاننے والا ہے وہ بیشک خراب ۱۵۳ جو بچہ نے قتل کیا اپنی اولاد کو
سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ
ناوازی سے بغیر علم اور حرام پھر اپنا اس رزق کو جو اللہ نے
اِفْتَرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا أَمَا كَانُوا
ان کو دیا بہشتان ہاتھ کہ اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے
مُهْتَدِينَ ۱۲۰ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ
سیدھی راہ پرست اور اسی نے پیدا کئے جہنم باغ
مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ
جو بیٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو بیٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے دنیا اور جہنم
وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أَكْثَرَهُمُ الزَّيْتُونُ
درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اول
الرَّيْحَانُ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۱۲۱ كَلُوا
انار کو ایک دوسرے کے متشابه اور جدا جدا بھی کھاؤ
مِنْ شَرَابٍ إِذَا أَشْرَبُوا شَرِبُوا حَقَّهُ يَوْمَ
ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ۱۵۸ انکا حق جس دن
حَصَادِهِ زَوْلاً لَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
ان کو کاٹو اول بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آئے

منزل ۲

موضح قرآن و ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے کچھ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھا دیں اور عورتیں نہ کھا دیں و مردہ نکلے تو سب کھا دیں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت
ہے اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں
و بیٹیوں کا مارنا وارکتے تھے اور یہ سخت و بال ہے۔

فتح الرحمن ۱ یعنی درختان انگور و مانند آن ۱۲ ص یعنی افراد ہر نوعی باعتبار صورت مانند یکدیگر اندوہ اعتبار مزہ نہ ۱۳۔

۱۶۲ یہ نذر غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ فسقاً اھلّ لعیبہ اللہ بام سے تعبیر کیا گیا ہے فسقاً کا مضاف مذکور ہے جسے حذف کر کے اس کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہے ای ذات فسق اور یہ موصوف کی صفت ہے ای کلمہ ذات فسق یعنی فسق و مصیبت کا وہ کلمہ بھی حرام ہے جس کے ذریعے غیر اللہ

کی نذر مانی جائے۔ لہذا نذر غیر اللہ بطریق اولی حرام ہے۔ یہ تفسیر حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کے مطابق ہے۔ دیگر مفسرین کے نزدیک اصل میں شیعہ ضیق ہے اور اس کو عین فسق اس لئے قرار دیا کہ یہ فعل انتہائی فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ناٹھی ہے۔ ۱۶۳ یہ سوال مفکر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو ہر ذی ظفر و کھروالہ بانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں اور گائے اور بکری کے بعض حصے یہودیوں میں حرام کئے گئے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ سب کے لئے تھی نہ ابدی تھی۔ بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہودیوں پر بطور سزا حرام کی گئیں جیسا کہ فرمایا۔ ذلک جزینہم ببغیہم کہ اذالہم یعنی یہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی گنہگاروں اور ان کے کفر و عناد کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں۔

موضح قرآن و یعنی جو بانور کھائے دستور میں ان میں سے بھی حرام ہے و مویشی میں سے ناخن دار یعنی اونٹ ان پر حرام تھا سو ان کی بے ٹکیوں سے ان پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں۔

فتح الرحمن و

مستخرج گوید مراد حصہ اضافی است بہ نسبت بہیۃ الانعام و ان امانات ثمانیہ مذکور است سگ و شیر و باز

وغیر ان اگرچہ حرام است از بہیۃ الانعام نیست و در ان بحث نہ داشتند ۱۶۳۔

وَلَوْ أَشْنَاهُ ۳۴۶ الانعام ۶

مَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لَّيُضِلَّ النَّاسَ

جو بہتان باندھے اللہ پر جسوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے

بَغِيرِ عِلْمِ اللَّهِ لَآ يَهْدِيَ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۶۲

بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ

تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانے پر

يُطْعِمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِيتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا

جو اس کو کھادے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون

أَوْ لَحْمَ خَيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ

یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر ام پکارا جائے

بَغِيرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاِعٍ وَلَا عَادٍ

اللہ کے سوا کسی اور کا بھروسہ کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جائے نہ نافرمانی کرے اور نہ بادی

فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۶۵ وَعَلَى الَّذِينَ كَادُوا

تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان و مہربان اور یہودی پر ۱۶۶

حَرَّمَ مَنَا كُلَّ ذِي ظِفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ

ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے

حَرَّمَ مَنَا عَلَيْهِمْ شَحْوِمَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ

حرام کی تھی ان کی پسری مگر جو بچی ہو

ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ

پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو پسری کہ ملی ہو بھٹی کے ساتھ

ذَلِكَ جَزَيْنَهُمْ بِبَغْيِهِمْ زَوَانَا لَصَدِ قُونَ ۱۶۶

یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم صحیح کہتے ہیں و

منزل ۲

۳۳۷ یہ لوگ اللہ کے حکم پر مغرور ہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرمادیں بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کا عذاب بھی بڑا سخت اور اٹل ہوتا ہے جو کسی مجرم سرکش و معاند سے مل نہیں سکتا۔ ۳۳۸ یہ شکوی ہے اور شرک پر شرکین کی سب سے بڑی دلیل کا تذکرہ ہے۔ یعنی مشرکین عنقریب اپنے مشرکانہ افعال کے جواز میں یہ دلیل پیش کریں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ ہم شرک نہ کریں تو ہم اور ہمارے باپ دادا کبھی شرک فی التعریف نہ کرتے اور نہ غیر اللہ کے لئے تخریمیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے ہیں اللہ اس پر راضی ہے۔ سبحان اللہ! ہذا بہتان عظیم۔ ۳۳۹ جواب شکوی ہے۔ یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کی تکذیب کی اور اسی طرح کی بے سرو پا دلیلیں پیش کیں۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے انہیں آگھیرا۔ قَدْ هَدَىٰ

الانعام ۶

۳۳۷

وَلَوْ اَنَّكَ

فَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ

بہر اگر تم کو جھٹلاویں ۳۳۷ تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی

وَاسِعَةٌ وَلَا يَزِدُّهَا عَنْ الْقَوْمِ

وسعت ہے اور نہیں ملے گا اس کا عذاب گنہگار

الْمُجْرِمِينَ ۱۳۷ سَيَقُولُ الَّذِينَ اَشْرَكُوا لَوْ

لوگوں سے ۱۳۷ اب کہیں گے ۳۳۸ مشرک اگر

شَاءَ اللَّهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا

اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کر

مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

پہلے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کرتے ۳۳۹ ان سے اگلے

حَتَّى ذَاقُوا بَاسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ

یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے

مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا

پاؤں سے کہ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر

الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُونَ ۱۳۸ قُلْ

جتنے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو ۱۳۸ تو کہہ دے

قُلِّلِ الْحُجَّةَ الْبَالِغَةَ فَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ

بس اللہ کا الزام پورا ہے ۳۳۹ سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم

اَجْمَعِينَ ۱۳۹ قُلْ هَلَمْ شَهِدْ اَنتُمْ اَلَّذِيْنَ

سب کو ۱۳۹ تو کہہ کہ لاؤ ۳۴۰ اپنے گواہ جو

يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا فَاِنْ شَهِدُوْا

گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ کسی گواہی دے

مازل

عِنْدَكَ قَدْ قِيْنَ عِلْمٌ یعنی پہلی دلیل تو بالکل وہی اور لغوی ہے آپ ان سے فرمائیں اگر تمہارے پاس گذشتہ انبیاء علیہم السلام سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ دلیل تمہارے پاس کیا ہوگی تم تو ہر بات ظن و تخمین سے کہتے اور دین کے معاملے میں بھی محض ظن فاسد کی پیروی کرتے ہو ۳۴۰ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ وہ واضح دلیل جو قوت و ستانت میں انتہا کو پہنچی ہوئی اور ہر لحاظ سے کامل ہو۔ یعنی مشرکین کے پاس تو کوئی معمولی سی دلیل بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس مضبوط اور محکم دلائل ہیں جن سے اس نے توحید کے ہر پہلو کا اثبات اور شرک کے ہر پہلو کا رد فرمایا ہے۔ فَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ اَجْمَعِينَ اس کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مَقْدَرٌ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی نے تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا (اگرچہ وہ ایسا کر سکتا تھا) کیونکہ اس طرح امتحان و ابتلا کی حکمت فوت ہو جاتی ۳۴۱ هَلُمَّ اَسْمِ فَعَلْ یعنی اسے ای احضرو ہم اور شہد آء سے مشرکین کے اکابر اور رؤساء اور ان کے مقتدار و پیشوا سراپاں جنہوں نے ان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ فرمایا مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے پیشواؤں کو بلائیں تاکہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کریں۔ اس سے مقصود علی رؤس الاشهاد ان کی تذیل و رفع ہے۔ کیونکہ ان تابعین کی طرح ان کے متبعین بھی دلائل سے تہی دست ہیں۔ دھمکباد ہم الذین اسوا صلا لہم والمقصود من احضارہم تفصیحہم والزامہم وان لا تمسک لہم کمقلد یہم (روح ۸۶ ص ۲۷۹) اگر مشرکین کے پیشوا، آپ کے سامنے یہ جھوٹی بات کہیں کہ واقعی اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے تو فلا قشہد معہم آپ ان کی بات کی ہر گز تصدیق نہ کریں کیونکہ یہ مرتج جھوٹ اور سرا سرباطل ہے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی شہادت دیدیں تو اسی میں ان کی موافقت نہ کریں ای فلا تصد قہم فانہ کذب

بجٹ (روح) ای لا تو اقمہم لانہم کذبہ فی شہادۃہم کما ان الشہود کذبہ فی دعواہم (بقرہ ۲۴۳ ص ۳۳۷) ان کے پاس دلائل تو ہیں نہیں وہ جو کچھ کہیں گے خواہشات نفسانیہ کے تحت کہیں گے۔ اس لئے آپ ان کی پیروی نہ کریں وہ تو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تکذیب کر رہے ہیں، آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شرک بنا رہے ہیں۔ ۳۴۱ یہ تحریکات البیہ کا ذکر ہے۔ سورہ مائدہ میں تحریکات البیہ کی صرف ایک صورت مذکور تھی یعنی غلبۃ محلی القیید و اَنْتَ حَرِّصْ اور باقی ماندہ صورتیں سورۃ العامی اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں اس صورت میں مسئلہ نہ غیر اللہ موضوع قرآن و یعنی رحمت کی سمائی سے اب تک تم کہے ہو لیکن نہ مانو کہ عذاب پھر گیا فل کافروں کا شبہ ہے کہ اگر سارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ لوگوں کو گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام نہ پسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا فل یعنی تمہاری غلطی ثابت ہوئی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔ فتح الرحمن ۱۲ یعنی نقلی از کتب الہی ۱۲۔

یہ کتاب و قرآن مجید تم پر اتنا جم جت گئے لئے نازل کی تاکہ تم یہ نہ ہو کہ تم سے پہلے یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل نازل ہوئی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے یا یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ یہود و نصاریٰ کی طرح انہیں ہم پر بھی کوئی کتاب نازل ہوئی تو ہم ان سے بڑھ کر آسمانی کتاب کی پیروی کرنے اور ان سے بڑھ چڑھ کر راہ ہدایت پر گامزن ہونے قَدْ جَاءَكُمْ كُتُبٌ بَيِّنَةٌ الْخِمْ لِهَذَا تَامَمَ جِت کے طور پر اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کتاب آچکی ہے۔ جو کھلے دلائل سے بھرپور ہے۔ اور سیدھی راہ دکھاتی ہے اور جس کی پیروی باعث رحمت ہے ۸؎ یہ زجر ہے۔ فارغ تیرجیہ ہے۔ لہذا اب سب سے بڑا ظالم وہ ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے منہ موڑے۔ ۹؎ مَيَجْزِي الَّذِينَ يَصِدُّونَ الْخِمْ یہ تکذیب اخروی ہے ۱۰؎ یہ تکذیب دنیوی ہے۔ عذاب دنیوی کی یہاں تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی مذکورہ دلائل و براہین کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے ہیں۔ کہادہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت کے فرشتے آپہنچیں اور ان کی جانیں قبض کر لیں تو موت کے بعد ان کی آنکھیں کھل جائیں گی یا یہ کہ ان پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی ایسی نشانی دیکھ لیں جو ان کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ مگر ان تینوں صورتوں میں ایمان لانا بے سود ہوگا فرشتوں کے آنے سے قبض ارواح کے لئے یا اللہ کا عذاب لے کر آنا مراد ہے۔ یَا بَنِي دَرْجَاتِ اِی یَاتِیْ اَمُورِ بَکْ یَا الْعَذَابِ ۱۱؎ بعض مفسرین لکھا ہے کہ جس نشان پہلی ذکر ہے۔ اس سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سے ہر وہ نشان مراد ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائیں اور طلوع الشمس من المغرب بھی اس میں داخل ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن صفی نے طلوع الشمس من المغرب کو بطور مثال پیش کیا ہے اور جن نشانات کے ظاہر ہونے پر ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا ان کو اس میں مخفی نہیں کیا۔ آیت مع تفسیر ملاحظہ ہو (اَوْ یَاتِیْ یَقِیْنُ اٰیَاتُ رَبِّکَ) کَطُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ الْمَغْرِبِ (یَوْمَ یَاتِیْ یَقِیْنُ

ہا اے اقل لکھ
ما شریعہ
میری پرستی
دوڑوں دعویٰ
یعنی نفی شرک
یعنی شرک
یعنی جوشخص
نیک روئے والے
میں اس کے لیے
بیان ہے ۱۰

کتاب محمدی گوشت است
مواقیق تحریکات غیر
الذکر و حلال الذکر
نیازات فی الذکر
حسرام کما فی الذکر

الانعام ٤

۳۴۹

وَلَوْ أَنَّنَا

أَشُدَّاهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

پس جہانی کو اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے

وَيُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ

ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جس کی اس کو طاقت ہو اور جب بات کہو وہ

فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ

لو حق کی کہو، اے اللہ! یہ وہ اپنا قریب ہی ہو اور اللہ کا علم

اور اگر وہ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَ

اور حکم کیا کہ یہ گناہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور

مرتب جلیو اور رستوں پر کہ وہ تم کو خدا کر دیں گے

سَبِيلُهُ ط ذَالِكُمْ وَصَبَّحُكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ

لہذا اسے راستہ سے یہ حکم کر دیا ہے مگر کو تاکہ تم

پچھے رہو، پھر دی ہم نے **سلا** موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے

عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

نہایت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے

اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا

يَوْمَئِذٍ ۖ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

عین کریم و امۃ ۲ اور ایک یہ کتاب ہے کہ ۱۷۹۵ھ میں اتاری برکت والی

منزل ۲

اُپَر دیکھا، اسی تضطر رحمہ الی الی ایمان۔ (جامع البیان مستل) فرعون بوقت غرق ایمان لے آیا تھا مگر اس کا ایمان قبول نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایمان اضطراری تھا اور ایمان لانے پر عذاب غرق نے اس کو مضطر کیا تھا۔ صحیح بخاری باب تفسیر میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من المغرب فاذا احلعت وراها الناس اصنوا جمعون وذلك لا ينفع نفعا ايمانها ثم قرأ اهل بيظرون الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت بطور استنباط تلاوت فرمائی نہ کہ بطور تفسیر جن روایتوں سے تفسیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہ روایت بالعمنی ہے لہذا اس آیت سے مطلق نشانات مراد ہیں۔ جنہیں دیکھ کر ان ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائے اس کی تائید سورہ مؤمن ۹۶ کی اس آیت مورضیہ قرآن و اس سے معلوم ہوا کہ میلہ حکم نبوت سے ماری تھے پیچھے تو ریت انہی تو شرع اور مفصل ہوئی۔

فتح الرحمن ما یعنی مژدای دیدیم یا حکم کنید ۱۲ ص یعنی بنزد ۱۲ ص ظاهر نزدیک این بنده آنست که حرام گردانیدیم اشیا مذکوره را در ازل و بر قوم نوح و بلیم حیرا بازداریم موسی را کتاب ۱۲ ص

سے ہوتی ہے۔ فَكَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ يُبَيِّنُ كَمَا دَاوَابُ اسْتَلَكُوا اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایمان کے غیر نافع ہونے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ اضطراری حالات کے رونما ہونے کے بعد ایمان لایا جائے۔ دوم یہ کہ بحالت ایمان اعمال صالحہ نہ لائے جائیں۔ دوسری شق کا مقصد یہ ہے کہ جس مومن نے کوئی نیک عمل نہ کیا اس کا ایمان بے کار ہے اور اس کی نجات نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات کتاب و سنت کی صریح نصوص اور اہل سنت و جماعت کے متفق علیہ مسلک کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اسی کے قائل ہیں۔ مفسرین نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں جو متداول تفسیروں میں مذکور ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہ آیت علفتها تبینا و ما عر باردا کے قبیل

وَلَوْ اَنَّكَ

۳۵۰

الانعام ۶

فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۵﴾

سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو

اَنْ تَقُولُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰی

اس واسطے کہ کبھی کبھار تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتنی سبھی سوائی

طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ

دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے

دِرَاسَتِهِمْ لَغَفْلٰیْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُولُوْا لَوْ اَنَّا

پڑھنے پڑھانے کی غمیری نہ کرتی ہوں یا کہنے لگو کہ اگر ہم

اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا اَهْدٰی مِنْهُمْ

پہر اتنی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر

فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدٰی

سو آچکی تمہارے پاس محبت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت

وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ

اور رحمت اب اس سے زیادہ ظالم کون کہہ جو جھٹلا دے

بَايَاتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کترا دے ہم سزا دیں گے ان کو جو

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيَاتِنَا سُوْءَ الْعَذَابِ بِمَا

ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں بُرا عذاب بدلے میں

كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ

اس کترا لنے کے صلہ کا ہے کی راہ دیکھتے ہیں ۵۷ لوگ مگر یہی کہ

تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يٰٓاْتِيْ رَبُّكَ اَوْ يٰٓاْتِيْ بَعْضُ

ان پر آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب یا آئے کوئی ۵۸

منزل ۲

سرای کی ماہیت
ان تقولوا

میں نے
میں نے

میں نے

سے ہے۔ اصل میں تھا لا ینفع نفسا عبدھا لھو تکن کسبت فی ایمانھا خیرا یعنی دوسری شق میں اس سابق ایمان کے نافع ہوئی تھی نہیں کی گئی جس میں عمل صالح نہ ہو۔ بلکہ اس شق سے اس عمل صالح کے نافع ہونے کی نفی مقصود ہے جو اضطراری حالات کے بعد واقع ہو۔ علامہ آلوسی نے بھی بعض علماء سے اسی قسم کا ایک جواب نقل کیا کہ نہ قید لا ینفع نفسا ایمانھا ولا کسبھا فی ایمانھا خیرا لھو تکن امنت من قبل اولھو تکن کسبت خیرا (رو ۷ ج ۸ ص ۸۲) ۵۶ تحوین اخروی ہے اور اس سے مراد مشرکین کی جہنم میں جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک کا عقائد کی بنیادوں پر مختلف فرقے بنائے۔ جو شخص اس سے فقہاء اسلام اور ائمہ دین کا بھی فروعی اختلاف مراد لیتا ہے وہ قرآن میں صریح تحریم کا مرتکب ہے۔ ۵۷ یہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے لئے بشارت ہے۔ ۵۸ سورت کے انتہام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہیں اعلان ہوئے تھے پہلا اعلان۔ قُلْ اِنِّیْ هَدٰی رَبِّیْ الْخِیَاطَ الَّذِیْ اَلٰہُ بِالْاَدْلٰثِ الْعَقْلِیَّةِ وَالنَّقْلِیَّةِ یعنی اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے اور اسی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل ہی قائم فرمائے ہیں۔ دِیْنًا قَبِیْمًا یہ موصوف صفت صراط کے مل سے بدل ہے کیونکہ اصل معنی یوں ہیں هَدٰی رَبِّیْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا (رو ۷ ج ۸ ص ۸۲) صراطِ ابراہیم یہ بتقا میرا یعنی منصوب ہے (رو ۷ ج ۸ ص ۸۲) کان من المشرکین وہ ہر قسم کے شرک سے بیزار تھا شرک فعلی سے بھی اور شرک اعتقادی سے بھی ۵۸ یہ دوسرا اعلان ہے۔ اس کا ماصل بھی خالص توحید کا اعلان اور تمام اقسام شرک سے برأت کا اظہار ہے ان صلاقی نفی شرک اعتقادی کی طرف اشارہ ہے اور نسکی الخ نفی شرک فعلی کی طرف مالک و مختار تصرف و کار ساز اور عا۔ الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نذر و منت کا مستحق بھی وہی ہے۔

لا شریک لہ ان تمام امور میں کوئی اس کا شریک نہیں ۵۹ یہ تیسرا اعلان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کار ساز بنالوں۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی ہستی اسکی شریک ہو۔

موضح قرآن و یعنی یہ کتاب اتاری کہ تم کو عذر کی جگہ باقی نہ رہے و یعنی پہلی آیتوں کا مال سن کر شاید تم کو بوس آتی سو تم کو بھی ملی ویسی کتاب۔

فتح الرحمن و یعنی باہملاک قوم ۱۲۔

۱۸۱ مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اِنْتُمْ سَيِّئَاتٌ وَلَنْ تُحْلِلَ حَظًّا يَا كُفْرًا تم ہماری راہ پر آیاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے گی۔ یہ نہیں ہو سکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا بُعْدًا اور کوئی یہ تھوہلے خدوی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ ۱۸۲ یہ توبہ ہے۔ اللہ ہی نے تم کو تمہارے آباء و اجداد کا چائین بنایا ہے اور مختلف خوبوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تھوہلے خدوی اور وَرَأَيْتَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت خدوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

موضع قرآن وال یعنی اللہ کی طرف سے جو مدنی ہدایت کی سوا سچائی۔۔۔۔۔ نبی اور شریع اور کتاب جو یہ نہیں مانتے تو اب نظر میں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کر سوجوب قیامت کا نشان آوے گا یعنی آفتاب مقرر سے نکلے گا تب کا فواہ ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی وک یعنی توریث والوں نے کئی راہیں نکالیں تو ان میں تحقیقات نہ کر کے صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر قائم رہ دیں میں جو باتیں نہیں لانے کی ہیں ان میں فرق نہ چاہئے کہ اور جو کرتے ہیں اس کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔

فتح الرحمن م۔ یعنی طلوع شمس از مغرب یا لیل الارض ۱۲ م۔ یعنی آنروز توبہ گناہ کار و ایمان کا قبول نشود ۱۳ م۔ یعنی از تو موافقہ مخواہ سند گرد ۱۴۔

سورۃ النعام میں آیات توحید ۱- الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سِرَّيْهِمْ يَبْعُدُوْنَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضٰهٖ اَجَلًا وَاَجَلُكُمْ شَمْسٌ مِّنْ نَّمَلٍ مَّنْ تَرُوْنَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ه ۝ (۱۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔ ۲- وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي الْاَلْبٰلِ وَالْاَنْهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۲۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔

۱۸۱ مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اِنْتُمْ سَيِّئَاتٌ وَلَنْ تُحْلِلَ حَظًّا يَا كُفْرًا تم ہماری راہ پر آیاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے گی۔ یہ نہیں ہو سکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا بُعْدًا اور کوئی یہ تھوہلے خدوی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ ۱۸۲ یہ توبہ ہے۔ اللہ ہی نے تم کو تمہارے آباء و اجداد کا چائین بنایا ہے اور مختلف خوبوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تھوہلے خدوی اور وَرَأَيْتَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت خدوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اٰیٰتِ رَبِّكَ یَوْمَ یَاْتِیْ بِعَصٰی اٰیٰتِ
نشان تیرے رب کی مل جس دن آئے گی ایک نشان
رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ
تیرے رب کی یہ کام نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا
تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِی
جو کہ پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ
اِیْمَانُهَا خَیْرًا ط قُلْ اَنْتَظِرُوْا اَنَا
نیکی نہ کی تھی وک کہہ دے تم راہ دیکھو ہم بھی
مُنْتَظِرُوْنَ ۝ (۱۵۸) اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ
راہ دیکھتے ہیں ط جنہوں نے راہیں ۱۵۸ نکالیں اپنے دین میں
وَكَانُوْا شِیْعًا لِّسِتٍّ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ط اِنَّمَا
اور ہو گئے بہت سے فرقے تمہ کو ان سے کچھ سروکار نہیں وک ان کا
اَمْرُهُمْ اِلٰی اللّٰهِ ثُمَّ یَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوْا
کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی بتلائے گا ان کو جو کچھ وہ
یَفْعَلُوْنَ ۝ (۱۵۹) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرٌ
کرتے تھے وک جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی ۱۵۹ تو اس کیلئے اس کا دس
اَمْثَالُهَا ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰی
گناہ ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک بُرائی سو سزایائے گا
اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝ (۱۶۰) قُلْ اِنِّیْ
اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تو کہہ دے مجھ کو ۱۶۰
هٰذِیْنِیْ سَرٰی اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ دِیْنًا
سمجھاؤ میرے رب نے راہ سیدھی دین

۳- قُلْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ اَتَّخِذُ وَلِیًّا قَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (۲۶) نفی شرک فعلی۔ ۴- وَاِنْ یَسْئَلْکَ اللّٰهُ بِمَیْرٍ فَلَا کَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَسْئَلْکَ بِخَیْرٍ فَمَنْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَهُوَ الْفَاقِہُ فَوْقَ عِبَادِهِ ط وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْحَمِیْدُ (۲۶) نفی شرک اعتقادی۔ ۵- اَیْسَکُمْ لَنْتَشْہِدُوْنَ اَنْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰہٌ اُخَرٰی قُلْ لَا اَشْہَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰہٌ وَاَحَدٌ وَاِنِّیْ بِرَبِّیْ مُشْرِکٌ کُوْنُ ۝ (۲۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمناً۔ ۶- وَاِنْ کَانَ کِبْرٌ عَلَیْکَ اَعْرَاضُہُمْ فَانِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیْ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلٰمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاتِیْہُمْ بِاَیِّہِ (۲۶) نفی شرک اعتقادی۔

۷۔ قُلْ اَدَايْتَكُمْ اِنْ اَنْتُمْ عَذَابُ اللَّهِ اَوْ اَنْتُمْ السَّاعَةُ اَغْيَرُ اللَّهُ تَدْعُونَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ اِيَّاكَ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ وَيَنْشُرُونَ مَا تَشْرِكُونَ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف ۔

۸۔ قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللَّهُ سَبْعَ مِائَاتٍ مِنْكُمْ وَلَكُمْ اَنْصَارُكُمْ وَخُتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَمِنْ اِلٰهِ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيَكُمْ بِهِ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف ۔

۹۔ قُلْ اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُولُ لَكُمْ اِنِّي مَلَكَ ۝ (۴۶) نفی شرک اعتقادی ۔

۱۰۔ قُلْ اِنِّي نُهَيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ ۝ (۴۶) نفی شرک اعتقادی ۔

۱۱۔ وَعِنْدَ لَا مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا خَبِيْثَةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَاسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ بِالْاَيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَاحِظٌ بِكُمْ يَا لَهْمَا رُتِقَتْ بَعَثْتُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضَىٰ اَحَدُ مُسْتَهَيِّئَةٍ شَقَا اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ لَمْ يَنْتَبِهْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلْ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۝ (۴۶) نفی شرک اعتقادی ۔

۱۲۔ قُلْ مَنْ يُخَيِّتُكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ يَدْعُوْنَ تَضَرَّعًا وَخُفْيَةً ۝ لَيْسَ اَنْجُنَا مِنْ هٰذِهِ لَنْتَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللَّهُ يُخَيِّتُكُمْ مِنْهَا وَمِنْ مَوْلٰى كَرِيْمٍ شَرُّكُمْ اَنْتُمْ تَشْرِكُوْنَ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف ۔

۱۳۔ قُلْ اَمَدُّ دَعْوَايْنِ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنَسْرُدُ عَلَىٰ اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰنَا اللَّهُ ۝ (۴۶) نفی شرک اعتقادی ۔

۱۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَيَوْمَ يَقُوْلُ مَنْ فَيَكُوْنُ هُوَ قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِهِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةُ ط وَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف ۔

۱۵۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاءَ كُمْ اِلٰلٰهِيْنَ زَعَمْتُمْ اَتَمُّمْ فِيْكُمْ شُرَكَاءُ ط لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (۴۶) نفی شرک اعتقادی ۔

۱۶۔ اِنَّ اللَّهَ خَالِقُ الْحَيِّ وَالْمَوْتِ ط يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ط اَذَلِكُمْ اَللَّهُ خَالِقُ الْيَوْمِ ط فَذَكِّرْ ۝

۱۷۔ قُلْ اَمَّا ذِكْرُ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ نَاسِئِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَذْكُرُوْا اِمَّا ذِكْرُ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

۱۸۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اُظْهِرَ لَكُمْ اِلَيْهِ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ نیازات غیر اللہ ۔

۱۹۔ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مَا ذَرَأْتُمِنْ الْخَبْرِ ط وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ۝ نَا ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوْهُ قَدْ رُفِعَ مَا يَفْتَرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ نیازات غیر اللہ ۔

۲۰۔ وَقَالُوْا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ اَشَاءَ يَذْعِبُهُمْ ۝ نَا ۝ وَ اِنْ يَكُنْ مَّيِّتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ ۝ سَجَّزِيْهُمْ وَصَفَّهُمْ ط اِنَّهُ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

۲۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۝ (۴۶) نفی نیازات غیر اللہ و تحريمات غیر اللہ ۔

۲۲۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ وَالتَّحُلُ وَالزَّرْعَ ۝ نَا ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصَّيْكُمْ اللَّهُ بِهٰذَا ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

وَلَوْ اَشْنَا ۳۵۲ الانعام

قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ۝ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۱۶۱)

مِلَّت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا مشرک والوں میں

قُلْ اِنْ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ ۝

تو کہہ کہ ۵۱۱ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (۱۶۲) لَا شَرِيْكَ لَهُ ۝ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ ۝

جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور نہ ہی مجھ کو حکم ہوا

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (۱۶۳) قُلْ اَغْيَرُ اللَّهُ اَبْغٰى رَبًّا وَّ

اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں تو کہہ کہ کیا اب میں اللہ کے سوا مخلوق تلاش کروں کوئی رب

هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ط وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۝

وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ ۵۱۱ اس کے ذمہ پڑے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ ۝

اور لو جھرنہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ (۱۶۴) وَهُوَ

سو وہ بتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو اور اسی ۵۱۱

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ خَلْفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ ۝

نے تم کو ناسب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیا تم میں

فَوَقَّ بَعْضٌ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَا اَشْكُمُ اَنَّ

درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں بیشک

رَبِّكَ سَرَّ يُعِ الْعِقَابِ ۝ وَ اِنَّكَ لَغَفُوْرٌ ۝

تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا

رَحِيْمٌ ۝ (۱۶۵)

مہربان ہے

مَنْزِل ۲

۱۳۶۔ قَا ۝ ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاَعْبُدُوْهُ ۝ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ (۱۳۶) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی منہناً ۔

۱۴۔ وَكُلُّوْا اِمَّا ذِكْرُ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ نَاسِئِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَذْكُرُوْا اِمَّا ذِكْرُ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

۱۸۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اُظْهِرَ لَكُمْ اِلَيْهِ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ نیازات غیر اللہ ۔

۱۹۔ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مَا ذَرَأْتُمِنْ الْخَبْرِ ط وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ۝ نَا ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوْهُ قَدْ رُفِعَ مَا يَفْتَرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ نیازات غیر اللہ ۔

۲۰۔ وَقَالُوْا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مَنْ اَشَاءَ يَذْعِبُهُمْ ۝ نَا ۝ وَ اِنْ يَكُنْ مَّيِّتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاءُ ۝ سَجَّزِيْهُمْ وَصَفَّهُمْ ط اِنَّهُ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

۲۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۝ (۴۶) نفی نیازات غیر اللہ و تحريمات غیر اللہ ۔

۲۲۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ وَالتَّحُلُ وَالزَّرْعَ ۝ نَا ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصَّيْكُمْ اللَّهُ بِهٰذَا ۝ (۴۶) نفی شرک فعلی ۔ تحريمات غیر اللہ ۔

۲۲۔ قُلْ اَدَايْتَكُمْ اِنْ اَنْتُمْ عَذَابُ اللَّهِ اَوْ اَنْتُمْ السَّاعَةُ اَغْيَرُ اللَّهُ تَدْعُونَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ اِيَّاكَ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ وَيَنْشُرُونَ مَا تَشْرِكُونَ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف ۔

سورۃ اعراف

ربط | سورۃ اعراف کو اپنے ماقبل یعنی سورۃ انعام کے ساتھ چھ طرح کا ربط ہے۔ اول ربط اسمی۔ اگر تم نے انعام (چوپایوں) اور حرث زمین کی پیداوار میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان غیر اللہ کی ندبیں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراف سے بھی بچا کر جنت میں داخل کرے گا۔ دوسرا ربط سورۃ مائدہ اور سورۃ انعام میں مسئلہ کے دونوں پہلو یعنی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اور ان کو دلائل عقل و نقل اور وحی سے مبرہن کیا گیا۔ اب سورۃ اعراف میں فرمایا جب مسئلہ واضح اور مدلل ہو چکا ہے تو اب جرأت و دلائل عقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے اور دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً مذکور ہوئی اور باقی انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب سورۃ اعراف میں ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض سے دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے جائیں گے۔ چوتھا ربط انعام میں نفی شرک فعلی (نذر غیر اللہ اور تحریکات غیر اللہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریکات غیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم صورت کا ذکر کیا گیا یعنی شتکے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قرب خداوندی کا موجب سمجھنا۔ اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم ماننا۔ پانچواں ربط سورۃ انعام میں پہلے نفی شرک فی التصرف اور اس کے بعد نفی شرک فعلی کا ذکر تھا لیکن سورۃ اعراف میں ترتیب اس کے برعکس اور سورۃ مائدہ کے موافق ہے یعنی پہلے نفی شرک فعلی کا ذکر ہے اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا۔ چھٹا ربط سورۃ مائدہ اور سورۃ انعام میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اب سورۃ اعراف میں فرمایا۔ اس مسئلہ کی خوب تبلیغ کرو اور یاد رکھو اس کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ان کو برداشت کرتا۔

خلاصہ | اس سورت میں تین دعویٰ مذکور ہیں۔ پہلا دعویٰ مسئلہ توحید (نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف) کو جرأت و استقلال سے تبلیغ کرنا اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کی وجہ سے آزر دہ خاطر نہ ہونا۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ دوسرا دعویٰ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی میں اپنی طرف سے تحریکات اختراع نہ کرو۔ یہ دعویٰ اتبعوا ما انزل (ع ۱) سے لیکر فصل عنہم ما کانوا یفتنون (ع ۶) تک میں مذکور ہے۔ پہلی آیت یعنی اتبعوا ما انزل الیکم الخ میں دوسرا دعویٰ اجمالاً مذکور ہے۔ اس کے بعد قلیلہ ما تشکرون (ع ۱) تک تخریف و بشیر اور ترغیب و ترہیب ہے۔ پھر ولقد خلقناکم (ع ۲) سے لیکر رکوع ۲ کے آخر و منہا تخرجون تک اصل دعویٰ کی تمہید ہے۔ اس کے بعد رکوع ۳ کی ابتداء یعنی اذ قد انزلنا الیکم لباساً سے لیکر ولھم یحذرنون (ع ۴) تک اصل مقصود یعنی دوسرے دعویٰ کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں چار دفعہ یعنی آدم کے خطاب سے اصل مقصود کا ذکر فرمایا۔ اے بنی آدم! لباس تمہاری خمرنگاہوں کو ڈھانپنے اور تمہاری زینت کیلئے بنایا ہے۔ اے بنی آدم! شیطان کے اغوار اور وسوسے میں آکر اپنا لباس مت اتار دینا جو جس طرح اس نے تمہارے دل میں بھائی ہے کہ شتکے ہو کر طواف کرنا عبادت اور رخصت الہی کا موجب ہے۔ اے بنی آدم! عبادت کے وقت لباس زیب تن رکھا کرو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھاؤ اور ان میں غیر اللہ کو شریک مت کرو۔ لباس اللہ نے تمہاری زینت کیلئے پیدا کیا ہے اسے پہناؤ اور اپنی طرف سے اس کے استعمال پر ناجائز یا بندہاں مت لگاؤ اور بحالت عبادت (طواف، نماز وغیرہ) اس کے پہننے کو حرام مت سمجھو۔ اے بنی آدم! تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو تم کو میرے احکام پہنچائیں گے اور تمہیں میری توحید سنائیں گے لہذا تم ان کی پیروی کرنا اور شرک سے بچے رہنا اس کے بعد پھر رکوع ۶ کے اختتام تک بشارتیں، تخریفات و ترہیبیں مذکور ہیں۔ تیسرا دعویٰ غیب دان، کار ساز اور متصرف صرف اللہ ہی ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ یہ دعویٰ ان دیکھ اللہ الذی خلق السموات سے لیکر رکوع ۷ کے آخر لفظ ویشکر وں تک میں مذکور ہے۔ اصل دعویٰ ذکر کرنے کے بعد وھو الذی یوسل الویلے سے آخر رکوع تک مومن کے دل کیلئے زرخیز زمین اور کافروں کیلئے بجز زمین کی مثال بیان فرمائی جس طرح عمدہ زمین میں بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب کھیت اور باغات بہانے لگے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیتیں شکر مومنین کے ایمان میں تازگی اور کھیتی پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح ناقص اور بجز زمین میں باوجود بارش کے کام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اسی طرح معاندین کے دلوں کی سیم و مھو ہر ترہ زمین پر آیات الہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور ضد کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے۔

تینوں دعویٰ ذکر کرنے کے بعد رکوع ۸ کی ابتداء لفظ اذ سلنا نوحاً الی قومہ سے لیکر رکوع ۲۰ کے اختتام تک اذ سلنا نوحاً الی قومہ سے لیکر انبیاء علیہم السلام کے تفصیل بیان کئے گئے ہیں جو لغت و نشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ تینوں دعویٰ ہی سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو لفظ اذ سلنا نوحاً الی قومہ سے لیکر انہم کا نوا قوماً عمیق تک ہے۔ یعنی پورا رکوع ۸۔ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے جو وائی عاد اذ احادھم ہود سے لیکر و ما کانوا مشرکین (پورا رکوع ۹) میں مذکور ہے۔ اور تیسرا قصہ داؤد الی شہود اذ احادھم صلیح سے لے کر رکوع ۱۰ میں ولکن لا یحبون الا تصحیح تک میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تینوں قصے تیسرے دعویٰ یعنی غیب دان اور کار ساز صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے سے متعلق ہیں۔ ان تینوں قصوں سے معلوم ہوا کہ ان تینوں پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعویٰ سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں مظلوموں میں ان کا حسب ذیل کلام نقل فرمایا یقوم بعدوا اللہ ما لکم من اللہ غیرہ (ع ۸، ۹، ۱۰)۔ ہر ایک نے اپنی قوم سے یہی کہا، اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کار ساز اور حاجت روا نہیں، نہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار ہے۔ چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے و لوطاً اذ قال لقومہ سے لے کر فاطر کیف کان عاقبتہ اظہر من یوم۔ آخر رکوع ۱۱ تک میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام مانو اور اپنی طرف سے تحریکات اختراع نہ کرو۔ قوم لوط علیہ السلام فسق و فجور میں اس حد تک مہسک ہو چکی تھی کہ ان کے دلوں سے گناہ اور بدکاری کی برائی اور حرام کی حرمت کا احساس ہی غم ہو چکا تھا اور وہ حرمت الہیہ کے ساتھ حرام کا سامنا نہیں کرتے تھے۔

پانچواں قصبہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے جو والی مدینہ اخاھم شعیباً۔ تا۔ فیکفاسی علی قوم کفرین (پورا رکوع ۱۱) میں مذکور ہے۔ یہ قصبہ دوسرے اور تیسرے دونوں دعویوں سے متعلق ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان یقوم اعبدوا اللہ صلاکم من الذنوب یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے اور فاوفاوا بالکیل والمیزان ولا تبغوا من شیء اھمائم یہ دوسرے دعوی سے متعلق ہے کیونکہ قوم شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان حرمتوں میں کسی بیٹھی کر کے کسی کا حق مار لینا اور زمین میں شر و فساد پھیلانا وغیرہ کو حرام نہیں جانتی تھی پانچویں قصبوں کے بعد بطور تحریف دینی روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہو گیا ہے یعنی رکوع ۲ کی ابتدا و ما ادسلنا فی قریۃ من نبی سے رکوع ۱۲ میں ونظیر علی قلوبہم فہم لایسمعون تک۔ چھٹا قصبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو تہ بعثنا من بعدہم موسیٰ بآیتنا (۱۳) تا۔ فادسلنا علیہم رجلاً من السماء ہما کانوا یظلمون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ یہ قصبہ پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں مصائب و مشکلات کا سامنا ہو گا، انکالیری سے مقابلہ کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہ حق اور اشاعت توحید میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے مصائب آلام کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے پوری ہمت و جرات سے ان کا مقابلہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصبہ مسلسل واقعات کا ایک سلسلہ جو انہیں اپنی زندگی میں پیش آئے جن میں سے ہر ایک ایک گمنام اور مشکل منزل کی شان رکھتا ہے۔ پہلا واقعہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے بھڑے دریا میں اعلان توحید اور تبلیغ حق، فرعون کے مطالبہ پر اڑ دھا اور پید پیدار کے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کے لائے ہوئے ماد و گروں (جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی) سے مقابلہ کرنا۔ یہ واقعہ تہ بعثنا من بعدہم بآیتنا (۱۳) تا و توفیق مسلمین (ع ۱۴) میں مذکور ہے۔ دوسرا واقعہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ظلم و ستم فرعون کی طرف سے قوم موسیٰ علیہ السلام میں پیدا ہونے والے لوگوں کے قتل کرنے اور لڑکیوں کو غلامی کے لئے زندہ رکھنے کا حکم۔ اور اس ظلم و اذیت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا صبر و تحمل سے برداشت کرنا۔ یہ واقعہ وقال المسلمون قوم فرعون اتذروا موسیٰ۔ تا۔ فینظر کیف یعملون (پورا رکوع ۱۵) میں مذکور ہے۔ تیسرا واقعہ فرعون اور اس کی قوم پر مختلف صورتوں میں اللہ کے عذاب کا نازل ہونا۔ بحالت عذاب ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دفع عذاب کی دعا کے لئے درخواست کرنا اور یہ عذاب کرنا کہ عذاب اٹھ جانے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر رفع عذاب کے بعد عہد شکنی کرنا اور آخر کار فرعون کا لاشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا یہ واقعہ ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین۔ تا۔ وما کانوا یعربون (رکوع ۱۶) میں مذکور ہے۔ چوتھا واقعہ بنی اسرائیل کا دریائے ہارہ راستوں میں سے صحیح و سالم گذرنا اور پار جا کر سرکشی پر اترنا اور مشرکوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی کی اجارت چاہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے احسانات یاد دل کران کو سمجھانے کی کوشش کرنا یہ واقعہ وجاؤ ذنا ببنی اسرائیل الجحیم۔ تا۔ وفی ذلک بلاع من ربکم عظیمون (رکوع ۱۶ کا آخر) میں بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں واقعہ۔ تورات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلانا، موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام کو اپنا ہاشیم بنانا۔ کوہ طور پر رؤیت باری تعالیٰ کی آرزو کرنا، علی الہی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جانا، ان کی عدم موجودگی میں قوم کا بگڑنا، حضرت ہارون علیہ السلام کی تبلیغ توحید اور شرک سے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پرستش میں لگ جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تورات لے کر قوم میں واپس آنا۔ یہ واقعہ و وعدنا موسیٰ ثلاثین لیلة۔ تا۔ لنکون من المخلصین (۱۸) میں مذکور ہے۔ چھٹا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر غضبناک ہونا، حضرت ہارون علیہ السلام کو اذرا لئیس میں کوتاہی کرنے کا الزام دینا، پھر ان کا معقول عذر سن کر اپنی لغزش پر اللہ سے دعا کرنا اس کے بعد گوسالہ پرستوں کے لئے توفیق دینوی کا ذکر ہے یہ واقعہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ (۱۸)۔ تا۔ ہمدلہم یوحیون (ع ۱۹) میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے سرداریموں کو کلام الہی سننے کے لئے کوہ طور پر بلانا، ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو طمانہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا، اس حال اور گستاخانہ مطالبہ پر ان کا ہلاک ہو جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کا دوبارہ جی اٹھنا یہ واقعہ واختار من قومہ (ع ۱۹)۔ تا۔ یهدون بالحق وبہ یعدلون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ اس حصے میں ماننے والوں کے لئے بشارت کے سلسلے میں آخرت علی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تھا اس لئے اس کے بعد بطور جملہ محترمہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الخ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عالمگیر رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آٹھواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے پھر سے بارہ پانی کے چشموں کا ظاہر ہونا۔ بنی اسرائیل پر یادوں کا سایہ کرنا، ان پر من و سلوی کا اتنا اور ان کو سرزمین بیت المقدس میں اترنے کا حکم دیا جانا اور ان کا سرکشی سے حکم خداوندی کی مخالفت کرنا۔ یہ واقعہ وقطعنا ہما اثنتی عتق اسباط۔ تا۔ بسا کانوا یظلمون (مقام رکوع ۲۰) میں مذکور ہے۔

قصص کے اتمام پر و سئلہم عن القریۃ الی کانت حاضرة البحر (ع ۲۱)۔ تا۔ لعلہم یرجعون (ع ۲۱) میں تخریفات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد خلف من بعدہم خلف سے ان برے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں لوگوں کے جانشین ہونے اور ان کا مسلک توحید چھوڑ کر شرک کرنے اور شرک پھیلانے میں معروف ہونے میں اور دین کو دنیا کے رن کمانے کا ذریعہ بنا لینے میں اور پھر کہنے کیا میں سیغفر لت قیامت تو اے دو ہماری ضرورت بخش ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جوئے گدی نشینوں کے اس باطل دعوے کو چاروں طرف سے رو کر دیا ہے۔ وہ آول الہ یوخذ علیہہ میثاق الکتاب۔ تا۔ لا فزیح اجرا مصلحین (ع ۲۱) یعنی اگر بد عملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو ہمیں کتاب کی پیروی کرنے کا عہد و پیمان لینے کی کیا ضرورت تھی۔ دہم دوم واذن تقنا الجبل۔ تا۔ لعلکم تتقون اگر ایسے ہی بخشش ممکن ہوتی تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا عہد لینے کے لئے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر معلق نہ کیا جاتا۔ دہم سوم واذ اخذ ربک من بنی آدم۔ تا۔ ولعلہم یرجعون (ع ۲۲) اگر اعتقادات حقہ اور اعمال صالحہ کے بغیر نجات ممکن ہوتی تو ہر فرد بشر سے توحید باری تعالیٰ کا عہد نہ لیا جاتا۔ دہم چہارم واذل علیہم فبأ الذی اتیناہ۔ تا۔ و انفسہم کانوا یظلمون (ع ۲۲) ہم باور کو ہم نے ہدایت عطا کی مگر اس کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ اگر بد عملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو اسے زلزل کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد من یرہد اللہ فہو المہتدی (ع ۲۲)۔ تا۔ و ہم لایبصرون (ع ۲۳) تمام آیتیں مذکورہ قیول دعویوں سے متعلق ہیں من یرہد اللہ فہو المہتدی الخ یہ پہلے دعوی سے متعلق ہے یعنی آپ جبرائیل سے مسئلہ پیچیدہ ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے ولقد ذرانا لجهنم کثیرا۔ تا۔ اولیک ہم الغفلون (ع ۲۳) یہ دوسرے سے متعلق ہے یعنی مشرکین جانوروں کی طرح ننگا ہونے میں کوئی شرم اور عار محسوس نہیں کرتے۔ وللہ الاسماء المحسنی۔ تا۔ وہ یعدلون (آخر رکوع ۲۲) یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے تمام اعلیٰ معنوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی غیب دان اور کار ساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پارا اور اس کے سوا کسی کو مست پارو۔ والذین کذبوا بآیتنا (ع ۲۳)۔ تا۔ وبشیوا لقوم یؤمنون (ع ۲۳) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی آپ بے دھوک مسئلہ توحید بیان کریں جو نہ مانیں اور تکذیب کریں ایسے لوگوں کو ہم دھیل دیدیں گے اور جب پکڑیں گے سخت پکڑیں گے۔ هو الذی خلقکم من نفس واحد

سُورَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثُونَ آيَاتٍ وَارْبَعٌ وَعِشْرُونَ كُورًا

۱۔ سورۃ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْقَصَصُ ۱ كَتَبْنَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

۱۔ کتاب میں لکھی گئی ہے کہ تم پر سورہہ قصص کی تفسیر

حَرْجٌ مِنْهُ لِنَنْذِرْ بِهِ وَذِكْرٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۲

۲۔ لگ نہ ہو اس کے پہنچانے سے تاکہ تو ڈراؤ اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اَتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا

۳۔ چلو اسی پر نہ کہ جو انرا تم پر نہیں ہے رب کی طرف سے اور نہ چلو

مِّنْ دُوْنِهِ اُولٰٓئِكَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۳ وَ

۳۔ اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے مل تم بہت کم دھیان کرتے ہو ۴۔ اور

كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا فَاَجَاءَهَا بِاسْنَابِيَا

۴۔ کتنی بستیوں پر ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات

اَوْ هُمْ قَائِلُوْنَ ۴ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ اِذْ

۴۔ دوپہر کو سوتے ہوئے پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت

جَاءَهُمْ بِاسْنَاۤءِ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا

۵۔ کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے بے شک ہم نے

ظٰلِمِيْنَ ۵ فَلَنَسَلِّنَ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

۵۔ کہنے لگے کہ ہم کو ضرور پہنچا ہے تم ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے

وَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ ۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

۶۔ اور ہم کو ضرور پہنچا ہے رسولوں سے پھر ہم ان کو احوال سنائیں گے

منزل

۱۴۴۰ھ تا۔ امانتوں صامتوں ۵ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی وہ اولاد حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی مذہبیں نیازیں دیتے ہیں ان الذین تدعون من دون الله۔ تا۔ وہ صلا یصلون تیسرے دعوے سے متعلق ہے مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں وہ نہ غیب دان ہیں نہ حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد خذ العفو و امر بالعرف الہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ و اخوانہم یمدو نہ مدد فی الفی ثم لا یقصر و ان زجر ہے اور و اذا الماتنا ہم بآیۃ الہ شکری اور قل انما اتبع ما یوحی الی جواب شکری ہے۔ ہذا بصائر من ربکم۔ تا۔ اہلکون ترجموں ترغیب الی القرآن۔ واذکور ربک فی نفسک الہ یعنی ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔

۱۵۔ المص یہ حروف مقطعات میں ہیں ان کی مراد اللہ ہی ہوتا ہے۔ حروف مقطعات کی تفصیلی بحث سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (مثلاً، ماشیہ) جیسا کہ خلاصہ میں گذر چکا ہے سورہ اعراف میں تین دعوے ذکر کئے گئے ہیں (۱) مسئلہ توحید کی جرأت و استقلال سے تبلیغ کرو اور اس سلسلہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور دل میں نیکی نہ لاؤ (۲) نفی شرک فعلی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی ابتلاء میں اپنی طرف سے تحریمات اختیار نہ کرو (۳) نفی شرک عقائدی یعنی غیب دان اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا فائزات حاجات میں اسی کو پکارو۔

پہلا دعوی

۱۶۔ یہ دعویٰ اولیٰ ہے۔ یعنی بہادرین کی مسئلہ توحید پہنچاؤ اور دل میں کسی قسم کی تنگی نہ لاؤ اور مشرکین کی تکذیب کی پرواہ مت کرو جو جہنمہ بتلیف لانہ کان یخاف قومہ و تکذیبہم لہ و اعراضہم عنہ (ملاک ج ۲ ص ۲۸۸) کتاب خبر اور ہذا اس کا مبتدا مخدوف ہے لتذریبہ الہ یہ انزل کے متعلق اور فلا یکن فی صدرک حرج اسی پر مفعول ہے۔

دوسرا دعوی

۱۷۔ یہاں سے دوسرے دعوے کی ابتدا ہوتی ہے اس آیت میں دوسرا دعویٰ بالاعمال مذکور ہے۔ یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی نہ کرو۔ رکوع ۲ اور ۳ میں یعنی از یغی آدم قد انزلنا علیکم لباساً۔ تا۔ فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون یہ دعویٰ تفصیل سے مذکور ہے اس سے پہلے رکوع ۲ یعنی ولقد خلقکم ثم صورکم۔ تا۔ و منها خجوجون میں اس کی تفسید کا ذکر ہے۔ و لا تتبعوا من دونه اولیاء اولیاء سے یہاں شیاطین الانس

والجن مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے، ان سے شرک کرتے اور ان کو خود ساختہ تحریمات پر آمادہ کرتے ہیں۔ ۱۸۔ اذبا لاولیاء الشیاطین شیاطین الانس والجن و استھم الذین یحملون علی عبادۃ الاوثان والاهواء والبدن و یضلون عن دین اللہ تعالیٰ (بحر ج ۲ ص ۲۸۸) کذا فی الکبیر ج ۲ ص ۲۸۸ جیسا کہ اسی سورت کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے استاجعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون ۱۷ یہ توفین دینی ہے اھلکناھا ای اھلکناھا یعنی بہت سی بستیوں کے باسیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں بیکتا مصدر بمعنی اسم فاعل اھلکنا کے مفعول سے مال واقع ہے مصدر واقع موقع الحال بمعنی یائنین۔ (ملاک ج ۲ ص ۲۸۸) قائلون۔ قیلول سے ہے جس کے معنی دوپہر کے وقت نیند کرنے کے ہیں فہما کان دعوا سہم الہ عذاب آنے سے پہلے تو وہ ضرور ممانہ کی وجہ سے مانتے نہ تھے لیکن جب ان کی بد اعمالیوں اور مسلسل تجرروں کا ان کے سبب ان کے قتل الرحمن مل یعنی مجبوران باطل کہ دھت میگرقتند ۱۷ و ل یعنی ہمہ اعمال ایشان را ۱۲۔

کو اجھی صورت میں اور اعمالِ مسیہ کو فیج صورت
میں مصور و مجسم کیا جائے گا اور پھر ان کو ترانہ کے
پلڑوں میں ڈال کر تولا جائے گا۔ قال بعضہم

توزن صمغائف الاعمال المكتوبة فيها
الحسنات والسيئات..... وقال ابن عباس
يعنى بالاعمال الحسنة على صورة حسنة و
بالاعمال السيئة على صورة قبيحة
فتوضع في الميزان بخازن ج ٢ ص ٢٤

۷۔ یہ اشارت اخروی ہے ومن خفت
مساو ذینہ الخ یہ تکوین اخروی ہے ۹
یہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول
کرنے کی ترغیب ہے۔ مَعَاشِ مَحِیشَہ
کی جمع ہے مراد ذریعہ معاش ہے یعنی ہم نے

زمین بس تم کو تمکین دی اور اس میں تمہاری
روزی کے لئے کئی اسباب و ذرائع مہیا کئے اللہ کے
ان اعمال کے شکر اے میں تمہیں اس کے احکام
کا امتیاع کرنا چاہئے اور اس کے رسول کی دعوت
کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے۔ شاہ ولی اللہ

دعویٰ کی تمہید ہے جو اس پورے رگوع میں ذکر کی گئی ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کی نافرمانی اس کے ملعون و مطرود ہونے اور آدم رحمتاً

علیہما السلام سے اس کی عداوت اور اس کی دہ سے جنت میں ان کے برہنہ ہو جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ **شَعْرَةً مِّنَ النَّارِ** یہاں تعقیب ذکر کی گئی ہے ورنہ ماقبل سے مرتبط نہیں ہو سکتے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو جہنم کرنے کا حکم ہوا آدم کی

پیدائش سے پہلے ہوا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی اس کے بعد بیان کرو۔ لہذا اس سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی دنیا میں انسان موجود تھے۔ سراسر مبالغہ ہے اور کچھ فیہر معنی سے بعض مغیرین نے خلقت کو

اور صورتِ گھم میں مضافِ مقدور مانا ہے
خلقنا ابا کما آدم علیہ السلام طینا
اللہ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن مسجد

موقع قرآن و اشرف شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق و موافق کے

FD4

الأعراف

بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا بِبِئْرٍ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ

اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور نوری عہ اس دن

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

نشاہ ہوگی پھر جس کی تویں بھاری ہوئیں وہ سو مری ہیں

الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

نجات پانے والے اور جس کی توہیں بھی ہوئیں مسووی بہ

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بآكَانُوا بآئِنَا

جنہوں نے اپنا نقصان سمجھا اس واسطے کہ ہماری آیتوں

يُظْلَمُونَ ① وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا

کتاب الفکر، جلد ۱۹، ص ۱۹۰، بحث در خصوص زمین و آسمان

لَكُمْ فِيهَا مَعَالِشٌ ثَلَاثُ أَفْرَاقٍ ۝ قُلْ لَا أَتَشْكُرُونَ ۝ وَلَقَدْ

لَمْ يَكُنْ لَهَا مَعَارِيسَ قَدِيدَةً مَا كُنَّ سَكْرُونَ ۝

خَا۟لِدُ بْنُ الْوَلَدِ كَانَ يَكُونُ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ

حلفتكم ثم صوركم ثم فلنا ليلتي

نے تم کو پیدا کیا ہے اور سورہیں بنائیں تمہاری پھر تم کو حکم دیا فرشتوں کو کہ

اسجدوا لادم في سجدة واحدة ابديس لم يبق

سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس اللہ نہ تھا

مِن السَّجْدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ إِلَّا سَجْدًا

سجدہ والوں میں کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب

أَمَرْتُكَ فَقَالَ إِنَّا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْنِي مِنْ نَارٍ وَ

میں نے حکم دیا مجھے کہ بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ فتح کو تو نے بنایا آگ سے اور

خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَايَا لَكُورٍ

اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے تو اس لائق

ماتل ۲

خلقنا اباکم آدم علیہ السلام طینا غیومصور ثم ضوعوناہ الہ (روح ۸۰ قسٹ) لیکن ثم کو تعقیب ذکر ی پر معمول کرنے کی صورت میں اس تقدیر کی ضرورت نہیں رہتی۔
 اللہ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی ہوا تھا اسلئے یہ ہو گا کہ فرشتوں کو حکم دیا تو وہ مان گئے اور ابلیس کو بھی حکم ہوا مگر وہ نہیں مانا۔ عرف عام میں ایسے

موقع قرآن و ابرہہ رض کے عمل رکھے جاتے ہیں موافق ذوق کے وہی کام سے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور برہم کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا ریس کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو

لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّغِيرِينَ

نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے

قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٣﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٤﴾

بولا کہ مجھے مہلت دے امدن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں فرمایا تم کو

قَالَ فِيهَا آغْوَيْتَنِي لَا أَقْدِرُ لَهُمْ

مہلت دی گئی بولا تو جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور پیچھے رہوں گا انکی

صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَا تِيَهُهُمْ مِّنْ بَيْنِ

تاک میں تیسری سیدھی راہ پر وہ یہ پھر ان پر آؤں گا ان کے

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ

آگے سے اور پیچھے سے اگلے اور دائیں سے اور

شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ

بائیں سے اور نہ پائے گانوں اکثروں کو ان میں شکر گزار کلمہ کہ

أَخْرَجَ مِنْهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا لِّمَنِ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

نکل یہاں سے اگلے برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلا

لَا مَكْنَ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا أَدَمُ اسْكُنْ

تو میں مردود ہو کر اوزخ کو تم سب سے اور اے آدم وہ تو

أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

اور تیری عورت جنت میں پھرو گھاؤ جہاں سے چاہو اور

تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾

پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ

پھر ہیکلایا ان کو شیطان نے تاکر کھول دے اُن پر وہ چیز کہ ان کی نظر پر پوشیدہ

مائل ۱۲

سیدھی راہ پر چلا کر ان کو گمراہ کر دیا
مہلت دی گئی کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں
تو جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور پیچھے رہوں گا
ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے
اور نہ پائے گانوں اکثروں کو ان میں شکر گزار
مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلا
تو میں مردود ہو کر اوزخ کو تم سب سے اور اے آدم وہ تو
اور تیری عورت جنت میں پھرو گھاؤ جہاں سے چاہو اور
پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار
پھر ہیکلایا ان کو شیطان نے تاکر کھول دے اُن پر وہ چیز کہ ان کی نظر پر پوشیدہ

۱۲ ما مصدریہ اور ہا سببیہ ہے اغویتہ ای ہا
اسئلتنی و هو امری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما درود ۸۷ ص ۹۲ یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بد راہ
کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے
کے لئے تیری سیدھی راہ پر پیٹھوں گا اور مختلف جیلوں سے
ان کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کروں گا سہ
من بین ایدئہم سے آخرت پر ایمان لانے سے روکنا
مراد ہے ومن خلفہم دنیا میں مشغول و منہمک کر دینا
وعن ايمانہم نیکیوں سے روکنا وعن شمائیلہم
برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے۔ یا یہ چاروں ہر طرف سے
گمراہ کرنے سے گناہ ہے اور یہی معنی سیاق قرآن کے
مطابق ہے الظاہر ان اتیانہ من ہذہ الجہات
الاربعة کنایہ عن وسوسۃ واعوانہ لہ والجد
فی اضلالہ من کل وجہ ممکن (مخرج ۲ ص ۲۷)
۱۳ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں شاکر یعنی
مومنین کا لفظ ہے قال ابن عباس معناه ولا تجد اکثرہم
موتحدین (مازن ج ۲ ص ۱۵) ۱۴ منہا کی ضمیر
سے جنت یا مرقہ ملائکہ یا آسمان مراد ہے مذموم و مادی
مذموم و مذموم مدحور ای مطرود ۱۵ اور
ورکاو خدا لمن تبعك الہ اس میں لام قسمیہ ہے اور
لا ملئ جہنم الہ جواب قسم ہے۔ ۱۶ لیبدی
لام وسوس کے متعلق ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ
ابلیس کا مقصد خاص یہ ذلت پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا
مقصد تو ان سے خدا کی نافرمانی صادر کرانا تھا لیکن آخر
الامر یہ بات بھی ہو گئی والام فی قولہ لیبدی لہما
لہما العاقبتہ وذلك لان ابلیس لم یقصد
بالوسوسۃ ظہور عودا قہما وانما کان حملہما علی
للعصیۃ فقط فکان عاقبتہ امرہما ان بدت
عودا تہما (مازن ج ۲ ص ۲۷) من سوا تہما یہ ما وری
کا بیان ہے۔

موضح قرآن و لہ یعنی میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ
ماروں گا۔

کلمہ ابلیس نے ان کو قسم دی کہ وہ ان کی خیر خواہی کر رہا ہے یہاں مزید یعنی جبر ہے کیونکہ قسم صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم و حوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہو گئی اس لئے باب مفاعلہ استعمال کیا گیا و اخرج قسم ابلیس علی ذنہ المفاعلة لان لما كان منه القسم ومنهما التصديق فكانهما من اثنين

(سورہ ج ۷ ص ۱۸) کلمہ آخر ابلیس نے دعوہ کہ اور فریب سے ان کو شجرہ منوعہ کھالے پر آنا کر لیا اور ان کو ان کے رتبہ اطاعت سے نیچے گرا دیا ای حطہما عن درجتهما و انزلہما عن رتبۃ الطاعة الی رتبۃ المعصية (روح ج ۸ ص ۱۹) یہ اصل میں قی تھا اسم اشارہ برائے تانیث واحد اس کے بعد لام بعد لگا یا گیا اتقار سائنیں کی وجہ سے گر گئی اور ک۔ کہا۔ کھ و غیر ضمائر خطاب تنبیہ کے لئے آئی ہیں اور مخاطب کی نسبت سے استعمال ہوئی ہیں۔ یہاں مخاطب چونکہ دو تھے یعنی آدم و حوا علیہما السلام اس لئے ضمیر کما استعمال کی گئی۔ شجرہ منوعہ کھالے کی لغزش پر نام ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہی دعائیہ کلمات ان کے دل میں ڈال دیئے چنانچہ دونوں نے انہی کلمات سے گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے لغزش معاف فرمادی جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے فتلقى آدم من ربه کلمات قتاد علیہ تمام تفسیریں اہل تفسیر کی رائے یہی ہے کہ اس آیت میں کلمات سے یہی دعا مراد ہے ای استقبلہما بالخذ والقبول والعمل بھا۔۔۔ وہن قوله تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا (سورہ ج ۲ ص ۱۷) اھبطوا بعینہ جمع میں خطاب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے ہے۔ امام فرار کہتے ہیں خطاب حضرت آدم اور حوا سے ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے قال اھبطوا منہا جمیعاً (طہ ع ۷) چونکہ وہ دونوں نوع بشر کی اصل ہیں اس لحاظ سے گویا کہ وہی جمع بشریں و ضمیر الجمع لکونہما اصل لبتن و فکتم

ھم (روح ج ۸ ص ۱۸)۔

موضع قرآن لا عیب ذلک سے یعنی حاجت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ بھی اتارنے

نہ تھے کہ اتار لی جات تھی تھی جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضا دیکھے۔

سبب منزلت ابلیس کے لئے یہ قسم اور آدم و حوا علیہما السلام نے تصدیق کیا اور ان کے

مقام

ولواتنا

۳۵۸

الاعراف

عَنْهُمَا مِنْ سِوَاهُمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا

عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَينَ أَوْ

تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝۲۰ وَقَا سَمَهُمَا إِلَىٰ لَكُمَا

لَيْسَ النَّصْحَيْنِ ۝۲۱ فَذَلَّهُمَا بَعْرُورٌ فَلَمَّا ذَاقَا

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سِوَاهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ

عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۝۲۲ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا

أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ

الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝۲۳ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا

أَنْفُسَنَا سَكَنَةً وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ

مِنَ الْخُسِرِينَ ۝۲۴ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ

دَعْوَتِكُمْ ۝۲۵ قَالَا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّتِي

منزل ۲

حِينَ ۲۳ قَالَ فِيهَا تُخَيَّوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا

تُخْرَجُونَ ۲۴ يَلْبِسُ آدَمُ قَدًا نَزَلْنَا عَلَيْكَ لِبَاسًا

يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ

ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۲۵

يَلْبِسُ آدَمُ لَا يَفْتِنَنَّكَ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ

أَبَوَيْكَ مِنَ الْجَنَّةِ يَازِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرِيكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ

أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۲۶ وَإِذَا فَعَلُوا

فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ

أَكْرَمُ بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

مَنْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَى اللَّهِ وَرَبِّهِ فَسَوْفَ يُنْزِلُ

الَّذِينَ يَكْفُرُونَ إِلَى الْغِيَاثِ فَتَأْتِيهِمْ مِنْهُ

ثَلَاثُ حُلُوفٍ يُغْرَقُونَ ۲۷ أُولَٰئِكَ يَكْفُرُونَ

بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ

وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ

وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ

وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ

وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ وَلِآيَاتِهِ

۲۳ حیات سے حیات متعارف مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوئے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرنے، زمین حیات متعارف کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں ہے یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد و نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ ۲۴ تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعویٰ شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۴۳ میں چار دفعہ یعنی آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضا کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ دیشاہی زینہ ۲۵ لباس التقویٰ سے ایمان، عمل صالح اور اہل حیا مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقویٰ کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے ۲۶ یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پیرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حوار و آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو پرہیزگار اور بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شیعہ کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغوار سے تھا۔ ماحصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کمر لیا ہے۔ شیطان کے اغوار سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورہ کہف ص ۲۱ میں ہے افْتَحْذَرُوهُ وَذُرِّيَّتَهُ اُولَٰئِكَ مِنْ دُونِ وَهْبٍ لَّكَ عِزٌّ وَكَرْهٌُ مُّشْرِكِينَ کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گائیں

اليوم يبدو بعضه او كله

فما بد امنه فلا احله

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (مراح) یعنی آج شرعاً گناہ کا سنگ ہو جانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو غلاف شریعت افعال کو عبادت اور قرب الہی کا ذریعہ بناتے ہیں

یاں نیگری ابلہاں را تو دلی

مہر منہ گو سالہ را چوں سامری

لیبرہما میں لام عاقبت کا ہے۔ ۲۷ وقبیلہ ای ذریتہ او جنودہ من الشیاطین (مدارج ۲ ص ۳۷)

یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گمراہ

کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اسکا میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورہ اعراف کے شروع

میں ولا تشعروا من دونه اولیاء میں اولیاء مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر لمحہ ماضی

کا فریب کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمحہ ماضی و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاد اللہ من ہذا التشبیہ قال السراج سلطنا ہم علیہم یزید و نافی

غیرہم فینا بعونہم علی ذلک فصلاوا اولیاءہم (عجربہ ۲ ص ۲۷) یہ شکری ہے اور فاحشہ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس

زہری، مجاہد، زید بن اسم، ابن علیہ اور سدی سے منقول ہے وهو طوافہم بالبيت عمارة وشوکہم (مدارج) قال ابن عطیة والفاحشة وان كان عامًا ہی کشف

موضع قرآن و یعنی دشمن نے جنت کے کھڑے تم سے اتروا بھرتے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھادی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس لڑکی نہ پہنے اور

۲۳ حیات سے حیات متعارف مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوئے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرنے، زمین حیات متعارف کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں ہے یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد و نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ ۲۴ تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعویٰ شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۴۳ میں چار دفعہ یعنی آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضا کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ دیشاہی زینہ ۲۵ لباس التقویٰ سے ایمان، عمل صالح اور اہل حیا مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقویٰ کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے ۲۶ یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پیرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حوار و آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو پرہیزگار اور بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شیعہ کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغوار سے تھا۔ ماحصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کمر لیا ہے۔ شیطان کے اغوار سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورہ کہف ص ۲۱ میں ہے افْتَحْذَرُوهُ وَذُرِّيَّتَهُ اُولَٰئِكَ مِنْ دُونِ وَهْبٍ لَّكَ عِزٌّ وَكَرْهٌُ مُّشْرِكِينَ کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گائیں

اليوم يبدو بعضه او كله

فما بد امنه فلا احله

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (مراح) یعنی آج شرعاً گناہ کا سنگ ہو جانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو غلاف شریعت افعال کو عبادت اور قرب الہی کا ذریعہ بناتے ہیں

یاں نیگری ابلہاں را تو دلی

مہر منہ گو سالہ را چوں سامری

لیبرہما میں لام عاقبت کا ہے۔ ۲۷ وقبیلہ ای ذریتہ او جنودہ من الشیاطین (مدارج ۲ ص ۳۷)

یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گمراہ

کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اسکا میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورہ اعراف کے شروع

میں ولا تشعروا من دونه اولیاء میں اولیاء مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر لمحہ ماضی

کا فریب کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر لمحہ ماضی و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاد اللہ من ہذا التشبیہ قال السراج سلطنا ہم علیہم یزید و نافی

غیرہم فینا بعونہم علی ذلک فصلاوا اولیاءہم (عجربہ ۲ ص ۲۷) یہ شکری ہے اور فاحشہ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس

زہری، مجاہد، زید بن اسم، ابن علیہ اور سدی سے منقول ہے وهو طوافہم بالبيت عمارة وشوکہم (مدارج) قال ابن عطیة والفاحشة وان كان عامًا ہی کشف

موضع قرآن و یعنی دشمن نے جنت کے کھڑے تم سے اتروا بھرتے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھادی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس لڑکی نہ پہنے اور

دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے۔

۲۷ وقبیلہ ای ذریتہ او جنودہ من الشیاطین (مدارج ۲ ص ۳۷)

یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گمراہ

العودۃ فی الطواف فقد روی عن الزہری انه قال فی ذلك نزلت هذه الآیات وقالہ ابن عباس وحجاً أحد النحج بقول زید بن مسلم السد مشرکین کو جب اپنے افعال قبیلہ سے روکا جاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دوا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ ۲۸۔ یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے کہ اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور ارفع ہے کہ وہ ایسے فواحش کا مکرم نہ ہو۔ **۱۱۹** القسط سے اللہ تعالیٰ کی توحید مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں قال ابن عباس رضی اللہ عنہما بلا اللہ **۱۲۰** اللہ (مازن ۲۷ ص ۱۸۳) واقیموا وجوہکم ای قال واقیموا، اقیموا سے پہلے قال مفرد ہے تاکہ امر کا خبر پر عطف لازم نہ آئے کیونکہ بائز نہیں، یعنی اپنی توجہات صرف اللہ کی جانب رکھو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور فالعنتہ مرن اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو **۱۲۱** شیطان کے اعدا اور دوسو سہ میں اگر شرک اور فواحش میں مبتلا ہو گئے اور اللہ کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی شروع کر دی اور بد قسمتی سے اسی کو راہ ہدایت سمجھ بیٹھے۔ **۱۲۲** زینۃ سے لباس مراد ہے مسجد سے مراد وقت سجدہ ہے یعنی ہر نماز کے وقت لباس ساتر عورت پہننا یا مسجد سے ہائے سجدہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر مسجد میں ہر قسم کی عبارت طواف، نماز وغیرہ کے وقت لباس زیب تن کرو اور اپنی طرف تخریمیں نہ کرو کیونکہ یہ شرک ہے ایسی خود ساختہ تحریمات کو ختم کرو ولا تسرفوا ای لا تشدکوا **۱۲۳** یہ تحریمات غیر اللہ کا بیان ہے یعنی زینت و آرائش کا جو سلطان اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور رزق کے لئے اس نے جو پاکیزہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں یہ کس نے حرام کی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ نے توان کو حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس نے یہ چیزیں بندوں کے استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہذا اپنی طرف سے ان حلال چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ **۱۲۴** یعنی یہ سامان آرائش وزینت اور طبیعات رزق دنیا میں بھی مومنین کے فائدہ اٹھانے کیلئے ہیں مگر یہاں ان امتیاز سے نفع اٹھانے میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں خالصۃ یوم القیمۃ لیکن قیامت کے دن یہاں

الاعتراف

۲۵۶.

ولوانتاه

اتَّقُوا اللَّهَ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ أَمَرَ

کیا لگاتے ہو اللہ کے ذات پر وہ باتیں جو ستم کو معلوم نہیں و ان کو کہہ دینے کی سزا

رَزْنٰی بِالْقِسْطِ قَدْ وَاٰقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ

رب نے حکم کر دیا ہے انسان کا قلم اور سیدھے کرو اپنے منہ میرے پاس
مَسْجِدٌ وَاذْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا

بَدَاكُمْ تَعْوِدُونَ ﴿٢٩﴾ فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا

حق علیہم الضلّٰۃُ ۝ اِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّیْطٰنَ

مقرر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو سند
 اَوْلِيَاءٍ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُم

وَمَهْتَدُ وَنَ ۝۳۰ یٰبَنۡیَ اٰدَمَ خُذْ وَاٰزِیۡنَکُمۡ عِنۡدَ

ہدایت پر ہیں اے اولاد آدم کی اے لوگو! اپنی آرائش مت سہرا

کُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُّوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ

نماز کے وقت اور گھماؤ اور پیو ۵ اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو

لَا يَحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۚ (۳۱) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ

خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے تو کہہ دے کس نے حرام کیا اسے اللہ کی
اللَّهُ الَّذِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ الطَّيِّبَاتِ مِنَ

نہایت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور سفری چیزیں

الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ

کھانے کی تو کہہ یہ ہمیں اصل میں کس ایساں دلوں کے واسطے میں دینا

منزل ۲

[illegible]

3.055

موسین کے ساتھ شخص ہوگا اور کفایان سے مبروم ہوئے گا۔ کذلک نفصل الایات ای تمیز الحلال من المحرام لقوم یعلمون انہ لا شریک لہ (مدارک ۲۷: ۳۹)

موضح قرآن یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سدا دے ہو؟ اپنی رونق یعنی لباس نماز میں قرض سے مرد کو کمرے نالا نو ذمہ انگنا اور عورت کو سارا بدن۔ مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور باریک جسمیں بدن یا بال نظر آوے معتبر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو۔

فتح الرحمن م یعنی سرد پابرہنہ خفہ نہ کر وہ مشورہ شویہ ۱۲ م یعنی لباس خود در ۱۳ -

الدُّنْيَا خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ كَذَلِكَ تَفْصِلُ

کی زندگی صل میں خالص ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جو تم نے از خود حرام کر لی ہیں اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں ان کو تم حرام نہیں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فواحش ظاہرہ اور خفیہ کو حرام کیا ہے، ہر قسم کے گناہ، ظلم، ناحق، تمام انواع شرک اور اپنی ذات پر افتراء کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ان محرمات سے تم باز نہیں آتے ہو مآلہم یُنَزِّلُ میں مآ سے

معبودان ہا ملہ مراد ہیں اور یہ ای معبود دیتہ یعنی ان معبودان ہا ملہ کو خدا کا شریک بنانا بھی حرام ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۳۵ تمام ہلاک شدہ امتوں کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا وکل امت من الامم المہلکۃ اجلای وقت معین مضروب لاسمکما الہم کما قال الحسن الخ دروج جہ صلا جب ان کی ہلاکت کا وقت آ

پہنچا انہیں فوراً مبتلائے عذاب کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت میں مقررہ اجل سے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی فاذا جاء اجلہم کے بعد اذ کی جزاء محذوف ہے۔ ای عذبوا

لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون ماقبل کی توضیح اور تاکید ہے۔ یا ولا یستقدمون کا عطف فاذا جاء پر ہے اور

ولا یستقدمون۔ فاذا کی جزاء نہیں بلکہ جائے اجلہم کے مقابل دوسری شق ہے۔ ۳۶ اس سے قبل قلنا محذوف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کسی گزشتہ واقعہ کو لفظ مضارع سے تعبیر کیا جائے تو وہاں قلنا محذوف ہوتا ہے تاکہ خلاف مراد کا وہم نہ ہو اس طرح یہ آیت قال اھبطو بعضکم لبعض کے ساتھ متعلق ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ قصۂ آدم کے بعد ہم اسی وقت اولاد آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک حضرت فاطمہ البتین علی الشعلیہ وسلم پر ان کا سلسلہ ختم ہو گیا اس لئے اس خطاب کو موجود بنی آدم پر چسپاں کر کے حضور علیہ

الصلوۃ والسلام کے بعد سلسلہ رسالت کے جریان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف کے مترادف ہے سورۃ بقرہ ۴ کی آیت اس پر شاید عدل ہے جس میں ہبوط کے مقام کے متصل بعد فرمایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت کا پیغام آئے گا میرے انبیاء آئیں گے چنانچہ ارشاد ہے۔ قلنا

اھبطو منها جمیعاً فاما یا ابنکم منی حدی الخ ۳۷ رسول منکم ای من جنسکم ومثلکم فاما یا ابنکم منی حدی الخ ۳۷

رسول منکم ای من جنسکم ومثلکم من بنی آدم (خازن ج ۲ ص ۱۵۷) یعنی رسول تمہاری جنس (بنی آدم) ہی سے آئیں گے کسی دوسری جنس سے نہیں آئیں گے فمن اتقے جس نے شرک اور میرے پیغروں کی مخالفت سے اجتناب کیا یعنی فمن اتقی الشریک ومخالفتہ دسی (خازن) یہ بشارت اخروی ہے۔ والذین کذبوا الخ یہ تحذیف

اخروی ہے۔

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

الاعتراف،

۳۶۲

ولوا ثناء

هُمُ قَوْمٌ خَالِدُونَ ○ فَسَنُأْظِلُّمُ مَسْجِدَ

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟

افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۖ أُولَٰئِكَ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَءُوْا لَیْلًا وَّ لَا نَہَارًا فَاِذَا جَاءَ فَہُم

رُسُلَنَا يَتُوفُونَهُمْ لَقَدْ قَالُوا إِنَّ مَّا كُنْتُمْ

ہمارے پیچھے ہوتے ان کی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَ

شہد و اعلیٰ انفسہم اثمہم کانوا کفرین

اُتار کر ہیں گے اپنے کو یہ کہے شک وہ کافر تھے

قَالَ ادْخُلُوا فِي اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

مَنْ الْبَحْنُ وَالْإِنْسُ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ

جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر جب داخل ہوئی

اُمّہ لَعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰی اِذَا دَارَكُوْا فِیْهَا

جَمِيعًا قَالَتْ أَخْرِضْهُمْ لَنَا وَلَهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ

اَضَلُّوْا فَاَنْتَهُمْ عَنِ اَبَاصِعُفَا مِّنَ الشَّارِہٖ

ابھی کے مزایا سونے ان کو سے دونا عذاب

من مضمونہ سے
 بیان سے معلوم ہوا
 کہ عمر شریف سے
 دوست و رفیق سے
 کیا گیا ہے۔ مگر
 مہر دان بالذکر
 کے مرشدان و اولاد
 میں سے
 مضمون کے
 استخلاص کے
 لئے
 اور
 مضمون کے
 لئے
 مضمون کے
 لئے

کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں مامروں کو ناظر
 نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورۃ
 سجدہ میں ہے قُلْ يَتُوبُ إِلَيْكُمْ مَلِكُ الْمَوْتِ الَّذِي
 وَكَّلَ بِكُمْ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جان قبض کرنے
 والا فرشتہ ایک جی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس
 آیت میں مَلِكُ الْمَوْتِ اسم جنس ہے اور اس سے
 جان قبض کرنے والے فرشتوں کی جنس مراد ہے۔ یا اس
 سے اس جنس کا رئیس مراد ہے جس کے حکم سے ماتحت
 فرشتے جان قبض کرتے ہیں اور ماتحتوں کا فعل عام طور
 پر سردار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔
 بادشاہ نے قلعہ نفع نفع کر لیا مالا لئکہ قلعہ اس کی فوج نے نفع
 کیا ہوتا ہے۔ این ما کنتم تدعون۔ مآ سے وہ
 معبود مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں مصائب و مشطات
 کے وقت پکارتے اور ان سے مدد مانگتے تھے۔ اِیٰ اَیْنَ
 اِلَّا الْهِنَةُ الَّتِي كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ بِهَا فِی الدُّنْيَا فَ
 تَسْتَعِينُونَ بِهَا فِی الْمَمَاتِ (روح ج ۱ ص ۱۸۱) ضلوا عنا
 مشرکین جواب میں کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں
 اور آج جبکہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی انہوں نے ہمیں
 کوئی نفع نہیں پہنچایا یا ابوالفلاں ابراہم و کلا
 ننتفع بہم (جامع البیان ص ۱۸۱) ۱۸۱۔ فِی
 یعنی مع ہے اِیٰ مع امم فِی التَّارِیْہِ اَدْخَلُو
 سے متعلق ہے (مدارج روح)۔ ۱۸۱۔ اخت سے ہم
 سلب جماعت مراد ہے۔ جب مشرکین کی وہ جماعت جہنم
 میں داخل ہوگی جو دوسروں کی پیروی کرتی تھی تو وہ اپنے
 پیشواؤں پر بغض بھیجے گی جنہوں نے ان کو گمراہ کیا اور
 جب پیشوایان مشرکین در رخ میں داخل ہوں گے تو وہ
 اپنے متبعین کو کو پس گئے جنہوں نے ان کا اتباع کر کے
 ان کی ہمت افزائی کی اور ان کی گمراہی میں اضافہ کیا۔ اِیٰ
 وَنَعْتَ عَلٰی نَظِیْرِهَا فِی الدِّیْنِ فَتَلْعَنُ التَّابِعَةُ الْمَتَّبِعَةُ
 التَّوَّابِلُهَا وَتَلْعَنُ الْمَتَّبِعَةُ التَّابِعَةَ
 الَّتِي زَادَتْ فِی ضَلَالِهَا (روح ج ۱ ص ۱۸۱) ۱۸۱

انھوں نے مشرک مریدوں کی جماعت اولیٰ ہند متبرک پیروں اور راہنماؤں کے بارے میں عرض کر دیں گے اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا کو بھی مقبوعین کو اس لئے کہ وہ خود گمراہ تھے اور دوسروں کو گمراہ کرتے تھے اور فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی نعمت و نعمت کہ مفہور شدہ در دنیا پایشان برسد ۱۲۔

منزل ۲

۴۸ جنت میں داخل ہونے کے بعد اہل جنت اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ ۴۹ اس سوال سے جنہیں کو مزید حزن و ملال میں مبتلا کرنا اور اس حقیقت کا اظہار مقصود ہوگا کہ اہل ایمان ابدی سعادت پاچکے ہیں والغرض من هذا السؤال اظهار حقائق وحصل الى السعادات الكاملة وابتغاء الحزن في قلب بعد (کبرج ۴۳ ص ۳۸) فاذن مؤذن اعلان کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اسرافیل صاحب الصور یا جبریل علیہما السلام ہوں گے یا کوئی اور غیر معین فرشتہ (بحر روح وغیرہ) ۵۰ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا یصدون بانفسهم عن دہنہ سمجھانے یعنی وہ خوردبین سے کنارہ کش رہتے تھے اور دوسری صورت میں بمنعون الناس عن

ولوا نشاء ۳۶۳ الاعراف ۱

غَلَّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا أَقْبَرُ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

خفگی نئی ملے بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر

لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رَسُولُ رَبِّنَا

اللہ کا ہم جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے

بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۴۰ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

بدلے میں اپنے اعمال کے حل اور پکاریں گے جنت والے ۴۰

أَصْحَابُ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب

حَقًّا فَمَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا

سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ نہیں گے

نَعَمْ فَاذْنُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

کہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی ان

الظَّالِمِينَ ۴۱ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ

ظالموں پر جو روکتے تھے اللہ کی

اللَّهُ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَفُورُونَ ۴۲

راہ سے اور ٹھونڈتے تھے اس میں کجی ملے اور وہ آخرت سے منکر تھے ۴۲

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک بھاری پردہ اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لینگے

منزل ۲

دین اللہ تعالیٰ یعنی وہ لوگوں کو اللہ کے دین

سے روکتے تھے بے غور نہا عوجا اللہ کے دین

اور توجید کے دلائل میں شبہات پیدا کر کے لوگوں

کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ بمنعون

الناس عن دین اللہ تعالیٰ بالذہبی عندہ و

داخل الشبہ فی دلائلہ (رح جہ ص ۳۸) اے

اہل جنت اور اہل نار کے درمیان ایک بہت

بڑا پردہ مائل ہوگا جو جنت اور دوزخ کا اثر ایک

دوسری طرف پہنچے سے مانع ہوگا وعلی الاعراف

اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان حجاب

حاجز کے اوپر کا بلند حصہ ہے الذی علیہ لاکثر

ان اہل دین الاعراف اعلى ذلك السور

المضروب بين الجنة والتاد وهذا

قول ابن عباس (کبرج ص ۳۸) اس میں وہ

لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر

ہوں گی جیسا کہ مرفوعہ حدیث میں ہے۔ قیل

یا رسول اللہ فمن استوت حسناته و

سیتانہ قال اولئك اصحاب الاعراف لم

یدخلوها وهم يطعمون وقالہ ابن

مسعود وابن عباس وحذیفة وابوہریرہ

(بحر جہ ص ۳۸) اصحاب اعراف کے بارے

میں محقق قول ہی ہے کہ وہ آخر کار جنت میں داخل

ہوں گے۔ اگلی گفتگو ان کے جنت میں داخل

ہونے سے پہلے ہوگی۔

موضح قرآن و معلوم ہوا کہ نیکیوں کے دل

میں بھی آپس میں خفی ہوگی جنت کے قریب

پہنچ کر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت

میں جاویں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی وحق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اکثر گناہوں

پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔

فتح الرحمن و یعنی ان کیلئے ہمارے در در ہشتیاں باشند در کیم مثل آچہ میان عثمان علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ص ۱۲ یعنی بخواتین کہ شبہات این را باطل سازند

۱۲ و آن مسمی باعراف است ۱۲۔

را یعنی شبہات
نہ کر کے دوسرا سند
نہ کر کے شبہات

موضع جنت اور
دوزخ کے درمیان
اور جی جگہ ہے

وقف ازہم باختلاف

كُلًّا بِسْمِهِمْ وَنَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِّمُوا

ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ قَدْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿۳۶﴾ وَإِذَا

تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امید والیں و ۳۶ اور جب

صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا

پھرے گی ۳۷ ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۷﴾ وَنَادَى

اے رب ہماری مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے

أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رَجَا لَا يَعْرِفُونَهُمْ بِسْمِهِمْ

اعتراف والے ۳۸ ان لوگوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ان کی نشانی کو

قَالُوا مَا آغْنِي عَنْكُمْ جِئْتُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۸﴾

کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تم کو کیا کرتے تھے

أَهْوَأَ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ

اس سے یہ وہی ہیں ۳۹ کہ تم قسم کھا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت و

أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۳۹﴾

چلے جاؤ جنت میں نہ ڈرے تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِضُوا

اور پکاریں گے دوزخ والے ۴۰ جنت والوں کو کہ بہاؤ

عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَاءِ أَوْ يَتَّخِذُوا مِنْكُمْ اللَّهُ طُفَاتٍ

ہم پر ہتھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے

اللَّهُ حَرَّمَ مَعَاكِلَ الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے جنہوں نے ٹھہرایا ۴۱

منزل ۲

۳۷ یہ جملہ مترضہ ہے جس میں اصحاب اعراف کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب اعراف اپنی جگہ ہی سے اہل جنت اور اہل نار کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لیں گے۔ مثلاً اہل جنت کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے اور اہل نار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اصحاب اعراف جنت والوں کو آواز دے کر سلام کہیں گے۔ ۳۸ لیکن جب ان کی نگاہ دوزخیوں پر پڑے گی تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگیں گے۔ القوم الظالمین یعنی مشرک لوگ یعنی الذین ظلموا انفسہم بالشراک (خازن ج ۲ ص ۱۱۷) اصحاب اعراف دوزخیوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور بطور توبیخ ان سے کہیں گے آج وہ تمہاری جمعیوں کا ہونے کا حق کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور جن پر ضرور ہو کر قبول حق سے روگردانی کیا کرتے تھے۔

سید محمود انوکھی فرماتے ہیں و ما کنتم تستکبرون میں مائے مراد مجبوران باطلہ میں اور استکبار سے ان کی عظمت و

کبرائی کا اعتقاد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم جن مجبوروں کی عظمت و کبرائی کے معتقد تھے آج انہوں نے بھی تمہیں کوئی نفع

نہ پہنچایا و المردیہا حینئذ الاصلنام و معنی استکبار ہم ایسا اعتقاد ہم عظمیٰ و کبرہا ای ما آغنی عنکم

جمعکم و اصلنامکم الی کنتم تعتقدون کبرہا و عظمیٰ ہا (روح ج ۸ ص ۱۲۵) ۳۷ یہ اصحاب اعراف کے

قول ہی کا تتمہ ہے وہ ضعیف و بوسین کی طرف اشارہ کر کے دوزخ میں

چلے ہوئے کافروں سے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو تم نہایت

حقیر و ذلیل سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں تمہیں کھا کر کہا کرتے

تھے کہ یہ خدا کی رحمت کے ہرگز مستحق نہیں اور اللہ انہیں جنت

میں ہرگز داخل نہیں کرے گا داخلوا الجنة ای قبیل لہم اب

دیکھو تو انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ مکمل چکا ہے کہ تم جنت میں

داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا اور وہ جنت میں

داخل ہو بھی چکے ہیں۔ ۳۹ یہ کمالہ جنتیوں اور دوزخیوں کے

درمیان ہوگا۔ او متاد ذقکم اللہ ای القوا علیہا صا ذقکم اللہ

یعنی یہاں آ لفتوا فعل محذوف ہے۔ اور یہ علفتماتبتنا و معنی

اباد دجا کے قبیل سے ہے یعنی ہم پر ہتھوڑا سا پانی ہی گر دیا اور جو تمہیں اللہ نے تم کو دی ہیں

ان میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو۔ ۴۰ جنہوں نے دین کو ایک

کھیل سمجھ رکھا ہے جس چیز کو باطل کر لیا اور جس کو باطل کر لیا

فخر و مفاخر و استخلواماشاءوا (مبارک ج ۲ ص ۲۸) فخر و مفاخر

شاءوا و استخلواماشاءوا (روح المعانی) یا اس سے وہ بے اصل اور

لا یعنی امور مراد ہیں جن کو انہوں نے دین سمجھ رکھا تھا مثلاً بیت

اللہ کے پاس تالییاں اور سیٹیاں بجانا۔ ہو مازین لہم الشیطان من

۳۷ صفت حال
برائے جان مال
اصحاب اعراف
سے ای الذین
ظلموا انفسہم
بالشر و باختار
سے ای قبل لہم
سے ای القوم علیہا
از تبیل علفتماتبتنا
و ما باد دجا

۳۷

۳۷

آج کل تواری کے نام سے سارنگی ڈھولک اور دیگر مزامیر کا استعمال بھی ہو رہا ہے جسے آج کل کے دین و شریعت سے بے بہرہ اور رد مانت سے کوہرے صوفی عین عبادت سمجھتے ہیں۔

موضع قرآن و جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہوگی اس کے سرے پر مرد ہیں نجات دلائے جو حشر اور حساب سے فاریع ہیں ہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سن کر خوش ہوں گے۔

فتح الرحمن مل یعنی فقرائے مسلمین کہ کافران از ایشان حسابی نمیگرفتند ۱۴۔

۵۸۔ یہاں چونکہ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے اس لئے یہاں مجازاً انسان ترک اور تاخیر کے معنوں میں ہے اور کما نسوا میں کاف تعلیل کے لئے ہے (روح) یعنی چونکہ انہوں نے یوم آخرت کی تیاری کے لئے اعمال صالحہ ترک کر دیئے تھے اس لئے آج ہم ان کو عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے ای تو کہمہم فی عذابہا کما ترکوا العمل للقاء یومہم ہذا و ہذا قول الحسن و مجاہد و السد و الاکتوبین (کبیر ۳ ص ۲۷۱، فائز ۲ ص ۱۹۲) یہ مآ نسوا پر معطوف ہے اور آیات سے دلائل توحید مراد ہیں کما نسوا بدل لائل و حد انہمنا یکذبون (غازن) یہ ان کو عذاب مہین میں چھوڑنے کی دوسری علت ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ ۵۹۔ کتاب مراد ہے جو تمام آسمانی

ولواتنا ۳۶۶ الاعراف

دینہم لہو و لعلبا و غرتہم الحیوۃ الدنیاء

اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالان کو دنیا کی زندگی نے

فالیوم ننسہم کما نسوا لقاء یومہم ہذا

سو آج ہم ان کو بھلائی کے جیسے انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو

وما کانوا یبیتنا یحدون ۵۱

اور جیسا کہ وہ ۵۱ ہمارے آیتوں سے منکر تھے ہاں اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچاؤ کی

بکتب فصلنہ علی علم ہدی و رحمۃ لقوم

کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبر داری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں

یومنون ۵۲

کے لئے کیا اب اسی کے منتظر ہیں لہذا کہ اس کا معنوں ظاہر ہو جائے۔ جسد

یا تئ تائویلہ یقول الذین نسوہ من قبل

ظاہر ہو جائیگا اس کا معنوں کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلے سے

قد جاءت رسل ربنا بالحق ۵۳

بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات سوا ب کوئی

من شفعا فیشفعوا لنا او نرد فنعمل

ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹائیے جائیں تو ہم عمل کریں

غیر الذی کنا نعمل ۵۴

خلاف اس کے جو ہم کر رہے تھے ہاں بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو ۵۴

و ضل عنہم ما کانوا یفترون ۵۵

اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افتر کیا کرتے تھے ہاں بیشک تباہ کر دیا ۵۵

اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة

اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین پچھ

منزل ۳

کتابوں اور صحیفوں کو شامل ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں کتابیں نازل کیں جن میں کامل علم اور حکمت کے ساتھ احکام شریعہ کو تفصیل سے بیان کیا اور جو ایمان والوں کے لئے سہارا و ہدایت و رحمت تھیں لہذا اب کفار و مشرکین اللہ کی کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے کیا وہ اس کتاب میں مذکور وعدہ و وعید کے پورے ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟ لیکن یہ چیز ان کے لئے مفید نہیں ہوگی جس دن (یعنی قیامت کے دن) مومنین سے کئے گئے انعام و اکرام کے وعدے اور مشرکین اور کفار کو سنائی گئی عذاب جہنم کی وعیدیں پوری ہو جائیں گی وہ دن منکرین کے لئے انتہائی حسرت و یاس اور تاسف کا دن ہوگا۔ اس دن وہ نہایت افسوس سے کہیں گے کہ اللہ کے پیغمبر تو بلاشبہ پیغام حق لے کر ہمارے پاس آئے مگر وائے بد قسمتی ہم نے ان کی ایک نہ سنی۔ کیا آج کوئی ایسی ہستی ہے جو ہماری سفارش کر کے آج ہمیں عذاب سے چھڑائے یا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم نیک اعمال بجا لائیں شفعہ کتو سے یہاں وہ اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جن کو مشرکین منافق و کاسار اور فدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے۔ ۵۲۔ وہ اپنی عمریں شرک و معاصی میں صرف کر کے خسارے میں رہے اور جن معبودوں کو انہوں نے سفارشی اور کاسار سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا مآ موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ (قد خسرنا انفسہم) بصرف اعمارہم النی ہی داس مالہم الی الشوک و المعصی و منل عنہم غاب و فقد (ما کانوا یفترون) ای الذی کانوا یفترون من الاصنام شریک اللہ سبحانہ و شفعاء ہم یوم القیمہ و المراد انہ ظہر بطلان و لم یفدہم شیئاً (روح ۸ ص ۱۲)

تیسرا دعویٰ

۵۳۔ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی کاسار اور غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی ہی کو پکار دیتے سنتوئے

علی العرش یہ اس بات سے کہنا ہے کہ اس نے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا بلکہ صفت فالقیت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور اس نے اپنے اختیار و تصرفات میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ قرآن مجید میں استواء علی العرش کا جہاں بھی ذکر آیا ہے اس کے ساتھ زمین و آسمان اور نظام شمسی کی تخلیق کا ذکر بھی ضرور کیا گیا ہے اور یہ کہ سارا نظام عالم اور نظام عالم کی تدبیر کار اللہ کے اپنے اختیار میں ہے۔ مثلاً سورہ یونس ع میں ہے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام شمساً مستوی علی العرش بید بڑا الاحر صاعن شفیع الامن بعد اذن لہ لکم اللہ ربکم فاعبدوہ افلات تکرون (۱) سورہ طہ ۱۱۵ میں ہے تلوذیلا رحمت خلق الارض والسموات العللہ الرحمن علی العرش ستونہ موضع قرآن والی کافرہ دیکھئے کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھیں ٹھیک ٹھیک تباہیوں میں سب لوگ تباہی کی خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ کیڑیں۔ فتح الرحمن ہاں فراموش کر دن خدا ترک ایشان است در روزخ ۱۲ ص ۱۲ یعنی سمان شوم و بت لاند پرستیم ۱۲۔

لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثری (۳) سرور شروع میں ہے۔ اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش مالک من دون من ولی لا شیخہ ولا تنزل کرون یدہما من السماء الی الارض ثم یحیی الیہ فی یوم کان مقداره الف سنۃ مما تعدون ذلک علما الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ان تمام مقامات ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوار علی العرش سے مراد وہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم ہی کی تدبیر سر پر ہوا ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالہ نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں انشاء عرش

ولواتناہ

۳۶۷

الاعراف

ایام ثم استوی علی العرش یغشی الیل

دن میں پھر تسرار پہڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر

النہار یطلبہ حیثا والشمس والقمر والنجوم

ون فل کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے فت دور آتا ہوا اور پیدا کے سورج اور چاند کے اندر تارے

مستخرت بامرہ الالہ الخلق والامر تبارک

تا بعدار اپنے حکم کے سن اور اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا

اللہ رب العلمین ۵۴ ادعوا ربکم تضرعاً و

ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا پکارو اپنے رب کو ہلے گڑھا کر اور

خفیۃ طرۃ لا یحب المعتدین ۵۵ ولا تفسدوا

چپے چپے اس کو غرش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے ولا اور مت خرابی ڈالو

فی الارض بعد اصلاحہا وادعوه خوفاً و

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد و اس کو پکارو اس کو ڈر اور

طمعاً ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۵۶

توقع سے بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے و

وهو الذی یرسل الريح بשרابین یدئ

اور وہی ہے کہ بھلاتا ہے ہوائیں بھلے خوشخبری لایہوالی مینہ

رحمتہ حتی اذا قلت سحاباً ثقالاً سقنہ

سے پہلے فت یہاں تک کہ جب وہ ہوا بھیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو انہی سے ہیں ہم

لیکد مہیت فائزلنا بہ الماء فخرجنا بہ

اس بادل کو ایک شہر مردہ کی طرف ہم آتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے ہیں

من کل الثمرات کذلک نخرج السموت

سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مڑوں کو لے و

منزل ۲

سے کرنا چاہیے اس سے اس کے نظام عالم میں سے کسی کے حوالے نہیں کیا جائے غرض کہ پکارنے والے سے ای لا تقصدوا بالافعال بعد التوحید

سے لے کر

سلطنت اعطیت اور علیہ کے مقبوم میں مستعمل ہے ویکنی بعن العز والسلطان والملك فبقال فل عرشہ ای ذہب عرشہ وملكہ (رو ۷ ج ۸ ص ۱۳۴) قرطبی ج ۲ ص ۲۲۱ اسی طرح علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ وقد یؤولی العرش فی الایۃ بمعنی الملك ای ما استوی الملک الالہ عزوجل قرطبی ج ۲ ص ۲۲۱ یہ نینوں السموت پر معطوف ہیں اور مستخرت ان سے حال ہے الالہ الخلق والامر تبارک کی تکمیل و تدبیل ہے یعنی سارے عالم کا خالق بھی وہی ہے اور تدبیر و متصرف بھی وہی ہے کالتدبیل لکلہما السابق ای انہ تعلقا هو الذی خلق الاشیاء.... وهو الذی دبہا وصرفہا علی حسبہ (رو ۷ ج ۸ ص ۱۳۴) ۵۴ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی متصرف و مختار ہے لہذا خائبا نہ حاجات میں اسی کو پکارو المعتد بین غیر اللہ کو پکارنے والے ولا تفسدوا فی الارض ای بالشرک بعد التوحید (مدار ۷ ج ۲ ص ۲۳۳) ۵۵ اللہ کے عذاب کا ڈر اور اس کی رحمت کی امید دل میں رکھو من اسی ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ۵۶ یہ الذی خلق السموت پر معطوف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات منعمہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ باران رحمت سے پہلے ہوا بھیجتا ہے جو پر آب بادلوں کو بنجر زمین کی طرف اٹھالے جاتے ہیں۔ بارش سے مردہ زمین میں اللہ تعالیٰ جان ڈال دیتا ہے اور وہ ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا کرتی ہے ۵۷ یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جس طرح ہم بنجر زمین کو بارش سے زندہ کر کے قابل روئیدگی بنادیتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔

موضع قرآن و دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گونگوا کر نکلے اور صد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے و سوار سے پیچھے زمین میں خرابی نہ چاڑھ یعنی اسلام میں کفری رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو اور نا امید بھی مت ہو۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی گاہی اجزاء شب را ہلباس نہار پوشانیدہ در حساب نہار میگرداند ۱۳ ص ۱ یعنی از پی در آمدن شب بعد روز مشاہد است کہ کسی کسی را روان و شتابان میطلبند یعنی بسبب بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ص ۱ پیش از باران ۱۲ ص ۱ یعنی از قبور بہ دن کردیم ۱۲۔

الإعراف،

548

ولوا ثناء

مناکہ غورکوہ اور جو شہر پاکیزہ ہے ۵۶۹ اس کا

سبزو نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں

ہنہیں نکلتا مگر ناقص۔۔۔ لوں پھیر پھیر کر بناتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے

لوگوں کو فراہم بھیک بھیجا ہم نے نوح کو نکال دیا اس کی قوم کی طرف

پس اس نے کہا ہے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا اس جہود اس کے سوا

ہیں صرف کرنا ہوں ہم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے وہ بولے

سُورَةُ الْاَنْعَامِ

١٠

اَلْكَوْمِ اَعْلَمُ مَبْدِئِ الْاَلِ تَعْلَمُوْنَ (٤٣) اَلَمْ يَكُنْ

لیا م موجب ہوا ہے

۴۔ انی مہائے پاس سیاحت مہائے رب کی طرف سے ایک مردی زبانی جو ہم کیائیں سے ہے

منزل ۲

مفسر قرآن: یہ قدرت اپنی بیان فرمائی بادیں چلیں اور مینہ برسنا اور سبزہ نکلتا اس طرح سمجھایا مردوں کا نکلنا ایک تو مردوں کا نکلنا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل ادنیٰ لوگوں میں نبی بھی اور علم دیا اور سردار کیا پھر ستمی استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی ان کو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا۔

۱۔ ابن مثل است برائے تاثیر نپند در قلب سلیم وعدم تاثیر آن در غیر سلیم ۲۔ وٹ یعنی روز قیامت ۱۲۔

نقص زمین

میتنی قصوں میں
سایہ کا قلم یہ تیرا
تیرا متعلق ہے ہمارے
فرد و شہر و مزار

२७

اس کے لئے
جو کہ مشرک
نہ کہ مومن

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۹۳﴾

تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلِ

پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں

وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ

اور غرق کر دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ

كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿۹۴﴾ وَآلِی عَادِ أَخَاهُمْ

لوگ تھے اندھے اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی

هُودًا قَالَ يُقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

ہود کو کہہ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۹۵﴾ قَالَ الْمَلَأُ

معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي

جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو

سَفَاهَةً ۖ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَذِبِينَ ﴿۹۶﴾

عقل نہیں ہے اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں

قَالَ يُقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ

بولا اے میری قوم میں کچھ ہے عقل نہیں ہے لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۹۷﴾ أَلَيْغُكُمْ رِسَالُ رَبِّي

پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے

وَإِنَّا لَكُمْ ناصِحٌ أَمِينٌ ﴿۹۸﴾ أَوْعَجِبْتُمْ أَنْ

اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق کیا تم کو تعجب ہوا کہ

۹۳ یہ دوسرا قصہ ہے اور تیسرے دعویٰ ہی متعلق ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام

نے بھی اعلان کیا تھا یقوہم اعبدوا اللہ ما لکم من

إله غیرہ کا الخ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو

اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور

کار بار نہیں ہے ۹۴ حضرت ہود علیہ السلام کو

قوم نے کم عقلی کا طعنہ دیا اس لئے کہ انہوں نے باپ دادا

کا دین چھوڑ دیا ای متمکن فی خفة عقل وراستخا

فیہا حیث فارقت دین اباؤک (روح ج ۸ ص ۱۵۸)

۹۵ سفاهت کی تفسیر اور اس کا نفی کے تحت

واقع ہونا مفید مبالغہ ہے۔ یہاں سے آنا لکم

ناصح امین تک میں حضرت ہود علیہ السلام نے

قوم کے الزام کی نہایت باخ اسلوب سے تردید فرمائی

یعنی اے میری قوم میں تو ادنیٰ ترین سفاهت اور کم عقلی

سے بھی بالاتر ہوں کیونکہ میں خداوندی جہاں کا رسول ہوں

اور تمہیں اس کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور پہلے سے

تمہارے درمیان خیر خواہ اور امین شہور ہوں یا مطلب

یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی توحید بتا کر اور شرک سے تم کو

روک کر تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور اللہ کی وحی اور

اس کی تبلیغ پر اس میں ہوں۔ والمعنی انی عرفت فیکم

بالنصح فلا یحق لکم ان تمہونی ویا لامانۃ

فیما اقول فلا یتبعی ان اکذب (بخروج ۴ ص ۳۳)

(ناصح) فیما امرکم بہ من عبادۃ اللہ عزوجل

وترک عبادۃ ما سواہ (امین) یعنی علی

تبلیغ الرسالۃ واداء النصح (خازن ج ۲ ص ۲۴)

یہاں بھی تیسری

یہاں بھی تیسری

یہاں بھی تیسری

یہاں بھی تیسری

جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ

آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبان پر جو تم میں سے ہے

لِيُنذِرَكُمْ وَأَذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ

تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو

خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي

سردار کر دیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ کر دیا تمہارے

الْخَلْقِ بَصُطَةً ۖ فَادْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ

بدن کا پھیلاؤ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا

تَفْلِحُونَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ

بھلا ہو بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ کے

وَنَذَرَ مَا كَانُوا يَعْبُدُ آبَاءَهُمْ وَإِنَّا لَنَاحِدُونَ

کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے پس تو لے آہمارے پاس جس چیز

إِن كُنْتُمْ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ

سچ ہو اگر تو سچا ہے کہا تم پر یہ واقعہ ہو چکا ہے

عَلَيْكُمْ مِّن رَّبِّكُمْ رَجُلٌ وَغَضَبُ الْخَالِدِينَ

تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے

فِي أَسْمَاءِ سَمِيَّتُمْوهَا أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ مَّا

ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے خدا اور تمہارے باپاؤں نے نہیں

نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ سُلْطٰنٍ فَإِنْ تَنْظُرُوا إِلَىٰ

اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٥١﴾ فَانْجِبْنَاهُ

تمہارے ساتھ منتظر ہیں پھر ہم نے بچا لیا اس کو جسے اور

منزل ۲

۷۷ اس میں حضرت ہود علیہ

السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے

النعامت یاد دلانے۔

قوت یا پھیلاؤ ۷۷ قوم نے

جواب میں کہا کہ تم ہمارے پاس اس

لئے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ

کی عبادت کریں اور صرف اسی کو

پکارتیں اور جن معبودوں کو ہمارے

باپ دادا پکارتے چلے آئے ہیں

ان کو ہم چھوڑ دیں تو سن لو کہ

ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ باقی جس

عذاب سے تم نہیں ڈراتے ہو

اگر تمہارے بیان میں کچھ سچائی

ہے تو وہ عذاب لے آؤ۔ ۷۷

حضرت ہود علیہ السلام نے

فرمایا کہ اللہ کا غضب اور اس

کا عذاب تم پر مقدر ہو چکا ہے

وہ اپنے وقت پر آ کر رہیگا مگر

تمہاری کم عقلی کی انتہا ہے کہ تم

میرے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں

کے بارے میں جھگڑتے ہو جن

کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ

نے کوئی دلیل نازل نہیں

فرمائی۔ ۱۲ ۷۷ آخر مقررہ

اجل پر اللہ کا عذاب آ گیا اور پوری

قوم کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔

حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان

لانیوالوں کے سوا کوئی خدا ہے نہ پج سکتا۔

فتح الرحمن ۱ یعنی بیاد عقوبت را ۱۲ ۷۷ یعنی بے اصل است ۱۲

الَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَّعُوا أَيْدِيَهُمْ

جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹ ان کی

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝۴۲

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے

وَالِی شُورَدَ أَخَاهُمْ طِلْحَامُ قَالَ لِقَوْمِ

اور شور کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ط قَدْ

بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تم کو

جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ط هَذِهِ نَاقَةُ

پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی

اللَّهُ لَكُمْ آيَةٌ فَإِنْ رَوَّاهَا نَاكِلٌ فِي أَرْضِ اللَّهِ

اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمْسُوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ

اور اس کو نہ لگاؤ بُری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب

الْأَلِيمِ ۝۴۳ وَإِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ

دروناک اور یاد کرو جب کہ تم کو سردار کر دیا

مِّنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ

عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو

مِنْ سُهُولٍ لَّهَا قُصُورٌ أَوْ تَنْحِتُونَ الْجِبَالَ

نرم زمیں میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے

مِیْمُونًا ۝۴۴ فَادْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْشُوا

گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو

وَقَفَّ الْأَرَضَافُ

ماتیں اتریں
معلق ہو گئیں

اللہ یہ تیسرا قصہ ہے۔
اور یہ بھی تیسرے دعویٰ
میں متعلق ہے جیسا کہ حضرت
صالح علیہ السلام کے
اس اعلان سے ظاہر
ہے۔ یَقَوْمِ اعْبُدُوا
اللَّهَ مَا لَكُمْ دِينًا
إِلَّا غَيْرُكَ۔ اے
میری قوم صرف اللہ ہی
کی عبادت کرو۔ اور
صرف اسی کو پکارو۔
اس کے سوا تمہارا کوئی
معبود اور کارساز نہیں
اس کے بے معجزہ ناکہ کا
ذکر فرمایا کہ یہ اونٹنی
اللہ کی طرف سے ایک معجزہ
ہے اس کو نہ کا بیف مت
پہنچانا ورنہ اللہ کا عذاب
آ جائے گا۔ پھر ان کو اللہ
کے انعامات یاد دلانے
سہول لہا۔ سہول سہل
کی جمع ہے یعنی ہموار زمین۔

نرم زمیں

مَا زِلْنَا وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ لِلصَّالِحِينَ ٤٩

اپنے رب کا اور خیر خواہی کی ہماری لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

اور بھیجا لو ط کوجب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیالی

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ٥٠

کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ

تم تو دوڑتے ہو عہ مردوں پر شہوت کے مارے

النِّسَاءِ ط بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ٥١

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گذر لے والے

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا

اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ

أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنْفُسُ

نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی

يَنْتَظِرُونَ ٥٢ فَإَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا

پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے عورتوں کو مگر

أَمْرَاتِهِ زَكَاتٍ مِنَ الْغَابِرِينَ ٥٣ وَأَمْطَرْنَا

اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کے اوپر عیب یعنی پتھروں کا پھر دیکھ

الْمُجْرِمِينَ ٥٤ وَالْإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط

گنہگاروں کا اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو قہم

منزل ۲

یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دوسرے سے متعلق ہے
کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا
سامعہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةُ سے لڑکوں کیساتھ
خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتدا قوم لوط
میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔
یہ اَلْفَاحِشَةُ کی تفسیر ہے بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ
میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں شریعت
ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَتَأْتُونَ فِي تِلْكَ الْأَمْثَلِ
الْمُشْكِرَ (عنکبوت ۳۷) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِمْ
حضرت لوط علیہ السلام کی پسند نصیحت کے جواب میں قوم نے
فیہ کہ کیا ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بننے
میں ۱۳۔ اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر
برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر
ایمان لائے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام
کی بیوی چونکہ درپردہ مشرک تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں
ہلاک ہو گئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا۔ بارش سے پتھروں
کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹا دیا گیا پھر اوپر
سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورہ ہود ۷۷ میں فرمایا فَكَذَّبُوا
جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاءً فَلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
حِجَابًا مِّنْ سَیِّئٍ مِّنْ مَّصْنُونٍ ۱۲۔ یہ پانچواں قصہ
ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعویوں سے متعلق ہے۔
يَقُولُوا عِبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ يَسْتِيرُوا
دعویٰ مذکور ہے یعنی اے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت
کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز
نہیں۔ اور قَاذِفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمُ الْخَمِيمُ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم
شعیب علیہ السلام ان محرمات الہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں
نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو

۵۵ یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دوسرے سے متعلق ہے
کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا
سامعہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةُ سے لڑکوں کیساتھ
خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتدا قوم لوط
میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔
یہ اَلْفَاحِشَةُ کی تفسیر ہے بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ
میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں شریعت
ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَتَأْتُونَ فِي تِلْكَ الْأَمْثَلِ
الْمُشْكِرَ (عنکبوت ۳۷) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِمْ
حضرت لوط علیہ السلام کی پسند نصیحت کے جواب میں قوم نے
فیہ کہ کیا ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بننے
میں ۱۳۔ اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر
برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر
ایمان لائے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام
کی بیوی چونکہ درپردہ مشرک تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں
ہلاک ہو گئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا۔ بارش سے پتھروں
کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹا دیا گیا پھر اوپر
سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورہ ہود ۷۷ میں فرمایا فَكَذَّبُوا
جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاءً فَلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
حِجَابًا مِّنْ سَیِّئٍ مِّنْ مَّصْنُونٍ ۱۲۔ یہ پانچواں قصہ
ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعویوں سے متعلق ہے۔
يَقُولُوا عِبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ يَسْتِيرُوا
دعویٰ مذکور ہے یعنی اے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت
کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز
نہیں۔ اور قَاذِفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمُ الْخَمِيمُ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم
شعیب علیہ السلام ان محرمات الہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں
نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو

میان سمجھتی تھی۔ اس نے ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان محرمات کو حرام سمجھیں اور ان ناجائز طریقوں سے لوگوں کے حقوق تلف نہ کریں اور زمین میں شہر و فساد نہ پھیلائیں۔ ۱۲

۹۹ یعنی اور مذکورہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہیں بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو مان لو المراد بالخیبۃ مایشملا مراد دنیا والاخرۃ ای ذلکم خیر لکم فی الدارین بشرط ان تؤمنوا (روح ج ۸ ص ۱۷۱) ۹۹ حضرت ابن عباس، قتادہ، مجاہد اور سدی سے منقول ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرکین شہر میں آئے تو تمام راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آتے ان کو روک لیتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو عیاذ باللہ کذاب (بڑا جھوٹا) کہہ کر ان کو بظن کرنے کی کوشش کرتے اور ساتھ ہی ان کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دیتے۔ کانوا یقعدون علی الطرقات المفضیۃ الی شعیب فیتزعدون من اراد البیۃ الیہ ویصدونہ ویقولون انہ کذاب فلا تذهب الیہ، کہا کانت قریش مکہ تفعلہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هذا اظاہر (قرطبی ج ۲ ص ۱۷۱) جیسا کہ قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے والوں سے کیا کرتے تھے۔ ۱۰۰ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام ذکر فرمایا۔ قلت وکثرت سے تعداد کی بیشی مراد ہے یا دولت کی مفسرین نے دونوں قول لکھے ہیں وَاَنْظُرُوا کَیْفَ کَانَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی کے اس احسان کا شکر ادا کرو اور اس کی دعوت کو مان لو ورنہ جن لوگوں نے اللہ کی دعوت کو جھٹلایا اور شرک اور دوسرے اعمال بد سے زمین میں فساد پھیلایا ان کا حشر تم دیکھ چکے ہو کہ ان کو اللہ نے کس طرح تباہ کیا تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔ ۱۰۱ یہ منکرین کے لئے تحذیف دہیوی ہے یعنی تم میں سے کچھ لوگ میری دعوت قبول کر چکے ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے۔ اب تم اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو کہ وہ کس طرح ایمان والوں کو بچاتا ہے اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کرتا ہے۔

قَالَ يَقُومُ عَبْدُ وَاللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ

بوللا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

قَدْ جَاءَ تِلْكَ بَيْتَهُ مِّنْ رَبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ماپ

وَالْيِزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ

اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں

وَلَا تُفْسِدُوا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۰ وَلَا

یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ۹۹ اور مت

تَقْعُدُوا بِالْجَلَّ صِرَاطٍ مُّوْعَدُونَ وَتَصُدُّونَ

بیٹھو راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو

عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَن اٰمَنَ بِهِ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

اللہ کے راستے سے جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈموند واس میں عیب

وَ اِذْ كُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَرَكُمْ مِّنْ وَ اَنْظُرُوا

اور یاد کرو جبکہ تھے کم بہت بھڑکے پھر تم کو بڑھا دیا اور دیکھو

کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۰۱ وَ اِنْ کَانَ ظَافَةً

کیا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ۱۰۱

مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْ اَرْسَلْتُ بِهٖ وَ ظَافَةً لَّمْ یُؤْمِنُوْا

ایمان لایا اس پر جو میرے ساتھ بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہیں لایا

فَاَصْبِرْ وَ اَحْتَسِبْ یَحْکُمُ اللّٰهُ بَیْنَنَا وَ هُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ

سو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُصْلِحِیْنَ وَ بَیْنَ هُم وَ بَیْہَا الْمَکَذِبِیْنَ الْحَاجِ حَیْ وَ بَیْہَا بَہْم (خازن ج ۲ ص ۱۷۱)

فَتَحِ الرِّجْلَ ۝۱۰۲ یعنی واجب آں ہو کہ ہم متفق می شدہ ایمان و چون متفق نشدہ منتظر فیصلہ گردن باشند ۱۰۲

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ

بولے سردار ۹۴ جو مستکبر تھے اس کی قوم میں

لَنُخْرِجَنَّكَ لِشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا

ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے

مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي

میرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے

مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝۸۸

دین میں بولا کیا ہم ہزار ہوں تو بھی بیشک

أَفْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي

ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں ہمارے

مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّيْنَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا

دین میں ہیں اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا

يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُوذَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے

اللَّهُ رَبَّنَا وَسِعَ رَبَّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

اللہ رب ہمارا گہرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر میں ۹۵ اور ہماری

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝۸۹

قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنْ اتَّبَعْتُمْ

بولے سردار جو کافر تھے ۹۶ اس کی قوم میں اگر یہ روی کر دے تم

۹۴ اس کے جواب میں قوم کے متکبر اور مشرک سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکی دی کہ یا تو تم اپنا دین توحید چھوڑ کر واپس ہمارے دین میں آ جاؤ ورنہ ہم تم کو اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں سب کو اپنے گاؤں سے نکال دیں گے۔ قَدِ افْتَرَيْنَا الخ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے دین شرک سے محفوظ فرمایا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں لہذا اس کے سوا پرکار کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم تمہارے دین پر جائیں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور افتراء ہوگا ہم سے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے دین پر آجائیں۔ اَلَا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ يَهْدِي مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَشَاءُ ۝۸۸ جب ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ ۹۵ جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے مرد و عباد کو دیکھ کر ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم کی ایذا رسانی انہما کو پہنچ گئی تو اب اللہ تعالیٰ سے آخری پھلے کی دعا مانگی۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَانَ شُعَيْبٌ كَثِيرَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا مَادَى قَوْمَهُ فِي كُفْرِهِمْ وَغِيظَهُمْ وَبَشَّرَهُمْ بِصَلَاحِهِمْ وَاعْلَاهُ فَقَالَ رَبَّنَا اخْرُجْنَا بِكَ فَاسْتَجَابَ اللَّهُ دَعَاءَهُ فَاهْلَكَم بِالْحِجْفَةِ (فخر طبری ج ۷، ص ۱۷۱) ۹۶ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرک سردار اپنے ہم مسلک لوگوں کو دین حق قبول کرنے سے روکنے کیلئے ان سے کہتے تھے مگر تم نے شعیب کی بات مان لی تو تم ہمارے میں رہو گے۔ کیونکہ اس کا دین قبول کر لینے کے بعد تم ناپ تول میں کمی بیشی نہ کر سکو گے، وہ نہیں کما سکو گے۔ نیز ہدایت کے عوض گمراہی خریدو گے جو سراسر خسار ہے مشرکین شرک کو ہدایت اور توحید کو گمراہی سمجھتے تھے ای مغبونون الاستبدانکم الضلالة بالهدای و لغوات ما یحصل لکم بالخص التطفیف (مروج ج ۷، ص ۱۷۱)

ما یستبدونکم الضلالة بالهدای و لغوات ما یحصل لکم بالخص التطفیف

۳۰ ایمان لانے کی ترغیب ہے۔ جن بستیوں میں اللہ کے پیہر آئے اگر ان بستیوں والے اللہ پر ایمان لے آئے اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ ان پر

زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا مگر انہوں نے تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایاؤں کے سبب ان کو پکڑ لیا۔ ۳۱ ہم وہ استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور اہل القریٰ سے مکہ اور گرد و نواح کی بستیوں کے لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی بعض کے نزدیک یہ عام ہے۔ والمراد بالقریٰ مکہ وما حولہا لانہم کذبوا محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم وقیل هو عام فی جمیع القری۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۳) مشرکین عرب گذشتہ سرکش قوموں کے انجام بد سے اچھی طرح واقف ہیں مگر اس کے باوجود عناد اور سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں کیا انہیں اس بات کا خطرہ اور اندیشہ نہیں کہ کہیں رات کو سوتے وقت یا دن کو جب وہ کھیل میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آپہنچے اور ان کو ہلاک کر دے۔ کیا وہ اللہ کے عذاب سے بالکل ہی بے فکر ہیں۔ جو لوگ اس طرح اللہ کے عذاب سے نڈر ہو کر ایمان و عمل سے غافل ہو جائیں وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے۔ ۳۲ ہدایت سے اس کا متعارف معنی مراد ہے یا بمعنی ظہور ہے۔ یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت اور ان کی تباہی ان کی ہدایت کا موجب نہ بنی یا اس سے ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ کفر و عناد کی وجہ سے ان کو بھی عذاب سے ہلاک کیا جاسکتا ہے۔

موضع قرآن

۱۔ بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا، سستی رہے تو اسے ہے کہ توبہ کر لے اور جب گناہ راست آگیا تو یہ اللہ کا سچا واسطہ ہے پھر ڈر ہے ہلاک کا جیسے زہر کھایا اگل لے

فتح الرحمن

۱۔ یعنی از تدبیر ہلاک ۱۲۔

الاعراف ۷

۳۷۷

قَالَ الْمَلَأُ ۹

بَغْتَهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۹۵ وَكَوْا أَهْلُ

الْقَرَىٰ أَمْنُوا وَاتَّقُوا الْفِتْنَةَ عَلَيَّهِمْ

بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ

كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۹۶

أَفَأَمِنْ أَهْلُ الْقَرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا

بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۹۷ أَوْ آمِنْ أَهْلُ الْقَرَىٰ

أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضَعْفَ ۹۸ وَهُمْ يَلْعَبُونَ

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمِنُ مَكْرَ اللَّهِ

إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۹۹ أَوَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ

يُرْسُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ تَكُونَ

كُنُوزًا أَصْبَنَهُمُ يَوْمَ يَوْمِهِمْ وَتَطْبَعُ عَلَىٰ

بِهِمْ جَاہِلُونَ ۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۰۵ الفقاری سے تمام مذکورہ بستیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کے انبیاء علیہم السلام اور جن کی قوموں کے واقعات پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اسم اشارہ کا محسوس مبصر ہی کے لئے استعمال ہونا ضروری نہیں بلکہ معبود فی الذین کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ لہذا ماتقول فی ہذا الرجل سے

مبتدعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر ہونے پر استدلال غلط ہے۔ یہاں گدا بھو میں یا سبب ہے اور کذا لک میں کاف بمعنی لام ہے۔

یعنی جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کر ڈالی اس لئے جب انہوں نے معجزات پیش کئے تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور کفر پراگے رہے اس لئے ان کے عناد و انکار کی وجہ سے

ان کے دلوں پر مہر جہا ریت ثبت کر دی گئی اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی۔ ۱۰۷ حضرت حسن فرماتے ہیں عہد سے عہد توحید مراد ہے جو اہم سابقہ سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لیا گیا۔ العہد الذی عہد الیہم صم الا نبیاء علیہم السلام ان

بہ عہد وہ ولا یشترکوا بہ شیئاً قرطبی ج ۲۵۵ یعنی ان میں اکثر بدعت ثابت ہوئے اور انہوں نے توحید کو جوہر کر شرک اختیار کر لیا۔ ۱۰۸ یہ چٹا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے اور یہاں سے شروع ہو کر کورع ۲ کے آخر میں قارسلنا علیہم صحر جذاً اقمن السماء بہما کانتا یظلمون۔ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف اہم واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہر واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزیمت اور ان کے استقلال کی زندہ تصویر ہے۔ ان کے ذکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع مقصود ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی حیرات اور سہاوری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں ورا کی وجہ سے آنے والے مصائب و مشکلات کا استقلال سے سامنا فرمائیں۔ پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس جا کر اسکو توحید کی دعوت دینا۔ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منکر کرنا۔ اسے معجزے دکھانا

مذکورہ تمام قصوں کے متعلق یہ ہے۔ یہ ایمان کے اس علم پر ہے کہ اسم اشارہ کیلئے ضروری مبصر کا ہونا ضروری نہیں۔ ۱۰۶

قَالَ الْبَلَاءُ ۳۷۸ الاعراف ۷

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۱۰۰ تِلْكَ الْقُرَىٰ

دلوں پر سو وہ نہیں سنے یہ بستاں ہیں ہنہ کہ

تَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ

سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا

ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر

كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَّالِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ

جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ

قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ۱۰۱ وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ

کافروں کے دل پر اور نہ پائے ان کے ۱۰۲ اکثر لوگوں میں ہم

مِنْ عَهْدٍ ۚ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ

لے عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائے نافرمان

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ

پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ہنہ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ فَظَلَمُوا بِهَا ۚ فَأَنْظِرْ كَيْفَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پس لکھنا انہوں نے انکے مقابل میں سودیکھ کیا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ

انجام ہوا مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے

يُفْرَعُونَ ۚ إِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۰۳

اے فرعون میں رسول ہوں بہروردگار عالم کا

حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ

واقم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے

منزل ۲

اور پھر فرعون کا ان کے مقابلے کے لئے جادو گردوں کو جمع کرنا وغیرہ۔ ۱۰۸ یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات کا انکار کیا حقیقیٰ الخ ای واجب رکبوا (غیرہ) یعنی مجھ پر فرض اور لازم ہے کہ میں اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ کروں یا حقیقیٰ یعنی سچی چیز ہے (بحر، روح وغیرہ) یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے میری شان یہی ہے اور میرے لئے ہی لائق اور زیبا ہے کہ میں اللہ کی طرف سچی بات ہی کی نسبت کروں اس لئے سن لو میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہوں۔ لہذا میری دعوت کو قبول کر لو اور بنی اسرائیل کو ظلم و ستم سے رہا کر دو۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں حقیقیٰ ای ثابت ہے یعنی میں اس بات پر ثابت اور قائم ہوں کہ اللہ کی طرف صرف سچی بات کی ہی نسبت کروں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ

لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے میرے ساتھ

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝۵۱ قَالَ إِن كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ

بنی اسرائیل کو بولا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر

فَأْتِ بِهَا إِن كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۵۲ فَالْقَهْ

تو لا اس کو اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اس نے

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝۵۳ وَنَزَعْنَا

اپنا عصا تو اسی وقت ہو گیا اڑدا صریح اور نکالا اپنا ہاتھ

فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنُّظُرِينَ ۝۵۴ قَالَ الْمَلَأُو

تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو بولے سردار

قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا السَّحَرُ عَلِيمٌ ۝۵۵ يَرِيدُ

فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے نکالنا چاہتا

أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَ آتَاكُمْ ۝۵۶

ہے تم کو تمہارے ملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے

قَالُوا أَرْحَبُ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ

بولے وکیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج پر کمزور میں

حِثْمَرِينَ ۝۵۷ يَا مُوسَىٰ بَجَلٍ سَحَرٍ عَلِيمٌ ۝۵۸ وَ

جمع کرنے والوں کو کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادوگر اور

جَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

آئے جادوگر اللہ فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے

إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝۵۹ قَالَ لَعَمْرُؤُا لَّكُمْ

اگر ہم غالب ہوئے بولا ہاں اور بیشک تم

۱۰۹ فرعون نے کہا اگر واقعی تم اپنے دعوے میں

سچے ہو اور اپنی نبوت پر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ

لائے ہو تو پیش کرو ورنہ آٹھ عصا کا اللہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاکھ زمین پر پھینک دی

جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گر بیان میں ہاتھ

ڈال کر باہر نکلا تو وہ روشن اور درخشاں تھا

یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا

معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے

بھی دیکھ لو۔ ۱۱۰ یہ دیکھ کر قوم فرعون کے

درباری السرا اور اہل حل و عقد بول اٹھے کہ یہ

تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں

ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا

چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کھاؤ آٹا مڑو

تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ

ہے۔ ۱۱۱ قائلو اڑچہ انہوں نے کہا اس کے

معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور

اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک

کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک

کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں

لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جاسکے

۱۱۲ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون

کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم

مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے

گا۔ ۱۱۳ قائلو نعم اللہ فرعون نے کہا صرف انعام

ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے

دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں

تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت

افزائی ہوگی۔

۱۱۰ فرعون نے کہا اگر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ لائے ہو تو پیش کرو ورنہ آٹھ عصا کا اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاکھ زمین پر پھینک دی جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گر بیان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکلا تو وہ روشن اور درخشاں تھا یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے بھی دیکھ لو۔ ۱۱۱ یہ دیکھ کر قوم فرعون کے درباری السرا اور اہل حل و عقد بول اٹھے کہ یہ تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کھاؤ آٹا مڑو تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ ۱۱۲ قائلو اڑچہ انہوں نے کہا اس کے معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جاسکے ۱۱۳ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے گا۔ ۱۱۴ قائلو نعم اللہ فرعون نے کہا صرف انعام ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت افزائی ہوگی۔

قَالَ الْمَلَأُ

[illegible]

میں نے ان سے کہا کہ
انہوں نے پہلا خطا
آن کر تھی کہ
موسیٰ علیہ السلام کا
ارب کیا تھا یمن
آلی محمدی آیت
قرآن ۱۷

میں پھینک دی اور گرتے ہی وہ ایک عظیم اثر دیا کی شکل میں منقلب ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جادو گروں کی تمام رسیوں اور لائیٹوں کو نکل گئی مَآیَاقِ کَوْنُ یعنی جو کچھ انہوں نے فریب اور جھوٹ بنایا تھا۔ **هَالِه** وَقَعَ اِی ظہر یعنی حق ظاہر ہو گیا اور جادو گروں کا عمل باطل ہو گیا **كَحْلَبُوْا اَهْتَالَكْ** فرعون اور اس کی قوم بھرے غصے میں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر دہاں سے واپس لوٹے **وَاٰتٰی السَّحْرَۃَ** یعنی زور سے سحر کے میں ڈال دئے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے **اِنَّمَا اَنْتَ نَفْسٌ لِّقٰی** کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا **فَاَنْتٰی** یَسْمٰشٰی اَنْتَ لَہُ رُوْلَہُ جب جادو گروں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اثر دیا بن کر ان کی تمام رسیوں اور لائیٹوں کو نکل گیا اور پھر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا مگر اس کے باوجود اس کے جہم میں کوئی امتافہ نہیں ہوا **اِنَّا اَنْتَ لَہُ رُوْلَہُ** پر حق واضح ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جادو گر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں یا معجزہ عصا دیکھ کر ان کو شرح صدر ہو گیا اور وہ حق کے سامنے اس قدر مغلوب ہو گئے کہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے گویا کہ کسی نے ان کو پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہے

وَعِبْرَةٌ لِّكَ تَنْبِيْهَا عَلٰٓى اَنۡ اِلٰهِيَّكُمْ وَاصْطَرَّهٖمۡ اِلَى السَّجۡدِ هٰذَا الَّذِيۡ تَعْبُدُوْنَ اِلٰهًا اَحَدًا ۚ فَعَبَّوْا عَلٰٓى اَلْقُلُوْبِ اَلْحٰمِ (روم ۲۷-۲۸)
 ۳۸۱
 قَالِ الْمَلٰٓئِكَةُ

الاعراف

لِيُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۱۲۲)

تاکہ نکال دو اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو سوا ب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ

لَا قُطْعَنۡ اَبْدَیْکُمْ وَاَرْجُلُکُمْ مِّنۡ خِلَافٍ

میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف سے تمہارے پاؤں کا

ثُمَّ لَا صَلْبَ لَیْکُمْ اَجْمَعِیْنَ (۱۲۳) قَالُوْا اِنَّا اِلٰی

پھر سولی پر چڑھاؤ گا تم سب کو وہ بولے ہم کو تو

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (۱۲۴) وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا اِلَّا اَنۡ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور تم کو ہم سے ہی دشمنی ہے اللہ کہ

اَمَّا بِآیٰتِ رَبِّنَا لَبَّا جَاءَ تَنَا رَبَّنَا فَرِغْ

مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم تک پہنچیں ہمارے رب نے کھول دے

عَلٰی صَبْرًا وَّشَوْفَنَا مُسْلِمِیْنَ (۱۲۵) وَقَالَ

ہم بہتر صبر کے اور ہم کو مار مسلمان اور بولے

الْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ قَوْمٍ فِرْعَوْنُ اَتَدْرُسُوْا قَوْمَکَ

سردار قوم فرعون کے اللہ کیا چھوڑتا ہے تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو

لِیَفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرُکَ وَاِلٰہِکَ ط

کہ دھوم مچائیں ملک میں اور موقوف کر دے تجھ کو اور میرے بتوں کو

قَالَ سَنَقْتُلُ اَبْنَاءَہُمْ وَنَسْتَحِیۡ نِسَاءَہُمْ

بولا اب ہم مار نکالیں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو

وَ اِنَّا فَوْقَہُمْ قٰہِرُوْنَ (۱۲۶) قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ

اور ہم ان پر زور آور ہیں و موسیٰ نے کہا اے اپنے قوم سے

اَسْتَعِیۡنُوْا بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ

مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی

منزل ۲

جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ فرعون کی طرف جادوگروں کو سزا کی دہائی ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۳۸۱ یعنی میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تم کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ صلیبی میں ہر ایک کی ایک جانب کا ہاتھ اور دوسری جانب کا پاؤں۔ قَالُوْا اَلْیٰہِ جَادُوْکُمْ لَیۡسَ لَکُمْ اِلٰہٌ اِلَّا اِنۡ شِئۡتُمْ ہمارا عین مقصود ہے کیونکہ اس طرح ہم اپنے رب کی آغوش رحمت میں پہنچ جائیں گے۔ ۱۱۸ اور ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات اور اس کے بھیجے ہوئے معجزات پر ایمان لائے ہیں۔ تم اس بات کو حرم سمجھتے ہو حالانکہ ہمارے لئے یہ چیز نہایت قابل فخر ہے۔ اس لئے ہم اس سزا سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ وَبَنَّا اَقْرَبَ عَلَیۡکُمۡ تَنَا اَلْیٰہِ جَادُوْکُمْ کی دعا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فرعون مذکورہ بالا سزا دینے پر تزلزل ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا و مولیٰ! اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر و استقامت عطا فرما تاکہ ہم اس آزمائش میں ثابت قدم رہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے دہائی کے مطابق جادوگروں کو سزا دی تھی فقیر ان فرعون اخذ السحرة و قطعہم علی شاطئ النہر و انہ امن بموسیٰ عند ایمان السحرة ستمائة الف (قرطبی ج ۷ ص ۲۷۷) جادوگروں کے ایمان لانے کے ساتھ دوسرے لوگوں میں سے چھ لاکھ نفوس نے اسلام قبول کیا۔ ۱۱۹ وَقَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنِ اَلْیٰہِ جَادُوْکُمْ لَیۡسَ لَکُمْ اِلٰہٌ اِلَّا اِنۡ شِئۡتُمْ ہمارے امام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرعون سے کہنے لگے کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے رکھیں گے کہ وہ زمین میں فساد کرنے پھریں حالانکہ وہ آپ کو اور آپ کی موتیوں کو بھی نہیں چھوڑے۔ فرعون نے اپنے بت بنوا کر اپنی رعیت کو دے دئے تھے تاکہ وہ ان کی پوجا کیا کریں یہاں اِلٰہِکَ سے یہی بت مراد ہیں (شاہ عبدالقادر ۳۸۱) فرعون نے جواب دیا کہ اب میں اپنے پرانے دستور کے مطابق بنی اسرائیل کے لوگوں کو قتل کرنا

۱۱۸ اور ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات اور اس کے بھیجے ہوئے معجزات پر ایمان لائے ہیں۔ تم اس بات کو حرم سمجھتے ہو حالانکہ ہمارے لئے یہ چیز نہایت قابل فخر ہے۔ اس لئے ہم اس سزا سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ وَبَنَّا اَقْرَبَ عَلَیۡکُمۡ تَنَا اَلْیٰہِ جَادُوْکُمْ کی دعا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فرعون مذکورہ بالا سزا دینے پر تزلزل ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا و مولیٰ! اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر و استقامت عطا فرما تاکہ ہم اس آزمائش میں ثابت قدم رہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے دہائی کے مطابق جادوگروں کو سزا دی تھی فقیر ان فرعون اخذ السحرة و قطعہم علی شاطئ النہر و انہ امن بموسیٰ عند ایمان السحرة ستمائة الف (قرطبی ج ۷ ص ۲۷۷) جادوگروں کے ایمان لانے کے ساتھ دوسرے لوگوں میں سے چھ لاکھ نفوس نے اسلام قبول کیا۔ ۱۱۹ وَقَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنِ اَلْیٰہِ جَادُوْکُمْ لَیۡسَ لَکُمْ اِلٰہٌ اِلَّا اِنۡ شِئۡتُمْ ہمارے امام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرعون سے کہنے لگے کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے رکھیں گے کہ وہ زمین میں فساد کرنے پھریں حالانکہ وہ آپ کو اور آپ کی موتیوں کو بھی نہیں چھوڑے۔ فرعون نے اپنے بت بنوا کر اپنی رعیت کو دے دئے تھے تاکہ وہ ان کی پوجا کیا کریں یہاں اِلٰہِکَ سے یہی بت مراد ہیں (شاہ عبدالقادر ۳۸۱) فرعون نے جواب دیا کہ اب میں اپنے پرانے دستور کے مطابق بنی اسرائیل کے لوگوں کو قتل کرنا

اور لوگوں کو زندہ چھوڑنا از سر نو شروع کر دوں گا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا تشدد و غلبہ ان پر اب بھی باقی ہے۔ ۱۲۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی دی اور فرمایا فرعون کی جانب سے اس وقت جو کچھ تمہارے ساتھ ظلم و ستم ہو رہا ہے اس پر صبر کرو اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور یاد رکھو زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا اس کا مالک اور حکمران بنا دیتا ہے اور آخر کار غلبہ اپنی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو صبر کریں اور اللہ سے مدد چاہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لطیف انداز میں اپنی قوم کو موضع قرآن کا یعنی تم مل کر اس فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو فرعون نے اس تقریر سے لوگوں کو دشمن کیا و فرعون کے بت یہ تھے کہ اپنی صورت بنادیتا تھا لوگوں کو کہ اسکو پوجا کریں اور بیٹے مارنے اور بیٹیاں چھوڑنے کا کام پہلے بھی کرتا تھا درمیان میں چھوڑ دیا تھا اب اس نے پھر قصد کیا۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی دست راست و چپ کی ۱۲۔

فرعون کے نجات پانے اور بالآخر حکومت مصر مل جانے کی خوشخبری سنادی تعجب ہمارے البتہ من البشارۃ قبل وکشف عنه وهو اهلانک فرعون واسر حالہ فہم بعد کا فی اس صحن مصدر (مدارک ج ۳ ص ۲۵۵) قوم نے مایوسانہ انداز میں کہا اے موسیٰ! تیری آمد سے پہلے بھی تم تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا وہی حال ہے۔ یعنی تیرے آنے سے ہماری تکلیفوں کا کچھ مداوا نہیں ہوا۔ قَالَ عَسَىٰ اَلْهَمَ حَفَرَتِ مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لے فرمایا جلدی نہ کرو، صبر سے کام لو، ایک وقت آئے گا جب اللہ تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کر کے ان کی بستیوں پر تمہیں قابض بنا دے گا۔ پھر یہ چل جائے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو یا اللہ کے انعامات بے پایاں کا شکر ادا کرتے ہو اور اس کے احکام

بجالاتے ہو یا اسکی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہو ۲۳ یہ تیسرا واقعہ ہے۔ پہلے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب یہاں سے ان کی ہلاکت کے مبادی کا ذکر شروع ہوا۔ السنین ستہ کی جمع ہے اور مراد قحط کے سال ہیں۔ و السنین جمع ستہ والمراد بہا عام القحط ر ۷ ج ۹ ص ۲۳۲ ۲۳ قوم فرعون پر جب کبھی فراخی اور راحت آجاتی تو کہتے ہم اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اسی کے مستحق ہیں لیکن اگر کوئی مالی یا باطنی تکلیف پہنچ جاتی تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے یہ سب انہی کی نحوست ہے۔ حیاذ باللہ الا انہم ظاہرہم عند اللہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان پر جو تکلیف و مصیبت آتی ہے وہ انکی طرف سے ہے اور اس کی فضا و قدر سے ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کی نحوست کو کوئی دخل نہیں۔ قال ابن عباس ظاہرہم ما یصیبہم من طار لہم فی القدر ما ہم لا قوہ (بخاری ج ۳ ص ۲۵۵) یہ قوم فرعون کا مقولہ ہے۔ یعنی ہمیں مرعوب و مسحور کرنے کے لئے یہ جو توجہ و توجہ کے کھیل اور بزم و خوشی معجزات دکھارہا ہے ہم ان سے ہرگز متاثر ہونے والے نہیں اور نہ تیری نبوت پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔

۵ (تج ۵)

الاعراف ۷

۳۸۲

قَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ

یُورِثُہَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ ۚ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۱۷۸ ۚ

اس کا وارث کرے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں سے اور آخر میں بھلائی ہے

لِلْمُتَّقِیْنَ ۝۱۷۸ ۚ

ڈرنے والوں کیلئے ۱۷۸ وہ بولے ہم ہر تکلیف میں رہیں ۲۳ تیسرے آنے

تَأْتِیْنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَیَ رَبُّکُمْ

سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا

اَنْ یُّہْلِكَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ ۚ

ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کر دے تم کو ملک میں

فَیَنْظُرْ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۷۹ ۚ

پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو ۱۷۹ اور ہم نے پکڑ لیا ۲۳

اَلْاَفْرَاقُونَ بِالسِّنِیْنَ وَتَقْصِصَ مِنَ الشَّجَرَاتِ

فرعون والوں کو قحطوں میں اور میوؤں کے نقصان میں

لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝۱۸۰ ۚ

تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب پہنچی ان کو ۲۳ بھلائی

قَالُوا اَلنَّاهِلَہٗ ۚ وَاِنْ نُّصِیْبُہُمْ سِیِّئَۃٌ یَّظْہَرُوْنَ

کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی بُرائی تو نحوست بتائے

بِمُوسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ ۚ اِلَّا اِنَّمَا ظَہَرُہُمْ عِنْدَ اللّٰہِ

موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی سن لو ان کی تشوئی تو اللہ کے پاس ہے

وَلٰکِنْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۱ ۚ

پر اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۸۱ اور کہنے لگے جو کچھ ۲۳ تو لایا گیا ہمارے

بِہٖ مِنْ اٰیٰتٍ لِّتَسْحَرْنَ بِہَا ۚ فَمَا تَخُنْ لَّکَ

پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز جمعہ پر

منزل ۲

موضع قرآن و زمین کا وارث کرے یعنی ملک کا حاکم کرے جو حق ہے حضرت آدم کا ۱۷۸ و یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو یہ سورت کی ہے۔ اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی ہر دے میں ۱۷۹ ق یعنی شومی قسمت بد ہے سو اللہ کی تقدیر سے ہے۔ بھلائی اور برائی کا اثر سو کا آخرت میں اس کا جواب یہ نہ فرمایا کہ شومی ان کے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں اصل حقیقت تھی سو فرمائی کہ دنیا کے احوال تقدیر پر موقوف ہیں۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی مؤلفہ بر اعمال ایشان است ۱۲۔

چیز مہیا ہو سکتی تھی مگر اسرائیلیوں کے گھروں میں پانی داخل نہ ہوا اور اس کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی آخر لاجپار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ وہ اللہ سے دعا کر کے انہیں اس مصیبت سے نجات دلا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پانی پٹالیا اور زمین ظاہر ہو گئی تو اس میں پہلے سے زیادہ گھاس وغیرہ پیدا ہوئی تو فرعونیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور کہنے لگے یہ کوئی عذاب توڑا ہی تھا یہ تو ہمارے لئے ایک نعمت تھی۔ وَالتَّحَدَّاثُ اس کے بعد اللہ نے ٹڈی دل بھیج دیا جس نے ان کے تمام باغوں اور کھیتوں کا صفایا کر دیا ان کا کوئی درخت نہ چھوڑا، یہاں تک کہ ان کے مکانوں کے دروازہ، چھتوں کے شہتروں اور کڑیوں کو، ان کے کپڑوں اور گھر کے ساز و سامان تک کو نیست و نابود کر دیا۔ بنی اسرائیل کی ہر چیز اس عذاب سے بھی محفوظ رہی۔ آخر فرعون کی التجا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ہوا بھیجی جس نے تمام ٹڈی دل کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، مگر وہ پھر اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے۔ وَالتَّقَبُّلُ اس کے بعد اللہ نے جوؤں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے ان کے بدن کے چمڑے اور گوشت کو کھانا شروع کر دیا جب قوم فرعون کا کوئی آدمی روٹی کھانے لگا تو اس کا منہ جوؤں سے بھر جاتا، جب اس مصیبت سے نجات ملی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب تو ہمیں پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ بعض نے قَبْلَ سے چچڑیاں یا گھبوں کا کھانا کر لیا ہے۔ قَبْلَ سے مراد چچریاں ہیں جیسا کہ مترجم رحمہ اللہ نے اختیار کیا یا جوئیں یا گھبوں وغیرہ غلہ میں جو کھراگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے۔ یعنی بدن اور کپڑوں میں چچریاں اور جوئیں پڑ گئیں۔ غلہ میں گھن لگ گیا۔ (تفسیر عثمانی) وَالتَّضَاعُدُ پھر اللہ نے ان پر مینڈکوں کو مسلط کر دیا۔ ان کے گھروں کے صحن، ان کے کمرے۔ اور تمام برتن مینڈکوں سے بھر گئے۔ اگر وہ بات کے لئے منہ کھولتے

مَنْزِل ۳

نوجھدک کر مینڈک ان گے منہوں میں پہنچ جاتے، ان گے کھانوں میں داخل ہو کر ان کو خراب کر دیتے۔ اس سے تنگ آ کر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زاری موصول فرمائی کہ حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اس پر کہ نبی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اس نے نہ مانا انکی بددعا سے یہ بلانیس پڑیں، دریائے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور مٹی بھری کھاگئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چھڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہر گز نہ مانا کہ یہ سب بلانیس ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آئے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیج گا وہی بلا آتی پھر مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے ان کی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جانے آخر کو وہی مٹی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا وہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے تلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

قَالَ الْمَلَأُوْهُ

۳۸۴

الإعراف،

اور مغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے وہاں اور پورا ہو گیا نیکی کا

وَعَدَةُ يَتْرَعُ رَبُّهَا . بَنِي إِسْرَائِيلَ . بِسَبَبِ أَنْ كَسَبُوا غَنِيَةً

اور خراب کر دیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا۔ فرعون اور اس کی قوم نے

اور جو اونچا کر کے چھایا تھا ف اور پارہ اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو ۱۳

دریا سے تو پہنچے ایک قوم پر جو بوجھ میں لگ رہے تھے اپنے بھڑکے

کہنے لگے اے موسیٰ بنادے ہماری عبادت کے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں

کہا تم لوگوں کو۔ چل کر کے ہوٹ یہ لوگ ۱۳۱ تباہ ہونے والی ہر

[illegible][illegible]

Handwritten musical notation on a five-line staff, featuring various note values and a clef.



ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی منہ ہارے ساتھ بیچ دیں گے لیکن جب اللہ ان پر سے عذاب اٹھا لیتا تو وہ ہر بار عہد شکنی کرتے اور ایمان نہ لاتے۔ ۳۸ آخرون کے مسلسل عذاب و استکبار کی وجہ سے ہم نے ان سے بدلہ لیا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ بِاتِّهَامِهِمْ مِّنْ بَّاسٍ بِّسَبِيهِ ۚ ۳۹ اَلْقَوْهُمْ مِّنْ بَنِي اِسْرٰٓئِیْل مَرٰدِیْنِ اِلٰہِ دُھنی سے ملک مصر مراد ہے یا ملک شام یا دونوں مَشَارِقِ الْاَرْضِ مَعَارِجُہَا یہ کنایہ ہے اسکی تمام اطراف و جوانب سے مطلب یہ ہے کہ وہ پورے کاپور ملک بلا شرکت غیر سے بنی اسرائیل کو دیدیا۔ وَ تَمَّتِ الْكَلِمَةُ ذٰلِكَ۔ کلمہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ مراد ہے جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور ملک مصر ان کو دے گا۔ وَالْمَدَدُ مِنَ الْكَلِمَةِ وَعَدَةُ تَعَالٰی لِمَنْ حَرَبَ الْاِنصَارَ وَالتَّحْكِيْمُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہُمْ عَلَیْہِ السَّلَام (روح ج ۹ ص ۹۷ مش) بِمَا صَبَرُوْا میں یا بسببیہ ہے یعنی بنی اسرائیل کے فرعونوں کے ظلم و ستم اور خداوند کا ایفہ پر مبر کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرمایا اور فرعونوں نے جو عالیشان عمارتیں اور محلات تعمیر کئے تھے اور جو باغات لگائے تھے وہ سب ہم نے تباہ و برباد کر رکھے وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ۔ مراد انگوروں کے باغات ہیں جن کی سیلوں کے لئے وہ عرش بناتے تھے۔ ۴۰ یہ جو تھا واقعہ ہے۔ جب فرعون اور اس کی قوم دریائے نیل میں غرق ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل اسکے معجزانہ راستوں سے گذر کر پار ہو گئے تو اب بنی اسرائیل نے سرکش شروء کر دی چنانچہ راستہ میں جب ان کا گذر ایک قوم پر ہوا جو بت پرست تھے اور گائے کی پوجا کرتے تھے انہوں نے اپنے عبادت خانے میں گائے کے بت بنا کر رکھے ہوئے تھے۔ ۴۱ قَالَ اِبْنُ جُرَیجٍ کَانَ تِلْکَ الْاَصْنَامُ تَمَاثِیْلُ بَقَرِ (غازن ج ۲ ص ۲) جب اسرائیلیوں نے اس بت پرست قوم

کو دیکھتا ہے ان کا جی بھی للھا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

کہنے لگے ان کے ٹھاکروں جیسا ایک ہمیں بھی ملنا کرنا در تا کہ ہم بھی اسکی پوجا پاٹ کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم بڑے نادان اور جاہل ہو۔ شرک اور بت پرستی سے اللہ نے تم کو نجات دی مگر اب تم پھر اسی گمراہی میں گرنے چاہتے ہو۔ **اسلہ** یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ یعنی یہ گناہے کہ بھاری جس دین پر ہیں یہ عنقریب میرے ہاتھوں برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ محض باطل اور لاعاصل ہے اس سے انہیں دنیا میں کچھ ملے گا مگر آخرت میں یعنی یہ وہ اللہ تعالیٰ دینہمہمہ الذی ہم علیہ علی یدی وَاِنَّ ذٰلِكَ لَیَنْفَعُهُمْ صَلاَۃً (روح صحیفہ)

موضع قرآن جس میں برکت رکھی یعنی زمین شام اس میں ظاہر و باطن کی برکت بہت ہے ۱۲ و جابل آدمی نرے بے صورت کو عبادت کر کر تکمیل نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو اس قوم نے دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے ان کو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا کچھڑا بنایا اور پوجا۔

فتح الرحمن یعنی زمین شام بایں شان وادیم چہ بقعہائی شرقیہ وچہ بقعہائی مغربیہ ۱۲۔

۳۳ سالہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یا دلائل کیسے ناشکر گزار دیے ہیں اس اللہ کے سوا کہیں کوئی اور سمجھتا ہے کہ تمام دنیا جہان کے لوگوں پر تم کو فضیلت دی، مراد یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو لوگ موجود ہیں ان میں تم سب کے افضل ہو اس لئے اس سے امت محمدیہ پر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوئی۔ نیز وہ وقت یاد کرو کہ جب فرعون نے تمہیں انتہائی ذلت کے عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا اور تمہارے لڑکوں کو قتل کر دینا تھا اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا اس شدید جلازمہ مصیبت سے اللہ نے تمہیں نجات عطا فرمائی۔ اس لئے اب تمہیں اس کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ۳۳ سالہ یہ پانچواں واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے تمہارے دشمن

فرعون کو ہلاک کر دیا تو میں اللہ کی طرف سے ایک کتاب لاؤں گا جس میں شریعت کے تمام احکام مذکور ہوں گے۔ عرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کتاب کے لئے التجائی تو حکم ہوا کہ تیس دن کے روزے رکھو، تیس روزوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے منہ کی بونا گوار سی محسوس ہوئی تو انہوں نے مسواک سے اس کا زائل کر دیا اس پر اللہ نے حکم فرمایا تمہارے منہ کی بونہی گھسٹوری سے بھی زیادہ پسند تھی مگر تم نے مسواک کر کے اسکو زائل کر دیا اس لئے اب دس روزے اور رکھو اس طرح پورے چالیس دن ہو گئے۔ ۳۴ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو اسکی عنایات بے غایات اور اسکی رحمت و رافت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر دیدار خداوندی کی التجار کروں تو شاید یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ عرض کیا۔ رَبِّ آرنی اَنْظُرَ الْاَيْكَا اے اللہ میرے سامنے اپنی ذات کو ظاہر فرماتا کہ میں اسے دیکھ سکوں۔ ارشاد ہوا تم مجھے دیکھنے کی تاب نہیں اور مجھے دیکھ سکتا محال ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا تم اس پہاڑ کو دیکھو اس پر میں اپنی تجلی ڈالتا ہوں اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو سمجھ لینا کہ تم بھی مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں۔ فَكُنَّا تَحْتَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جب اللہ نے طور پہاڑ پر تجلی ڈالی اور اس پر اپنے نور کی چمک کا اظہار فرمایا تو پہاڑ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ۳۵ گنگا مصدر ہے بمعنی مغول ای مد کو گنگا متفتتاً اور صعباً بمعنی ہیں بیہوش ای مغیبتاً علیہ (روح) ۳۶ جب بیہوش میں آئے تو اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے لگے کہ اے اللہ تو اس سے پاک اور منزہ ہے کہ کوئی تیرا مثل ہو اور تو دیگر اشیاء کی طرح نظر آسکے۔ میں اپنے سوال کی معافی چاہتا ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ یہاں تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اے تَنْزِيْهًا لَكَ مِنْ مِثْلٍ اَجْمَعٍ خَلْقَكَ فِیْ شَیْءٍ..... وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِعَظَمَتِكَ وَجَلَالِكَ اَدْبَانَهُ لَا يَرَاكَ

الاعواق

۳۸۵

قَالَ الْمَلَكُ ۹

وَلَيْسَتْ حَيُّونَ نِسَاءَكُمْ طُوفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاةٍ مِّنْ

اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے

رَبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۱۳۱ ۝۱۳۲ وَوَعَدْنَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ لَّيْلَةً

تمہارے رب کا بڑا اور وعدہ کیا ہم ۳۳ سالہ نے موسیٰ سے تیس رات کا

وَاَتَمَمْنٰهَا بِعَشْرِ قَتْمٍ مِّبَقَاتٍ رَبِّهٖ اَرْبَعِيْنَ

اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہو گئی مدت تیرے رب کی چالیس

لَّيْلَةً ۝۱۳۳ وَقَالَ مُوسٰی اِخِيْهِ هٰرُونَ اَخْلَفْنِيْ

راہیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ

فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۳۴

میری قوم میں اور اصلاح کرنے دینا اور مت چلتا مفسدوں کی راہ

وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ لَا قَالَ

اور جب پہنچا ۳۳ سالہ موسیٰ ہمارے وعدے پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا

رَبِّ اَرِنِيْ اَنْظُرَ اِلَيْكَ ط قَالَ لَنْ تَرٰنِيْ وَلٰكِنْ

اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکا لیکن

اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اَسْتَقَرَّ مَكَانًا فَسَوْفَ

تو دیکھ سارہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو

تَرٰنِيْ فَلَمَّا تَخَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَ

مجھ کو دیکھنے کا پھر جب جبل کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف گرد ہوا اس کو ڈھاکر ہوا براہ

خَرَّمُ مُوسٰی صَعِبًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ

گر پہاڑ موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب ہوش میں آیا ۳۴ بولا تیری ذات پاک ہے

ثُبَّتْ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۵ قَالَ

میں نے تیرے ہی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا کہ

منزل ۲

احد فی هذه النشأة (روح ج ۹ ص ۴، خازن وغیرہ)

مصحح قرآن و حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ تیس رات خلوت کرو کہ تمہاری قوم کو تورات دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی اسکے بدل دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی و حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی۔ پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گئے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوئی وہاں دیکھنا تحقیق ہے۔

۳۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آرزو چونکہ پوری نہ ہو سکی اس لئے ان کی دلجوئی اور تسلی کے لئے فرمایا اے موسیٰ تجھ پر میرے دوسرے انعامات کیا کم ہیں۔ میں نے تجھ کو اپنی نبوت و رسالت اور کلام و پیام کے لئے منتخب کر کے تیرے زمانے کے تمام لوگوں پر تجھ کو فضیلت دی جو انعام و اکرام میں تجھے دے چکا ہوں اسی پر فناءت کر۔ اے اقدس ہما اعطیتک

(قرطبی ج ۲ ص ۳۸۵) اور ان پر اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کر۔ ۳۳۷ اَلَا نُوَاخَّ سَے

مراد تورات ہے اور نوحیٰ سے ہر

وہ چیز مراد ہے جن کی شریعت میں ان

کو ضرورت تھی یعنی سلال و حرام کے

احکام میں کل شیء میحتاجون الیہ

من المحلال والمحرام والمحسن

والقباہ (روح ج ۹ ص ۵۵) معظہ

وتفصیلاً مفعول لہذا یا من

کل شیء سے بدل ہیں۔ ۳۳۸ یہاں

بنی اسرائیل کو عناد و استکبار کے

انجام بد سے ڈرایا۔ یعنی جو

لوگ تکبر و عناد کرتے ہیں

اور میری آیتوں کا ضد و عناد

کی وجہ سے انکار کرتے ہیں میں ان کے

دلوں کو پھیر دوں گا اور ان کے دلوں

پر نہر جاریت لگا دوں گا۔ ان کے دل

حق سے بیزار اور باطل کی طرف مائل

ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر

وہ تمام معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی

ایمان نہیں لائیں گے۔ ہدایت کی راہ

سے دور بھاگیں گے اور گمراہی کی

طرف دوڑ کر جائیں گے۔ ۳۳۹

بِأَنَّهُمْ فِي سَبِيلِهِ سَبَّيْہے۔ یعنی

ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا

گیا کہ انہوں نے اللہ کی توحید کے

دلائل کو محض ضد و عناد کی وجہ سے

جھٹلایا۔ بسبب انہم کذبوا

بِأَيَاتِ اللَّهِ الدَّالَّةِ عَلَى تَحْوِيلِہ

(خازن ج ۲ ص ۲۳) وَالَّذِينَ

كَذَّبُوا النَّحْيَ تَحْوِيلِہ

خروہی ہے

ماریہ منقول ہے
یا ہر بل سے منہ پھری
نوحیٰ سے۔ ۱۲

بے اعتدال و متعصب

قَالَ الْمَلَكُ

۳۸۶

الاعراف

يٰمُوسَىٰ اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي

اے موسیٰ ۳۳۶ میں نے تجھ کو امتیاز دیا۔ لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا

وَبِجَارَتِي ۳۳۷ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ

اور اپنے کلام کرنے کا سولے جو میں نے تجھ کو دیا اور

الشَّكْرِينَ ۳۳۸ وَكُتِبَ نَالُہ فی الْاَنْوَاخِ مِنْ كُلِّ

شاکر رہ اور لکھ دی ہم نے اس کو ۳۳۹ غنیمتوں پر ہر

شَيْءٍ مَّوْعِظَةٍ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا

قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی سو پکڑ لے ان کو

بِقُوَّةٍ ۳۳۹ وَأَمْرُ قَوْمِكَ يَأْخُذُ وَأَبَا حُسَيْنِهَا

زور سے اور حکم کر کہ پکڑے رہیں اس کی بہتد بائیں مل

سَاوِرَیْکُمْ دَارَ الْفَسِقَیْنِ ۳۴۰ سَاَصْرِفْ

عنقریب میں تم کو دکھلاؤں گا گھناؤںوں کا مل ۳۴۱ میں پھیر دوں گا ۳۴۰

عَنْ اٰیَتِیَ الَّذِیْنَ یَتَّكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ

اپنی آیتوں سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ ۳۴۱ وَانْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۳۴۲ وَانْ

ناحق اور اگر دیکھیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں ان پر اور اگر

یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۳۴۳ وَانْ

دیکھیں رستہ ہدایت کا تو نہ سمجھیں اس کو راہ اور اگر

یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۳۴۴ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ

دیکھیں رستہ گمراہی کا اس کو سمجھ لیں راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے ۳۴۴

كَذَّبُوا بِآیَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِیْنَ ۳۴۵ وَ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور رہے ان سے بے خبر ۳۴۵ اور

منزل ۲

موضح قرآن و اسکی ہر باتیں یعنی جنکے کرنے کا حکم ہے اور ہر باتیں جنکے نہ کرنے کا حکم ہے اور دکھاؤں گا گھراؤں ملکوں کا یعنی اگر تم ملکوں پر نہ مہو گے تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جس طرح شام کا ملک ان سے حقین کر تم کو دیا و الواح دے کر یہ بھی فرمادیا کہ قوم کو تفتید کرو کہ عمل کریں اور یہ بھی فرمادیا کہ جو بے انصاف ہیں اور حق پرست نہیں ان کے دل میں پھیر دوں گا۔ اس پر عمل نہ کریں گے یعنی ہدایت اور ضلالت دونوں اسی کی طرف سے ہیں اسی طرح بہشت اور دوزخ۔

فتح الرحمن مل یعنی بزمیت دارن رخصت ۱۲ مل یعنی منازل فرعونیاں خراب شدہ خواہید دید ۱۲۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ

جنہوں نے جھوٹ مانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو بر باد ہوئیں

أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ الْآمَّاكَ أَتُوا

ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ

يَعْمَلُونَ ۝۱۳۷ وَأَتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ

عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی جگہ قوم نے اس کے پیچھے

مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا آلِهَةً خَاوِدًا أَلْمُيَرُوا

اپنے زیور سے بچھڑا ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے نہیں

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلَ الْمُرَادُودِ

دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور نہیں بتلاتا رستہ معبود بنا لیا اس کو

وَكَاثُوا ظَالِمِينَ ۝۱۳۸ وَلَكِنَّا سَقَطْنَا بِأَيْدِيهِمْ

اور وہ تھے ظالم اور جب اس نے پھینکے

وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۚ قَالَ الْإِنْسَانُ لِمَ

اور سمجھے کہ ہم بے شک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ

يَرْحَمُنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرَ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بے شک ہم

الْخَسِرِينَ ۝۱۳۹ وَلَكِنَّا رَجَعْنَا إِلَىٰ قَوْمِهِ

تباہ ہوں گے اور جب لوٹ آیا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں

غَضَبَانِ ۖ أَسْفًا ۚ قَالَ بَلَّيْتُ خَلْقَ مَوْنِي مِنْ

غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک بولا کیا بری نیابت کی کرتے میری

بَعْدِي ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَالْقُلُوبُ الْكَافِرَاتُ

میرے بعد کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور ادا دینے میں تاخیر کی

۱۳۷۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تورات لینے کے لئے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا۔ اسرائیلی پہلے ایک قوم کو گمانے کی پوجا کرتے دیکھ چکے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسکی صورتی کا مطالبہ بھی کر چکے تھے۔ اب سامری نے موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل سے زیورات حاصل کئے اور ان کو ڈھال کر ایک گوسالے کا بت تیار کیا جو گوسالے کی طرح آواز کرتا تھا۔ اس کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ دیکھو ص ۳۸۷ (۱۳۷)۔ ۱۳۸۔ یہ انتہائی ندامت اور شیمانی سے کنایہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے اس احمقانہ اور شرکانہ فعل پر قوم کی ملامت کی اور ان کو سمجھایا تو وہ بہت نادام ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور اپنے فعل سے تائب ہو گئے۔ اسی بعد عود موسیٰ ص ۳۸۷

المیقات یقال للندام المتحیر قد سقط فی یدہ (قسطی ج ۷ ص ۳۸۷) قوم کے نادام ہونے کا واقعہ اصل میں اس وقت پیش آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ کو جلا کر اسکی راگھ اڑادی اس واقعے کی اصل ترتیب سورہ طہ میں اس طرح مذکور ہے۔ میقات سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے ان کو ملامت کی قَوِّعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَضْبَانِ ۖ أَسْفًا ۚ قَالَ يَقُولُونَ لَا نَبْعِدُكُمْ ۚ رَجَعْنَا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ قَالُوا لِمَ رَجَعْتَ ۖ قَالُوا لَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۚ قَالَ الْإِنْسَانُ لِمَ يَرْحَمُنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرَ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝۱۳۹ وَلَكِنَّا رَجَعْنَا إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضَبَانِ ۖ أَسْفًا ۚ قَالَ بَلَّيْتُ خَلْقَ مَوْنِي مِنْ بَعْدِي ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَالْقُلُوبُ الْكَافِرَاتُ ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَالْقُلُوبُ الْكَافِرَاتُ ۚ

۱۳۷۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ کو جلا کر اسکی راگھ اڑادی اس واقعے کی اصل ترتیب سورہ طہ میں اس طرح مذکور ہے۔ میقات سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے ان کو ملامت کی قَوِّعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ خَضْبَانِ ۖ أَسْفًا ۚ قَالَ يَقُولُونَ لَا نَبْعِدُكُمْ ۚ رَجَعْنَا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ قَالُوا لِمَ رَجَعْتَ ۖ قَالُوا لَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۚ قَالَ الْإِنْسَانُ لِمَ يَرْحَمُنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرَ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝۱۳۹ وَلَكِنَّا رَجَعْنَا إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضَبَانِ ۖ أَسْفًا ۚ قَالَ بَلَّيْتُ خَلْقَ مَوْنِي مِنْ بَعْدِي ۚ أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَالْقُلُوبُ الْكَافِرَاتُ ۚ

صورۃ ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ دینی حمت و غیرت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قدر شدت غضب میں آکر رہے ہیں کہ ان کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور انواع و اقسام کی چیزیں پڑیں۔ والصواب ان یقال انہ علیہ السلام لغو طحیثہ الدینہ وشدید غضبہ للہ تعالیٰ یمتاک ان وقعت الالواح من یدہ بدن اختیار (روح ج ۹ ص ۳۸۷)

موضع قرآن و یعنی ان عملوں کی توفیق نہ ہوئی اور جو اپنی عقل سے کریں گے وہ قبول نہ ہوگا۔

۱۴۴۴ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا شاید ہارون علیہ السلام نے قوم کو شرک سے روکنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس لئے انہیں سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔ یہ فعل بھی ان سے بے اختیار شدت غضب اور حمیت دینی کی وجہ سے سرزد ہوا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا میری ماں کے بیٹے! میں نے روکنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا مگر قوم مجھ پر غالب آگئی اور مجھے بے بس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تو مجھے قتل ہی کرنے لگے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی سے منع کرنے میں پوری پوری کوشش کی اور ان کو روکنے میں انتہائی مبالغہ کیا تھا حتیٰ کہ قوم قتل کرنے پر آمرا آئی۔ وذلٰلٰہذا علیٰ انہ بالغم فی الامکا وعلیہم حتیٰ ہبوا بقتلہ

الاعراف ۷

۳۸۸

قَالَ الْكَافِرُ

وَإِذَا بَرَأْنِیْ مِنْ أَخِیْہِ یَجْرُکَ اِلَیْہِ ط قَالَ ابْنُ اُمِّ

وہ پکڑا سر اپنے بھائی ۱۴۴۴ھ کا لگا کھینچنے اس کو اپنی طرف وہ بولا کہ اے میری ماں کھینچنے

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنِیْ ط

لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں

فَلَا تَشِیْءْ لِّیْ الْاَعْدَاءُ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ

سو مت ہنسنا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گناہگار

الظَّالِمِیْنَ ۱۵۰ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِّیْ وَلَا تَجْعَلْ لِّیْ اَدْخِلْنَا

لوگوں میں ط بولا اے میرے رب معاف کر ۱۴۴۵ھ مجھ کو اور میرے بھائی کو اہم داخل کر

فِی رَحْمَتِکَ ذَا اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۱۵۱ اِنَّ

ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے البتہ

الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیْنَ اَلْہُمْ غَضَبٌ مِّنْ

جنہوں نے بچھڑے کو معبود ۱۴۴۶ھ بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب

رَبِّہُمْ وَذَلٰلَۃٌ فِی الْحَیْوۃِ الدُّنْیَا ط وَكَذٰلِکَ یَجْزِی

ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا جیتے ہیں ہم

الْمُفْتَزِیْنَ ۱۵۲ وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا الشَّیْءَاتِیْ کَمَّا تَابُوا

بہشتان بانہنے والوں کو اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی

مِنْۢ بَعْدِہَا وَاٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِنْۢ بَعْدِہَا

اس کے بعد اور ایمان آنے تو ہے شک یترا رب توبہ کے بعد

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۱۵۳ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسٰی

البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب ختم کیا ۱۴۴۷ھ موسیٰ کا

الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَوْاسِحَ ط وَفِیْ سُنْحِہَا هَدٰیہٗ

غفترہ تو اس نے اٹھالیا تحفیتوں کو اور جوان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت

منزل ۲

(بحر جہ ۲۹۳) اللہ کے ایک پیغمبر کی یہی شان

ہوتی ہے کہ وہ تبلیغ احکام اور اشاعت توحید

میں ہرجائی اور مائی خطرے سے بے نیاز ہو کر

اینا ذلیفہ سہ انجام دے اور مداحنت یا تقیہ کی

آڑ میں احکام شریعت کو معطل نہ کر ڈالے

شعبہ اماموں کو پیغمبروں کی طرح معصوم

ما مومن اللہ اور واجب اطاعت مانتے ہیں

مگر اس کے باوجود ان بزرگوں پر تقیہ کی آڑ میں

اسلام کے نہایت اہم احکام کو چھپانے کا الزام

بھی دھرتے ہیں۔ ۱۴۴۷ھ جب حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو حقیقت حال کا پتہ چلا اور معلوم

ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں

تو شدت غضب میں اپنے فعل مذکور پر اللہ

تعالیٰ سے استغفار کیا۔ ۱۴۴۸ھ اس سے پہلے

قُلْنَا اَخْذُوْہُ ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ گزر چکا

ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو

گوسالہ پرستی پر قائم رہے اور توبہ نہ کی

وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا الشَّیْءَاتِیْ اَلْہُمْ

اور جو لوگ گناہ کرتے رہے مگر بعد میں توبہ

کر لی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا ایسے

لوگوں کے اللہ تعالیٰ تمام گزشتہ گناہ ساق

فرمادے گا۔ یہ قرینہ ہے کہ پہلی وعید ان لوگوں

کے لئے ہے جنہوں نے گوسالہ پرستی سے

توبہ نہیں کی تھی۔ ۱۴۴۹ھ جب ہارون

علیہ السلام نے معذرت کر دی اور قوم نے

بھی نادم ہو کر توبہ کر لی تو حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا جوش غضب ٹھنڈا ہو گیا تو

الواج کو اٹھا لیا۔ اس میں خدا سے ڈرنے

والوں اور انابت کرنے والوں کے لئے ہدایت

اور رحمت تھی۔

موضع قرآن حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکی جائے خلیفہ ہونے تو امت مکہ میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں مکی خلیفہ وہ کہ امت کو دین اور دنیا کے بندوبست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوار گیا تا نہرت حق ان کے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت اور نیاز پیغمبر سے منظور ہو سو امت ان کو کرے نابرکت اور قبولیت کا درجہ ملے۔ تو رات میں امام کے لوازم دیکھئے تو معلوم ہو۔

۱۳۸۸ھ میں سالوں واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ستر منتخب نمائندے جن کو مقررہ وقت پر ان کو طور میراڈ پر لے آئیں تاکہ وہ ساری قوم کی طرف سے گوسالہ پرستی کے گناہ سے اللہ کے سامنے معذرت کریں۔ جب گوہ طور پر پہنچے تو اللہ نے پہاڑ پر سفید کم ڈال دی جس سے وہ تمام ڈھک گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور ساتھ والوں سے فرمایا تم بھی اس بادل میں داخل ہو جاؤ جب وہ اس میں داخل ہوئے تو سجدے میں گر گئے اور اسی حالت میں انہوں نے اللہ کا کلام بھی سنا، جب بادل ہٹ گیا تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کر دیا اور کہنے لگے۔ **كُنْ مَعَنَا لَعَلَّكَ تَنْزِيْلُ اللّٰهِ جَهَنَّمَ** یعنی جب تک اللہ کو علانیہ نہیں دیکھیں گے اس وقت تک تیری بات نہیں مانیں گے۔ (من البقرہ والروح وغیرہ) ۱۳۸۹ھ

جب ان کے اس معاندانہ اور گستاخانہ مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک شدید زلزلے سے ان کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرنے لگے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا تو ان کو اور ان کے ساتھ جو کو بھی اس سے پہلے ہی فرعون کے ہاتھوں یا دریائے قلزم میں غرق کر کے ہلاک کر سکتا تھا۔ جب پہلے تو نے مہربانی فرمائی اور ہم سب کو ہلاکت و تباہی سے محفوظ رکھا تو اب ان تارکوں کی اس احمقانہ حرکت کی وجہ سے ہم کو ہلاک نہ فرما یعنی اُنہی قدرت علیٰ اہل اکہم قبل ذلک مجمل فرعون علیٰ اہل اکہم و با غرقہم فی البحر وغیرہم فترحم علیہم لم تھلکھم فارجمہم الذین کما رحمہم من قبل جریا علیٰ مقتضی کرنا (روح ص ۹) ۱۳۹۰ھ یعنی جس کو پاپوں عذاب دے سکتا ہوں مجھے کوئے والا کوئی نہیں دے سکتی وسعت الخ مطلب یہ ہے کہ میری رحمت سب سے بڑی اور زیادہ سے اور کسی کوئی انتہا نہیں اور وہ ہر شخص پر حاوی ہے عموماً ای لا غنیۃ لہا ہی من دخل فیہا لہو تعجز منہ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۹۷) یہ مطلب نہیں کہ ہر شی کو شامل ہے۔ ۱۳۹۱ھ اب یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ یعنی وہ تمام گناہوں سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی تفصیل اس لئے فرمائی

۱۳۹۱ھ میں کوئی انسان والا نہیں دے سکتی یعنی میری رحمت سب سے بڑی اور زیادہ سے اور کسی کوئی انتہا نہیں اور وہ ہر شخص پر حاوی ہے عموماً ای لا غنیۃ لہا ہی من دخل فیہا لہو تعجز منہ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۹۷) یہ مطلب نہیں کہ ہر شی کو شامل ہے۔ ۱۳۹۱ھ اب یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ یعنی وہ تمام گناہوں سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی تفصیل اس لئے فرمائی

الاعراف ۷

۳۸۹

قَالَ التَّوْبَةُ

وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝۱۸۲

اور رحمت مہم ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

اخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا

چُن لئے موسیٰ نے قلم اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے واسطے وقت پر لانے کو دیا

فَلَمَّا اخَذْتَهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا تو بولا اے رب میرے اگر تو چاہتا تو

اَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ط اَتَهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو اور مجھ کو فدا کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو

السُّفَهَاءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ط تَضِلُّ

ہماری قوم کے احمقوں نے کیا یہ سب تیری آزمائش ہے۔ بھلا دے

بِهَآ مِنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ط اَنْتَ وَلِيْنَا

اس میں جس کو تو چاہے اور سیدھا رکھے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھانے والا

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝۱۸۵

سو بخش دے ہم کو اور رحمت کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے

وَاَكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ

اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں

اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيبُ بِهِ مَنْ

ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ۱۳۹۰ھ ڈالنا ہوں میں اس کو جس پر

اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَا كُتِبَ لَهَا

چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دو گا ۱۳۹۱ھ

لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُوْثِقُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ

ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں فدا اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو

منزل ۲

کہ وہ یہود پر نہایت شاق تھی یہ یہودی علماء اور پیر مختلف طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے کے تو عادی تھے۔ مگر اپنے پاس سے دنیا ان کے لئے نہایت مشکل تھا۔
موضع قرآن ۱۸۱ حضرت موسیٰ نے اپنے ساتھ ستر آدمی سردار قوم کے جب حق تعالیٰ نے کلام کیا سن کر کہنے لگے ہم جب ناک دیکھیں ہم کو یقین نہیں اس سے ان پر کبھی گری اور کانپ کر رہ گئے حضرت موسیٰ نے اس طرح دعا کی آپ کو شامل کر کر نب بخشے گئے پھر زندہ ہوئے یہ شاید بچھا پونجے سے پہلے تھا یا شاید پیچھے تھا۔

فتح الرحمن ۱۸۱ یعنی ناعذر گویند از عبادت گوسالہ دین جماعت اگر ہم عبادت نہ کردہ بودند بر عبادت کنندگان انکار ہم نکردند پس خدا نے تعالیٰ ہلاک ساخت ۱۸۲ یعنی اگر بنی اسرائیل ہلاک می شدند نہایت قتل بر موسیٰ نہادندی ۱۸۳ یعنی در آخرت ۱۳

۱۵۳ یہ بھی ان لوگوں کی صفت ہے جو رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ پہلے اوصاف بیان کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے لئے گنجائش باقی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے باوجود دعویٰ کر لیں کہ ان میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہذا وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے استحقاق رحمت کے لئے حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو شرط قرار دیا جن کے تمام اوصاف تورات و انجیل میں صاف صاف مذکور ہیں۔ الٰہی یہ اُمّہ (ماں) کی طرف منسوب ہے۔ یعنی جو شخص اسی حالت میں باقی ہو جس حالت میں اس کو ماں نے جنما ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ والی املہ کا نکلنے والی الحالۃ التی ولدتہ املہ علیہا (روح ۹۷ ص ۱۷۸) اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ یا یہ

قال الملک ۳۹۰ الاعراف ۷

هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ

ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں خدا کا وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ۱۵۴

الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ

اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پالتے ہیں

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ حکم کرتا ہے ان کو ۱۵۵ نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے

وَيَجْعَلُ لَهُمُ الْحَبِيبَ ۝ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيرَ

اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان کو برانا پاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ

اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو

عَلَيْهِمْ ۝ قَالَ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَلَصُّوهُ

ان پر یقین سے جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور

اتَّبَعُوا الشُّرَاةَ الَّتِي أَنْزَلَ مَعَهُ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ

تالین ہوئے اس نور کے حصہ جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پیچھے اپنی

الْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ

مراؤ کوئی خدا تو کہہ لے لوگو ۱۵۶ میں رسول ہوں اللہ کا

إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۝ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَ

کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلالتا ہے اور زلتا ہے سوا ایمان لاؤ اللہ پر اور

منزل ۲

۱۵۳ اور القریٰ کی طرف منسوب ہے جو مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ (ایضاً)

۱۵۴ وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نیک کاموں کا حکم

دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اللہ کے حکم سے

پاکیزہ چیزوں کی ملت اور ناپاک اور ضعیف چیزوں کی حرمت کا

اعلان کر رہا ہے۔ اس آیت میں تحلیل و تحریم کی نسبت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازی ہے۔ اصل میں تحلیل و تحریم کا اقتیل

توصیف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ لیکن اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

چونکہ مشیاء کی ملت و حرمت کا مظہر و معین ہے اس لئے مجازاً تحلیل

و تحریم کی نسبت آپ کی طرف کی گئی طیبیت سے اونٹ کا گوشت اور

گائے بکری کی چربی مراد ہے جو تورات کے حکم سے یہود پر حرام تھا

یا اس سے محرمات مشرکین یعنی بکائرو سوا ب وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی

بذلک ما کان محرماً علیہم فی التورۃ من الطیبات

وہو نحو الابل و شحم الغنم المعز و البقر و قیل ہوما کان ذرا

یجوزونہ علی انفسہم فی الجاہلیۃ من البکائر و السوا ب

والموا ب و الخوا ب (خانن ۲۷ ص ۱۱) و رخنائے

سیتہ جون خنزیر اور نذر غیر اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ ما یستحب

کالدم و المیتۃ و لحم الخنزیر و ما اھل لعلیہ اللہ بہ

(مدارک ج ۳ ص ۱۵۴) اگر آیت کے اس حصے کو بھی نبی اسرائیل

کے ساتھ شخص مانیں تو قُلْ یَا اَیُّہَا النَّاسُ سَمِعْتُ لَکُمْ کُفْرًا

تَہْتَدُونَ تک جملہ مغضوب ہوگا جس میں تمام نبی آدم کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے

اور اگر یہ حصہ عام اور نبی اسرائیل کے ساتھ شخص نہ ہو تو اس

نصرت میں یہاں سے لے کر قَوْلِهِ یَعْبُدُونَ تک جملہ مغضوب

ہوگا۔ ۱۵۵ الشُّرَاة سے یہاں قرآن مراد ہے اور قرآن کو بطور

استعارہ نور کہا گیا ہے جس طرح نور یعنی روشنی خود ظاہر ہوتی ہے

اور دوسروں کے لئے اشیاء کو ظاہر اور روشن کرتی ہے۔ اسی طرح

قرآن خود واضح ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کی راہ روشن اور

اور احکام شریعت کو ظاہر کرتا ہے۔ وھو القرآن عبور عنہ

بالنور المبین عن کونہ ظاہر بنفسہ و مظهر الغیور

موضح قرآن و شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی تینی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم رہیں دنیا و آخرت میں فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں

سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کریں گے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لائیں

سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو لوگ آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو ملے گی۔ حضرت کو پہلی کتابوں میں نبی امی بتایا تھا۔ دعوئوں سے ایک تو بن پڑھے تھے اور

دوسرے ام القریٰ سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانا کی چیزوں میں تنگی تھی اسی میں وہ سب سامان ہوئی اسی کو بوجہ اور پچاسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید معنی ساکتیہا آست کہ در آخر زمان رحمت خاص باشد بتابعان نبی امی و المسلم ۱۲ مترجم گوید بشارت دادن خداوند تعالیٰ موسیٰ را بہ امت مرحومہ اول و بل امت بر نبوت آنحضرت و لہذا می فرماید و اللہ اعلم ۱۳

۱۱۰ سورہ ۴۷ طہ ۱۱۰) وهو القرآن وعبود عنہ بالنور لظہورہ فی نفسہ باعجازہ واطہارہ لغیرہ من الاحکام الخ۔ (روح ج ۹ ص ۵۲۹) جس طرح یہاں قرآن کے لئے لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہدایت کی تعبیر مقصود ہے۔ اس لئے لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی پر استدلال کرنا سراسر غلط اور تحریف قرآن کے مراد سے ہے۔ ۱۵۷ پہلے ذکر فرمایا کہ تورات و انجیل میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے اس جلیل القدر پیغمبر کی بشارت دی اس کے بعد حضور علیہ السلام کو خود اپنی رسالت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا: **وَإِذْ نَادَىٰ نَارًا يُبَشِّرُ بِنَارِهِمْ**

قَالَ التَّوَّابُ

۳۹۱

الاعراف

رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ

اس بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور

كَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۱۵۸ وَمِنْ

اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہِ راست پاؤ اور ۱۵۸

قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝۱۵۹

موسیٰ کی قوم میں ۱۵۹ ایک گروہ ہے جو راہِ ہدایت پر حق کی اور اسی کے موافق امتثال کرتے ہیں

وَقَطَّعْنَاهُمْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۝۱۶۰

اور جدا کر دیئے ہم نے ۱۶۰ ان کو بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَن

ہم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ

اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ

مار اپنی لاشیں اس پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ قِسْمَ

بارہ چشمہ پہچان لیا ہر ایک لوگوں نے اپنا گھاٹ

وَضَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ

اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من

وَالسَّلَوىٰ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا

اور سلوی کھاؤ سقوی چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو اور

ظَلَمُونَا وَلَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۱۶۱ وَإِذْ

انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب

قِيلَ لَهُمْ اسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا

حکم ہوا ان کو ۱۶۱ کہ بسو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے

منزل ۲

یاد خداوند واقعہ

۱۵۷ **أَمْرًا أَن يَقُولَ بِنَفْسِهِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** (قطبی ج ۷ ص ۱۲)

۱۵۸ **أَمْرًا** اس سے مراد وہ پیروی جس جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جیسا کہ

حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم

۱۵۹ **یہ** اس سوال واقعہ ہے حضرت یعقوب علیہ السلام

کے بارہ بیٹے تھے ان بارہ بھائیوں کی اولاد بنی

اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ

نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلانے ہیں۔

قوم کا بارہ قبیلوں پر مشتمل ہونا یہ بھی اللہ کا ایک حکم

ہے **وَإِذْ نَادَىٰ إِلَىٰ مُوسَىٰ الْعَزِيزُ** دوسرا احسان

ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ

اپنی لاشیں پتھر پر مارو اس سے پانی کے بارہ چشمے

پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے کے لوگوں نے آسانی کے

ساتھ علیحدہ چشمہ سے پانی پیا۔ اور دھوپ سے

بچانے کے لئے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور مخالف

کے لئے ترنجبین اور ٹیڑھیں بھیج دیں۔ جب وہ صبح

اٹھے تو ایک قسم کے پودے پر ترنجبین وافر مقدار

میں ملتی اور ٹیڑھیں پل کمران کے قریب آجاتی

اور وہ ہاتھ سے ان کو پکڑ لیتے۔ یہ انعامات میدان

تیبہ میں عطا ہوئے۔ ۱۵۹ **انعامات** کے بعد

بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج روی کا ذکر فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے

بعد حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین

ہوئے۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل نے

ملک شام فتح کر لیا تو اللہ نے حکم دیا کہ

بیت المقدس کے شہر میں جاؤ اور وہاں

جا کر میری عبادت بجالاؤ اور اب سے یہاں

بیت المقدس کے شہر کا دروازہ ہر آدمی میں

بلکہ اس سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔ ۱۱۹ تا ۱۱۷۔

موضع قرآن و دینی لوگ تھے کہ جب حضرت تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام۔

الاعتراف،

۳۹۲

قَالَ الْمَلَكُ ۙ

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ

جہاں سے چلا ہو اور کہو ہم کو بخشدے اور داخل ہو دو دروازے میں

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ سَتَرْنَا بِكَ وَهَجَرْنَا لَكَ فَاصْفُحْ

سجدہ کرتے ہوئے تو بخشتے ہیں ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دیں گے ہم

الرَّحِيسِينَ ﴿١٣١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

نیکی کرنے والوں کو **سود بدل دالا**۔ ۱۶۔ ظالموں نے ان میں سے

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

دوسرا لفظ اس کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر

رَجَزُ مِنَ السَّمَاءِ يُمْسِكُكُمْ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيُظْلَمَ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ ۚ يَوْمَئِذٍ يَخْلَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا ثِيَابًا مُّذْمُومَةً يُسْمَعُ وَرَأَىٰ يَوْمَئِذٍ ۚ لَئِيْلَ الْكَافِرِينَ ﴿١٦٣﴾

عذاب آسمان سے جلیل ان کی شرارت کے اور پھر ان کے

عَنِ الْقُرَيْهِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً الْبَيْتِ اِذْ يَعْلَمُنَ

فَالْقَائِلُ يُبَيِّنُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْفَرْقِ وَالْفَرْقِ وَالْفَرْقِ

فی السبب اذ تابيهم حيث انهم يوم سببهم
ہفتہ کے حکم میں جب آئے لیکن ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن

شَكَرًا لَّكُمْ وَأَنْتُمْ أَكْسَرُ

پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اسی طرح

نَجَلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَاذْكُرْ أَتَى

ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان بننے والے اور جب بولا ۲۶۲

أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ

ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہیں ان لوگوں کو جن کو اللہ عطا ہوتا ہے کہ ہلاک کئے یا

مَعْدِبُهُمْ عَلٰۤى اَنۡفُسِهِۦٓ اَوَّلًا ۚ وَالۡمَعْدِرَةُ

ن کو غلاب دے! سخت وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے

دیا کریں اور اتوار کے دن پکڑ لیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس جیل سے اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب بند رہ گئے۔ ۱۶۲ھ ان لوگوں میں تین جماعتیں تھیں پہلی جماعت ہفتہ کے دن شکار کرتی تھی۔ دوسری جماعت ان کو اس سے منع کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو منع کرتی تھی بلکہ منع کرنے والوں سے بھی ہمتی تھی کہ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ ان کو ہلاک کرنے والا یا شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو دو غلط نصیحت کر کے کیوں دماغ سوڑی کمرٹے ہو۔ قَالُوا مَعْدِرَةٌ لِّيَ رَبِّكُمْ ذَلُّوا انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اللہ کے سامنے بطور معذرت ان کو اس فعل قبیح سے روکتے ہیں تاکہ شی عن المنکر کا جو فریضہ ہمارے ذمہ ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ نیز ممکن ہے کہ وہ اس فعل سے باز آجائیں۔ مَعْدِرَةٌ كَيْفَ فِعْلٍ مقدر یعنی نُعْتِدُ سُرَّوْكَامِ مَفْعُولٌ مطلق ہے۔ قَالَ

جمہور المفسرین ان بنی اسرائیل افتقرت ثلاث فرق فرقة عصمت وصادات وفرقة تهمة واعتزلت وفرقة اعتزلت ولم تنه ونقص وان هذه الطائفة قالت للناس هية لم تعطلون قومًا لله مهلكهم ومعد بهم عذاباً شديداً (قرطبي ج ۷ ص ۳)

لا تقصص كما تقام
بغير توفيق وندى جو
اللہ کے حوام کو جان
سے صلاں کرنا کی
کو مشن کہتے ہیں۔

مؤلف البيان
عبد القادر
النصف

متزل ۲

موضع قرآن یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے۔ آگے سارا ملک ملے گا۔ حضرت داؤدؑ کے عہد میں قلعہ ہوا ہے۔ یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا۔ لگا آزمائے ہفتے کے دن چھلیاں اوپر پھریں اور دونوں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتہ کو شکار گیا۔ اپنی دانت میں چیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ چھلیاں وہاں بند رہیں۔ تو بھی چھلیاں نہ ہاتھ آئیں۔ ہفتہ کی شام کو نکل جاتیں آخر ہفتے کے دن راہ بھاگنے کی بندی انوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بند رہ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو ملائی روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے تو اس کو آزمائش ہے۔ آخر وہ روزی و مال ہوگی اور معلوم ہوا کہ چیلہ اللہ پاس کام نہیں آتا۔

فتح الرحمن ۱۱ اہل دیہہ قسم بودند کسی شکار میکرد و کسی ازان نمی میکرد و کسی نه شکار کرد و نه ازان منع کردند و کسی یعنی قسم ثالث نمی کنند گناہرا ۱۲

۱۶۳ یہاں نَسُوا بمعنی نہ گواہی دی کہ انہوں نے اپنی قوم کے صلحاء اور تاصحیحین کی ہند و نصیحت کو چھوڑ دیا اور اس سے بالکل عراض کر لیا تو مبراہی سے روکنے والوں کو تو ہم نے بچا لیا مگر ان ظالموں کو جو سرکشی اور نافرمانی کرتے تھے دروناک مذاہب سے پھیل گیا۔ قَلَمًا عَتَوْنَا جِب

وہ اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے اور ان کا انکار ضد و عناد کی حد کو پہنچ گیا تو ہم نے ان کی شکلیں مسخ کر دیں اور ان کو بندر بنا دیا۔ ۱۶۴ یہ نغویف دنیوی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اسلاف کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر وہ آخر الزمان پیغمبر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو قیامت تک ذلیل و خوار رہیں گے اور ان پر ہمیشہ ایسے لوگ مسلط رہیں گے جن کے ہاتھوں وہ سخت تکلیفیں اٹھائیں گے۔ ۱۶۵ اور ہم نے ان کی جمعیت کو متفرق کر دیا اور زمین کے مختلف حصوں میں ان کو منتشر کر کے ان کی قوت و شوکت کو ختم کر دیا۔ ہر زمانے میں ان میں کچھ اچھے لوگ بھی ایسے ہیں جو اپنے اصلی دین پر قائم رہے یا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ پر ایمان لائے لیکن اکثریت فاسق اور کافر ہی رہی۔ دُکِبَکُمْ تَمَاحِلُہِمْ اور ہم خوشحالی اور قحط سالی اور دیگر طریقوں سے آرام و راحت اور تکلیف و مشقت سے ان کی آزمائش بھی کرتے رہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں اور اللہ کے دین کی سچے دل سے پیروی کرنے لیں لگ جائیں۔ ۱۶۶ قوم کے صالحین اور نیک لوگوں کے بعد نااہل اور بڑے لوگ پیدا ہوئے جو تورات کی علمی وراثت پر قابض ہوئے جنہوں نے تورات کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا یا اُخْذُوا مِنْ عَرَضِ هَذَا اَلَّذِیْ فِیْہِ غُلْطٌ فِتْوٰی اور خلاف حق فیصلہ دیکر لوگوں سے رشوتیں لیتے اور کتاب اللہ کی تحریف کر کے غیر اللہ کی تدریس اور نیازیں ملال ہونے کے فتوے دے کر اور عوام کو بھوٹی باتیں بتا کر دولت جمع کرنے میں لگ گئے۔ والہام بھذا العرض ما یاخذونہ من الرشأ فی الحکومات و علی تحریف الکلام (سورہ ج ۹ ص ۹)

الاعراف ۷

۳۹۳

قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ

اِلٰی رَبِّکُمْ وَلَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ قَلَمًا نَسُوْا مَا

ہمارے رب کے آگے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈریں مگر جب وہ بھول گئے ۱۶۳ قلم کو جو

ذِکْرُوْا بِہٖ اَنْجَبْنَا الَّذِیْنَ یَنْہَوْنَ عَنِ

ان کو سبھایا تھا تو نہات دینی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے

السُّوْءِ وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَّیِّنٍ

بڑے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو بڑے عذاب میں

بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ قَلَمًا عَتَوْنَا عَنْ تَاٰنِہُمْ وَا

بسیب ان کی نافرمانی کے پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جسے وہ

عَنْہُ قُلْنَا لَہُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاذ

کے تھے تو ہم نے علم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل و اور اس وقت کو یاد

تَاذِّنْ رَبَّکَ لَیْبَعَثَنَّ عَلَیْہِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ

کہ جب خبر کرے اللہ دینی تیری رب نے کہ ضرور بھجواتے گا یہود پر قیامت کے دن تک وہ

مَنْ یُّسُوْمُہُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّکَ

ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو عذاب ہے شک تیرا رب

لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۶۷﴾

جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے قلم

وَقَطَّعْنٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا مِّنْہُمْ الصَّٰلِحُوْنَ

اور متفرق کر دیا ہم نے ۱۶۷ ان کو ملک میں فرقے بنائے ان میں نیک

وَمِنْہُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ وَبَکُوْنُہُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَا

اور بعض اور طرح کے اور ہم نے ان کی آزمائش کی خوبیوں میں اور

السَّیِّاٰتِ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَخَلَفَ مِنْ

برائیوں میں تاکہ وہ پھر آئیں پھر ان کے پیچھے ۱۶۸

مَنْزِل ۲

موضح قرآن و ان میں تین فرقے ہوئے ایک شکار

کرنے ایک منع کے بھلے اور ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھ۔ لیکن وہ بہتر متع جو منع کرتے تھے۔ وک منع کرنے والوں نے شکار کرنا والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھالی ایک ن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا ہر گھر میں بندر وہ آدمیوں کو بیچان اپنے قرابت والوں کے یاؤں پر کھنے لگے اور رونے لگے بڑے حال سے تین دن میں مر گئے۔ قاتورات میں فرمایا تھا کہ جب کم تدریت چھوڑ دو گے تو تم پر بندے مسلط ہونگے پھر قیامت تک تم ذلیل رہو گے اب یہود کو کہیں کی حکومت نہیں غیر کی رعیت ہیں۔ قلم یہودی کی دولت ہر ہم ہوتی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اسلام کو سنایا ہے کہ یہ سب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی بعضے بندر اور سو ہو جائیں گے۔ اللہ گمراہی سے پناہ دے۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی بنی اسرائیل ۱۲ ص ۱۲ ہندازی پیچ پادشاہی دور بنی اسرائیل پیدا نہ شد و ہمیشہ لگدگوب پادشاہان اسلام و نصاریٰ و مجوس ہی ہوئے ۱۲

۲۷

فتح الرحمن ۱ یعنی اجابہ ربی اسراہیل ۲ ۱ یعنی مقرر اندہ بخدا ۳ و غیر نادرہ اندازاں ۴ و توجہ صریح نادرہ ۵ صحیح نبیست ۶

ہر شخص اپنی فطرت کے لحاظ سے موجد ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد
ربانی ہے۔ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِلُ
لِخَلْقِ اللَّهِ (مزد ۹۶) اسی فطرت ایک جگہ فرمایا۔ وَلَئِنْ
سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (زخرف ۳۴)
یہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا بقی ان کو پیدا قش کے وقت ہی
سے ملا تھا۔ **سکھ** یہ اصل میں کراہت ان تقولوا یا کفار
تقولوا اھتا۔ یعنی یہ عہد ربیت اس لئے لیا تا کہ قیامت کے
دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم تو نوجوید سے بالکل بے خبر تھے اور ہم کو اس
کا بالکل علم ہی نہ تھا اوتقولون یا یہ پہلے تقولوا پر
معطوف ہے اور نہ یہ غدر پیش کر سکو گے کہ شرک کے اصل
بانی تو ہمارے باپ دادا تھے ہم ان کے بعد پیدا ہوئے اور ہم
نے شخص ان کی دیجھا دیکھی شرک کیا اس لئے ان کے فعل کی
وجہ سے ہمیں کیوں ہلاک کرتا ہے۔ اس غدر کو ختم کرنے کے
لئے ہم نے ہر ایک سے عہد لیا۔ **سکھ** یہ ان کے قول کے
رو کی جو کتنی وجہ ہے۔ یعنی اگر وہ سخت ہوئے ہوتے اور ان کو
کسی عمل خیر کی حاجت اور گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہ
ہوتی تو ان ہی میں کے ایک نیک اور پارسا آدمی کو اس کے
گناہ عظیم کی وجہ سے ہم ذلت کے گڑھے میں کیوں ڈال
دیتے۔ ان آیتوں میں بلعم بن باعور کے قصے کی طرف اشارہ
ہے بلعم بن باعور بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کے پاس
آسمانی کتاب کا علم تھا۔ وہ بہت نیک اور صالح تھا لیکن
میں وہ اسم اعظم جانتا تھا اس لئے بہت مستجاب لدعوات تھا
بعد میں دولت کے لالچ اور اپنی بیوی کے بہکانے سے آیات
ہدایت کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
جبارین سے جہاد کا ارادہ کیا تو وہ بلعم کے پاس آئے اور اسے
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرنے کی درخواست کی پہلے
تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر
ہے اور اس کے ساتھ فرشتے اور مؤمنین ہیں اس لئے میں سر
پس طرح بددعا کر سکتا ہوں۔ آخر ان کے اندر اور کچھ حقے تھے

قَالَ الْمَلَأُو

ان کی اولاد کو فدا اور اقرار کر رہا ان سے

ان کی جانوں پر کیا ہیں مہربانی ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے ہم افسوس کرتے ہیں

کبھی کہنے لگو قیامت ۱۴۰۷ھ کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی

یا ہننے لگد کہ شرک کو نکالنا ہمارے باپ دادوں کے ہم سے پہلے اور ہم کو کے

ان کی اولاد ان کے لیے خدا

الْبَنَىٰ وَالْأَسَاخَ مِنْهَا فَأَتَتْ بِهِ الشَّيْطَانَ فَكَانَ

مِنَ الْغَوِينَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَافٍ

لَيْتَهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَسْرَاحِ وَأَدْبَعَ هَوَاهُ فَمَشَتْهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منزل ۲

پیش کرنے پر اور بیوی کے بہکانے پر وہ مان گیا جو نبی اس نے اللہ کے نبی کے خلاف زبان کھولی۔ اللہ نے اسکی ساری روحانیت سلب کر لی تمام کمالات نازل ہو گئے۔ ایمان کو محروم کر دیا گیا اور اسکی زبان منہ سے نکل کر نیچے لٹک گئی جس طرح شدت گرمائی کے تے کی زبان باہر نکل آتی ہے اور وہ ہانپنے لگتا ہے۔ آپس اسکی ذلت کا اظہار ہوا **۱۷** یعنی وہ موصوفہ قرآن و اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی پشت سے لگی اولاد اور ان سوا کی اولاد نکالی سب اقرار کر دیا اپنی خدائی کا پھریشتہ میں داخل کیا اس سے مدعا یہ کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت ہے باپ کی تقلید نہ چاہیے اگر باپ شرک کرے تو بیٹے کو چاہیے کہ ایمان لائے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھو کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور یہ ہر زبان پر ہے ہر ہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں خالق ہے اور جو کوئی منکر ہے اور شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

فتح الرحمن یعنی روزِ میناق از آدم اولاد اور اید کر دو از ایشان ولاد ایشان بترتیبی کہ در خارج تحقیق شد و اللہ اعلم **۱۸** یعنی پس تقلید ایشان کر دیم **۱۹** یعنی تابع شہوات نفس شد و تابع

قَالَ الْمَلَأُوْهُ



بادشاہ نے اس سے مدد چاہی اس کو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ

فتح الرحمن فباعني ابواالمسح وابواالملائكة ميقاته ١٢

۱۸ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ ۱۹ یہ پہلے دعویٰ سے متعلق ہے آپ تبلیغ توحید کا فریضہ انجام دیتے ہیں جو لوگ عناد سے تکذیب کرتے ہیں ان کو ہم اس طرح آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم نے ان کو ہلاکت اس لئے دے رکھی ہے تاکہ وہ دل کھول کر گناہوں کا ارتکاب کر لیں اور شدید ترین عذاب آخرت کے مستحق ہو جائیں مگر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ ان پر خوش ہے۔ لبس مطاویب لائق رحمتی مدارج المعاصی الی ان یحق علیہم کلمۃ العذاب لا یحییٰ اولادہم الی ما قیل علی افطع حال واشنعھا واولاد النعم وسیلۃ الی ذلک (روح ج ۹ ص ۱۸) یہ منکرین کے لئے ترجمہ آد کھنڈتھو الخ یہ زمین و آسمان کی کتاب عبرت کے صفحات ان کے سامنے کھلے ہیں کیا وہ ان میں غور نہیں کرتے۔ یہ تکوینی دلائل اس قدر بڑے ہیں کہ ان کو دیکھ کر لامحالہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یقین ہو جاتا ہے اور کیا انہوں نے کبھی اس میں غور نہیں کیا کہ کہیں ان کی اجل موت یا اجل عذاب قریب آچکی ہو۔ اگر اب وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ جو لوگ قرآن جیسی سچی اور صدق محض کتاب پر ایمان نہیں لاتے جو ان کی نجات و فلاح کی ضامن ہے۔ اصل میں ان کی فطرتیں مسخ اور ان کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں باطل ہو چکی ہیں۔ اذالم یومنون

بھذا الحدیث هو الصدق المحض وذیہ نجاتہم وخالصہم فکیف یصدقون بحدیث غیرہ والمعنی انہ لبس من طباعہم المصدقین بما فیہ خلاصہم (مخرجہ ص ۱۸) ۲۰ ترجمہ جب آپ قیامت سے ڈراتے ہیں تو ماننے کے بجائے الٹے ضد و عناد کی وجہ سے سوال کرنے لگتے ہیں کہ وہ قیامت آئے گی کب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم قیامت کی نفی سات طریقوں سے کی گئی۔ پہلا طریقہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس کے جواب میں صاف کہہ دیں۔ اٰتٰنکم علیہا عند ربی کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ دوسرا طریقہ لا یجلیہا لوقتہا اراہو۔ جب اس کا وقت آپ پہنچے گا تو وہ خود ہی اس کو ظاہر فرمائیں گے۔ تیسرا طریقہ ثقلت فی السموات الخ زمین و آسمان میں قیامت کے علم کا معاملہ بہت اہم ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے قیامت کا علم پوشیدہ ہے اور ہر ایک کی تمنا ہے کہ اس کا علم اس پر عکس ہو جائے۔ اٰی کل من اہلہا من الملائکۃ والنفلین اھم شان الساعۃ ویتمنی ان یتجلی لہ علمہا ولیشئ علیہ خفاءھا (مدار لک ج ۲ ص ۱۸) والمراد کبرت وعظمت علی اہلہا حیث لم یعلموا وقت وقوعہا (روح ج ۹ ص ۱۸) چوتھا طریقہ کیسکونک الخ کما تھتفی عنہا مشرکین قیامت کے بارے میں آپ سے

قَالَ الْمَلَأُ ۳۹۷ الاعراف

یَعْمَلُونَ ۱۸۰ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً یُہْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِہِ یَعْدِلُونَ ۱۸۱ وَالَّذِینَ کَذَّبُوا بِآیَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَیْثْ لَا یَعْلَمُونَ ۱۸۲ وَآمِلْ لَهُمُ الْعَذَابَ إِنَّ کَیْدِیْ مَتِینٌ ۱۸۳ أَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوا مَا بَصَّأْتِہُمْ مِّنْ حِجَّةٍ طٰرِئٍ هُوَ إِلَّا نَذِیرٌ ۱۸۴ أَوَلَمْ یَنْظُرُوا فِی مَلَکُوتِ السَّمٰوٰتِ صَافٍ قٰتٍ کَیَا اٰہُوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان

وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ لَا وَاَنْ عَلَیْہِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ اَقْرَبَ اَجَلُہُمْ قَبَآئِی شاید قریب آگیا ہو ان کا وعدہ سواس

حَدِیْثٍ بَعْدَ کَیَوْمِہُمْ ۱۸۵ مِّنْ یُّضِلُّ اللّٰہُ کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے جس کو اللہ پھیلانے

فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَیَذَرُہُمْ فِی طَغٰیٰنٍ یَّجْمَعُونَ اس کو کوئی نہیں لگا دے گا اور ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کی شرارت میں سرگردان

یَسْأَلُوْکَ عَنِ السَّاعَةِ اٰیٰنَ فَرَسَہَا قُل تجھ سے پوچھتے ہیں ۱۸۶ قیامت کو کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ

ص ۲

اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کی تلاش اور تجویز ہیں اور اس کا علم حاصل کر چکے ہیں ایسا لہذا کثیر السوال عنہا (قرطبی ج ۷ ص ۱۸) یا پھر اس طریقہ قَدْ اٰتٰنکم علیہا عند ربی کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم تمام مخلوق سے پوشیدہ کر رکھا ہے کیونکہ حکمت تشبیہ کا اقتضا یہی ہے اس طرح انسان کی موت کے وقت کا علم مخفی ہے کیونکہ یہ چیز احکام خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے اجتناب میں زیادہ معاون و مؤثر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو کسی نبی مرسل اور ملک مقرب پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ وانما اخطی بسبھا انہ امر الساعۃ لاقتضاء الحکمۃ التشرعیۃ ذلک قائلہ ادعی الی الطاعۃ واذجر عن المعصیۃ کما ان اخفاء الاجل الخا صلا لافتن

موضح قرآن یعنی اللہ نے اپنے وصف بتائے ہیں کہ مناجات میں وہ ہنسی کا روک کر کہ تم پر متوجہ ہو اور کج راہ نہ چلو کج راہ یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو برا کہا لہذا نہیں کہا۔ مقدم کہا پرانا نہ کہا۔ اور ایک کج راہ یہ کہ ان کو سحر میں چلا دے وہ اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے یعنی قرب خدا نہ لے گا۔ وہ مطلب علیہا بجایا برا۔ وکذا یعنی شرع پر۔ وکذا رفیق فرمایا پیغمبر کہ ہمیشہ ان کے پاس ہے اور وہ اس کے حال سے واقف ہیں۔

گذاںک... وظا اهل البيت انه عليه الصلوة والسلام لم يعلم وقت قيامها نعم علم عليه الصلوة والسلام قهرها على الاجمال (روح ج ۹ ص ۳۳) ۱۳۸ چھٹا طریقہ: قیامت کا علم تو وہ کہنا وہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں الا ما شاء اللہ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اس میں انتہائی عجز کا اظہار ہے اور اس سے حضور علیہ السلام کا علم قیامت سے عجز کا اظہار پر ثابت ہوتا ہے۔ لیکن ما شاء اللہ من ذلك کائن فلا استثناء منقطع وهذا ابلغ في اظهار العجز (ابو السعود ج ۲ ص ۳۸) ۱۳۹ مسوق لاثبات عجزه عن العلم بالکشف على انه وجب (روح ج ۹ ص ۳۳) ۱۴۰ ساواں طریقہ: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی پر ایک واضح دلیل ہے یعنی اگر میں

الاعراف ۷

۳۹۸

قال الملك ۹

اَسْمَاعِلُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّئُهَا لَوْ قَرَّبَهَا إِلَّا هُوَ

اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کہوں دکھائیگا اس کو اس کے وقت پر

ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا

وہ بھاری بات تو یہ آسمانوں اور زمین میں جہاں تم پر آئے گی تو

بَغْتَةً ط يَسْأَلُونَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ

بہتر آئے گی مجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے کہ تو کہہ دے

اَسْمَاعِلُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۱۴۰ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

سمجھتے تو کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے جان کے نفع کا اور نہ ہرجے کا

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ

مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں سمجھتا ہوں کہ اپنے جان کے نفع کا اور نہ ہرجے کا

لَا سَتَكُنُّ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ ۱۴۱

تو بہت کچھ مجھ لایا حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی

إِنَّا أَنَا الْإِنذِيرُ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۱۴۲

میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایمان دار لوگوں کو

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی

مِنْهَا رُجُوهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا

سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا

حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ

حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گیا

صاف ۲

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

ماں و باپ و بھائی

غیب جانتا ہوتا تو دنیا کے تمام منافع حاصل کر لیتا اور تمام
مضار سے بچ جاتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اہل بدعت
کہتے ہیں کہ یہاں کُنْتُ ما حنی کا صیغہ ہے اور یہ پہلے کی بات
ہے۔ بعد میں آپ کو کوئی علم غیب حاصل ہو گیا تھا۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ جب کلمہ کو ماضی پر داخل ہو جائے تو وہ مفہم استمرار
ہوتا ہے جیسا کہ شرح عقائد اور حاشیہ خیالی میں مذکور ہے
خیر سے دنیوی منافع اور سوء سے دنیوی تکلیفیں مراد ہیں۔
اور اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کئی دنیوی
منافع فوت ہو گئے اور کئی دنیوی تکلیفیں آپ کی پہنچیں۔ باقی رہی
آخرت کی خیر و شر آپ کو تمام و کمال حاصل تھی اور آخرت کے مضار
سے بھی محفوظ تھے۔ لہذا اب بتدعین کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ
تمہارے مطلب لغو و بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلائی
سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ ۱۳۸ یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے
یعنی اولاد کے لئے غیر اللہ کی نذر نیازی دیتے ہیں مفسرین کے
نزدیک نفس واحدہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔
ان آیتوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اس کو حضرت
آدم و حوا علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایک
روایت سے تمسک کرتے ہیں محققین نے اس روایت کو غیر معتبر
اور اسرائیلیات سے قرار دیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حکمتاً
تغشہا کے روئے سخن ہی آدم کی طرف ہو گیا ہے اور تغشہ کے
صیغوں سے اولاد آدم میں سے مشرک خاوند بیوی مراد ہیں کہ وہ
پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ان کے گھر میں صحیح
اور تندرست بیٹا پیدا ہو اور وہ اس کا شکر ادا کریں گے لیکن جب
اللہ ان کو فرزند نہ عطا کر دیتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے
لگتے ہیں کہ یہ بیٹا تو ان کو فلاں بزرگ کی برکت سے ملا ہے۔ پھر
اسی بزرگ کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور بعض اس کا نام بھی مشرک
ہی تجویز کرتے ہیں مثلاً عبیدود، عبیدغوث، عبد العزیٰ پران
بنی بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ۔ وقال قوم ان هذا
راجع الى جنس الادميين والتبيين عن حال المشركين
من ذرية ادم عليه السلام وهو الذي جعل عليه - فقوله جعل له يعني الذكور والافئدة الكافرين المحم قوطبی ج ۷ ص ۳۳) لیکن حضرت شیخ رحمہما کی یہاں نفس واحدہ سے
مراد ہے اور منہل سے من جنسہا مراد ہے یعنی تم سب کو اپنے اپنے باپ سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای من جنسہا کما فی قوله
سبحانہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً فمن ابتداء ثیۃ (روح) اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
(نحل ۷۴) اور مِنْ اَيْتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (روح ۳) اس طرح آیت میں آدم و حوا علیہما السلام کا ذکر نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے طلق خاوند بیوی کا ذکر ہے ۱۳۸
مشرکین کی انتہائی کم عقلی اور ہٹ دھرمی کا ذکر فرمایا کہ وہ کیسی عاجز مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک بناتے ہیں وہ اس قدر عاجز و لاچار ہیں کہ اپنی مدد نہیں کر سکتے تو ان کی کیا مدد کر سکتے۔ قرآن
فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی عالمی باں ۱۲

دَعُوا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْنَا صَاحِبًا لَنَكُونَنَّ

نُو دُونُوں لے پکارا اللہ اپنے رب کو کہ اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۸۹﴾ قَلَمًا أَتَاهُمَا صَاحِبًا جَعَلَا لَ

شکر کریں وہ پھر جب ان کو دیا پتھر جھلا تو بنائے گئے اس کے

شُرَكَاءَ فِيمَا أَتَاهُمَا فَتَعَلَّى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۱۹۰﴾

شریک اس کی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ بزرگ ہے اس کے شریک بنائے سے خدا

أَيُّ شَيْءٍ كُنَّا مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلِقُونَ ﴿۱۹۱﴾

کیا شریک بنائے ہیں اللہ ایسے کسی کو پیدا کرے ایک پتھر کی اور وہ پیدا ہوئے ہیں

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرٌ أَوْ لَا أَنْفُسُهُمْ

اور نہیں کر سکتے ہیں ان کی مدد اور نہ ان کے

يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۲﴾ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى

مدد کریں اور اگر تم ان کو بلکارو راستہ کی طرف

لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ

تو نہ پھلیں تمہاری پکار پر نہ برابر ہے تم سے بل کر کہ ان کو بلکارو

أَنْتُمْ صَائِرُونَ ﴿۱۹۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

پچھے رہو تمہارے پکارنے والے

دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَلُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيُصْطَفُوا

اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو تو ان کو پسند کرنا کہ تمہارا

لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۹۴﴾ لَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ

کریں تمہارے پکارنے کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں

بِهَازٍ أَمْ لَهُمْ آيْدٌ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ

ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پھرتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں

بِأَعْيُنِنَا أَمْ لَهُمْ خُلُوفٌ مُّخْتَلِفَةٌ أَمْ يَتَّبِعُ

ہمارے سامنے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں

بِأَعْيُنِنَا أَمْ لَهُمْ خُلُوفٌ مُّخْتَلِفَةٌ أَمْ يَتَّبِعُ

ہمارے سامنے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں

بِأَعْيُنِنَا أَمْ لَهُمْ خُلُوفٌ مُّخْتَلِفَةٌ أَمْ يَتَّبِعُ

ہمارے سامنے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں یا ان کے پیچھے ہیں

بِأَعْيُنِنَا أَمْ لَهُمْ خُلُوفٌ مُّخْتَلِفَةٌ أَمْ يَتَّبِعُ

تدعوہم الی الہدٰی الخ خطاب شرکین سے ہے اور اس میں ان کے معبودوں کی انتہائی بے بسی کا بیان ہے یعنی تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ تو تمہاری بات کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔ ان میں اتنی قدرت ہی نہیں والمعنی ان هذا المعبود الذي يعبد المشرکون معلوم من حاله انه كما لا ينفع ولا يضر فكذا لا یصلح فیہ اذ ادعی الی الخیر والاتباع (تفسیر ج ۳ ص ۴۹) یا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ہے اور الہدی سے دین اسلام مراد ہے۔ یعنی اگر آپ ان مشرکین کو توحید اور دین اسلام کی دعوت دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ علامہ آلوسی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۸۹ یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہمارا ساز بکار ہے بلکہ اس کے لائق نہیں معبودان باطل کے بجز اور ان کی عبادت کرنے والوں کی سفارت کا مزید بیان ہے یعنی جن کو تم اللہ کے سوا حاجات میں غالبانہ پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مانند اللہ کے عاجز بندے ہیں اور کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں ان کو بکار کر دیکھ لو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں تو پھر انہیں تمہاری پکار قبول کر کے تمہاری حاجت برآمد کر دینی چاہیے حالانکہ وہ نہیں کر سکتے۔ ای فادعوہم فی دفع ضررنا وجلب نفعنا ان کنتم صدیقین فی دعویکم انہم قادرون علی ما انتم عاجزون عنہ (روح ج ۹ ص ۱۸۵) اس سے معبودان باطل مراد ہیں اور یہاں ہر لحاظ سے ان کا بجز بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ حاجات و مشکلات میں مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بعد ما بین ان شرکاء ہم لا یقبل دون علی شئ مما اصلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان یناصبہم للھاجۃ (ابوالسعود ج ۲ ص ۱۸۵) یا اس سے کفار مراد ہیں۔ مینا کہ اسی سورت کے ۲۲ میں گزر چکا ہے کہ ہمارے قلوب لا یفقیہون بہا و کہ ہم آئین لا یبصرہون بہا و کہ ہم اذان لا یسمعون بہا الخ ۱۸۵ جن کو تم اللہ کے سوا حاجات و مشکلات میں مدد کے لئے پکارتے ہو وہ تو اپنی مدد نہیں کر سکتے تمہاری کیا مالک مدد کریں گے۔ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ الخ اس میں بھی دو قول ہیں۔ اول خطاب مشرکین سے ہے اور ضمیر منصوب معبودان باطلہ مراد ہیں یعنی اگر تم ان کو اپنے مقاصد میں راہنمائی کے لئے پکارو تو وہ تمہاری پکار سن ہی نہیں سکتے تو مدد کیا کریں گے۔ ای فانی ان یہدوکم الی ما تحصلون بہ مقاصدکم لا یسمعوا دعاءکم فی فضلہ عن المساعدا والاھد (روح ج ۹ ص ۱۸۵) دوم خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ضمیر منصوب مشرکین مراد ہیں۔

خطاب مشرکین سے ہے
ضمیر منصوب معبودان باطلہ مراد ہیں
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
ضمیر منصوب مشرکین مراد ہیں

موضع قرآن ولا بعضہ کہتے ہیں حضرت آدم وحواء پر یہ گذرا اول جو حمل ہوا ابلیس ہاں ایک نیک

مرد کی صورت بنکر آیا اور دیر بکریہ پیت میں شاید کچھ ملا ہے جب دونوں دعا کرنے لگے تب کہا کہ تیری دعا سے میرا بدل کر بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام رکھیو عبدالحارث حارث شیطان کا نام تھا۔ وہی کیا اس قضیہ میں پیغمبریں کو شرک ثابت ہوتا ہے یا یہ فقہ غلط ہے اس آیت میں مرد و عورت کو فرمایا ہے آدم و حوا کو نہیں کہ اول ذکر ان کا ہو چکا یا یوں کہیں کہ جو کچھ انسانوں میں ہونا مقدر تھا وہ حضرت آدم میں اول ظہور پھر کیا اس میں وہ نمونہ تقاریر تھے اولاد کے گناہ ان میں نظر آئے جیسے آئینے میں صورت چنانچہ نفس کی خواہش اور اللہ کی بے حکمی اور کہہ کر بھول جانا اور دیر منکر بننا یہ خوب نہیں ان کی نظر پر چکنا فتح الرحمن ملاحظہ فرمائیے کہ در حدیث صحیح آئے کہ چون حوا حاملہ شد شیطان بدش وسواس انداخت و چون فرزند تولد شد نام اد عبدالحارث مقرر کرد و چون وجود جمع قیوم از امثال کیا مواضع ضروریست آدم از لوث شرک ہر باشد و اس آیت عصمت اور مصادمت نکند کذا افہمت قلمنا فغشہما کلام علیجہ است یعنی خدا تعالیٰ آدم و حوا پیدا کر دیا انشاں نسل ایسا پیدا آورد و بعد از تفصیل انتشار نسل میفرماید واللہ اعلم و اس تصویر راست حال آدمی را کہ نزدیک نقل حمل نیست اخلاص درست کند و چون فرزند پدید آید از فراموش سازد و در تسمیہ شرک کند و از اینجا دانستہ کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلاں و عبد فلاں نام می ہنند ۱۲۰ یعنی اگر کوئی خود بخود یا با شامیہ بیچ کار نکند ۱۲۰

اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین کی جہالت و حماقت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ آپ تو حید پر خواہ کیسے لاکھ پش کر لیں مگر وہ ایک نہیں سنیں گے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے تو آپ کو ٹٹکی باتہ کر دیکھتے ہیں مگر ان کے دل کی آنکھیں بے نور ہیں۔ انہو قد بلغوا فی الجہل والحماقة الى انك لودعوتهم واطهرت اعظم انواع الحجة والبرهان

لهم سمعوا بغفولهم ذلك البتة

الکر ۳۵۵ ۱۹۰ ص ۱۹۰ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے کہ مَا يَنْزُغُ غَتَكَ

الحم نزاع سے شیطان کا وسوسہ ڈالنا

مراد ہے۔ یعنی میں نے جو احکام صادر

کئے ہیں۔ اگر شیطان انکی مخالفت کا

وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے تو آپ اللہ

سے پناہ مانگیں۔ اس میں خطاب حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ کی وصی

سے ہر مخاطب ہے۔ اِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

یہ ماقبل کی علت ہے ای یفتنک بان

یحمک بوسوسہ علی ما لا یلیق فطلب

العیاذ باللہ منہ (مجموعہ ۳۵۵ ص ۱۹۰)

حوا السجدۃ ۵۶ میں ہے اِنَّهُ هُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ یہاں ضمیر فصل اور خبر

ہلالم تعریف مفید ہے یعنی چونکہ اللہ

ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اس لئے

اسی سے پناہ مانگو۔ اِنَّهُ طَائِفٌ

وسوسہ مرا ہے۔ اللہ سے پناہ مانگنا متقی

اور نیک لوگوں کا دستور ہے۔ جب

ان کے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آتا

ہے تو فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور غلط

اور صحیح کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰

یہ ترجمہ۔ اِخْوَانُهُمْ کی ضمیر مجرور شیاطین

کی طرف راجع ہے۔ یَسْكُنُوا فِيهَا مِنْهُمْ

مرفوع سے شیاطین اور منصوب سے

اِخْوَانُ الشَّيَاطِينِ مراد ہیں۔ یہ ترجمہ

لوگوں کے ذکر کے بعد ہر دان شیاطین

کا ذکر فرمایا کہ شیاطین ان کو گمراہ کرنے

میں لگے رہتے ہیں اور اس میں کبھی کوتاہی

نہیں کرتے۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰ یہ شکوی ہے اگر

وحی میں ذرا تراخی ہو جائے تو مشرکین کہتے ہیں آپ اپنے پاس سے آیت باکر کھولیں نہیں سادیتے قُلْ اِنَّمَا اَنْتَ بَشَرٌ مِّثْلُ سَائِرِ الْبَشَرِ

تعالیٰ لی وحی کا بیان ہوں پس اس شرکی طرف سے جو کچھ وحی آتی ہے وہی سنا ہوں آپ سے ہنک لاجھے انتہا نہیں۔ وَاِذْ اَلَمْنَا فِي الْقُرْآنِ عَنِّي الْوَحْيَ لِمَا رَدَىٰ لِمَا جَاهِدَ وَقَتْلَا

روح کو پہلے مذکور ہوا۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰ یہاں قرآن مجید پر ہے، اسے غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب کی گئی ہے اور اسی کو فوز و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن میں اللہ نے توحید

اور شرک کے تمام اقسام مثلاً شرک فعلی اور شرک اعتقادی کو کھول کر بیان کر دیا اور شریعت کے تمام اصول واضح فرمادیے۔ حنفیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے ہری اور

موضع قرآن و الیٰہی نیک کام کو کہئے اور جاہلوں سے پرہیز نہ کیے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور کار میں میں کار شیطان آیا۔ اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کر دے تو جب یاد

آوے شاب پناہ پڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہل میں چلے نہ جائے۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰

ما فی ظہور من زکری
ہیں اور حضرت
مراد معبودان ظہور
باغی طیب فی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم
میں اور حضرت
میں مشرکین
میں نبی
میں ان تعلیم
میں نبی
میں نبی

قَالَ الْمَلَكُ

۴۰۰

الاعتراف

يُبْصِرُونَ بِهَا زَامُرُهُمْ اَذَانٌ يُسْمِعُونَ بِهَا قُلْ اَدْعُوا

جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں تو کہہ دے کہ بیکار

شُرَكَاءُكُمْ ثُمَّ كِيدُوا فَلَا تَنْظُرُونَ ۱۹۵ اِنَّ وَلِيََّ اللّٰهُ

اپنے شریکوں کو بھڑائی کر دے حق میں اور مجھ کو ڈھیل دے دو میرا حلیٰ تو اللہ ہے

الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ۱۹۶ وَ

جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ نَدْعَاكُمْ

جن کو تم بھارتے ہو اس کے سوا اللہ وہ نہیں کر سکتے تمہاری مدد

وَلَا اَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ ۱۹۷ وَاَنْ تَدْعُوهُمْ اِلَى الْهَدٰى

اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر تم ان کو بھارو رستہ کی طرف

لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا

تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں

يُبْصِرُونَ ۱۹۸ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ

دیکھتے عادت کر معاف کرنا لے اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر

عَنِ الْجَاهِلِينَ ۱۹۹ وَاَمَّا يَنْزَغُكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

جہالوں سے اور کبھی ابھار دے تجھ کو شیطان کی

نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۰۰

بھڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہے سننے والا جاننے والا

اِنَّ الَّذِيْنَ اَشْقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَٰفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

جن کے دل میں شیطانی ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر

تَذَكَّرُوْا اِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ۲۰۱ وَاِخْوَانُهُمْ

چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ آ جاتی ہے اور شیطانوں کے بھائی ہیں

منزل ۱

۱۹۰ ص ۱۹۰

وحی میں ذرا تراخی ہو جائے تو مشرکین کہتے ہیں آپ اپنے پاس سے آیت باکر کھولیں نہیں سادیتے قُلْ اِنَّمَا اَنْتَ بَشَرٌ مِّثْلُ سَائِرِ الْبَشَرِ تعالیٰ لی وحی کا بیان ہوں پس اس شرکی طرف سے جو کچھ وحی آتی ہے وہی سنا ہوں آپ سے ہنک لاجھے انتہا نہیں۔ وَاِذْ اَلَمْنَا فِي الْقُرْآنِ عَنِّي الْوَحْيَ لِمَا رَدَىٰ لِمَا جَاهِدَ وَقَتْلَا روح کو پہلے مذکور ہوا۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰ یہاں قرآن مجید پر ہے، اسے غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب کی گئی ہے اور اسی کو فوز و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن میں اللہ نے توحید اور شرک کے تمام اقسام مثلاً شرک فعلی اور شرک اعتقادی کو کھول کر بیان کر دیا اور شریعت کے تمام اصول واضح فرمادیے۔ حنفیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے ہری اور موضع قرآن و الیٰہی نیک کام کو کہئے اور جاہلوں سے پرہیز نہ کیے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور کار میں میں کار شیطان آیا۔ اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کر دے تو جب یاد آوے شاب پناہ پڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہل میں چلے نہ جائے۔ ۱۹۰ ص ۱۹۰

جہری نمازوں میں مقتدی کو قرات کرنی جائز نہیں نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ کیونکہ اس آیت میں قرات قرآن کے وقت دو حکم دیئے گئے ہیں۔ اول فاستمعوا للہ یعنی اس کو غور سے سنو۔ یعنی جب امام جہر سے قرات کر رہا ہو۔ دوم و انصتوا یعنی خاموش رہو۔ یہ اس وقت ہے جب امام آہستہ قرات کر رہا ہو۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ ۱۹۵ھ یعنی صرف اللہ کی پکار اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کر جیسا کہ زمر (۵۷) میں ہے واذکر اللہ وحده۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا ذکر بہت کر دو کیونکہ یہ تو ایک امر مستحب ہے اور امر مستحب کا ترک موجب وعید نہیں ہوتا اور یہاں فرمایا و لا تسکن من الغفلین یہ ایک قسم کی وعید ہے کیونکہ غافلین سے مراد مشرکین ہیں

قال العطارد۔ ع
"ذکر حق پچھوں نماز فرض داں"

۱۹۶ھ اسم موصول بجامع مفسرین

فرشتے مراد ہیں۔ اور اللہ کے قریب

ہونے سے منزلت اور مرتبہ میں قرب

مراد ہے۔ ہذا علی جہۃ الشرف

لہم وانہم بالمكان المکرم فہو

عبادۃ عن قربہم فی الکرامۃ

لا فی المسافۃ (قرب طبعی جہۃ ۱۹۷ھ)

فالمراد من العندیۃ القرب من

اللہ تعالیٰ بالنزلیۃ والرضا الخ

(شرح ج ۹ ص ۵۵) یعنی ملا علی جو

ہر وقت اللہ کے قرب و رضا میں رہتے

ہیں۔ وہ بھی اللہ کی عبادت اور اس

کی پکار سے استکبار نہیں کرتے اور ہر

وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے

رہتے ہیں اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ

کرتے ہیں غایت خضوع و تذلل کا اظہار

کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں کرتے۔ اخبر اللہ عن

حال ملائکہ انہم خاضعون

لعظمۃ لا یستکبرون عن

عبادۃ (خازن ج ۲ ص ۲۷) ای

وینصونہ بغایۃ العبودیۃ و

التذلل لا یشکون بہ غیر جہل

شانہم (روح) سورہ اعراف کے

اختتام پر سب سے پہلا سجدہ تلاوت

ہے۔ یہ سجدہ عزائم میں سے ہے۔

مکمل ۲

الاعراف ۷

۴۰۱

قَالَ الْمَلَأُ ۹

يَمْدُوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۲۰۱

وہ ان کو کھینچتے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کسی نہیں کرتے

وَإِذَا الْمَتَاتَتْهُمْ بِأَيِّ قَالُوا لَوْ

اور جب تو لے کر نہ چلے ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں

لَا أَجْتَبِيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ

نہ چھانٹ لایا تو مجھے اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اس پر جو حکم آئے

إِلَىٰ مِنْ رَّبِّي هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَ

میرے طرف میرے رب سے یہ سوچو کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور

هَدَىٰ وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۲۰۲ وَإِذَا

ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کو جو مومن ہیں اور جب

قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا

قرآن پڑھا جائے تو سنو اس کی طرف کان لگائے رکھو اور چپ رہو

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۲۰۳ وَإِذْ كُنَّا فِي نَفْسِكَ

تا کہ تم پر رحم ہو اور یاد کرنا وہ اپنے رب کو اپنے دل میں ۱۹۸ھ

تَضَرَّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْحَبْرِ مِنَ الْقَوْلِ

گڑ گڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر کہنے سے کم ہو

بِالْعُدُوِّ وَالْإِصْحَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۲۰۴

جمع کے وقت اور شام کے وقت اور صبح کے وقت

إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

بیشک جو وہ ۱۹۹ھ میرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس

عِبَادَتِهِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۲۰۵ وَلَهُ يَسْجُدُونَ

کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ۲۰۶

مکمل ۲

موضع قرآن یعنی جب کوئی قرآن پڑھے اور وہ ہر ادب واجب ہے کہ باتیں نہ کرے نہ دھیان سے نہیں شاید دل میں ہدایت پڑے اور اگر پڑھنے والا باتوں کی مجلس میں پکار کر پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے۔ وگرنہ یعنی مقرب فرشتے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں تو انسان کو اور بھی ضرور ہے اور اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اس جاپر سجدہ آتا ہے سب قرآن میں پندرہ جاسجدہ ضرور ہے۔ سب کا ایک حکم ہے۔ حنفی مذہب میں واجب اور شافعی میں سنت ۱۲ منہ رح فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی ملا علی

سورہ اعراف کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ کُتِبَ عَلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صِدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ الْخ (۱۶) مسئلہ توحید کھول کر پہنچائیں اور اس سے دل میں تنگی نہ آنی چاہیے۔
- ۲۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ اَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ه (۳۴) گمراہ کر نیوالے شیاطین ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ صرف ایک ابلیس ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کو گمراہ نہیں کر رہا۔
- ۳۔ حَتَّىٰ اِذَا اجَاءَهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَكَّفُوْنَهُمْ ه (۴۴) وہ جس قبض کرنے پر ہزاروں لاکھوں فرشتے مقرر ہیں۔ صرف ایک ملک الموت ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کی جانبیں قبض نہیں کرتا۔
- ۴۔ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لِّعَمَلٍ اُخْتَرَهَا تَا وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ه (۵۴) مشرک بیروں اور مریدوں کے بارے میں۔
- ۵۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ تَا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِلِیْنَ ه (۶۴) زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور سارا نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔
- ۶۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ لَیْقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِکُمْ ط (۸۶)
- ۷۔ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ لَیْقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِکُمْ ط (۹۶)
- ۸۔ وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا ط قَالَ لَیْقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِکُمْ ط (۱۰۶)
- ۹۔ وَ اِلٰی مَدَیْنِیْنِ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ لَیْقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِکُمْ ط (۱۱۶) حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام نے اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و کار ساز نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں اسی کو پکارو۔
- ۱۰۔ قَالُوْۤا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا تَا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَ تَوَقَّئْنَا مَسَیِلَیْنِ ه (۱۳۶) ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کی توحید کے واضح دلائل کو مان لیا۔
- ۱۱۔ اَلَمْ یَرَوْۤا اَنَّهُ لَا یُکَلِّمُهُمْ وَ لَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ط (۱۸۶) ہو ایسا عاجز اور بے بس ہو وہ کسی طرف کار ساز اور متصرف و مختار نہیں ہو سکتا۔
- ۱۲۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الْخ (۲۰۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان توحید میں اس اللہ کا رسول ہوں جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور سارے عالم میں واحد متصرف و مختار ہے اور اس کے سوا کوئی کار ساز نہیں۔
- ۱۳۔ وَ اسْأَلْتَهُمْ عَنِ الْقُرْآنِ الَّذِیْ کَانَ حَافِظَہٗ الْبَحْرُ مَا اِذْ یَعُوْذُوْنَ فِی السَّکَبِ تَا نَسَلُوْهُمْ بِمَا کَانُوْۤا یَفْسُقُوْنَ ه (۲۱۶) ماجائے جیلوں اور بہانوں سے خدا کے احکام کی بے حرمتی کا نتیجہ ہلاکت ہے۔
- ۱۴۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِہُمْ خَلْفٌ وَ رَشَّوْۤا اِلَیْکُمْ یٰۤاٰخُدُوْنَ عَوَصَ هٰذَا الَّذِیْ وَ یَقُوْلُوْنَ سَیَعْفُرُ لَنَا ه (۲۱۶) اچھے لوگوں کے بعد بُرے لوگ اور علماء سوء ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دنیا کی حقیر دولت کے عوض اللہ کی کتاب میں تعریف کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے ہمارے آباء و اجداد ہمیں بخشوا لیں گے۔
- ۱۵۔ وَ اسْتَلٰ عَلَیْہُمْ نَبَا الَّذِیْ اٰتٰیْنٰہُ اٰیٰتِنَا فَاسْتَحٰرَ مِنْہَا الْخ جو عالم دین مسئلہ متقہننے کے بعد محض لاپرواہی اور طمع دنیا کی وجہ سے حق چھوڑتا ہے اس کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت ہے۔
- ۱۶۔ یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسِلُہَا قُلْ اِنَّمَا عَلَیْہَا عِنْدَ رَبِّیْ حَ (۲۳۶) قیامت قائم ہونے کا مخصوص دن صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اس کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں۔
- ۱۷۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَ اَحَدٍ وَ جَعَلَ مِنْہَا رُجُوْمًا تَا وَلَا اَنْفُسُہُمْ یَنْصُرُوْنَ ه (۲۴۶) سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور نہ کسی تکبیر کے لئے اس کی مادہ کو پیدا کیا اور وہی اولاد عطا کرتا ہے لیکن لوگ اللہ کی عاجز مخلوق کو اس کا شریک بناتے اور عطیہ اولاد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
- ۱۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادًا اَمْثَلُ الَّذِیْنَ قَادَعُوْهُمْ فَلَیْسَتْ جَبِیۡۃُ الْکُفْرِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ه (۲۴۶) جن بزرگوں کو تم متصف و کار ساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرف عاجز اور اللہ کے محتاج ہیں اور تم ان کو پکار کر دیکھ لو وہ تمہارا کچھ نہیں سنوا سکیں گے۔
- ۱۹۔ وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَ لَا اَنْفُسُہُمْ یَنْصُرُوْنَ ه (۲۴۶) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو اپنا کچھ نہیں سنوا سکتے تمہاری کیا مدد کر سکیں گے۔
- ۲۰۔ وَ اَمَّا بَرَزَخُکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ه (۲۴۶) جب شیطان دل میں کوئی وسوسہ ڈال دے تو فوراً اس سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ سب کو سننے اور جاننے والا وہی ہے اور کوئی نہیں۔

آج بعد نماز مغرب شب چہار شنبہ بوقت ساڑھے چھ بجے ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۲۵ء سورہ اعراف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاد و آخراد الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آئمہ ابدالہ و علی سائر عبادہ لیل و نہاراً۔

سورۃ انفال

ربط | باقی سورتوں کی طرح سورۃ انفال کو بھی ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے اول ربط معنوی دوم ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۃ مائدہ، انعام اور اعراف میں مشرک فعلی اور نفی شرک فی التوفیق کو پوری تفصیل سے عقلی اور فطری دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورۃ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہو گا وہاں وہ مسلمانوں کو تنگ کریں گے۔ جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اسلئے سورۃ انفال اور توبہ میں وَفَاتُوا هُمْ حَتَّى لَا يَكُونُ فِتْنَةً دہے سے جہاد کا حکم نازل فرما دیا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔ سورۃ انفال کا ماقبل سے ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموال غنیمت) حاصل ہوں گے اسلئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا اور رضی کو تقسیم عنائم میں دخیل نہ بنانا۔

خلاصہ | سورۃ انفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۴ میں نَعَمْ اَلْمَوْتٰی وَنَعَمْ اَلْحَيٰوةُ تک ہے اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد رَاٰ عَمَلُوْا اَنْتُمْ عَمَلُكُمْ سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔ دونوں حصوں میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں، مضمون اول مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو مضمون ثانی قوانین جہاد۔

حصہ اول | قُلِ الْاِنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ میں حصہ اول کا مضمون اول جو دعویٰ اولیٰ ہے بالاجمال ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی مال غنیمت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کی تقسیم کا اختیار بھی اسی کو ہے وہ جس طرح چاہے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تقسیم کا حکم دے اس کے بعد اس دعویٰ کی سات علل یا وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ علت اولیٰ تَحْسَبُ اَنْ تَخْرُجَ كَ تَجَلَّتْ الْحَیٰةُ یہاں کاف تعلیلیہ ہے۔ یعنی جنگ بدر میں آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مدینہ سے نکال کر میدان بدر میں لے آیا جبکہ مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین سے رو برو مقابلہ کرنے پر راضی نہ تھی۔ علت ثانیہ دَرَاذِلٌ بَعِیْدٌ کُھرا لُٹنے کا ہونا تھا کہ تجارتی قافلہ پر حملہ کریں اور بغیر تکلیف اور نقصان کے بہت سا مال ہاتھ آجائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ وہ تمہاری چھوٹی سی بے سرو سامان جماعت کے ہاتھوں مشرکین کی بھاری اور ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے یس فوج کو شکست دے کر کفر و مشرک کی جڑ کاٹ ڈالے تو یہ سارا مال غنیمت تمہیں محض اللہ کی تائید اور نصرت سے حاصل ہوا ہے لہذا اس کی تقسیم بھی اس کی مرضی کے مطابق ہی ہوگی علت ثالثہ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ دَعَا تَحْتَابَ کُمْ اَلْمِیْدَانُ بدر میں تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور تمہاری تائید کے لئے فرشتوں کی کمک بھیج دی اور اس طرح تمہاری فتح کا سامان گردیا۔ علت رابعہ رَاٰ یُعْشِیْکُمْ النُّعَاسُ اَمْتَهُ حَتَّہُ دَعَا مشرکین نے میدان بدر میں پانی والی جگہ پر پہلے ہی قبضہ کر لیا۔ جہاں مسلمان تھے وہاں ریت ہی ریت تھی جس پر چلنا بھی دشوار تھا اور پھر پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ شدید پیاس کی تکلیف بھی اٹھا رہے تھے۔ مشرکین کی کثرت اور ان کے ساز و سامان سے بھی قدرے مراساں تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند طاری کر دی جب کچھ دیر بعد ان کی آنکھیں کھلیں تو ان کا سارا خوف و ہراس کا فور ہو گیا اور ساتھ ہی اللہ نے بارش برسا دی جس سے مسلمانوں کو پانی میسر آگیا اور ریت بھی پیٹھ گئی اور جس جگہ مشرکین قابض تھے وہاں کچھ ہو گیا۔ علت خامسہ اِذْ یُوحِیْ دَرَبُکَ اِلَیْ اَنْتُمْ لَیْسَ لَکُمْ فِرَاقٌ فَرِیْقَتُوْنَ کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں سے کہہ دیں کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جس سے وہ ہمت ہار کر شکست کھا جائیں گے۔ حَکَمْتُ فِرَاقٌ فَرِیْقَتُوْنَ وَلَکِنَّ اللّٰہَ کَتَمَ فِرَاقٌ فَرِیْقَتُوْنَ یہ مذکورہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ جنگ بدر میں اول سے آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے شامل حال ہی اور تم نے اللہ کے حکم سے مشرکین کو شکست دی، ان کے ستر حواں تم نے قتل کئے اور ستر کو قید کر لیا تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان مشرکین کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا جس کی تائید و نصرت سے تم کو فتح حاصل ہوئی۔ دَعَا رَحِیْبَتْ اِذْ رَحِیْبَتْ وَلَکِنَّ اللّٰہَ دَعَا۔ خطاب آخرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یعنی آپ نے شدت جنگ کے موقع پر مٹھی بھر لنگریاں مشرکین کے لشکر پر پھینکیں تو ہم ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے لنگریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچائے جس کی وجہ سے وہ آنکھیں ملنے لگے اور تم نے ان پر دھاوا بول دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علت سادسہ دَرَاذِلٌ بَعِیْدٌ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَلْحِیْۃُ دَعَا مشرکین آپ کے بارے میں مختلف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر ڈالیں یا قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں لیکن اللہ نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے اور آپ کو بچا لیا۔ علت سابعہ دَرَاذِلٌ اَللّٰہُ سَابِعٌ اَنَّ کَانَ هٰذَا اَلْحِیْۃُ اَلْحِیْۃُ جب مشرکین جنگ کیلئے آئے تھے اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر یا کوئی عذاب دے کر ہم کو تباہ کر دے اور آخری فیصلہ فرمانے چنانچہ ہم نے جنگ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ حق غالب ہوا اور باطل مغلوب و مقہور۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

پہلے حصے میں مسلمانوں کے لئے پانچ قوانین جنگ ذکر کئے گئے ہیں۔ قانون اول۔ یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمْ اَلْقَوْمَ فَارْجُوْا اللّٰہَ وَارْجُوْا اَلرَّسُوْلَ اللّٰہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تمہارے ایمانوں میں نیکی اور اعمال میں راستی پیدا ہوگی اور تمہارا عزم و استقلال ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ قانون جنگ سوم یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَسْبِغُوْا اللّٰہَ وَارْجُوْا اَلرَّسُوْلَ اللّٰہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل میں پس و پیش مت کرو اور اپنے ایسے امیر جہاد کی اطاعت کو لازم سمجھو۔ یہی فتح و کامرانی کی کنجی ہے۔ قانون جنگ چہارم یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَحُوْۤا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ اللّٰہ اور اس کے رسول کی چوری نہ کرو مگر اسی ہے کہ اپنے مال و

اولاد کی خاطر دشمن سے خفیہ ساز باز نہ کرو یا یہ کہ مال غنیمت میں سے کچھ مت چھپاؤ۔ قانون جنگ پنجم کیا تھا؟ (ع ۵) اَصُوْرًا اِنْ تَقْتُلُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا الْخ (ع ۶) یعنی اگر تم خدا سے ڈرو گے اور ظاہر و باطن میں تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرمادے گا تمہیں عزت و سربلندی عطا فرمائے گا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل و خوار اور لوگوں میں سارے کا حصہ اول میں علیل اور قوانین جنگ کے بیان کے دوران میں تھوڑی سی بشارتیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

حصہ دوم

حصہ دوم دسویں پارے کی ابتداء و اَعْلَمُوا اَنْتُمْ اَعْمَتْمْ مِّنْ شَيْءٍ الْخ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی وہی دونوں مضمون لف و نشر مرتب کے طور پر مذکور ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوئے یعنی مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے کو پیچ میں نہ لاؤ اور قوانین جنگ۔ اس میں مذکورہ علیل اور قوانین کی تعداد حصہ اول کی تعداد کے برعکس ہے یعنی علیل پانچ اور قوانین جنگ سات۔

مضمون اول۔ تقسیم مال غنیمت مع علیل خمسہ

وَاَعْلَمُوا اَنْتُمْ اَعْمَتْمْ مِّنْ شَيْءٍ الْخ (ع ۱) اَنْتُمْ اَعْمَتْمْ مِّنْ شَيْءٍ الْخ اس میں قُلْ اِنْ تَقَالُ لَكُمْ اَنْتُمْ اَعْمَتْمْ مِّنْ شَيْءٍ الْخ کے مضمون کا اعادہ اور اسکی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آگے اسکی علیل مذکور ہیں۔ علت اولیٰ وَاَنْتُمْ دَبَّاءُ لَعْنُ وَ لَعْنُ الْخ (ع ۲) یعنی تم میدان جنگ کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا اور دشمن کا تجارتی قافلہ دوسری جانب تھا و دونوں کے درمیان قریش کی فوج حائل تھی۔ اتفاقاً دھڑ بھڑ ہو گئی اگر لڑائی کا وقت مقرر ہوتا تو ممکن تھا کہ وعدہ کے وقت پہنچنے میں اختلاف ہو جاتا مگر اللہ کو منظور یہ تھا کہ اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ علت ثانیہ اِذْ يَرْيَا يَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَتَاعِكُمْ قَلِيْلًا الْخ (ع ۳) دشمن کی فوج اگر تمہارے مقابلے میں آپ کی فوج سے کہیں زیادہ تھی مگر تم نے خواب میں آپ کو ان کی تعداد بہت کم دکھائی تاکہ دشمن کی کثرت کا عجب آپ کے دل میں نہ رہے۔ علم الہی میں چونکہ مشرکین میں سے اکثر کا ایمان مقدر تھا اس لئے خواب میں آپ کو کفار کی تعداد کم دکھائی گئی۔ علت ثالثہ وَاِذْ يُؤْتِيْكُمْوَهُمْ اِذِ التَّقِيْزُ فِيْ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا الْخ (ع ۴) جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو تم نے ایسا کیا کہ دشمن کی فوج مسلمانوں کو بہت کم نظر آنے لگی اور مسلمانوں کی فوج کافروں کی نظروں میں کم دکھائی دینے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فوجوں نے اپنے دشمن کو قلیل سمجھ کر پامردی سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو نہایت ہی ذلت آمیز شکست دلو کر اسلام اور کفر کے درمیان آخری فیصلہ فرمایا۔ علت رابعہ وَاِذْ زَبَّيْنُ كِهْمُ الشَّيْطٰنِ اَعْمَا لَهْمُ الْخ (ع ۵) جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کر لیا اور وہ عرب کے ایک نہایت دانشمند اور تجربہ کار مشرک شیخ نجدی کی شکل میں پہنچا اور مشرکین کو تسلی دی کہ فکریست کرو۔ پوری جرأت اور بہادری سے لڑو آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں بھی صرف تمہاری امداد اور اعانت کے لئے آیا ہوں۔ ایسے وقت میں جبکہ اس نے دشمن کی فوج میں جوش کی ایک نئی لہر دوڑادی ہم نے فرشتوں کا لشکر اتار دیا جسے دیکھ کر شیطان بشکل شیخ نجدی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور دشمن کی بتیں پست ہو گئیں۔ علت خامسہ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَمٌ (ع ۶) یہ بھی یاد کرو جب تم جہاد کے لئے نکلے تھے میدان جنگ میں تو شیطان نے شیخ نجدی کی شکل میں مشرکین کی ہمت افزائی کی اور پیچھے متناقضین چھپی گونیاں کر رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ دیکھو یہ سبھی بھڑادی جان بوجھ کر اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں موت کو دعوت دینے جا رہے ہیں لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایمان، ثبات اور توکل علی اللہ کی دولت سے معمور کر دیا اور منافقین کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مومنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ قانون جنگ اول برائے مومنین کیا تھا؟ (ع ۱) اَصُوْرًا اِذَا لَقِيْتُمْوَهُمْ فَاصْبِرُوْا الْخ (ع ۲) یعنی جب میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور آپس میں متحذ رہو تاکہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ قانون جنگ دوم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى تَقْتُلُوْهُمْوَالْخ (ع ۳) جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ قانون جنگ سوم برائے مومنین وَاَعِدُوْا لَهُمْ مَّا اسْتَقْبَلُوْهُمْمِّنْ جُوْدٍ الْخ (ع ۴) دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالات زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار رکھو اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ضائع نہیں جائے گا۔ قانون چہارم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنْ جَعَلُوْا لِّلشَّكْرِ خَاجًا فَهَآءِ الْخ (ع ۵) اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت و شوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صلح کی پیشکش کر دیں تو آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلا کلمۃ اللہ ہے۔ نہ کہ خونریزی اور قتل و غارت۔ قانون پنجم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (ع ۶) اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْخ (ع ۷) اے پیغمبر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے آپ اس پر بھروسہ کریں اور مومنین کو جہاد کی ترغیب دیں میں تمہاری قلت کے باوجود تم کو مشرکین پر غلبہ عطا کروں گا۔ قانون ششم برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ كَذًا اَسْرٰى الْخ (ع ۸) چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دیئے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ایسے دشمن قیدی ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔ قانون ہفتم برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَنۡسٰى الْخ (ع ۹) فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کرے گا اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیگا۔ اسے بعد اَنْ اَلَّذِيْنَ اَصُوْرًا وَّهَآجِرُوْا الْخ (ع ۱۰) سے جہاد اور ہجرت کی ترغیب دی گئی اور آگے چل کر اَلَّذِيْنَ اَصُوْرًا وَّهَآجِرُوْا الْخ سے مجاہدین اور مجاہرین کو بشارت اخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مومنین کی دو

تفہیم بیان کی گئیں اول مؤمنین مہاجرین دوم مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی تفہیم ہوئیں اولوا الارحام اور فیروالی الارحام ۔

حصہ اول

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سورہ انفال مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ ابتدا سورت سے لے کر رکوع ۵ میں نِعَمَ الْوَيْ وَنِعَمَ الْقَصِيرُ تک ہے اس حصے میں دو مضمون مذکور ہیں ۔
اول مال غنیمت کی تقسیم کا اندیاز صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ۔ مع علل سبعہ
دوم قوانین جنگ جنکی تعداد پانچ ہے ۔

مضمون اول یاد دہی اولی (تقسیم انفال کا حق اللہ کو ہے مع علل ۲)

۱۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ الْاِنْجِ میں پہلا دعویٰ بالا جمال مذکور ہے اور
دوسرے حصے کے شروع میں فَاتَتْ بِكَ مَحْسُكُہُ وَلِلّٰهِ سُلُوكُہِ لَیْذِی
الْقُرْبٰی الْاِنْجِ سے اسکی تفصیل کی گئی ہے ۔ انفال نفل کی جمع ہے مراد
مال غنیمت ہے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ غنائم
ہدیر کی تقسیم کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا
تو انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انہیں کس طرح تقسیم
کیا جائے اور تقسیم کا حق کس کو حاصل ہے ۔ مہاجرین کو یا انصار کو اس
پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا حق نہ مہاجرین کو
اور نہ انصار کو بلکہ انکی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے ۔ اللہ کا پیغمبر
اللہ کے حکم کے مطابق انکو تقسیم کرے گا اور کسی کی رائے کو اس میں دخل
نہیں ہوگا ۔ المراد یہ اخصاص اھوھا وحکمھا یا اللہ تعالیٰ
ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقسمھا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہ یا اللہ تعالیٰ من غیر ان یدخل فیہ
راعی احد وروح ج ۹ ص ۱۶۱ اس کے بعد اس دعویٰ کی سات
علتیں ذکر کی گئی ہیں جنکی ابتداء لکھا اَحْوَجَكَ رَبُّكَ سے ہوئی ہے
۲۔ ذَاتَ الْبَیْنِ سے آپس کے احوال و معاملات مراد ہیں
یعنی اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات درست رکھو آپس میں
اختلاف نہ کرو ، متحذرو اور مال غنیمت کی تقسیم اور دیگر تمام معاملات
میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو یہی اصل
ایمان کی علامتیں ہیں ۔ ۳۔ یہاں لے لیکر مَغْفِرَةً وَّ رِزْقًا
تکس ۱۴ تک ان مؤمنین کا بطن کے لئے بشارت اخروی ہے ۔ جن
میں صفات ذیل موجود ہوں ۔ جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہیں ، اللہ
کی باتیں سن کر ان کے ایمان میں بچھڑکی پیدا ہو وہ ہر کام میں اللہ
پر بھروسہ رکھتے ہوں ، مازقائم کرتے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوں ۔

۱۔ سورہ انفال کا
دعویٰ اول بالاجمال
یعنی مال غنیمت کی
تقسیم اللہ و رسول
کے احکام کے مطابق
ہو جائے گی
۲۔ تفصیل سے آپس کے
احوال و معاملات
مراد ہیں ۔
۳۔ مؤمنین کا بطن

قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ ۴۰ ۵ انفال ۸

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ نَبَتْ وَرَہِیْ مَسْبُوعًا یَّہُ وَعَشْرِ رُکُوْعًا

۱۔ سورہ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ

۲۔ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا ۳۔ تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے

وَالرَّسُوْلِ فَاَتَقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا اِذَا ت

۱۔ اور رسول کا فتہ سو ڈرو اللہ سے ۲۔ اور صلہ کرو

بَیْنَكُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ کُنْتُمْ

آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُؤْمِنِیْنَ ۱ اَتَمَّ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا

ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں ۲۔ جب

ذَكَرَ اللّٰهَ وَجَلَّتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا ثَلِیْتُ عَلَیْهِمْ

نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر

اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اٰیْمَانًا وَّ عَلَیْہِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ

اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

الَّذِیْنَ یَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ

وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے

یَنْفَقُوْنَ ۲ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

خروج کرتے ہیں وہی ہیں ۳۔ ایمان والے

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ

لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی

موضع قرآن و جنگ میں بعض آگے بڑھے اور بعض پشت پر رہے جب غنیمت جمع ہوئی بڑھنے والوں نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی اور لٹی والوں نے کہا تم ہماری قوت سے لڑے حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کیا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے زور کسی کا پیش نہیں جانا سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اسکا رسول ہے ۔ پھر آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو ۔

فتح الرحمن ۱۔ مترجم گوید سورہ انفال در قصہ ہر فرد آمدہ است در آیات این سورہ اشارت بقوات این غزوہ واقع شدہ از جملہ آیت کہ مسلمانان در غنیمت مباحثہ می کردند آنالک غارت
کرودہ بودند خواستند کہ تنہا بران متصرف شوند و دیگران خواستند کہ علی السویہ قسمت شود غذای تعالیٰ نازل ساخت کہ متصرف و مختار در غنائم خدا و رسول اوست و دیگران را درین باب
دخل نیست و انچہ اہل جاہلیت میکردند از استیثار غارت کنندہ بغنیمت باطل است بعد از ان حکم فرمود کہ غنیمت را پنج قسم باید کرد چہار قسم در میان غانمان قسمت کنند و یکی در بیت المال نگہداشتہ
بصرف آل رسانند و این تصرف حق است و عطای اوست بغیر دخل غارت کنندگان پس آیہ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ حکم است غیر متروک ۱۲ یعنی متصرف در غنائم ایشانند کسی دیگر را

۱۱۔ یہ دعویٰ اولیٰ یعنی الانفال اللہ والرسول الخ کی پہلی علت ہے، حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ میں کاف تعلیلیہ ہے جیسا کہ علامہ ابو حیان اندلسی نے لکھا ہے۔ ویظہر من الکاف فی هذا ۱۱ المتخرج المتاحی لیست لمحض التشبہ بل فیہا معنی التعلیل الخ یخرجہم ملامہ اور الحق سے حکمت اور صواب مراد ہے اخراجاً متلبساً یا حکمتاً والصلوٰۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۷۷) جامع البیان ص ۱۵۸) سہ کا واقعہ ہے کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں مشرکین کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا جو قریش کے ساتھ آدمیوں اور دیگر ملازمین پر مشتمل ہے حضور علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ آیا قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا نہ کیجئے صحابہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ یہ ایک معمولی سی بات ہے کوئی باقاعدہ

قال المکذہ ۴۰۶ الانفال ۸

کَرِهُمُ ۵) کَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ
عنت کی جیسے نکالا تجھ کو ہم تیرے رب نے تیرے گھر سے
بِالْحَقِّ صَوَّانَ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكُرْهُونَ ۵
فقہ عام کے واسطے اور ایک جماعت سے اہل ایمان کی راہنہ تھی حدیث
مُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا
وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ
يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۶) وَادُّ
انکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے اور جس وقت
يَعِدُكُمْ اللَّهُ أَحَدَىٰ لَطَافَتَيْنِ أَنَّهُمَا لَكُمْ
تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی
وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ
اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے
وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ
اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کٹ ڈالے
دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۷) لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
جسٹ کافروں کی دابریں تاکہ سچا کر دے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹ کو
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۸) اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ
اور اگرچہ ناراض ہوں گے مگر خدا سے جب تم نے فریاد کرتے تھے اپنے رب سے
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ
تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے
مُرْدِفِينَ ۹) وَمَا جَعَلَ اللَّهُ إِلَّا بَشْرًا
لکھتا ہے کہ وہ بے قوت ہے تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور

منزل ۲

موضع قرآن یعنی غنیمت کا جھگڑا بھی ویسا ہی ہے جیسا نکلنے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے اور آخر صلاح دی ٹھہری جو رسول نے فرمایا تو ہر کام میں یہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل نو دخل نہ دو۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ قافلہ یا مدد ہمارے ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ لگے۔ اور بہتر یہی ہوا کہ کفر کا زور ٹوٹے۔

فتح الرحمن ۱۱ یعنی کار و نعمت غنائم ہر وقت حکم خداست نہ موافق آرزوی نفوس چنانکہ بیرون آوردن تو بہت دیر درست بود از نزدیک خدا بر خلاف ارادۃ قوم و ان علم ۱۲ و مترجم گوید درین آیات تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غزوہ بدر برائے غارت کاروان قریش متوجہ شد و این کاروان رسید راہ ساحل اختیار نمود و ندو نلاص شدند ابو جہل بہدو ایشان بالشکر گردان از مکہ سیادہ بود مقابل آنحضرت شد بعض اصحاب میل بغارت کردن کاروان کردند و جمعی قصد کاروان بالشکر نمودند و مرعی آنحضرت جنگ لشکر بود و ۱۳ دین ماضیہ و بعض نسخ مطبوعہ یافتہ لشکر حجاز بخاری ۱۴ یعنی یکہزار بود و بعد از ازاں سہ ہزار گشتند و بعد از ازاں پنجہزار شدند ۱۵۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اختلاف مت کرو اور اپنی رائے کو اس میں ذیل مت بناؤ۔ اسکی تقسیم اللہ کے حکم سے اللہ کا پیغمبر فرمائے گا کیونکہ یہ فتح اور یہ امور غنیمت تمہارے تو خواب و خیال میں بھی نہ تھے اور تم تو اس لشکر کے سامنے آنے ہی سے جی چراتے تھے یہ سب اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق سے ہوا کہ اس نے قافلے کے تعاقب کے یہاں تم کو مدینہ سے نکالا اور ایک بڑے لشکر سے بھڑا دیا اور اس میں بھی اسکی حکمت مضمر تھی کہ اس نے بے سرو سامان مسیحی بھروسہ مندوں کو اچانک ہی ایک مضبوط فوج سے بھر کر حق و باطل کا فیصلہ کر دیا اور دھیموں مال غنیمت ان کے قبضے میں دیدیا۔ اسے یعنی مدینہ سے قافلے کے تعاقب میں نکلنے وقت بعض مسلمانوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ **يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ**

الحق یعنی بالکل ظاہر اور واضح بات کا گناہ

يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ یہ گمراہیت کی تمثیل ہے یعنی مدینہ سے نکلنے کو اس طرح ناپسند کر رہے تھے گویا کہ انہیں موت نظر آ رہی تھی۔ بتقاضائے بشریت بعض مسلمانوں سے اس کا ظہور ہوا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن ہی فرمایا ہے اور ان کی ناکواری بھی ابتداء ہی میں تھی جو بعد میں خوشی اور رضا مندی میں تبدیل ہو گئی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں گمراہیت بوقت خروج مراد نہیں بلکہ قافلہ چھوڑ کر شکر سے مقابلہ کرنے پر گمراہیت مراد ہے۔ ضحیر الدین فی یجاد لوندک عائد سلی فریق المؤمنین کا دھین وجلا لہم قولہم ما کا خذ حنا الا للعباد ولوعرفنا لا استعدادنا للقتال (مجموعہ ۴ ص ۶۷)

لیکن سیاق سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ دونوں دشمنوں کو بخاری قافلہ میں سے ایک پر تم کو ضرور فتح دوں گا۔ تم نے بے سرو سامان قافلہ پر حملہ کرنا پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ تمہیں اس قلت عدد اور بے مہرسانی کے ساتھ مشرکین کے مضبوط لشکر سے لڑا کر دین حق کو بلند اور باطل کو سرنگوں کرے اور مشرکین کی جڑ ہی کاٹ ڈالے۔ یہ تیسری علت ہے جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اب مشرک فوج سے مقابلہ ناگزیر ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر امداد و نصرت کے لئے دعا نہیں کرنے لگے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی تضرع اور زاری سے دعا کی۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر عرض کی، ہمارے خدا یا اپنا وعدہ فتح و نصرت پورا فرما۔ اللہ اگر آج یہ مسیحی بھرجاعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا آپ نے اس قدر طویل دعا مانگی کہ آپ کی چادر کندھوں سے گر پڑی حضرت ابو بکر چادر آپ کے کندھوں پر ڈالتے اور کہتے یا رسول اللہ دعا کافی ہو گئی۔

اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ (قرطبی وغیرہ) یعنی اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی اور اسباب کے طور پر تمہاری

الانفال ۸

۴۰۷

قَالَ الْمَلَأُ

لَتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

تا کہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۱۰ اذِ يُغَشِّيكُمُ اللَّعَاسُ

بیشک اللہ زور اور حکمت والا ہے جس وقت کہ ڈال دیں اس اللہ نے تم پر اونچھ

أَمْنَةٌ مِنْهُ وَيَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ

اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی

لِيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمُ رِجْزَ الشَّيْطَانِ

کہ اس سے تم کو پاک کر دے اور دور کر دے تم سے شیطان کی خجاست

وَلِيُرَبِّطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۱۱

اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جہادے اس سے تمہارے قدم قائم

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْ يَمُوتَ

جب حکم بھیجائے رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے

فَتَشِيتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأَلِقَىٰ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ

سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں

كَفَرُوا وَالرُّعْبَ فَاضْرِبُوا أَقْصَابَ الْأَعْنَابِ وَاضْرِبُوا

کافروں کے دہشت سو مارو گردنوں پر اور کانٹوں

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۱۲ ذَلِكِ بِمَا تَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَ

ان کی پلور پلور سے یہ اس واسطے ہے کہ وہ اللہ مخالف ہونے اللہ کے اور

رَسُولِهِ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ

اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۱۳ ذَلِكُمْ فَذُوقُوا وَآنَ لِلْكَافِرِينَ

عذاب سخت ہے یہ تو تم پہنچ لو اور جان رکھو کہ کافروں کیلئے ہے

مَنْزِل ۲

مدد کے لئے فرشتوں کی فوج نازل کر دی۔ اتی سے پہلے حرف جار مقدر ہے ای جاتی (روح) یا اس سے پہلے خبر کھ فعل محذوف ہے۔ یہاں ایک ہزار فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ چونکہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی اس لئے ایک ہزار فرشتوں کا آنا بھی حتمی طور پر بیان کیا گیا۔ اس کی مزید تحقیق سورۃ آل عمران کی تفسیر میں مشاہیر (۱۹۱ و ۱۹۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔
موضح قرآن جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ چھریں صبح کو کوڑائی درپیش تھی۔ پیچھے رہیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ انار شکست کے ہیں۔ اسوقت باران کامل برساکہ پانی غسل اور پیاں کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ پڑی اس سے چونکہ تول کا خوف تھا ہاں ہاں کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے ابام کے سورج ڈالنا اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کر نیکیو حکم فرمایا اور اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں ۱۲ منہ ۷۔
فتح الرحمن درین آیت تفریق است بان قصہ کہ روز بدر مسلمانان شہنہ بودند و محدث و آب نداشتند و ازین جہت و سورۃ شیطاں بخاطر ایشان راہ میساخت خدا تعالیٰ باران فرستاد و بیکی را بر شمشیر

مُؤْمِرِينَ یعنی فرشتے جن کے پیچھے ایک دوسری جماعت آ رہی ہو۔ فرشتگان کے زپس خود جماعت دیگر اور دند (فتح الرحمن) سے فرشتوں کا اتارنا محض فتح و ظفر کی خوشخبری اور ظاہری سبب سازی کے طور پر تھا تا کہ مسلمانوں کے دل مطمئن رہیں اور دشمن کی کثرت اور اس کے سامان جنگ کی وجہ سے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔ باقی وہی فتح و نصرت تو وہ اللہ کے ہاتھ میں اور اسی کی طرف سے ہے۔ فرشتوں اور دیگر اسباب پر منحصر نہیں کامیاب وہی ہونا ہے جس کی اللہ مدد کرے خواہ وہ ظاہری اسباب میں پست ہی کیوں نہ ہو۔ المعنی لا تحسبوا النصر من الملائكة عليهم السلام فان التاصر هو الله تعالى لكم والملائكة وعلية فلا دخل للملائكة في النصر اصلا (روح بح ۹ مشک)

قَالَ الْمَلَكُ ۲۰۸ الانفال ۸

عَذَابَ النَّارِ ۱۳ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا الْقِيَمَةُ

عذاب دوزخ کا اے ایمان والو جب مجھو دم

الَّذِينَ كَفَرُوا وَازْهَقُوا فَلَئَوْلَوْهُمْ إِلَّا دُبَارٌ ۱۵

کافروں سے میدان جنگ میں تو مت پھرو ان سے پیچھو و

وَمَنْ يُؤَلِّمْ يَوْمَئِذٍ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

اور جو کوئی ان سے پیچھے اس دن مگر یہ کہ ہتھکڑیاں لڑائی کا

أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ

یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر

وَمَا لَهُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۱۶ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا بُرا ٹھکانا ہے سو تم نے ان کو نہیں مارا

وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَ

لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکا مگر اللہ نے ان کو پھینکا

لَكِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلََاءٌ

لیکن اللہ نے پھینکا اور تاکہ کرے ایمان والوں پر اللہ اپنی طرف سے خوب

حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۱۷ ذَلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ

احسان بیشک اللہ سنے والا جاننے والا ہے تو جو چکا ہے اور جان رکھتا ہے

مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۱۸ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ

سست کر دے کھاتہ پیر کا فروں کی اگر تم چاہتے ہو فیصلہ لے تو

جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَإِنْ تَنْتَهُوا فهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

پر فتح چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اور اگر پھر بھی کرو گے تو ہم بھی پھر بھی کریں گے دس اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارے تمہارا جنٹھا

منزل ۲

اللہ یہ چوتھی علت ہے۔ اس لئے مفعول لہ ہے اور صیغہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے میدان ہدیس کی ایک ظاہری اسباب کی وجہ سے مسلمان کچھ پریشان سے تھے مشرکین تو زیادہ تھے اور ہر قسم کے ضروری سامان جنگ سے لیس تھے اور میدان میں صرف ایک ہی جگہ پانی تھا اس پر بھی دشمن ہی کا قبضہ تھا۔ جس جگہ دشمن نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں ریت نہیں تھی بلکہ مٹی تھی لیکن جہاں مسلمانوں کا لشکر بٹھا وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا اور ہر طرف ریت ہی ریت تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے بارش پر سادی جس کی وجہ سے مشرکین کے پڑاؤ کی جگہ میں ہر طرف کچھری کچھری ہو گیا۔ اور پھسلنے کی وجہ سے ان کا چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور وہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پڑاؤ میں ریت پیچھ گئی گرد و غبار سے نجات ملی اور پیٹے اور وضو کے لئے پانی گڑھوں میں جمع ہو گیا اسی دوران میں اللہ نے مسلمانوں پر نیند کی سی حالت طاری فرمادی جب آنکھ کھلی تو سارا خوف و ہراس جاٹا ہوا اور دلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ ۱۷ یہ پانچویں علت ہے انی سے پہلے دو اخذات ہے معکو میں کہ ضمیر سے مؤمنین مراد ہیں نہ کہ فرشتے تاکہ یہ اعتراض لازم نہ آئے کہ کیا فرشتے بھی ڈرتے تھے۔ ابیس انسانی شکل میں نمودار ہو کر مشرکین کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کر رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان کی شکلوں میں مسلمانوں کی تائید و حمایت کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جاؤ مسلمانوں کی تائید کرو اور ان سے کہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا حامی و ناصر ہوں میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ اور وہ خوف و رعب سے ہراساں ہو کر راہ فرار اختیار کریں گے یا معکم کی ضمیر سے فرشتے مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی تائید میں تمہارا مددگار اور ناصر ہوں اور یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارا خوف دور کروں گا کیونکہ فرشتے کافروں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ای معینکم علی تثبیت المؤمنین دلا

یمكن حملہ علی ازالة الخوف لان الملائكة لا يخافون من الكفرة اصلا (روح بح ۱۰) محل بتان - بتان ، بتانہ کی جمع ہے۔ یعنی ہاتھوں کی انگلیاں، انگلیوں کی تخصیص

موضع قرآن یعنی جب میدان میں مقابلہ ہو تو بھانگنا اشد گناہ ہے اور جو دوڑ ہو یا غارت تو بھانگنا ہنر ہے ۱۲ مندرجہ ۱۲ جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت نے ایک معنی نکھرایا اس فتح الرحمن لے کی قدرت کو ہر کسی کی آنکھیں نکلتی تھیں اس کے بعد شکست کھانی یہ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں سبب کی مدد سے ہو تو کسی بات میں پناہ نہ کریں ۱۳ سنہ ۱۲ھ رحلتہ تعالیٰ فتح الرحمن لے یعنی مشیت خاک را ۱۳ مدت تقریباً ۱۳۰۰ است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز ہدیر یکمشت سنگریزہ بسوی کفار انداخت پس پیچ کس زینان بنو کہ چہی ازان پشتمش داخل شدوا استقلال نازہ بخاطر مسلمانان ظاہر شدوا ین تائید غیبی بود ۱۴۰۰ یعنی ہجرا و ادن ۱۴

اس لئے کی گئی کہ ہتھیار انگلیوں ہی سے تھامے جاتے ہیں یا یہ تمام بدن سے کنایہ ہے۔ لاجل انہما یقیناً یلکون ویدافعون والظاہر انہما حقیقۃ فی ذلک وبعضہم یقول انہما عیاذ فیہ من تسمیۃ النمل باسم الجزء (درد و صدمہ) مذکورہ امور کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین کو مارنے اور ان کو قتل کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو چکے تھے لیکون فذا و فذوہ اس سے پہلے قُولُوا مَحْذُوف ہے اور اَنَّ لِلْکَافِرِیْنَ سے پہلے وَاَعْلَمُوا مَقْدَرِہِ یعنی ہم نے کہا تھا کہ اب یہ عذاب چکھو اور یہ بھی جان لو کہ آخرت میں تم جیسے کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

مضمون ثانی (قوانین جہاد)

ہلے یہاں سے قوانین جہاد کا بیان شروع ہوا یہ پہلا قانون جہاد ہے حَقًّا بمعنی اسم فاعل کَفَرُوا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی جب میدان جنگ میں کافروں کے لشکر سے مدد بھیج رہا ہو یا اور وہ متحد ہو کر انہوہ در انہوہ مقابلہ میں آیا ہو تو پیکھ بھیر کر مت بھاگو بلکہ جو انمردی اور ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو۔ لہٰذا یہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے والوں کے لئے تحریف اخروی ہے۔ جو شخص سخت جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگا اس نے اللہ کا غضب سول لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہو گا۔ پسپائی کی کئی مثالیں مستثنیٰ فرما دیں یعنی اگر میدان جنگ سے پسپائی کسی جنگی مصلحت کی بنا پر ہو تو یہ جرم نہیں مثلاً پیچھے ہٹ کر کسی دوسری جانب سے دشمن پر حملہ کرنا یا وہ مفید ہو یا پیچھے ہٹ کر جہاد میں کی ایک دوسری جماعت سے مل کر دشمن پر ہلہ بولنے کا ارادہ ہو تو یہ اور اسی قسم کی دوسری صورتیں جن میں پسپائی جنگ سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ کسی جنگی تدبیر کے تحت ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہیں۔ لہٰذا یہ مشرک ہے جو گدشتہ پانچ علتوں پر مبنی ہے۔ یعنی دعوے کی مذکورہ پانچ علتوں سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں مشرکین کے قتل اور ان کی ذلت آمیز شکست کا سامان اللہ تعالیٰ ہی نے عیب سے فرما دیا تھا۔ اس لئے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو بیٹھو کہ یہ تمہارا کمال ہے اور تم نے ان کو مارا ہے نہیں! انہیں!! بلکہ اللہ نے ان کو مارا اور بر باد کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مشرکین کا قتل اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے ہاتھوں واقع ہوا لیکن اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے ہی فرمائے اس نے مسلمانوں کو

موضح قرآن و لے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہنے میں مٹی پڑا لفظ یعنی کتب کا یہ فیصلہ سواب جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آپ ہی اور اگر بار

اول یعنی گھر سے اور اگر گھر گردے یعنی لڑائی تو ہم پھر گھر سے یعنی مدد ۱۳ منہ رح و لے یعنی جیسے ہونے مکہ توریت زور اور دلی سے قبول کیا اور دل سے ناپبول رکھا۔ دیسے منافق زبان سے حکم داریں اور دل سے نہیں ۱۴ منہ رح و لے یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین حق کو نہ سمجھیں ۱۵ منہ رح و لے یعنی اللہ نے ان کے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی جس میں لیاقت رکھی ہے انہیں کو ہدایت دیتا ہے اور غیر لیاقت والے جو سننے ہیں تو انکار کرتے ہیں ۱۶ منہ رح و لے یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ اول کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مہ نہیں کرتا جب بندہ کا ہلی کرے تو اسکی تجزایں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے ۱۷ منہ رح و لے تعالیٰ۔

فتح الرحمن و لے تعریف است بان قصہ کہ ابو جہل روز غزوہ بدر دعا کر دے کہ بار خدا یا برکہ از میان این ہر دو گروہ قاطع رحم است و دین باطل پیش گرفتہ است اور ہلاک من و بحقیقت متصف با این صفات ابو جہل و قوم او بودند ۱۸ منہ رح و لے یعنی مانند اہل کتاب کہ توریت خوانند و ہزبان معترف شدند و ہر آن عمل نکردند ۱۹ منہ رح و لے یعنی لیکن نہ راست ۲۰ منہ رح و لے یعنی غریت او صغیر سیکنہ ۲۱

الانفال ۸

۴۰۹

قَالَ الْمَلَأُ ۹

۲۱

شَيْءًا وَلَا كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۹

اگرچہ بہت ہوں اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے و لے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا

اے ایمان والو! حکم مانو۔ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۲۰ وَلَا تَكُونُوا

اس سے مت پھرو سن کر اور ان جیسے مت ہو

كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۲۱

جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں و لے

إِنَّ شَرَّ الدِّينِ أَرْبَعٌ عِنْدَ اللَّهِ الصَّمُّ الْبُكْمُ

بیشک سب جہانوں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بھرے گوشتے ہیں

الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۲۲ وَكُوَعِلَمَّا اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا

جو نہیں سمجھتے و لے اور اگر اللہ جانتا ہے ان میں کچھ بھلائی

لَا سَمْعَهُمْ وَلَا بَصَرَهُمْ وَلَا قُلُوبَهُمْ ۲۳

تو ان کو سنا دیتا ہے اور اگر ان کو اب سنا دے تو ضرور بھلا گئیں منہ

مَعْرُضُونَ ۲۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا

پیکھ کر و لے اے ایمان والو! حکم مانو

لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلا تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی واد

أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

جان لو کہ اللہ روک دیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو مہ اور یہ کہ اسی کے پاس

تُخْشَرُونَ ۲۵ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُنَ الَّذِينَ

تم جمع ہو گے و اور بچتے رہو اس فساد و فتنہ کہ نہیں پڑے گا تم میں سے

منزل ۲

ان پر مسلط کیا اور ان کے دلوں کو مسلمانوں کی ہیبت و شجاعت سے مرعوب کر دیا۔ امام مجاہد فرماتے ہیں بدر کے دن فتح کے بعد مجاہدین میں سے کسی نے کہا فلاں کو بیس نے قتل کیا اور کسی دوسرے نے کہا فلاں کافر کو بیس نے مارا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری کیا ہستی تھی یہ فتح عظیم تو محض میری توفیق اور اعانت سے حاصل ہوئی ہے۔ یعنی ان ہذا الکسرة الکبيرة لم تحصل منكم وانما حصلت بمعونة الله۔۔۔ ان قتل الکفار انما نيسو بمعونة الله ونصرة وتأييده (کبیر ج ۴ ص ۵۲) ۱۸ سیدان بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی سے سبھی ہجرت کر لیا۔ مشرکین کے لشکر کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ہر مشرک کی آنکھوں میں سی کی ذرات پہنچا دیں۔ اس سے مشرک فوج میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلی یہ ایک معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہجرت پیغمبر کے قبضہ اور اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے جسے وہ اپنے پیغمبر کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا۔ **فَاَوْحَسْ فِي نَفْسِهِ خِيفَةَ مُوَسًى** قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ (طہ ۴۳) اگر معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں ہوتا تو انہیں ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ۱۹ واو عافہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیمحق الکفرین ولیبلی المؤمنین الخ اجلہ یہاں بمعنی اعطاء ہے بلاء حسن یعنی عطا و جمل جو بلا مشقت حاصل ہو جائے۔ ای لیعطیہم سبحانہ من عندہ اعطاء جمیل بغیر مشوب بالشدائد اعداء امکا رہ (دوسرے ج ۹ ص ۵۱۱) ابد السعورہ (۵۲) یا بلاء حسن سے انعامات جلیلہ و احسانات عظیمہ مراد ہیں۔ مثلاً مال غنیمت فتح و نصرت اور اجر و ثواب ای ینسر علیہم نعمۃ عظیمة بالنصرة والغنیمۃ والاجر والشواب (کبیر ج ۴ ص ۵۲) فاذن ج ۳ ص ۵۱۱۔ **ذَلِكُمْ** سے پہلے قُلْنَا اور اسکے بعد قَدْ وَقَّعَ مَقْدَرُہِ اور اَنْتَ سے پہلے اَعْلَمُوا بِقَرِینَہِ ذَلِكُمْ فذوقوا وان للکفرین الخ یعنی ہم نے کہا اب یہ عذاب دیکھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر و فریب کو بیکار کرنے والا ہے۔ ۱۷ خطاب مشرکین سے ہے اور استفتاح کے معنی طلب فیصلہ کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ مَبْیَنَنَا وَبَیِّنْ قَوَائِمَنَا بِالنِّحَیِّ (اعراف ۱۷) مشرکین مکہ ہجرت سے پہلے حضور علیہ السلام سے کہا کرتے تھے مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سجده ۶۳) یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان صادق و کاذب اور حق و باطل کا فیصلہ کب ہوگا۔ فرمایا لو ہم نے فیصلہ کر دیا جسے تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم نے بے سروسامان اور سبھی مسلمانوں کے ہاتھوں تمہارا

قَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ

۳۱۰

الانفال ۸

ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۝ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ

خاص ظالموں ہی پر مطلقاً اور جان لو کہ اللہ کا

نَدَبُ يَدِ الْعِقَابِ ۝ وَاِذْ كُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ

عذاب سخت ہے فلا مطلقاً اور یاد کرو جس وقت تم بے شمار تھے

مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَفَتْكُمْ

مغلوب پیڑھے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ ایک لیں تم کو

النَّاسُ فَاُولٰٓئِكَ وَاَيْدِيكُمْ يَنْصُرُهُمْ وَاَرْسَلْنَاكُمْ

لوگ پھر اس نے تم کو فتح کا نادر اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا

سختی پسندیں تاکہ تم شکر کرو فلا اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْا

ایمان والو وہ خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو

اٰمَنِيْكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَعْلَمُوْا اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ

آپس کی امانتوں میں جہان کر اور جان لو کہ بیشک سب تمہارے مال

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۝ وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے فلا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَسْقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو اسے اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کرے گا تم میں

فُرْقًا نَّوْءًا وَيَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ

فیصلہ اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کا فضل بڑا ہے فلا اور جب فریب کرتے تھے ۱۷ کاف کہ تجھ کو

منزل ۲

موضع قرآن ۱۷ یعنی علم میں کابلی کرنے سے ایک تو دل ہمتا ہے دم بدم اور وہ کام زیادہ مشکل پڑتا ہے۔ دوسرے نیکیوں کی کابلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی۔ اس کا وبال سب پر پڑے گا۔ جیسے جنگ میں دیرستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جاویں۔ پھر شکست پڑے تو دیر بھی نہ تمام سکیں ۱۲ منہ رح ۱۷ سختی چیزیں یعنی مال غنیمت ۱۲ منہ رح ۱۷ چوری اللہ رسول کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے طعین اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کہ ان میں اکثروں کے گھر مکہ میں تھے اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں۔ ۱۷ شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے حضرت سے مخفی کافروں پر احسان کرے کہ ہمارا گھر بار کو نہ سناویں سو پہلی آیت میں چوری کو منع فرمایا اور دوسری آیت میں تسلی دی کہ آگے فیصلہ ہو جاوے گا۔ تمہارا گھر بار کافروں میں گرفتار نہ رہے گا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی ہلکے عام بود شامت او اللہ اعلم ۱۷ مترجم گوید وہاں فتنہ لمبور بدعت است یا ترک نہی منکر واللہ اعلم ۱۷۔

ساماں جنگ سے بیس عظیم شکر کو کس طرح پٹوادیا، ان کے ہاتھوں تمہیں ذلت آمیز شکست دی اور عرب سے تمہاری طاقت و قوت کا فائدہ کر دیا۔ اب اگر تم پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آ جاؤ تو اسی میں تمہاری دنیوی اور اخروی بہتری ہے۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے اور پیغمبر علیہ السلام سے برسرِ پیکار ہو گئے تو ہم پھر تمہارا یہی حشر کریں گے اور تمہارا جحشا اور تمہاری فوج کثرت عدد اور سامان حرب کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آ سکے گی وَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُصْطَفٰى وَ اَوْ كَعْبَدُوْا مُنْقَرِبًا اور یہ یقین رکھو کہ اللہ کی مدد اور نصرت تو ایمان والوں ہی کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ اللہ کی سنت جاریہ یہی ہے۔ وَ اِنْ سَأَلْتُمُوهُ لَنَجْعَلَ لِكُلِّ فِرَقٍ خَبْرًا وَ سُنَّةً اللہ تعالیٰ جادیۃ فی قصور المؤمنین وخذلان الکافرين (روح جم ۹ ص ۱۸) ۲۳۔ دوسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے سرزانی نہ کرو وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ اتَّخَذُوا اَحْزَابًا مِنْهُمْ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی مِنْ بَعْضٍ وَ هُمْ يَصْنَعُونَ (فتح مج ۱ ص ۱۷) ۲۴۔ یعنی ان کفار اور منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا مگر سننے پر عمل نہ کیا اور اس طرح اللہ کے قبر و غضب کے مستحق ہو گئے۔ تم ان کا طریقہ اختیار کر کے میرے قبر و غضب کے مستحق نہ بنو ۲۵۔ مذکورہ بالا معائنہ کے دلوں، کالتوں اور زبانوں پر مہر جباریت کی تشکیل ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والی مخلوق میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حق بات نہیں سنتے اور منہ سے حق بات نہیں نکالتے اور دل سے حق سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ اللہ کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ۲۶۔ کچھ بھلائی اور اللہ کی طرف قدرے اثابت لاکمّمٰہم ان کو حق بات سنا دیتا اور انہیں قبول کرنے کی توفیق دے دیتا۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں اثابت اور طلب حق کا جذبہ ہو تا تو اللہ تعالیٰ ان کو قبول حق کی توفیق دے دیتا۔ لیکن وہ اثابت اور قبول حق کی صلاحیت سے خروم ہیں۔ اس لئے اگر وہ حق بات سن کر اس کو سمجھ بھی لیں تب بھی وہ اس سے اعراض کر کے چلتے نہیں گئے۔ کیونکہ ان کی قوائے مدرکہ پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے۔

لعنادھم وحجودھم الحق بعد ظہور (۳) (سعالم ونازان ج ۳ ص ۱۸) تیسرا قانون جنگ لہا میں لام یعنی لئی ہے اور یہ دعا گھر کے متعلق ہے۔ مائیں گیم سے جہاد مراد ہے کیونکہ جہاد دنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور پرسکون زندگی کا باعث ہے دنیا میں ترک جہاد سے مسلمان کافروں سے مغلوب ہو کر مقتول ہو جائیں گے۔ لیکن جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرے گا اور دنیا میں اپنی تہذیب و ثقافت اور شان و شوکت کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ (انہم لورفضوھا) (جہادۃ الکفار) تعلیموھم وقتلوھم کما فی قولہ تقاتلوا لکم فی القصاص حیوۃ (ابوالسعود ج ۳ ص ۱۸) یا لام اپنے اصل پر ہے اور استعجیلو کے متعلق ہے اور مائیں گیم سے قرآن مجید کے تمام اوصاف و نوایں مراد ہیں۔ کیونکہ ان پر عمل کرنا حیات ابدیہ اور انعامات سرمدیہ کا موجب ہے، وقال جہاد والجمہور لھن استعجیلو اللطاعة وما تضمنہ القرآن من اوامر ونواہی ففیہ الحیوۃ الابدیۃ والنعمة السمدیۃ (قرطبی ج ۴ ص ۳۹) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے احکام و بجا لاؤ۔ کیونکہ اس سے حیات ابدی و دائمی حاصل ہوگی۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اپنی زندگی کا شعار بنالو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق و تائید سے تمہارے ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور تمہیں اس پر استقامت عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جانے سے یہی مراد ہے وَاِنَّ یَہَ اَنَّ اللہَ یَحْکُمُ پر معطوف ہے اور اَحْکُمُوا کے تحت داخل ہے۔ زجر جمع خفیف اور ایسے گناہ اور فتنے سے بچو جس کے برے اثرات نہ صرف اس کے بلا واسطہ مرتکب تک محدود رہیں بلکہ قوم کے دوسرے افراد بھی ان کی لپیٹ میں آجائیں مثلاً جب آدمیں سستی اور کمزوری دکھانا اس کا خمیازہ نہ صرف مجاہدین کو بلکہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مدد ہست جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بدعات و منکرات عام ہو جائیں اور پورا معاشرہ نباہ ہو کر رہ جائے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکه آتش در سہم آفاق زر

۲۸ یہ تذکیرِ نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اپنے انعامات یاد دلائے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔ اب یہاں انعامات یاد دلا کر اسی حکم کی تاکید کی گئی۔ اعلیٰ نہ تھا لہذا ہم بطاعت اللہ و طاعت الرسول شراصرہم یا تلقاء المعصیۃ اکد ذلک التخلیف بھذہ الافیۃ الخ رکبیر ج ۴ ص ۳۵) وہ وقت یاد کرو جب تم معبودوں سے چند تھے اور ارض مکہ میں کافروں کے ہاتھوں بے بس، کمزور اور ناتواں تھے تمہیں ہر وقت یہ اندیشہ رہتا تھا کہ ہمیں مشرکین تمہاری تلکہ بوٹی نہ کر ڈالیں تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں تمہیں پناہ دی اور مشرکین کے مقابلے میں تمہاری مدد کر کے ان کو تمہارے ہاتھوں مغلوب و مقہور کیا اور ڈھیروں مال غنیمت کے ذریعے تمہاری مالی ساکھ مضبوط کی تاکہ تم اس کے انعامات کا شکر ادا کرو۔ ۲۹ چوتھا قانون جنگ - وَتَجُونُوا أَمَانَتُكُمْ۔ تمخو اللہ پر معطوف ہے ای ولا تخونوا أمانتکم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے فرائض و احکام کو معطل کر دیا جائے اور ان کی تعمیل نہ کی جائے اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ آپ کی سنت اور آپ کے طریق کا اتباع نہ کیا جائے (لا تخوا اللہ) یان تعطلو قدر أضده (والرسول) یان لا تستنوابہ (وتخونوا أمانتکم) فیما بینکم بیان لا تحفظوها لاندراک ج ۲ ص ۳۷) وَأَنْتُمْ تَقْلُمُونَ اور تم خوب جانتے ہو کہ خیانت بہت بُرا گناہ ہے اور حفظِ امانت بہت بُرا کار خیر ہے۔ ۳۰ یعنی یہ انفال و عناکم جن میں تم نزاع و اختلاف کر رہے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ اور آزمائش ہیں وَ أَنْتَ اللَّهُ الْخَبِيرُ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۳۱ پانچواں قانون جہاد حُرِّقَاتَا سے فتح و نصرت سرا ہے۔ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اس کے احکام کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت عطا کرے گا۔ تمہیں عزت دے گا اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کر کے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر کے تمہیں اپنی بخشش و رحمت اور فضل سے نوازے گا۔ نصرًا یفرق بین الحق والباطل یا عزیز المؤمنین واذلالاً لِّلْکَافِرِینَ کہما قال الفراء (روح ج ۹ ص ۱۶)

۳۳ یہ آخفاک اللہ الخ کی چھٹی علت ہے۔ مشرکین مکہ کے منتخب سرداروں نے ایک دفع حضور علیہ السلام کے بارے میں سل کر میٹنگ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے اثر اور آپ کے دین کو کس طرح ختم کیا جائے۔ چنانچہ اس مجلس میں کئی رائیں پیش ہوئیں کسی نے کہا آپ کو قید کر دیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کو جلاوطن کر دیا جائے آخر میں ابو جہل نے آپ کو شہید کر دینے کا مشورہ دیا۔ ابلیس جو عرب کے ایک تجربہ کار اور دانا شیخ نجدی کے روپ میں اس مجلس میں موجود تھا اس نے اس رائے کی بہت تعریف کی اور آخر کار بحث و تحقیق و سوچ بچار کے بعد سب نے ابو جہل کے مشورے کی توثیق کر دی۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین تو آپ کے بارے میں یہ منصوبے بنا رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے مسکرو فریب سے بچانے کی تدبیریں کر رہا تھا۔ چنانچہ جو رات انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے لئے مقرر کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے پہلے ہی اس کی اطلاع دے دی تھی۔ حب مشرکین نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اس وقت آپ نے اپنی جگہ حضرت غلی کو سو جانے کا حکم دیا اور فرمایا بے فکر رہنا تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی اور خود باہر تشریف لائے اور اللہ کے حکم کے مطابق مشرکین پر مسمیٰ بھڑک دی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی آنکھیں بند کر دیں اور آپ سب کے درمیان میں سے گذر گئے اور کسی نے بھی آپ کو نہ دیکھا۔ آپ وہاں سے نکلے اور حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا منصوبہ ناکام کر دیا۔ **۳۴** لیث شولک ای لیحبسوک و یروطوہ بالوثوق۔ یعنی آپ کو زنجیر ڈال کر باندھ دیں۔ ۳۴ یہ شکوی ہے اور اس میں ان معاندین کے مستحق عذاب ہونے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو ان میں سے بعض مسئلہ نظر بن حارث جیسے لوگ بول اٹھتے جی سن لی ہیں ہم نے یہ آیتیں۔ ان میں پہلے لوگوں کے قصے ہی تو مذکور ہیں اور ایسے قصے تو ہم بھی بیان کر سکتے ہیں۔ نظر بن حارث کی فارس اور حیرہ میں آمد و رفت تھی اور وہ وہاں کے لوگوں سے عجیبوں کے قصے کہانیاں سنتا رہتا تھا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور دیگر گذشتہ اقوام کے قصے عبرت اور موعظت کی غرض سے ذکر کئے گئے ہیں اس ظالم اور کم ہنم نے قرآن مجید کو محض قصوں اور کہانیوں ہی کی کتاب سمجھ لیا۔ ۳۴ یہ ساتویں علت ہے۔ نظر بن حارث، ابو جہل اور دیگر صنادید قریش نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر یہ اسلام اور قرآن جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے سچا ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو ہمیں آسمان سے پتھر برساکر یا کسی دوسرے المٹاک عذاب سے ہلاک کر دے۔ چنانچہ مشرکین خود اپنے منہ سے عذاب کا مطالبہ کر کے مکہ سے نکلے تھے۔ اس لئے اللہ نے بدر میں ان پر سنا مانگا عذاب نازل کر کے ان کو مغلوب اور تم کو غالب کیا۔ اس لئے اب انفال کی تقسیم اللہ ہی کے حکم کے مطابق کرو۔ **۳۵** وَمَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ یَهْدِیَ قَوْمًا لِّیَعْبُدُوهُ سِوَاہِ الذِّکْرِ۔ یعنی اللہ کی سنت مسترد یہ ہے کہ جب تک پیغمبر اور مؤمنین شہر میں موجود ہوں اس وقت تک ان پر عذاب نازل نہیں فرمائا۔ اس لئے فرمایا یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ ان میں موجود ہوں اور ان پر عذاب آجائے۔ کیونکہ اگر آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ان پر عذاب آجاتا تو وہ ظالم یہ نہ سمجھتے کہ عذاب ان کے شرک کی وجہ سے آیا ہے۔ بلکہ آپ کی ذات کو اس کا سبب قرار دے کر کہتے کہ یہ عذاب تیری وجہ سے آیا ہے۔ جیسا کہ قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے بارے میں کہا تھا۔ اَطِیْعُوا رَبَّکُمْ وَاطِیْعُوا رَسُولَکُمْ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا یُعَذِّبُ اَہْلَ قَرْیَۃٍ حَتَّیْ یَخْرُجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْہَا وَالْمُؤْمِنُونَ وَیُحَقِّقُوا بِحَبِیثِ اَصْرَہَا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۱۹) ۳۵ یہ عذاب نہ آنے کی دوسری وجہ ہے۔ اور اس سے یا تو مشرکین کا استغفار مراد ہے۔ کیونکہ وہ طواف کرتے وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے استغفار سے بھی عذاب الہی ٹل سکتا ہے (روح ج ۹ ص ۲۱)۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اس سے ان مؤمنین کا استغفار مراد ہے جو مکہ مکرمہ میں تھے۔ اس کی تائید سورۃ فتح کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ کُوْنُوْا لِلّٰہِ الْعٰذِبِْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِمَامٌ رَّازِیٌ لِّکَھْتَمِیْہِمْ وَمَا كَانَ لِلّٰہِ مُعَذِّبُ لَھٖوْلَہٗ الْکُفَّارِ وَفِیْہُمْ مُّؤْمِنُوْنَ یَسْتَغْفِرُوْنَ (کبیر ج ۴ ص ۵۴) ۳۶ مکہ معظمہ میں مشرکین پر عذاب نہ بھیجنے کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرمایا مگر یہ لوگ اپنے انکار و جحود اور مندر و عناد کی وجہ سے عذاب کے مستحق ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کے تمام اعمال و افعال خدا و رسول کے احکام کے خلاف ہیں اور حد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں، اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کو مسجد حرام (بیت اللہ) سے روک رہے ہیں جیسا کہ عام الحدیث میں انہوں نے ایسا کیا حالانکہ وہ بیت اللہ کے ستویں نہیں تھے اور نہ وہ بیت اللہ کی تولیت کے لائق اور اس کے حقدار ہی ہیں۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ بیت اللہ کی تولیت کا حق صرف انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو اللہ کے اس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک رکھیں اور وہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ ای و ما کانوا مستحقین ولا یتلوا المسجدا

اللہ تعالیٰ والمواد بہم المسلمون (روح ج ۹ ص ۲۱)

۳۷۔ یہ کفار مکہ کو عذاب دینے کی دوسری وجہ ہے۔ چنانچہ سیٹی بجانا تَصْدِیْقَ تالی بجانا۔ یعنی جو اصلی اور صحیح معنوں میں نمازی ہیں ان کو خدا کے گھر سے روکتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ چونکہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور مکہ معظمہ میں ان پر عذاب نازل کرنے میں موانع تھے۔ اس لئے ہم نے ان کو مکہ سے نکالا اور میدان بدر میں

ان کو المناک اور ذلت آمیز عذاب (قتل اور قید و بند) میں مبتلا کر دیا اور فرمایا یہ تمہارے کفر و تمرد اور عناد کی

سزا ہے۔ اب اسے چھوڑا عذاب القتل والا سر یوم بدس (روح)

۳۸۔ تحریف اخروی ہے۔ مَنَفِقُونَ اِثْمَ کی خبر ہے۔ کافر اپنا مال و دولت

مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال میں خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کو اللہ کے دین سے روک سکیں۔ وہ اب خرچ کر

رہے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں خرچ کیا اور آئندہ بھی خرچ کریں گے۔ مثلاً

جنگ امد وغیرہ میں۔ مگر ہمارا نہیں اپنی دولت خرچ کرنے کے بعد حسرت اور

افسوس ہی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر میدان میں وہ اپنی تمام کوششوں کے

باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور رہوں گے۔ والمعتذران الکفار

يقصدون بنفقہم الصد عن سبیل اللہ وغلبۃ المؤمنین فلا یقع الا

عکس ما قصدوا وادھوتندھم و تحسروا علی ذھاب اموالھم ثم غلبہم والتمکن منھم اسدا وقتلا

وغنما (بخاری ج ۳ ص ۲۹)

موضع قرآن و ل بخاری ج ۳ ص ۲۹

رکھیں یہ فرمایا کہ علیہ اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے

تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ۱۲۔ منہرج و

یعنی ہمیشہ یہ کہتے تھے اب تو دیکھ لیا کہ یہ قہر

نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر

آیا تھا ۱۳۔ منہرج و ل ابو جہل جب مکہ سے

قَالَ الْمَلِکُ
۳۱۳
الانفال

لِيُثْبِتُوا أَوْ يُقْتَلُوا أَوْ يُخْرِجُوا وَيَكُونُوا وَمَا كَرِهَ اللَّهُ

کہ جمع کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ ہی اور کون تھا

وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۳۰ وَإِذْ اتَّكَلْتُمْ عَلَيْكُمْ أَيْتَانَا قَالُوا

اور اللہ کا دواؤ سب سے بہتر ہے فلا اور جب کی پڑھے ۳۰۔ ان پر ہماری آہیں تو کہیں

سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال میں

الْأَوَّلِينَ ۳۱ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ

انہوں کے قہ اور جب وہ کہنے لگے کہ ۳۱۔ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے

مِنْ عِنْدِكَ فَأَمِطْ عَنْكُنَا حِجَارَةَ مِنَ السَّمَاءِ أَوْ

پتھر کی طرف سے تو ہم پر برسایا دے پتھر آسمان سے یا

أَعْتِنَا بِعَذَابِ آلِ يُوْسُفَ ۳۲ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

لاہم پر ہم کوئی عذاب در نہ ناک قہ اور اللہ ہرگز عذاب سے نہ کرتا ان پر جب تک

فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَسِتَغْفَرُونَ ۳۳

یہ بتانا ان میں اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرے چنانچہ ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنْ الْمَسْجِدِ

اور ان کی کیا بات ۳۳۔ ہے قہ کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو پرستار ہیں

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاةُ قَوْمٍ عِنْدَ

لیکن ان میں اکثر وہ اس کی خبر نہیں دے سکتے اور ان کی نماز نہیں ہے

الْبَيْتِ الْأَمْكَاءِ وَتَصَدِيْقُهُمْ قَدْ وَقَّوْا الْعَذَابَ بِمَا كَانُوا

کے پاس مگر سیٹیاں بجاتی اور تالیاں سوچھو عذاب بدلہ اپنے

۱۔ کھنڈی ۲۔ سلاطین
۳۔ اس میں ان کے متعلق
عذاب جو سیٹی و بھج
۴۔ بیان کی گئی ہے
۵۔ عذاب نہ دینے
۶۔ کی وجہ اول
۷۔ عذاب نہ دینے
۸۔ کی وجہ ثانی
۹۔ یہ سیٹیاں و تالیاں
۱۰۔ سے بائیں و بائیں
۱۱۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۲۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۳۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۴۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۵۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۶۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۷۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۸۔ انہوں نے بھی ننگ
۱۹۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۰۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۱۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۲۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۳۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۴۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۵۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۶۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۷۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۸۔ انہوں نے بھی ننگ
۲۹۔ انہوں نے بھی ننگ
۳۰۔ انہوں نے بھی ننگ
۳۱۔ انہوں نے بھی ننگ
۳۲۔ انہوں نے بھی ننگ
۳۳۔ انہوں نے بھی ننگ
۳۴۔ انہوں نے بھی ننگ

مذہب ۲

نکلنے لگا تو یہی دعا کی کہ کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی ۱۲۔ منہرج و ل یعنی مکہ میں حضرت کے قدم سے عذاب الگ رہا تھا اب ان پر عذاب آیا اسی طرح جب تک گنہگار نام نہ رہے اور توبہ کرتے رہے تو پکڑا نہیں جاتا۔ اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو حضرت نے فرمایا کہ گناہگاروں کو دو چیز سناہ ہیں ایک امیر وجود اور دوسرے استغفار ۱۳۔ منہرج و ل قریش آپ کو اولاد نہ سبھ کر کعبہ کے مختار ٹھہراتے تھے اور مسلمانوں کو آئے نہ دیتے سو فرمایا کہ اولاد براہیم میں جو چیز پر سبھ گناہوں کا حق ہے اور بے الصافوں کا حق نہیں کہ جس سے آپ ناخوش ہوئے نہ آئے دیا۔

فتح الرحمن و ل تعریف است ہاں قصہ کہ کفار در مکہ جمع شدہ ابن رائے میز و نند ۱۴۔ یعنی سنت اللہ آتست کہ تا پیغمبر در میان قوم باشد عذاب عام نمیکند و پیچنین تا آنکہ ایشان استغفار میکنند عذاب نمی آید ۱۵۔ یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان ۱۶۔ یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بولن پیغمبر در میان ایشان مانع بود و الحال مانع بر غایت ۱۷۔

۳۹ دنیا میں مال و دولت بھی برباد ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت و رسوائی بھی اٹھائی اور آخرت میں ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ یا تو محشر و دن کے متعلق ہے اور غیبت سے مراد کفار ہیں اور فیب سے مؤمنین یعنی قیامت کے دن کفار دوزخ میں گرتے جائیں گے یا یہ یغلبون سے متعلق ہے۔ اس صورت میں غیبت سے منافقین مراد ہوں گے۔ یعنی جہاد میں کفار مغلوب ہوں گے اور مؤمن اور

منافق کے درمیان بھی امتیاز ہو جائے گا۔ لیکن وَ یَجْعَلُ الْخَبِيثَاتِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سُلْبًا مُمِید ہے۔ یعنی خبیثوں کو ملا کر سب کو جہنم میں ڈال دے۔
۴۰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ابوسفیان اور اس کے ہمنواؤں سے فرمادیں کہ اگر وہ شرک چھوڑ دیں، اسلام قبول کر لیں ورنہ آپ پیغمبر سے باز آجائیں تو ان کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اور اگر وہ باز نہ آئیں بلکہ دوبارہ پیغمبر علیہ السلام سے برسر پیکار ہو جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ اور اس کا دستور قدیم یہ ہے کہ وہ آخر کار ہمیشہ اپنے پیغمبروں اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں کو مقہور و فزول کرتا ہے ای عادیۃ اللہ تعالیٰ انجاویۃ فی الذین فخر بواعی الانبیاء علیہم السلام من نصر المؤمنین علیہم وخذلہم و قد صیرہم (روح ج ۹) متبع

۴۱ یہاں سورت کا دعویٰ اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اسکی تفصیل سورۃ توبہ ۴ میں آئیگی۔ فرمایا اگر وہ باز نہیں آتے تو آپ ان سے جہاد کریں یہاں تک کہ انکا زور ختم ہو جائے اور مسلمان ان کے فتنے سے بچ جائیں۔ فَانْصَرَفُوا لِحُجَّتِهِمْ اُگروہ کفر و شرک و جنگ و قتال سے باز آجائیں اور اسلام قبول کر لیں تو اللہ تعالیٰ جو انکے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو دیکھ رہا ہے انکو اسلام پر ثبات و استقلال کی توفیق عطا فرمائے گا وَ یَجْعَلُ الْذِّیْنَ کَفَرُوا

ما فیہ من خبیثات
سے متعلق ہے تو
خبیثوں سے کفار
مراد ہیں اور اگر
پیغمبروں سے متعلق
منافقین مراد ہیں
تو

۱۸

قَالَ الْمَلَاۤءُ

۴۱۴

الانفال

تُکْفَرُوْنَ ۝۳۹ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِبَصْدٍ

کفر کا ہے شک جو لوگ ۳۹ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں
عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ فسینفقونہا ثمر تاکون علیہم حسرة ثم
الشر کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہو گا وہ ان پر افسوس اور آخر

یُغْلِبُوْنَ ۝۴۰ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ۝۴۱

مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف لائے جائیں گے
لِیُعْزِزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَ یَجْعَلَ الْخَبِیْثَ
تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے ناپاک کو

بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَبِئْسَ جَمِیْعًا فِیْ جَعَلَهُ فِیْ

ایک کو ایک پر پھر اس کو دھیر کرے اسکا پھر ڈال دے اس کو
جَهَنَّمَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰیِرُونَ ۝۴۲ قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا

دوزخ میں وہی لوگ ہیں نقصان میں و لا تو کہہ دے یہ کافروں کو
اِنْ یَنْتَهِوْا یَغْفِرْ لَہُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ یَعُوْذُوْا

کہ اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا اور اگر پھر بھی دہی کریں
فَقَدْ مَضٰی سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ۝۴۳ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی

تو پڑ چکی ہے راہ انھوں کی اور لڑتے رہو لہٰذا ان سے یہاں تک
لَا تَکُوْنَ فِتْنَةً وَ یَکُوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ جَعَلَهُ فِیْ

کرنے رہے فساد اور ہو جائے حکم سب اللہ کا پھر اگر وہ باز آجائیں
فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴۴ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاَعْلَمُوْا

تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے اور اگر وہ نہ مائیں تو جان لو
اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰیْکُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝۴۵

کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار

فَتَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَعَلَّکُمْ تُکْفَرُوْنَ ۝۴۶

تو لڑو اللہ کے سبب تاکہ تم کو کفر سے نکال دے

مَنْزِل

یعنی مشرکین عرب سے یہاں تک جہاد کرو کہ عرب سے شرک مٹ جائے اور صرف اللہ ہی کی عبادت اور پکار باقی رہ جائے اور مشرکین عجم سے یہاں تک جہاد کرو کہ اللہ کے دین کو غلبہ اور برتری حاصل ہو جائے مشرکین مارے جائیں یا ہذیبہ قبول کر لیں ورنہ تَوَلَّوْا لیکن اگر وہ ایمان لانے سے اعراض کریں اور جنگ و جدال سے باز نہ آئیں تو انکی پرواہ نہ کریں۔ ثم اللہ پھر وہ دیکھو اور مطمئن رہو کہ اللہ تمہارا ناصر و مددگار اور کارساز ہے (اِنَّ اللّٰہَ مَوْلٰیْکُمْ) ناصر کہ وہ معیتکم فتقوا بولایتہ و نصرتہ (ملارک ج ۷) یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

موضح قرآن ل یعنی آہستہ آہستہ اللہ اسلام کو غالب کریگا۔ اس سچ میں کافر اپنا زور جان مال کا خرچ کر نیچے تانیکہ در بدر ہوا جائے یعنی نیکی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب فتح کر جائیں اور جنکو کفر پر مرنے سے روکا جائے وہی اسنے دوزخ میں جا دیں ۴۵ منہ رحم ل مروجہا تک فساد نہ رہے یعنی کافروں کو زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں ۴۶ منہ رحم۔
فتح الرحمن ل دین تصور راست مال کسی را کہ فی خواہد جزو کل چیزیرا باطل سازد و دفع کند ۴۷ یعنی از اسلام ۴۸

الانفعال

وَأَعْلَمُوا-۱

Mid

الانفعال

(تفصیل مصارف افعال مع علل)

۱۱ سورۃ کا دومر احص
اور مضمون اول یعنی
۱۲ ارفعال اللہ کا بیان
۱۳ الدوسری کا بیان
۱۴ علی سبیل التخصیص
۱۵ یہ لفظ اللہ کا
۱۶ ہے ۱۷ سبیل نہ
۱۸ ہے ۱۹ ای فی
۲۰ علیہ اللہ کا جو کہے کا
۲۱ ہے ۲۲ لائق تھا ۲۳
۲۴ علت ثانیہ یہ ہے
۲۵ فسان اللہ خصلہ اللہ
۲۶ ہے کیونکہ ان میں
۲۷ جو انکس کے سامان
۲۸ تھا اگرچہ وہ
۲۹ میں بہت واقع
۳۰ ہے زیادہ

۱۱ سورۃ کا دومر احص
اور مضمون اول یعنی
۱۲ ارفعال اللہ کا بیان
۱۳ الدوسری کا بیان
۱۴ علی سبیل التخصیص
۱۵ یہ لفظ اللہ کا
۱۶ ہے ۱۷ سبیل نہ
۱۸ ہے ۱۹ ای فی
۲۰ علیہ اللہ کا جو کہے کا
۲۱ ہے ۲۲ لائق تھا ۲۳
۲۴ علت ثانیہ یہ ہے
۲۵ فسان اللہ خصلہ اللہ
۲۶ ہے کیونکہ ان میں
۲۷ جو انکس کے سامان
۲۸ تھا اگرچہ وہ
۲۹ میں بہت واقع
۳۰ ہے زیادہ

۱۱ سورۃ کا دومر احص
اور مضمون اول یعنی
۱۲ ارفعال اللہ کا بیان
۱۳ الدوسری کا بیان
۱۴ علی سبیل التخصیص
۱۵ یہ لفظ اللہ کا
۱۶ ہے ۱۷ سبیل نہ
۱۸ ہے ۱۹ ای فی
۲۰ علیہ اللہ کا جو کہے کا
۲۱ ہے ۲۲ لائق تھا ۲۳
۲۴ علت ثانیہ یہ ہے
۲۵ فسان اللہ خصلہ اللہ
۲۶ ہے ۲۷ کیونکہ ان میں
۲۸ جو انکس کے سامان
۲۹ تھا اگرچہ وہ
۳۰ میں بہت واقع
۳۱ ہے ۳۲ زیادہ

۱۱ سورۃ کا دومر احص
اور مضمون اول یعنی
۱۲ ارفعال اللہ کا بیان
۱۳ الدوسری کا بیان
۱۴ علی سبیل التخصیص
۱۵ یہ لفظ اللہ کا
۱۶ ہے ۱۷ سبیل نہ
۱۸ ہے ۱۹ ای فی
۲۰ علیہ اللہ کا جو کہے کا
۲۱ ہے ۲۲ لائق تھا ۲۳
۲۴ علت ثانیہ یہ ہے
۲۵ فسان اللہ خصلہ اللہ
۲۶ ہے کیونکہ ان میں
۲۷ جو انکس کے سامان
۲۸ تھا اگرچہ وہ
۲۹ میں بہت واقع
۳۰ ہے زیادہ

اور جان رکھو کہ جو کچھ ۵۴۳ تم کو غیبت ملے کسی چیز سے سوا اللہ کے واسطے ہے اس میں سوا کچھ اس حصہ

اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں کا اور محنت جوں

وَابْنِ السَّبِيلِ إِنَّ لَكُمْ أَمْثَلَ الَّذِي هُوَ أَعْرَبُ

على عبدنا يوم الفرقان يوم التفت اجمعين

وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢١﴾ إِذَا أَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ

اللَّهُ أَكْبَرُ مَا لَا يَدْرِي مَا أَقْبَلُ وَلَا أَفْجَرُ وَلَا أَكْثَرُ وَلَا أَقَلُّ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُتْرَاقِ فَكَانَ مِثْقَ الْجَبَلِ لَئِيْلَ الْبِغْثَةِ لَا يَتَخَذَتِهَا إِلَّا الْفِئَةُ الْكَافِرَةُ ۚ

پیچھے اتر کیا محاکم سے اور الزم اپس میں وعدہ ٹھیکہ کر کے لوٹ گیا ہے

وعدہ پر ایک ساتھ ایک بن اللہ کو کمر دینا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا

تاکہ مرے جس کو مرنا ہے ﴿۳۶﴾ قیامِ حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام

حجۃ کریمہ اور حجۃ الوداع۔ اللہ شفیق و رحیم ہے۔ اے نبی کریم ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی امت پر رحمت و برکت ہو۔ آمین

اللَّهُ فِي مَنَامِكَ حَيٌُّّ وَوَ أَرْسِلْهُمْ كَمَا يَرَا

天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天 天

منزل ۲

سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ۷۳ یَوْمَ الْمُرْقَانِ (فیصلہ کا دن) سے یوم بدر مراد ہے کیونکہ اس دن کی جنگ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن تھی اور یَوْمَ الْمُرْقَانِ اَجْمَعِیْنِ یہ یَوْمَ الْمُرْقَانِ سے بدل ہے اور اَجْمَعِیْنِ (دو فریق) سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں مراد ہیں اور مَا اَشْرَكَتَا سے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کرنا اور فرشتوں کا اتارنا مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر کچھ ایمان ہے اور اس بات پر ایمان ہے کہ جنگ بدر میں فتح و نصرت کا سامان اللہ ہی نے ہم پہنچایا اور اسی کی مہربانی سے اور اسی کی امداد و اعانت سے مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا اور مشرکین ذلیل اور مقہور ہوئے۔ تو اس جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوا اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے

الانفال ۸

۱۴۶

وَاَعْلَمُوا ۱۰

لَفِشَلْتُمْ وَلَتَنَازَعُتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ

تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے سچا کہا

لَئِنَّكُمْ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۴۲) وَآذِيرُكُمْ هُمْ

اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں اور جب تم کو دکھائی وہ فوج ہے

إِذِ التَّقِيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي

مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں محسوس ہوئی اور تم کو کمسور اور دکھایا

أَعْيُنُهُمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۴۳

آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا اور

إِلَى اللَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورُ ۴۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام کے ایمان والو! یہ

إِذَا الْقِيَمَةُ فَعَلَةٌ فَانْتَبِثُوا وَادْكُرُوا اللَّهَ

جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت

كَثِيرًا الْعَلَمُ تَقْلِحُونَ ۴۵) وَأَطِيعُوا اللَّهَ

باد کرو تاکہ تم مراد پاؤ گے اور حکم مانو اللہ کا

وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَعَلًا فَنفَشُوا فَوْتَنَهُ

اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہیں

رِيحُكُمْ وَأَصْبِرُوا ۴۶) إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۴۷)

تمہاری ہوا اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا

اور نہ ہو جاؤ اُن جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اترتے ہوئے

وَرِثَاءَ النَّبَاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

اور لوگوں کے دکھانے کو اور روکتے کھتے اللہ کی راہ سے

متزل ۲

کما اس میں دل نہ دو۔ ان ملائکتہ والنصر لہما کا نام نہ
تعالیٰ وجہ ان یكون ما حصل بسببہما من
الغنیمة مصروفًا الى الجہات التي عینہا اللہ سبحانہ
(روح ج ۱۰ ص ۱۰) یہ حکم سابق کی پہلی علت ہے۔

یہاں تینوں جماعتوں کے مراکز قیام کا ذکر کیا گیا۔ اَلْعُدَّةِ
الْمُتَنَبِّئِ یعنی وادی کا وہ کنارہ جو مدینہ سے قریب تھا
یہاں مسلمانوں کا پرواؤ تھا اَلْعُدَّةِ الْقُصُویِ وادی

کا وہ سر کنارہ جو مدینہ سے دور تھا اس پر مشرکین کی فوجیں
خیمہ زن تھیں وَالرَّكْبِ یہ راکب کی اسم جمع ہے۔ مراد
مشرکین کا تجارتی قافلہ ہے یعنی قافلہ دونوں لشکروں سے

نچلی جانب ساحل سمندر پر تھا۔ حاصل یہ کہ مشرکین کا قافلہ
قافلہ مشرک فوج کی پشت پر تھا اس طرح مسلمانوں کے مقابلے
میں مشرکین کی قوت و شوکت کئی گنا بڑھ گئی مگر اس کے باوجود

اللہ نے انکو مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب کیا۔ ۷۵ میلان
بدر میں اچانک دونوں فوجوں کے درمیان مدھم مدھم ہو گئی۔
اگر دونوں فریق پہلے سے لڑائی کا وقت مقرر کر لیتے تو ممکن تھا

کہ ان میں سے کوئی وعدے کے مطابق نہ پہنچ پاتا یا پہنچنے
میں پس و پیش کرتا لیکن اللہ تعالیٰ ایک ایسے کام کا فیصلہ
کرنا چاہتا تھا جو کرنے کے لائق تھا یا اس کے علم قدیم میں

مقرر تھا۔ کان ینبغی ان یفعل ای ایچکم ما قد
علو افہ یكون کا مٹنا (مدارک ج ۲ ص ۱۲) اور اسکی اعزاز دین

اعلا کلمۃ اللہ، امداد مؤمنین اور قہر اعداء مراد ہے۔ (مدارک)
مسلمان قافلہ پر حملہ کرنے کو نکلے تھے اور مشرکین کی فوج
قافلہ کی حفاظت کو آئی تھی دونوں کو ایک دوسرے کا علم نہیں

تھا قافلہ بچ گیا اور یہ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں۔
اس طرح اللہ نے تدبیر سے دونوں فوجوں کو بھڑا دیا ۷۶
جنگ بدر کی عظیم الشان فتح کے معجزے سے کافروں پر اسلام

اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صداقت واضح ہو گئی اور انہیں
آپنی سچائی کا یقین ہو گیا اسلئے جو مشرکین جنگ بدر میں
مرے وہ بھی اس یقین کے ساتھ مرے اور جو زندہ رہے وہ بھی حق پہچان کر زندہ رہے اس طرح اللہ کی حجت قائم ہو گئی۔ اس صورت میں مَنْ هَلَكَ اور مَنْ حَيَّ

سے مشرکین ہی مراد ہوں گے یا مَنْ هَلَكَ سے مشرکین اور حجت سچی سے مسلمان مراد ہیں۔ ان الذین ہلکوا انہا ہلکوا بعد مشاہدۃ ہذہ المعجزۃ و
المؤمنون الذین بقوا فی الحیوۃ شہادۃ ہذہ المعجزۃ الفاضلۃ۔ (کبیر ج ۲ ص ۵۲) ۷۷ یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

موضح قرآن پیغمبر کو خواب میں کافر قحطوں نے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت تاجرات سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے قحطوں نے تھے
اکثر وہ تھے جو پیغمبر مسلمان ہوئے ۷۸ منہ رح و یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سرداری کی اور
ایک معلومت رہنا چاہیے ۷۹ منہ رح اللہ تعالیٰ و باوہابی رہے گی یعنی اقبال سے ادبار آوے گا ۸۰ منہ رح اللہ تعالیٰ۔

مشرکین کی تعداد کم دکھائی آپ نے میدان ہو کر صحابہ سے اس کا ذکر فرمایا جس سے ان کے دلوں میں ہمت و جرات کے جذبات ابل پڑے۔ فرمایا اگر مشرکین کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو تم سب پڑھتے اور جنگ کے معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو نردلی اور اختلاف سے بچالیا کیونکہ وہ دلوں کے چھپے بھید جاننا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ان مشرکین میں سے اکثر کا علم الہی میں ایمان لانا مقدر تھا اس لئے حضور علیہ السلام کو خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی۔ **۳۱۷** یہ تفسیری علت ہے جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے مسلمانوں کو مشرکین بہت کم نظر آئے تاکہ وہ جرات سے لڑیں نیز تاکہ پیغمبر علیہ السلام کے خواب کی تصدیق ہو جائے اور کافروں کو مسلمان کم نظر آئے تھے اور وہ واقعہ میں بھی کم ہی تھے۔ یہ تو مسلمانوں کی فتح اور کامیابی کے ظاہری اسباب تھے۔ **وَرَأَى لِلَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورُ** اور حقیقت میں تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی متصرف و مختار ہے۔ اور فتح و شکست اسکے ہاتھ میں ہے۔

مضمون ثانی (قوانین جہاد)

۳۱۸ پہلا قانون جہاد برائے مومنین۔ اے ایمان والو! جب کسی کافر فوج سے مقابلہ ہو جائے تو مقابلے میں ثابت قدم رہو اور فتح و نصرت کے لئے اللہ کو یاد کرو اور اسی کو بیکارو۔ **وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَاللَّهَ وَالرَّسُولَ** رسول کے احکام کی پیروی کرو اور آپس میں نزاع و جدال سے پرہیز کرو۔ **وَمَنْ لَمْ يَجِدْ دِينَكُمْ وَلَا مِلَّةَ يَتَّبِعُ فَإِنَّكُمْ لَمِنْ الْفِتَنِ** جو نہ تم کو دین و مذہب ملے اور نہ جہاد کے اور تمہاری قوت اور شان و شوکت جاتی رہے گی۔ **نَهَى** یہ زجر ہے۔ **بَطَرًا** فخر اور غرور۔ موصول سے ابو جہل اور اس کا لشکر مراد ہے جو کہ قافلہ کی حمایت کے لئے اپنی تعداد اور بہادری اور سامان جنگ پر فخر و ناز کرتے ہوئے اور لوگوں سے داد و شجاعت وصول کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے لکھتے تھے۔ **وَالْمُؤَدَّبِينَ** اہل مکہ ابو جہل و اصحابہ حین خروجوا المحادیۃ العیر (روح ج ۱۰ ص ۱۰۷) **وَيَصْنَعُونَ** یہ بَطَرًا پر معطوف ہے اور بتا دین اسم فاعل خروجوا کے فاعل سے حال ہے **سَبِيلًا** اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ **۳۱۹** یہ چوتھی علت ہے جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس بھی محسوس کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر فرخ مسلمانوں کی ہوئی تو عرب سے کفر و شرک کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے مشرکین کی تائید و حمایت کے لئے وہ بھی ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں شیاطین کی فوج لیکر میدان جنگ میں نمودار ہوا۔ اور آتے ہی کہا اب میں کمک لیکر تمہاری پشت پناہی کیلئے آگیا ہوں۔ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ مشرکین یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جب اس نے فرشتوں کے جتنے دیکھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی طرف پڑھتے دیکھا تو مع شیاطین میدان سے بھاگ نکلا۔ اس وقت وہ حادث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ پڑے کھڑا تھا۔ جب بھاگا تو حادث نے کہا کیا اس حالت میں میں چھوڑے جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تمہاری امداد سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ کا عذاب جو تم پر فرشتوں کے ہاتھوں نازل ہونے والا ہے جس سے تم بے خبر ہو میں اس سے ڈر رہا ہوں۔ ابلیس کے لبیک سراقہ میدان چھوڑنے سے مشرکین کی

اعلیٰ علت

۱۱ علت خامسہ
۱۲ علت چھٹی
۱۳ علت ہفتمہ

۱۴ علت ہفتمہ

الانفال ۸

۳۱۷

وَأَعْلَمُوا ۱۰

وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝۳۱۷ **وَأَذَرَيْنَ لَهُمُ**

اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں **وَأَذَرَيْنَ** اور جس وقت خوشنما کر دیا **۳۱۸**

الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ

شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہو گا تم پر **۳۱۹**

مِنَ النَّاسِ وَرَأَى جَارُكُمْ فَلَمَّا تَرَأَتْ الْفِتْنَيْنِ

کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں **بِغَيْرِ حَسَبٍ** سامنے ہوئیں دونوں فوجیں

لَكَصَ عَلَى عَقْبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بِبَرِّيٍّ مِّنْكُمْ

تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے سامنے نہیں ہوں

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ

میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۳۱۹ **أَذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَ**

کا عذاب سخت ہے **۳۲۰** جب کہنے لگے منافق **۳۲۱** اور

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّهُمْ أَذْيُهُمْ

جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۳۲۰

اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ بڑا دوست ہے حکمت والا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ

اور اگر تو دیکھے **۳۲۱** جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی **۳۲۲**

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ

مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چھو عذاب

الْحَرِيقِ ۝۳۲۲ **ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ**

جلنے کا یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور ہوا سے کاشم

مذلل ۲

ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ مات کھا گئے (روح فاخر وغیرہ) **۳۲۳** یہ پانچویں علت ہے۔ یہاں منافقین نے مدینہ میں کہی تھی کیونکہ جنگ بدر میں کوئی منافق شریک نہیں ہوا۔ منافقین نے مدینہ میں مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ لوگ تو اپنے مذہب کے پیچھے دیوانے ہو گئے ہیں۔ یہ اتنی قلیل تعداد (تین سو تیرہ) سے مشرکین کی اتنی بڑی فوج کا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے۔ **اغْتَدَوْا** ابدینہم فخرجوا وہم شلثمائة ونبضعة عشر الى ذهاء الف (مدارک ج ۲ ص ۲۵۷) اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا **وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ** اللہ الخ جو لوگ قلمت عدد اور مصنف اسباب کے باوجود اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرتے ہیں وہ اپنی حکمت اور تدبیر سے ان کو غلبہ عطا کر دیتا ہے۔ **۳۲۴** یہ توفیق انور دی ہے۔ **الَّذِينَ كَفَرُوا** اسے وہ کفار اور ہیں جو بدر میں قتل ہوئے۔ **۳۲۵** موضع قرآن **۳۲۶** جہاد و جہاد ہے پہلا ترادف یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں **۳۲۷** جب کافر جمع ہو کر نکلے لڑائی پر راہ میں ایک شخص ملا ہو رہا۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاعت کو تباہ ہوں اور جنگ کا بڑا راہر ہوں۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی ابو جہل سے ہاتھ چھوڑ کر بھاگا۔ اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا جب اس نے جبریل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا۔ **۳۲۸** مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرتے تھے۔ سو اللہ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں تو کل ہے۔ **۳۲۹** **قَمِ الرِّحْلُ** وہ اس حال ابو جہل و تابعان اوست **۳۳۰**

وَأَعْلَمُوا ۝۱۰

ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے مگر سو اگر بھی تو بائیں ان کو شہ

گئے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی کسی نعمت سے اس وقت تک محروم نہیں فرماتا جب تک لوگ خود ہی اپنے ان اعمال و احوال کو نہ بدل ڈالیں جن سے وہ اللہ کی نعمتیں ملتے وقت منصف تھے۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کو غلط استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان سے ٹھیک اور بر محل کام نہیں لیتے اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کی مخالفت میں بروئے کار لانے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں چھین کر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۱۷۵

تخلیف دنیوی ہے۔ یہ مضمون باقبل کی تمثیل ہے۔ قوم فرعون اور ان سے پہلے کی سرکش اقوام کا حال دیکھو۔ ہم نے ان کو تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیکر مرفر کر کیا مگر جب ہمارے پیغمبر ہماری امتیں لیکر ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور گناہوں میں مہلک ہو گئے اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کی تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر کر دیا۔ ۱۷۶

مَلِكًا تَوَاضِعًا لِّمَلِكٍ۔ یہ تمام اقوام ظالم تھیں۔ انہوں نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کا غلط اور بے موقع استعمال کیا۔ میری نافرمانی کی۔ میرے پیغمبروں اور میری کتابوں کو جھٹلایا اور اسی کی پلٹاؤ میں مبتلا ہوئے عذاب کئے گئے۔ بالکل یہی حال ان مشرکین مکہ کا تھا۔ ان کو ہم نے عقل و فہم کی دولت سے نوازا، مال و زر سے ان کے خزانے بھر دیئے۔ پورے عرب میں ان کی سرداری اور برتری قائم کر دی۔ لیکن جب ہمارا آخری پیغمبر ہمارا آخری پیغام لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ہماری دی ہوئی تمام نعمتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عداوت اور مخالفت میں صرف کر ڈالا۔ جنگ بدر میں قتل اور قید سے اسی جرم کی ان کو سزا دی گئی۔ ۱۷۷

یہ زحیر ہے جو

کفار و منافقین کو کفر میں راسخ اور عباد پر مصر ہیں وہ خدا کے نزدیک اس کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ ایمان کبھی نہیں ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قرآن نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے پر علیہ السلام سے معذرت کرنے کے لئے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ موضح قرآن واپس جی کی بات بدلتی یعنی اعتقاد اور نیت فتح الرحمن واپس شکر و کفران، نعمت و طاعت و اجمعہ

لے کر مجاہدین نصر میں لاس اور محاذ پر پہنچ گئے۔ ان کی شرارت اور خبیث باطن کا یہ حال ہے کہ جب بھی آپ ان سے کوئی عہد لیتے ہیں وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قرطبہ کے یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نہ ادا کریں گے اور نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے جنگ بدر میں اسلحہ سے مشرکین کی ادا کی۔ جب مشرکین شکست کھا گئے تو یہود حضور علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ ان سے عہد لیا۔ مگر اسکے بعد غزوہ خندق میں انہوں نے پھر عہد توڑ دیا اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ قال ابن عساکر

۱۲۔ مَوْضِعُ قُرْآنٍ (اپنے حجت کی بات مدنی یعنی اعتقاد اور نیت حسب تک نہ بدلنے کو اللہ کی بخشی نعمت چھٹی نہیں جاتی ۱۲)

فخرج الرحمن و لا يعني شكره كبقراءان نعمت و طاعت را بمعصيت ۱۲ و لا يعني تخلف است بقبال سجد که آنحضرت صلی الله علیه و سلم با ایشان صلح کرده بودند و ایشان وقت بعد وقت عدمی نمودند

ہم قرینۃ فاتھم نقضوا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادعوا علیہ المشرکین بالسلام یوم بدر ثم قالوا اخطانا فعاہد ہم ہرۃ
اخری فنقضوہ ایضاً یوم الخندق (کبیر ج ۴ ص ۵۵) ۵۵ یہ دوسرا قانون جنگ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یعنی جو لوگ
آپ کے ساتھ اس طرح بار بار عہد شکنی کر رہے ہیں اگر کبھی جنگ میں آپ کے بالمقابل آجائیں تو آپ انہیں ایسی سزائے سخت دیں کہ جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی
خوفزدہ ہو جائیں یا ان کی آنے والی نسیبیں بھی اس سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کبھی نقض عہد (عہد توڑنے) کی جرأت نہ کر سکیں۔ ۵۶ لیکن اگر کسی
قوم نے ابھی تک صریح عہد شکنی نہیں کی لیکن آثار و
قرائن سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ وہ عہد توڑنے والے
ہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو ان کا
عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی
ان کو اطلاع دے کر مناسب کارروائی کریں تاکہ معاہدہ
کے بارے میں دونوں فریق علم و آگاہی میں برابر ہو
جائیں اور کوئی فریق اندھیرے میں نہ رہے۔ ۵۷
تیسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ یہاں مسلمانوں کو
جنگی سامان کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ یعنی مسلمان ہر زمانہ
کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سامان جنگ
تیار رکھیں جب تیروقتنگ اور نیزہ و تلوار کا زمانہ
تھا اس وقت ان ہتھیاروں کی تیاری اور ان کی استعمال
کی ٹریننگ ضروری تھی۔ اب جبکہ مشین گن، توپ،
ٹینک اور بمباریوں کا زمانہ ہے اس وقت ان
ہتھیاروں کا استحصال اور ان کے استعمال کی تربیت
لازمی ہے۔ تاکہ اللہ کے دیں اور مسلمانوں کے دشمن
مرعوب رہیں یعنی سامان جنگ کی اس لئے ضرورت
ہے کہ فوری اسباب کے لحاظ سے کافروں پر تباہی طاق
کاروبار بیٹھ جائے باقی فتح و شکست کا مدار سامان
کی کثرت و قلت پر نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔
۵۸ من قوۃ۔ قوت سے ہر وہ ہتھیار اور جنگی تدبیر مراد
ہے جو جنگ میں مدد و معاون ہو سکے۔ ای من کل ما
یتقوی بہ فی الحرب کا لٹا ما کان (روح ج ۱۰ ص ۱۰۷)
۵۹ مشرکین عرب تو مسلمانوں سے علانیہ برسرِ پیکار
تھے اور ان کی دشمنی کوئی چھپی ہوئی چیز نہ تھی ان کے علاوہ
منافقین اور یہودی فریقہ تھے جو دیرینہ مسلمانوں کے
دشمن تھے یا اس سے اہل فارس اور دیگر اقوام مراد ہیں
جن سے بعد میں مسلمانوں کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ د
ہم الیہود و المنافقون و اہل فارس (مدارک ج ۲ ص ۱۲)

الانفال

۴۱۹

وَأَعْلَمُوا

فِي الْحَرْبِ فَشَرَّدَ بِهِمْ مَن خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

يَذْكُرُونَ ۝۵۷ وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٍ

فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْخَائِبِينَ ۝۵۸ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

سَبْقُوا بِأَنَّهُمْ لَا يُعْزِزُونَ ۝۵۹ وَأَعِدُّوا لَهُمْ

مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ مَخِيلٍ

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ

دُونِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَأَتَيْفِقُوا

مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُؤَفِّقُ إِلَيْكُمُ وَأَنْتُمْ

لَا تَظْلُمُونَ ۝۶۰ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۶۱ وَ

بَعَثْنَاكَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغُلَامَ الَّذِي شَاءَ

وَأَعْلَمُوا

فِي الْحَرْبِ فَشَرَّدَ بِهِمْ مَن خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

يَذْكُرُونَ ۝۵۷ وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٍ

فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْخَائِبِينَ ۝۵۸ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

سَبْقُوا بِأَنَّهُمْ لَا يُعْزِزُونَ ۝۵۹ وَأَعِدُّوا لَهُمْ

مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ مَخِيلٍ

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ

دُونِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَأَتَيْفِقُوا

مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُؤَفِّقُ إِلَيْكُمُ وَأَنْتُمْ

لَا تَظْلُمُونَ ۝۶۰ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۶۱ وَ

بَعَثْنَاكَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغُلَامَ الَّذِي شَاءَ

وَأَعْلَمُوا

فِي الْحَرْبِ فَشَرَّدَ بِهِمْ مَن خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

يَذْكُرُونَ ۝۵۷ وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٍ

فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْخَائِبِينَ ۝۵۸ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

سَبْقُوا بِأَنَّهُمْ لَا يُعْزِزُونَ ۝۵۹ وَأَعِدُّوا لَهُمْ

مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ مَخِيلٍ

تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ

دُونِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَأَتَيْفِقُوا

مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُؤَفِّقُ إِلَيْكُمُ وَأَنْتُمْ

لَا تَظْلُمُونَ ۝۶۰ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۶۱ وَ

منزل

موضع قرآن اگر ایک قوم نے کافروں سے صلح کی ہو پھر ان کی طرف سے دغا ہو چکی اب ان کو بے خبر مارئے اور جو دغا نہیں ہوئی لیکن اندیشہ ہے تو خبردار کر جواب
دیجیے برابر کے برابر یعنی سرانجام لڑائی کا صلح سے پہلے کر سکتے سو اب بھی کر سکتے ہو اس میں کچھ بڑی نہیں ۱۲۰ حکم فرمایا کہ جہاد کا سرانجام جو ہو سکے زور فرمایا تیرا انداز کی کو اور
ہتھیار کا کسب ایسی ہی داخل ہے اور گھوڑے پالنے میں جو خرچ ہو اس کی غور اک میں بلکہ اس کا فضلہ سب تر از زمین چڑھے کا قیامت کو فرمایا کہ یہ واسطے رب کے ہے
تاکہ نہ جانیں کہ فتح ہوگی اسباب سے فتح تو اللہ کی مدد سے اور وہ لوگ جن کو تم نہیں جانتے وہ منافق ہیں کہ ہر مسلمان کے پرے میں ہیں ۱۲۰ حکم یعنی اگر دل میں ناگہی
اللہ کو معلوم ہے اس کی سزا دے گا۔ ۱۲۱
فتح الرحمن۔ یعنی ملامت نقض عہد برائے لازم نیا یہ ۱۲۱ یعنی اہل نفاق ۱۲۲ یعنی ثواب اور ۱۲۳ ایسے امر برائے اباحت ۱۲۴

۳۵ یہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے ۱۲؎ جو تھا قانون جہاد مخصوص بانحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر مشرکین آپ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو آپ بھی اگر اس میں مصلحت سمجھیں تو صلح کا ہاتھ آگے بڑھادیں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ جَعَلُوا اٰی مَالُو اور رسول کے معنی صلح کے ہیں۔ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ وَاِنْ يُّرِيدُوْا الْحِصْلَہ کی صورت میں مشرکین کی طرف سے دھوکے اور فریب کا انورثہ ہو سکتا تھا کہ بظاہر وہ صلح کا ارادہ ظاہر کریں اور اس سے ان کا مقصد آپ کو جنگی تدبیروں سے غافل اور ان کے خطرے سے مطمئن کرنا ہو تو اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا

وَاَعْلَمُوْا ۱۰ ۳۲۰ الانفال ۸

اِنْ يُّرِيدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حُسْبَكَ اللّٰهُ ط

اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ

هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَاِلٰلٰهُ مُؤْمِنِيْنَ ۶۱ ط

اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا

وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط كُوْا نَفَقَتْ مَا

اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خراج کر دیتا جو کچھ

فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مَّا اَلَفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط

زمین میں ہے سارا یہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۶۲ ط

لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں ہفتک وہ زور آور ہے حکمت والا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۶۳ ط يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضَ

مسلمان ف اے نبی شوق دلا

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

مسلمانوں کو قتہ لڑائی کا اگر ہوں تم میں

عَشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتِيْنَ وَاِنْ

بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دسویں اور اگر

يَكُنْ مِنْكُمْ مِّائَةٌ يَغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ

ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کا ضرور

كَفَرُوْا يَا اَنتَهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۶۵ ط اَلَسْ

کے اوپر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف ہا اب

کہ آپ اس کی فکر نہ کریں آپ کو اللہ کافی ہے۔ اگر ان کا ارادہ فریب دینے کا ہو گا تو اللہ آپ کو ان کے فریب سے محفوظ رکھے گا۔ جس اللہ نے اپنی مدد اور مہاجرین و انصار کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی جب کہ سارا عرب آپ کا دشمن تھا وہ اب بھی آپ کی مدد کرے گا۔ وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط عرب قوم کی عصبیت اور خاندانی رقابت ضرب المثل ہے لیکن اللہ نے اسلام کی برکت سے ان کے دلوں کو عصبیت و عداوت سے پاک صاف کر کے ان کے دلوں میں باہمی محبت و الفت ڈال دی۔ اگر آپ ساری دنیا کی دولت خرچ کر ڈالتے تو بھی آپ ان کے دلوں میں یہ انقلاب بپا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں دیئے اور ان کی عداوت محبت میں تبدیل کر دی۔ جو اللہ ایسا قادر و حکیم ہے وہ اس موقع پر بھی کوئی ایسی تدبیر کرے گا کہ آپ دشمن کے مکرو فریب سے محفوظ رہیں گے ۵۵؎ یہ پانچواں قانون جہاد ہے برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر اور کارساز ہے آپ ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اگر تم تعداد میں کم ہو گے تو بھی تمہیں شہنشاہی اور غلبہ عطا کروں گا۔ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ حُسْبُكَ میں کافی ضمیر پر معطوف ہے بالبقول مام زجاج یہ مفعول ثلث ہے یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اِی مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَذَلِكَ اِی حَسْبُہم اللہ تعالیٰ۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور ایمان والوں کو تمام مہمات میں اللہ کافی ہے (روح، بحر، کبیر، مدارک) لفظ اللہ پر اس کو معطوف ماننا غلط ہے۔ کیونکہ کفایت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کا عطف لفظ اللہ پر بالکل غلط ثابت کیا ہے۔ ۵۶؎ عام مفہم یہ کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلَسْ خَفَّفَ اللّٰهُ الْحِجْلَ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرِّضَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِّنْهُمْ مِّنْ قَوْمٍ قَاتِلٍ فَاَوْفُوا بَوَعْدِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْا کو منسوخ مانا جائے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس میں وعید ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں۔ ۵۷؎ حضرت مومن قرآن نے مدینہ میں آکر مسلمان شہداء کو روئے مرد و قابل جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کا فر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری۔ فلا یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔

ساقانون فاس جہاد
وہابی کی کہم صلح اللہ
عزوجل ۱۲؎
مستطوف ہے کافی
حسب ادہ کافی اللہ
بہری لولا اللہ اور
تائید کی نسبت و ہدی
۱۲؎ مستطوف ہے
بہری کیونکہ یقین
دلی انفال کا حکم
ہی ہے اور
ان جہنم
عشر و ن الخیر
چہ اور جہنم
نہیں ہوتا۔ ۱۲

منزل ۲

۳۵ عام مفہم یہ کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلَسْ خَفَّفَ اللّٰهُ الْحِجْلَ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرِّضَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِّنْهُمْ مِّنْ قَوْمٍ قَاتِلٍ فَاَوْفُوا بَوَعْدِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْا کو منسوخ مانا جائے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس میں وعید ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں۔ ۵۷؎ حضرت مومن قرآن نے مدینہ میں آکر مسلمان شہداء کو روئے مرد و قابل جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کا فر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری۔ فلا یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۰۱ آیت نازل شد واجب گشت ثبات بادہ چنڈاں از کفار اجازت ان منسوخ شد و وجوب ثبات در مقابلہ دو چنڈاں ۱۲

مکہ جب یہ عتاب کی آیتیں نازل ہوئیں تو مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت جس میں قیدیوں کا فدیہ بھی شامل ہے، ہاتھ نہ لگائیں اور اپنے استعمال میں نہ لائیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ مال غنیمت اور جو فدیہ تم لے چکے ہو تمہارے لئے حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور اگر تمہارے لئے احتیاط رکھو جو ہو گیا وہ اللہ نے معاف کیا۔ لکھ ساتواں قانون جہاد ہوائے پیغمبر علیہ السلام۔ بعض قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر واقعی تم نے خلوص دل سے ایمان قبول کیا ہے تو غم نہ کرو جو فدیہ تم سے لے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دولت عطا فرمائے گا۔ دنیا میں اس کے عوض کسی گنا مال دیکھا یا آخرت میں اس کا اجر دے گا۔

وَأَعْلَوْا ۱۰ ۴۲۳ الانفال ۸

فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ

تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ

فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرٌ أَيْوَتِكُمْ خَيْرًا فِيمَا أَخَذَ

تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھین

مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۰

گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور

إِنْ يُرِيدُ وَاجِبًا نَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ

اگر چاہیں گے مجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے اسے

قَبْلُ فَأَمْكِنَ مِنْهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۱

پہلے پھر اس نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا

جو لوگ ایمان لائے لڑے اور گھر چھوڑا اور لڑے

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَ

اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور

الَّذِينَ آوَوْا وَانصَرَوْا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ

جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے

أُولِيَاءُ بَعْضُ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَهِاجَرُوا

رفیق ہیں وہ اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑے

مَا لَكُمْ مِنْ وَلَا يَتِيهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ

تو تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک

يُهَاجَرُوا ۚ وَإِنْ اسْتَنْصَرُواكُمْ فِي الدِّينِ

وہ گھر نہ چھوڑ آویں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

منزل ۲

خَيْرًا ۱۰ اول سے ایمان و تصدیق یا انابت الی اللہ مراد ہے اور خَيْرًا ثانی کا لامعذر کی صفت ہے۔ اور اگر وہ خیانت کا ارادہ رکھتے ہوں یعنی فدیہ دینے وقت انہوں نے آپ سے جو عہد کیا ہے کہ آئندہ آپ کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ اگر وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں تو آپ متفکر نہ ہوں وہ اس سے پہلے بھی اللہ سے مدد کی کر چکے ہیں تو اللہ نے آپ کو ان پر مسلط کر دیا اور آپ کے ہاتھوں ان کو پکڑوا دیا۔ اب اگر وہ دوبارہ خیانت اور بد عہدی کریں تو اللہ تعالیٰ پھر ان کو آپ کے قبضے میں دیدے گا وہ بھاگ کر نہیں نہیں جاسکتے۔ لکھ یہ ہجرت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ یہاں مؤمنین کے تین فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فریق اول مہاجرین یعنی جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنا وطن مکہ چھوڑا اور جہاد کیا۔ فریق ثانی انصار یعنی مدینہ کے اہل بائندہ جو ہجرت سے قبل ایمان لائے تھے اور جنہوں نے مہاجرین کو رہائش کے لئے جگہ مہیا کی اور دے دے ان کی مدد کی۔ ان دونوں فریقوں یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان حضور علیہ السلام نے بھائی چارہ قائم فرمادیا۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا اُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ لِيَعْلَمُوا بِتَحَابِّهِمْ ۚ اُولَٰئِكَ جُمَاعُهُمْ ۚ جُمَاعُہُم یعنی صلوة والسلام کے ساتھ ہیں یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور معاون و مددگار ہیں ان میں سے ایک کی صلح سب کی صلح اور ایک سے جنگ سب سے جنگ تصور ہوگی ولایت سے ولایت نصرة و تعاون مراد ہے اس صورت میں یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں یا ولایت سے مراد عام ہے جو نصرت و وراثت دونوں کو شامل ہے۔ اس صورت میں یہ آیت اس صورت کی آخری آیت دَاوُلُوا أَلْحَامَ بَعْضُهُمْ دَلِي بَعْضٍ سے منسوخ ہوگی۔ یعنی اب وراثت کا دائرہ نسب پر ہوگا نہ کہ ہجرت پر حضرت شیخ رحمہ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے۔ فریق ثالث مستضعفین یعنی وہ مسلمان جو بعض مجبوروں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں رہ گئے اور باول ناخواستہ مشرکین کے ساتھ رہیں آئے۔ وَلَٰكِنْ يَنْ أَمَنُوا وَكَلَّهَا جَرُوا ۚ الخ سے ایسے مسلمانوں کا حکم بیان کیا گیا یعنی جو مسلمان اپنے وطن دار الحرب ہیں ہے اور دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی اگر انہوں نے کافروں کے ساتھ صلح و جنگ کا معاہدہ کر لیا تو دارالاسلام کے مسلمان یعنی مہاجرین و انصار اس کے پابند نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر دارالحرب کے مسلمان دینی کاموں میں کافروں کے مقابلہ میں دارالاسلام کے مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان پر ان کی امداد کرنا لازم ہے بشرطیکہ جن کافروں کے مقابلے میں مدد طلب کی گئی ہو صلح و صلح کے حکم کا یا فرمایا ہو بعضے اشیاء کو کہ ابوطالب کی زندگی میں سب عہد کر کے متفق ہوئے تھے حضرت کی مدد پر اور ایک فردوں کی طرف ہو کر آئے اور یہ وعدہ تحقیقی ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے تھے تو ان کے لئے ان کو بشمار دولت بخشی اور جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہو گئے۔ ۱۲

۱۱ ایضا مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ

موضع قرآن کی طرف ہو کر آئے اور یہ وعدہ تحقیقی ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے تھے تو ان کے لئے ان کو بشمار دولت بخشی اور جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہو گئے۔ ۱۲ فتح الرحمن ۱۱ یعنی مہاجرین و انصار ایک دیکر بایک کہ نصرت دہند و مواخات کنند ۱۲

فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

تو تم کو لازم ہے ان کی مدد کرنی مگر متبادل میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور

بَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۱﴾

میں ہیں پھر جو اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے و

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أِبْعَضَهُمْ أُولِيَاءُ بَعْضُهُمْ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ

اگر تم نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے گا ملک میں اور بڑی خرابی

كَبِيرٌ ۚ ﴿۴۲﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

ہو گئے اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور

جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا

لڑنے کے لئے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جنگ دی اور

نَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ

ان کی مدد کی وہی ہیں مسلمان ان کے لئے

مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۚ ﴿۴۳﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

بخشش ہے اور روزی عزت کی ہے اور جو ایمان لائے

مِن بَعْدِ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ

اس کے بعد اور گھر چھوڑ گئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی

مِنْكُمْ ط وَأُولَٰئِكَ أَرْحَمُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ

تمہی میں ہیں اور رشتہ دار ہے آپس میں حق دار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے

فِي كِتَابِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اللہ کے حکم میں ہے تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے شے و

منزل ۲

۱۔ مومنین کے مقابلے میں کفار کا دھوکہ
۲۔ اگر ایمان کے بغیر
۳۔ نہ جنت نہ عذاب
۴۔ جو کچھ مسلمان
۵۔ میں نے تمہیں
۶۔ اور اللہ کے حکم میں
۷۔ اور اللہ کے حکم میں
۸۔ مومنین اور
۹۔ مومنین اور
۱۰۔ مومنین اور
۱۱۔ مومنین اور
۱۲۔ مومنین اور
۱۳۔ مومنین اور
۱۴۔ مومنین اور
۱۵۔ مومنین اور
۱۶۔ مومنین اور
۱۷۔ مومنین اور
۱۸۔ مومنین اور
۱۹۔ مومنین اور
۲۰۔ مومنین اور
۲۱۔ مومنین اور
۲۲۔ مومنین اور
۲۳۔ مومنین اور
۲۴۔ مومنین اور
۲۵۔ مومنین اور
۲۶۔ مومنین اور
۲۷۔ مومنین اور
۲۸۔ مومنین اور
۲۹۔ مومنین اور
۳۰۔ مومنین اور
۳۱۔ مومنین اور
۳۲۔ مومنین اور
۳۳۔ مومنین اور
۳۴۔ مومنین اور
۳۵۔ مومنین اور
۳۶۔ مومنین اور
۳۷۔ مومنین اور
۳۸۔ مومنین اور
۳۹۔ مومنین اور
۴۰۔ مومنین اور
۴۱۔ مومنین اور
۴۲۔ مومنین اور
۴۳۔ مومنین اور
۴۴۔ مومنین اور
۴۵۔ مومنین اور
۴۶۔ مومنین اور
۴۷۔ مومنین اور
۴۸۔ مومنین اور
۴۹۔ مومنین اور
۵۰۔ مومنین اور
۵۱۔ مومنین اور
۵۲۔ مومنین اور
۵۳۔ مومنین اور
۵۴۔ مومنین اور
۵۵۔ مومنین اور
۵۶۔ مومنین اور
۵۷۔ مومنین اور
۵۸۔ مومنین اور
۵۹۔ مومنین اور
۶۰۔ مومنین اور
۶۱۔ مومنین اور
۶۲۔ مومنین اور
۶۳۔ مومنین اور
۶۴۔ مومنین اور
۶۵۔ مومنین اور
۶۶۔ مومنین اور
۶۷۔ مومنین اور
۶۸۔ مومنین اور
۶۹۔ مومنین اور
۷۰۔ مومنین اور
۷۱۔ مومنین اور
۷۲۔ مومنین اور
۷۳۔ مومنین اور
۷۴۔ مومنین اور
۷۵۔ مومنین اور
۷۶۔ مومنین اور
۷۷۔ مومنین اور
۷۸۔ مومنین اور
۷۹۔ مومنین اور
۸۰۔ مومنین اور
۸۱۔ مومنین اور
۸۲۔ مومنین اور
۸۳۔ مومنین اور
۸۴۔ مومنین اور
۸۵۔ مومنین اور
۸۶۔ مومنین اور
۸۷۔ مومنین اور
۸۸۔ مومنین اور
۸۹۔ مومنین اور
۹۰۔ مومنین اور
۹۱۔ مومنین اور
۹۲۔ مومنین اور
۹۳۔ مومنین اور
۹۴۔ مومنین اور
۹۵۔ مومنین اور
۹۶۔ مومنین اور
۹۷۔ مومنین اور
۹۸۔ مومنین اور
۹۹۔ مومنین اور
۱۰۰۔ مومنین اور

ان کے اور دارالاسلام کے آزاد مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو۔ ۴۱۔ جس طرح ہماجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے رفیق اور معاون ہیں۔ اسی طرح کفار بھی باہم ایک دوسرے کے رفیق و معاون اور باہم دیگر وارث ہیں۔ ۴۲۔ اَلَا تَفْعَلُوہُ ضعیف مضموب سے امور مذکورہ مراد ہیں۔ یعنی کافر کافر کا رفیق ہو گا۔ مسلمان کا رفیق نہیں بن سکتا۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اس لئے دارالحرب کے مسلمانوں کو ہجرت کر کے دارالاسلام کے مسلمانوں سے با ملنا چاہیے۔ اگر انہوں نے

ایسا نہ کیا تو اس کا نتیجہ شرک کی ترقی اور فساد عظیم کی شکل میں رونما ہو گا۔ کیونکہ دارالحرب میں رو کر کمزور مسلمان اپنا ایمان محفوظ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ ان کا مال و جان خطرے سے بالا ہو گا نہ ان کی عزت و آبرو۔ نیز جب تک مسلمانوں کی طاقت ایک مرکز پر مجتمع نہیں ہوگی اس وقت تک کفر و شرک کا زور نہیں ٹوٹے گا۔ اے ان لا تفعلوا ما اھرتکم بہ من تو اصل المسلمین و تولی بعضہم بعضاً تحصیل فتنہ فی الارض و مفسدہ عظیمہ لان المسلمین مالم یصدروا بیدا واحد علی الشراک کان الشراک ظاہراً و الفساد ائلاً (مدارک ج ۲ ص ۵۷) ۴۳۔ یہ ہماجرین اور انصار کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہماجرین اور انصار کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے اور ان کی کئی خوبیاں گنائی ہیں۔ ہماجرین کی ہجرت اور ان کے جنگ و قتال کو فی سبیل اور محض رضائے الہی کے لئے ہونے کا نہ تنفیص عطا فرمایا اور دونوں فریق کے بارے میں اُولَئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا نازل کر کے اعلان فرمایا کہ ہماجرین و انصار نہایت سچے اور مخلص مومن تھے۔ کہ ہُمُ الْمُغْفِرُونَ کہ قرآنی کیریم سے ان کے مغفور الذنب اور جنتی ہونے کی تصدیق فرمادی

موضح قرآن و حضرت کے اصحاب دو فرقے تھے ہماجر و انصار ہماجر گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے یعنی جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں ان سب کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ایک کا مخالف سب کا مخالف اور جو مسلمان اپنے ملک میں ہیں جہاں کافر کا زور ہے ان کی صلح و جنگ میں

یہاں والے شریک نہیں۔ اگر ان کے صلحی ان سے لڑے تو یہ مدد نہ کریں اگر ان کے صلحی پر قابو پا دیں تو درگزر نہ کریں اور اگر جنتی ان پر ظلم کرے اور مدد چاہیں تو مدد کرے ۴۴۔ یعنی کافر آپس میں ایک ہیں تمہاری دشمنی سے جہاں پاویں گے ضعیف مسلمانوں کو ستاویں گے سو تم مسلمانوں کو سنا دو کہ جو ہمارے پاس ہو اس کا ذمہ ہمارا ہے اور جو اپنے گھر رہے وہ جس طرح جائے سمجھ لے ۴۵۔ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھے والوں سے آخرت میں ان کو بخشش ہے زیادہ اور دنیا میں روزی ہائے یعنی غنیمت اور فتنے ان کا ہے ۴۶۔ یعنی ہماجرین میں جتنے ملتے جاویں گے سب شریک ہیں اور نالتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہو یا ہجرت کر کے آیا پہلے نالتے والے مسلمان ہماجر کا حق دار ہے یعنی میراث دہی لے گا اگرچہ رفاقت قدیم اور ول سے ہے ۴۷۔

فتح الرحمن و ا یعنی کار سازی را با یکدیگر ۴۸۔ یعنی صلح و توارث میان اہل قرابت کہ اصحاب فروض و عصابات اند لازم است واللہ اعلم ۴۹۔

۵۷ اور جو لوگ ہجرت اولیٰ کے بعد مسلمان ہوئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مہاجرین اولین اور انصار سے جا ملے وہ بھی صلح و جنگ کے احکام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔ ان کے تاخیر سے ان احکام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اگرچہ شرف و فضیلت میں مہاجرین اولین اور انصار سابقین ان سے ممتاز ہیں۔ والمراد ان المراد بهم الذین ہاجروا بعد الہجرت الاولیٰ (روح ۱۰) ۵۸ جو مسلمان دارالحرب میں رہ گئے اور پہلے ہجرت نہ کر سکے ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین کے درمیان اختلاف دارین کی وجہ سے وراثت کا سلسلہ منقطع تھا لیکن جب وہ ہجرت کر کے ان سے جا ملے تو وہ صلح و جنگ کے احکام کے علاوہ وراثت میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین میں نوازل جاری ہو جائیں گی ۵۹ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احکام نافذ کرتا ہے۔ آخری رکوع میں لوگوں کی چار قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین قسمیں مومنوں کی یعنی (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) جو مومنین مجبوراً ہجرت نہ کر سکے اور (۴) کفار۔ قسم الناس اربعة اقسام قسم امنوا و ہاجروا و قسم امنوا و نصرنا و قسم امنوا و لم یہاجروا و قسم کفروا و لم یؤمنوا (مدارک ج ۲ ص ۵۷)

سورۃ انفال کی خصوصیات

اس میں آیات توحید

(۱) مِمَّا آخَوْجَكَ رَبُّكَ مِنْ اٰبِیْنَتِكَ بِاِحْسٰنٍ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ كَكَافِرٌ هُوْنَ (۱۶) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۲) وَتَوَدُّوْنَ اَنْ غٰیْرُ ذٰلِكَ الشُّوْكَهٖ تَكُوْنُ لَكُمْ تَاۡتِیۡا وَیَقْطَعُ دَآبِرَ الْكَافِرِیْنَ (۵) نفی علم غیب

از غیب اللہ۔
(۳) اِذْ تَسْتَغْیِثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (۱۶) اللہ ہی ناصر و مددگار اور کارساز ہے اور کوئی نہیں۔
(۴) قُلُوْا نَقُتُّوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ مِّنْ دَمَارٍ مَّیْمَتٍ اِذْ رَمٰیۡتُ وَلِیُّكَ اللّٰهُ رَحٰی (۲۶) ولی کی کرامت اور نبی کا معجزہ درحقیقت اللہ کافصل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ کرامت اور معجزہ ولی اور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

(۵) رَمٰیۡتُ مَآكَانَ صَلَآتِهِمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَاۡءً وَتَصَدِیْقَةً (۲۶) اس میں سے مزامیر کی ممانعت نکلتی ہے۔
(۶) وَكُوْنُوْا عِدُوْا لِّهٖمُ اَوْ اَخْتَلَفْتُمْ فِی الْبَیْعٰتِ (۵۶) نفی علم غیب از صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
(۷) وَاِنَّ یُّرِیْدُ وَاَّاَنْ یَّخْذَ عَوْدَکَ (۸۶) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
(۸) هُوَ الَّذِیْۤ اٰتٰیۡکَ بَنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ تَاۡتِیۡا اِنَّۤ اِلٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (۸۶) متصرف

کارساز اور مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
(۹) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸۶) ہر معاملہ اور ہر مہم میں اللہ تعالیٰ ہی کفایت کرتا ہے اور کوئی نہیں۔ وہی سب کا کارساز ہے۔

رابطہ سورہ انفال میں مشرکین سے جہاد کرنے کا اجملاً حکم دیا گیا اور قوانین جہاد کی تعلیم دی گئی۔ نیز حکم صادر کیا گیا کہ اگر جہاد میں مسلمانوں کی فتح ہو جائے تو جو مال غنیمت ہاتھ آئے اس کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کریں۔ اور اس میں نزاع و اختلاف نہ کریں۔ مال غنیمت کے مصارف کی بھی تفصیل کی گئی۔ سورہ توبہ میں اعلان جہاد کا اعادہ کیا گیا۔ اور تفصیل سے بتایا کہ کن کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے۔ یعنی جولوگ غیر اللہ کی ندریں دیتے اور غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام، نیکوکان دین کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کی تحریمات کو باقی نہیں رکھتے۔ ان کے ساتھ اعلان جنگ کر دو۔ سورہ انفال میں بھی اگرچہ قتال کا حکم بالاجمال موجود ہے مگر وہاں مقصود قوانین جنگ اور مصارف غنیمت کا بیان ہے۔ اور سورہ توبہ میں مقصود اعلان جنگ کا حکم ہے۔ اس لئے اس مضمون یعنی قتال فی سبیل اللہ کو اس میں تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ یہ تو سورہ توبہ کا ماقبل سے معنوی رابطہ ہے۔ اسی رابطہ ہے کہ مشرکین سے اعلان جنگ کر دو اور فتح کے بعد حاصل ہونے والے انفال کو اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کرو لیکن **فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ (۲۶)** اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اسلام لے آئیں اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پھر ان سے جہاد مت کرو۔

خلاصہ :- سورہ توبہ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتدا لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ سے لے کر رکوع ۱۲ الخ سے لے کر رکوع ۱۵۶ تک ہے اور کیا یہاں اَلَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلْكُوا كُفْرُكُمْ سے آخر سورت تک مضامین سورت کا اعادہ ہے۔ پہلے حصے میں بدعہدی کر نبیوالے مشرکین سے اعلانِ براہت و مشرکین کے ساتھ اعلانِ جنگ، مشرکین سے جنگ کرنے کے بارے میں شبہات کا جواب جو ان کے ساتھ قتال کرنے کے موافق تھے اور مشرکین سے قتال کرنے کے اسباب و وجوہ مذکور ہیں۔ اور دوسرے حصے میں منافقین پر زہریں اور مومنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الْخ سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالت کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں۔

پہلا حصہ

پہلے حصے کی ابتدا میں بَرَاءَةُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ الخ میں بدعہد کی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ برأت ہے یعنی جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ تھا مگر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا تم بھی معاہدے سے اعلانِ برأت کر دو اور سارے ملک میں اس اعلان کی چار ماہ تک خوب اشاعت کرو اور پھر حج کے موقع پر بھی اس اعلان کو دہراؤ۔ اِلَّا الَّذِينَ اٰخَذُوا بِعَهْدِ النَّبِيِّ ثُمَّ هُمْ يَكْفُرُونَ الخ سے ان مشرکین کو مستثنیٰ کر دیا گیا جنہوں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور تمہارے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی ان سے اپنا عہد قائم رکھو اور معاہدہ معاہدہ کے اختتام تک ان سے تعرض مت کرو۔ جب اشرحرم گزر جائیں تو عہد توڑنے والے مشرکین جہاں کہیں بھی مل جائیں انہیں قتل کر ڈالو وَرَنَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ سے پناہ مانگنے والے مشرکین کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ مِّنْ اِلٰهِ (ع ۲) یہ مانعِ اول کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ ان مشرکین سے تو معاہدہ کیا گیا ہے ان سے جہاد کیونکر جائز ہے۔ جواب دیا گیا کہ جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اب مانع باقی نہ رہا۔ اب ان سے جہاد کرو۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّجْعِلُوْا اِلٰهًا (ع ۳) یہ مانعِ دوم کا جواب ہے۔ مانع دوم یہ تھا کہ مشرکین تو بڑے نیک کام کر رہے ہیں۔ بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں مگر باکفر و مشرک کی حالت میں اعمالِ صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ اعمال رائیگاں ہیں۔ اعمال کی قبولیت کا ملا ایمان پر ہے اور وہ ایمان سے خالی ہیں۔ اس کے بعد اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا اِلَيْهِمْ هُمُ الْجَاهِلِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۳) یہ تیسرے مانع کا جواب ہے یعنی مشرکین سے تو قریبی رشتہ دار ہیں ان سے جنگ کرنے سے قطع رحمی ہوگی۔ فرمایا اگر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم بھی اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اس کے بعد لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ (ع ۴) بشارتِ دنیوی ہے۔ وَرَنَ خِفْتُمْ عَلَيْهِ اِلٰهًا (ع ۵) یہ چوتھے مانع کا جواب ہے۔ یعنی اگر مشرکین سے جہاد کی صورت میں کاروبار تباہ ہونے اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ تمہیں فراخی سے دولت عطا فرمائے گا۔ فَاتَّبِعُوا اِلٰهِيْنَ كَمَا يَفْعَلُوْنَ اِلٰهِيْہُمْ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ کے دعوے کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ قتال کرنا ہے اور ان لوگوں سے قتال کے اسباب و وجوہ کیا ہیں یعنی جو لوگ اللہ کی توحید اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کے لئے تحریکیں کرتے اور نذر دیتے ہیں اور اللہ کی تحریکات کو باقی نہیں رکھتے ان سے جہاد کرو وہ خواہ مشرکین عرب ہوں یا یہودی اور نصاریٰ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ قتال کی پہلی وجہ ہے۔ یعنی اللہ کے رسول پر اور قیامت پر ان کا ایمان نہیں۔

دوسری وجہ دلائل جرحیہ سے ہے کہ یہودیوں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا اور عیسیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور ناب متصرف سمجھے ہیں۔ چونکہ وجہ اخذ احبارہم و دھبائهم آری انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں، لگی نشینوں اور حضرت مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا کار ساز بنا رکھا ہے۔ پانچویں وجہ قتال بایکھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار و التھبان الخ یہودیوں و نصاریٰ کے بہت سے علماء اور پیر و فقیر لوگوں کو اللہ کی راہ راہ توحید سے روکنے اور باہانہ

ہتھکنڈوں سے لوگوں کا مال بھرتے ہیں۔ چھٹی وجہ قتال اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الخ اللہ تعالیٰ نے روز اول سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر کی اور ان میں سے چار مہینوں کو قابلِ احترام ٹھہرایا مگر ان مشرکین نے ان میں اپنی طرف سے رد و بدل کر دیا وہ عزت والے مہینوں میں جنگ و قتال کر کے ان کی جگہ دوسرے مہینوں کو عزت والے قرار دے کر ان میں جنگ نہ کرتے۔ جن مشرکین نے اشہر حرم کا احترام باقی نہیں رکھا ان سے بھی قتال کرو۔

دوسرا حصہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ الخ (۶۶) بیان دعویٰ کے بعد مؤمنوں کے لئے ترغیب الی القتال، منافقین اور ان مؤمنوں کے لئے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے زجر و توبیخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں سے ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ تک ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے میں صحابہ کرام کی تین اور منافقین کی چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کی تین جماعتیں (۱) وہ مہاجرین و انصار جو جان و مال سے جنگ تبوک میں شریک ہوئے اور جہاد کیا۔ آیات ذیل میں ان کے فضائل اور ان کے لئے بشارتیں مذکور ہیں۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ — تَا — ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۹۷) لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ — تَا — ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (۹۸) اِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنْفُسَهُمْ — تَا — وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۳۷) لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى الشَّيْ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْانْصَارِ — تَا — اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔

(۲) وہ پانچ صحابہ کرام جو مخلص مؤمن تھے مگر جہاد میں شریک نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے کوسفولوں سے باندھ لیا اور گر گرا کر توبہ کی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ — تَا — هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ (۱۳۷) میں ان کا ذکر ہے۔

(۳) وہ تین صحابہ جو قدیم الایمان اور نہایت مخلص تھے اور سستی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی عذر نہیں تراشا۔ بلکہ اپنا قصور صاف بیان کر دیا ان کو بطور تادیب بچاس دن کی ڈھیل دی اور اس کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان کا ذکر ان دو آیتوں میں ہے۔ وَآخَرُونَ مَرْجُونَ لَا مَرَّ لَهِمْ اِمَّا يَعِزُّ بِهِمْ وَلَا يَغِيبُ عَنْهُمْ اِنَّهُمْ قَدْ يَسْتَوُونَ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۳۷) اور وَ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا — تَا — اِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ (۱۳۷)۔

منافقین کی حسب ذیل چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی جہاد سے واپسی پر جھوٹے بہانے تراشنا شروع کئے۔ حسب ذیل مقامات میں ان کے احوال و قبائح مذکور ہیں۔ تَا — اِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَخْتَصُمُونَ (۸۷) فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ (۱۱) — تَا — فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (۱۱)، وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْاَعْرَابِ (۱۳۷) — تَا — وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۳۷)۔

(۲) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے ”مسجد ضرار“ تعمیر کی۔ ان کا ذکر وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا (۱۳۷) — تَا — وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۱۳۷) میں ہے۔

(۳) وہ منافقین جو راہِ نفاق جہاد میں شریک ہوئے مگر راستہ میں مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ ان کا ذکر وَلٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ — تَا — كَانُوا مُجْرِمِينَ (۸۷) میں ہے۔

(۴) وہ منافقین جنہوں نے حضور علیہ السلام کی جنگ تبوک سے واپسی پر آپ کو ملاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو ان کی ناپاک سازش کی اطلاع دے دی۔ ان کا ذکر يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا لَا — تَا — مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (۱۰۷) میں کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ثعلبہ منافق کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے حضور علیہ السلام سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا تھا مگر عہد پر قائم نہ رہا۔ اس کا واقعہ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اَلْحٰجُّ (۱۰۷) میں مذکور ہے۔

سورت کے آخری رکوع میں سورت کے تمام مضامین کا بالا جہال اعادہ کیا گیا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا الَّذِيْنَ يَكُوْنُوْنَ كُمْ اِلْحٰجُّ فِيْ حَرْمِ الْقِتَالِ کا اعادہ ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلْحٰجُّ فِيْ تَرْغِيْبِ اَتِيَاعِ رَسُوْلٍ كَاَعَادَ هُوَ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

سورۃ براءت کا پہلا حصہ جو ابتداء سے لیکر رکوع ۵ کے آخر یعنی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ تک ہے۔ اس میں تین امور مذکور ہیں

حصہ اول

(۱) اعلان براءت از مشرکین (۲) جہاد کے چار موانع کا جواب اور (۳) مشرکین سے جہاد کرنے کے وجوہ۔

فتح الرحمن

۱۲۔ یعنی آں چہار ماہ کہ ایشان را فرصت داده بودند۔ ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با کفار قریش صلح کردہ بودند و ایشان در مقام عازم آمدہ بر کشتن خلفائے آنحضرت اعانت نمودند و اس صوبت سبب فتح مکہ شد خدا میتحالی برائے تبلیغ بر غزوہ فتح آیات فرستاد ۱۴۔ یعنی قریش کہ در حدیبیہ با ایشان صلح واقع شدہ بودند۔ ۱۵۔

وفاء عہد کی توقع بے سود ہے۔

فتح الرحمن ما یعنی تابع شهوات نفس نشین و ایمان را تنویک کرد در ۱۲

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

موضع قرآن
فتح الرحمن یعنی تکلیف جہاں نشود۔ ۱۲

اِنَّ سَآءَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَا اِيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
کفر کے سرداروں سے بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ
يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اِيْمَانَهُمْ
ناز آئیں ۱۲ کیا نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں
وَهُمْ اُوْٰى اٰخِرَ اَجَالِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ يَدْعُوْكُمْ
اور تم میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے چھیڑ
اَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ اَتُخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے
تُخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳ قَاتِلُوْهُمْ
تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو لڑو ان سے اللہ
يَعِذُّ بِهُمْ اَللّٰهُ بَايِدُ بِكُمْ وَيُخْزِيْهُمْ وَيَنْصُرْكُمْ
تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر
عَلَيْهِمْ وَيُشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ وَ
غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور
يُنْزِلُ مِنْ غَيْظٍ اَوْ يَمْطُرُهُمْ ۖ وَيَنْصُرْكُمْ اَللّٰهُ عَلٰى مَنْ
نکالے ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس
يَشَآءُ ۖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۵ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
کو چاہے گا اور اللہ سب کچھ جانے والا حکمت والا ہے کیا تم یہ گمان کرتے ہو اللہ مداخلہ
يَتْرُكُوْا اُولَٰئِكَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد
وَلَمْ يَتَّخِذْ وَاٰمِنٌ دُوْنَ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلًا ۚ وَ
کیا ہے اور نہیں پکڑا انہوں نے سو اللہ کے اور اس کے رسول کے اور

۱۵۔ یہ قتال کے مانع ثانی کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ مشرکین بیت اللہ کی تعمیر اور اس قسم کے دوسرے نیک اعمال بجالاتے ہیں لہذا ان سے قتال کیونکر روا ہے۔ فرمایا مشرکین کا کوئی عمل قبول نہیں۔ کفر و شرک کی حالت میں ان کے تمام نیک اعمال ضائع اور رائیگاں ہیں۔ لہذا ان کے دوسرے شرانگیز اعمال کی وجہ سے ان سے جہاد

لازم ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ
الحج بیت اللہ کی تعمیر اور دوسرے
اعمال صالحہ صرف انہی لوگوں سے
قبول کئے جاتے ہیں جو شرک سے توبہ
کریں۔ خدا سے وعدہ پر اور آخرت پر
ایمان لائیں اور تمام اعمال شریعت
کے مطابق بجالائیں وَكَمْ يَخْشَى اللَّهَ
اللہ اور صرف اللہ سے ڈرے اور جو ان
باطل سے نہ ڈرے جس طرح مشرکین ڈرتے
ہیں۔ کَانُوا يَخْشَوْنَ الْاَصْنَامَ وَيَرْجُوْنَ
فَارِيدُنِي تِلْكَ الْخَشْيَةَ عَنْهُمْ
(مداد ۲۲ ص ۲۹) ۱۶۔ خطاب
مشرکین سے ہے یعنی ایک وہ شخص ہے
جو دل و جان سے ایمان لایا اور اس نے
اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک وہ ہے جو
بجالت شرک حاجیوں کو پانی پلاتا اور
بیت اللہ کی تعمیر کرتا ہے یہ دونوں برابر
ہیں ہو سکتے۔ مومن کے تمام اعمال
عند اللہ مقبول ہیں اور مشرک کے تمام
اعمال مردود اور رائیگاں ہیں۔
۱۷۔ یہ ان صحابہ کرام کے لئے بشارت
اخروی ہے جنہوں نے ہجرت کی
اور اللہ کی راہ میں تن من و حق سے جہاد
کیا ان کے حسب ذیل فضائل بیان
کئے گئے۔ (۱) وہ غیر مہاجرین اور
غیر مجاہدین مومنوں سے افضل ہیں۔
(۲) وہ آخرت میں کامیاب اور
بامراد ہیں گئے۔ (۳) اللہ تعالیٰ ان
سے راضی ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے
ان کے لئے جنات نعیم کا فیصلہ فرمادیا
ہے جن کی ہر نعمت دائمی اور لازوال

وَأَعْلَمُوا ۱۰	۳۳۱	التوبة ۹
<p>لَا تُؤْمِنُ وَلَا يُحِبُّ ۖ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۱</p> <p>مسلمانوں کے کسی کو بھییدی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو</p> <p>مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ</p> <p>مشرکین کا کام نہیں ۱۵ کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں</p> <p>شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ ۖ أُولَٰئِكَ</p> <p>اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ</p> <p>حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ وَفِي النَّارِهِمْ خُلْدٌ ۖ وَنَ ۝۱۶</p> <p>غراب گئے ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ وہ</p> <p>إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ</p> <p>وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت</p> <p>الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَكَمْ يَخْشَى اللَّهَ</p> <p>کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دینا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے</p> <p>اللَّهُ تَفْقَهُ ۖ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْهَادِينَ ۝۱۸</p> <p>اللہ کے کسی سے سوا میدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں</p> <p>أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ</p> <p>کیا تم نے کر دیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا بسانا</p> <p>كَمَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَحَبَاهُ فِي</p> <p>برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور لڑا</p> <p>سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي</p> <p>اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ ہدایت نہیں دیتا</p> <p>الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۹</p> <p>ظالم لوگوں کو جو ایمان لائے ۱۷ اور گھر چھوڑ آئے اور</p>		
<p>منزل ۲</p>		

۱۵۔ مانع ثانی کا جواب ہے
یعنی ان سے قتال
کیونکر روا ہے

۱۶۔ خطاب مشرکین کے
ہے

۱۷۔ بشارت
میں

ہوگی اور وہ بھی ابدال آبادان میں رہیں گے۔ ۱۸۔ یہ مانع ثالث کا جواب ہے۔ یعنی مشرکین سے جہاد کرنے میں یہ خیال ہرگز حائل نہ ہونا چاہیے کہ ان میں تمہارے قریبی اور عزیز ترین رشتہ دار موجود ہیں۔ یاد رکھو اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بھائی اور دیگر اعزہ ایمان کے مقابلے میں کفر و شرک کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں تو تم ان فتح الرحمن ولا تعزیز است بحواب مفاخرت قریش بعمارت مسجد حرام ۱۲

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے

أَعْظَمُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۲۰

ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتِ

خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضا مندی کی اور بانٹوں کی

لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۲۱ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ

کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں عدام لے شک

اللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۲۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے وہ اے ایمان والو ۲۳

لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنْ

مست نہ کرنا اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت

مِّنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۲۴ قُلْ إِنْ كَانَ

کرے سو وہی لوگ میں گنہگار نہ تو کہے اگر ۲۵

أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأَخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَ

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور

عَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بندہ ہونے

كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ

سے تم ڈرتے ہو اور عیالیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے

سے ہرگز دوستی نہ رکھو۔ ان سے محبت و شفقت کا رشتہ توڑ لو اور اللہ کے دین کو سر بلند کرنے کیلئے ان سے جہاد کرو۔ ۱۹ یہ زجر ہے یعنی اگر ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور دیگر رشتہ دار، مال و دولت، کاروبار اور مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہ پہلے حکم لا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَلَا إِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنْ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے تہدید و تحویف ہے فَتَرْتَبِّصُوا۔ وہاں امرتھدید و تحویف (خازن ج ۳ ص ۵۵) رکھتے ہیں اللہ بِأَمْرِهِ ۱۲ الحسن بعقوبۃ أجله او عاجلہ (قرطبی ج ۹ ص ۹۷)

موضع قرآن ۱۰ اور پھر سے نیچے تک پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس پر کہ گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں۔ حضرت عباس نے آخر کو ہجرت کی ہے کہا حضرت علی نے اگر تم اول ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبہ بلند پاتے جیسے ہم نے پائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد الحرام کی سوال اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔

فَأَنذَرَهُ ان آیتوں سے سمجھ کر حضرت نے مکہ سے کافروں کو نکال دیا ہمیشہ کو حکم ہوا کہ مکہ میں کافر نہ جاویں اور علما نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریئے اور اس سے یہ نہ کہتا ہے کہ پیغمبر کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباسؓ قرابت میں قریب تھے اور حضرت علیؓ عمل میں زیادہ۔ ۱۰ یعنی بعض شخص دل سے مسلمان

ہیں لیکن برادری سے توڑ نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں ان کا حال یہاں سے سمجھو ۱۲

فتح الرحمن ۱۰ بغیر وہ فتح و تیر غیب ہر جہاد مشرکین و اہل کتاب نازل شدہ ۱۲

وَرَسُولِهِ وَجَهًا فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ

اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے

اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو وہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۚ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ

مادر کرچکا ہے اللہ تمہاری مدد بہت مسیدوں میں اور حنین کے دن

إِذَا عَجَبْتُمْ كُتْرَ شُكْرِكُمْ فَلَمْ نَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ

جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر چہرہ کچھ کام نہ آئی تھا اسے اور

ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمُ

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم

مُذَيِّرِينَ ۚ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

پہلے دیکھو پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ

اور ایمان والوں پر اور اتاری فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور

عَذَابَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۙ

عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے مستکروں کی

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَن يَشَاءُ ۚ

پھر توبہ نصیب کرے گا اللہ اس کے بعد جس کو چاہے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۙ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

مشرک صرف نجس ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آئے پائیں مسجد الحرام کے

مَنْزِل ۲

ع ۹

منجانبہ

اس سے مقام ہر ایک کے لیے ہے جو ہر ایک کے لیے ہے جو ہر ایک کے لیے ہے

نہ خطاب ایمان والوں سے ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے انعام نصرت کا اظہار فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کی اور تمہیں فتح عطا فرمائی اس لئے تم کسی وقت بھی مشرکین سے قتال کرنے سے بہت مت ڈرو اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے خطاب للمؤمنین خاصہ و امتنان علیہما لفقہ علیہ الاعلاء التي يتروك لها الغيور احب الاشياء اليه (روح ج ۱۰ ص ۱۰۷) حنین مکہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ یہاں فتح مکہ کے بعد ہوازن، ثقیف وغیرہ قبائل مشرکین سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی مشرکین چار ہزار تھے اور مسلمان بارہ ہزار بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت نداد سے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آج ہم قتل عدد کی وجہ سے تو مغلوب نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک مسلمان کثرت عدد پر ناز کرے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ پر اعتماد و توکل کی گرفت اس کے دل سے دماغ پر سے ڈھیلی ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض تنبیہ کے طور پر مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدل دیا۔ حضرت براہ بن عازب بیان کرتے ہیں کہ پہلے کفار کو شکست ہوئی اور بہت سامان اور ساز و سامان چھوڑ کر سپاہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی اموال غنیمت جمع کرنے لگ گئے۔ اس موقع پر ہوازن کا نیز انداز دستہ جو پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا یکایک وہاں سے نکلا اور مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور چاروں طرف سے اس قدر تیر بربائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع چند رفقاء دشمن کے مقابلے میں باقی رہ گئے۔ حضرت ابوبکر، عمر، علی، عباس، ابوسفیان، عمارت عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی سفیان، زید بن حارثہ فضل ابن عباس، اسامہ بن زید، امین بن عبدیدہ رضی اللہ عنہم تقریباً سو یا اسی نفر ثابت قدم رہے جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور مستحکم نظر آتے تھے۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں: "یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور حجازہ شجاعت کا ایک مجید العقول نظارہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید چرخ پر سوار تھے۔ حضرت عباس ایک رکاب اور ابوسفیان ابن الحارث دوسری رکاب محتاط ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑا ہے۔ ہر جہاں طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ سختی منتشر ہو چکی ہے مگر رفیق اعلیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مری بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے۔ جدھر سے ہوازن اور ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے نیچے کو ہینز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت

استغناء و اطمینان کے ساتھ انا النبی لا کذب : انا ابن عبدالمطلب جاری ہے یعنی بیشک میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو موضع قرآن ان پر پہلے دس ہزار مسلمان ساتھ تھے اول سے اور دس ہزار مل گئے مکہ سے پہاڑوں کے پہنچ گدا رفو ج کا تنگی سے تھاکم کم گزرنے لگے قوم ہوازن گرد میں چھپے تھے جب مکہ کے گزرنے لگے وہ ان پر آ کرے یہ اٹھ بھاگے۔ حضرت کے ساتھ والے بھی بھاگ گئے۔ حضرت پیادے ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے۔ حضرت عباس نے بلند آواز سے پکارا انصار کو اس آواز پر مہاجر و انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی۔ اول کی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم بخوڑوں کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار حق تعالیٰ نے ادب دیا تا اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کا فوج فتح الرحمن : درغزوہ حنین شکست گونہ بمسلمان رودادہ بود و بعد از ان خدا تعالیٰ نصرت داد و بہت تذکرہ نعمت اس آیات فرستاد ۱۳ : یعنی توفیق اسلام دہا ہر کرد و خواہ از کافران ۱۲

وَأَعْلَمُوا ۝ م ۝ م ۝ التوبة ۹

اس برس کے بعد لا اور اگر کم ڈرتے ۳۲ ہو فقر سے مٹا تو آئندہ

عفی کر دے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے

حکمت والا ہے، قادیان لوگوں سے جو کلمہ ایمان نہیں لاتے اللہ پیر اور نہ

آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے

اور نہ قبول کرتے ہیں۔ دیں سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں۔

یہاں تک کہ وہ جرمہ دیں اپنے ہاتھ سے دیں ہو گئے اور

اللہ کا بیٹا ہے اور انسانوں کے لیے ہے

الزكاة والصيام والحج والاعمال الصالحة

وَأَهْلَ الْبُيُوتِ الَّذِينَ يُحِبُّونَ اللَّهَ

وَالْمَسْحُ بْنُ مَرْيَمَ ۖ وَمَا مَرُّوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا

۱۰۰

النصف

1998

فتح الرحمن وای یعنی بسبب انقطاع سوداگران ۱۲ و خداے تعالیٰ در باب جهاد اهل کتاب و گرفتن جزئیہ از ایشان می فرماید ۱۲ و یعنی اصلی تدارک ۱۲ و یعنی مشرکان کہ ملائکہ را بنات اللہ میگویند ۱۲ و یعنی از راه صواب ۱۲

الْهَآ وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾

ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بنانے سے

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے خدا اور

يَأْتِي اللَّهُ لَا أَنْ يَتِمَّ نُورُكَ وَكُورَةُ الْكُفْرُونَ ﴿۳۲﴾

اللہ نہ رہے گا بندوں پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے بُرا مانیں کافروں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر تاکہ اس کو ظاہر

عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكُورَةُ الْمُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يَا أَيُّهَا

پھر دین پر اور پڑے بُرا مانیں مشرک خدا اے

الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل

لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَ

اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گھڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور

الْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

چاندی اور اس کو خستہ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں خدا کو جو غریبی ظاہر

بَعْدَ آبِ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْشَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

عذاب دردناک کی دن کہ آگ دہکائیں گے خدا اس مال پر دوزخ کی

فَتَكْوَىٰ بُهًا جِاهَهُمْ وَجَنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ

پھر دائیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کمر ہیں اور پیٹھیں

منزل ۲

سامان ضرورت ان کو اسی ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا۔ ان تمام امور کی وجہ سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بات کی پرواہ نہ کرو تمہاری یہ ساری ضرورتیں میں دیگر ذرائع سے مہیا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی طرح سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ بارش برسا کر مدینہ منورہ کی زمینوں کو پہلے سے زیادہ زرخیز بنا دیا۔ اہل نجد قبائل اور جہش کو اسلام کی توفیق دی۔ اور وہ غلہ اور دیگر ضرورت کی اشیاء مختلف علاقوں اور ملکوں سے درآمد کرنے لگے۔ اور فتوحات سے اموال غنیمت کی صورت میں دولت و ثروت کے دروازے ان پر کھول دیے۔ وقد انجز الله تعالى وعده بان ارسل السماء عليهم مطرا واداروا وفق اهل نجد وقبائل وجوش فاسلموا واحملوا اليهم الطعام وما يحتاجون

اليه في معاشهم فتح عليهم البلاد والغنائم وتوجه اليهم الناس من كل فج عميق (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) **سورة انفال** وتوبه کا دعویٰ علی سبیل التفصیل یہاں قتال کرنے کا حکم فرمایا اور تفصیل سے یہ بھی بتا دیا کہ کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے اور ان سے جہاد و قتال کی وجوہ کیا ہیں۔

وجوہ قتال

وجہ اول لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ یہ اللہ کی توحید پر ایمان ان نہیں لاتے اور اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ ان کی خاطر خود ساختہ تحریمیں کرتے اور ان کی خوشنودی کے لئے نذرین نیازیں دیتے ہیں۔ وجہ ثانی وَلَا يَحْجُرُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حرام نہیں سمجھتے اور اس کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ مثلاً غیر اللہ کی نذرین نیازیں کھاتے ہیں۔ **سورة قتال** کی وجہ ثالثہ۔ ابن اللہ سے یہاں نبی اور مانی بیٹا مراد نہیں بلکہ مراد نائب متصرف ہے۔ قال ابن عطية ويقال ان بعضهم يعتقد لها بنوة حنود وحمزة (قرطبي ج ۸ ص ۱۰۸) یعنی وہ اللہ کو اس قدر بڑھائے ہیں کہ اس نے ان کو اختیار دے رکھے ہیں یہودی حضرت عمر بن عبد السلام کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نائب متصرف اور کارساز سمجھتے ہیں۔

يُضَاهَوْنَ أَيْ يُشَابِهُونَ۔ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ سے ان کے آباء و اجداد مراد ہیں جن سے ان کو یہ کفریہ عقیدہ اور قول ورثہ میں ملا۔ **سورة قتال** کی وجہ رابعہ۔ اہل کتاب اور سجاد نشین۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء اور پیروں فقیروں کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کو پرکارتے اور ان کے آگے سجدے کرتے تھے۔ اور ان کو تحلیل و تحریم کے مختار مانتے تھے۔ کانوا لیسجدن لهم كما لیسجدن لله والسجود لا یكون الا لله فاطلق عليهم ذلك مجازاً (بجورج ۵ ص ۱۰۸) حیث اطاعوهم فی تحلیل ما حرم الله وتحريم ما احل الله كما يطاع

الادبایب فی اوامرهم ونواهیهم (منازل ج ۲ ص ۱۰۸) **سورة اعراف** کی ضمیر سے وہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اٹھن وا کے فاعل ہیں یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو رب بنا کر ان کے عالم یا درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے دے جانتے تھے کہ یہاں ہم کو چھکارا ہو گیا اور وہ مجھے اتنے غلط کو یا طمع کہ سو عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شروع سے سمجھ کر اپنے حب معلوم کہ طمع سے کہا پھر وہ سند نہیں ہے۔ یعنی یہاں کوئی پسوند سے چراغ بجھاوے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو تہہ پھینک دیا کہ یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک اور خدا کے نزدیک یعنی جو اس سے قرب ملے سوا اور سے نہیں ہے **سورة الشوری** کی راہ میں ختم کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور تقدر کا حق دینا ہے **فتح الرحمن** ص ۱۲ یعنی شہادت تقریر می کنند در ابطال دین ۱۲ ص ۱۲ یعنی زکوٰۃ نمی دهند ۱۳ ص ۱۳ یعنی دمیدہ شود ۱۴

لیا اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرنے لگے حالانکہ تورات اور انجیل میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک الہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی اور پکار کے لائق نہیں۔ ۵۸۔ یہ ایک تمثیل ہے۔ نور اللہ سے اللہ کی توحید یا اللہ کا دین مراد ہے۔ ای دلائلہ حججہ علی توحیدہ (قطبی ج ۸) وہ شرک و کفر کے دبیز پردوں سے نور توحید کو چھپانا اور اس کے دلائل کی تکذیب و انکار سے شیع توحید کو بھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہوئی تھیں۔ اللہ کا دین توحید اپنی پوری شان کے ساتھ درجہ کمال و تمام کو پہنچ کر رہا ہے۔ ۵۹۔ ہوا اللہ ہی ارسلہ رسول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بھیجا ہی اس لئے ہے تاکہ تمام ادیان باطلہ پر دروغی کو غالب کرے اور دلائل و براہین سے سب پر اس کی برتری اور فوقیت ثابت کر دے۔ ۶۰۔ یہ قتال کی پانچویں وجہ یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں مثلاً کتمان حق پر فرائض لبنا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازی وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتانے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیہا جار مجرور مل کر ٹھٹھی کا مفعول مالم لیم فاعلہ ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیہوں اور اللہ کی راہ میں خسران نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ ۶۱۔ یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریکات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے مہینوں میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، الحجہ اور محرم۔ ذلک الدین القیم یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دین قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمعیل کا دین ہے۔ وچ، مگر مشرکین سال میل شہر حرم کی تحداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعبیل کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی رو رہی ہو اور ادھر شہر حرم آگئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

۱۔ قتال کی چھٹی وجہ
۲۔ یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں مثلاً کتمان حق پر فرائض لبنا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازی وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتانے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیہا جار مجرور مل کر ٹھٹھی کا مفعول مالم لیم فاعلہ ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیہوں اور اللہ کی راہ میں خسران نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ ۶۱۔ یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریکات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے مہینوں میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، الحجہ اور محرم۔ ذلک الدین القیم یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دین قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمعیل کا دین ہے۔ وچ، مگر مشرکین سال میل شہر حرم کی تحداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعبیل کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی رو رہی ہو اور ادھر شہر حرم آگئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

۱۔ قتال کی چھٹی وجہ
۲۔ یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں مثلاً کتمان حق پر فرائض لبنا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازی وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتانے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیہا جار مجرور مل کر ٹھٹھی کا مفعول مالم لیم فاعلہ ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیہوں اور اللہ کی راہ میں خسران نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تحذیف اخروی ہے۔ ۶۱۔ یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریکات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے مہینوں میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، الحجہ اور محرم۔ ذلک الدین القیم یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دین قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمعیل کا دین ہے۔ وچ، مگر مشرکین سال میل شہر حرم کی تحداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعبیل کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی رو رہی ہو اور ادھر شہر حرم آگئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

۵۱

۱۰ واعلموا ۳۳۶ التوبة ۹

هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فذُوقُوا مَا كُنْتُمْ
تَكْذِبُونَ ۵۸ اِنَّ عَذَابَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ
شَهْرًا فِي كُتُبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقِيمَةُ فَلَا
تُظْلَمُوا فِيهِمْ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً
كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۵۹
إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُؤْطُوا عِدَّةَ مَا
حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ زَيْنَ لَهُمْ سُوءُ
أَعْمَالِهِمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۶۰ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا
إِيمَانُ وَالْوَسْوَءُ نَمُّ كَوَسْمَا هُوَا جَب نَمُّ سَعِي كَمَا جَاتَا هِي كَه كَوْتَج كَرُو

۱۔ اے ایمان والو! تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوئی کفر کرو

منزل

موضع قرآن
۱۔ اے ایمان والو! تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوئی کفر کرو

فتح الرحمن ۱۔ در دین حضرت ابراہیم مقرر ہو کہ در محرم و رجب ذی القعدہ و ذی الحجہ با یکدیگر جنگ نکنند و اہل جاہلیت اس حکم را تحریف کردہ گاہے صفر را محرم می ساختند و محرم با کافران ہمہ وقت درست است و نفی تحریف ایشان فرمودہ ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت عمرت و گرمی ہوا متوجہ غزوہ تبوک شدند و بسیارے از صحابہ موافقت کردند و از مسلمانین سہ کس بے عذر تخلف کردند تو بہ ایشان بعد پنجاہ روز قبول قتاد و از منافقان کلمات نفاق سر بر زدند خدا تعالی در مدح اینان و قدیم آناں و عفو انراں سہ کس آیات فرستاد ۱۲

وَأَعْلَمُوا ۝۱۰

منزل ۲

۲۵۹
 فاذن لمن شئت
 وبقول من يعنى
 من فاض واقص
 من اى قول الوقت

داربصا دھرم عن ان يروه او ايدہ بالملائکۃ يوم يدرون الاحزاب وحنین (مدار لہ ج ۲ ص ۹) **لکھ** خفائاً کم ہتھیاروں کے ساتھ و ثقلاً لا تملوہ ہتھیاروں کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ ہتھیاروں اور سامان کی قلت و کثرت کو مت دیکھو۔ ہتھیار کم ہوں یا زیادہ ہر حال میں جہاد کے لئے ضرور لنگھو یہ مطلب نہیں کہ مریض ہو یا نہ ہو ضرور لنگھو۔ کیونکہ **لکھ** اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ عَرَضْنَا قُرَيْشًا يٰعِزِّي مَالِ غَنِيْمَتِ آسَانِي كَيْسٍ عَلَى الصُّعْقَاءِ وَلَا عَلَى الْمُرَضَّةِ سے منع اور مرضی مستثنیٰ ہیں۔ **لکھ** سے ہمت آسکتا اور سفر متوسط ہوتا تو وہ ضرور آپ کے ساتھ جاتے لیکن مسافت زیادہ اور بامشقت تھی اس لئے وہ ساتھ نہ گئے۔ **لکھ** دَسَّخِلِقُونَ بِاللّٰهِ الْحِجَادِ سے آپ کی واپسی پر وہ آپ کے سامنے جھوٹی قمیص کھائیں گے کہ ان میں جہاد کی استطاعت نہ تھی اگر استطاعت ہوتی تو ضرور جہاد میں شریک ہوتے۔ یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے۔ **لکھ** جہاد کیلئے جانے سے پہلے **فَحِجَارِ الْحَرَمِ** یعنی بوسگندہ دروغ۔

يَتَرَدَّدُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ

بھٹک رہے ہیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ نکلنا ہے تو ضرور تیار کرتے ہیں

عُدَّةٌ وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ

سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا ۱۱ مٹھتا سو روگ دیا ان کو اور


قِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقُعْدَيْنِ ﴿٧٦﴾ لَوْ خَرَجُوا

جسمِ پیرا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے مٹا کر رکھتے

وَيُكْرِمُ مِمَّا رَزَقَكُمْ وَالْأَخْبَارُ وَلَا أَوْضَعُوا خِلَعَهُمْ

[illegible]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَسْعَوْا فِیْ سَبْعِ سَاعَاتٍ ۚ وَیَسْعَوْا فِیْ سَبْعِ سَاعَاتٍ ۚ وَیَسْعَوْا فِیْ سَبْعِ سَاعَاتٍ ۚ



اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو وہ تلاش کر لے رہے ہیں انہیں بیکار کی

مِنْ قُلُوبِهِمْ وَقُلْ لَكَ اللَّهُمَّ رَحْمَةً جَاءَ مِنْ

پہلے سے اور اللہ سے ہیں تیسرے کام میں ہاں شک کہ آپہنچا سچا وعدہ

وَزَهَرَا أَمْرًا لِلَّهِ وَهُمْ كِرْهُونَ وَمِنْهُمْ مَن

اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعض ان میں سے

يَقُولُ أَتَذْكُرَ لِي وَلَاقِيَتَنِي طَارِدِي الْفِتْنَةِ

کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال دیا سنتا ہے وہ کو گمراہی میں

سَقَطُوا وَارِثَهُم مَّحِيطَةٌ بِآيَاتِ اللَّهِ ۝

ان تُصِلْكَ حَسَنَةً تَكُونُ لَهُمْ وَان تُصِلْكَ

اگر بچہ کو ہنسنے کا کوئی غوی لڑوہ برسی لگتی ہے ان کو اور اگر

١٠٠

منزل ۲

منزل ۲

بعض منافقین نے جھوٹے بہانوں سے جہاد میں شریکیت نہ ہونے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی آپ نے ان کے بہانے صحیح مان لئے اور ان کو اجازت دیدی حالانکہ ان کے تمام بہانے جھوٹے تھے اور انہوں نے طے کر لیا تھا کہ جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگو اگر اجازت دے دیں تو بہتر اور اگر اجازت نہ دیا تب بھی جہاد میں شرکت مت کرو۔ حضور علیہ السلام کے اجازت دے دینے سے ان بدسیئی اور منافقت پر پردہ پڑ گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف عتاب فرمایا کہ ہم نے آپ کی یہ غرض معاف تو کر دی مگر آپ نے ان کو تخلف کی اجازت کیوں دی؟ آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو روانگی کے وقت ان کے جھوٹ

کا پول اھل جانا اور آپ کو معلوم ہو جانا کہ ان میں کون
 کون ہے اور منافق کون - قال مجاہد هؤلاء قوم
 قالوا نستأذن فی المجلس فان اذن لنا جلسنا
 وان لم یؤذن لنا جلسنا (قرطبی ج ۸ ص ۱۵۵) یہ تنبیہ
 خاص واقعہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی عام نہیں
 ہے بقرینہ قَاذِنُ لِمَنْ شِئْتَ (نور) ص ۱۵۵ اس میں
 مخلصین صحابہ کا ذکر ہے اور مراد خاص واقعہ ہے یعنی
 اس خاص موقع پر مخلص مؤمنین اپنے مال و جان سے
 جہاد میں شریک ہونے سے بھی نہیں مانگتے - البتہ اگر
 وہ کسی دوسرے موقع پر اپنے کسی ذاتی کام کے لئے اجازت
 چاہیں تو آپ جیسے مناسب سمجھیں اجازت دیدیں جیسا کہ
 سورہ نور میں فرمایا - قَاذِی السُّأْدَ نُوْلَ لِبَحْصِ
 شَاخِمْ الخ ص ۱۵۵ یہ بھی مذکورہ واقعہ سے مخصوص ہے
 اس میں جھوٹے بہانے کر کے اجازت لینے والے منافقین کا
 ذکر ہے یعنی اس موقع پر مؤمنین مخلصین تخلف عن الجہاد
 کی اجازت نہیں مانگتے - صرف وہی لوگ اجازت مانگتے تھے
 جن کا اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان نہیں اور اپنے ایمان پر مضطرب
 اور شک و تردید میں مبتلا ہیں یعنی منافقین تو گویا اس
 موقع پر اجازت مانگنا ہی نفاق کی علامت تھی - یَتَرَدَّدُونَ
 فقال فی العرف مردہ کا تردد یعنی پہلی بات کی طرف واپس

یَقُولُ اِئْذَنْ لِيْ وَلَا تَفْتِنِيْ طَا لَا فِي الْفِتْنَةِ
 کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال دے۔ گمراہی میں
 سَقَطُوا طَا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ﴿۳۹﴾
 پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو کہ
 اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُوءْهُمْ طَا وَاِنْ تُصِبْكَ
 اگر تجھ کو پہنچے اچھی بات تو وہ بُری سمجھتی ہے ان کو اور اگر پہنچے

متر ۲

اور نہ زلی ڈال دی تاکہ وہ جہاد میں شریک ہی نہ ہوں۔ انبعاث جہاد کے لئے اٹھنا فسط۔ ان کو بجا دیا اور بوجہ مہر جباریت ان کے دلوں سے جہاد کا شوق چھین لیا۔ لکھ خبا کا
 یعنی فساد اور خرابی وَلَا اَوْصَعُوا۔ لانا فہ نہیں بلکہ لام ابتداء یہ برائے تاکید ہے۔ بیغون۔ اضعوا کی ضمیر سے حال ہے مطلب یہ ہے کہ اگر یہ متنافقین تمہارے ساتھ جہاد میں شریک
 ہوتے تو تمہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی شرارتوں سے فساد اور خرابی ہی پیا کرتے اور جہاد کے ذریعے تمہارے درمیان بھڑوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے یعنی دلا سے عوافیکم و ساروا بینکم
 موضح قرآن۔ فلگھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر یعنی فتنہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔ وک ایک منافق حدیث قیس بہا نہ لایا کہ رومی کی غزلیں خوبصورت ہیں اس ملک میں جا کر مدی میں گرفتار
 ہوں گا۔ رخصت دو کہ سفر میں نہ جاؤں لیکن مدد و خراج کروں گا مال سے۔

۱۵۸ انہا الصدقات الیہا صدقات کے مصارف اور مستحقین کا ذکر فرمایا بمقصد یہ ہے کہ خدا کا پیغمبر صدقات (زکوٰۃ اور غنیمت کا خمس وغیرہ) کو ان کے مستحقین پر ہی تقسیم کرتا ہے اور آپ پر بے انصافی کا الزام غلط ہے۔ نیز جو لوگ صدقات کے مستحق نہیں ہیں ان کا طمع ختم ہو جائے۔ صدقات کے مستحقین کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ الفقراء فقیر وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت کچھ مال ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ والعلمین علیہا صدقات وصول کرنے والے۔ ان کو صدقات ہی سے حق الخدمت ادا کیا جائے۔ والیہ الصدقات قلوبہم۔ انہما اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض با اثر اور با ثروت نو مسلموں کو صدقات سے دیا کرتے تھے تاکہ ان کے دلوں

التوبہ ۹

۴۴۲

واعلموا ۱۰

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ

زکوٰۃ جو ہے ۱۵۸ سورہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر

عَلَيْهَا وَالسُّؤْلَفَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

جانیوالوں کا اور جن کا دل پر جانا منظور ہے حد اور گردنوں کے چھڑانے میں اور

الْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً

جو تادان بھڑیں اور اللہ کے رستہ میں حد اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے

مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۙ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ

اللہ کا اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکیم ہے اور بعض ان میں

يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أَذْنٌ مُّكَلِّمٌ

بد گوئی کرتے ہیں نبی کی ۱۵۹ اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے حد تو کچھ کان ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ يَوْمُنَ بِاللَّهِ وَيَوْمُنَ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَ

تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور

رَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بد گوئی کرتے ہیں

رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ

اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے دردناک ۱۶۰ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی

لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ

تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں اللہ اور اللہ کو اور اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا

إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۙ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن

اگر وہ ایمان رکھتے ہیں ۱۶۱ کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو کوئی

يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ

مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ

میں اسلام سے لگاؤ اور الفت جاگزیں ہو جائے۔ اب مولفۃ القلوب کا حصہ سافطہ ہو چکا ہے بشرطیکہ وہ اغیار ہوں۔ اگر نو مسلم فقرہ ہوں تو تالیف قلب کیلئے صدقات میں سے ان کو دینا جائز ہے۔ وفی الرقاب رقاب مکاتب غلام کی امانت کرنا مراد ہے۔ والغارمین جن پر قرض ہو۔ وفی سبیل اللہ فقراء مجاہدین وہ محلج جن کا زاد سفر ختم ہو چکا ہو اور طالبان علوم دین مراد ہیں۔ وابن السبیل وہ مسافر جس کے پاس دو رات سفر میں زاد راہ ختم ہو جائے۔ ۱۵۹ ومنہم الذین الیہ منافعین کی ایک شراہ کا ذکر ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بد زبانی اور طعن و تشنیع سے ایذا دیتے تھے ہواؤن یہ منافعین کا قول ہے یعنی یہ نبی تو کان ہے جس طرح کان ہر بات سنتا ہے اسی طرح یہ ہر سنی سنائی بات کو مان لیتا ہے۔ قل اذن خیر لکم اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کے جواب میں فرمادیں کہ اللہ کا پیغمبر تو صرف سچی باتوں کو مانتا ہے۔ یعنی صرف اللہ اور رسول کی باتوں کو۔ اور پیغمبر ایمان والوں کے لئے رحمت ہے جو شخص ایمان کا اظہار کرتا ہے وہ اس کا ایمان قبول کر لیتا ہے۔ اور رحمت و شفقت کی وجہ سے اس کے پوشیدہ راز نہیں کھولتا۔ یا مخلص مؤمنین مراد ہیں اور ان کے لئے آپ کے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعے ان کو کفر سے نجات ملی۔ اور ہدایت کی راہ ہاتھی۔ جس سے ان کو دین و دنیا کی سادات نصیب ہوں۔ ای وھو رحمة للذین امنوا وامنکھای اظہروا الایمان ایہا المنافقون حیث یقبل ایمانکم

موضع قرآن ۱۰ جس پاس مال نہ ہو وہ مفلس ہے گو کہ حاجت چلی جائے جیسے ہر روز کے محتج اور محتاج جس کی حاجت بند نہ ہو۔ اور زکوٰۃ کے عامل بہینہ پاویں موافق خراج کے اور دل جن کا پر چاہا ہے وہ لوگ تھے کہ طعن پر مسلمان ہوئے لیکن سرور اقوم تھے ان کے طفیل سچے مسلمان بھی ہوئے اب علماء ان کو نہیں گنتے اور گردن چھڑانی

سب سے بڑا چوکھڑا ہے اس کو مان لیتا ہے ہر سنی سنائی بات کو مان لیتا ہے اور ہر بات کو مان لیتا ہے

تنبیہ

منزل ۲

غلام کی آزادی یا بندی کی۔ اور تادان دار جو قرض کے برابر نہ رکھتا ہوا اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگر چہ گھر میں سب کچھ موجود رکھتا ہو ۱۲ منہ ج ۲۱ منافق حضرت کو طعن کرتے تھے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت اپنے وقار سے جھوٹے کاجھوٹ پھیلاتے تبھی نہ پکڑتے تغافل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سچا نہیں سوا اللہ نے فرمایا کہ یہ جو نبی کی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ ۱۲ منہ ج ۲۱ کسی وقت حضرت ان کی دغا بازی پکڑتے تو مسلمانوں کے رد پر ہنسیاں کھاتے کہ تمہارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کرنا اپنی طرف کریں۔ نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی ۱۲ منہ ج

فتح الرحمن ۱۰ یعنی ضعیف لا سلام ۱۲۔ ۱۳ یعنی جہاد ۱۲۔ ۱۳ یعنی ہر چہ کسی کو یہ قبول میکند ۱۲

خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۖ يَحْذَرُ

سدا ہے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی ڈرا کرتے ہیں

الْمُنْفِقُونَ أَنْ تَنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةُ تُنَبِّئُهُمْ

منافق اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ایسی سورت کہ بتا دے ان کو

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ قُلْ اسْتَهِزْءُوا إِنْ أَلَّ اللَّهُ خُرْجُ

جو ان کے دل میں ہے تو کہہ دے مٹھٹھ کرتے رہو اللہ کھول کر دے گا

مَا تَحْذَرُونَ ۖ وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا

اس چیز کو جس کا ہم کو ڈر ہے اور اگر تو ان سے پوچھے گئے تو وہ کہیں گے ہم تو

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول سے

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۖ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ

تم مٹھٹھ کرتے تھے یہاں مت بناؤ ۳۷ تم تو کافر ہو گئے

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ تَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ

انہار ایمان کے پیچھے مل اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو

نَعَذِّبُ طَائِفَةً بَأْثَهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۖ

تو اللہ عذاب بھی دیں گے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے و

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ

منافق مرد اور منافق عورتیں ۳۸ سب کی ایک چال ہے

يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ يُقْبِضُونَ

سکھائیں بات بری اور چھڑائیں بات بھلی اور بند رکھیں

أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ

اپنی مٹھی کو بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو مٹھتی منافق وہی ہیں

منزل ۲

الظاهر ولا يكشف اسراركم ولا يفعل بكم ما يفعل بالمشركين او هو رحمة للمؤمنين حيث استنقذهم من الكفر الى الايمان ويشفع لهم في الآخرة بايمانهم في الدنيا (مدار ج ۲ ص ۲) ۳۷ يحلفون بالله انكم اور ليرضوكم من غير خطاب المؤمنين من كفايه منافقين المؤمنين کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنی ہدایت کرتے اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اللہ نے فرمایا اگر واقعی وہ مومن ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ایسا انہوں نے کیا نہیں تو صرف مسلمانوں کو خوش کرنے سے کیا حاصل ۳۸ ایہ عیسویا الخ یہ تحریف آخری ہے۔ ۳۹ يحذرون المنفقون الخ ان منافقوں کو یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ مبادا ان کے بارے میں آیتیں نازل ہو جائیں اور ان کے دل

نفاق اور کفر و عناد کو ظاہر کر کے ان کو ذلیل و رسوا کر دیں خلی استہزئوا یہ امر تہدید ہی ہے مخرج ای مظهر، مباحثہ رون سے ان کا نفاق مراد ہے جس کے ظاہر ہو جانے کا ڈر تھا۔ یعنی اسلام اور غیر اسلام کا تمسخر اڑا لو کہاں تک اڑاؤ گے آخر اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلی کفر و نفاق اور عناد کو ظاہر کر ہی دے گا۔ ۴۰ ولکن سألتمہم الخ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو از روئے نفاق غزوہ تبوک میں شریک ہوئے مگر دوران سفر میں بھی شرارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا راستے میں کچھ منافقین حضور علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص (حضور علیہ السلام) کی طرف اشارہ تھا، ملک شام کے محلات اور روم کے قلعے فتح کر نیکی خواب بکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی سے اس گفتگو کو آپ کو اطلاع دیدی آپ نے ان کو روک کر فرمایا تم یہ باتیں کر رہے تھے تو صاف مکر گئے اور کہنے لگے نہیں یا نبی اللہ تم تو محض دل گے کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے تاکہ سفر آسانی سے کٹ جائے۔ ان کا یہ جواب مزید جھوٹ تھا اس لئے اس کو کوئی وقعت نہ دے کر اللہ نے فرمایا ان سے کہو، ظالمو اتم اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی اور استہزاء کرتے ہو ۴۱ لا تعتذروا الخ یہ تہدید و تنبیح ہے۔ یعنی اے منافقین غلط عذر اور جھوٹے بہانے مت کرو۔ تم نے انہما ایمان کے بعد استہزاء اور تمسخر سے اپنا کفر ظاہر کر دیا ہے اگر ہم ایک جماعت کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دیں گے تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے اپنے جرم سے توبہ نہیں کی۔ ان تمسخر کرنے والے منافقوں میں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور مخلصانہ ایمان لے آئے ان کو معاف کر دیا گیا جیسا کہ محشی بن حمیر نے صدق دل سے ایمان قبول کر لیا اور نفاق سے تائب ہو گیا۔ اللہ نے اس کو جنگ یمامہ میں شرکت کی توفیق دی اور شہادت نصیب فرمائی اور جنہوں نے توبہ نہیں کی وہ

مسلمان منافقین پر جو پورے نفاق و باطل سے ہیں نیکو اللہ کے ہاتھ میں ہے منافق کی باتیں کتنی جھوٹ و بے ایمانی سے منافی ہیں

مبتلائے عذاب ہوں گے۔ ۴۲ المنفقون والمنفقت الخ یعنی یہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے متحد ہیں ان سب کا مقصد ایک ہے اور ان کے عداوت ہم منافق ہیں ان کے احوال ایمان والوں کے احوال سے سراسر مختلف ہیں۔ وہ بُرے کاموں (کفر و عصیان) کی لوگوں کو ترغیب دیتے اور نیک کاموں (ایمان و اطاعت) سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ نسوا اللہ فنسیہم۔ نسیان سے ترک مراد ہے۔ یعنی منافقین نے اللہ کے احکام کی پیروی ترک کر دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنی

موضع قرآن و جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر ہو انہیں تو منافق البتہ ہوا دین کی بات میں ظاہر و باطن با ادب رہنا ضروری ہے۔ ۴۳ فتح الرحمن و یسنی ایمان نہ بانی خود ۱۳

الْفٰسِقُوْنَ ۙ ۞۶۷ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

نافق مردان و وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور

الْكُفٰر نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق کر دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں ہلکے وہی بس ہے ان کو

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ ۞۶۸ كَالَّذِيْنَ

اور اللہ نے انکو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا جس طرح تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرًا مَّوَالًا

اگھے لوگ زیادہ تھے تم سے زور سے اور زیادہ رکھتے تھے مال

وَاَوْلَادًا فَاَسْتَمْتَعُوْا بِخَلٰقِهِمْ فَاَسْتَمْتَعْتُمْ

اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے اپنے حصہ سے پھر فائدہ اٹھایا تم نے

بِخَلٰقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعْتُمُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے اگھے

بِخَلٰقِهِمْ وَخُضِعْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا وَاُولٰٓئِكَ

اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہیں کی سی چال وہ لوگ

حَبِيْطٌ اَعْمٰلُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۙ ۞۶۹ اَلَمْ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ الَّذِيْنَ مِنْ

پڑے نقصان میں کیا پہنچی نہیں ان کو خبر ان لوگوں کی جو ۶۹

قَبْلِهِمْ قَوْمُ ثُوْجٍ وَّعَادٍ وَّثٰوْدَةَ وَّقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰدَمَ

ان سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور

اَصْحٰبَ مَدِيْنٍ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَلْتُمُوْا رَسُوْلَهُمْ

مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں پہنچے ان کے پاس ان کے رسول

توسیق اور رحمت سے محروم کر دیا غفلت و عن ذکر و
ترک و اطاعتہ (فمنسہم) فترکہم اللہ من توفیقہ
وہدایتہ فی الدنیا ورحمتہ فی الآخرۃ و ترکہم
فی عذابہ (مظہری ج ۴ ص ۲۷)

۶۷ وعد اللہ النہ یہ منافقین اور کفار کے لئے تخریف
اخروی ہے کالذین من قبلکم ای انتم ایہا الکفار
کالذین من قبلکم فاستمتعوا بخلافہم جو نبوی عیش
و تلذذ ان کے لئے مقدر تھا اس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا
اور جو تمہارے لئے مقدر تھا اس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ و
خضعتہم کالذی خاضوا اور جس طرح وہ باطل مشہات
اور بہو و لعب میں منہمک ہو گئے اسی طرح تم منہمک ہو گئے۔
اولئک حبیطت اعمالہم اللہ دنیا اور آخرت میں انکے
اعمال اکارت گئے اور ان پر وہ کسی اجر و ثواب کے مستحق
نہ تھے اور دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھایا۔ اے کفار!
بالکل اسی طرح تمہارے اعمال بھی بے نتیجہ و رضائع ہوں گے
اور آخرت میں غائب و خاسر ہوں گے۔ ۶۸ الحمد للہ اللہ
یہ تخریف و نبوی ہے اس میں خطاب سے غیبت کی طرف
التفات ہے اور ضمیر غائب سے کفار و منافقین مراد ہیں یعنی
کفار و منافقین کو اقوام سابقہ کے حالات سے عبرت حاصل
کرنا چاہیے کہ کس طرح ان کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک
کیا گیا۔ فاما کان اللہ لیظلمہم اللہ یعنی اللہ نے ان کو ہلاک
کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ظالم تھے اور ضد و انکار
کی وجہ سے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

موضح قرآن و لا یعنی بے اعتقاد کی صلاحیت کیا
مستبر ہے اس کو فاسق ہی گئے ۱۲ منہ

یہ تخریف و نبوی ہے
یعنی انتم سے تمہارے
جور کی طرح مشہات
میں رہا ہے۔
یہ تخریف و نبوی
و التفات و خطاب
بوسے غیبت مراد
کفار و منافقین ہیں

يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ

ہاں نہیں ہے کہ اللہ جانتا ہے ان کا سیر اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ

عَلَامُ الْغُيُوبِ ۱۷) الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ

خوب جانتا ہے سب بھی باتوں کو وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

دل کھول کر سمجھتے ہیں صدقات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں دیکھتے

إِلَّا جَحْدَهُمْ فَيسَخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ

مگر اپنی محنت کا صلہ پھر ان پر عطا کر دیتے ہیں اللہ نے ان سے تمنا کیا ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۸) اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ

اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے

لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ

مٹ اگر ان کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا

اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

ان کو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۱۹) فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ

اللہ پرست نہیں رہے ناقصان لوگوں کو خوش ہو گئے تھے اپنے رہنے والے

بِمَقْعَدِهِمْ خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ

اپنے پیغمبر سے جدا ہو کر رسول اللہ سے الگ اور گھبرائے اس سے

يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ

کہ لڑیں اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی

اللَّهُ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

راہیں اور لوگ کہتے کہ مت کوہ گرد گردی میں تو کہہ دو رستہ کی آگ

مَنْزِل ۲

میں نے مذکورہ بالا الفاظ کہے تھے اور جھوٹی قسم کھائی تھی اس لئے اب میں اس گناہ اور نفاق سے توبہ واستغفار کرتا ہوں اور صدق دل سے ایمان لاتا ہوں چنانچہ آپ نے اس کی توبہ منظور فرمائی اور اس نے بھی آخری دم اخلاص کا ثبوت دیا۔ ان یتولوا الخ یہ نفاق پر قائم رہنے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تکلیف ہے ۱۷ ومنہم من الخ اس آیت میں ثعلبہ بن عاصب نامی منافق کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سی دولت عطا فرمائے آپ نے فرمایا: اے ثعلبہ وہ حضور اسامال جس کے تم حقوق ادا کر سکو اس کی مثال سے بہتر ہے جس کے حقوق ادا کرنے سے تم قاصر رہو۔ ثعلبہ نے اصرار کیا اور کہا مجھے اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچائی بنا کر بھیجا اگر اس نے مجھے دولت دی تو میں اس میں سے تمام حقوق اچھے ادا کروں گا حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی: ثعلبہ نے چند کبریاں خریدیں اللہ نے ان میں اس قدر برکت ڈالی اور وہ اس قدر بڑھیں کہ اسے مدینہ سے باہر جنگل میں بسیر کرتا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مسجد نبوی میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے تھے بلکہ ہر گاہ نماز جمعہ سے بھی غیر حاضر نہ ہوا۔ جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اس کے پاس دو محصل بھیجے جنہیں اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ زکوٰۃ تو جبر سے ہے۔ ابھی جاؤ میں سوچوں گی اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں: جب ثعلبہ کو آیتوں کا پتہ چلا تو مال صدقہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا صدقہ قبول نہ کیا اور فرمایا اللہ نے مجھے یہ صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ فلحقہم بعد فراقا لعقبہ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ یا بخل جو بخلو میں ضمنا مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نفاق کو جاڑ دیا کیونکہ اس نے بخل کی وجہ سے اس کے دل میں نفاق ڈال دیا۔ کیونکہ اس نے اللہ سے جو وعدہ کیا وہ پورا نہ کیا ای اس عقبہ اللہ نفاقا فی قلوبہم وقیل ای اس عقبہم البخل نفاقا (قرطبی ج ۴ ص ۲۸۷) بجا میں باہر بھیجے ای بسبب اخلاقہم ما وعدوا اللہ من الصدق والصلاح وكونہم کاذبین (مدارک ج ۲ ص ۲۸۷) ۱۸) اس کے علم و ایمان تکلیف اخروی ہے۔ ۱۹) الذین یلمزون الخ اس میں

منہم من الخ اس آیت میں ثعلبہ بن عاصب کا نام ہے جو منافق تھا اور اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سی دولت عطا فرمائے آپ نے فرمایا: اے ثعلبہ وہ حضور اسامال جس کے تم حقوق ادا کر سکو اس کی مثال سے بہتر ہے جس کے حقوق ادا کرنے سے تم قاصر رہو۔ ثعلبہ نے اصرار کیا اور کہا مجھے اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچائی بنا کر بھیجا اگر اس نے مجھے دولت دی تو میں اس میں سے تمام حقوق اچھے ادا کروں گا حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی: ثعلبہ نے چند کبریاں خریدیں اللہ نے ان میں اس قدر برکت ڈالی اور وہ اس قدر بڑھیں کہ اسے مدینہ سے باہر جنگل میں بسیر کرتا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مسجد نبوی میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے تھے بلکہ ہر گاہ نماز جمعہ سے بھی غیر حاضر نہ ہوا۔ جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اس کے پاس دو محصل بھیجے جنہیں اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ زکوٰۃ تو جبر سے ہے۔ ابھی جاؤ میں سوچوں گی اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں: جب ثعلبہ کو آیتوں کا پتہ چلا تو مال صدقہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا صدقہ قبول نہ کیا اور فرمایا اللہ نے مجھے یہ صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ فلحقہم بعد فراقا لعقبہ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ یا بخل جو بخلو میں ضمنا مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نفاق کو جاڑ دیا کیونکہ اس نے بخل کی وجہ سے اس کے دل میں نفاق ڈال دیا۔ کیونکہ اس نے اللہ سے جو وعدہ کیا وہ پورا نہ کیا ای اس عقبہ اللہ نفاقا فی قلوبہم وقیل ای اس عقبہم البخل نفاقا (قرطبی ج ۴ ص ۲۸۷) بجا میں باہر بھیجے ای بسبب اخلاقہم ما وعدوا اللہ من الصدق والصلاح وكونہم کاذبین (مدارک ج ۲ ص ۲۸۷) ۱۸) اس کے علم و ایمان تکلیف اخروی ہے۔ ۱۹) الذین یلمزون الخ اس میں

ج ۱۶

موضع قرآن ۱۷ ایک منافق تھا ثعلبہ بن عاصب حضرت سے دعا چاہی کہ مجھ کو کفالت ہو فرمایا کہ تمہارا جس کا شکریہ ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاؤ پھر آیا لگا عیب کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو بہت خیرات کروں وغفلت میں نہ پڑوں حضرت نے دعا کی اسکو کہ میں میں برکت ملی یہاں تک کہ میں نے جنگل سے کفایت نہ ہوتی شکل کر گزوں میں جا رہا جمعہ و جماعت سے

مخوف ہوا حضرت نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا لوگوں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ثعلبہ خراب ہوا پھر زکوٰۃ دینے کی ہمت ہو اس نے اپنے لئے اس نے کہا یہ جو مال بھرا گیا جزیرہ دنیا بہانہ کر لیا پھر حضرت پاس مال دیا زکوٰۃ میں حضرت نے قبول نہ کیا۔ بعد حضرت کے ابو بکرؓ نے بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لینے خلافت حضرت عثمانؓ میں مر گیا۔ ۱۸) منہم من الخ ایک با حضرت نے تقدیر کی خیرات پڑ عبد الرحمن بن عوف چار ہزار دینار لائے اور لوگ لانے لگے۔ عاصم بن ہاشم بن عبد الرحمن نے کہا آٹھ ہزار میں رکھتا تھا نصف اپنے سب کو قرض دیتا ہوں اور نصف حق حیاں کا عاصم نے کہا مزدوری کر کر آٹھ سو چار ہزار ہوں نصف خیرات کرو ہوں اور نصف حق حیاں کا۔ منافق آپس میں کہنے لگے عبد الرحمن کو منظور ہے سودا بی اور عاصم اپنے رئیس زور و آوری سے ملا ہے خیرات والوں میں ۱۹) یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد کا اور گنہگار کا۔ گناہ ایسا کہ سب کے پیغمبر کے بخشائے سے نہ بخشا جاوے اور بے اعتقاد کو پیغمبر کی سزا استغفار فائدہ نہ کرے اب جو بے اعتقاد لوگ بھروسہ نہ کریں پیغمبر کی شفاعت نہ کریں دلیل

فتح الرحمن ۱۷ یعنی مزدوری چیری پیری کنند و سدقہ فی ذہنہ ۱۸) ۱۹) یعنی ہر دو صورت یکسانست ۲۰

۱۷) منہم من الخ اس آیت میں ثعلبہ بن عاصب کا نام ہے جو منافق تھا اور اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سی دولت عطا فرمائے آپ نے فرمایا: اے ثعلبہ وہ حضور اسامال جس کے تم حقوق ادا کر سکو اس کی مثال سے بہتر ہے جس کے حقوق ادا کرنے سے تم قاصر رہو۔ ثعلبہ نے اصرار کیا اور کہا مجھے اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچائی بنا کر بھیجا اگر اس نے مجھے دولت دی تو میں اس میں سے تمام حقوق اچھے ادا کروں گا حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی: ثعلبہ نے چند کبریاں خریدیں اللہ نے ان میں اس قدر برکت ڈالی اور وہ اس قدر بڑھیں کہ اسے مدینہ سے باہر جنگل میں بسیر کرتا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مسجد نبوی میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے تھے بلکہ ہر گاہ نماز جمعہ سے بھی غیر حاضر نہ ہوا۔ جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اس کے پاس دو محصل بھیجے جنہیں اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ زکوٰۃ تو جبر سے ہے۔ ابھی جاؤ میں سوچوں گی اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں: جب ثعلبہ کو آیتوں کا پتہ چلا تو مال صدقہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا صدقہ قبول نہ کیا اور فرمایا اللہ نے مجھے یہ صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ فلحقہم بعد فراقا لعقبہ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ یا بخل جو بخلو میں ضمنا مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نفاق کو جاڑ دیا کیونکہ اس نے بخل کی وجہ سے اس کے دل میں نفاق ڈال دیا۔ کیونکہ اس نے اللہ سے جو وعدہ کیا وہ پورا نہ کیا ای اس عقبہ اللہ نفاقا فی قلوبہم وقیل ای اس عقبہم البخل نفاقا (قرطبی ج ۴ ص ۲۸۷) بجا میں باہر بھیجے ای بسبب اخلاقہم ما وعدوا اللہ من الصدق والصلاح وكونہم کاذبین (مدارک ج ۲ ص ۲۸۷) ۱۸) اس کے علم و ایمان تکلیف اخروی ہے۔ ۱۹) الذین یلمزون الخ اس میں

التَّوْبَةُ ٩

החזק

واعلموا ۱۰

سورہ ہنس یس تقوٰرا

سوت گرم ہے کہ اگر ان کو سمجھ ہوتی

مکتبہ وسلسلہ

اور روپے بہت سا اچھے بدلہ اس کا

اجازت چاہیں تجھ سے

پھری جائے بختم کو اللہ کی طرف کی طرف

۱۲۱

تکلف کی بات تو تو کہہ دینا کہ تم سرگزند محفل

بیچہ رہنا : پہلی

لڑاؤ گئے میرے ساتھ ہو کر سی دشمن سے

اور نماز پڑھ کر

بار سو بیٹھے رہو یہ بھی رہنے والو

وہ کی قبر پر

ان میں سے کسی پر جو مر جائے سنبھلی

مرفیستون (۸۱)

فَعَرِّوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

الْبَيْتُ الْكَبِيرُ

وَأَلَّا تَعْلَمَ أَنَّ مَوْلَاهُ هُوَ اللَّهُ

۲۰۵۵۳

اور تعجب نہ کر لیں ان کے ماں

ان کی جان

بجائتا ہے کہ عذاب میں رکھے ان کو ان چیزوں

سوره انعام

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا



(Decorative separator line)

منزل ۲

موضع قرآن و چو فرمایا کہ اگر پھر لے جاوے اللہ کی فرمائے کیطرت اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعض منافق پیچھے مر گئے اور سب بیٹھے وائے منافق نہ تھے۔ یعنی مسلمان بھی تھے کہ ان کی تعصیب معاف ہوئی۔ ۱۲۰ منہ

فتح الرحمن ۱۵ مراد خبر است بآنکه در دنیا خواهند خدید و در آخرت خواهند گریست ۱۲۔ ۱۳ یعنی برے احراز غنائم ۱۳

ہائے گیمو کہ ان کے دلوں میں کفر و نفاق ہے اگرچہ بظاہر وہ ایمان کے دعویدار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منوالینا یعنی علیہ السلام کے اختیار میں نہیں استغفار امر مجزی خبر ہے عبداللہ بن ابی ریس لہنا فین جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کا بیٹا جو غلص مؤمن تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کے لئے استغفار کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے جب ابن ابی مرگیا تو حضور علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن تمام کر عرض کیا یا رسول اللہ اللہ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا ہے اور میں اس کیلئے سترے بھی زیادہ بار استغفار کر رہا ہوں گا شاید اللہ سے معاف کر دے (مدارک قرطبی، ج ۱، ص ۱۸۵)۔

علامہ خازن ابن عباس سے نقل ہیں کہ جب منافقین کے بارے میں مذکور بالا آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں پر ان کا نفاق ظاہر ہو گیا اس وقت منافقین نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ستمند نزول الایۃ الاولى فی منافقین قالوا یا رسول اللہ استغفر لنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما استغفر لکم واشتغل بالاستغفار لہم فنزلت ہذہ الایۃ فترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاستغفار اکبر (بڑھ گیا)

۷۷ فرح المخلفون الخ المحلفون باب لفعل ہے۔

یعنی ان کو اللہ نے پیچھے چھوڑ دیا اور جہاد میں شریک ہونے کی ان کو توفیق نہ دی۔ اسی خلفہ اللہ و منبطعہم (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۳)
حضرت شیخ نے فرمایا ای المخلفون بقہم اللہ اس سے پناہ لین
مراہیں جو جنگ تبوک میں عیداً شریک نہ ہوئے مقعدہ
میمی ہے جو منافقین غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے وہ بہت
خوش تھے کہ شہادت گرامیں وہ سفر کی تکلیفوں و مصائبوں سے
بچ گئے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنے
کو اسلکھا۔ وقالوا لا تنفروا فی الحزب من انفقوا نے ایسے

ایک دوسرے سے کہا یا انہوں نے ٹھونسنوں کو بدول کرنے کی غرض
رملا ۱۳ ج ۲ ص ۲۷۷ قل نأرجئهم إلى الله تعالى

التوبة ٩

٢٢٩

واعلموا ۱۰

اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جو تجھ سے رخصت مانگے ہیں مقدور

والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رو جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے

خوش ہوئے کہ وہ جاہلیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کہ دی گئی ان کے

دل پر سوار نہیں کیجئے لیکن رسولِ محمد اور

۱ جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے

اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور دینی ہیں مراد کو پہنچنے والے

تیار کر رکھے ہیں اللہ نے ان کے واسطے باغ کر بھی ہیں ان کے پیچھے

رہا کرتے ہیں ان میں سے بھی ہے بڑی کامیابی اور آئے

بہانے کرتے والے گنوار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور

بیچو رہے جنہوں نے بیعت کر لی تھی اور اس کے رسول سے اب پہنچے گا

ان کو جو کہ فرہیں ان میں عذاب دردناک نہیں ہے شہ

منزل ۳

॥ १७ ॥

صلی اللہ علیہ وسلم یجندرون الیہ ویبیدون لہ ماہم فیہ من العنف وعدم القدرۃ علی الخرج الخ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸) وقعدا لذین کذبوا الخ لیکن منافقین نے پوری دیدہ دلیری سے کام لیا اور کسی قسم کا کوئی عذر و بہانہ پیش کئے بغیر ہی جہاد میں شریک نہ ہوئے اور گھروں میں بیٹھ کر سید صیب الذین کفرو الخ یہ ان کے لئے تخلف اخروی ہے ۱۱۱۱ لیس علی الضعفاء الخ یہاں ان عذروں کا بیان ہے جن کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والے واقعی معذور ہیں الضعفاء یعنی بوڑھے، بچے اور حواریں نیز لنگڑے اور اندھے بھی اس میں شامل ہیں ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون پہلے ان لوگوں کا ذکر کرتا جو جسمانی طاقت کے فقدان کی وجہ سے معذور تھے یہاں مالی استطاعت نہ ہونے کا عذر بیان کیا گیا یعنی جن لوگوں کے پاس سامان جنگ و سفر خرچ کے لئے روپیہ نہیں وہ بھی معذور ہیں یعنی الفقراء العاجزین عن اہبة الغزو والجهاد فلا یجندون

الضُّعْفَاءُ وَلَا عَلَى السَّرُضِ وَلَا عَلَى

الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرْجٌ إِذَا

نَصَحُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مَا عَلَى الْحَسَنِينَ مِنْ

سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٩١ وَلَا عَلَى الَّذِينَ

إِذَا مَا اتَّوَلَّوْا لِتَحِبِّهِمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا

أَحْبَلَكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيَيْنَهُمْ تَفِيضٌ مِنْ

الدِّمَاعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يَنْفِقُونَ ٩٢ إِنَّمَا

السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَنتَادُونَكَ وَهُمْ

أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ

الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ

فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٩٣

سودہ نہیں جانتے۔

لئے ولا علی الذین الیہ اسی طرح ان لوگوں پر بھی تنخلف
عن الجہاد کی وجہ سے گناہ نہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا انتظام فرمائیں لیکن
سواری نہ ہونے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر زار و قطار رہنے
لگے اس لئے کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہو سکیں گے اور
اس کے اجر سے محروم ہو جائیں گے۔ ۹۱ انتہا
التبیل الیہ گرفت اور الزام کا راستہ ان منافقین پر ہے
جو طاقتور اور دولت مند ہونے کے باوجود محض آرام طلبی کی
خاطر جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اس قدر بزدل
اور پست ہمت ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے رہنا
پسند کرتے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر چھوٹے
مہانے بنا کر اجازت مانگتے ہیں۔ وطبع اللہ الیہ اللہ نے
ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جاریت ثبت
کر دی ہے کہ وہ جہاد کے دنیوی اور اخروی فوائد کو نہیں
سمجھ سکتے۔ (فہم لا یعلمون) مافی الجہاد من الخیر
فی الدنیا والآخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۱)

یعنی اللہ کی توفیق
بیان کرے اور تبیل
سی رخصت کرے
میں بھی
کا اس پر

اور جو بد اعمال بھی نہیں ہو اگر اس سے عرضی اعمال کا فرضی عقیدہ ثابت کیا جائے اور اس کے مقابل میں آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ و صحیحہ کو ترک کر دیا جائے تو یہ کہاں کا انصاف ہے ۵۹ سیلفون باللہ الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے یعنی جب آپ واپس لوٹ کر ان کے پاس پہنچیں گے تو وہ کہیں کھا کھا کر اپنی سچائی اور عذر دہری بیان کریں گے تاکہ آپ ان سے درگزر کریں فاسد عرضوا عنہم تم ان سے منہ موڑ لینا کیونکہ وہ نہایت ناپاک لوگ ہیں اور تمہاری صحبت و مجلس کے لائق نہیں ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا ہوگی۔ ۶۰ سیلفون لکھا الخ وہ نہیں اس لئے کہ تم لوگ ان سے راضی ہو جاؤ لیکن یاد رکھو یہ لوگ خدا کے سخت نافرمان اور باغی ہیں۔ اگر تم ان

التوبہ ۹

۴۵۲

يعتذرون ۱۱

رَسُولُهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۹ وَمِنَ الْأَعْرَابِ

اپنے رسول پر اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکمت والا ہے ۵۹ یعنی ۵۹ گنوارا یہ ہیں

مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمْ

کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاراج اور انتظار کرتے ہیں تم پر

الدَّوَابِّ عَلَيْهِمْ ذَايِرَةٌ السَّوْعَةِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

زمانہ کی گردشوں کا ۵۹ ان ہی پر آئے گردوش بری اور اللہ سنے والا

عَلِيمٌ ۶۰ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

جانتے والا ہے اور بعضے گنوار وہ ہیں ۶۰ کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ

قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے

وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ إِلَّا أَنَّهُمْ قُرْبَةً لِّمَسْجِدِهِمْ

اور دعا یعنی رسول کی سنا ہے وہ ان کے حق میں نزدیک ہے داخل کیا کرتے

اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ۶۱ وَالسَّابِقُونَ

اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ قدامت میں

الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

۶۱ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو

اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

ان کے پیرو ہوئے ہیں اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے

عَنْهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۶۲ وَمَنْ

راہزنس انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی ۶۲ اور بعضے

منزل ۳

سے راضی ہو جائیں گے تو اللہ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور صرف تمہاری رضامندی سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ای حکام لا ینتہم لہم فعلان اللہ تعالیٰ ساخط علیہم ولا امشر لرضنا احد مع یخطئہ تعالیٰ (روح ج ۱ ص ۱۱۷) ۵۹

الاعراب اللہ الخ یہاں جنگل اور دیہات میں رہنے والوں کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو کافر اور منافق ہیں وہ کفر و نفاق میں شہریوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں اور خدا کے احکام و حدود سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ ۵۹ ومن الاعراب

منافقین اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد یا صدقات خیرات میں خرچ کی ہوئی رقم کو محض تاراج سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں ثواب کی نیت سے اور رضائے الہی کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خوف یا ریاکاری کے لئے خرچ کرتے ہیں والمعنی ان من الاعراب من یعتقد ان الذی ینفقہ فی سبیل اللہ غرامۃ لانہ لا یتفق ذلک الا

خوفاً من المسلمین او مراۃ لہم ولم یرد بذلک الانفاق وجہ اللہ وثوابہ (خازن ج ۳ ص ۱۱۷) ۶۰ و یتربص بکمالہ اور وہ منافقین اعراب سے انتظار میں رہتے ہیں کہ تم حوادث زمان اور مصائب و وران میں مبتلا رہو لیکن مصیبت اور رنج میں وہ خود مبتلا ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو بھی آرام و راحت اور فتح و ظفر کا موقع آتا ہے وہ ان بدخواہوں کے لئے مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ ۶۰ ومن الاعراب من یؤمن الخ یہاں

ان دیہات والوں کی تعریف فرمائی جو غلص مؤمن تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے تقرب اس کی رضا اور اللہ کے رسول کی دعا کا ذریعہ سمجھتے ہیں الا انہا قریبۃ لہم بے شک وہ ان کے لئے قریب و تندی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی تصدیق ہے۔ سید خلعہم اللہ الخ یہ بشارت اخروی ہے۔

۶۱ والسابقون الاولون الخ یہ مہاجرین و انصار اور ان کے نفس پر چلنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۶۲ وضع قرآن الخ یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲

۱۲ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں ان کی رہائی ان کے تاج ۱۲ منہ ج

وضع قرآن الخ یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲

حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ

تہا کے گرد کے ۴۵۳ گنوار منافق ہیں اور بعض لوگ

الْمَدِينَةِ تَذَمُّوْنَ ۚ وَعَلَى النَّفَاقِ تَعْلَمُهُمْ ۖ

مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۖ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ

ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دیں دو بار ۴۵۴ پھر وہ لوٹائے جائیں گے

إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝۱۰ ۚ وَآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ

بڑے عذاب کی طرف ف اور بعض لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ۴۵۵

خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرَ سَيِّئًا ۚ عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ

ملا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۱ ۚ خُذْ مِنْ

معاف کرے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۴۵۶

أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ

ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور اللہ

عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۚ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۲ ۚ

ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے سکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ۴۵۷

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

کیا وہ براں نہیں تھے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۳ ۚ

اور لیتا ہے زکوٰۃں اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۴۵۸

وَقُلْ عَمَلُوا فَاكْفَرُوا ۚ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ۚ وَ

اور کہہ کہ عمل کے جاؤ پھر آگے دیکھو گے کہ اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور

منزل ۲

مع ۴۵۴

۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸

۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵

اللہ و اخرون موجوں الخ اس میں ان میں غلبہ صحابہ کا ذکر ہے جو قدرت کے باوجود محض سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی معذرت نہ کی بلکہ ذرا تاخیر سے اپنے قصور کی معافی مانگی اور سچی توبہ کی۔ ان کی توبہ کچھ دن تاخیر سے قبول ہوئی۔ مذکورہ صدر پانچ صحابہ نے بلاتماخیر توبہ کی مگر نہ بیٹوں توبہ میں پیچھے رہے اس لئے قبولیت میں بھی تاخیر ہوئی۔ والفرق بین القسم الثانی و بین هذا الثالث ان اولیہ سادعوا الی التوبۃ وھو الاول لم یسار عوا الیھا قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انزلت ھذا الایۃ فی کعب بن مالک و مرداد بن الربیع وھلال بن امیۃ (کبریج ص ۴۷۳) **۳۵۴** والذین اتخذوا الخ یہاں ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان

التوبہ ۹

۴۵۴

يعتذرون ۱۱

الْمُؤْمِنُونَ وَسُتِرْدُونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ الشَّهَادَةِ

مسلمان اور غیبی علم کے لئے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا علم ہے

فَيَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵ **وَاٰخَرُونَ مُّجْرَوْنَ**

پھر وہ بتا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے اور بعض اور لوگ ہیں کہ ان کا علم ہے

اٰمُرُ اللّٰهٖ اَمَّا يَعْذِبُ بِهٖمُ وَاَمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۝۱۶

حکم پر اللہ کہتا ہے یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۷ **وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا**

سب کو جاننے والا ہے اور جنہوں نے بنائی ہے تلافی ایک مسجد مصلحت پر

وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَرْصَادًا لِّلَّذِيْنَ

اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص

حَارِبَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِۦ مِنْ قَبْلُ ۝۱۸

کی جوڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے تلافی اور وہ تمہیں کھائیں گے کہ

اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰی ۝۱۹ **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ ۝۲۰**

ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

لَا تَقُمْ فِیْہٖ اَبَدًا لِّمَسْجِدٍ اُسِّسَ عَلٰی التَّقْوٰی

تو نہ کھڑا ہو اس میں کسی تلافی مسجد جس کی بنیاد دھرم کی پرستش گاری پر

مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اٰحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہٖ رِجَالٌ

اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں ایسے لوگ ہیں جو

یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاَللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَهَّرِيْنَ ۝۲۱

دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والے کو

اَفَمِنْ اَسْسَ بُنَیَانِہٖ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ رِجْوَانٌ

بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عبادت کی تلافی اللہ سے پھر اور اس کی رضامندی پر

منزل ۲

کی عورتیں جہاد میں جہاد کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی مانگی۔ آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا۔ ۱۲ مندرجہ حضرت مکہ سے ہجرت کرتے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمر بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ کھڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے۔ اس محلہ میں جیسے منافقوں نے جہاد کا اور مسجد نبوی پہلوں کی ضد پر اور اپنی جماعت جہاد پر اس اور ایک امیر بوعامر کے اسلام کی ضد سے کل گیا تھا اس کو نفاق سے بلا کر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار اول آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھر سیکے تو اول وہاں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوں گے حق ٹٹلنے نے پیچھے خیر ذکر دیا اور مسجد نبوی کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خیر دار ہے کہ ظاہر بعضی عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے۔

فتح الرحمن۔ جماعت از منافقان مجاہد۔ ساختہ بد مذہبیت فاسد تفریق مسلمین باشند و کمینگاہ کافران، خدا تعالیٰ ہانہدم آں امر فرمود ۱۲

پہنچانے کفر کو تقویت دینے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور دشمنان اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی۔ جنہارا کفر، تفریق اور اصداد چاروں اتخذا الخ کے مفعول لہ ہیں۔ ۳۵۴ لمن حارب اللہ الخ جنگ حنین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سرغنہ بوعامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقین مدینہ کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصر روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بناو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کر سکو۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے وہ اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے بوعامر کے ایسا پر مسجد بنائی اور حضور علیہ السلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ سکے اس وقت آپ غزوہ تبوک کیلئے جا رہے تھے اس لئے آپ نے واپسی پر ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقت حال سے مطلع کر کے اس مسجد میں جانے سے روک دیا۔ (روح وغیرہ)

۳۵۵ لا تَقُمْ فِیْہِ الخ یعنی یہ مسجد خدا نہیں اس میں آپ نماز پڑھیں بلکہ اسے مسمار کر دیں کیونکہ اس کی بنیاد حسد اور رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ مسجد استوار بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد خوف خدا پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس سے مسجد قبا مراد ہے

موضع قرآن یعنی اس جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہو

۱۲ منہ ۱۲ اور یہی فرماتے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرتے ایک گنوار غرض کا وقت ملے کہ ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور ایک جنہوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو مذہم باروں میں ہیں شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن عیص میں رکھا۔ اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان

خَيْرٌ اَمِنْ اَسَسْ بُنْيَانَهُ عَلٰى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ

وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے

فَاَنْهَارِيْهِ فِيْ نَارٍ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

پھر اس کو لیکر دے پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو وہ

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا

ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی شبہ و شک ان کے دلوں میں مگر

اَنْ تَقْطَعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱۰ اِنَّ اللّٰهَ

جب ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکیم و قادر ہے

اَشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ

خرید لی ان مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر

لَهُمُ الْجَنَّةُ حَيْثُ يَفْقَاتُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

کہ ان کے لئے جنت ہے جہاں وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور

يَقْتُلُوْنَ قَدْ وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا فِيْ التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ

مرتے ہیں وہ وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر سچا تو ریت اور انجیل

وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو

بِذِيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی

اَلَّذِيْنَ يَبُوْنَ الْعِبْدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السّٰبِحُوْنَ

وہ تو یہ کہہ رہے ہیں بندگی کرنے والے شکر کر رہے والے بے تعلق رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ اَلْاَمْرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور

مَنْزِل ۲

۱۱۰ اَمِنْ اَسَسْ بُنْيَانَهُ عَلٰى شَفَا جُرْفٍ هَارٍ

اور ان کے لئے بشارت ہے اور مسجد ضرار کے بانیوں کی مذمت

اور ان کے لئے تحریف ہے فانہا رہے ہیں بافتدیک کے لئے

ہے مسجد قبا والوں نے چونکہ اس کی بنیاد خوفِ خدا اور اللہ کی

رضا جوئی پر رکھی تھی۔ اس لئے وہ ان کے لئے دخولِ جنت کا باعث

بنی۔ اس کے برعکس مسجد ضرار والوں نے اس کی بنیاد جہنم کے کنارے

پر یعنی کفر و نفاق اور شر و فساد پر رکھی اس لئے وہ ان کو جہنم میں

لے گئی۔ اے من اسس بنیادہ علی الاسلاہ خیر اَمِنْ

اسس بنیادہ علی الشرک والنفاق (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۵)

۱۱۱ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيبَةً سِے شک و نفاق مراد

ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی عنہما سے منقول ہے (روح

قرطبی) مسجد ضرار بنا کر منافقین بہت خوش ہوئے لیکن جب

حضور علیہ السلام نے اسے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا تو اس سے

ان کا کفر و نفاق اور زیادہ ہو گیا اس طرح مسجد ضرار دینی فائدے

کا باعث ہونے کے بجائے ان کے دلوں میں زیادتیِ نفاق کا سبب

بنی اور اب ان کے دلوں کو نفاق کی بیماری سے کبھی نجات نہیں

مل سکے گی الایہ کہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بے حس اور

بے شعور کر دیا جائے لَا يَزَالُ هُدْمُهُ سِبْبٌ شَكٌّ وَنِفَاقٌ

زائد اعلیٰ شکہم و نفاقہم لہما غاظہم من ذلک و عظم

علیہم (مداد ج ۲ ص ۲۸۱) ۱۱۲ اِنَّ اللّٰهَ اَشْتَرٰى

یہاں سے لیکر و بشر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں مال و

جان سے جہاد کرنے والوں، اللہ کے احکام و حدود کی پابندی کرنے

والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالانے والوں

کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔

موضع قرآن ۱۱۱ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل

نیک بھی چاہیں تو سن نہیں آتا۔ ۱۱۲ یعنی

اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔

نفاق کو فرمایا شبیہ۔

فتح الرحمن ۱۱۱ عمارتِ ساختن بر اساس تقویٰ کنایت

است از اخلاص و اعمال و عمارتِ ساختن بر کنارہ و دوزخ و

کنایہ است از زیار و عجب و اعمال ۱۱۲ یعنی مسجد ضرار

يعتزونك ۱۱ ۲۵۶ التوبة ۹

منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرتے ہوئے ان حدود کے جو باندھیں اللہ اور
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
 خوشخبری سنانے ایمان والوں کو اور لائق نہیں نبی کو اور مشاہد ایمان والوں کو

مِنْ بَعْدِ مَا نَبَيِّنَ لَهُمْ أَمْرَهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٧٣﴾

وَعَدَهَا آيَاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهَا عَدُوٌّ لِّهِ تَبَرَّأَ

لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَهُمْ خَتَمَ يَبِينٌ لَهُم مَّا

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَمَا لَكُم مِّنْ

اللہ کے سوا
حمائی اور نہ مددگار
اللہ ہی ہے

یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے جو ماقبل سے ناشی ہے سوال ہے کہ جب پیغمبر کے لئے اور مومنین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ

ہے واعفر لابی اتمہ کان من الصّالین (شعلہ ۵۴)
تو اس کا جواب فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اس علم سے

یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے
دل میں جہارت ثبت ہو چکی ہے اور اب وہ کسی ایمان نہیں

نعم حق ہے ان کو اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر اس کے لئے
ما نہیں مانگی۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زندہ تھا تو اسکی

کی دعا نہیں کی ای مستمر علی عداوتہ تعالیٰ وعدہ
لا یمان یہ وذلک بان اوحی الیہ علیہ السلام

ان ذلك التبين كان بموته كافر او اليه ذهب
مقتادة قيل والاسباب بوصف العداوة هو الاول
والثاني ٣٥٥

اور ان کو عذاب پہ صرف اسی وقت مبتلا کرتے ہیں جب کہ

موصح فران باب کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دلائل بھی

شرح المیزان فی تفسیر القرآن

موضح قرآن و بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت۔ یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیں تھا مٹی یہ کہ خبر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲۔ منہ قرآن میں جو ذکر ہو اگر ابراہیم نے اپنے باپ کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا معلوم ہوا کہ مشرک بخشا نہیں جاتا۔ ۱۳۔ منہ قرآن یعنی اسی واسطے تم

فتح الرحمن ۱ یعنی در حساب گمراہان نمی شمارد قومی را ۱۲ و ۲ یعنی تا پیش از میر تپا باید و تبلیخ تکلمه معنه و را اند ۱۳

اللہ لقد تاب الله التوبہ سے یہاں اللہ کی خصوصی مہربانی اور اس کی خاص عنایت و توفیق مراد ہے جس کی بدولت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد کی صعوبتیں اور مشقتیں اٹھا کر کامل درجہ طاعت سے اکمل درجہ پر پہنچ گئے۔ وقد يكون (التوبة من الله على عبده) رجوعاً من حالة طاعة الى اكمل منها وهذا التوبہ فی هذه الآية على النبي صلى الله عليه وسلم لانه رجع به من حالة قبل تحصيل الغزوة وتحمل مشاقها الى حالة بعد ذلك اكمل منها (المحرج ۵ ص ۱۱) اور ہاجرین و انصار پر اللہ کی توبہ سے مراد ہے کہ شدت گریا اور مشاق سفر کے پیش نظر بعض مسلمانوں کے دلوں میں غزوہ بنوک میں شریک نہ ہونے کا وسوسہ آنے کا اندیشہ تھا۔ لیکن

اللہ نے دستگیری فرما کر ان کے دلوں کو سکون و اطمینان اور صبر و استقلال کی دولت سے مالا مال کر دیا اور وہ خوشی خوشی جہاد میں شریک ہوئے ساعۃ العسوة سے غزوہ بنوک مراد ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کو شرت گریا، قلت زاد وراحدہ اور دیگر تکلیفوں کی وجہ سے مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا کافوا فی شدۃ من الظہر و فی شدۃ من الزاد و فی شدۃ من الماء و فی شدۃ نومان من حساک الفیض و من الجذب و المحط و من هنا قيل لتلك الغزوة غزوة العسوة و لجيشها جيش العسوة (روح باختصار ج ۱۱ ص ۱۱) اللہ کا میز یغ الخ یعنی قریب تھا کہ ایک فریق کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو جاتا جس تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وسوسہ سے پہلے ہی اللہ نے دستگیری کی اور ان کو استقامت عطا فرما دی توبۃ علیہم ان تدارک قلوبہم حتی لم تضرغ (قرطبی ج ۸ ص ۲۸) اللہ و علی الثلثۃ الخ اس سے مراد تینوں صحابی مراد ہیں جن کا و اخرون مرجون الامر (اللہ الخ ۱۳۶) میں پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے فوری طور پر معذرت نہیں کی تھی اس لئے قبول توبہ میں تاخیر ہوئی۔ تاخیر توبہ کی وجہ سے وہ اس قدر بے چین اور مضطرب رہے کہ زمین باس و سوت و ہنائی ان پر تنگ ہو گئی لیکن ان کا ایمان تھا کہ اللہ کے سوال کا کوئی چارہ ساز اور پناہ دہندہ نہیں اس لئے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اللہ ماکان لاهل المدینۃ الخ یہ زجر و تنبیہ ہے یعنی مسلمانوں کو یہ روا نہیں کہ وہ جہاد میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور اپنے مال و جان اور اولاد کو آپ پر مقدم کہیں۔ کیونکہ تجدید کی دولت انہیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت حاصل ہوئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ خود تو آرام و راحت میں رہیں اور پیغمبر علیہ السلام تکلیف و مشقت میں ہوں۔ ای لا یرضوا لانفسہم بالخفض والدعة و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المشقة (قرطبی ج ۸ ص ۲۹)

التوبة ۹

۴۵۷

بعثت دون ۱۱

اللہ علی النبی و الہاجرین و الانصار الذین

اتبعوا فی ساعۃ العسوة من بعد ما کاد یرزق

قلوب فریق منهم ثم تاب علیہم لانه بهم

رعوف رحیم ۱۱۷ و علی الثلثۃ الذین خلفوا

حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت و

ضاقت علیہم انفسہم و ظنوا ان لا ملجأ من

اللہ الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ هو

الثواب الرحیم ۱۱۸ یا ایہا الذین امنوا اتقوا

اللہ و کونوا مع الصّٰدقین ۱۱۹ ما کان لاهل

المدینۃ و من حولہم من الاعراب ان یتخلفوا

عن رسول اللہ و لا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ

ملزل ۲

موضع قرآن و ہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطروں سے اور دوبار فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ ۷ ہاجرین و انصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے ہڈیوں سے بچنے لگے انہیں تو منافقوں میں ملتے ۱۲ منہ ۱۲ فتح الرحمن و یعنی بمقام قرب ۱۳

اللہ ذلک باتھہ لہ تا۔ احسن ما کانوا یعملون۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور اس میں نہایت لمبی انداز میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ ظہم پیاس نصیب تکلیف و مشقت مخصوصہ بھوک و لایزالوں میں عد و نیلا دشمن سے قتل و نہ میت اٹھاتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کے سفر میں اور عین معرکہ کارزار میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف ہوئی ہے، جہاد میں جو چھوٹی بڑی رقم وہ خرچ کرتے ہیں اور جتنا فاصلہ وہ طے کرتے ہیں وہ سب ان کے اعمال نامہ میں اعمال صالحہ کے عنوان سے درج کئے جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ان کو بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ و ما کان المؤمنون الخ جملہ مترضہ ہے اور اس سے مسئلہ توحید اور مسئلہ جہاد کی تعلیم کی ترغیب دینا مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ توحید و مسئلہ جہاد کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو ان مسائل کی تعلیم دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس حد تک علم دین حاصل کرنا کہ قوم کا معلم اور پیشوا بن سکے ہر مسلمان پر فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ البتہ جن احکام کا بجا لانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم کھینا بھی ہر فرد پر فرض عین ہے **اللہ یا ایہا الذین آمنوا الخیر دعوائے** سورت یعنی حکم قتال کا اعادہ ہے۔ الذین یلوونکم جو تمہارے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ غلظۃ شری و دشتی یعنی مشرکین کے ساتھ جرأت و شجاعت اور صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کرو کہ تمہارا رعب و جلال ان کے دلوں پر چھا جائے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

موضع قرآن و یعنی ہر قوم میں سے چاہیے کہ بعض لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور بچپلوں کو سکھادیں۔ اس پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ۱۲ منہ رج و سستی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سستی یعنی مسالمت میں بے رخی پس کافر سے الفت و ملائت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راعب ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمن و یعنی بطلب علم ۱۲ منہ یعنی طلب علم دین فرض کفایہ است۔ ۱۲

ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا فُجُورٌ

یہ اس واسطے کہ اللہ جہاد کرنے والے نہیں تھکتے ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطُؤُنْ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا

اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے ہیں جس سے کفار ہول کافر اور نہ

يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ

پہنچتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اس کے بدلے نیک عمل

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْحَسِنِينَ ۝۱۰ وَلَا يَنْفِقُونَ

بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نبی کریم والوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا

کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر

كُتِبَ لَهُمْ يَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۱

لکھا لیا جاتا ہے ان کے واسطے تاکہ بدلے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ

اور ایسے تو نہیں مسلمان اللہ کہ کفر کریں سارے ولا سو کیوں نہ نکلا

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور

لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝۱۲

تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تاکہ وہ بچنے رہیں ولا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَ

اے ایمان والو اللہ لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے ولا

لِيَجْزِيََكُمْ غُلَّتُهُمْ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝۱۳

چاہیے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی اللہ جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈروالوں کے ولا اور

مباح جہاد ہر قوم میں سے چاہیے کہ بعض لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور بچپلوں کو سکھادیں۔ اس پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ۱۲ منہ رج و سستی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سستی یعنی مسالمت میں بے رخی پس کافر سے الفت و ملائت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راعب ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

إِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْ هَذِهِ آيَانًا

جب نازل ہوتی ہے سورۃ کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس ہم میں سے زیادہ کریم اس سورت میں

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۳﴾

سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کریم اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور

أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ

جن کے دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھادی گندگی پر گندگی اور

وَمَا تَوَّاهُمْ كُفْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَلَا يَكْرُونَ ﴿۱۲۵﴾ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ

وہ مرنے تک کافری ہے فلا کیا نہیں دیکھتے سورۃ ۱۲۴ کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں

مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۱۲۶﴾

ایک بار یا دو بار وہ پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں اور

إِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرِيكُمْ

جب نازل ہوتی ہے سورۃ کوئی سورت وہ تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کرکھانے لگتا ہے

مِنْ أَحَدِهِمُ الصَّرْفَ أَصْرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا

کوفی مسلمان پھر چل رہے ہیں بھریے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کر دیا کہ لوگ ہیں

يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

کہ سمجھ نہیں رکھتے وہ آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ

بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچی حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر

رَعُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا أَقْبَلْ حَسْبِيَ اللَّهُ فَإِنَّ

نہایت شفیق مہربان ہے وہ پھر بھی اگر نہ پھیرے سورۃ ۱۲۸ تو کہنے کے کافی ہے مجھ کو اللہ کسی

إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾

کی ہمدی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا وہ

کی ہمدی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا وہ

منزل ۲

۱۱۸۰ واذا ما انزلت الآية منافقین بطور استہزاء آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے فاما الذين امنوا بالآية بشارت برائے مؤمنین واما الذين في قلوبهم مرض المنافقین

مرض سے ضد و عناد مراد ہے یعنی ان کے دلوں میں انابت الی

اللہ (الشیکی طرف رجوع) نہیں۔ رجس گندگی مراد نفاق ہے

قرآن کی آیتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کے کفر و نفاق میں

اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر نازل ہونیوالی آیت کو جھٹلاتے

ہیں سورۃ ۱۱۹ اولایرون انہم یفتنون الہ یہ زجر ہے۔ یہ

زجر اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر سال نہیں یک

یا دو بار ضرور مبتلائے بلیات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں

کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے شر و فساد سے باز آجائیں مگر

وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ہر سال جہاد کے موقع پر ایک بار

ضروران کو ابتلا پیش آتا ہے جس میں ان کی شرارتیں کھل کر سامنے

آجاتی ہیں اور قرآن میں ان کو وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

جس سے انہیں انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

والمعنی اولایرون انہم یختبون بالیجاد مع رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیعیانہون ماینزول

علیہ من الآیات لاسیما الآیات الناعیۃ علیہم

قبائحہم (روح ج ۱۱ ص ۱۲۰) ۱۱۸۰ واذا ما انزلت الہ

تبلیغ وحی کے وقت منافقین کے حال کا بیان ہے۔ جب ان

کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے

کی طرف مٹنی خیر نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے ان کی غرض

یہ ہوتی ہے کہ موقع پا کر یہاں سے بھاگ نکلیں چنانچہ موقع

ملنے ہی چل پڑتے ہیں۔ یعنی ان کا مقصد ہر نازل ہونے والی

آیت کی مٹنی اور اس کا مذاق اڑانا ہے اس لئے وہ اس

مجلس سے جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۱۸۰

لقد جاءکم الہ یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

ہے ما عنتم میں ما مصدر یہ ہے یعنی تمہارا مشقت

میں پڑنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرتا ہے بالمؤمنین

— رؤف ورحیم مؤخر سے متعلق ہے۔ ۱۱۸۰ فان

تو لو الہ آخر میں سورۃ توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر

جہاں کا حکم دیا گیا۔

موضع قرآن ۱۱۸۰ واذا ما انزلت الہ

سے موافق پڑتا وہ کہتا کہ مجھ کو اس نے ایمان

زیادہ کیا۔ یہی لفظ پڑنے سے منافق جب ان کو بیان کرتا لیکن

مسلمان سمجھنے خوش وقتی سے اور منافق سمجھنے شرمندگی سے پھر تو

صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور زیادہ اپنا عیب چھپاویں۔ یہی ہے گندگی پر گندگی۔ عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سنکر چھوڑ دیئے نہ یہ کہ اس ناصح سے چھپانے لگے۔ ۱۲۰ منہ رح و اکثر جنگ

جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے۔ ۱۲۰ منہ رح و یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پرکھا نہ ہو۔ پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

۱۲۰ منہ رح و تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲۰ منہ رح

فتح الرحمن و یعنی بالارض و مصائب ۱۲۰ یعنی سورۃ تیکہ رے بیان نفاق ایشان باشند ۱۲۰ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد و میناز گاہ میدارد و از شر کافران و منافقان ۱۲

سُورَةُ تَوْبَةٍ آيَاتِ تَوْحِيدٍ وَرَأْسِ خُصُوصِيَّاتِ

۲۶۰

بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (۱۶) مُشْرِكِينَ سَ بَیْزَارِی کا اعلان
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ — تَا — فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ○ (۳۷) تَعْمِیرِ سَیِّدِ اَوَّلِ اس کے علاوہ کوئی
نیک عمل مُشْرِکِین سے قبول نہیں۔
اجْعَلْ لَهُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِبَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ — تَا — وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ (۳۸) مُشْرِكِین کے نیک اعمال مومنوں کے
نیک اعمال کے مقابلہ میں بالکل بے وقعت ہیں۔
إِذْ أَجَبْتُمْ لَكُمْ كَثْرَتُمْ فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ○ (۳۹) مومنوں کو ہر وقت اللہ پر بھروسہ رکھنا
چاہیئے اور کثرتِ عدد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔
وَلَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ — یعنی غیر اللہ کی نیازوں کو حرام نہیں سمجھتے۔
وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيذُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ — تَا — قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلَمْ يَكُنْ يَكُونُ ○ (۴۰) یہود و نصاریٰ پیغمبروں کو اللہ
کے جزو سمجھتے اور ان کو حاضر و ناظر سمجھ کر عبادت میں پکارتے تھے۔
اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ — تَا — سَبَّحْنَهُ عَثَايشُ كُونُ ○ (۴۱) وہ پیغمبروں کے علاوہ اپنے مولویوں و پریوں
کو بھی اللہ کے سوا عبادت روا سمجھتے تھے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْصَرِعُوا لِلَّهِ وَالْحَيَاةِ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (۴۲) اَللّٰهُ اَكْثَرُ مَوْلٰوِیْ اَدْرِیْ غَیْرِ اللّٰهِ كِیْ نَیْزِیْ
کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں۔
اتَّبِعُوا النَّسِيَّ زِيَادَةً فِي الْكَفْرِ — تَا — وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ (۴۳) اپنی طرف سے کسی قسم کی تحریکات مقرر کر رکھی تھیں۔
وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ — تَا — إِنْ إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ○ (۴۴) یعنی جو ان کو اللہ کی عنایت اور پیغمبر علیہ السلام کے مالِ غنیمت وغیرہ
کو تقسیم کرنے سے ملا اس پر وہ راضی ہو جاتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔
وَمَا تَقْبَلُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ○ (۴۵) یعنی اللہ نے اپنی عنایت سے اور پیغمبر نے مالِ غنیمت وغیرہ سے۔
وَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَمَلُ الْمُجْرِمِينَ ○ (۴۶) فَيَنْتَبِذُكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (۴۷) مَنْ أَفْقِينَ جَوَ اَعْمَالِ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کرتے تھے، آپ
ان کو دیکھتے تھے۔
وَمَنْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَزِيدُوا عَلَى النِّفَاقِ قَدْ لَا تَعْلَمُهُمْ فَنَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ○ (۴۸) معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔
وَقَدْ أَعْمَلُوا فِیْ سِیْرِ اللَّهِ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَرَبِّیْ اَعْمَالِ مراد ہیں جو پیغمبر علیہ السلام اور مومنوں کے سامنے منافقین کرتے تھے۔
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قَرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ (۴۹) شُرْکِ پر مہربانی
کے بعد ان کے لئے استغفار جائز نہیں، ممنوع ہے۔
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ — تَا — وَهُوَ دُبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ (۵۰) یہ وہ مسئلہ توحید ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا اور صحابہ کو فضیلت
و شان ملی اور منافقین پر زجر سزائیں نازل ہوئیں۔

۔ ————— ۔

(آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۱۵ء بروز روزِ شنبہ ساڑھے دس بجے دن سورہ توبہ کی تفسیر ختم ہوئی)

(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ أجمعين عبادا الصالحين لِيَسْلَاقَ نَهَارًا)

۱۔ سورۃ یونس علیہ السلام

ربط | باقی سورتوں کی طرح سورۃ یونس کو ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے۔ اول ربط اسمی۔ سورۃ توبہ میں فرمایا (فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ تَوْبَةً) اور سورۃ یونس میں فرمایا (فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَصَمَتْ فَتَنْفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمٌ يُولُوكُمْ) یعنی اب توبہ کرنے، ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے کا وقت ہے۔ اس لئے ایمان لے آؤ۔ ورنہ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قوم یونس علیہ السلام تھی جس نے عذاب خداوندی دیکھ کر ایمان قبول کر لیا اور اس وقت کے ایمان لانے سے ان کو فائدہ پہنچ گیا۔ دوم ربط معنوی۔ اس کی دو تقریریں ہیں (۱) قرآن مجید میں نفی شرک کے مسئلہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں۔ دوم یہ کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کے پہلو کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا۔ اور دلائل عقلی و نقلی اور وحی سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اب سورۃ یونس میں مشرکین کے اس خیالِ باطل کا رد فرمایا کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب ہو جو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوا سکے۔

(۲) سورۃ بقرہ میں حسب ذیل مضامین خصوصیت سے مذکور ہوئے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد (۴) انفاق اور (۵) امور انتظامیہ و امور مصلحہ اس کے بعد سورۃ آل عمران میں ان مضامین میں سے توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرک اعتقادی رسالت، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر سورۃ نساء میں سورۃ بقرہ کے ایک مضمون (امور انتظامیہ مع امور مصلحہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ چودہ احکام رعیت اور نو احکام سلطانیہ۔ اس کے بعد سورۃ صائدہ اور انعام میں مسئلہ توحید کے دوسرے پہلو یعنی نفی شرک اعتقادی کے ساتھ نفی شرک فعلی کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورۃ مائدہ میں دعویٰ کی وضاحت پر اور سورۃ انعام میں دلائل عقلیہ پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کے بعد سورۃ اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی پر زیادہ تر دلائل نقلیہ ذکر کئے گئے۔ اس کے بعد انفال اور توبہ میں قاتل مودھ سے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے تفصیلی احکام بیان کئے گئے۔ یہاں تک سورۃ بقرہ کے تمام مضامین تفصیل اور دلائل کے ساتھ مذکور ہو چکے۔ البتہ مسئلہ توحید کا صرف ایک پہلو باقی رہ گیا۔ یعنی نفی شفاعت قہری۔ اب سورۃ یونس میں شفاعت قہری کی نفی پر عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور مختار مطلق ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی مرسل اور کوئی ولی مکرم دم نہیں مار سکتا نفی شفاعت قہری کا مضمون سورۃ یونس سے لیکر سورۃ کہف تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ | سورۃ یونس میں تین جگہ دعوائے سورت مذکور ہے۔ اول اجمالاً مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهِ الخ (۱۶) یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور آخرت میں جن انبیاء و صلحاء علیہم السلام کو شفاعت کی اجازت ملے گی صرف وہی شفاعت کر سکیں گے۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی اجازت و جرات نہ ہوگی۔ دوم مِمَّنَّا وَيَقُولُونَ هُوَ لَا يَشْفَعُ لَنَا عِنْدَ اللَّهِ (ع ۲) شوم تفصیلاً قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَكَلِمَةُ عَبْدٍ اَلَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ — تا — وَ هُوَ اَلْعَفْوُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۱) اس دعویٰ پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر۔ ایک نفی شرک فعلی پر اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر دال ہیں اور ان میں ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ دلائل کے ہر بیان تین جگہ دلائل کا ثمرہ مذکور ہوا ہے اور ساتھ ساتھ حسب مواقع زجریں، بشارتیں، تنویہیں اور مشکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل | اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ — تا — اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس پر کسی کا زور اور دباؤ نہیں چل سکتا۔ اس دلیل کے ضمن میں دعوائے سورت بھی اجمالاً مذکور ہے۔ اور آخر میں ذَلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ دلائل کا ثمرہ ہے۔ یعنی وہ اللہ جو صفات مذکورہ سے متصف ہے وہ تمہارا معبود اور کارساز ہے اس لئے صرف اسی کو پرکار و لیجری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی اور اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلْحَرِیْمُ الخ تنویف اخروی ہے۔

دوسری عقلی دلیل | اَلَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً وَ الْقَمَرُ نُوْرًا — تا — لَا یَلْبِثُ لِقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ — سارے جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارا نظام شمسی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے اور وہی نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے لہذا صرف اسی کو پرکار و — اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُرْجَوْنَ لِقَاءُنَا اَلْحَرِیْمُ الخ تنویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَلْحَرِیْمُ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَ كُوْبِعُجِّلَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِغْجَالًا لَهُمْ یٰۤاَلْحَرِیْمُ (ع ۲) زجر ہے وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَلْحَرِیْمُ الخ تنویف دنیوی۔ جس طرح پہلی قوموں نے ہمارے انبیاء علیہم السلام کی تہذیب کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوئے اسی طرح اگر تم میرے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤ گے اور دعوائے توحید کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ وَ اِذَا اُنْشِئَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا اَلْحَرِیْمُ الخ شکوہ ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے کیونکہ اس میں ہمارے معبودوں کی توہین ہے البتہ تم کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کرو تو توہیم مان لیں گے۔ قُلْ مَا یَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَبْدِلَ لَہٗ مِنْ تِلْكَ اٰیِّ لَفْسِیْ — جواب شکوی ہے۔ قرآن میں رد و بدل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ میں وہی کچھ کہہ سکتا ہوں جو اللہ کی طرف سے وحی ہو

ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جن کے اختیار میں نہ نقصان پہنچانا ہے نہ نفع دینا اور کچھ سنا تھو ہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش کرنے یا نفع و نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سونپا۔ وَبِقَوْلِهِمْ كَلَّا أَبْزِلَ عَلَيْهِمْ آيَةً مِّنْ رَبِّهِمْ شَكُومِي بِهِمْ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ الْحُجُوبُ شَكُومِي بِهِمْ۔

جب دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ بلا شرکتِ غیرے ان کی مدد کرتا ہے تو دوسرے موقعوں پر وہ ان کی مدد کیوں نہیں کرتا؟ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ الْخَبَرَاتِ الْاُخْرٰى ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ اِلٰى تَخْوِیْفٍ اُخْرٰى۔ وَيَوْمَ نَخْشَرُهُمْ جَمِیْعًا اِلٰی تَخْوِیْفٍ اُخْرٰى ہے اور دلائلِ ماقبل کا ثمرہ بھی یعنی دنیا میں تم جن کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر رکھتے ہو قیامت کے دن وہ خود کہیں گے مَا كُنْتُمْ اِيَّاَنَا تَعْبُدُوْنَ اور اِنْ كُنْتُمْ اَعْبَادَیْكُمْ لَغٰفِلِيْنَ یعنی ہم تو تمہاری دعا اور پکار سے بالکل بے خبر تھے۔ سفارش تو درکنار ہمیں تو تمہاری پکار کا ہی علم نہیں تھا

تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے اور شرک کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔ **قَدْ يَكْفُرُ اللَّهُ رَبَّكُمْ الْحَقُّ**۔ یہ شمرہ دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہے وہی تمہارا معبود بحق اور کارساز حقیقی ہے لہذا حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ **أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ** شکوی ہے **قُلْ قَاتُوا بِنُورِ قَيْلِہ** جواب

چھٹی عقلی دلیل | آ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ — تَا — هُوَ يَحْيِي وَيُمِيتُ وَالْإِلَهُ تُوَجَّعُونَ (۷۴) زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے پھر اس کے ساتھ اوروں کو کیوں لیکارتے ہو۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

سالمیں صلی لیل
چیز کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی زمین و آسمان سے تمہاری روزی کا انتظام کرتا ہے۔ یہ غلے میوے، پھل اور چوپائے کہتا ہے لئے اسی نے پیدا کئے۔ پھر تم نے اپنی مرضی سے ان کو حلال و حرام کرنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ نے تمہیں اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔

نویس عقلی دلیل | آذَانُ لِلّٰهِ مَنَ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنَ فِي الْاَرْضِ۔ تمام انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کرم علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ملک اور تصرف میں ہیں اور سب اس کے عمتاج اور نیا زمند ہیں۔ بھیر تم ان کو کیوں دیکھتے ہو۔ وَمَا يَنْتَظِرُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اِلَیْهِ زَجْرَ بَرٍّ اَوْ مُشْرَکِیْن۔

جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُۥٓ ؕ ذَا الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَيَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَوا حَقَّ مُلْكِهِۦٓ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۶﴾

شکوے کا جواب ہے۔ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ الْاَلْحَ زَجْرِمَحْ تَخْوِيفِ اُخْرٰى۔ وَاَنْزَلْ عَلَیْهِمْ نَبَاً تُنَوِّجُ الْاَلْحَ (۸۶) تخوِیفِ دنیوی کا ایک تفصیلی نمونہ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا الْاَلْحَ تَخْوِیفِ دنیوی کا ایک اجمالی نمونہ۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُّوسٰى وَهٰرُونَ۔ تَا۔ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (۹) تخوِیفِ دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ۔ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْاَلْحَ زَجْرِمَحْ ہے۔ قُلْ یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُمْ الْحَقُّ الْاَلْحَ (۱۱۶) مسئلہ توحید کو ماننے اور حق کو قبول کرنے کی ترغیب۔

۴۳ دلیل وحی

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ الْخَبْرَ سورت کے اختتام پر دلیل وحی لائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ دعوائے توحید اور اس کے دلائل جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائے ہیں میں صرف انہی کا اتباع کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی اس لئے شرک کی تمام انواع و اقسام باطل ہیں وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے۔ یعنی آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور مسئلہ توحید کی واضح گواہی تبلیغ فرمائیں اور مشرکین کی طرف سے آنے والی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر و استقامت کا دامن تھامے رہیں اور آپ کے عزم و ثبات میں تزلزل اور پائے استقلال میں خدشہ نہ آنے پائے۔ آخر کار فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوگا۔ مشرکین ذلیل و خوار اور مغضوب و مہرور ہوں گے۔ اور آپ اور آپ کی جماعت اپنے موقف میں کامیاب اور دنیا و آخرت میں کامران و سرخرو ہوں گے۔

مختصر خلاصہ

دعوائے سورت :- نفی شفاعت قہری۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے۔ پہلے اجمالاً (مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهِ) پھر دلیل کے ضمن میں (وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ) اور تیسری بار تفصیلاً (قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِيْنِي الْاِيْمَةِ) اس دعویٰ کے ثبوت میں گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دس دلائل عقلیہ میں سے ساتویں دلیل نفی شرک فعلی اور آٹھویں نفی شرک فی العلم کے لئے ہے اور باقی نفی شرک فی التصرف کے لئے ہیں۔ ان میں پانچویں دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ تینوں جگہوں میں دلائل کا مرقہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورت میں موقع بموقع خصوصی زہریں شکوے تجویفیں اور اشارتیں بھی مذکور ہیں۔

یونس ۱۰

۴۷

يعتدرون ۱۱

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۴۴ یہ آیتیں ہیں بچی کتاب کی کیا لوگوں کو ہے

عجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے ایک مرد پران میں سے یہ کہ ڈرنا دے ہے لوگوں کو

اور کوس خیر سی سانی سے ایمان لائے وہ ان کے لئے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

فَمُسْتَقَرٌّ أَوْ مَعِيكَ مُسْتَمِرٌّ

الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ

اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٥﴾ إِلَيْهِ

ترجمہ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ اِنَّكَ يَبْدُ وَالْحَقُّ

Uti

منزل ۳

رفیعة یسبقون الیہا ویقیمون فیہا (مظہری ج ۱ ص ۷۷) ۷۷ قآ

موضع قرآن و بتنی دیر گئے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دیوار معبر یا غرش پر سب کام کی نذر ہیرواں سے ہو۔ ۱۲

کہ اِنَّ رَبَّكُمْ الْخَبِيرُ عَلِيمٌ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر رسول ہونے پر وہ اس قدر حیران اور متعجب ہیں آخر وہ کہتا کیا ہے اور اللہ کے پاس سے پیغام کیا لایا ہے اس کی بات تو غور سے سنو وہ جو کچھ کہتا ہے عقل و فطرت کے عین مطابق اور حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ یہ توحید (نفی شرک فی النصف) پر پہلی دلیل عقلی ہے یعنی تمہارا کارساز تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پھر سارے عالم کا نظام کار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمین و آسمان کی حکومت تنہا اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی سارے عالم میں مستصرف و مختار ہے۔ اس نے نظام عالم کا کوئی شعبہ کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں دے رکھا۔ ۱۰ فی سبتہ ایاکم زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کی تفصیل سورہ

حم سجدہ ۲۷ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْاَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَوَدَّنَ فِيهَا زَيْتُونٍ مِّدْيَا وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ تَحْتِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا اَقْوَامًا فِي اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ اور دو دن میں پہاڑ پیدا کئے اور زمین میں مختلف خاصیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اس طرح زمین کی پیدائش ہر لحاظ سے چار دن میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ ساتوں آسمانوں اور پورے نظام شمسی کی تخلیق دو دن میں مکمل ہوئی اس طرح زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو آن واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بالترتیب پیدا کیا تاکہ ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کاملہ اور صنعت بے مثال کا اظہار ہو۔ ۱۱ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵

سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور ان کو روشنی عطا فرمائی اور چاند کے دورے کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ اس کے دورے سے مہینوں اور سالوں کی تعداد معلوم ہو سکے۔ ماہ رمضان، ذی الحجہ اور دیگر مہینوں اور دنوں کی تعیین ہو سکے جن سے اسلامی احکام متعلق ہیں نیز دنیوی کاروبار اور معاملات کے اوقات کا اندازہ ہو سکے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا کیونکہ لفظ نور عام ہے اور ضیاء خاص ہے یعنی نور کا سب سے قوی فرد بالفاظ دیگر روشنی کی کامل اور تمام کیفیت کا نام منور ہے بعض نے کہا ہے ذاتی روشنی کو منور اور مستعار روشنی کو نور کہا گیا۔ والنور اعم من الضوء فانه اقوى افراد النور وقيل ما بالذات ضوء وما بالعرض نور (مظہری ج ۵ ص ۵۵) فالنور اسم لاصل هذه الكيفية والضوء اسم لهذه الكيفية اذا كانت كاملة تامة قوبة فلم هذا خصل الشمس بالضياء لانها اقوى واكمل من النور وخصل القمر بالنور لانه اضعف من الضياء الخ (خازن ج ۳ ص ۳۳) کلمہ لفظ الحق مختلف معنوں کیلئے آتا ہے (۱) بمعنی سچائی اور صداقت، باطل کے مقابلہ میں جیسا کہ فرمایا بَلْ نَقْدِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ۲۴) (۲) کبھی لہو اور عیش کے مقابلے میں آتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِلْعِبَادِ وَمَا خَلَقْنَاهَا إِلَّا بِالْحَقِّ الْآدِنِ (دخان ۲۶) یہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور سارا نظام کائنات سب سے بڑی سچائی (توحید) کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہے، اگر باجمعی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای بلیان الحق و الباطل (ابن عباس ص ۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عیب اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگان خدا اس کا رخائے عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت تمامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق و اظہار قدرتہ و دلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلك باطلا ولا عبثا (خازن ج ۳ ص ۱۳۱) اہل یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بغیر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و طاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (الآیت) لعلامات لوحدة الرب (لَقَوْمٍ يَتَّقُونَ) يطيعون (ابن عباس ص ۱۳۱)

سورۃ اعراس ۱۲

یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہے، اگر باجمعی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای بلیان الحق و الباطل (ابن عباس ص ۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عیب اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگان خدا اس کا رخائے عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت تمامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق و اظہار قدرتہ و دلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلك باطلا ولا عبثا (خازن ج ۳ ص ۱۳۱) اہل یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بغیر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و طاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (الآیت) لعلامات لوحدة الرب (لَقَوْمٍ يَتَّقُونَ) يطيعون (ابن عباس ص ۱۳۱)

یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہے، اگر باجمعی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای بلیان الحق و الباطل (ابن عباس ص ۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عیب اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگان خدا اس کا رخائے عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمت تمامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق و اظہار قدرتہ و دلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلك باطلا ولا عبثا (خازن ج ۳ ص ۱۳۱) اہل یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بغیر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و طاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (الآیت) لعلامات لوحدة الرب (لَقَوْمٍ يَتَّقُونَ) يطيعون (ابن عباس ص ۱۳۱)

یعتذرون ۱۱

۴۶۶

یونس ۱۰

النَّارِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝۹ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

آگ بدلہ اس کا جو کماتے تھے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي

کام کئے اچھے شے ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ۝۱۰ دَعُوهُمْ

ان کے پیچھے نہ سرس باغوں میں آرام کے ان کی دعاؤں

فِيهَا سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝۱۱

اس جگہ یہ کہ شے پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور

اِخْرَدَعُوهُمْ إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۲ وَ

خاتمہ ان کی دعاؤں کا اس پر کہ سب بخوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہاں کا ہے اور

لَوْ يَعْلَمُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَلَ لَهُمْ بِالْخَيْرِ

اگر جلدی پہنچائے اللہ لوگوں کو فائدہ برائی جیسے کہ جلدی مانتے ہیں وہ بھلائی دے

لَقَضَى إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ فَتَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

تو ختم کر دی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جن کو امید نہیں

لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۳ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ

ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں و اور جب پہنچے انسان کو

الضُّرُّ دَعَا نَحْنُ الْجَنِيَّةُ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَابِئًا فَلَمَّا كَشَفْنَا

تکلیف پرکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں

عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ غَاشٍ ثُمَّ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مِثْلَ ذَلِكَ

اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا کبھی نہ پرکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح

زَيْنَ الْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۴ وَلَقَدْ

پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں اور البتہ

منزل ۳

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱

ای قولہہم وکلامہم اخاذن ج ۳ ص ۱۷۱) یا دعویٰ بھی
دعا ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ یعنی اے اللہ تو پاک ہے اس
سے کہ میرے سامنے کوئی شیئہ غالب ہو وَتَحْيِيَّتُهُمْ فِيْهَا
سَكْرَتُ جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں
کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا۔ مسئلہ توحید ماننے کی وجہ
سے آج آخرت کے عذاب سے امن و سلامتی کی تہا بنی شجرہ
دی جاتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو
امن و سلامتی کا نتیجہ پیش کریں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی
صفات کا رسانی اور صفات الوہیت اللہ تعالیٰ ہی سے مختص
ہیں اور عبادت اور پرکار کے لائق وہی ہے۔ اہل جنت جب
جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان
ملاحظہ کریں گے اور جنت کی گونا گون نعمتیں دیکھیں گے
تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تعظیم و تجلیل بجا لائیں گے۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ
ملیگا۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے۔ (منظری ملخصاً)
اول کلامہم التسبیح وَاخوۃ التمجید فیبتدؤن بتعظیم
اللہ و تنزیہہ و یختمون بالشکر والثناء علیہ الخ
(مدarik ج ۲ ص ۱۱۱) **۱۹** یہ ترجمہ اسْتَسْجَعُ اَلہُمْ مَنْصُوبٌ
بشروع خافض ہے اس سے پہلے کاف تشبیہیہ قدر ہے اے
کاستجعا لہم بعض دفعہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے عذاب کی تائیس
کرنے لگتے کہ اے اللہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا دین بچے
ہیں تو ہمیں آسمان سے پھر برسا کر یا کسی دوسرے عذاب سے
ہلاک کر دے اَللّٰہُمَّ اِنْ کَانَ ہٰذَا ہُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ
فَاْمْطُرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ اَنْتَبَا بَعْدَ اِیَّ
اَلَیْہِم (انفال ۴۶) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح لوگ خیر
اور بھلائی مانگنے میں عجلت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی دی جاتی
ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کے شر اور عذاب کے مطالبے کو بھی
پورا کر دیتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ ناگہانی عذاب
سے تباہ و مریاد کئے جاسکتے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ بطور استدراج

۴۷

يَعْتَذِرُونَ ۝

ہم ہلاک نہ کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہوئے حالانکہ تم تھے انکے پرہ
رُسْلَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا اِلَّا يَوْمُنَا كَذٰلِكَ نَجْزِي
رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے۔ ابوں ہی سزا دیتے ہیں۔

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَإِذَا أَنْتُمْ

عَلَيْهِمْ اَيُّهَا بَيِّنْتَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا
ان کے سامنے آئیں ہمارے واضح سے کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی

اَنْتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا اَوْ بَدِّلْهُ طَفْلٌ مَا يَكُوْنُ مِثْلِي اَنْ
 لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈالو تو کہہ دے میرا کام نہیں ہے کہ

اُبَدَّ لَهُ مِنْ تِلْقَائِيْ نَفْسِيْ ؕ اِنْ اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُوْحٰى

میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے وہ

قُلْ نُوْشَاءُ اللّٰهُ مَا تَكُوْنُ عَلَیْكُمْ وَلَا اَدْرَاكُمْ بِهِ

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمَرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٩﴾

کیوں کہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے قتل کیا پھر تم نہیں سوچتے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ط

منزل ۳

ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرکشی کر لیں اور آخر ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ یَعْمَهُونَ ای یلعبون اور یتحیرون۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے دلوں پر میر جباریت لگ چکی ہے اور ان کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ ۱۱۔ یہ شکوی ہے۔ انسان کیا احسان فراموش ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان دیکھ کر اور اس کی بے حساب نعمتیں ملاحظہ کر کے پھر بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتا اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ حالانکہ جب کبھی اس پر کوئی بہت بڑی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے تمام غور و ساختہ معبودوں کو بھول کر یہ حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات و مشکلات کے لئے تو اپنے معبودان باطلہ کو **فلا** اس قرآن کا پسند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل ہونا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم صبر قبول کر لیں۔ ۱۲۔ **فلا** یعنی اپنی طرف سے میں بنانا تو چاہیے **موضح قرآن** برس کی عمر میں بنانا یا اس قسم کا خیال رکھنا۔ ۱۲۔

پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ چھوڑ کر صرف رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کو پکارتے اور اس کی دوائی دیتے حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں میں شعیثوں میں سفر کرتے اور تند و تیز ہواؤں سے خوف ناک موقعین کشتیوں کو ڈول ڈول کر دیتیں تو فوراً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا، وہ اب آپ پہنچا ہے اس لئے خالصتہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے لگتے۔ جیسا کہ سورہ یونس ہی میں ہے جَاءَ شَهْرًا رَیْحًا عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمُ احْصٰی بَہْمُ دَعَاؤُ اللّٰہِ مُخْلِصٰیۡنَ لَہُ الدّٰیۡنِ اَلْحَمْدُ اور سورہ النعام رکوع ۴ میں ارشاد ہے قُلْ اَدْرِیْتُ لَکُمْ اَنۡ اَشۡکُرَ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَشۡکُرُ السَّاعَۃُ اَغَیۡرَ اللّٰہِ تَدْعُوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمْ صٰدِقِیۡنَ ہٰکُنَّ اَیَّاکُمۡ تَدْعُوۡنَ فِیۡکَیۡفَ کُنۡتُمْ اَوۡ تَدْعُوۡنَ اِلَیۡہِ اِنۡ شِآءَ وَتَنۡسَوۡنَ مَاۤ اُنۡشَرۡ کُوۡنَ۔ اور سورہ النعام ہی میں ہے قُلْ مَنْ یُّجَیۡدِکُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الْبُیُوتِ وَ الۡبَحْرِ تَدْعُوۡنَہُ تَضَرُّعًا وَ خُفَیۡۃً ہٰکُنَّ اُنۡجُبًا مِّنۡ ہٰذِہٖ کُنۡتُمْ تُشۡکِرُوۡنَ مِنَ الشُّکْرِ یٰۤاَیُّۡہَا (ع ۸) مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام تدبیر امور عظام اور حوادث شدیدہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں و عقیدہ اثبات خدائی تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و ہر ہر حوادث عظام و قادر بر ارسال رسل و مجازات عباد و براسمال ایثار و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آن ... در میان ایثار (مشرکین) ثابت بود انوار الکیب باب اول فصل اول (۱) لیکن جب ہم نے اس سے مصیبت دور کر دی تو وہ پھر سے اپنی پہلی راہ شرک پر گامزن ہو گیا اور اپنی تکلیف و مصیبت کو اس طرح بھول گیا کہ گویا اسے کوئی تکلیف آئی ہی نہ تھی جس کے لئے اس نے خدا کو پکارا تھا۔ اسی مضی و استمرار علی ما کان علیہ قبل و نسئ حالۃ الجہد و البلاء (روح ج ۱ ص ۱۱۱) والمعنی انہ استمرار علی حالۃ الاولی قبل ان یمسہ الضر و نسئ ما کان فیہ من الجہد و البلاء و الضیق و الفقر (خازن ج ۳ ص ۳۵۳) المسرفین یعنی مشرکین وہ جو مشرک نہ اعمال و افعال بجالاتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں ان کی اچھائی کا تصور بٹھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار سے اعراض کرنے مصیبت دور ہو جانے کے بعد پھر سے اپنے معبودان باطلہ کی پکار کو وہ بہت اچھا کام خیال کرتے ہیں۔ (مَا کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ) من الاعراض عن الذکر والدعاء والالہماک فی الشہوات (روح) ۳۲۲ تخویف دنیوی تخوف بذلک کفار مکہ (خازن) جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ توحید کا انکار کرتے اور رسالت و قیامت کی تکذیب کرتے ہیں وہ دنیا کی زندگی اور یہاں کی عیش و طرب پر مطمئن نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ ان کا کچھ گیارہ نہیں سکتا۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود وغیرہ کا حشر ان کو اچھی طرح معلوم ہے ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لیکر آئے اور واضح اور روشن دلائل سے مسئلہ توحید کو بیان کیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا اور ماننے پر تیار نہ ہوئے تو ہم نے ان کو شدید ترین عذابوں سے نیست و نابود کر دیا۔ کَمَا ظَلَمُوۡا یعنی جب انہوں نے اللہ کی توحید کا انکار کر کے اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلا کر شرک کرنا شروع کر دیا۔ کَمَا ظَلَمُوۡا یعنی لہذا شرک کو (خازن و مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) اے کفر و اشکوار (قرطبی ج ۸ ص ۳۱) گَیۡرَ لَکَ تَجۡوِیۡ الْقَوۡمَ الْمُجۡرِمِیۡنَ مجرموں سے ایسا سلوک کرنا ہماری سنت جاریہ ہے لہذا اگر مشرکین مکہ نے بھی عاد و ثمود کی طرح تکذیب کی اور شرک و کفر پھیلے ہوئے ہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا یعنی کَمَا اَہْلَکْنَا الْاَمۡوَ اِلَیۡہِ لَکَ نَہَلِکُمۡ اِیۡہَا الْمُشۡرِکُوۡنَ بتکذیبکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص ۱۱۳) اقوام گذشتہ کے بعد اب تمہاری باری ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا آخری پیغمبر پیغام توحید دے کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش ہو جائے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ بھی حسب سابق معاملہ ہوگا۔ ماننے والے جزائے خیر کے مستحق ہوں گے اور منکرین عذاب شدید کے سرورار۔ ۳۵۲ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ۔ یہ شکوئی ہے یعنی جب مشرکین کو ہمارا پیغمبر ہماری آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے جن میں دلائل توحید اور رد شرک کا بیان ہوتا ہے اور جن میں ان کے معبودان باطلہ کی بے بسی اور بے جہادگی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بول اٹھتے ہیں یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے البتہ اگر اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آویا اسی میں ترمیم کر ڈالو الغرض قرآن میں ہمارے معبودوں کی توہین و تحقیر کا مضمون نہ ہو اور نہ اس میں حشر و نشر کا ذکر ہو تو ہم اسے بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں (وَلَا اَتَّخِذُ عَلَیۡہِمُ اٰیٰتِنَا) الدالۃ علی حقیقۃ التوحید و بطلان الشرک ... ۱۰۱ اِنَّتَ بَکِنَادِیۡ نَقَرۡہٗ لَیۡسَ فِیۡہِ مَا نَسْتَبِیۡدُہٗ مِنَ الْبَعۡثِ وَالْحِسَابِ وَالْجَزَا وَمَا نَکۡرُہُہٗ مِنْ ذَمِّ الْاِہۡتِنَا وَمَعَا یۡہَا دَاوُۡعِیۡدُ عَلٰی عِبَادَتِہَا رَاۡبُو السَّعُوۡدِ ج ۴ ص ۴۱۱ اَوْ کَلَّ لَہٗ بَانَ فَعِیۡلَ مَکَانَ اٰیۃِ عَذَابِ اٰیۃِ رَحۡمۃٍ وَ تَسۡقُطُ ذُکۡرُ الْاِلَہِۃِ وَ ذَمِّ عِبَادَتِہَا (مدارک ج ۲ ص ۱۱۱) ۳۵۳ ضمیر کی جگہ موصول کو رکھ کر ان کے قول کی علت بیان کرنا مقصود ہے۔ نیز اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی بات اس لئے کہی کہ ان کے دلوں میں قیامت کے عذاب کا کوئی کھٹکا نہیں۔ وضع الموصول موضع الضمیر اشعاراً ابعادیہ فی حیۃ الصلۃ للعظیۃ المحکمۃ عنہم و انہما اُحِبُّوۡا عَلَیہَا لَعَدَمِ خَوْفِہُمۡ مِنْ عِقَابِہٖ تَعَالٰی یَوْمَ الْاَلْقَاءِ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۱۱) ۳۵۴ یہ جواب شکوئی ہے کوئی دوسرا قرآن لالے یا اسی قرآن میں ترمیم کرنے کا مجھ سے مطالبہ تو اس طرح کرتے ہیں کہ قرآن نازل کرنا میرے اختیار میں ہے یا اس اپنی مرضی سے قرآن لاسکتا ہوں حالانکہ مجھے ان باتوں کا اختیار نہیں میں تو صرف انہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو ذریعہ وحی میرے پاس اللہ کی طرف سے آتے ہیں میں اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کے احکام کی خلاف ورزی کروں اور اس کی کتاب کے احکام میں رد و بدل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ اِنِّیۡ اَخۡشِیۡ مِنَ اللّٰہِ اِنۡ خَالَفَتُ اَمۡرَہٗ اَدۡغِیۡرَ اَحۡکَامَ کِتَابِہٖ اَوْ بَدَلۡتَہٗ فَعَصِیۡتَہٗ بِذٰلِکَ اِنۡ یَّعۡذِبۡنِیۡ بَعۡذَ اٰیۡ عَظِیۡمَ فِیۡ یَومِ تَذٰہِلُ کُلُّ مَرۡضَعۃٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ (خازن ج ۳ ص ۳۵۴) ۳۵۵ یعنی سب کچھ اللہ کے اختیار و مرضی سے ہے میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے نہ بھیجتا اور میں تم کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر نہ سناتا اور میری وساطت سے اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کی خبر نہ دیتا۔ والمعنی ان الامر کلہ متوط بمشییتہ تعالیٰ و لیس لی منہ شئ قط (ابو السعود ج ۴ ص ۴۱۱) یعنی لو شاء اللہ لم یَنۡزِلْ عَلٰی ہٰذَا الْقُرۡاٰنِ وَلَہِیۡا مَوۡفِیۡ بِقَدَاۡتِہٖ عَلَیۡکُم (خازن) ۳۵۶ یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ نزول قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ یعنی چالیس برس رہ چکا ہوں میری امانت و دیانت تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے کھٹنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو معلوم ہو کہ اب میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے حکم سے پیش کرتا ہوں ای میں قبل القرآن تعرفونی بالصدق والامانۃ لا اقرأ ولا اکتب ثم حیثکم بالمعجزات (قرطبی ج ۸ ص ۳۱۲) اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ تو کیا اب بھی تم نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اور اس میں مذکور مسئلہ توحید میری اختراع نہیں بلکہ یہ سب کچھ میں جانب اللہ ہے۔ ۳۵۷ یہ زجر ہے۔ قَا و لَہٗ لَیۡسَ فِیۡہِ شَیۡءٌ غَیۡرُ لَہِیۡ فِیۡ غَیۡبِہٖ عَنِیۡ جَبۡ دَلٰلِیۡ عَقِلِیۡہِ قَاہِرَہٗ سَ شَرۡکِ کِیۡ نَفِیۡ اَدۡرِمَانَعَتِ

عقلی دلیل ہے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور لپکار صرف فی ایسی ذات کے لئے جائز ہے جس کے اختیار و تصرف میں مخلوق کا نفع و نقصان ہو اور ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مشرکین جن کو نافع و ضرار سمجھ کر پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز و بے بس ہیں۔ نفع و ضرران کے اختیار میں نہیں۔ لہذا ان کی عبادت و لپکار بھی جائز نہیں۔ یہاں دعوائی سورت بھی حتمائاً مذکور ہے یعنی مشرکین اپنے محبوبانِ باطلہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اختیار نہیں دیا۔ ۳۲ یہ مشرکین کی طرف سے اپنے فعلِ شرک کے ارتکاب کے لئے معذرت ہے۔ یعنی ہم اللہ کے جن نیک اور برگزیدہ بندوں کو لپکارتے ہیں انہیں متقل بالذات نافع و ضرار یا متصرف و مختار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور اللہ سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو لپکارتے ہیں۔ ای تشفع لئنا عند اللہ فی اصلاح معاشنا فی الدنیا (قرطبی ج ۱ ص ۱۳۷) یعنی دنیا میں خوشحالی اور معاشی فارغ البالی ہمیں انہی معنوں کی سفارش کے صدقے حاصل ہوتی ہے۔ سفارش سے ذیوی سفارش مراد ہے کیونکہ مشرکین آخرت کے قائل ہی نہ تھے۔ بعض کے نزدیک آخرت میں شفاعت مراد ہے اور طاب یہ ہے کہ اگر بفرص محال قیامت آگئی تو ہمارے معبود ہیں اللہ کے عذاب سے چھڑالیں گے جیسا کہ نصر بن حارث نے کہا تھا قیامت کے دن میرا معبودات میری سفارش کرے گا۔ عن النضر بن الحارث اذا کان یوم القیامۃ یشفع فی اللہ (ابو السعود ج ۴ ص ۸۷) مشرکین عرب اللہ کے جن برگزیدہ اور نیک بندوں کو لپچتے اور لپکارتے تھے ان میں کچھ تو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور کچھ اولیاء اکرام۔ انہوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر عبادت خانوں میں نصب کر رکھے تھے اور بظاہر عبادت کا برتاؤ انہی بتوں سے کرتے تھے۔ انہی کے آگے سجدے کرتے۔ انہی کے سامنے نذرین تیار کر رکھتے۔

مجلس ششمین در تاریخ ۱۳۰۲
در روز شنبه ۱۳۰۲
در محل اجتماعات
در شهر تهران

مستوفی

۳۰۰

يعتدرون ۱۱

مزل ۳

مذول ۳

فَمَحِ الرِّحْمَنُ فَلَا يَعْزِي بِكَفَرَانِ نَعْمَتِ ١٢

فتح الرحمن فدا یعنی بکفران نعمت ۱۲

اور انہی کے روبرو کھڑے ہو کر اور رگڑ رگڑ کر حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر اس سے ان کا مقصد ان بے بس بتوں اور بے جان مجسموں کو معبود اور کارساز سمجھنا ہرگز نہ تھا بلکہ یہ بت تو محض توجہ کی یکسوئی کے لئے بطور قبلہ تھے ان کا مقصد یہ تھا جب وہ ان انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے بتوں کی عبادت و تعظیم بجا لائیں گے تو وہ اکابران سے خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں گے انہوں نے وضعوا ہذہ الاصنام علیٰ صورت انبیاء ہم و اکابر ہم و زعموا انہم متی اشتغلوا بعبادۃ ہذہ التماثل فان اولئک الاکابر لہم عند اللہ تعالیٰ (ابو السعد ج ۳ ص ۸۷) مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آج کل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے۔

یونس ۱۰

۴۷۰

يعتدرون

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی

تَمْكُرُوْنَ ۲۱) هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

ہماری فلاح وہی تم کو پھراتا ہے جہل اور دریا میں

حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَرْنَا بِهٖمْ بَرَاجٍ طَيِّبَةٍ

یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لیکر چلیں وہ لوگوں کو ابھی ہوا سے

وَفَرَحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ

اور خوش ہوئے اس سے اُنی کشتیوں پر ہوا تند اور آبی ان پر موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهٖمْ دَعَوْا

ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ پھرنے پھارنے لگے

اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ هَ لِيْنِ اَنْجِيْتَنَا مِنْ

اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر لوگ بچا لیا ہم کو

هٰذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ۲۲) فَلَمَّا اَنْجَاهُمْ اِذَا

اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بچا لیا ان کو اللہ نے لگے

هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

شرارت کرنے اسی وقت زمین میں لا ناحی سنو لوگو!

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ہماری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگی کا

ثَمَّ اَلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَذُنِبَكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۲۳)

پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کرانا پھر ہم بنادیں گے جو کچھ تم کرتے تھے

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ

دنیا کی زندگی گالی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے

مذول

آج کل بہت سے لوگ قبروں کی عبادت و تعظیم بجا لاتے ہیں

قبروں کو سجدے کرتے اور ان پر نذرین منیتیں چڑھاتے ہیں۔

اس سے ان کا مقصد قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود

یہ ہوتا ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہو کر اللہ کے یہاں

ہماری سفارش کریں گے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے مشرکین عرب اور اپنے

زمانے (ساتویں صدی) کے مشرکین کے فعل کا موازنہ کرتے

ہوئے لکھا ہے۔ انہوں نے وضعوا ہذہ الاصنام والادوات

علیٰ صورت انبیاء ہم و اکابر ہم و زعموا انہم متی

اشتغلوا بعبادۃ ہذہ التماثل فان اولئک الاکابر

تکون شفعا لہم و نظیرہ فی ہذا الزمان اشتغال

کثیر من الخلق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انہم

اذا عظموا قبورہم فانہم یكونون شفعا لہم

عند اللہ (کبیر ج ۳ ص ۸۷) امام ابو السعد و حنفی اور امام رازی

شافعی کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت پھر کے بے جان تماثل

کے بارے میں نہیں بلکہ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے

بارے میں ہے۔ ۲۳) یہ مشرکین کے مذکورہ دعویٰ کا جواب ہے

یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں

اگر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا اور کتب سابقہ میں اس کا

ذکر ہوتا مگر تم (مشرکین عرب) اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی بات

بتانا چاہتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کیونکہ تم سے اس کا وجود

ہی نہیں۔ ان خبروں اللہ ان لہ شریک فی ملکہ اوشفیعا

بغیر اذنتہ واللہ لا یحکم لنفسہ شفیعاً فی السموات و

لا فی الارض لانه لا شریک لہ فلذلك لا یحکمہ

(قرطبی ج ۸ ص ۳۳) سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُّوْنَ۔

ان شرکاء اور شفعا سے پاک ہے جن کو وہ اللہ کے شریک اور

اس کے یہاں سفارشی مٹھرتے ہیں۔ ۲۴) فَاخْتَلَفُوْا

بعد کا مضمون مقدر ہے ای بعث اللہ النبیین الخ لقرئیم

سورہ بقرہ کان الناس امثله وَاٰحَدًا قَبْعَتْ اللّٰہُ

النَّبِیِّیْنَ الخ اور سورہ بقرہ میں قَبْعَتْ سے پہلے فَاخْتَلَفُوْا

مذکورہ آیت پر حنفی و شافعی

مذکورہ آیت پر حنفی و شافعی

مذکورہ آیت پر حنفی و شافعی

سے تقریباً آیت ۲۴ پر تفسیر جبکہ سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے (حاشیہ صفحہ ۴۷۰) لوگوں کے امت و اعتقاد ہونے اور مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہوں میں مذکور ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے توحید تھی اور تمام لوگ توحید پر متفق تھے کیونکہ توحید دین فطرت ہے۔ اسکے بعد بدعمل اور بے دین لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور محض ہند کی وجہ سے مسئلہ توحید کی حقانیت کو جانتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ اس اختلاف کو مٹانے اور مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا قرآن مجید کی اس موضوع پر متعدد آیتوں کو یکجا کرنے سے حسب ذیل موافقہ طور سے معلوم ہوتے ہیں (۱) موضع قرآن والی یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سو ڈرتا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کرے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے بیان فرمائی۔

فتح الرحمن و بعد ازاں خدائے تعالیٰ بیان می فرماید کیفیت مکر و کفران نعمت ۱۳

(۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا؟ غلط کار اور باغی عالموں نے (۲) اختلاف کب کیا گیا؟ جب آیات بنیات سے توحید کو واضح کر دیا گیا اور اختلاف کر بیواہوں کو مسئلہ توحید کی سچائی کا پورا پورا علم ہو گیا یعنی علماء و سوء نے جان بوجھ کر حملاً اور قصداً توحید میں اختلاف ڈالا۔ (۳) اختلاف کیوں پیدا کیا گیا؟ علماء، سوء نے محض ضد و عناد اور دنیوی ریاست کی وجہ سے مسئلہ توحید کے مقابلے میں شرک کا محاذ کھولا اور توحید سے اختلاف کیا پہلی بات سورہ بقرہ میں مذکور ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (بقرہ ۲۵۶) یہاں اختلاف کو اہل علم کی جماعت میں منحصر کیا گیا۔ دوسری بات کو سورہ آل عمران اور شوری میں ذکر کیا گیا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا فِي بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (شوری ۲۶) ان دونوں آیتوں میں اہل کتاب کے اختلاف و تفرق کو مسئلہ توحید کا علم ہو جانے کے بعد کی حالت میں منحصر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف جہالت و نادانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دیدہ و دانستہ محض ضد و عناد اور راہ حق سے بغاوت کی بنا پر تھا۔ تیسری بات ان تینوں آیتوں میں لفظ بَغْيًا، اخْتَلَفَ اور كَفَرُوا کا مفعول لہ ہے جو ان کے اختلاف و تفرق کی علت بیان کر رہا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ آل عمران ص ۱۲ حاشیہ ۲۵۷۔ یہ شکوی ہے آیہ یعنی ان کا منہ مانگا معجزہ۔ مشرکین اگرچہ بڑے بڑے معجزے دیکھ چکے اور توحید کے واضح دلائل و براہین سن چکے تھے مگر ضد و عناد اور انتہائی سرکشی کی بنا پر ان میں غور و فکر نہ کیا اور مزید معجزہ لانے کا مطالبہ کر دیا۔ ارادہ آیہ من الرایات التي اقترحوها كانوا هم لفرط العتو والفساد و نهاية التملد في الملک ابرة والحناد لم یجدوا البینات النازلہ علیہ علیہ السلام من جنس لا یبت واقترحوا غیرها مع انه قد نزل علیہ من الایات الباہرۃ و المعجزات المتکاثرۃ الخ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۰) مشرکین کہتے کہ ہم کے پہاڑوں کو ہمارے لئے سونا بنا دو یا کم از کم تمہارا گھر ہی سونے کا ہو یا ہمارے فلاں فلاں باپ دادا کو زندہ کر دو وغیرہ وغیرہ ای معجزہ غیر ہذا المعجزۃ فیجعل لنا الجبال ذهباً و یكون له بیت من زخرف و یجی لنا من مات من ابا لنا (قرطبی ج ۶ ص ۳۳) یہ جواب شکوی ہے یعنی معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ظاہر ہوگا۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے و المعنیان ما اقترحوه و زعمتم انہ من لوازم النبوة و علفتم ایما نکم بنزولہ من الغیوب المخصوصہ باللہ تعالیٰ لا و قوف لی علیہ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۰) لہذا تم اپنے مطلوبہ معجزے کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی منتظر ہوں کہ آیات بنیات کے انکار و مجہود اور بے جا مطالبے کی اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سزا دیتا ہے۔ ۳۵۷ یہ زجر ہے انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کا یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف و مصیبت دور کر کے اسے راحت و خوشحالی سے ہمکنار کر دیتا ہے تو وہ کب سزا لانے کے بجائے اللہ کی آیتوں میں حیل و حجت کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو اللہ کا کلام ہی نہیں ای مکر و ابایا تنابذ فعمها و انکارها (مدارک ج ۲ ص ۱۲) قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹے انکار پر ان کو بہت جلد عذاب دے سکتا ہے۔ مشرکین نے اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی آیات کے انکار کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دینے کی ایک نہایت ہی لطیف تدبیر نکالی کہ کربا کا تین کون کے تمام بڑے بھلے اعمال کی ڈائری لکھنے پر مامور فرما دیا اور اس کے مطابق انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح وہ سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ان رسل اللہ یکتبون مکہ ہم و یحفظونہ و تعوض علیہم ما فی بواظہم الخبیثۃ یوم القیامۃ و یكون ذلك سبباً للفضیحة التامۃ والخزى والنکال نعوذ باللہ تعالیٰ منہ (کبیر ج ۴ ص ۳۵) یہ توحید پر جو سختی عقلی دلیل ہے جبرئیلؑ یہود یہاں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے یعنی پہلے مشرکین کو ضمیمہ خطاب سے مخاطب فرمایا اس کے بعد ضمیمہ خطاب کی جگہ ضمیمہ غائب استعمال فرمائی۔ جب مشرکین سمندوں اور دریاؤں میں سفر کرتے اور ہوا کا رخ موافق ہوتا تو بہت خوش ہوتے لیکن اگر ان کی کشتیاں طوفانِ باد و باران میں گھر جاتیں تو نہایت غلوس سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اور محبوبانِ باطلہ کو بھول جاتے اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کہتے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے۔ اور ہر کام میں تجھے ہی پکارا کریں گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیاں صحیح سلامت کنارے دکا دیتا تو وہ پھر شرک کرنے لگتے۔ دَعُوا اللّٰهَ مُخْلِصَیْنِ اِیْ دَعْوِہٖ وَ تَرٰکُوْا مَا کَانَ لَیْسَ بِاللّٰهِ (قرطبی ج ۴ ص ۳۵) مشرکین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سختے کہتے کہ اگر مسئلہ توحید نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آگیا جو تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ جب وہ دریاؤں کی غضبناک موجوں میں گھر جاتے تو انہیں خیال آتا شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا وہ عذاب آگیا اس لئے خالصتہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ ۳۵۹ یہ تنبیہ ہے اور اس سے دنیا کی تحقیر اور بے وقعتی کا بیان مقصود ہے متاع الحیوۃ منصوب بنسب خافض ہے ای فی متاع الحیوۃ الخ جس دنیا پر تم مغرور ہو کر حتیٰ کو نہیں مانتے ہو وہ بہت حقیر اور بالکل ناپائیدار ہے۔ اس چند روزہ دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کرو آخر قیامت کے دن میرے سامنے آگے جہاں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے۔ ۳۶۰ یہ دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائیداری کی تمثیل ہے۔ اخْتَلَفَ زَادَہٗ اور گنجان ہو گئی زُخْرَفُہَا زُیو ر یعنی سرسبز و شاداب کھیتوں اور بو قلموں پھولوں کی وجہ سے زمین مانند عروسِ خولصورت ہو گئی۔ وَ اَزَّیْنَتْ۔ یہ ماقبل کی تفسیر ہے کَانَ لَہٗ لَعْنٌ بِالْاَمْسِ گویا کہ کل گذشتہ اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جس طرح بادشہ برسنے کے بعد زمین سرسبز و شاداب اور رنگارنگ پھولوں سے مزین اور بار و لطف ہو جاتی ہے لیکن جو نہیں کئی ہوا آفت آئی بس پہلے تے کھیتوں اور باغوں کا ستیا ناس ہو گیا اور ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا گویا کہ ان کچھ بھابی نہیں بالکل یہی حال اس کا رنگا عالم کا ہے اس کی چہل پہل، زینت و آرائش اور رونق و زیبائش بالکل ناپائیدار اور چند روزہ ہے۔ اس لئے دنیا کی عیش و عشرت میں نہمک ہو کر اللہ کی توحید اور آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۱۱۔ بشارت اخروی ہے دارالسلام سے مراد جنت ہے لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا خَيْرٌ مَّقْدَمُ الْحَسَنَىٰ وَزِيَادَةٌ معطوف علیہ مع معطوف مبتداء مؤخر زیادہ کا ہے دیدار الہی مراد ہے قنکر سیاحتی اور بے رونقی یعنی جن لوگوں نے چند روزہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اور پورے اجلاس کے ساتھ توحید و رسالت کو مانا اور شعائر اسلام کی پیروی کی ان کیلئے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ ہے، ان کو ان کے تمام اعمال کی جزا ملیگی اور سب سے بڑا انعام جو انہیں وہاں ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیسا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ (وزیادۃ) رؤیۃ الرب عزوجل کذا عن ابی بکر و حدیث ابن عباس و ابی موسیٰ لا تشعروا و عبادة ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۳) قیامت کے دن بدکاروں کی طرح ان کے چہرے سیاہ اور بے رونق نہیں ہوں گے اور نہ ذلت و رسوائی ہی کا انہیں سامنا ہوگا۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے شاہانہ ٹھکانے اور خمر دانہ آن بان سے ۱۲۔ تخویف

اخروی برائے مشرکین۔ جن لوگوں نے لذت دنیا میں منہمک ہو کر حق کو ٹھکرا دیا، بد اعمالیوں اور مشرکانہ افعال میں زندگی بسر کر دیں آخرت میں ان کا بہت برا حال ہوگا۔ میدان حشر میں ذلیل و رسوا ہونگے اور ان کے چہرے اس قدر سیاہ ہوں گے گویا کہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تاریکی کی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ سَاَتَمَّ اَغْشَيْتُ الْخَيْضَةَ كَأَمَّا الْبَسْتُ وَجُوهُمْ سَوَادًا مِنَ اللَّيْلِ الْمَظْلَمِ (مخازن ج ۳ ص ۱۱)

موضح قرآن یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل

کثرت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی جب ہر چیز میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آپہنچی۔۔۔ ہمارا حکم پہنچا یعنی پک کر زرد ہو گئی پھر کٹی یا کوئی فوج آپری گئی کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔

فتح الرحمن مآ یعنی رؤیت خدا تعالیٰ ۱۲

یونس ۱۰

۴۷۲

یعتذرون ۱۱

فَاُخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَ

پھر رلا بلا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور

الْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا

جا لور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق

وَأَزْيِنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا

اور مزین ہو گئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے کی ناگاہ

أَنَّهُمْ أَمْرٌ نَّالِيًّا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا

پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹ کر ڈھیر

كَأَنَّهُمْ تَخُنُّ بَالِ الْأَمْسِ كَذَلِكَ نَقُصُّ الْأَيَاتِ

گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۚ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ

ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں فلا اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۱۳

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ لِلَّذِينَ

اور دکھاتا ہے جسے چاہے راستہ سیدھا جنہوں نے

أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۚ وَلَا يَرْهَقُ وَجُوهُهُمْ

کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی فلا اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر

قَتَرٌ ۚ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيهَا

سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں

خَالِدُونَ ۚ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ

رہا کریں گے اور جنہوں نے کمائیں برائیوں ۱۴ بدلے برائی کا

بِمِثْلِهَا ۚ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ

اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے

منزل ۳

عَصِمَ كَانَسًا اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطْعًا مِّنَ

بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ہیں ان کے چہرے اندھیری رات

الْبَلِّ مُظْلِمًا ۚ وَلَئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

کے منکروں سے وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں

خُلِدُوْنَ ۚ (۲۷) وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

رہا کریں گے اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو ساتھ پھر

نَقُولُ لِلَّذِينَ اَشْرَكُوا امَّا كُنتُمْ اَنْتُمْ وَ

کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور

شُرَكَاءُكُمْ ۚ فَرِيقًا بَيْنَهُمُ وَقَالَ شُرَكَاءُكُمْ

ہمارے شریک پھر ٹوٹا دس گئے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک تم

مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۚ (۲۸) فَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا

تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سوائے کافی ہے شاہد

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغْفِلِينَ ۚ (۲۹)

ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ پہنچتی تھی

هٰذَا لَكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْا اِلَى

وہاں جا بچ لے گا ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کیلئے

اللّٰهِ ۚ مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو

يَفْتَرُوْنَ ۚ (۳۰) قُلْ مَنْ يَّرْسُفُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ

جھوٹ باندھا کرتے تھے تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور

الْاَرْضِ ۚ اَمْ مِّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ

زمین سے یا کون مالک ہے کان بھنے اور آنکھوں کا مٹا اور کون

منزل ۳

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل مکنات کلمہ سے پہلے نعل ناصب محذوف ہے آی الزموا مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کی عبادت کرتے اور جن کو عند اللہ شیع غالب خیال کرتے ہیں وہ محض عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے اختیار میں کسی کا نفع و ضرر نہیں یہاں بطور نتیجہ اور ثمرہ آخرت کا منظر پیش کیا گیا کہ دیکھ لو جن کو تم متصرف و کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام تو کیا آئیں گے یا تمہاری سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ دوسرے سے تمہاری عبادت اور پکار ہی کا انکار کریں گے اور میدان حشر میں علی رؤس الاشہاد خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ وہ تمہاری عبادت اور پکار سے بالکل بے خبر تھے اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں کہ کون ان کی قبر پر آیا، کس نے ان کی قبروں پر سجدے کئے، کون ان کے ہم کی ندیں منتیں دیتا رہا اور کون انہیں حاجت روائی کے لئے پکارتا رہا۔

اس سے سماع موتی کی نفی مفہوم ہے کہ لا یخفی علی من لا یدنی ذہم و تدبر ۴۴ شرکاء سے یہاں فرشتے، پیغمبر اور اولیاء اللہ مراد ہیں جن کے مجسے بنا کر مشرکین انکی عبادت کرتے ہیں یا جن مردان حق کی قبروں پر جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تعلیم دی تھی یا ان شرکاء افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے ہاں خدا یا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر رضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکاء افعال کا علم بھی نہیں قیل لہذا بالشرکاء الملئکۃ والمسیح فانہم ما امروا بہا ولا رضوا بہا (مظہری ج ۱ ص ۱۸۷) و امراد بالشرکاء قیل الملئکۃ وعزیر والمسیح وغیرہم جن عبد من اولی العلم الخ (ابو سعید ج ۱ ص ۸۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورۃ الفرقان ۲۷ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے فرمائے گا جن کی دنیا میں عبادت کی گئی آتے آتے اَصْلَلْتُمْ عِبَادَتِيْ هُوَ لَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا اور انہیں شرک کی تعلیم دی تھی یا وہ خودی گمراہ ہوئے تو نیک لوگ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ اَوْلِیَآءٍ اے اللہ تو ہر شرک سے پاک ہے ہم نے دنیا میں اپنی ذات کیلئے تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بتایا تو اوروں کو ہم کیونکر شرک کی راہ پر ڈال سکتے تھے یا طرح ایک جگہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُولُ لِلْمَلٰئِکَۃِ اِهْوَاۤءِ اِیَّاکُمْ دَکَاۤءُ اَیْعَبُوْا وَنَہ قَاۡمُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلَیْسَ لَنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ہَلْ کَانُوْا اِیْعَبُوْا الْحٰجْنَ اَکْثَرُھُمْ یَوْمَ مُمِیْنُوْنَ (سج ۱۷) ۴۵ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان تَمَلُّوْا اِیَّاکَ جَاۡنَ لَہٗ گایا چکھ لے گا مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے کارساز

اور سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آ سکے گا۔ (مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) من ان الہۃ ہم تشفع لہم اذما کانوا یدعون انہا الہۃ (ابو السعد ج ۱ ص ۸۲) انہم کانوا یدعون فیما یعبدونہ انہم شفعا وان عبادتہم مقربۃ الی اللہ تعالیٰ فتبدل تعالیٰ علی ان ذلک یزول فی الآخرۃ ویطون ان کل ذلک باطل افتراء واختلاق (کبیر ج ۱ ص ۸۲) ۴۶ یہ توحید پر پانچوں عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراض من الخضم یعنی ایسے عقلی امور کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جو فرقی مخالف یعنی مشرکین کے نزدیک مسلم ہیں اور فرقی مخالف انکو مانتا ہے۔ یہ دلیل ایسے چھ امور پر مشتمل ہے جن کو مشرکین تسلیم کرتے تھے یہ دلیل سابقہ دلیلوں سے بطور ترقی ہے یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ مخالف بھی ان کا انکار کرتے ہیں۔ کما قیل اصمۃ الشہادات موضح قرآن و جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں انہوں کو وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا۔

فتح الرحمن و یعنی خالق گوش چشم باندہ ۱۲

ما یسمیہ بہ الاعدا جب کافران باتوں کو ملتے اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا انکار کرتے ہیں تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کا رسا سازی کو بھی مان لینا چاہیے کہ وہی مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے۔ اول زمین و آسمان سے تمام بنی آدم بلکہ تمام جاندار مخلوق کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوم ستنے کی قوت بھی اللہ ہی نے سب کو عطا کی ہے۔ سوم اسی طرح دیکھنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اور وہ ان دونوں قوتوں کو سلب کر لینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ چہاں کہ بے جان انڈے اور نطفہ سے جاندار پیدا کرتا اور پھر تمام جاندار یعنی انسان اور پرندے سے بے جان نطفہ اور انڈا پیدا کرتا اسی کا کام ہے۔ بامیت سے مراد کافر ہے کیونکہ وہ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور سخی سے مراد مومن جو دولت ایمان کی برکت سے زندہ جاوید ہے یا سخی سے مراد گھیتی اور بیت سے مراد زمین ہے ای النبات

یعتمد رون ۱۱ ۴۷۴ یونس ۱۰

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرِ الْأُمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ فذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ
 لکھتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو
 زندہ سے فلا اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سوبول انھیں کے کہ اللہ
 فقل افلا تتقون ﴿۲۱﴾ فذلکم اللہ ربکم
 تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو سو یہ اللہ ہے تمہارے رب تمہارا
 الحق فماذا بعد الحق الا الضل فأتني
 سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے مگر سمجھنا سو کہاں سے
 نصرفون ﴿۲۲﴾ کذلک حقت کلمت ربک علی
 لوٹے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات میرے رب کی ان
 الذین فسقوا آثمهم لا یؤمنون ﴿۲۳﴾ قل هل
 نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے فلا پوچھ کوئی ہے
 من شرکائکم من یبدؤ الخلق ثم یعیدہ
 تمہارے شرکیوں میں وہ جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے
 قل اللہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ فأتني
 تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے
 تؤفکون ﴿۲۴﴾ قل هل من شرکائکم من
 پلٹے جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شرکیوں میں جو
 یهدی الی الحق قل اللہ یهدی للحق فسن
 راہ بتائے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح نواب جو
 یهدی الی الحق الحق ان یتبع امن لا یهدی
 راہ بتائے صحیح اس کی بات مانتی چاہیے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ

مازل ۳

من الارض والانس من النطفة والسنبلة من الحبة والطیر من البیضة والمؤمن من الکافر
 (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۵) حق بات یہ ہے کہ جملہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان تمام اشیاء کو شامل ہے۔ ششم زمین و آسمان کا سارا کاروبار اور نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے تدبیر عالم میں وہ یکتا و یگانہ ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ فقل افلا تتقون یعنی جب تم یہ ساری باتیں جانتے اور مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور متصرف علی الاطلاق کیوں نہیں مانتے ہو افلا تتقون الشرک فی العبودیۃ اذا اعترفتم بالربوبیۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۴) مشرکین مکہ کا عقیدہ تو یہ تھا کہ مذکورہ بالا امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہیں اور ان کے مفرع و معبودوں میں ان کاموں کی طاقت نہیں یعنی انہم یعترفون ان فاعل هذه الاشیاء هو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۳ ص ۱۵۸) یعنی لا یفقد رون علی اسناد هذه الامور الی ما یدعونہ الیہ لظہور بطلانہ (مظہری ج ۵ ص ۵۵) مگر آجکل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودہویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بر ملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے۔ ذی تصرف بھی ہے ماؤن بھی ہے مختار بھی ہے کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد لقادر (ہدایہ بخشش حصہ اول)

۴۷۴ بھلا بتلاؤ تو یہی کہ رازق کون ہے اور مالک سمع و بصر کون ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر اسی کو پکارا اور اس کو کہوں پکارنے پر آئیں میں ام منقطع ہے (رضی) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بات غلط ہے اور اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ ایک امر سے دوسرے امر کی طرف انتقال مراد ہے یعنی بتلاؤ نہیں روزی کون دیتا ہے اچھا اسے رہنے دو ایک اور بات بتاؤ کہ مالک سمع و بصر کون ہے

ای ہذا الذی یفعل هذه الاشیاء هو ربکم الحق لہما اشرکتہ معہ (قرطبی ج ۸ ص ۲۵۵) فأتني نصرفون یعنی مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد پھر کس وجہ سے حق سے پھرے جا رہے ہو الذین فسقوا فسق سے درجہ کاملہ یعنی کفر مراد ہے اور جملہ لا یؤمنون۔ حقت کلمۃ ربک کا بیان ہے جو لوگ مسئلہ توحید کی اس قدر وضاحت کے بعد بھی نہ مانیں اور ضد و عناد سے کفر پراے رہیں ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر جباریت کی وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۴۷۹ اس سورت میں زحروں کے بیان پر خاص موضع قرآن وال یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی۔

فتح الرحمن فلا یعنی میوان را از لطفہ و لطفہ از حیوان ۱۲

إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ فَمَا لَكُمْ تَفْكِيفٌ تَحْكُمُونَ ۝۳۵ وَمَا

مگر جب کوئی اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو اور وہ

يَسْتَبِعُ أَكْثَرَهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنِي مِنَ

اکثر چلتے ہیں محض الظن پر لٹھ سوا اصل کام نہیں دیتی

الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝۳۶ وَمَا

حق بات میں کچھ بھی اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ

كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ

نہیں لٹھ یہ قرآن کہ کوئی بنا لے اللہ کے سوا اور لیکن

تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ

تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں

لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۳۷ أَمْ يَقُولُونَ

جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے کیا لوگ کہتے ہیں کہ

افْتَرَاهُ قُلْ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ

یہ بنا لیا ہے لٹھ تو کہہ لے تم لے آؤ لٹھ ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو

اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۳۸

بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ

بات یہ ہے کہ لٹھ بھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں

تَأْوِيلُهُ لَكُذَلِكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

اس کی حقیقت لٹھ اسی طرح بھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝۳۹ وَمِنْهُمْ مَنِ يَسْمَعُ

کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور بعضے ان میں یقین کریں گے

منزل ۳

تفسیر
یونس

یونس

یونس

طور سے زور دیا گیا ہے یہاں سے خصوصی زجروں کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو مشرکین نے صفات مذکورہ کا اعتراف کر لیا اب فرمایا ان سے پوچھو بھلا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا کر سکے اور پھر موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کر سکے قُلْ هَلْ مِنْ شَرِكٍ لَّكُمْ مَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَمْ يَكُونُ الْيَقِينُ ایسا ہے کہ ہدایت الی الحق اس کے اختیار میں ہو ہل من شرکاکم الذین جعلکم انسا د اللہ احد یهدی الی الحق مثل هداية الله نفاذ مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲ فرمایا ضد وعناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ خودی اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا کیا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ لٹھ اب تم ہی بتاؤ جو اللہ تعالیٰ قادر و مطلق ہے اور

ہدایت و ضلالت جس کے اختیار میں ہے اس کی پیروی اور عبادت بہتر ہے یا ان کی جو کسی کو ہدایت دینا تو درکنار خود بھی ہدایت نہیں پاسکتے۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ان عاجز معبودوں کی عبادت و پکار سے تمہیں کیا ملتا ہے اور تم اپنے لئے کیسا باطل فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہے ہو۔ لٹھ مشرکین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے اور بطور رسم و رواج دوسروں کی دیکھا دیکھی غلط راستے پر چلتے ہیں۔ لٹھ یہ شکوے کیسے نمسید ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی غیر کا افتراء نہیں۔ تصدیق الذی بین یدین یکدیہ یہ قرآن کے افتراء نہ ہونے کی پہلی وجہ ہے یعنی یہ قرآن تو کتب سابقہ کے مضامین کی تصدیق کرتا ہے و تفصیل الکتب یہ دوسری وجہ ہے۔ یہ قرآن شرائع اسلام اور فرائض و احکام کی تفصیل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ تبیین ما کتب فیہ من الاحکام والشرائع من قوله کتاب اللہ علی کھ مدارک ج ۲ ص ۱۲۵۲ لٹھ یہ شکوی ہے مشرکین نے کہا تھا کہ یہ قرآن محمد خود بناتا ہے اور خدا کے ذمہ لگاتا ہے۔ یقول هؤلاء المشرکون افتری محمد هذا القرآن و اختلقه من قبل نفسه (خازن ج ۳ ص ۱۹) لٹھ یہ جواب شکوی ہے۔ اگر یہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے تو تم بھی اہل لسان ہو اپنے سب ہم مسلک فصحا و بلغاء کو اکٹھا کر لو اور اپنے معبودوں سے بھی امداد حاصل کر لو اور قرآن جیسی فصیح و بلیغ صرف ایک ہی سورت بنا کر آؤ۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام بنا کر لے آؤ۔ اس طرح ایسا بلیغ کلام لانے سے ان کے عجز کا اظہار مقصود ہے لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مقابلہ ہمیشہ فعلی اور بلغاء سے نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ تم ایسی ایک سورت بنا کر لے آؤ جو قرآن کی طرح عقلی، نقلی اور وحی کے دلائل پر مشتمل ہو۔ اس لئے اعجاز قرآن کو صرف ایک پہلو میں منحصر نہ کرنا چاہیے بلکہ قرآن مجید ہر پہلو سے معجز ہے

جیسا کہ علامہ نقاشانی نے تلویح شرح تلویح میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اختلافوا فی جہۃ اعجاز القرآن مع الاتفاق علی کونہ معجزا فقیل انہ ببلوغتہ وقیل باخبارہ عن المعجزات وقیل باسلوبہ وقیل بصرف اللہ تعالیٰ العقول عن المعارضة الخ (تلویح مشاہدہ ص ۱۵۵) انہوں نے قرآن کے مضامین میں غور و فکر نہیں کیا نہ ان کی تہنیک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی تکذیب کسی معقول سبب پر مبنی ہو اور انہوں نے قرآنی مضامین میں کوئی شبہ پایا ہو بلکہ وہ محض ضد و عناد کی بنا پر تکذیب کر رہے ہیں۔ یعنی ان کا لٹھ و انکار دھم للقرآن لیس مبتنی علی التحقیق والتفکر (مظہری ج ۵ ص ۲۵) لٹھ یہ جہاں حال یہ ہے یعنی ابھی تک ان کو وعید کا مصداق و عذاب نہیں آیا۔ حاصل یہ کہ قرآن کے مقابلہ میں سورت بنا کر لانا تو درکنار ان میں اتنا عقل و فہم کہاں وہ تو ایک ایسی بات کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ابھی ان کو اس تکذیب کی سزا نہیں ملی وہ پہلے لوگوں کا موضح قرآن کا اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔

حال نہیں دیکھتے کہ تکذیب کی ان کو کیا سزا ملی گئی؟ **كَذَّبَ الَّذِينَ كَذَّبُوا إِلَيْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ هَمَزَاتُهَا** (مذکر و مذکر) یعنی محض عناد یا پیغام خداوندی کی تکذیب کر دی گئی۔ **وَقِيلَ لَهُمْ قَدْ أَفْتَحْنَا لَهُمْ قُلُوبَهُمْ وَتَقَلُّدًا** (مذکر و مذکر) یعنی ہم نے ان کی دل سے کچھ ہٹا دیا ہے۔ **وَيَعْلَمُ اللَّهُ حَقَّ** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کی تکذیب کی سزا کیا ہے۔ **وَلَكِنْ يَعْتَدُ بِالْكَذِبِ** (مذکر و مذکر) یعنی وہ اپنے گنہگاروں کی تکذیب کی سزا کا اندازہ کر رہے ہیں۔ **وَيَعْلَمُ اللَّهُ حَقَّ** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کی تکذیب کی سزا کیا ہے۔ **وَلَكِنْ يَعْتَدُ بِالْكَذِبِ** (مذکر و مذکر) یعنی وہ اپنے گنہگاروں کی تکذیب کی سزا کا اندازہ کر رہے ہیں۔

یعتد دن ۱۱ ۴۷۶ یونس ۱۰

بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ

قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے اور تیرا رب خوب جانتا ہے

بِالْمُفْسِدِينَ ۝۴۰ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِيْ عَسَلِيٌّ وَ

شرارت والوں کو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لئے میرا کام اور

لَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيكُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا

تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر

بَرِيكٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝۴۱ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ

ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو اور بعضے ان میں سے کان رکھتے ہیں

إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَكَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝۴۲

تیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو

وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْى وَلَوْ

اور بعضے ان میں سے نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ

كَانُوا لَا يَبْصُرُونَ ۝۴۳ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

دو سوچ نہ رکھتے ہوں اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی

وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۴۴ وَيَوْمَ يُجْزَىٰ

لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں اور جس دن ان کو جمع کر دیا

كَانَ لَكُمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ تَتَّعَفُونَ

گو یا نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن ایک دوسرے کو

بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا

بھٹکائے ہیں خسارے میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ کئے وہ

مُتَدِينِينَ ۝۴۵ وَإِنَّا لَنُرِيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

راہ پر ت اور اگر ہم دکھائیں گے تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کہتے ہیں

منزل

یہاں تک کہ ان کو عطا کی ہوئی عقل و خرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر عداوت و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں تمہوں ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔

مَوْحِ قُرْآنَ یعنی اگرچہ تمہیں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو گناہ تم پر ہے تو ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔

پراصر اور گریں اور نہ ماننے پر اڑ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے ایمان سے مایوس ہو جائیں تو آپ ان سے صاف فرما دیں میں تمہیں ماننے پر مجبور نہیں کرتا تم اپنی راہ پر چلو میں اپنی راہ پر گامزن ہوں تم اپنے عمل تکذیب و شرک کی سزا پاؤ گے۔ میں اپنے عمل تبلیغ و انداز و رطاعت و عبادت کی جزا پاؤں گا۔ ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق جزا دیا جائے گا۔ لی ثواب عملی فی التبلیغ والانداز والطاعة بلکہ تعالیٰ (وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ) ای جزاء من الشرک (قرطبی ج ۸ ص ۲۴۶) یہ بھی جبر ہے مگر میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ظاہری کاموں سے تو آپ کی باتیں اور آپ کی تلاوت سنتے ہیں مگر ان کے دلوں میں انابت نہیں اور یہ باتیں ان کے دلوں میں نہیں اترتیں۔ **أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ** الخ یہ استفہام انکاری ہے اور (الصُّمَّ) دہروں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے مہر جہارت کی بنا پر ماننے کی استعداد سلب کر لی گئی ہو اور اس کے ساتھ وہ عقل و فکر سے بھی محروم ہوں یعنی جن لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کو راہ راست پر لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔ **وَجَعَلَهُمْ كَالصَّمِّ** الخ تمہارے قلوب بھی وہی الطبع علیہا ای لا تقدر علی ہدایۃ من اصمہ اللہ عن سماء الہدی (قرطبی ج ۸ ص ۲۴۶) اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہری آنکھوں سے آپ کی طرف دیکھتے اور آپ کی صداقت اور نبوت کے دلائل و انحراف کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر دل سے آپ کی تصدیق نہیں کرتے کیونکہ مہر جہارت کی وجہ سے ان کی بصیرت معطل ہو چکی ہے اور ان کی مثال ان اندھوں کی سی ہے جو ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اندرونی بصیرت یعنی عقل و فراست سے بھی محروم ہوں اس لئے ان کے راہ راست پر آنے کی اب کوئی امید نہیں یعنی انہم فی البیاس من ان یقبلوا ویصدقوا کالصم والعمی الذین لا عقل لہم ولا بصائر (مذکر و مذکر ج ۲ ص ۲۴۶) جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل و بصیرت اور ہدایت سے محروم کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کیونکہ جب دلائل و براین سے حق ان پر واضح ہو گیا تو انہوں نے اسے تسلیم نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل و خرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر عداوت و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں تمہوں ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔ **وَلَا يَلْعَنُ اللَّهُ لَكُمْ لَعْنَةً** (مذکر و مذکر) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لعنہ نہیں دے گا۔

اَوْتَوْفِيكَ فَاَلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ

یا وفات دیں گے تو وہ کہیں گے گویا کہ عالم برزخ میں ہم صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں اور میدانِ حشر میں وہ ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں دنیا میں پہچانتے تھے۔ کفار و مشرکین جب آخرت کے شدید

مَا يَفْعَلُونَ ﴿۴۱﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ

کاموں پر جو وہ کرتے ہیں خدا اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے تاکہ پھر جب پہنچا ان

رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

کے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا کہ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۳﴾

اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

تو کہہ لے میں مالک نہیں اپنے واسطے بُرے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے

اللَّهُ ط لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ط إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا

اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے تاکہ جب پہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ

يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ﴿۴۴﴾ وَثَلَّ

پچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے تو کہہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَنْتُمْ عَذَابَ بَيِّنَاتٍ أَوْ نَهَارًا مَّاذَا

بھلا دیکھو تو تاکہ اگر پہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو تو کیا کریں گے

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۴۵﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ

اس سے پہلے گنہگاروں کیا پھر جب عذاب واقع ہو چکا

أَمَنْتُمْ بِهِ ط أَلَنْ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿۴۶﴾

تب اس پر یقین کرو گے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے کہ

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا اذْهَبُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

پھر کہیں گے گنہگاروں کو چھوڑ دو عذاب ہمیشگی کا

مَنْزِل ۲

یتعارفون ہے و قولہ (بتعارفون) یحوزان یکون متعلقاً بایوم من حشرهم کبیر جہنم استطیع جدید، کان لکھ یکتاوا سے پہلے یقولون محذوف ہے یعنی جب ہم ان کو قبروں سے اٹھائیں گے تو وہ کہیں گے گویا کہ عالم برزخ میں ہم صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں اور میدانِ حشر میں وہ ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں دنیا میں پہچانتے تھے۔ کفار و مشرکین جب آخرت کے شدید ترین اور دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو عالم برزخ کا عذاب اس کے مقابلے میں انہیں آرام و راحت معلوم ہوگا اور وہ برزخی قیام کے زمانے کو ساعاتِ راحت کی طرح بہت قلیل سمجھیں گے۔ بعض مفسرین نے دنیا میں قیام کی قلت مراد لی ہے قال ابن عباس فی قبورهم وقال لفضاک فی الدنيا... یستقصرون مدّة البشہم فی الدنیا والقبور لہول ما یرون الخ

مظہری ج ۵ ص ۳۳۳ تحریف دیوی ہے منکرین اور معاندین

کو ذلیل و رسوا کرنے کا ہم نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسکی بعض

صورتیں اگر ہم دنیا ہی میں ظاہر کر دیں اور آپ کو دکھا دیں تو ہم اس پر

بھی قادر ہیں اور اگر دنیا میں ان کی سزا اور سوائی کی تمام صورتوں کے

ظہور سے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں تو انکی مزید ذلت و رسوائی

آپ میدانِ حشر میں مشاہدہ فرمائیں گے۔ ای واما تریبناک بعض

الذی نعدہم فی الدنیا فذلک اوتوفیناک قبل

ان نریکہ فتحن نریکہ فی الآخرۃ (مدارک ج ۲ ص ۳۵۴)

ثم الله الخ میں ثم تراخی کیلئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکر کی کیلئے

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے قیامت کی کیا

خصوصیت ہے یا ثم بمعنی واؤ ہے یا شہادت سے مراد اس کا لازم

ہے یعنی جزا و سزا دینا اس صورت میں ثم تعقیب زمانی کیلئے

ہوگا ہی علی الاول للتراخی الترتیبی و علی الشافی

علی الظاہر (روح ج ۱ ص ۳۶۲) تحریف دیوی ہے۔ تمام

امم سابقہ کا الاجمال ذکر کیا کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا جس

نے ان کو بغیر لام حق سنایا اور دعوتِ توحید دی لیکن جب انہوں نے انکار

کیا تو میں علی و انصاف کے مطابق ان کو پس نہس کر دیا گیا۔ لے مشرکین

مکہ ائم بھی سن لو نہ مانو گے تو انہوں کو سابقہ کا مشرک ہوگا۔ ۳۵ یہ شکوی

ہے مشرکین کہ فرط انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے کہ جس عذاب یا قیامت سے تو ہمیں ڈراتا

سے وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسے جلدی لاؤ۔ یہیں کفار مکہ

لفظ انکار ہم واستعجل لہم العذاب ای متی العقاب

او متی الساعۃ التي یعدنا محمد (قطبی ج ۸ ص ۳۴۹)

۳۵ یہ جواب شکوی برسیل ترقی ہے یعنی تم مجھ سے عذاب یا قیامت

لانے کا مطالبہ کرتے ہو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع اور

نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر چیز کا مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ

ہی ہے اس لئے عذاب لانا میرے بس کی بات نہیں لہذا استعجلوا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعذاب قال للہ

قل لہم یا محمد لا املک لِنَفْسِی ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ای لیس

ذلک لی ولا لغیری (قطبی) ای لا اقدر علی شیء منہما بوجہ من الوجوہ (روح ج ۱ ص ۳۶۲) اور الا ما شاء استثناء منقطع ہے یعنی میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں البتہ جو اللہ

چاہے وہی ہوتا ہے ای ولكن ما شاء الله من ذلك کائن تکلیف املک لکم الضر و جلب العذاب (مدارک ج ۲ ص ۳۵۴) ۳۵ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ جس عذاب اور قیامت کا

تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ مقررہ وقت پر لا محالہ آکر ہے گا اس میں تخلف محال ہے اور نہ اس میں تقدم و تاخر ممکن ہے جب عذاب اپنے وقت سے پہلے آسکتا ہے

موضح قرآن و ای علیہ السلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی ان کے غلیفوں سے۔ و عمل بد آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے پر سزا ملتی ہے و یعنی بچاؤ کرے سکو گے پھر لوچنے کا کیا

نہاں۔ و یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا کب قبول ہوگا اس واسطے پوچھو تو بھی عبت ہے۔

فتح الرحمن و ای رسل و انباء ایشان نجات یابند و کافران ہلاک شوند ۱۲ و ای بایستہ از و تکذیب ۱۲۔

مختصہ فی دعوت
مختصہ فی دعوت
مختصہ فی دعوت

نہیں بٹ سکتا ہے تو پھر تمہارے مطالبے بروقت سے پہلے میں کیسے لاسکتا ہوں؟ لَا يَسْتَقْدِرُونَ جملہ استیغاثیہ ہے یا اِذَا احْتَاءَ پر معطوف ہے لیکن لَا يَسْتَقْدِرُونَ پر معطوف نہیں کیونکہ جب معین وقت آجائے تو پھر اس پر تقدم ممکن نہیں اس لئے نفی تقدم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا درود و حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اِذَا کی جزا محذوف ہے فَاِذَا اجاء اجلهم بعد سون جب ان کے عذاب کی اجل پہنچے گی اس وقت وہ مبتلائے عذاب ہو جائیں گے اور اس میں تقدم و تاخر نہیں ہوگا یعنی عذاب اپنے وقت معین سے نہ پہلے آئے گا نہ اس سے پیچھے۔ ۵۸۔ زجر مع تحریف دنیوی بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا منصوب علی الطرفیہ میں ای فی وقت بیات اونی نہار۔ مَاذَا اَيَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ۔ مَاذَا بمعنی ای شیء ہے شرکین بہت عجلت کرتے اور عذاب کے

یعتذر دوت ۴۷۸ یونس ۱۰

هَلْ تَجْزُونَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۵۲ وَلَا يَسْتَنْبِذُونَ

وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے اور تجھ سے ٹہر پوچھتے

أَحَقُّ هُوَ قُلْ رَأَيْتُ رَبِّي إِنَّهُ لَحَقُّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ

میں کیا سمجھتے ہیں بات اسے تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم

بِعُجْزِينَ ۵۳ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي

متکا نہ سکو گے و اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس اسے جتنا کچھ ہے

الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۖ وَأَسْرُوا النَّدَامَةَ لَمَّا

زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں اور چھپے چھپے پہچانیں گے جب

رَأَوْا الْعَذَابَ ۖ وَقَضَىٰ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ

دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر

لَا يُظْلَمُونَ ۵۴ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

ظلم نہ ہوگا سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْأَرْضِ ۖ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ

زمین میں سمجھتے سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے بہت لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۵۵ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَالْيَهُودُ يَرْجِعُونَ ۵۶

نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ شُكْرُكُمْ مَوْعِدُهُمْ ۖ مِنْ رَبِّكُمْ وَ

اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور

شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۖ

شفا دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت

لِلْمُؤْمِنِينَ ۵۷ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ

مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے حقہ سوا سی پر

منزل ۳

مرا شکوی ۱۰

وَقُلْ رَأَيْتُ رَبِّي إِنَّهُ لَحَقُّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِعُجْزِينَ ۵۳

مرا شکوی ۱۰

مرا شکوی ۱۰

جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر انہوں رات یا دن میں جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آجائے تو یہ حرم اور بدکردار لوگ جلدی کر کے اس سے بچاؤ کیلئے کیا جیلہ یا تدبیر عمل میں لائیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بچنے کا کوئی حیلہ نہیں کر سکیں گے تو پھر اس کا وقت پوچھنے سے کیا فائدہ یا مطلب یہ ہے کہ عذاب کو کسی خوشی کی چیز ہے جسکے جلدی آنے کا جرمین مطالبہ کرتے ہیں اس صورت میں استفہام تعجب کے لئے ہوگا کہ ان جرمین پر تعجب ہے کہ وہ کیسی خوفناک اور بلاکت خیز چیز کو جلدی طلب کر رہے ہیں درود و موصوفہ آن ۵۹۔ یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں یوں تھا اِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ آمَنُوا اور ٹھہر استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی مانگتے ہو گویا جب عذاب آجائے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے۔ اِذَا مَا وَقَعَ الْعَذَابِ وَمحل ہم حقیقۃ امنتہ بہ... و جی بشم دلالت علی زیادۃ الاستعجاب درود و ج ۱۱ ص ۱۳۳۔ اس سے پہلے یقال مقدر ہے اور اس کے بعد امنتہ یعنی جب عذاب آگیا اور منکرین عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتے ہو اور ایسے ایمان سے نفع کی امید رکھتے ہو حالانکہ تم اس عذاب کو بطور استہزاء و مسخر جلدی مانگتے تھے یہ تو بیخ و بہدید کے طور پر کہا جائے گا۔ اَلَّذِينَ تَوَلَّوْا تَرْجُونَ الْاِنتِقَاعَ بِالْاِيْمَانِ مَعَ اَنْكُمْ كُنْتُمْ قَبْلَ ذَلِكَ بِهٖ تَسْتَحْجِلُونَ عَلٰی سَبِيْلِ السَّخِرِيَّةِ وَالاستهزاء دکیہ و ج ۱۱ ص ۱۳۳۔ اے یہ شکوی ہے منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا اتنا حق ہے۔ قُلْ اِنِّیْ وَرَقِّیْ اَنْتُمْ یٰ حٰوِب شکوی ہے میرے پیچھے آپ ان کے جواب میں فرمادیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا وقوع ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے۔ ۶۰۔ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین عذاب الہی سے بچنے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اس دن اگر دنیا کی ساری دولت اور زر و جواہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاسْأَلُوا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بدگالیوں پر پھپھٹائیں گے اور سخت پشیمان اور آرزو ہوں گے اور اپنی پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپ نہ سکیں گے۔ اِسْتَفْذٰ بِمَعْنٰی اَظْهَرُوْا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے و فی القاموس اَيْضًا اس کا کتہہ و اظہر کہ درود و ج ۱۱ ص ۱۳۳۔ یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پھپھٹائیں گے اور اپنی بد اعمالیوں پر مذمت اور پشیمانی کا اظہار کریں گے۔ ۶۱۔ یہ توحید پرستی عقلی دلیل ہے اور یہ بھی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو اگلی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ الخ وہ ایسا قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور موضح قرآن و یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

کی ساری دولت اور زر و جواہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاسْأَلُوا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بدگالیوں پر پھپھٹائیں گے اور سخت پشیمان اور آرزو ہوں گے اور اپنی پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپ نہ سکیں گے۔ اِسْتَفْذٰ بِمَعْنٰی اَظْهَرُوْا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے و فی القاموس اَيْضًا اس کا کتہہ و اظہر کہ درود و ج ۱۱ ص ۱۳۳۔ یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پھپھٹائیں گے اور اپنی بد اعمالیوں پر مذمت اور پشیمانی کا اظہار کریں گے۔ ۶۱۔ یہ توحید پرستی عقلی دلیل ہے اور یہ بھی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو اگلی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ الخ وہ ایسا قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور موضح قرآن و یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا اور ان سے مواخذہ نہیں کروں گا؟ ایچسبون انہ لا یؤاخذہم ولا یجازیم علی اعمالہم فہو اسقہا مرعجہ التوبیخ والتقدیر والوعید العظیم لمن یقاتی علی اللہ الذکب (حازن ج ۳ ص ۱۹۵) استفہام برائے توبیخ و تہدید ہے۔ یہ توحید پر اٹھوس عقلی دلیل ہے اور اس سے شرک فی العلم کی نفی مقصود ہے۔ میں قرآن میں میں بیان یہ ہے قرآن، منہ کی ضمیر محذور کا بیان ہے۔ اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْہِ خَاص سے عام کی طرف ترقی ہے اعلیٰ انہ تعالیٰ خصصل الرسول فی اول ہذہ الآیۃ بالخطاب فی امرین ثم اتبع ذلک بتعمیم الخطاب مع کل ملکفین اَنِّیْہِ دَکبیر ج ۲ ص ۱۸۱ اذْ تُفِیضُوْنَ فِیْہِ یعنی جب تم اپنے کاموں میں منہک ہوئے ہو۔ حاصل یہ کہ اے پیغمبر آپ کوئی بھی کام کریں مثلاً نوم کو اللہ کا

یونس ۱۰

۴۸۰

یعنذرون ۲

أُولِيَاءِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۹۲﴾

لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈرتے ہیں نہ غمگین ہوں گے ۹۲

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۹۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي

جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ۹۳ ان کے لئے ہے خوشخبری ۹۳

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ

دنیا کی زندگانی میں خدا اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں ۹۴

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۹۴﴾ وَلَا يَحْزَنُكَ قَوْلُهُمْ

بھی ہے بڑی کامیابی اور رنج مت کران کی بات سے ۹۵

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۹۵﴾ أَلَا إِنَّ

اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا یاد رکھو

لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ

اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں ۹۶ اور یہ جو بھی پڑے

الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۖ إِنْ

میں ۹۷ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ

يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۹۶﴾ هُوَ

کچھ نہیں مگر قہر پڑے ہیں اپنے خیال کے ۹۸ اور کچھ نہیں مگر انگلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ

جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو اس میں اور دن دیا

مُبْصِرًا ۚ وَإِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّبِعُونَ ﴿۹۷﴾ قَالُوا

دکھلانے والا ۹۸ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں کہتے ہیں

اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۚ سُبْحٰنَہٗ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا فِي

مچھرا لیا ہے اللہ نے بیٹا ۹۹ وہ پاک ہے ۱۰۰ وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے

منزل ۳

قرآن پڑھ کر سنا ہے ہوں، آپ کی اور آپ کی تلاوت کی کیا خصوصیت ہے تم سب لوگ جو کام بھی کرتے ہو جب تم اس میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہو تم تمہارے ہر فعل سے ہر وقت اور ہر جگہ باخبر رہتے اور علم و قدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر و ناظر رہتے ہیں۔ وَمَا يَعْزُبُ عَنْهُ يَخْصِيصُ كَيْفَ يَشَاءُ تَعْلِيمُ ہے یعنی صرف بندوں کے اعمال و افعال پر ہی موقوف نہیں بلکہ زمین و آسمان کا ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی اگر کوئی قلیل اور حقیر مقدار ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم محیط میں موجود ہے۔ کتابِ مبین سے لوح محفوظ یعنی علم الہی مراد ہے یعنی اللوح المحفوظ مع علم اللہ تعالیٰ بہ (قطبی ج ۸ ص ۸۸) جب علم محیط اور کل اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحقق ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام غیر اللہ سے علم غیب کی نفی متحقق ہو گئی لہذا اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز اور متصرف بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ کارساز اور متصرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو ۹۹ یہ بشارت اخروی ہے اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کی آخرت میں یہ شان ہوگی کہ میدانِ حشر میں ابوالقیامت سے جب اور لوگ گھبرا جائیں گے خوف و ہراس سے محفوظ رہیں گے اور جب اور لوگ دنیا میں عملی کوتاہی پر حسرت و افسوس کریں گے اس وقت کوئی غم اور افسوس ان کے دامنگیر نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کو عبث اور لابیعی امور میں صرف نہیں کیا بلکہ ایمان زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت اور اسکی رضا جوئی میں صرف کیا۔ لا خوف علیہم فی الآخرة من عقاب اللہ لان اللہ تعالیٰ رضی عنہم فامنہم من عقابہ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ عَلَى مَا فَاتَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا (ابن جریر ج ۱ ص ۱۸۱) یہ اولیاء اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انہیں باسانی پہچانا جاسکتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی دو صفات بیان فرمائی ہیں جو تمام صفات ولایت کی جامع ہیں (۱) اَلَّذِينَ آمَنُوا اس سے اعتقاد صحیح کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے تمام عقائد کتاب و سنت کے مطابق ہوں اور ان میں شریعت سے سرموا انحراف نہ ہو (۲) وَكَانُوا يَتَّقُونَ اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال و اخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ کتب عقائد میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ولی اللہ من یكون انیاباً بالاعتقاد الصحيح المبني علی الدلیل ویكون انیاباً بالاعمال الصالحة علی وفق ما وردت بہ الشریعة (دکبیر ج ۲ ص ۱۸۱) اولیاء اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں جنت کی خوشخبری ہے اور اللہ کی طرف سے نچتہ وعدہ ہے دنیا میں خوشخبری سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں مثلاً یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ (توبہ ۴۷) اور وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ (بقرہ ۳۶) قَالَ لِحُسَيْنٍ هِیَ مَا یُبَشِّرُهُمُ اللَّهُ تَعَالٰی فِی کِتَابِہِ مِنْ جَنَّتِہِ وَکَرِہِمُ ثَوَابِہِ بِقَوْلِہِ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّہُمُ الْخ (قطبی ج ۸ ص ۸۸) یا دنیا میں خوشخبری سے مراد دنیائے صالحہ ہے جیسا کہ حدیث مرفوعہ میں واقع ہے ہِیَ الرِّیَایَا الصَّالِحَةُ بِرَآہَا الْمُسْلِمُ اِیْرَای لَہٗ وَہِدَاہُ ج ۲ ص ۱۸۱ اور آخرت میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد یا قبروں سے نکلنے کے بعد فرشتے انکو جنت فتح الرحمن ملے یعنی ہر وہ بار صالحہ ۱۰

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

مذہب اہل بیت علیہم السلام

کوسنے اور جاننے والا ہے اور کوئی نہیں۔ اس سے مقصود شرک فی العلم کی نفی ہے گویا یہ دلیل ہجم کا مقدمہ ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ ۵۸۴ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے جس سے شرک فی التصرف کی نفی مقصود ہے دلیل ششم میں فرمایا تھا ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہذا تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل نہ کرو یہاں فرمایا زمین و آسمان کی تمام ذوی العقول مخلوق جن و بشر اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک و محکوم اور اس کے عاجز بندے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہر بات کو سننے اور جاننے والا نہیں اس لئے ان میں سے کوئی بھی دعا اور پکار کے لائق نہیں جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کی تمام باتوں کو سننے اور جاننے ہیں اس لئے پہلے اعلان کر دیا گیا کہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۸۵ یہ زجر ہے اَلَّذِیْنَ مَعَ صَلَاتِهِمْ کَافَاغِلٌ ہے اور یَا عِزُّوْنَ کا مفعول محذوف ہے اے شہداء اور شہداء جو مذکور ہے وہ یَتَّبِعُہُمْ کا مفعول ہے یعنی جو لوگ اللہ سے درے اور شہداء کو پکارتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے شرکار کو نہیں پکارتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شریک فی الربوبیت کا تو وجود ہی محال ہے۔ وَمَا یَتَّبِعُوْنَ حَقِیْقَةُ الشِّرْکِ اِنَّ کَانَ لَیْسَمُوْنَهَا شِرْکًا لَّانْ شَرِکَۃَ اللّٰہِ فِی الرَّبُوْبِیۃِ محال (صد اذک ہر ص ۱۳۱) ۵۸۶ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنے ظن و تخمین سے بندگان خدا کو خدا کے شریک سمجھتے ہیں اور پھر اپنے ظن و خیال باطل کی پیروی کرتے ہوئے حاجات میں ان کو پکارتے ہیں حالانکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کا شریک نہ موجود ہے نہ اس کا وجود ممکن ہے۔ ۵۸۷ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے رات کو تمہارے آرام کے لئے اور دن کو تمہارے کاروبار کے لئے بنایا تو کیا پھر اس کے سوا کوئی اور کارساز یا متصرف و مختار ہو سکتا ہے؟ معطوف علیہ میں جَعَلَ کا مفعول ثانی محذوف ہے اصل میں مَتَّحَا جَعَلَ لَکُم الدَّلِیْلَ

مسئلہ چہا عنوان ۱۷
مسئلہ بیوں عنوان ۱۸
مسئلہ مرغ تنوغب
مسئلہ ۱۹

کتابخانه عمومی
مکتب خانی

یونیس ۱۰

۴۸۱

يَعْتَذِرُونَ ۝۱۱

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنَّ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ

اسماں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں ہمارے پاس کوئی حسد

بِهَذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ

اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں کہہ ط
 اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ الْكُذِبُ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٤٩﴾

جو لوگ یا نہ تھے ہیں تھے اللہ ہر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے
مَتَاعُ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا فَرَجُهُمْ ثُمَّ نَذِيقُهُمْ

مَقْرُورًا لَفَعِ اَمْحَا لَبِنَا دَنِيَا مَيِّنْ پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو

الْعَذَابَ الشَّدِيدِ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٦﴾ وَاشْلُ

سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا اور سزا

عَلَيْهِمْ نَبَأُ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ إِنَّ كَانُكُمْ كِبْرًا

ان کو حال نوح کا لٹھ جب کہا لٹھ اپنی قوم کو اسے قوم اگر بھاری ہوا ہے
 عَلَيْكُمْ مَقَارِهُ وَتَذَكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ

تم میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سے لوگوں نے اللہ پر
 تَوَكَّلْتُ فَأَجِئْهُمُ آمُرُكُمْ وَشُرَكَاءِكُمْ ثُمَّ لَا مَكُنْ

بھروسہ لیا اب تم سب کو مقرر کرو اپنا کام اور میں کرواچے شریکوں کو پھر نہ رہے تم

أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غَنَةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿٤١﴾

کو اپنے کام میں مشغول رہ کر گزرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو!

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاءَ لَكُم مِّنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

پھر اگر رسالہ بغیر روئے کو ہمیں ملے گا تو ہم سے مزدوری ملے گی۔ سیری مزدوری ہے

عَلَى اللَّهِ وَأَمْرٌ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ فَكَذَّبُوهُ

اللہ پر اور مجھ کو علم ہے کہ رہوں فرماں بردار پھر اس کو بھلا یا

منزل ۳

مظلماً لتسكنوا فيه یعنی اس نے رات کو تاریک بنایا تاکہ تم اس میں آرام و سکون حاصل کرو۔ اور معطوف میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے۔ اے والہا! مبطر التبرصوا فیہ اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو اور معاش وغیرہ کا انتظام کر سکو۔ (صد اول و روح) معطوف علیہ میں متعلق کا ذکر معطوف میں اس کے حذف کا قرینہ ہے علیٰ ہذا معطوف میں مفعول ثانی کا ذکر معطوف علیہ میں اس کے مقدر ہونے پر قرینہ ہے یہ اعجاز اور بلاغت بھی قرآن کا اعجاز ہے۔ ۵۵۵ یہ شکوی ہے۔ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَنْ مَلَكَ هَٰؤُلَاءِ قُلُوبَهُمْ وَسُيِّرَتِ الْعُرُوسُ (روح) ۵۵۵ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کو خدا کے بیٹے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بایں معنی نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلی اولاد ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں، جس طرح باپ اپنے پیارے بیٹوں اور اپنی قیمتی بیٹیوں کی ہر بات ماننا موعظ قرآن و یعنی سمجھانے سے برا مانے تو جو کہہ سکو میرا کر ڈالو

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ ۵۹۔ جواب شکوی ہے مشرکین کے مذکورہ بالا قول باطل کو پانچ عنوانوں سے رد کیا گیا ہے (۱) سُبْحَنَهُ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس عیب سے مبرا ہے کہ اسے بیٹے کی ضرورت ہو۔ (۲) هُوَ الْحَقُّ وہ بے نیاز ہے اور بیٹے کی ضرورت احتیاج کی دلیل ہے (۳) لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وہ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے اس لئے اسے بیٹے اور نائب کی حاجت نہیں (۴) اس قول باطل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ دعویٰ بلا دلیل باطل اور ناقابل تسلیم ہے (۵) اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی

یونس ۱۰

۴۸۲

يعتذرون ۱۱

فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلِّ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ

سو ہم نے بچا لیا اسکو اور ہم اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر

وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُتَذَرِّينَ ۝۶۰ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

انجام ان کا جن کو ڈرا یا تھا پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد تھے کتنے پیغمبر

إِلَى قَوْمِهِمْ فَبَاءُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

ان کی قوم کی طرف بھڑکے ان کے پاس کھلی دیکھیں سوان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئے

بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ نَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِ

اس بات پر جس کو جھٹلاتے تھے پہلے سے اسی طرح ہم ہر کار دیتے ہیں دلوں پر

الْمُعْتَدِينَ ۝۶۱ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُوسَى وَ

زیدانی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ اور

هَارُونَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا

ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرتے تھے

وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝۶۲ فَلَمَّا جَاءَهُمْ الْحَقُّ

اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہنچی ان کو حقہ بھی بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَذَا السِّحْرُ مِثْلُ بَعْدِ

ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھٹلا کہا

مُوسَى اتَّقُوا اللَّهَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسْحَرُ هَذَا

موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ۝۶۳ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَلْفِتْنَا

اور سحرگاہ نہیں پاتے جادو کرنے والے بولے ۶۳ کیا تو آیا ہے کہ تو ہم کو بھڑکائے

منزل ۲

بے دلیل بات منسوب کرتے ہو تو سراسر تمہاری جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب متصرف نہیں بنا رکھا۔ ۶۰۔ زجر مع تخیف اخروی۔ ایسے لوگ جو اللہ کی طرف ایسی من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے نہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ ای لا یفونون ولا یأمنون قرطبی ج ۸ ص ۸۷ مکتا فی اللہ نیا ایچ یہ بھی تخیف اخروی ہے۔ ۶۱۔ یہ تخیف ذنبی کا پہلا تفصیلی نمونہ ہے۔ قوم نوح علیہ السلام کا حال دیکھ لو انہوں نے ہمارے پیغمبر کے حکم کی تعمیل نہ کی اور اس کی طرف سے دی گئی دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو ہم نے ان کو نیست و نابود کر دیا اگر تم نے بھی نہ مانا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا ۶۲۔ امروہ علیہ السلام ان بدن کرہم اقا صیصل ملتقد حاین و یخوفہم العذاب لا لیم علی کفرہم قرطبی ۶۳۔ فاجتمعوا جملة انشائیہ ان شرطیہ کی جزا ہے اور شکر کا ۶۴۔ کما کا نائب مخدوف ہے ای ادعوا شکر کا ۶۵۔ کیونکہ شکر کا کما اجمعوا کے تحت داخل نہیں ہو سکتا اسلئے لفظ اجماع بروزن افعال آراء جمع کرنے اور باہمی اتفاق رائے کرنے کے لئے مستعمل ہے لیکن افراد کو جمع کرنے کیلئے مستعمل نہیں۔ عتقہ پر شیدہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کر کے فرمایا اگر تم میں میرا ٹھہرنا اور اللہ کی توحید بیان کرنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے اس کی ذرہ بھر پرہیز نہیں میرا اعتماد اور بھروسہ اللہ پر ہے اگر تم مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہو تو سب باہم مل کر مشورہ کرو اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی بلا لو اور پھر ایک واضح فیصلہ کرو اور پھر ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کرو اللہ کی مہربانی سے تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ ۶۳۔ اگر تم نہیں مانتے ہو تو میرا اس میں کیا نقصان ہے میں تبلیغ توحید پر تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگتا کہ تمہارے نہ ماننے سے مجھے مالی نقصان کا اندیشہ ہو میں تو محض اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا مند حاصل کرنے کے لئے تمہیں تبلیغ کرتا ہوں۔ فَسَدَّ بُؤْحًا لِّیَسْکُنَ وہ لوگ تکذیب پر اڑے رہے آخر ہم نے ان کو غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو طوفان سے بچا لیا اب دیکھ لو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ ۶۴۔ یہ تخیف ذنبی کا اجمالی نمونہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بہت سے رسول بھیجے جو توحید کے واضح دلائل لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے مگر انہوں نے ضد و عناد سے کام لیا اور انکار و جحود پر اڑ گئے۔ کذبوا یہ میں ضمیمہ مجرور کا مرجع مآ ہے اور مآ سے شریعت کے وہ تمام عقائد و اعمال اور اصول و فروع مراد ہیں جو ہر پیغمبر نے کراہی امت کے پاس آیا و مآ موصولہ و المراد بہا جمیع الشمل نعم اللہ جہا کل رسول اصولہا و فروعہا (روح ج ۱ ص ۱۷۷) یعنی ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے پہلی بار پیغام توحید اور دیگر شرائع کا انکار کر دیا تو پھر انکار پر ہی ڈٹے رہے پیغمبروں کے بار بار سمجھانے اور واضح دلائل پیش کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا یا گد بوا کی ضمیر سے قوم نوح مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جس پیغام توحید کو قوم نوح نے ان سے پہلے جھٹلایا تھا اب یہ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے تقدیر بما کذب بلہ قوم نوح من قبل قرطبی ج ۸ ص ۸۷ گد لک ای لک کے یعنی جو لوگ کفر و انکار اور تکذیب و تردید میں حد سے گذر جائیں اور ضد و عناد پر اتر آئیں ان کے دلوں پر ہم ان کی ضد اور بہت دھرمی کی وجہ سے مہر جہارت لگا دیتے اور ان سے توفیق ایمان

تخیف ذنبی کا اجمالی نمونہ

تخیف ذنبی کا اجمالی نمونہ

اور ان کے متبعین کو طوفان سے بچا لیا اب دیکھ لو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ ۶۴۔ یہ تخیف ذنبی کا اجمالی نمونہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بہت سے رسول بھیجے جو توحید کے واضح دلائل لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے مگر انہوں نے ضد و عناد سے کام لیا اور انکار و جحود پر اڑ گئے۔ کذبوا یہ میں ضمیمہ مجرور کا مرجع مآ ہے اور مآ سے شریعت کے وہ تمام عقائد و اعمال اور اصول و فروع مراد ہیں جو ہر پیغمبر نے کراہی امت کے پاس آیا و مآ موصولہ و المراد بہا جمیع الشمل نعم اللہ جہا کل رسول اصولہا و فروعہا (روح ج ۱ ص ۱۷۷) یعنی ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے پہلی بار پیغام توحید اور دیگر شرائع کا انکار کر دیا تو پھر انکار پر ہی ڈٹے رہے پیغمبروں کے بار بار سمجھانے اور واضح دلائل پیش کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا یا گد بوا کی ضمیر سے قوم نوح مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جس پیغام توحید کو قوم نوح نے ان سے پہلے جھٹلایا تھا اب یہ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے تقدیر بما کذب بلہ قوم نوح من قبل قرطبی ج ۸ ص ۸۷ گد لک ای لک کے یعنی جو لوگ کفر و انکار اور تکذیب و تردید میں حد سے گذر جائیں اور ضد و عناد پر اتر آئیں ان کے دلوں پر ہم ان کی ضد اور بہت دھرمی کی وجہ سے مہر جہارت لگا دیتے اور ان سے توفیق ایمان

مسلب کر لیتے ہیں۔ ۵۵ یہ تحریف ذیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ہے، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اسکی قوم کے پاس آیات و معجزات اور دلائل و معجزات دیکر بھیجا گیا مگر فرعون اور اس کی قوم جو حکومت و دولت کے نشہ میں ہدمست تھے پیغام حق اور دعوت توحید کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے پیغمبر کے ساتھ مجاہدہ و مکاہرہ پر اتر آئے آخر جب اللہ نے ان کے مطالبہ کے مطابق ان پر اپنی حجت قائم کر دی تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور تکذیب و انکار پر مصر رہے جس کا انجام انہوں نے اپنی عبرتناک تباہی کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ۵۶ جب قوم فرعون کے پاس ہمارے پیغمبر معجزات لے کر پہنچے تو انہوں نے معجزات کو جادو قرار دیا اور ان کے من جانب اللہ ہونے سے انکار کیا وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَا تَهْتَدُ بِآيَاتِنَا وَلَوْ كُنْتَ فَاهِمًا لَأَعْلَمْتَهُمْ لَوْلَا رَأْسُ ظُلْمٍ فِى السَّمَاءِ وَلَوْلَا كِتَابُ رَبِّكَ فَلَوْلَا اِذَا نَادَىٰ رَبُّكَ لِلْعَالَمِينَ اذْكُرْ اَنَّمَا اَنشَأْنِي مِن طِينٍ ثُمَّ اَعَادْنِي فَلَوْلَا تَتَذَكَّرُ ۝۵۷

جوسرپا تاق ہیں جادو کہہ رہے ہو گلیا یہ معجزے جادو ہیں جو پوری تھدی اور جیلج کے ساتھ تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں حالانکہ جادو گروں میں ایسی جرأت و جسارت کہاں کہ وہ اس طرح تھدی کریں اور پھر کامیاب بھی ہو جائیں کیونکہ جادو ایک فریب ہے جو چل نہیں سکتا۔ یعنی حاصل السحر تمویہ و تخفیل و صاحب ذلک لا یفلح (خازن ج ۳ ص ۵۷) ہر سر اقتدار لوگوں کو ہمیشہ اپنا وقار و اقتدار بحال رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور وہ اپنے ملک میں اٹھنے والی تنظیم کا اسی نقطہ نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ تنظیم ان کے اقتدار کے لئے کس قدر مفید یا نقصان رساں ہے فرعون نے بھی محسوس کر لیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید قبول کر لی گئی تو اسکی خدائی اور ربوبیت ختم ہو جائیگی۔ بات تحفظ اقتدار کی تھی مگر فرعون اور قوم فرعون نے مذہب کی آڑ میں دعوت توحید کی مخالفت کی اور کہا گلیا تو ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کرنے آیا ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ سنا، ماموولہ سے مراد دین ہے۔ الذی نبیاً بڑائی، سرداری اور حکومت۔ ۵۸ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی ٹھان لی اور ملک کے تمام ماہر جادو گروں کو بلائے کے احکام جاری کر دیئے فَكَلَّمَآ سَآءَ السَّحَرَاءُ الْمَلِكَ كَمَا يَأْمُرُ الْكَافِرُ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِالْجَادُوِّ فَجَمَعَ لَهُمْ مَقَابِلَ كَيْفَ اَمْنٌ سَآءَ مَا یُضَاهَوْنَ لَوْ كُنْتُمْ عَلَیْهِمْ اَعْلَمَ ۝۵۹

یونس ۱۰

۴۸۳

یعتذرون ۱۱

وَجَدْنَا عَلَیْهِ اَبَاءَنَا وَتَكُوْنُ لَكُمُ الْكُبْرَیَاءُ فِی

جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم ددنوں کو سرداری مل جائے

الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمُ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝۶۰ وَقَالَ

اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے اور بولا

فِرْعَوْنُ اُتُوْنِیْ بِكُلِّ سِحْرِ عَلَیْمٍ ۝۶۱ فَلَمَّا جَاءَ

فرعون ۵۵ لاؤ میرے پاس جو جادو گر ہو پڑھا ہوا پھر جب آئے

السَّحَرَاءُ قَالَ لَهُمْ مُّوسٰی اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ قُلُقُوْنَ ۝۶۲

جادو گر کہا اس کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو

فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُّوسٰی مَا جِئْتُمْ بِهٖ السَّحَرٰتِ ۝۶۳

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب

اللّٰهُ سَیْبَطِلْهُ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۶۴

اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا شرمیروں کے کام کو

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكُلِّ مِیْثَاقٍ ۝۶۵ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۶۶

اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے ہوا مائیں گنہگار

فَمَا اَمِّنَ لِّمُوسٰی اِلَّا ذُرِیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰی

پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر وہ مگر بچہ لڑکے اس کی قوم کے

خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِیْهِمْ اَنۢ یَّفْتِنَهُمْ طَوٰنَ

ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اس کے سرداروں سے کہ کہیں ان کو بھلا نہ لے اور

فِرْعَوْنَ لَعَالِیْ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَیْسَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۶۷

فرعون پر خطرہ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ پھوڑ رکھا ہے

وَقَالَ مُّوسٰی یَقُوْمُ اِنْ كُنْتُمْ اٰمِنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلِیْهِ

اور کہا موسیٰ نے سنو اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر

المنزل ۳

۵۹ مِنْ قَوْمِہِ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے، فرعون اور اس کی قوم اسرائیلیوں کو یاد نہیں دیتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لئے فرعون کی غلامی سے نجات کا پیغام بھی اپنے اندر رکھتی تھی اس لئے وہ دل سے ان کے حامی تھے مگر فرعون اور اس کی قوم کے ڈر سے وہ علانیہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر اس کے باوجود کچھ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایمان کا اظہار کر دیا اور علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آ گئے۔ ۶۰ جب بنی اسرائیل فرعون اور فرعونوں کے مظالم و شدائد سے تنگ آ گئے اور ان کے صبر کا پیمانہ پور ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوی کیا کہ آپ کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد ہم یکساں طور پر فرعون کی طرف سے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں کیا ہم ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے اَوْ ذِیْنَا مِنْ قَبْلُ اَنْ تَاْتِنَا وَحِیْثُ مَا جِئْنَا (اعراف ۱۵۶) اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی کہ جب تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو اور تسلیم و رضا سے کام لو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے اس کے تمام مقبوضات کو تمہارے قبضہ میں دیدے گا۔ پھر تمہارا بھی پتہ چل جائے گا کہ تم کس دگر پر چلتے ہو۔

البحر جب اللہ کے وعدے کے مطابق بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے روانہ ہو گئے جب فرعون کو پہنچا تو وہ بھی اپنے لادشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا ڈالا تو اس میں بارہ راستے بن گئے اسرائیلی بھیریت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون بھی مع لادشکر دریا میں گھس گیا اللہ نے پانی کو روانی کا حکم دیا اور فرعون مع قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔ قَالَ آمَنْتُ بِالْحَمْدِ جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عباد اور پکار کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے تھے۔ فرعون کا ایمان عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد تھا اس لئے قبول نہ ہوا۔ آتَمَنَ وَقَدْ عَصَيْتُ الْحَمْدَ جب ایمان لانے اور اللہ کی عبادت و طاعت کا وقت تھا اس وقت تو نے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانیاں کیں اور شرک پھیلانے سے کیا فائدہ۔ فَاتَمَنَ وَهُوَ كَافِرٌ یہ نجات (اوپنی جگہ) سے مٹوڑ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اپنی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقی ماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشان بن جائے

نَلْقَيْكَ مِنْ جُودَةٍ مِنَ الْأَرْضِ (مدارک ج ۲ ص ۳۳) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو تیرے تک محفوظ رکھوں گا۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بڑت بہت بڑے بڑے علامات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیے اور قہم کی فراخی عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے انعامات الہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ كَمَا اخْتَلَفُوا الْحَمْدَ کے ساتھ بغیاء کی قید ملحوظ ہوگی بقدرہ و مَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بِغِيَابِ مَعْرِضٍ شُرَى ۲۶ یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید واضح ہو جانے کے بعد محض فتنہ و عناد اور بغاوت و کج روی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے سورہ بقرہ ص ۲۱ حاشیہ نمبر ۱۰

موضح قرآن و لایہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ و وہ جیسا ہے وقت ایمان لایا ہے فائدہ ایسا ہی اللہ نے مرگئے پیچھے اس کا بدن دیبا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت چھڑیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ و یعنی ملک شام دیکھ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔ فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی ہر دی آب آریم نرا ۱۲ ص ۱۲ یعنی بغیر تغیر ۱۳۔

یونس ۱۰

۴۸۵

یعتذرہون ۱۱

بَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ

بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھا کیا انکا فرعون نے اور

جُنُودَهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا طَغَىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ

اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا

قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ

بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر میرا ایمان لائے

بَنُو إِسْرَءِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۹۰

بنی اسرائیل اور میں ہوں فرمانبرداروں میں اب یہ کہتا ہے

وَقَدْ عَصَيْتُ قَبْلُ وَكُنْتُ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۹۱

اور وہ نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں و

قَالُوا مَن نَّجِّيكَ بِدِينِكَ لَتَكُونَ لِمَن خَلْفَكَ

سو آج بچائے دیتے ہیں۔ ہم تیرے بدن کو دے تاکہ ہوئے تو اپنے پچھلوں کے واسطے

آيَةٌ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ أَيْتِنَا لَغَفُلُونَ ۹۲

نشانی اور بے شک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے و

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ مَبَوءًا صَدِيقًا ۹۳

اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو قلعہ پسندیدہ جگہ اور

رَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّىٰ

کھانے کو دیں ستمری چیزیں سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی بہت

جَاءَهُمُ الْعِلْمُ أَنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ

کہ پہنچی ان کو خبر بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے کا قیامت

الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۹۴

کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی و سو اگر

منزل ۳

سرد جبرکہ ۱۰

فَاِنْ كُنْتَ فِي رَجْعٍ هـ۔ خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد غیر رسول ہے کیونکہ آپ کو تو شک تھا ہی نہیں امام مہر فرماتے ہیں فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ كَمَا مَطْلَبٌ يَرَى أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر کافر سے فرما دیں اگر تجھے کوئی شک ہے الخ الخطاب للمصطفى صلى الله عليه وسلم والمواد غيره ای لست فی شک ولكن غيرك شك قال ابو عمر محمد بن عبد الواحد لزاماً سمعت الامامین ثعلباً والمبرد یقولان معنی (فَاِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ) ای قد یا محمد! بما خسر فإن كنت فی شكٍ فمما أنزلنا إليك (قرطبی ج ۸ ص ۸۸) قرآن مجید میں مسئلہ توحید و لائے و ہدایت سے بیان کیا گیا ہے کہ اب اس میں شک کی کوئی گنجائش

یونس ۱۰

۳۸۶

بعثت دون ۱۱

كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ

تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو بولو چہ ان سے جو

يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ

پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے فلا شک آئی ہے تیرے پاس قیامت

مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَكُونَنَّ

تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو شک کرنے والا اور مت ہو

مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۹۴﴾

ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۹۵﴾

جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے لہذا

وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۹۶﴾

اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک و

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ أَمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمٌ

سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی جملہ کہ ایمان لائی وٹ پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر

يُونُسَ لَكِنَّا أَمْنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي

یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۹۷﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ

دنیا کی زندگی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک اور اگر تیرا رب چاہتا تھا

لَأَمَنَّ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلَّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرَهُ

بے شک ایمان لے آتے تھے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے تمام اب کیا تو زیروستی کر دیتا

النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا أَمْوَمِينَ ﴿۹۸﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ

لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان اور کسی سے نہیں ہو سکتا قتل کہ

منزل ۳

بعد وَلَٰكِنْ يَسْتَبَلِّغُونَ مَقْدَرَهُ بِقَرِينَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فَيَجْعَلَ لِمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ جُجُودًا ﴿۹۹﴾ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نبی اور اس کی مشیت و توفیق کے بغیر کوئی شخص ایمان نہیں لاسکتا اور توفیق صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کی آیتوں میں عقل و فکر سے کام لیں اور ان کے دلوں میں ضد نہ ہو بلکہ ثابت اور تلاش حق کا جذبہ ہو۔ البر جہش شرک کی پلیدی جو لوگ عقل خدا و اسے کام نہیں دیتے وہ ہمیشہ شرک و ضلالت میں رہیں۔ اسی بات پر کہ ایمان لے آتے تھے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے تمام اب کیا تو زیروستی کر دیتا۔ اسی طرح کہے کے لوگ فتح مکہ میں ان پر فوج اسلام بھیجی تھی و غارت کو لیکن ان کا ایمان قبول ہو گیا اور ان دی۔ فتح الرحمن فلا یعنی تا ظاہر شود کہ برانہیا سابق نیز وحی نازل میشد ۱۲ فلا یعنی نزدیک نزول عذاب ۱۳۔

یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب

کی نجاست سے ملوث رہتے ہیں۔ اللہ آپ ان کو زمین و آسمان کی عجائب المخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیں مگر یہ تکوینی دلائل اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی آسمانی تعلیم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتی جن سے مہر جہاریت کی وجہ سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی ہو۔ اللہ یہ تحریف دنیوی ہے۔ ضدی اور معاند لوگوں پر دلائل و دلائل کا کوئی اثر نہیں ہوتا بس ان کے لئے یہی ایک راہ باقی ہے کہ گذشتہ معاند قوموں کا جو حشر ہوا یہ بھی اپنے لئے اسی انجام کا انتظار کریں لہذا تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ حق و باطل اور صادق و

کاذب کا فیصلہ ہو جائے۔ اللہ تراخی کے لئے نہیں بلکہ تعقیب و ذکر کی محیٹ ہے اور یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اللہ یہ دعوائی سورت کا علی سبیل تفصیلی بیان ہے، جب سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ہر بات سننا اور ہر چیز کو جاننا ہے اور اس کے سامنے کوئی شفع غالب نہیں تو پھر حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔ فَلَا أَعْبُدُ الْخَلْقَ مَعْبُودَانِ باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جز اول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ یہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مضمون ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک الہ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ اللہ یہ اُن آکون پر معطوف ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خالصہ دین حنیف یعنی وہ دین جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی طرف اپنا رخ سیدھا رکھوں اور شرک کی جانب ادنیٰ میلان بھی نہ کروں۔ وَلَا تَدْعُ الْخَلْقَ بِطِلَ فَلَا أَعْبُدُ میں عبادت غیر اللہ کی نفی کی گئی عبادت کا جزو اعظم چونکہ وعار اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے ممانعت فرمائی۔ یعنی تیرا نفع اور نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکار، پکار کے لائق

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے۔ فَلَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَا رَجُوعَ فِي الدَّارِینِ اَللّٰہ دیکھو، یہ خطاب بھی ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات ہے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں و المعنی وَلَا تَدْعُ اِيْہَا الْاَنْسَانُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ مالا ینفعلک الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۵)

موضح قرآن و کھینچ لینا ہے یعنی موت دینا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھت میں اس واسطے یہ بنادیا۔

یونس ۱۰

۳۸۷

یعتزرون ۱۱

تَوْمِنَ الْاَبَادِیْنَ اللّٰہُ وَیَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلٰی الَّذِیْنَ

ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو

لَا یَعْقِلُوْنَ ۱۰ قُلْ اَنْظُرُوْا مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

نہیں سوچتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اللہ

وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالتَّنْذِرُ عَنْ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۱۱

اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے

فَمَهْلُ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا

سوا کچھ نہیں جس کا انتظار کروں مگر ان ہی کے دن جو گذر چکے ہیں

مِنْ قَبْلِہُمْ ۱۲ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنْ

ان سے پہلے اللہ تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِیْنَ ۱۳ ثُمَّ نُنْجِیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے

كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۴ قُلْ یٰۤاَیُّهَا

اسی طرح اللہ ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو کہہ دے اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَا اَعْبُدُ

لوگوں! اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ

جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی

الَّذِیْ یَتَوَفَّکُمْ ۝۱۵ وَاْمُرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۶

جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں و

وَاَنْ اَقِمَّ وَجْہَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۝۱۷ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اور کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اللہ اور مت ہو

منزل ۳

مذہب تعقیب دنیوی

مذہب دنیوی سورت کا تفصیلی ذکر ۱۲

ہاں یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی نفع اور نقصان تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا اور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام و راحت عطا فرمائے جب نفع و ضرر اس کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو (وَلَا تَسْتَسْكِنُ إِلَهُهُ إِلَّا اللَّهُ يُضِرُّ مَا يَشَاءُ مِنْ دُونِ إِلَهِهِ مِنْ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ شَيْءٌ) تقریر لیا اور در فی حلیہ الصلۃ من سلب النفع من المعبودات الباطلة وتصویر اخفصا۔

یونس ۱۰

۳۸۸

یعتزرون ۱۱

الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا

شُرک والوں میں و اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ

يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ

بھلا کرے تیرا اور نہ بُرا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی ہو اس وقت

الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ يَسْتَسْكِنُ إِلَهُهُ يُضِرُّ فَلَا

ظالموں میں اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں

كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی نہیں

لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

بخشنے والا مہربان کہہ دے اے لوگو اللہ

حَبَاءُكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدَىٰ

پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر گئے

فَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ مِنْهُ نَسِيمًا ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَاللَّهُ

بہکا پھرے گا اپنے بے کو اور میں تم پر نہیں ہوں خمتار اور توکل

مَا يُؤْتِي إِلَيْكَ وَأَصْبِرْ حَتَّىٰ يَخُصَّكَ اللَّهُ ۚ

اس پر جو حکم پہنچے تیری طرف اللہ اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

منزل ۳

یہ سبحانہ الخ (روح ج ۱ ص ۱۹۹) ۱۱

یہ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ہے۔

لوگو! اللہ کی طرف سے حق تمہارے پاس

آچکا ہے اور دلائل سے واضح ہو چکا ہے

اس لئے اسے قبول کر لو اس میں تمہارا ہی

مخالفہ ہے جو شخص توحید اور دین حق کو قبول

کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کا کام کرتا ہے اور

جو اس کا انکار کرتا ہے وہ انکار و جحود کا

نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا۔

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِمَكِيلٍ میرا کام تبلیغ

حق ہے میں نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا باقی

رہا تم سے منوانا تو وہ میرا کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے

کہ میں اس چیز کی پیروی کروں جو میری

طرف وحی کی گئی ہے اور مسئلہ توحید

جس طرح دلائل کے ساتھ میں نے بیان

کیا ہے بالکل بعینہ اسی طرح ذریعہ وحی

مجھ پر نازل ہوا ہے۔ وَاَصْبِرْ اِلَيْهَا

کے لئے تسلی ہے یعنی اتباع وحی کی وجہ

سے اگر آپ کو کوئی تکلیف یا گزند پہنچے تو

آپ صبر و شہادت کا دامن ہاتھ سے نہ

چھوڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ

کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان

آپ کو کامیاب و کامران اور ان کو ناکام

اور ذلیل و خوار کر کے اپنا آخری فیصلہ

فرمادے۔ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ تَعَالَىٰ أَمْرُهُ

بِاتِّبَاعِ الْوَحْيِ وَالتَّنْزِيلِ فَإِنْ وَصَلَ

إِلَيْهِ بِسَبَبِ ذَلِكَ أَتْبَاعَ مَكْرُوهٍ

فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ إِنْ أُنِجَ مِنْهُ اللَّهُ فِيهِ

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (کبیر ج ۱ ص ۱۹۹)

وَلَا يَخْفَىٰ مَا فِي هَذِهِ الْآيَاتِ مِنَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَتَسْلِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَعْدِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْوَعِيدِ لِلْكَافِرِينَ (روح ج ۱ ص ۱۹۹)

موضع قرآن و حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے۔

سداً باقی کے لئے

سداً باقی کے لئے

سداً باقی کے لئے

سُورَةُ يُونُسَ کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ — تا — ذَلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (۱۷) نفی شرک اعتقادی و نفی شفاعت قہری۔ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔ یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۲۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَآءً — تا — لَا یَلِیْتُ لِقَوْمٍ یَّتَشَفَّعُوْنَ (۱۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ — تا — سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (۲۶) نفی شرک فی التصرف و نفی شفاعت قہری جو اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۴۔ وَ یَوْمَ تَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا — تا — مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (۳۶) دنیا میں جن کو کارساز سمجھ رکھا ہے آخرت میں وہ اپنے پجاریوں کی دعا اور پکار سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔
- ۵۔ هُوَ الَّذِیْ یُسَبِّحُکُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ — تا — فَجَنَّبَکُمْ عَنْہُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۷) نفی شرک فی التصرف۔ مشرکین مشکل ترین کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ یہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شَرِّکَآءِکُمْ — تا — فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ (۴۳) جن کو تم نے خدا کے شریک بنا رکھا ہے وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں اس لئے الوہیت کے لائق نہیں ہیں۔
- ۷۔ اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ — تا — وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (۶۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ قُلْ اَرَاَیْتُ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ — تا — اَمْ عَلٰی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (۷۷) نفی شرک فعلی، تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ یہ سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۹۔ وَ مَا یُکُوْنُ فِیْ شَآءٍ وَّ مَا تَنْتَلُوْا مِنْہٗ مِنْ قُرْاٰنٍ — تا — اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (۷۷) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ — تا — لِقَوْمٍ لَّیْسَ بِہُمْ — (۷۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۱۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ — تا — وَ هُوَ الْخَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۱۱۷) نفی شرک فی التصرف۔

آج بتاتے ہیں کہ ۳۸۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۱۲ بجے بعد دوپہر سورۃ یونس کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ الذی ینعمتہ
تتم الصالحات والصلوات والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔